اظہار محبت مشکل ہے

تحریر :انوشے

دوپہر کے وقت بھی کھڑکی پر پردے گرے ہونے کے باعث کمرے میں قدرے اندھیرا تھا۔

وہ کتاب کو سینے سے لگائے سیدھی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

آنکھوں سے مسلسل آنسوں نکل کر کنپٹی پر سے بہتے ہوئے بالوں میں جذب ہو رہے تھے،

بیڈ پر آس پاس اور بھی کتابیں بکھری پڑی تھیں۔

ناجانے وہ کتنے پیھر ایسی طرح روتے ہوئے گزار دیتی کہ اسکا فون بجنے لگ گیا اسنے سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگالیا دوسری طرف سے چہکتی ہوئی آواز آئی۔۔۔

ہیلو آئے نور کیا کر رہی ہو؟

کچھ نہیں لیٹی ہوئی تھی

اسنے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

اسکی آواز سن کر منہا ایک لمحے کے لئے ٹھٹکی تھی۔

تمھاری آواز کو کیا ہوا ہے؟ تم رو رہی تھیں کیا؟

منہا کا اتنا کہنا تھا اور نور کے آنسوں ایسے نکلنا شروع ہوئے جیسے اس سوال کے منتظر ہوں۔

for god sake

نور کیا ہوا ہے؟ یار بتاؤ تو سہی۔۔۔!

منہا.....! وہ مر گیا یار

نور روتے ہوئے کہہ رہی تھی منہا نے چینخھتے ہوئے پوچھا کون مر گیا؟

عابی۔۔۔۔!

یار کوئی اتنا اچھا، اتنا پیار کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے۔

وہ اپنے ماما پاپا کو منانے جا رہا تھا اور پھر اسکا آ

آکسیڈنٹ ہو گیا, اور وہ مر گیا.

اب وہ باقائدہ آواز سے رو رہی تھی آئے نور خدا کا واسطہ ہے تمھاری پہیلیاں ختم ہوگئی ہوں تو مجھے سیدھے سیدھے بتا دو کون عابی کس کا آکسیڈنٹ ہو گیا نور نے اپنے آنسوں پوچھ کر ناک رگڑتے ہوئے کہا۔ ۔ ۔ ۔!

اس دن جب ہم بک فیسٹیول میں گئے تھے، دوسری طرف سے جواب آیا ہاں تو؟

میں نے ایک ناول لیا تھا، ہاں تو پھر آگے بتاؤ یار؟ منہا نے جھنجھلاہٹ سے کہا تھا تو اس ناول کا ہیرو تھا عابی "عباد عزیر" نور کی آواز پھر بھرائی ہوئی تھی۔۔۔

دوسری طرف منہا نے غصے میں سختی سے دانت بھینچے تھے اسنے دانت بھیچتے ہوئے کہا نور خبردار جو تمنے آگے یہ بولا کے تم اس افسانوی کردار اپنے عابی کے لئے رو رہی تھیں۔

ورنہ میں نے موبائل میں گھس کے تمھارا منہ توڑ دینا ہے منہا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تھا

ہاں تو میں اور کس کے لئے رو رہی تھی اسی کے لئے تو رو رہی تھی وہ اتنا اچھا.....

نور..! پلیز پلیز چپ کر جاؤ میں تمھارے ناول کریکٹر کی تعریف سننے کے بلکل موڈ میں نہیں ہوں،

ناہی میں تم سے تمھارے عابی کے تعزیت کر سکتی ہوں، منہا کو پتا تھا

کہ اب آئے نور نے ناول اور اسکے ہیرو کی تعریفوں کے پل باندھ دینے ہیں اور کیونکہ ہیرو بیچارہ مر گیا ہے تو کم سے کم اسے ہفتہ بھر اسکے مرنے کا سوگ منانا تھا.

وہ اسی طرح کوئی بھی ناول پڑھنے کے بعد منہا کو اس ناول کے بارے میں بتا کے اسکا سر کھاتی تھی اور کیونکہ منہا کو ناولوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

تو وہ بامشکل ہی یہ سب ہضم کر پاتی تھی

آئے نور نے خفا ہوتے ہوئے کہا میں کونسا تمھیں کچھ بتا رہی ہوں وہ تو تم نے پوچھا اسلئے بتا دیا ورنہ تم ناول نا پڑھنے والے کیا جانو ہم ناول ریڈرز کا درد۔ ۔ ۔

ہنہہ۔۔۔۔۔۔

منہانہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اچھا اب خفا نہ ہو جانا یار۔ ۔ ۔

میں نے تمھے اسلئے فون کیا تھا اگر تمھیں اسکالرشپ کے لئے اپلائے کرنا ہو تو کل یونیورسٹی جا کر پتا کر لو۔۔۔

کیا مطلب جا کے پتا کر لو نور نے فوراً کہا۔۔۔

بیشک تمھے اسکالرشپ نہیں لینی لیکن کمز کم میرے ساتھ تو چلو۔۔۔

سوری نور میں ضرور چلتی لیکن مجھے کل ماما کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے وہاں جانا بھی ضروری ہے میں نہیں چل سکوں گی تم چلی جانا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آئے نور نے افسردہ لہجے میں کہا اور بتاؤ آنٹی کیسی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ !

□ ----------

*----------

کیفے میں سگریٹ، شیشے اور چائے کی ملی جلی خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

وہ لوگوں کے ہجوم میں کرسی پر گٹار تھامے بیٹھا کوئی گانا گنگنا رہا تھا۔

اسنے بلو جینز پر وائٹ شرٹ پھن رکھی تھی آستینوں کو کہنیوں سے تھوڑا نیچے تک موڑا ہوا تھا۔۔۔

بائیں ہاتھ میں ایک مہنگے برینڈ کی گھڑی پہنی ہوئی تھی، جس کی چمک دور سے ہی اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی

جب وہ گا چکا تو پورا کیفے تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔۔

اسنے صرف مسکرا کر داد وصول کی اور وہاں سے اٹھ کر کونے کی ایک ٹیبل کے ساتھ لگی کرسی پر ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔۔۔۔

اپنے لال اور کالے رنگ کے گٹار کو اسنے ٹیبل سے لگا کر کھڑا کر دیا تھا۔ گٹار کے تاروں کے پاس کونے میں نگوں سے کچھ الفاظ لکھے گئے تھے شاید دو نام تھے اور ان ناموں کے بلکل نیچے لکھا تھا

"Buddies"

ایک لڑکا اسکے سامنے آ کر بیٹھا تھا۔۔۔

یار شافع تم کہاں ان بزنس کے چکروں میں پڑھ رہے ہو تم اتنا اچھا گاتے ہو تمھے تو گلوکار ہی بننا چاہیے تمھے آفر تو آتی ہوں گی؟

 وہ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر ہاتھ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا

پھر کچھ دیر بعد بولا۔۔۔

میرے باپ کو جانتے ہو؟؟

سامنے بیٹھے لڑکے نے مسکرا کر کہا انھے کون نہیں جانتا یار۔۔۔

میرے بابا کہتے ہیں یہ گانا بجانا میراسیوں کے کام ہیں.

سامنے بیٹھے لڑکے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کیا شافع آج کل ایسا کون سوچتا ہے.

میرے بابا سوچتے ہیں۔

لیکن تم تو گاتے ہو نا یار

ہاں تو ایسا میرے بابا سوچتے ہیں میں تو نہیں

کیا مطلب؟؟؟

شافع اپنا گٹار اٹھا کر کھڑا ہو گیا تھا

کچھ نہیں۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ سامنے والے کو سوچوں میں الجھا کر باہر کی طرف چل دیا تھا

سامنے بیٹھے لڑکے نے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو زیر لب بولا

''مجال ہے جو یہ لڑکا کبھی سیدھی طرح بات کرلے''

---

*---

وہ ہاتھ میں سموسہ لئے کرسی پر بیٹھا سامنے والے شخص کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔
سامنے ٹیبل پر دو پلیٹ اور ایک خالی کین پڑا تھا جس میں سے ایک پلیٹ میں تھوڑے سے فرائس تھے۔۔۔ جنھے وہ وقتاً فوقتاً سموسے کے ساتھ منہ میں ڈال رہا تھا، دوسری پلیٹ کو دیکھ کر پتا چل رہا تھا کے کچھ دیر پہلے چاٹ سے انصاف کیا گیا ہے۔۔۔۔

ہاں تو آفتاب صاحب آپ نیوٹن کا تھرڈ لو کب تک سنائیں گے ؟ سوال بڑی سنجیدگی سے پوچھا گیا تھا۔۔۔
زایان میں آپ کو پچھلے آدھے گھنٹے سے تقریباً ہر سبجیکٹ کا پیپر دے چکا ہوں اب مجھے بخش دو۔۔۔۔!
آفتاب صاحب کے چہرے پر جھنجھلاہٹ صاف واضح تھی
ارے آفتاب صاحب دو ہی تو سوال پوچھے ہیں.
" بڑی معصومیت سے کہا گیا تھا"

آپ اتنی بڑی یونیورسٹی کے اتنے بڑے عہدے پر فائز ہیں اب مجھ ناچیز کا اتنا تو حق بنتا ہے کے آپ کا تھوڑا سا امتحان ہی لے لیا جائے۔۔

اسنے تین فرائس اٹھا کر ایک ساتھ منہ میں ڈالے تھے۔۔۔

اگر نہیں یاد تو سیدھے سیدھے بول دیں کے مجھے نہیں یاد۔۔۔

اس میں شرمانے والی کونسی بات ہے۔

آفتاب صاحب کو پتا تھا" یہ بولنا کہ انھے نیوٹن کا تھرڈ لا نہیں یاد" انکے لئے کتنی بڑی حماقت ثابت ہو گا۔۔۔

زایان نے پوری یونیورسٹی میں یہ بات آگ کی طرح پھیلا دینی تھی۔

وہ اسے جھڑک بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ آخر وہ یونیورسٹی کے "ایڈمیشن ڈائریکٹر" کا بھانجا اور شہر کے بہت ہی قابل اور مشہور "بینسٹر حیدر آفاق" کا بیٹا جو ٹھیرا۔۔۔

زایان اسی یونیورسٹی سے "ایم بی اے" کر رہا تھا آج کل اسکا لاسٹ سمسٹر چل رہا تھا۔۔۔

وہ مزاج کا نہایت ہی شوخ و چنچل تھا یونیورسٹی میں تو اسنے اپنے لئے گھر جیسا ماحول بنایا ہوا تھا۔۔۔

اسکا معمول تھا کبھی کسی پروفیسر سے عجیب و غریب سوال کر کے انھے پریشان کرنا تو کبھی کسی اسٹوڈنٹ کے پیسوں سے کینٹین خالی کرنا۔

یونیورسٹی کے سب لوگ اسکی حرکتوں سے واقف تھے اس لئے بعض اسٹوڈنٹ تو اسے دور سے ہی دیکھ کر اپنا راستہ بدل لیتے۔۔۔۔

"خود کو معصوم ظاہر کرنا اور کہلوانا بھی اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا"

کچھ لڑکیوں کے لئے وہ "کیوٹ اور سویٹ" تھا تو کچھ لڑکوں کے لئے "بھوکا شیطان"

کھانا اسکی کمزوری تھی جہاں کھانا وہاں "زایان حیدر"

وہ ان خوش نصیب لوگوں میں بھی شامل تھا جو جتنا بھی کھالیں لیکن موٹاپا انھیں چھو کر بھی نہیں گزرتا۔۔

جہاں وہ اتنا شوخ و چنچل تھا وہیں دوسری طرف نرم دل طبیعت کا مالک تھا

جس سے صرف کچھ ہی لوگ باخبر تھے

آج اسنے آفتاب صاحب کو گھیرا ہوا تھا ہاں تو آفتاب صاحب آپ کے پاس دو آپشن ہیں

نمبر ایک۔۔آپ کہہ دیں آپ کو اس سوال کا جواب نہیں آتا

اور نمبر دو۔۔آپ کہہ دیں کہ

"I don't know"

زایان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا

آفتاب صاحب نے آنکھوں کو بڑا کر کے کہا یہ کیا بات ہوئی دونوں باتوں کا ایک ہی تو مطلب ہے۔۔۔

ان کے گڑبڑا جانے والے انداز پر زایان کا قہقہہ بلند ہوا تھا

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔

چلیں میں دوسرا سوال پوچھ لیتا ہوں اسنے بچے ہوئے فرائس ایک ساتھ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا سموسہ تو وہ پہلے ہی ہضم کر چکا تھا۔۔۔

زایان نے ٹیبل پر ذرا آگے ہو کر بڑی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

لیکن پہلے ایک اور کین تو منگوادیں یہ کہہ کر وہ واپس اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

آفتاب صاحب کا دل کیا تھا کہ اپنے بال نوچ لیں کے کونسی گھڑی میں انھوں نے اس لڑکے کو اپنے آفس میں بٹھایا تھا۔۔۔

زایان نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر پھر سنجیدگی سے کہا ہاں تو آفتاب صاحب آپ کا اگلا سوال بہت ہی آسان سا ہے۔۔۔

سوال یہ ہے کہ قائدِ اعظم کے چودہ نکات تو سنادیں؟

آفتاب صاحب کی برداشت جواب دے گئی تھی انھوں نے فوراً کرسی پر سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا زایان بیٹا مجھے بہت ضروری کام ہے مجھے نیچے جانا ہو گا۔۔۔

وہ کرسی پر سے اٹھے ہی تھے جب دروازے پر دستک ہوئی

"May I come in"

آفتاب صاحب کے لئے یہ آمد غنیمت ثابت ہوئی کم سے کم انھے اب زایان کے سوالوں کا جواب تو نہیں دینا پڑے گا انھوں نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

جی come in.

اسّلام و علیکم۔۔۔۔!

و علیکم اسّلام آفتاب صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

جی کہیے۔۔۔!

سر مجھے اسکالرشپ کے بارے میں انفرمیشن چاہیے تھی۔۔۔

آفتاب صاحب نے سپاٹ چہرے سے کہا جی تو آپ آن لائن اپلائے کریں۔۔

زایان نے اپنی کرسی نہیں موڑی تھی وہ اسی طرح آفتاب صاحب کی طرف منہ کئے بیٹھا پیپر ویٹ گھما رہا تھا۔۔۔

نور نے اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی وہ پہلی بار اسطرح اکیلی آئی تھی ورنہ وہ ہمیشہ منہا یہ اپنی کسی اور دوست کو ساتھ لاتی اگر اسکی اس یونیورسٹی میں ایڈمیشن کی اتنی خواہش نہ ہوتی تو وہ آج بھی یہاں اکیلے نہ آتی۔

سر دراصل اسکالرشپ کے لئے یونیورسٹی نے جتنی پرسنٹیج ریکوائرڈ کی ہے میری اس سے کم پرسنٹیج ہے اس لئے میں پوچھنا چاہ رہی تھی کہ کم پرسنٹیج والوں کا کوئی چانس ہے؟ نور نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔۔

آپ کا نام کیا ہے آفتاب صاحب نے پوچھا

آئے نور۔۔۔۔۔

"آئے نور صدیقی"

زایان اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا شاید کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔

دیکھیں مس آئے نور صدیقی یونیورسٹی نے اپنے لیول کے حساب سے اسکالرشپ کے لئے پرسنٹیج رکھی ہیں، ہمارے یہاں قابل اسٹوڈنٹس کو ہی اسکالرشپ فراہم کی جاتی ہے

،

اور جو اس پر سنٹیج کو کراس کرتے ہیں انھے پھر ایک ٹیسٹ دینا پڑتا ہے، جو پاس ہوتا ہے ان میں سے بھی کچھ اسٹوڈنٹس کو ہی اسکالرشپ دی جاتی ہے. اور آپکی تو پر سنٹیج ہی اتنی نہیں ہے جتنی یونی نے رکھی ہے

نور کو لگا تھا وہ اب رو دے گی اسکی شدید خواہش تھی اس یونی میں ایڈمیشن کی بابا ایڈمیشن کے لئے مان نہیں رہے تھے، اور اس یونیورسٹی کی فیس بھی بہت زیادہ تھی اسنے کہا تھا وہ اسکالرشپ پر پڑھ لے گی لیکن اسے پتا تھا اسے یہاں اسکالرشپ بھی نہیں ملے گی۔

وہ ہر چیز سے واقف تھی لیکن وہ چاہتی تھی کوئی معجزہ ہو جائے اسے اس یونی میں ایڈمیشن مل جائے وہ اپنی کھوکھلی امیدوں کے ساتھ یہاں آئی تھی۔۔۔

اور اسے پتا تھا امید اب ٹوٹ جائے گی اسنے اپنے آنسوں اور آواز پر قابو پاتے ہوئے کہا

۔۔

سر مجھے اسکالرشپ کی ضرورت ہے۔۔

دیکھیں مس آئے نور ایسے ہزاروں اسٹوڈنٹس ہیں جنہیں اسکالرشپ کی ضرورت ہے جو اس یونی میں پڑھنا چاہتے ہیں۔

اور وہ آپ سے زیادہ قابل ہیں

انٹر اور بیچلر کے بعد اگر کوئی اسٹوڈنٹ یونی میں پڑھنا چاہتا ہے تو زیادہ تر اسٹوڈنٹ کی پہلی خواہش یہ یونی ہوتی ہے ہم ہر کسی کو تو ایڈمیشن نہیں دے سکتے نا؟۔۔۔

اور بھی بہت اچھی یونیورسٹی ہیں آپ وہاں اپلائے کر کے دیکھیں۔

نور کو اب وہاں کھڑے رہنا مشکل لگ رہا تھا، آنسوں تھے کے نکلنے کے لئے بیتاب ہو رہے تھے

اس کو آنسوں پر بھی غصہ آرہا تھا کوئی لندن، امریکہ کی یونیورسٹی کی خواہش تو نہیں کی تھی اسنے تلخی سے سوچا تھا۔۔۔

اوکے تھینکیو سر۔۔۔

کہتے ہی وہ فوراً باہر نکل گئی تھی مڑتے ہی آنکھوں کو بیدردی سے رگڑا تھا

آپ کی پرسنٹیج کتنی ہے؟ مس آئے نور وہ دروازے سے نکل کر چند قدم ہی چلی تھی۔۔

جب کسی کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی.....

اسنے مڑ کر دیکھا تو زایان اسی سے مخاطب تھا۔۔۔

اسنے بلیک جینز پر بلیک ہی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ایک ہی ہاتھ میں ایک چوڑا سا بینڈ اور گھڑی پھنی ہوئی تھی۔۔۔

اندر ساری گفتگو میں نور نے اس پر صرف ایک نظر ڈالی تھی۔۔

جی؟نورالجھن کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

میں نے فارسی یہ عربی میں تو کچھ نہیں پوچھا آپ کی پرسنٹیج کتنی ہے؟

نور نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا تھا"75٪"

زایان نے پرسوچ انداز میں کہا

ہممممم۔۔۔۔۔!

اگر آپ کا ایڈمیشن ہو گیا تو آپ مجھے کیا انعام دیں گی۔۔۔

جی؟؟نور نے چونکتے ہوئے کہا۔۔۔

دیکھیں میں اردو میں بات کر رہا ہوں آپ پھر بھی جی؟؟جی؟؟ کی جا رہی ہیں اگر آپ کوئی اور زبان سمجھتی ہیں تو مجھے بتا دیں میں اس میں آپ سے مخاطب ہو جاؤں گا۔۔۔

نور مسلسل الجھن کا شکار تھی

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سیدھی طرح کہیں۔۔۔

میں آپ کو اسکالرشپ دلوا سکتا ہوں لیکن بات یہ ہے اس سب میں مجھے کیا فائدہ ہو گا

۔۔۔

نور کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا

جی لیکن۔۔۔! سر نے تو کہا کہ میری پرسنٹیج اسکالرشپ کے لئے کم ہے تو مجھے ایڈمیشن نہیں مل سکتا اور آپ کیوں مجھے اسکالرشپ دلوائیں گے۔۔

''ایڈمیشن ڈائریکٹر آپ کے ماما لگتے ہیں کیا؟''

زایان نے شوخ مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا ایسا ہی سمجھ لیں۔۔

اور آپ نے کہا نہ آپ کو ضرورت ہے

وہ تو اور لوگوں کو بھی ہے آئے نور نے فوراً کہا۔۔

میں آپ کی بات کر رہا ہوں مس آئے نور

آپ مجھ پر ترس کھا کر یہ سب کہہ رہے ہیں؟ نور کچھ شرمندہ سی ہوئی تھی

نہیں میں نے کوئی خدمت خلق فاؤنڈیشن تو نہیں کھولا کے میں آپ پر ترس کھاؤں گا

میں آپ سے ڈیل کروں گا۔۔۔۔

نور ایک لمحے کے لیے ٹھٹک کر دو قدم پیچھے ہوئی اور تیز لہجے میں کہا کس طرح کی ڈیل؟

ارے ارے ذرا تحمل سے محترمہ میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں آپ میری ڈیل سن تو لیں۔۔۔

اگر میں نے آپ کو اسکالرشپ دلوا دی تو اور آپ اس یونی کا حصہ بن گئیں تو

"آپ کو روز دو برگر تین فرائس کی پلیٹ اور تین سوفٹ ڈرنک کے کین مجھے دینے پڑیں گے اور ہاں ہفتے میں ایک دن آئسکریم بھی کھلانی پڑے گی" وہ بھی صرف پانچ

زایان نے سب چیزیں ہاتھ پر گنتے ہوئے کہا

آئے نور کو لگا تھا سامنے کھڑا ہوا شخص یا تو خود پاگل ہے یا اسے سمجھ رہا ہے دیکھیں میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہے آپ اپنا ٹائم پاس کہیں اور جا کر کریں۔

نور جانے کے لئے مڑی تھی۔۔۔

لگتا ہے آپ مجھے سنجیدگی سے نہیں لے رہیں۔۔۔

نور رک کر واپس مڑی اور کہا جی آپ نے بلکل صحیح سمجھا کیونکہ میں اتنی پاگل بھی نہیں ہوں کے آپ ٹائم پاس کریں اور میں ہمدردی سمجھوں۔۔۔

دیکھیں میں نہ ٹائم پاس کر رہا ہوں نہ

ہی کوئی ہمدردی میں آپ سے ڈیل کر رہا ہوں میں نے آپ کو اپنی ڈیمانڈز بتائی ہیں آگے آپ کی مرضی ہے زایان نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نور کو حیرانگی ہو رہی تھی

آپ سچ میں صرف برگر اور فرائس کے لیے مجھے اسکالرشپ دلوا سکتے ہیں؟

زایان آنکھوں کو بڑا کر کے بولا لگتا ہے آپ نے میری بات ٹھیک سے نہیں سنی میں نے برگر، فرائس، آئسکریم اور کولڈ رنک کی بات کی تھی اور جہاں تک بات اسکالرشپ کی ہے تو فرائس کے لئے تو میں کسی کا قتل بھی کر سکتا ہوں

نور کو لگا تھا سامنے کھڑے شخص کا کوئی نٹ ڈھیلا ہے۔۔۔

□

□ میں نے آپ کو اپنی ڈیل بتا دی باقی آپ کی مرضی ہے۔۔۔

اگر آپ آفر میں انٹرسٹڈ ہیں تو اپنی مارک شیٹ اور دوسرے ضروری ڈاکومنٹس مجھے دے دیں اور اسکالرشپ کا آن لائن فارم جا کر فل کر دیں اسنے بڑے اطمینان کے ساتھ کہتے ہی واپسی کے لیے قدم بڑھا دئے تھے۔۔۔

نور کو اس شخص کی باتوں پر ذرّہ بھر بھی یقین نہیں تھا لیکن اسنے قسمت کو ایک بار پھر آزمانہ چاہا تھا

رکیں۔۔۔۔

اسنے بیگ میں سے مارک شیٹ اور ایک دو ضروری ڈاکومنٹس نکال کر زایان کی طرف بڑھائے اور پھر ہاتھ واپس کھینچ لیا۔۔۔

اگر آپ فروڈی نکلے تو؟ میں آپ پر یقین نہیں کر سکتی آپ ایک کام کریں آپ اپنے N.I.C کی کاپی مجھے دے دیں

زایان نے کوفت سے اااووووففففف کیا تھا۔۔۔

پھر اپنا والٹ نکال کر اس میں سے N.I.C کی کاپی نکال کر نور کی طرف بڑھائی

جیسے ہی نور نے لینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا زایان نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔

اگر آپ فروڈی نکلیں تو؟؟؟؟ میں آپ پر یقین نہیں کر سکتا زایان نے اسی کے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

پھر جیب میں سے پین نکال کر فوٹو کاپی پر ایک ترچھی لکیر کھینچی تھی اب ٹھیک ہے

۔۔۔۔

وہ کیا ہے نہ زمانہ خراب ہے اور میں معصوم N.I.C ایسے ہی کسی کو نہیں دینا چاہیے

۔۔۔

آئے نور نے زایان کے ہاتھ سے فوٹو کاپی لے کر بیگ میں رکھ لی

او کے پھر کام ہونے کے بعد ملتے ہیں

اللہ حافظ

زایان نے ہاتھ ماتھے پر لیجاتے ہوئے کہا اور مڑ گیا۔۔۔

کمرے میں چار و طرف اندھیرا تھا۔۔۔وہ بیڈ پر چت لیٹا سو رہا تھا نیند میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ بے چینی سے بیڈ پر ہاتھ مار رہا تھا۔۔۔

اور کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا الفاظ واضح نہ تھے،،،،،،،

یکدم وہ کسی کا نام لے کر اٹھ بیٹھا

سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ کمرے کی خاموشی میں دھڑکنوں کی آواز وہ واضح سن سکتا تھا۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑا کر لیمپ آن کیا،

ہاتھ سے ماتھے پر آئے ہوئے پسینے کو صاف کیا ایک لمبی سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔۔۔

لیکن اسکا کمرے میں دم گھٹ رہا تھا

وہ خود کو نارمل نہیں کر پا رہا تھا وہ بیڈ پر سے اٹھ کر کمرے کے ساتھ بنی چھوٹی سی بالکونی میں آ گیا تازہ ہوا نے جب چہرے کو چھوا تو جیسے ایک سکون کا احساس ہوا۔۔۔۔

قریب ہی نہر کے پانی کا ہلکا سا شور جیسے اسے سکون پہنچا رہا تھا وہ یہاں آ کر ان ہی کیفیات کا شکار ہوا کرتا تھا

اسنے بالکونی کے لکڑی کے تختے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر گردن جھکالی اسکی آنکھ سے
آنسوں کا ایک قطرا نکل کر اسکے ہاتھ کی پشت پر گرا تھا
کافی دیر تک وہ چپ رہا کچھ دیر بعد صرف ایک جملہ کہا تھا۔۔۔!
"میرا درد کم نہیں ہوتا"

---

*----------

ارمینہ بیگم کچن میں مصروف تھیں آئے نور گھر پہنچی تو سیدھا انکے پاس کچن میں آ گئ

اسّلامُ وعلیکم۔۔۔!
وعلیکم اسّلام.
یہ چہرا کیوں بجھا ہوا ہے کام نہیں ہوا کیا؟انھوں نے آئے نور کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔۔
آئے نور نے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ کر چھت کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔
میرے کام کبھی وقت پر ہوئے ہیں جو آج ہو جاتا؟
کیا ہوا ہے کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔؟

ارمینہ بیگم پریشان ہو کر اسکے پاس آ کر بیٹھ گئیں تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں بس آپ تو جانتی ہے نہ ہر جگہ سفارش اور پیسہ چلتا ہے،،،،، مجھے وہاں اسکالرشپ پر ایڈمیشن کبھی نہی ملے گا ماما اور بابا میرٹ پر ایڈمیشن کروائیں گے نہیں،

ارمینہ بیگم نے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر مایوسی سے کہا،،،،،

تم تو جانتی ہو نا اپنے بابا کو کتنی مشکلوں سے تو تمھے انھوں نے یونیورسٹی میں پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

جی ماما میں بابا کے مزاج کو بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ آپ یہ سب چھوڑیں کھانا لگائیں، پھر ساتھ میں کھاتے ہیں وہ اسکارف کھولتے ہوئے اٹھ گئی.

اسنے ماں کو اداس دیکھ کر بات بدل دی تھی اسے سب برداشت تھا لیکن ماں کی اداسی اور غم نہیں۔۔۔۔

ارمینہ بیگم ایک گورنمنٹ اسکول کی ٹیچر رہ چکی تھیں. اور اب ریٹائرمنٹ کے بعد گھر پر ہی ہوتی تھیں۔۔۔

صدیقی صاحب ایک فرم میں اچھی پوسٹ پر ملازمت کر رہے تھے. مزاج کے خاصے گرم آدمی تھے۔۔۔

آئے نور انکی ایکلوتی بیٹی تھی

لیکن انھے بیٹے کی خواہش تھی۔۔۔

وہ آئے نور سے پیار تو کرتے تھے لیکن بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اکھڑے رہتے۔

بات بے بات پر غصہ کر جاتے۔

وہ آئے نور کے یونیورسٹی میں داخلے کے لئے راضی نہیں تھے۔

اور اس یونیورسٹی کی فیس بھی کچھ زیادہ ہی تھی تو وہ اور نہیں مان رہے تھے

وہ اسکی شادی کرا دینا چاہتے تھے آئے نور نے بہت منت سماجت سے انھے راضی کیا تھا

لیکن انھوں نے کچھ شرائط رکھ دی تھیں

---

*۔۔۔

زایان مارکس شیٹ کو ہاتھ میں لئے بیڈ پر لیٹا سوچوں میں گم تھا پھر خود ہی بڑبڑانے لگا۔۔

۔

زایان بیٹا کھانے کے چکر میں ذمہ داری تو لے لی۔۔۔

لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ، تمھارے کارنامے تو ایسے ہے ہی نہیں کے تم ماموں یا بابا سے بات کرو اور کام ہو جائے۔

ماموں نے تو میری بات سننے سے پہلے ہی انکار کر دینا ہے.

وہ خود سے ہی باتوں میں مصروف تھا

پھر کچھ سوچنے لگا اچانک آنکھوں میں چمک نمودار ہوئی،،،،،

چٹکی بجاتے ہوئے بیڈ سے اٹھا جیسے شیطانی دماغ میں ترکیب آگئی ہو۔۔۔۔

زایان نے موبائل اٹھا کر اون کیا تو اسکرین پر تصویر جگمگا رہی تھی۔۔۔۔

میری جان تم کب اپنے جگر کے کام آؤ گے۔۔۔

اسنے سکرین پر پیار کرنے کے لئے ہونٹ رکھے اور پھر ایک جھٹکے سے موبائل بیڈ پر پھینک کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھا.....

"توبہ ہے موبائل تو ایسے گرم ہو رہا ہے جیسے اپنے اوپر روٹیاں سیکھنی ہو"

بتمیز۔۔۔!

اسنے موبائل کو اٹھا کر غصے سے دیکھا تھا اور پھر باہر کی طرف چل دیا

---

*---

جی ماما میں ائیر پورٹ کے باہر ہوں،،،،جی میٹنگ اچھی رہی، کچھ دیر میں گھر پہنچ جاؤں گا۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔!

شافع نے موبائل کان سے ہٹا کر کیب کا دروازا کھولا ہی تھا کہ، کوئی بہت زور سے اسکی پیٹھ پر جھپٹا تھا۔۔۔

شافع نے فوراً اس کی گردن کو بازو میں زور سے دبوچا۔۔۔

ارے شافع میں ہوں چھوڑ یار مارے گا کیا؟؟؟؟

شافع نے گرفت ڈھیلی کری تھی وہ فوراً اسکے بازو میں سے نکل کر سامنے آیا تھا،،،،

جان سے مارو گے کیا سارا ہئیر سٹائل خراب کر دیا اتنی محنت سے بنایا تھا۔

زایان اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر منہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔

شافع نے پہلے حیرت سے آنکھیں پھاڑی پھر زایان کے پیٹ میں ہلکا سا گھونسا مار کر کہا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

اور زایان جواب میں اتنی زور سے چیخا تھا کے آس پاس سے گزرتے ہوئے کچھ لوگ انکی طرف متوجہ ہو گئے،،،،

شافع نے سب کو نظر انداز کر کے زایان کو کھینچ کر زور سے گلے لگا لیا تھا زایان نے بھی مضبوطی سے شافع کے گرد بازو پھیلا دیئے تھے،،،،،، صحیح ہے بھائی

"پہلے گردن توڑو، پھر مکلمار واور پھر اسطرح گلے لگا کر پسلیاں توڑ دو"،،،

شافع نے الگ ہوتے ہوئے کہا زیادہ ڈرامے نہ کرو۔۔۔۔۔

"ہاں تم پیار پیار میں ہمیں توڑ پھوڑ دو اور ہم ڈرامے بھی نہ کریں"

،،،،،زایان نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

دونوں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔

تم یہ بتاو تم یہاں کیسے ؟ شافع نے زایان کے بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تھا

وہ دراصل ایک لڑکی ہے اسے لینے آیا تھا لیکن اب وہ مل نہیں رہی۔۔۔

ظاہر سی بات ہے تمھے لینے آیا تھا زایان نے جتاتے ہوئے کہا.

میرا مطلب ہے تمھے تو میں نے بتایا نہیں تھا کہ میں آج آرہا ہوں پھر تمھیں کیسے پتا چلا؟

بس دیکھ لو "دل کو دل سے راہ ہوتی ہے" زایان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

۔۔

مجھے پتا ہے ماما نے بتایا ہو گا

اچھا سنو زایان نے سنجیدگی سے کہا تھا

نہیں میں کچھ نہیں سن رہا میں تمھے کچھ کھلانے کے موڈ میں نہیں ہوں جو کھانا ہے گھر جا کے کھانا چلو شاباش شافع نے زایان کی گاڑی کے طرف جاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بہت برے ہو یار تم تو

بندہ بغیر بولائے ایئر پورٹ لینے آیا ہے یہ نہیں کہ کم سے کم جوس ہی پلا دے۔۔۔

سب گھر جا کر پینا ماما انتظار کر رہی ہوں گی شافع نے مڑے بغیر کہا تھا،،،،،،،

اچھا تم چلو میں چپس اور جوس لے کر آتا ہوں،،،

شافع گاڑی میں بیٹھ گیا تو کچھ دیر بعد زایان گاڑی میں آ کر بیٹھا تو ہاتھ میں تین چپس کے پیکٹ اور دو کین لئے ہوئے تھا،،،

دو پیکٹ ڈیش بورڈ پر رکھے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے ایک پیکٹ کھول لیا.....

شافع نے کین لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو زایان نے حیرت بھری نظروں سے شافع کی طرف دیکھا

کیا؟؟؟؟؟؟؟؟؟

تم تو گھر جا کر کھاؤ گے پیو گے نا

اچھا تو تمھے ابھی اور پٹنا ہے شافع نے مکا دیناتے ہوئے زایان کی طرف دیکھا تھا

اچھا اچھا دیتا ہوں بھائی تم تو خون خرابا کرنے پر تلے ہوئے ہو زایان نے ایک کین شافع کی طرف بڑھا دیا تھا۔۔۔

زایان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے جیب میں سے والٹ نکال کر شافع کی طرف بڑھایا شافع نے سوالیہ نظروں سے زایان کی طرف دیکھا

زایان نے دانت نکالتے ہوئے کہا رکھ لو تمھارا ہی ہے

اور اگلے لمحے زایان شافع کے موکّے کا حقدار بنا تھا.

---

*---

آئے نور نے اون لائن فورم بھر کر کے جما کر دیا تھا.

اب وہ بیڈ پر لیٹی سوچوں میں گم تھی امید اسے ذرّہ بھر بھی نہیں تھی بس ایک خواہش تھی اور بہت ساری دعائیں تھی کہ کاش معجزہ ہو جائے

لیٹے لیٹے اسے اپنی ایک کلاس فیلو یاد آگئی،،،،،

وہ لوگ کینٹین میں بیٹھے بات کر رہے تھے

جب اسکی دوست نے آئے نور سے پوچھا؟

نور تم کس یونی میں ایڈمیشن لو گی

نور نے یونیورسٹی کا نام بتایا تو اسکی دوست نے کہا.....

اس یونیورسٹی میں تو میرے بابا آسانی سے ایڈمیشن کروادیں گے میرا لیکن مجھے یہ یونیورسٹی پسند نہیں ہے۔۔۔

میں ماسٹرز باہر جا کر کروں گی.....

آئے نور کو پتا تھا وہ کہیں بھی ایڈمیشن لے سکتی ہے اسکے بابا بہت بڑے آدمی تھے پھر اسے اپنے گھر کام کرنے والی بوا یاد آئی ایک دن وہ اپنے نئے شوز اور کپڑے نکال کر انھے دے رہی تھی تب انکے چہرے پر کتنی والہانہ خوشی تھی جب کے نور کو وہ کپڑے اور شوز ایک آنکھ نہ بھائے تھے

پتا ہے.....!

"انسان کو پتا بھی نہیں ہوتا کہ جو چیز ہمارے لئے اہم ہے وہ دوسروں کے لئے کتنی معمولی ہے
اور ہمیں بھی یہ نہیں پتا ہوتا جو چیز ہمارے لئے معمولی ہے وہ کسی اور کے لئے کتنی اہم ہے"
نور نے خود سے سرگوشی کی۔۔۔

---

*---

وہ لوگ کھانے کی میز پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ماحول کھا سا گرم محسوس ہو رہا تھا۔

تہمینہ بیگم کچھ نہ کچھ اٹھا کر شافع اور زایان کی پلیٹ میں ڈال رہیں تھیں،،،،،
کھانا خاموشی سے کھایا جا رہا تھا کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں تھی
اور زایان تو ایسے معصوم بن کر کھانا کھا رہا تھا جیسے اسنے اپنے اندر کے ندیدے شیطان کو نیند کی گولیاں کھلا کر سولایا ہو.

خاموشی کے طویل وقفے کے بعد یہ خاموشی تہمینہ بیگم نے ہی توڑی زایان بیٹا اب تو لاسٹ سمسٹر چل رہا ہے تم لوگوں کا تو پڑھائی مکمل کرنے کے بعد کیا ارادہ ہے ؟
اگر سامنے تیمور علی وارثی نہ بیٹھے ہوتے تو وہ کہتا ارادہ کیا کرنا ہے آنٹی
پڑھائی ختم ہو جائے بس پھر

"گھومیں گے ، پھریں گے ، ناچیں گے ، گائیں گے ، عیش کریں گے اور کیا"

لیکن اسنے نہایت ہی مہذب لہجے میں جواب دیا
آنٹی بس پڑھائی ختم ہو جائے تو انشاءاللہ بزنس سیٹ کرنے کی سوچوں گا انکل کی طرح بڑا بزنس مین جو بن نہ ہے اسنے مسکراتے ہوئے تیمور صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

انھوں نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا وہ خاموشی سے کھانے میں مصروف تھے
یہ ہو سکتا ہے "پی ایچ ڈی" کے لئے باہر چلا جاؤں۔۔۔
شافع نے نظریں گھما کر زایان کو دیکھا جیسے بول رہا ہو اوہو ہو "پی ایچ ڈی" واہہہہ

زایان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

ہمم اچھی بات ہے تیمور صاحب مخاطب ہوئے تھے انسان کو زندگی میں کچھ بننا ہوتا ہے تو محنت کرنی پڑتی ہے

اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے

"اپنے بڑوں کی سننی ہوتی ہے"

انھوں نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے شافع کی طرف دیکھا

شافع نے چمچہ منہ کی طرف بڑھایا تھا پھر واپس پلیٹ میں رکھ دیا تھا

ایک چبھتی ہوئی نظر تیمور صاحب پر ڈال کر وہ ٹیبل سے اٹھ کر وہاں سے چل دیا تھا

---

*---

---

*---

یہ سب پہلی بار تو نہ ہوا تھا۔

تیمور علی وارثی اور شافع دونوں باپ بیٹے کے آپس میں تعلقات کچھ خاص نا تھے،،،،،اور کیونکہ زایان، شافع کے بچپن کا دوست تھا تو یہ بات اس سے ڈھکی چھپی ہوئی بھی نہیں تھی۔

"تیمور علی وارثی کاروباری دنیا کا جانا مانا نام"

تیمور صاحب کا نام شہر کے چند بڑے اور کامیاب بزنس مین میں شمار کیا جاتا تھا.

ماضی میں وہ سیاست سے بھی منسلک رہ چکے تھے

لیکن اب سیاست چھوڑ کر وہ صرف کاروباری دنیا سے منسلک تھے لیکن پھر بھی سیاسی سرگرمیوں میں پیش پیش نظر آتے تھے۔۔۔۔

تیمور وارثی دو بھائی ہیں انکا بھائی انکی ماں کے ساتھ گاؤں میں رہتا ہے،،،،،

گاؤں میں انکی اپنی حویلی ہے کئی ایکڑ زمینیں آباد ہیں کچھ پھل اور میوں کے باغ ہیں جہاں سے پھل اور میوے شہر میں لا کر فروخت کئے جاتے ہیں یہ سارے معاملات انکے بھائی کے ذمے ہیں۔۔۔

تیمور علی وارثی "ایک اور ایک دو نہیں ایک اور ایک گیارہ" بنانے کے فارمولے پر یقین رکھتے ہیں

کب، کہاں، کون، انھے کتنا فائدہ اور نقصان پہنچا سکتا ہے وہ بہت اچھے سے جانتے ہیں،،،،،

پیسے کمانا انکا شوق نہیں انکا جنون ہے اور وہ شافع سے بھی یہی امید رکھتے ہیں.

لیکن شافع بڑے مزے سے انکی امیدوں پر پانی پھیر دیتا ہے.

دونوں باپ بیٹے میں جیسے شروع سے چھتیس کا آکڑا ہے۔۔۔۔

تیمور صاحب شافع کو اپنے حساب سے چلانا چاہتے ہیں وہ اسے بھی پیسا بنانے کے کھیل میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

لیکن شافع انکے کسی بھی حکم کی پیروی کرنے کے بجائے اسکا الٹ ہی کرتا ہے۔۔۔

انھوں نے کبھی شافع کی خواہشوں کا مان نہیں رکھا۔۔۔

شافع نے گانے کو ہمیشہ شوق تک ہی محدود رکھا کبھی اسے پیشہ بنانے کا نہیں سوچا لیکن کبھی وہ کالج یہ یونیورسٹی وغیرہ کے کنسرٹ میں گا لیتا تو وہ دن شافع کے ذلیل ہونے کا دن ہوتا۔۔۔۔۔

شافع نے فوج میں جانے کی خواہش ظاہر کی تو انھوں نے اسے ایک طویل لیکچر سے نواز دیا۔۔۔۔

تمھے کیا لگتا کے میں تمھے اسلئے اتنا پڑھا لکھا رہا ہوں،،اسلئے تم پر اتنا پیسہ لگا رہا ہوں،،، کہ تم حب الوطنی دیکھاؤ

فوج میں جاؤ اور بھری جوانی میں شہید ہو جاؤ تم میرے ایکلوتے بیٹے ہو اور یاد رکھو جیسا میں چاہوں گا تم ویسا ہی کرو گے۔۔۔۔

حب الوطنی کا اتنا ہی شوق ہے تو سیاست میں آ جاؤ

پارٹی جوائن کرو نا کہ سر حدوں پر تپتی دھوپ میں خاک چھانو فوج میں جا کر اس ملک کے لئے جتنا بھی کر لو گے اپنے ہی لوگوں سے گالیاں کھاؤ گے

تیمور وارثی کی باتیں سن کر شافع کو اپنے اندر شعلے اٹھتے محسوس ہوئے تھے ضبط سے اسکی کان کی لویں تک سرخ ہو گئی تھی

شافع نے انکی طرف چبھتی ہوئی نگاہ ڈالی اور انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔۔۔

آپ کتنے کم ظرف ہیں یہ تو مجھے پتا ہی تھا لیکن آپ کی سوچ کتنی گھٹیا ہے یہ مجھے آج پتا چلا ہے

اور اگلے لمحے تیمور شاہ نے چیختے ہوئے شافع کے منہ پر تھپڑ دے مارا تھا،،،،،،،،

اسی دن کے لئے تم پر اتنا پیسا لگایا کہ تم مجھے ہی گھٹیا اور کم ظرف کہو تیمور وارثی دھاڑے تھے

ہو تم اپنی ماں کی طرح نمک حرام۔۔۔۔

"میری ماں کے بارے میں ایک الفاظ مت کہیے گا تیمور صاحب"

اسنے شہادت کی انگلی کو اٹھاتے ہوئے تنبیہہ کرنے والے انداز میں کہا تھا....

ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا میں اپنی ماں کے لئے

یہ بولتے ہی وہ وہاں رکا نہیں تھا باہر نکل گیا تھا

شافع،،، تیمور صاحب سے نفرت بچپن سے ہی کرتا تھا لیکن تلخ کلامی کی شروات آج ہوئی تھی اور اب ساری عمر جاری رہنی تھی

جس طرح تیمور صاحب نے شافع کی خواہشوں کو اپنی انا کے آگے روندا تھا اسی طرح پھر شافع نے بھی انکی ہر بات کا الٹ کرنے کی ٹھان لی تھی۔۔۔۔

وہ چاہتے تھے شافع باہر جا کر پڑھے شافع نے زایان کے ساتھ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا تھا۔۔۔،،،،،

وہ چاہتے تھے شافع سیاست میں دلچسپی لے شافع نے سیاست کے "س" کو سمجھنے سے ہی منا کر دیا،،،،

وہ چاہتے تھے شافع پڑھائی مکمل ہونے کے بعد انکا بزنس سمبھالے لیکن شافع نے پڑھائی پوری کرنے کے بعد اپنا بزنس جمانے کا سوچ لیا تھا جس کی تیاری وہ ابھی سے کر رہا تھا۔۔۔۔

تیمور صاحب نے کچھ اور بھی سوچ رکھا تھا اور انھے پتا تھا وہ انکی اس بات کا بھی کچھ الٹ ہی کرے گا۔۔۔۔

نفرتوں کا پھاڑ کم ہونے کے بجائے دن بادن بڑھتا ہی گیا تیمور علی وارثی اپنی انا کے پکے تھے جھکنا انھوں نے سیکھا نہیں تھا۔۔۔۔تو پھر شافع بھی انھی کا بیٹا تھا۔۔۔۔

شافع کی ان سے نفرت کی وجہ کچھ اور بھی تھی خواہشیں تو محض بہانا تھیں اور وہ وجہ کیا تھی وہ صرف شافع اور وہ ہی جانتے تھے،،،،،

شافع کے اٹھکے چلے جانے کے بعد زایان کو اپنا وہاں بیٹھنا معیوب لگا اسلئے وہ بھی معذرت کر کے باہر چلا گیا۔۔

باہر تیمور وارثی ویلا کے کشادہ لان میں خوبصورت سے فوارے کے ایک طرف ہی کچھ کرسیاں لگی ہوئی تھیں،،،،،

فوارے میں لگی ہوئی لائٹ لان کو اور خوبصورت بنا رہی تھیں۔

شافع وہیں فوارے سے گرتے ہوئے پانی پر نظریں جمائے کرسی پر بیٹھا سگریٹ کے کش لے رہا تھا،،،

زایان کو آتے دیکھا تو سگریٹ کو پیروں تلے مسل دیا۔۔۔۔۔

پیلو پیلو.....!

ماما کو نہیں بتاؤں گا

زایان نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا،،،

شافع نے مسکراتے ہوئے پوچھا کس کی ماما کو اپنی یا میری؟۔۔۔۔۔۔

دونوں کو نہیں بتاؤں گا کیونکہ کان تو دونوں نے ہی کھینچے ہیں، اگر بتا دیا تو؟ لیکن شرط یہ ہے کہ تمھے ایک فیور دینا پڑے گا۔۔۔۔۔

ہاں میں تو بھول ہی گیا زایان حیدر بنا مطلب کے کوئی کام نہیں کرتا
لیکن.....! میں تمھے ابھی کہیں کچھ کھلانے نہیں لے کے جاؤں گا میں تھکا ہوا ہوں
شافع نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔
زایان محفوظ ہوتے ہوئے بولا عزت فزائی کا بہت شکریہ اور یار میں اتنا بھی نہیں کھاتا جتنا
تم لوگ بولتے ہو فالتو میں مجھ معصوم کو اپنی گندی نظر لگاتے ہو،،،،،،
اوہو ہو.....! زایان

The greatest innocent"

زایان نے دانت نکالے۔۔۔
اب کام کی بات کر لیں؟؟؟
اچھا چلو بتاؤ کیا فیور چاہیے؟ ایسا کونسا کام آ گیا جو میرے بھائی سے نہیں ہو رہا شافع نے
مسنوعی حیرت ظاہر کی۔۔۔۔
زایان نے شافع کے قریب آ کر سرگوشی میں کہا یہ کام صرف تم کر سکتے ہو میرے بھائی
۔۔۔۔

شافع پیچھے کو ہوا توبہ توبہ زایان تم کن چکروں میں پڑ گئے ہو میں ایسے ویسے کوئی کام نہیں کروں گا۔۔۔۔

زایان نے شافع کی گردن دبوچی تم میری بات سنجیدگی سے نہیں سنو گے شافع کا ہلکا سا قہقہ بلند ہوا

اچھا اچھا سن رہا ہوں بتاؤ یار۔۔۔۔

زایان نے شافع کی گردن چھوڑی پھر سرگوشی میں بولا ایک لڑکی ہے۔۔۔۔

تو تمھے محبت ہو گئی ہے کیا؟؟؟؟؟ شافع نے بے ساختہ کہا

اس بار زایان نے شافع کے منہ پر گھونسا مارا تھا،،،،

تم اپنے سَستے جوکس سنا دو پہلے شافع کا ہنس ہنس کر برا حال تھا،،،،،،

یار تم بار بار اتنے سنجیدہ ہو رہے ہو اور مجھ سے تمھاری یہ شکل برداشت نہیں ہو رہی

شافع پھر ہنسا تھا.....

زایان کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہا تھا

شافع نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے ہاتھ اوپر کرتے ہوئے کہا.....!

اوکے اوکے۔۔۔اب ہم سیریس ہو کر بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔

لیکن جیسے ہی زایان نے سنجیدگی سے بات شروع کی زایان کی شکل دیکھ کر شافع کی پھر ہنسی چھوٹ گئی.....

یار میرے برگر اور فرائس داؤ پر لگے ہوئے ہیں اور تمھے مزاق سوجھ رہا ہے،،،،،

اچھا بھئی بتاؤ مجھے کس نے تمھارے برگر اور فرائس داؤ پر لگا دیے شافع نے زایان کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا تھا

خبردار جو تمنے اب دانت نکالے ورنہ یہ دانت پھر کبھی منہ میں نہیں دکھیں گے

اچھا اچھا ٹھیک ہے اب بتاؤ بھی.....

یار کچھ دن پہلے یونیورسٹی میں ایک لڑکی ملی۔۔۔۔۔

زایان نے اپنی اور آئے نور کی ملاقات کا قصہ الف سے ے تک سنا دیا.....

ساری کہانی سنانے کے بعد زایان شافع کے کیسی ردّے عمل کا منتظر تھا،،،

تو تم یہ چاہتے ہو کے میں اس انجان لڑکی کو اسکالرشپ دلواؤں؟

ہاں بلکل ایسا ہی ہے۔۔۔۔

کس خوشی میں بھائی میری کیا خالہ کی بیٹی لگتی ہے؟ شافع کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ایسا کچھ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا،،،،،،

یار شافع پلیز.....!

میں نے اس سے ڈیل کی ہے. تم انکل سے بات کرو گے تو وہ کچھ پوچھے بغیر یہ کام کر دیں گے.... میری تو شکل دیکھ کر ہی انھوں نے منا کر دینا ہے.

اپنے بھائی کے لئے اتنا نہیں کر سکتے زایان نے معصوم شکل بناتے ہوئے کہا،،،

شافع نے پہلے کچھ سوچا پھر کہا اچھا ٹھیک ہے میں بات کروں گا لیکن اگر انھوں نے منا کر دیا تو میں انھے اصرار نہیں کروں گا.....

ارے ٹھیک ہے میرے بھائی تم بات تو کرو زایان نے فوراً شافع کو گلے لگا کر اسکے گال پر پیار کرا تھا۔۔۔

شافع نے ایک دم زور سے زایان کو پیچھے دھکا دیا،،،،،

یہ گلے لگانے تک تو ٹھیک ہے لیکن یہ سب میرے ساتھ نہیں چلے گا شافع نے گال صاف کرتے ہوئے مسنوعی غصے میں کہا۔۔۔

اور اگلے لمحے زایان نے پھر شافع کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بھائی ہو میرے میں تو کروں گا روک سکو تو روک لو یہ بول کر اسنے دوڑ لگا دی تھی اور شافع اسکے پیچھے اسے مارنے بھاگا تھا

---

*----------

ماما.....!

ہاں ماما کی گڑیا۔

کتنا ٹائم ہو گیا ہم لوگ کہیں باہر نہیں گئے کہیں چلیں؟؟؟؟

آئے نور اپنی ماما کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

ارمینہ بیگم نے اسکے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہاں جائیں گے.....

تمھے پتا تو ہے تمھارے بابا نے خود کو کاموں میں کتنا الجھایا ہوا ہے ٹائم کہاں ہو گا انکے پاس

میں منہا سے پوچھتی ہوں میں کہوں گی تو وہ منا نہیں کرے گی،،،،

لیکن آپ پہلے بابا سے اجازت لے لیں کہیں غصہ نہ ہو جائیں۔

ارمینہ بیگم سوچتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔

اچھا پہلے میں تمھارے بابا سے فون کر کے پوچھ لوں پھر تم منہا کو فون کرنا۔۔

آئے نور نے چینخھتے ہوئے کہا اوکے تو کریں جلدی سے فون نور نے فوراً اپنا موبائل

انھے تھما دیا تھا۔۔۔

جب وہ بات کر کے فارغ ہوئیں تو نور انکے جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔۔

کیا کہا بابا نے ؟

اسے ڈر تھا کے کہیں منانہ کر دیا ہو۔

اجازت دے دی ہے انھوں نے لیکن کہا ہے کہ جلدی آجانا.....

نور خوشی سے چیخی تھی اور پھر ارمینہ بیگم کو زور سے گلے لگا کر انھے پیار کیا تھا

love you mama"

"love you too Mama ki jan

میں منہا کو فون کرتی ہوں جب تک آپ تیار ہو جائیں...

آئے نور فون لے کر کمرے میں چلی گئی تھی.....

کچھ دیر بعد وہ کپڑے چینج کر کے باہر نکلی

"اسنے پنک کلر کی قمیز پر بلیک کلر کا دوپٹہ اور پجاما پھنا ہوا تھا"

دوپٹے کو اسکارف کی طرح چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا....

ماما میں نے منہا کو فون کر لیا ہے اسکی ماما بھی چل رہی ہیں، اور جاتے ہوئے اشعر بھائی چھوڑ دیں گے اسنے ہاتھ میں گھڑی باندتے ہوئے کہا.....

چلو یہ تو اچھا ہو گیا ورنہ میں تم دونوں کے بیچ میں بور ہو جاتی_

کچھ دیر بعد منہا اپنے بھائی اور امی کے ساتھ انکے گھر کے باہر موجود تھی،،،،

اشعر نے گاڑی کا ہارن دیا تو نور بالکونی کی طرف بھاگی بالکنی سے جھانک کر دیکھا تو منہا گاڑی کے دروازے میں سے سر نکال کے اسے آنے کا اشارہ کر رہی تھی،،،،،،،

آئے نور نے بھی اشارے سے کہا آ رہی ہوں۔۔۔۔

اندر آ کر اسنے سوفے پر سے اپنی چادر اٹھا کر شانوں پر پھیلائی،،،

ماما۔۔۔۔۔میں نیچے جا رہی ہوں جلدی آ جائیں اپنا پرس اٹھا کر نیچے چل دی

ارمینہ بیگم بھی اسکے پیچھے ہی آ گئیں تھیں۔۔۔

اسّلام و علیکم.....!

اسنے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا،،،

ارمینہ بیگم منہا کی امی سے مل رہی تھیں

سو لیڈیز آپ لوگوں کا میل ملاپ ہو گیا ہو تو بتا دیں آپ لوگوں کا کہاں جانے کا پروگرام ہے اشعر نے کہا تھا

سی سائڈ چلتے ہیں، ابھی وہاں قریب ہی ایک نیا ریسٹورنٹ بھی کھلا ہے منہا نے کہا،،،،

چلو ٹھیک ہے وہیں چلتے ہیں سب نے ہامی بھر لی تھی.

---

*----------

ہواؤں اور لہروں کو شور کے بیچ وہ ساحل پر ہاتھ باندھے سیدھی کھڑی بہت غور سے سمندر کو دیکھ رہی تھی

جیسے اسکی گہرائیوں کو ناپنا چاہ رہی ہو.....

سمندر کی لہریں تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسکے پیروں کو بھگو رہی تھی اتنے میں پیچھے سے منہا آ گئی کیا دیکھ رہی ہو اتنی غور سے؟؟؟

نور نے نظریں جھکا کر کہا کچھ نہیں

ٹھیک ہے نہیں بتانا تو نہ بتاؤ۔۔۔۔

اچھا تم اسکالرشپ کے لئے گئی تھی کیا ہوا؟؟؟

کچھ نہیں بس ایک بیوقوف مل گیا تھا

کون بیوقوف؟ منہا نے تجسّس سے پوچھا

آئے نور نے اسے زایان کے بارے میں بتایا اور اسکی ڈیل کے بارے میں بھی نور کی بات سن کر منہا کا ہنس ہنس کر برا حال تھا

ہاہاہاہاہاہا

کون تھا یہ بھوکا بندر؟؟؟

پتا نہیں کون تھا۔۔۔وہیں یونیورسٹی کا تھا شاید،،،،،

اچھا یہ تو بتاؤ دکھنے میں کیسا تھا؟ منہا نے آنکھوں کو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

دکھنے میں تو ٹھیک تھا، کسی اچھے گھرانے کا لگ رہا تھا لیکن پھر بھی وہ کھانے کا کتنا بھوکا ہے اس کا اندازہ مجھے اسکی باتوں سے ہو گیا....

پھر تمھے کیا لگتا ہے وہ تمھے اسکالرشپ دلوائے گا؟؟؟

سچ بتاؤں تو مجھے پتا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا کوئی صرف برگر اور فرائس کے لئے کیوں اسکالرشپ دلوائے گا.....

بس دل کی تسلّی کے لئے فورم بھرا ہے نور نے افسردہ لہجے میں کہا۔۔۔

تو پھر تم نے کیا سوچا ہے اگر اسکالرشپ نہیں ملی تو

میں کچھ سوچ ہی نہیں پا رہی۔۔۔۔

نور نے بے بسی سے کہا

منہا نے ہمدردی سے آئے نور کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا میں جانتی ہوں تمھاری کتنی خواہش ہے لیکن،،، پھر بھی کچھ تو سوچنا پڑے گا نا کسی اور یونیورسٹی کا پھر میں بھی وہیں اپلائے کر دوں گی اگر تمھارا یہاں ایڈمیشن نہ ہوا تو.....
چھوڑو ان ٹینشن والی باتوں کو منظر کا لطف لو اسنے سورج کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جس کے ڈوبنے میں ابھی وقت تھا

---

*---

زایان کہاں ہو یار تم تمھے پتا ہے میں کب سے پہنچا ہوا ہوں،،،،،،
شافع زایان سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا
شافع قریب ہی ایک ریسٹورنٹ میں کسی سے ملنے آیا تھا اور اب وہ ساحل سمندر پر موجود زایان کا انتظار کر رہا تھا.....
شافع یار میں آنے میں لیٹ ہو جاؤں گا،،،،

تم ایک کام کرو تم ریسٹورنٹ چلے جاؤ کچھ دیر میں سب ریسٹورنٹ پہنچ ہی جائیں گے،،،،
میں بھی سیدھا وہیں آجاؤں گا.

آج ان کے یونی کے ایک دوست کی برتھ ڈے تھی جو کے قریب ہی ریسٹورنٹ میں رکھی گئی تھی....

اچھا جلدی آجانا زیادہ انتظار نہ کروانا....

اگر انتظار کر بھی لوگے تو کونسا کچھ فرق پڑے گا میں کونسا تمھاری گرل فرینڈ ہوں....

زایان نے شرارت سے بھرپور لہجے میں بولا تھا.....

اگر تمھارا فضول مزاق ہو گیا ہو تو میں فون رکھوں؟؟؟؟

جی جی بلکل اب اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی اجازت مجھ سے لوگے کیا؟؟....زایان نے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

شافع نے مسکراتے ہوئے فون بند کر کے جیب میں ڈال لیا....

سورج غروب ہونے کو تھا اسنے آس پاس نظریں دوڑائی تو کچھ لوگ سیلفیاں لینے میں مصروف تھے تو کچھ بچوں میں سب کی اپنی سرگرمیاں تھیں....

شافع کی نظر ایک لمحے کے لیے ایک جگہ رک گئی....

اس سے آگے کچھ فاصلے پر ایک لڑکی کھڑی بہت مصروف سے انداز میں سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی جیسے اس وقت اس سے اہم کام کوئی اور نہ ہو ,,,,,,
اسنے کالے رنگ کی چادر کو اپنے شانوں پر پھیلایا ہوا تھا چہرے پر عجیب سی اداسی تھی.

"نہ جانے کیوں یہ اداس منظر طبیعت کو بھی اداس کر دیتے ہیں"
شافع نے آئے نور پر سے نظریں ہٹا کر ایک لمبی سانس لیتے ہوئے گاڑی سے ٹیک لگالی
اب وہ خود بھی سورج کو دیکھنے میں مصروف تھا سورج کے ساتھ ساتھ اسے اپنا دل بھی ڈوبتا ہوا محسوس ہوا لیکن وہ اس منظر کو پھر بھی دیکھنا چاہتا تھا

---

*----------

آئے نور ریسٹورنٹ سے باہر نکل رہی تھی

جب اسکا فون بجا

ماما.....! بابا کا فون ہے آپ لوگ چلیں میں بات کر کے آتی ہوں،،،

ارمینہ بیگم اور باقی سب باہر کی طرف چل دیئے تھے آئے نور فون کان سے لگائے وہیں کھڑی ہو گئی.....

جی بابا ہم بس آرہے ہیں آپ فکر نہ کریں اشعر بھائی لینے آئے ہیں بس تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے۔۔۔۔نور نے اُجلت میں فون بند کرا اور سامنے دیکھے بغیر چلتے ہوئے بیگ میں فون رکھنے لگی.....

اچانک وہ کسی سے ٹکرائی اسکا فون اور پرس دونوں زمین پر گر گیا

سامنے والا اسے سوری بولنے ہی والا تھا،

کہ نور نے لفظوں کی بوچھاڑ کر دی اندھے ہیں کیا نظر نہیں آتا آپ کو؟

شافع نے بوکھلاتے ہوئے کہا

آئم سوری شافع اسکا بیگ اٹھانے کے لئے جھکا لیکن اس سے پہلے ہی آئے نور سب اٹھا چکی تھی۔۔۔۔

کیا سوری؟ ہاں؟ نور نے اٹھتے ہوئے کہا

اللہ تعالیٰ نے یہ دو بڑی بڑی آنکھیں دی ہیں نہ دیکھنے کے لئے ہی دی ہیں تو انھیں استعمال کیوں نہیں کرتے نور نے اسکی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

آئم سوری شافع نے سپاٹ چہرے سے کہا.....

نور نے اپنے موبائل کو دیکھتے ہوئے کہا

آپ کے سوری بولنے سے یہ ٹھیک ہو جائے گا کیا آئے نور نے موبائل شافع کے آگے لہرایا جس کی اسکرین پر انگنت دراڑیں پڑ گئی تھیں.

دیکھیں.....!

کیا دیکھوں؟ دیکھنا تو پہلے تھا نا آپ نے نور اپنی دُھن میں کہی جا رہی تھی اور شافع کا پارہ چڑھ رہا تھا،،،،

ایک تو دیکھ کے چلتے نہیں ہیں دوسروں کا نقصان کرواتے ہیں پھر ایک لفظ بول دیتے ہیں "سوری" نور نے، اپنے دونوں ہاتھوں کی دو انگلیوں کو اوپر نیچے کرتے ہوئے بولا۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔۔،،،

آئے نور کے لفظوں کو بریک لگا تھا.....

کب سے چپڑ چپڑ بولی جا رہی ہیں آپ،،، میں آپ کو کچھ بول نہیں رہا اسکا مطلب یہ نہیں کہ غلطی میری ہے۔ آپ خود اپنا سر اپنے بیگ میں گھسائے ہوئے چل رہی تھیں میں سائڈ پر ہونے ہی لگا تھا کہ آپ ٹکرا گئیں اس میں میری کیا غلطی ہے؟؟؟؟

نور کی بولتی بند ہو گئی تھی.

شافع غصے میں بول کر کچھ سیکنڈ کھڑا رہا پھر آگے ریسیپشن کی طرف بڑھ گیا.....
آس پاس دو تین لوگ تماشائی بنے کھڑے تھے وہ بھی جانے کے لئے مڑ گئے تھے۔۔۔
شافع کائونٹر پر کھڑا تھا۔۔۔
نور پیر پٹک کر آگے بڑھی، پھر گردن موڑ کر غصے سے شافع کو دیکھتے ہوئے چلنے لگی۔۔۔
۔
شافع نے اسکی طرف دیکھے بغیر بلند آواز میں کہا آگے دیکھ کے،،،،،
اور آئے نور کا سر آگے شیشے کے دروازے سے ٹکرایا تھا.
شافع نے ایک طنزانیہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی تھی۔۔۔
آئے نور نے غصے سے آگے دیکھ کر زور سے دروازا کھولا اور بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے باہر چلی گئی
شافع نے اس پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے زیر لب کہا احمق کہیں کی.....!

---

*----------

منہا نے آئے نور کو غصے میں آتا دیکھا تو پوچھے بغیر نہ رہ سکی
کیا ہوا؟ اتنے غصے میں کیوں لگ رہی ہو کس نے کیا بول دیا؟

احمق.....!

آئے نور نے غصے میں منہا کی طرف دیکھے بغیر کہا،،،،

کیا ہو گیا یار میں نے ایسا کیا کر دیا جو تم مجھے احمق کہہ رہی ہو منہا نے خفا ہونے والے انداز میں کہا

ارے تم تو چپ رہو یار تمھے نہیں بول رہی نور نے جھنجھلاہٹ سے کہا،،،

تو پھر کسے بول رہی ہو؟

ابھی ملا تھا ایک احمق اندر جب میں فون سننے کے لئے رکی تھی دیکھو میرے فون کا کیا حشر کر دیا آئے نور نے اپنا موبائل منہا کو دیکھاتے ہوئے کہا،،،

اوہ یہ کیسے ہوا؟؟

اندھا تھا ٹکرا گیا مجھ سے اور فون کی یہ حالت ہو گئی میں نے بھی چھوڑا نہیں خوب لعنت ملامت کر کے آئی ہوں،،،

آئے نور نے بھنوں کو فخریہ انداز میں اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔

ویسے نور موبائل کو تو کچھ نہیں ہوا پر وٹیکٹر ہی ٹوٹا ہے تم ایسی میں اتنی باتیں سنا کر آ گئیں....

منہانے موبائل کا پر وٹیکٹر نکال کر آئے نور کے آگے لہرایا،،،

نور نے نظریں چراتے ہوئے کہا جو بھی ہے ٹوٹا تو ہے نا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ؟

منہانے ہونٹ کاٹتے ہوئے ہنسی روکنے کی کوشش کری تم سامنے دیکھ کر تو چل رہی تھیں نا؟

آئے نور نے منہا کو گھورا

ٹھیک ہے ٹھیک ہے وہ دیکھ کر نہیں چل رہا تھا تم تو صحیح چل رہی تھیں منہانے ہنسی کو روکتے ہوئے کہا.....

---

*----------

شافعے اپنے یونی کے اسٹوڈنٹس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا...

زایان کے علاوہ اس کی کسی کے ساتھ خاص دوستی نہ تھی

ہاں البتہ بات چیت سب سے اچھی تھی پوری یونیورسٹی میں کوئی ایسا نہ تھا جو شافع سے دوستی نہ کرنا چاہتا ہو،،،

لیکن جس طرح وہ کھل کر ہنستا اور بات کرتا تھا وہ سب صرف زایان کے ساتھ تھا باقی لوگوں سے وہ خود ہی فاصلہ بنائے رکھتا تھا.....

ریسٹورنٹ کی سب سے اوپر والی منزل برتھ ڈے اور پارٹی وغیرہ کے لئے بنائی گئی تھی وہ ایک بڑا سا ہال تھا. جو چاروں طرف سے خلا ہوا تھا وہاں سے قدرے فاصلے پر موجود سمندر کا دلکش منظر تقریب میں چار چاند لگا دیتا تھا.....

چاروں طرف سفید اور گلابی پھولوں کا ڈیکوریشن کیا گیا تھا ایک طرف میوزک سسٹم کا انتظام تھا.....

اور ایک طرف ٹیبل پر ہر طرح کی ڈرنک موجود تھی،،،

وہاں موجود سب لوگوں نے سفید یہ گلابی رنگ پہنا ہوا تھا شاید برتھ ڈے تھیم سفید اور گلابی رکھی گئی تھی،،،

لیکن وہ سوفے پر بیٹھا ان لوگوں میں سب سے الگ لگ رہا تھا اسنے بلیک جینز پر بلیک ہی شرٹ پہن رکھی تھی.....

بس کالر پر ایک سفید لکیر بنی تھی آستینوں کو کہنیوں سے تھوڑا نیچے تک موڑا ہوا تھا
بائیں ہاتھ میں وہی قیمتی گھڑی...

زایان ابھی تک پہنچا نہیں تھا وہ ان لوگوں کی باتوں سے بور ہو کر وہاں سے اٹھ گیا،،،
ڈرنک کی ٹیبل کی طرف آکر ایک سوفٹ ڈرنک کا کین اٹھا کر وہیں پھولوں سے سجی
دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

ٹھنڈی ہوا چہرے کو چھو رہی تھی وہ سمندر کے دلکش نظارے کو دیکھنے میں مصروف تھا
جب اسے اپنے کندھے پر کسی کے ہاتھ کی نرمی کا احساس ہوا.....

اسنے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا

وہ تاشفہ تھی.....

تاشفہ اسی کی یونی میں پڑھتی تھی لیکن وہ جرنلزم ڈپارٹمنٹ کی تھی....

شافع نے جھجھکتے ہوئے اپنے کندھے پر سے اسکا ہاتھ ہٹایا

وہ اسکے سامنے آکر کھڑی ہو گئی.

ہیلو کیسے ہو شافع؟

ٹھیک ہوں شافع نے مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔۔

جب کوئی آپ کی خیریت دریافت کرتا ہے تو ہمیں بھی سامنے والے کی خیریت پوچھ لینی چاہیے،،،،
تاشفہ نے عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا.....

مجھے دکھ رہا ہے تم ٹھیک ہو اور کیا پوچھوں؟ شافع نے سپاٹ چہرے کے ساتھ جواب دیا
ایک لمحے کے لیے تاشفہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی
لیکن پھر وآپس آ گئی تھی تمھارا حاضر جواب ہونا ہی تمھاری شخصیت کو نکھارتا ہے.....
شافع نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا وہ سمندر کو دیکھتا رہا.....

وہ جانتا تھا تاشفہ اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہی ہے، صرف وہی نہیں وہاں موجود اور کتنی لڑکیوں نے اُسے اپنی نظروں کے حسار میں لیا ہوا ہے وہ یہ بھی جانتا تھا،،،
وہ ہر کسی سے خود ہی فاصلہ بنائے رکھتا تھا اسلیئے کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی اس سے بے تکلفی سے پیش آنے کی
تاشفہ کو بھی وہ کتنی بار نظر انداز کر چکا تھا لیکن وہ اس سے بات کرنے کا کوئی موقع جانے نہ دیتی تھی

چاہے وہ کتنے ہی روکھے انداز میں پیش آجائے.....

لگتا ہے تمھے سمندر کچھ زیادہ ہی پسند ہے ؟تاشفہ نے اسکے چہرے کی طرف بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

شاید.....! شافع نے صرف اتنے کہنے پر ہی اکتفا کیا

اسکو وہاں کھڑے رہنا عذاب لگ رہا تھا وہ وہاں سے جانے کے لئے آگے بڑھا

کہ تاشفہ نے بڑی ہی بے تکلفی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہاں جا۔۔۔تاشفہ نے کچھ بولنا چاہا کہ

شافع نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ جھٹکا.....

تاشفہ نے اسے حیرت سے دیکھا

شافع نے انگلی اٹھا کر کڑے تیور سے کہا

"don't do this again"

تاشفہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں تھی شرمندگی سے اسکے چہرے کا رنگ اڑنے لگا تھا

شافع یہ بول کر باہر کی طرف بڑھ گیا.....

---

*----------

نور لیپ ٹاپ اون کئے بیٹھی تھی لیکن اسکا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا
وہ ڈائری اور پین نکال کر بیٹھ گئی اسکی عادت تھی جب کسی چیز میں دل نہیں لگتا تو ڈائری اور پین کا سہارا لیتی.....
اسکی ڈائیری میں بہت سے ناول کے اقتباس، اقوال، کسی سے سُنے ہوئے تو کہیں پر پڑھے ہوئے الفاظ، اسکی خوشی کے اور غم کے لمحے لکھے ہوئے تھے.....
ایک دفعہ اسکی دوست نے اس سے پوچھا تھا تم یہ سب اپنی ڈائری میں کیوں لکھتی ہو؟

اس وقت اسنے کہا تھا مجھے لگتا ہے ان لفظوں کی کبھی نہ کبھی مجھے ضرورت پڑ جائے گی.....
" کبھی کبھی آپ پر کسی انسان کی باتیں اتنا اثر نہیں کرتی جتنی کتاب کی باتیں کر دیتی ہیں کبھی کبھی آپ سننا نہیں صرف پڑھنا چاہتے ہیں سمجھنا چاہتے ہیں"

اسے لگا تھا آج اسے واقعی کسی کتاب کے الفاظوں کی ضرورت ہے دل میں امڈتی بے جا خواہشوں سے لڑنے کے لئے

اُسے پتا تھا اس کی ڈائری میں ایسا کچھ نا کچھ ضرور لکھا ہو گا جو اسکی ہمت بڑھادے گا.....

"ہوتی ہیں نہ کچھ خواہشیں جو دل کے سمجھانے سے نہیں سمجھتیں انھے فلسفے کی ضرورت ہوتی ہے"

آئے نور نے ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا

جس پر لکھا تھا

"اندر لفظوں کا خزانہ ہے ذرا محتاط رہیے گا کہیں کھو نا جائیں"

اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی نا جانے کیوں اسنے یہ الفاظ اس ڈائری میں قید کر دیئے تھے،،،،

اسنے اگلہ صفحہ پلٹا کسی ناول کا اقتباس تھا.....

اسنے دو صفحے ایک ساتھ پلٹ دیئے

اگلہ صفحہ پلٹنے لگی کے ہاتھ رک گئے

شاید کچھ لفظوں کی تلاش ختم ہوئی تھی.....

اسنے ہاتھ پھیر کر صفحے کو سیدھا کیا

لفظوں پر نظر جما کر پڑھنا شروع کیا.....!

"جب دل درد سے بھر جائے آنکھوں سے آنسوں بہنے کے لئے بیتاب ہوں، جب بے جا خواہشیں منہ کو آنے لگیں، تو اس رب کے سامنے رو لیا کریں۔۔۔اپنے دل کا حال سنا لیا کریں وہ تو سب کی سنتا ہے آپ کے دل کا حال اس سے چھپا تو نہیں ہے.....

کوئی غم ہے تو اسے بتائیں، کوئی پریشانی ہے تو اسے بتائیں، دل کسی ضد پر اڑا ہے تو اس سے کہیں

"وہی تو سننے اور جاننے والا ہے"

وہ انسانوں کی طرح دھتکارتا نہیں ہے وہ تو نیکوں کاروں کی بھی سنتا ہے اور بد کاروں کی بھی،،،،وہ سب جانتا ہے بس آپ سے سننا چاہتا ہے....

دعائیں مانگیں اسکے آگے گڑگڑائیں کیونکہ وہ جب نوازنے پر آتا ہے تو"دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں معجزے بھی ہوتے ہیں اور تقدیریں بھی بدلتی ہیں"

آپ مانگنے والے تو بنیں"

آئے نور کی آنکھ سے بے ساختہ ایک آنسوں نکل کر ان الفاظوں پر گرا اس جگہ سے تھوڑی سی سیاہی پھیلنا شروع ہو گئی تھی،،،،،

اسے اپنے اندر سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا اسے یاد نہیں تھا اسنے کب کہاں سے دیکھ کر یہ الفاظ اتارے تھے

نور نے ڈائری بند کر کے دونوں ہاتھ اس پر رکھے پھر سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں آنکھوں سے پانی نکل کر ڈائری پر گر رہا تھا

"اے میرے اللہ مجھے نہیں پتا میرے لئے کیا بہتر ہے میں تو نادان ہو ہر چیز کی چاہ کر بیٹھتی ہوں تو تو سب جانتا ہے جو میرے حق میں بہتر ہے وہ کر دے"

نور نے خود کو زیر لب کہتے سنا.....

*

شافع باہر کی طرف جا رہا تھا زایان کو آتے دیکھا تو رک گیا

زایان کو شافع کے تیور چڑے ہوئے محسوس ہوئے تو محتاط ہو کر پوچھا....

خیریت تو ہے؟ چہرہ اتنا سرخ کیوں کر رکھا ہے بلش اُن لگا کر آئے ہو کیا؟

شافع کے گال پر ہاتھ لگاتے ہوئے پوچھا،،،

شافع نے زایان کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا تمھارے کونسے دوست کا نکاح ہو رہا تھا جو اتنی دیر سے تشریف لائے ہو۔۔۔

دیکھو یار تمھارے علاوہ ابھی تک کوئی دوست اتنا سگا ہوا نہیں ہے جس کے لئے میں مفت کے کھانے کو انتظار کرؤاں.....

تم تو یہاں تھے یعنی تمھارا نکاح تو تھا نہیں زایان نے شرارت بھرے لہجے میں بولا .....

شافع نے سختی سے دانت بھینچے

زایان نے بھرپور ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے دو قدم پیچھے ہو کر کہا.....

ایسی شکل نہ بناؤ مجھے ڈر لگ رہا ہے

پھر کالر کو فخر سے کھڑے کرتے ہوئے بولا

وہ تو بابا کا کچھ کام تھا کچھ لیگل ڈاکومنٹس وہ مجھ سے ڈسکس کرنا چاہ رہے تھے تو رکنا پڑھا،،،،

اوہو ہو تو اب زایان حیدر اتنے قابل ہو گئے ہیں کہ ان سے لیگل ڈاکومنٹس ڈسکس کرے جا رہے ہیں.....

شافع نے بھرپور حیرت کا مظاہرہ کیا

ہاہاہاہاہاہا

زایان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

تم مجھے چھوڑو یہ بتاؤ جس میٹنگ کے لئے آئے تھے وہ کیسی رہی اور تمھے انکی کمپنی کیسی لگی؟؟؟

ہاں میں جب اس کمپنی کا وزٹ کرنے شہر سے باہر گیا تھا تو مجھے انکا کام کافی اچھا لگا.

انھے بھی ہمارے آئیڈیاز پسند آئے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ اپنے شئیر لگانے کو بھی تیار ہیں،،،

بس اب تم سیریس ہو جاؤ ورنہ میں تمھارے ساتھ پارٹنر شپ میں بزنس نہیں کروں گا

شافع نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تمھارے تو اچھے بھی میرے ساتھ بزنس کریں گے زایان نے شافع کی گردن کو دبوچتے ہوئے کہا تھا...

پھر زایان نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا فاحد چلو یار کیک کاٹو میں آگیا ہوں. بولا تو ایسے گیا تھا کہ جیسے وہاں سب اس ہی کی عامد کے منتظر ہوں۔

کھانے کو زیادہ دیر انتظار کرانا اچھی بات نہیں ہے زایان نے شافع کے کان میں سرگوشی کی

تمھارا یہ کنواں اللہ جانے کب بھرے گا

میرے مرنے کے بعد اور دونوں کا ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا تھا

وہ جائے نماز پر بیٹھی آنسوں بہا رہی تھی ان جھیل سی آنکھوں میں جیسے صدیوں کا غم رقص کر رہا تھا.

مجھے ایسے شخص سے محبت کیوں ہو گئی جو میرے نصیب میں نہیں ہے...؟

اسنے سجدے کی جگا پر ہاتھ رکھا ہوا تھا...

آنسوں تھے کہ ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے...

وہ میرے نصیب میں نہیں ہے تو اسکی محبت میرے دل سے نکال دے میرے اللہ...!
کیا میری دعاؤں میں اتنا بھی اثر نہیں کہ نہ اسے بھول پاتی ہوں نہ اسے اپنا نصیب بنا پاتی ہوں...
یہ کیسی تکلیف ہی کہ میں جب جب اسے بھولنے کی دعا کرتی ہوں وہ اتنی ہی شدت سے مجھے یاد آتا ہے...

میں نے چار سال سے اسکے سوا کچھ نہیں مانگا میرے اللہ... تو تو سب جانتا ہے۔
وہ اب ہچکیوں سے روتے ہوئے سجدے میں جھک رہی تھی...
تو میرے درد کی دوا کر دے وہ اس شخص کو یہ تو میرا نصیب بنا دے یہ اسکی محبت میرے دل سے نکال دے اسکی محبت بہت دھیرے دھیرے میرے دل کے زخم کو گھیرا کر رہی ہے...

وہ سجدے میں ہچکیوں سے روئے جا رہی تھی آس پاس کے منظر سے انجان بس اپنا حال اپنے رب کو سنا رہی تھی...

---

*---------

شافع اور زایان دونوں "پروفیسر ڈاکٹر محمد عثمان" (زایان کے ماموں) کے آفس کے باہر موجود تھے...

زایان شافع کو بار بار آفس کے اندر جانے کے لئے دھکیل رہا تھا...
زایان اگر انکل نے منا کر دیا تو میں انھے اصرار نہیں کروں گا،،،،،
ارے تم جاؤ تو سہی تم سے تو وہ زیادہ سوال جواب بھی نہیں کریں گے ہاں البتہ میں اگر گیا تو انھوں نے پہلے اگلے پچھلے رکارڈ کھولنے ہیں پھر میری کوئی بات سننی ہے اور پھر سنتے ہی منا کر دینا ہے،،،،،،
زایان نے ہاتھوں کو لہراتے ہوئے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے جاتا ہوں میں۔۔۔۔

شافع نے اندر جانے کے لئے قدم بڑھائے اور پھر واپس موڑ لیے اگر انھوں نے پوچھا یہ لڑکی تمھاری کون ہے ؟ تو میں کیا بولوں گا.....

زایان نے "اااووووففففف" کرتے ہوئے اپنا سر تھاما تھا

تجھے کیا ہو گیا ہے میرے بھائی تو

"شافع تیمور وارثی" ہے تو کیوں ڈر رہا ہے اتنا زایان نے شافع کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

میں ڈر نہیں رہا میں بس انکل کے سامنے اپنی پوزیشن مشکوک نہیں بنانا چاہتا۔۔۔۔

وہ پتا نہیں کیا سمجھے کے کون ہے یہ لڑکی شافع نے اپنے بازو پر سے زایان کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا.....

بے فکر رہو تمھاری بیوی نہیں سمجھیں گے.....

شافع نے زایان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا.....

اچھا اب ایسے مت گھورو مجھے کہیں تمھے مجھ سے پیار نہ ہو جائے،،،،،،

شافع نے زایان کے سر پر ایک چپت لگائی اور پھر اندر جانے لگا،،،،،،

اچھا سنو.....!

شافع نے مڑ کر دیکھا

زایان شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

میری ناک نہیں کٹوانا،،،،

شافع دانت پیستا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا.....

شافع نے دروازا کھٹکھٹا کر کھولا

میں اندر آجاؤ سر؟

سامنے بیٹھا شخص جو اپنے سامنے کچھ فائلوں کا ڈھیر لگا کر بیٹھے تھے...

ناک پر آئے ہوئے چشمے کو اوپر کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

ارے شافع تم آؤ اندر آؤ.....

انھوں نے شافع کو بڑی اپنائیت سے مخاطب کیا تھا،،،

اسّلام وعلیکم.....!

شافع نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا،،

وعلیکم اسّلام.....!

کوئی کام تھا کیا؟

جی سر ایک ضروری کام تھا آپ سے،،

تو بیٹھو... تم اب تک کھڑے کیوں ہو... انھوں نے اپنے سامنے رکھی فائلوں کو سائڈ پر کرتے ہوئے کہا جیسے خود کو اسکے کام کے لئے مکمل طور پر فارغ کر لیا ہو.....

اچھا یہ بتاؤ چائے پیو گے یا کوفی؟ انھوں نے ریسیور کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں سر کچھ نہیں شافع نے تکلفانہ انداز میں کہا،،،

دیکھو پہلی بات تو یہ کے میں تمھے پہلے بھی بول چکا ہوں کے یونیورسٹی کے علاوہ تم مجھے انکل ہی بولا کرو۔۔۔۔اور ابھی تو کوئی ہے بھی نہیں

تم مجھے زایان کی طرح ہی بہت پیارے ہو انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا.....

شافع نے بھی مسکراتے ہوئے کہا جی انکل....

انھوں نے چائے کا آرڈر دیا تو شافع سے مخاطب ہوئے

ہاں تو بتاؤ کیا کام تھا؟؟

شافع نے بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا،،

لیکن پہلے یہ بتاؤ وہ بھوکا زایان کہاں ہے؟ تمھارے ساتھ نہیں آیا؟

باہر کھڑا زایان جو کان لگائے ساری باتیں سن رہا تھا...

اپنے ماموں کی بات سن کر خود سی ہی کہنے لگا.....

اچھا.... میں بھوکا ہوں ذرا گھر آئیں پھر پوچھوں گا۔۔۔۔

ان کی بات سن کر شافع نے کہا ابھی آپ نے ہی تو کہا بھوکا تو شکار ڈھونڈ رہا ہو گا کوئی اپنی بھوک مٹانے کے لیئے

کمرے میں قہقہہ بلند ہوا تھا،،،

باہر کھڑے زایان نے خود کو دھائی دیتے ہوئے گانا گنگنایا،.....

"دوست دوست نہ رہا پیار پیار نہ رہا"

اچھا شافع تو بتاؤ کیا کام تھا تمھے ؟

شافع نے گلہ کھنکھارتے ہوئے بات شروع کری دراصل انکل کسی کو اسکالرشپ دلوانی ہے اگر آپ میری کوئی مدد کر سکیں تو،،،،

شافع کو کہتے ہوئے عجیب لگ رہا تھا....

وہ لوگوں کے احسان لینے کا عادی نہیں تھا یہ سب بھی وہ صرف زایان کے کہنے پر کر رہا تھا۔۔۔۔

اچھا کیسے ؟؟ شافع نے تھوک نگلا جس سوال سے وہ بچنا چاہتا تھا انھوں نے آغاز میں ہی وہ سوال کر لیا.....

وہ.....وہ میرا ایک دوست ہے اسکی بہن ہے اسے دلوانی ہے....

دراصل اسکی پرسنٹیج اسکالرشپ کے لئے کم ہیں....

شافع نے اپنی جیب سے مارک شیٹ نکال کر عثمان صاحب کی طرف بڑھائی یہ مارک شیٹ ہے آپ دیکھ لیں اگر کچھ ہو سکے تو.....

شافع کو ڈر تھا کہ اب اور کچھ نہ پوچھ لیں.....

عثمان صاحب نے مارک شیٹ لے کر اس کو بغور دیکھنا شروع کیا.....

"آئے نور صدیقی"

ہمممم.....!

شافع نے اب تک مارک شیٹ کو دیکھا تک نہیں تھا، اس لئے نام بھی اسے اب پتا چلا تھا....

شافع نے زیر لب دھرایا "آئے نور"

وہ مسلسل فائلوں پر نظریں جمائے بیٹھا تھا عثمان صاحب کی آواز پر انکی طرف متوجہ ہوا،،،،

دیکھو شافع اسطرح سے ہم کسی کو اسکالرشپ دیتے نہیں ہیں انھوں نے مارک شیٹ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

شافع کے چہرے پر مایوسی چھائی تھی.....

لیکن تم نے پہلی بار مجھ سے کوئی کام کہا ہے اور تم ہماری یونیورسٹی کے قابل اسٹوڈنٹس میں سے ایک ہو تو میں تمھے منا نہیں کر پاؤں گا....

میں 100٪ تو نہیں 75٪ اسکالرشپ دے سکتا وہ بھی صرف تمھاری وجہ سے

شافع کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی.....

زایان جو باہر کان لگائے کھڑا تھا... اسنے وہیں لوڈّ یاں ڈالنی شروع کر دی تھیں اسے اسطرح ناچتے ہوئے دیکھ کر قریب سے گزرتے ہوئے اسٹوڈنٹ نے حیرت سے رک کر پوچھا.....

زایان بھائی خیریت تو ہے؟ شادی وادی طے ہو گیٔ ہے کیا؟

زایان نے رک کر اس لڑکے کی طرف غصے سے دیکھ کر کہا۔۔

ہاں بھائی پھوپھو کی بیٹی سے شادی طے ہو گئی ہے آجانا کھانے میں پلاؤر کھوایا ہے لڑکی لاہور کی ہے نا.....

وہ لڑکا زایان کو برہم ہوتا ہوا دیکھ کر وہاں سے سیدھا چلا گیا

عجیب دنیا ہے مجال ہے جو کسی کو خوش دیکھ سکے کہتے ہی زایان نے دوبارا ناچنا شروع کر دیا.....

عثمان صاحب کمپیوٹر پر کچھ چیک کر رہے تھے پھر شافع کی طرف مڑے،،،،،

بس ٹھیک ہے شافع کام ہو جائے گا۔ڈیٹیلس میں چیک کر لوں گا باقی.....

شافع ان سے ہاتھ ملا کے شکریہ ادا کر کے باہر جانے کے لئے اٹھا تو عثمان صاحب مڑے اور انکی نظر سکرین پر پڑی جس پر باہر لگے سی سی ٹی کمرے کی فوٹیج چل رہی تھی،،،،

رو کو شافع.....!

شافع جو دروازے تک پہنچا تھا انکی آواز پر پلٹا

یہ زایان باہر کیا کر رہا ہے؟؟

شافع کی نظر اسکرین پر پڑی تو اسکی ہنسی قابو نہ رہ سکی جسے اس نے بہت مشکل سے ضبط کیا.....

زایان باہر کھڑا اکیلے ہی گھوم گھوم کر پشتو ڈانس کر رہا تھا....

شافع چہرے پر سنجیدگی لاتے ہوئے بولا.....

مجھے نہیں پتا سر یہ یہاں کب آیا

اچھا تم جاؤ اور اسے اندر بھیجو ناچ تو ایسے رہا ہے جیسے اسکے ماموں کی بارات نکل رہی ہو.....

شافع نے ہنسی کو ضبط کرتے ہوئے کہا

جی انکل بھیج دیتا ہوں....

شافع کمرے سے باہر نکلا تو زایان اسکی طرف لپکنے ہی والے تھا.....

شافع نے فوراً کہا انکل تمھے اندر بولا رہے ہیں

زایان کا سارا جوش و خروش اور مسکراہٹ ایک جھٹکے میں اڑ گئی....

ممممم ممج مجھے کیوں؟

زایان نے ہکلاتے ہوئے پوچھا سالے تو نے میرا نام تو نہیں لے لیا؟؟؟

شافع زایان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر شرارتی مسکراہٹ سے بولا تمھارے رقص کی تعریف میں قصیدے پڑھنے کے لئے.....

زایان کی شکل دیکھنے والی تھی....

شافع اسکا کندھا تھپ تھپا کر جانے کے لئے آگے بڑھا پھر اچانک رک کر بولا دیکھ یارا میری ناک نہ کٹوانا اندر جا کے،،،

زایان نے مکا بنا کر شافع کو مارنا چاہا تھا کہ شافع فوراً باہر کی طرف بھاگا.....

---

*---

آئے نور ارمینہ بیگم اور صدیقی صاحب ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے...

تمھارے ایڈمیشن کا کیا ہوا نور؟

صدیقی صاحب سنجیدگی سے مخاطب ہوئے...

نور نے چمچہ پلیٹ میں رکھ کر، تھوڑا سا پانی پیا نہیں بابا ابھی تو کچھ نہیں ہوا فورم بھر دیا ہے دیکھیں اب کیا ہوتا ہے،،،،

ہونا کیا ہے ان بڑی بڑی یونیورسٹی میں صرف سفارشیں اور پیسہ چلتا ہے سفارشیں لگاؤ اور پیسہ کھلاؤ کام ہو گیا،،،،،

نہیں بابا ایسا نہیں ہے وہاں۔۔۔۔

ارے بیٹا تمھے کیا پتا تم نے ابھی باہر کی دنیا دیکھی ہی کب ہے صدیقی صاحب نور کی بات کاٹ کر بولے،،،،،

میں تمھارے پڑھنے کے خلاف نہیں ہوں لیکن تم پرائیویٹ پڑھنا نہیں چاہتیں، اور میں اس یونیورسٹی کی اتنی فیس بھرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں.....

اگر اسکالرشپ ملے تو ٹھیک ورنہ پھر گھر بیٹھو کوئی اچھا رشتہ آئے گا تو میں دیر نہیں کروں گا انھوں نے دو ٹوک انداز میں بولا.....

نور کی تو بھوک ہی مر گئی

اسکا پلیٹ میں چمچہ چلاتا ہوا ہاتھ رک گیا

میں نے کھالیا بس اتنا کہہ کر وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی صدیقی صاحب بغیر کسی رد عمل کے کھانا کھاتے رہے

---

*----------

شافع کینٹین میں بیٹھا تھا جب زایان منہ پھلائے ہوئے اسکے سامنے آکر بیٹھ گیا.....

شافع نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیسی رہی ماموں جان سے ملاقات شکل سے تو لگ رہا ہے کافی خاطر تواضع کی ہے.....

زایان نے شافع کو گھورا،،

بتاؤ بھی مزا آیا؟؟؟؟

ہاں بہت مزا آیا دل چاہ رہا تھا تمھے بھی ساتھ لے جاؤں اندر،،

ایسی ایسی باتیں سنائیں ماموں نے کے پوچھو مت

شافع نے ہنستے ہوئے پوچھا ایسا کیا سنا دیا ماموں نے ؟

مجھ سے کہنے لگے باہر تمھارے ابّا کی بارات نکل رہی تھی یہ ماموں کی جو لڈّیاں ڈال رہے تھے.....

میں نے کہا بابا کی بارات نکلنے کے تو کوئی امکان نہیں ہیں،، کیونکہ ماما نہیں مانیں گی اور بابا بھی ماما سے بہت پیار کرتے ہیں تو وہ خود بھی نہیں مانیں گے،،،

لیکن اگر آپ کی دوبارا خواہش ہے تو میں مامی سے اجازت طلب کروں ؟؟

اب تم ہی بتاؤ میں نے تو صرف انکی بات کا جواب دیا تھا،،،

لیکن ماموں تو مجھ پر برہم ہو گئے

پھر ماموں نے میری جو عزت افزائی کی توبہ توبہ نہ پوچھو زایان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے خود کو حد درجے کا معصوم ظاہر کیا

وہ تو بابا کو فون کرنے لگے تھے بڑی مشکلوں سے روکا ہے،،،

شافع نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو تمھے کونسا کچھ فرق پڑا ہو گا تم تو ماشاءاللہ سے غیرت پروف ہو،،،،،

زایان نے کالر جھارتے ہوئے کہا ہاں یہ بھی بات ٹھیک کہی تم نے،،،
پاس سے گزرتی تاشفہ پر زایان کی نظر پڑی تو آواز دیئے بغیر نہ رہ سکا
ہائے تاشفہ کیسی ہو؟؟

تاشفہ نے مڑ کر پہلے زایان کو دیکھا اور پھر شافع کو شافع کو دیکھتے ہی اسکے چہرے کے آثار بدل گئے،،،،
ٹھیک ہوں زایان کی طرف دیکھ کر اسنے روکھے لہجے میں جواب دیا اور وہاں سے چل دی،،

زایان کا حیرت کے مارے منہ کھول گیا
آسمان کی طرف منہ کر کے بولا

یہ اللہ یہ آج کیا ہو رہا ہے تاشفہ بیگم نے "شافع تیمور وارثی" کو دیکھا اور ان سے مخاطب ہوئے بغیر چلی گئیں....

ایسے چھوڑو تم یہ اب کبھی خواب میں بھی مجھ سے مخاطب نہیں ہو گی....
واہ واہ کیا بات ہے ایسی بات پر چکن رول ہو جائے؟؟؟

ہاں بلکل ہو جائے لیکن تمھارے پیسوں کا شافع نے شرارت سے کہا
کیا تم چھوٹی چھوٹی سی باتوں میں پیسے کو بیچ میں لاتے ہو اتنے بڑے باپ کے بیٹے ہو زرا خرچا کیا کرو اپنے ہینڈسم دوست پر
شافع کے تیور بدلے تھے یہ تم ہر بات میں بابا کو کیوں لے آتے ہوں؟؟؟
زایان نے شافع کے قریب آکر بولا کیونکہ مجھے انکل سے بہت پیار ہے.....

لیکن پھر شافع کا سپاٹ چہرا دیکھ کر فوراً بولا اچھا اب ایسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے کے بجائے کچھ کھانے کے لئے منگواؤ
شافع نے ہاتھ کے اشارے سے دو رول کا آرڈر دے دیا

اچھا دو رول مطلب تم نہیں کھاؤ گے ؟

ہاں میں نہیں کھاؤں گا بھکڑ دونوں تم کھالینا.....

ہائے کتنا پیارا بھائی ہے میرا اللہ تمھے میری بیوی سے کم خوبصورت بیوی دے زایان نے شرارت سے پیچھے ہوتے ہوئے کہا.....

اچھا تو پھر کب لا رہے رہے ہو اپنی خوبصورت بیوی؟

میرا بس چلے تو کل لے آؤں لیکن یونو ابھی تو میں چھوٹا ہوں،،،

ہاں اتنے چھوٹے ہو کہ دس بندوں کے حصے کا کھانا اکیلے ہضم کر جاتے ہو بیوی کو کیا گھاس کھلاؤ گے ؟

دیکھو یار اب آ گر وہ خود گھاس کھانا پسند کرے تو میں اسے منا تو نہیں کر سکتا نہ سب کی اپنی پسند ہوتی ہے،،

زایان نے قہقہ لگاتے ہوئے شافع کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا

---

*----------

آئے نور اکثر شام میں قریب ہی موجود لائبریری میں جایا کرتی تھی لائبریری اتنی دور نہ تھی لیکن روڈ پار کر کے تھوڑا پیدل چلنا پڑتا تھے

آپارٹمنٹ کے حدود سے نکل کر روڈ پر پہنچی تو گاڑیوں کی تیز رفتاری کی وجہ سے کچھ دیر وہیں سڑک کے کنارے کھڑی رہی،،،

جب اسنے دیکھا کہ گاڑیاں رکنے کا نام نہیں لے رہیں تو اسی طرح چلتے ہوئے سگنل سے روڈ پار کرنے کا سوچ لیا۔۔۔

وہ دو قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ ایک تیز رفتار گاڑی نے اچانک اسکے بلکل قریب آکر بریک لگائے تھے اگر وقت پر بریک نہ لگتے تو نور گاڑی سے ٹکرا جاتی

ڈر کے مارے نور کے ہاتھ سے کتابیں چھوٹ کر زمین پر گر گئیں جو اسے لائبریری میں واپس دینی تھی اور اسنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا،،،

گاڑی میں سے ایک شخص گلاسیز اتارتا ہوا تیزی سے نکل کر اسکے قریب آیا تھا

آئم سوری آپ ٹھیک ہیں؟

آئے نور کو جب احساس ہوا کہ وہ بچ گئی ہے تو اسنے منہ پر سے ہاتھ ہٹایا

دل زوروں سے دھڑک رہا تھا چادر ایک کندھے سے سرک گئی تھی،،،

جی

میں ٹھیک ہوں.....

کہہ کر سامنے کھڑے شخص پر صرف ایک نظر ڈال کر وہ کتابیں اٹھانے کے لئے جھک گئی تھی،،،

کتابیں اٹھاتے ہوئے وہ اچانک ٹھٹکی سر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو پہچان نے میں اسے پھر ایک لمحہ نہیں لگا

سامنے کھڑے شخص کے تاثرات بھی یہی بتا رہے تھے اسنے بھی نور کو پہچان لیا ہے

---

*----------

شافع بیڈ پر لیٹا لیپ ٹاپ پر کوئی فلم دیکھ رہا جب اسکا فون بجا

سکرین پر زایان کا نام جگمگاتا دیکھ کر اسنے مسکراتے ہوئے فون اٹھا لیا

اور میرے بھائی کیا کر رہے ہو زایان کی چہکتی ہوئی آواز گونجی،،،،

گھڑی میں ٹائم دیکھو ایک بج رہا ہے اور تمھے نہیں پتا میں اس وقت کبوتر اڑاتا ہوں۔۔۔۔

اوہ ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا کتنے اڑا لئے پھر اب تک ؟ زایان نے شرارت سے پوچھا،،

سب اڑ گئے بس تمھے اڑانا باقی ہے

زایان نے قہقہ لگاتے ہوئے کہا یہ کبوتر اتنی آسانی سے نہیں اڑے گا....

اچھا دماغ مت کھاؤ میرا ویسے ہی شام میں بہت مغزماری کی ہے کسی نے شافع نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا،،،،

کس نے کر دی مغزماری زرا ہمیں بھی تو پتا چلے، زایان نے تجسّس سے پوچھا

بعد میں بتاؤں گا تم یہ بتاؤ فون کرنے کی کوئی خاص وجہ ؟

اب تمھے فون کرنے کے لئے کیا مجھے وجہ چاہیے ہو گی

نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے اچھا ایک بات بتاؤ.....

ایک نہیں دو بتاؤں گا

شافع ہنستے ہوئے بولا پہلے ایک بتاؤ پھر دوسری بتانا...

ہاہاہاہاہاہا.....!

اچھا پوچھو

یہ اسکالرشپ کا چکر صرف کھانے پینے کے لئے تو نہیں ہے اتنا تو میں جانتا ہوں اصل بات کیا ہے ؟ کہیں تمھے پیار ویار تو نہیں ہو گیا نہ شافع نے شرارت سے پوچھا...

کیا ہو گیا شافع تمھے لگتا ہے مجھے پیار ہو گا اور تمھے پتا نہیں چلے گا؟

زایان نے حیرت کا بھرپور مظاہرہ کیا.

پھر بتاؤ اصل بات کیا ہے

زایان کی طرف سے کچھ دیر خاموشی رہی

اب کچھ بتاؤ گے بھی یہ نہیں...

یار اس لڑکی کو اسکالرشپ کی ضرورت تھی، وہ آفتاب صاحب کے پاس بہت امید لے کر آئی تھی، اسکی آواز میں التجا تھی، آفتاب صاحب نے تو اسے دوٹوک جواب دے کر فارغ کر دیا لیکن جب وہ جا رہی تھی میں نے کھڑکی سے دیکھا تھا.....

اسنے بہت بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑی تھیں جیسے آنکھوں سے آنسوں کے ساتھ ساتھ خواب بھی مٹانا چاہ رہی ہو۔۔۔۔

زایان ایک لمحے کے لئے رکا تو شافع نے مسکراتے ہوئے بولا

ہمممم.....! مجھے پتا تھا ایسا ہی کچھ ہو گا میرے اس بھوکے دوست کا دل کتنا نرم ہے یہ صرف مجھے پتا ہے۔

زایان نے فوراً محبت بھرے لہجے میں کہا

اور میرا یہ دوست جو اکڑو بنا پھرتا ہے یہ کتنا ہنسنے مسکرانے والا ہے یہ صرف مجھے پتا ہے۔

اور ویسے بھی میں گھاٹے کا سودا نہیں کرتا میں نے اسکی مدد کی تو اسے میرا احسان تو چوکانہ ہی تھا نا،،

تو بس میں نے اس سے ڈیل کر لی کیونکہ اسے دیکھ کر مجھے اتنا اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ کم سے کم کوئی غریب لڑکی نہیں ہے

پھر ہم اپنے پیٹ پر لات کیوں ماریں،،

شافع نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

کہیں نہ کہیں سے اپنے کھانے کا انتظام تم کر ہی لیتے ہو ویسے سارا کام تو میں نے کروایا ہے تو اس ڈیل میں سے مجھے کیا ملے گا؟

ارے میری جان کیسی باتیں کر رہے تو تمھے کیا لگتا ہے میں تمھے چھوڑ کر کچھ کھاؤں گا؟

ہر برگر کے اوپر لگے تل، ہر پلیٹ میں سے پورے تین فرائس اور ہر کین کا آخری گھونٹ تمھارا ہوا میری جان

اب شکریہ مت کہنا.....

شافع زایان کو اپنے الفاظوں سے نوازنے ہی والا تھا کہ زایان نے فوراً فون بند کر دیا۔

شافع نے مسکراتے ہوئے فون کو دیکھ کر کہا ایڈیٹ۔۔۔

زایان کا فوراً میسج آیا یو ٹو میری جان اور ساتھ میں زبان نکلی ہوئی سمائل بھی تھی.

---

*____

آپ..... دونوں نے یک زبان ہو کر کہا

شافع کو دیکھ کر آئے نور کا خفت سے چہرہ لال ہو گیا کتابیں اٹھا کر فوراً کھڑی ہوئی،،

اپنے نے کیا مجھ سے ٹکرانے کا ٹھیکا اٹھار کھا ہے.....؟اپنے خود کو اتنی خوش فہمیوں میں کیوں مبتلا کر رکھا ہے.....؟

آئے نور نے غصے سے بھنوے اوپر چڑھائیں....

جب آپ کو چشمے کی ضرورت ہے تو لگاتے کیوں نہیں ہیں.....؟

جب آپ کو صحیح سے چلنا نہیں آتا تو اکیلے نکلتی کیوں ہیں.....؟

اااوہ..... تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ غلطی میری تھی۔۔۔

آئے نور نے حیرت کا مظاہرہ کیا

جی بلکل غلطی اس دن بھی آپ کی تھی اور آج بھی شافع نے بے حد اطمینان سے کہا.....

اچھاتوآپ کو کیا لگتا ہے مجھے مرنے کا شوق ہے میں جان پوچھ کر آپ کی گاڑی کے سامنے آئی ہوں؟.....

ہو سکتا ہے،،،

شافع نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا....

وہ برج آپ کے روڈ پار کرنے کے لئے ہی لگوایا ہے میڈم شافع نے کچھ دور بنے برج کے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا.....

لیکن آپ پھر بھی چلتی ہوئی گاڑیوں کے بیچ میں سے روڈ پار کر رہی ہیں اسکا مطلب تو یہی ہوانا کہ آپ کو مرنے کا شوق ہے.

آئے نور پر چپکی طاری ہو گئی تھی

توآپ کی خاموشی سے یہ ثابت ہوا کے غلطی آپ کی تھی شافع نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا....

میں آپ سے کسی فضول بحث میں نہیں پڑنا چاہتی....

اچھا جیسے میں تو تڑپ رہا تھا نہ آپ سے بحث کرنے کے لئے شافع نے آنکھیں گھما کر کہا اور گاڑی کی طرف مڑ گیا...

"سڑیل"

شافع کو حیرت کا جھٹکا لگا اسنے آج تک اپنے نام کے ساتھ "ہینڈسم، سمارٹ، کول، کرش" طرح کے نام تو سنے تھے لیکن سڑیل سننے کا شرف اسے پہلی بار حاصل ہوا تھا.....

شافع فوراً مڑا کچھ کہا آپ نے مجھے سے ؟

نور نے حیرت سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا کیا

میں نے کیا کہا؟

مجھے لگا آپ نے مجھے کچھ کہا....

اووہ تو آنکھوں کے ساتھ ساتھ آپ کے کان بھی خراب ہیں دیکھنے میں تو غریب نہیں لگتے کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کیوں نہیں کرواتے ؟

یہ آپ کو ہر بات میں اووووہ اووہ کچھ زیادہ بولنے کی عادت نہیں ہے ؟

شافع نے انگلی سے ہوا میں اوبناتے ہوئے کہا.....

آپ میری عادتوں پر مت جائیں اپنی محرومیوں کا علاج کروائیں....

شافع نے ضبط سے دانت پیسے اور جیسے ہی اسنے بولنے کے لئے منہ کھولا نور نے برج کی طرف دوڑ لگادی.....

شافع نے اسے دور جاتے دیکھا تو زور سے بولا آپ بھی کسی اچھے مینٹل ہاسپٹل سے اپنا علاج کروائیں

اور غصے میں گلاسیز پہنتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا.....

"❤❤❤❤❤❤

زایان گہری نیند کے مزے اڑا رہا تھا....

جب کسی نے پانی سے بھرا جگ پورے زور سے اسکے منہ پر انڈیل دیا

زایان ہڑبڑاتے ہوئے چینخا کہاں آگ لگ گئی کہاں ؟؟؟

پورے شہر میں آگ لگی ہوئی ہے.

ہیٹ سٹروک ہو رہا ہے اور آپ کتنے مزے کی نیند لے رہے ہیں

زایان نے غصے سے بولا تو تم کیا چاہتی ہوں میں سڑک پر کھڑے ہو کر سب پر پانی کا سپرے کروں ؟؟

اور یہ پانی پھینکنے والی کیا حرکت تھی تمیز نہیں ہے تمھیں بڑے بھائی کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں.....

اووہ....!

بڑے بھائی وہ بھائی جو رات کو چھپکے سے اپنی بہن کے حصے کی بچی ہوئی آئسکریم اور پیزا چوری کر کھا جاتے ہیں....

میراب نے بھی چینخھتے ہوئے کہا۔۔

اس میں چوری والی کیا بات ہے تمنے وہ کہاوت نہیں سنی "دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام "زایان نے اطمینان سے کہا اور واپس لیٹ گیا.....

ہاں بلکل سنی ہے تبھی تو میں نے وہ پوری چوکلیٹ کھالی جو اپنے رات کو فریج میں رکھی تھی میراب نے آنکھوں کو اوپر نیچے کرتے ہوئے کہا اور باہر کی طرف دوڑ لگادی.....

زایان کے کانوں نے جب یہ بات سنی کے اسکی کوئی چیز خالی گئی ہے

پھر تو وہ چینخھتے ہوئے اٹھا اور میراب کے پیچھے دوڑا.....

چھپکلی میں تمھے جان سے ماردوں گا اگر مجھے میری چاکلیٹ نہیں ملی تو....

میراب نے بھاگتے ہوئے زور سے کہا بھائی آپ بھول رہے ہیں دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام.....

---

*----------

شافع، تیمور صاحب،اور تہمینہ بیگم ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے ایسا کم ہی موقعوں پر ہوتا تھا جب تیمور صاحب اور شافع اتفاقن ساتھ بیٹھ جائیں.....

امتحان کب سے شروع ہیں تمھارے؟؟؟

تیمور صاحب شافع سے مخاطب ہوئے.....

شافع نے کھاتے ہوئے ہاتھ نہیں روکا

اور مصروف سے انداز میں بولا تین مہینے ہیں ابھی.....

اور آگے کیا کرنے کا سوچا ہے؟

جب آپ کو پتا ہے تو پوچھ کیوں رہے ہیں؟؟

تمھارے ارادوں سے واقف ہوں اس لئے پوچھ رہا ہوں..... تیمور صاحب اسے ناشتہ تو کرنے دیں یہ باتیں بادمیں کر لئے گا تہمینہ بیگم نے کہا۔

یہ صاحب زادہ ہمارے ساتھ بیٹھنا کب پسند کرتا تھا جو اس سے بات کری جائے....

شافع نے کھٹ کر کے چمچہ پلیٹ میں پھیکا ضبط سے ایک لمبا سانس کھینچا....

اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اٹھ کر چلا جاؤں تو آپ ایسی بتادیں یہ باتیں سنانے کا کوئی خاص مقصد؟

تیمور صاحب تیش میں آگئے ڈائننگ ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے.....

میں پوچھتا ہوں یہ میرا جمایا بزنس چھوڑ کر تم الگ بزنس کے چکروں میں کیوں پڑھ رہے ہو؟

اور اگر کر ہی رہے ہوں تو اپنی کمپنی چھوڑ کر یہ دو ٹکے کی کمپنیوں کے شئیرز کیوں لگا رہے ہو؟

اااووووو...!

تو ساری بات یہ ہے آپ کی انا کو ٹھیس پہنچ رہی ہے، کہ میں آپ کی کمپنی کو چھوڑ کر کیسی اور کے ساتھ کیوں بزنس کر رہا ہوں....

شافع نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔

یہ بزنس میرے اکیلے کا نہیں ہے میں اور زایان پارٹنر شپ میں کر رہے ہیں.....

تیمور صاحب کے تیور چڑھ گئے.

تو یہ بزنس جس پر میں نے دن رات لگا کر محنت کی یہ سب کیا میں نے غریب اور مسکینوں کے لئے کیا ہے؟

شافع نے ٹیبل پر سے اٹھ کر کہا ارے ارے آپ کا اتنا ظرف کہاں کے آپ غریب اور مسکینوں کے لئے کچھ کریں.....

"شافع"۔۔۔۔۔۔۔۔

تیمور صاحب چینختے ہوئے کھڑے ہو گئے.....

تہمینہ بیگم بھی گھبرا کر کھڑی ہو گئی...

تم حد سے بڑھ رہے ہو....

تمھے کیا لگتا ہے بزنس سیٹ کرنا بچوں کا کھیل ہے بزنس میں صرف پیسہ نہیں لگتا عقل اور تجربہ بھی لگتا ہے....

"شافع نے مسکراتے ہوئے کہا عقل میرے پاس ہے تجربہ مجھے ہو جائے گا....

ہاں مکلدی کی ضرورت پڑی تو آپ کے پاس ضرور آؤں گا.....

شافع نے کہہ کر اپنا موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھائی اور باہر نکل گیا"....

تیمور صاحب نے غصے میں پانی سے بھرا ہوا گلاس زمین پر پٹک دیا...

اور اپنی بیوی سے چینختے ہوئے بولے یہ لڑکا کسی دن بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے گا

---

*---

شافع اور زایان اپنے بزنس کے ہی سلسلے میں کسی سے ملنے آئے تھے....

واپسی میں شافع نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے زایان سے پوچھا کیا ہوا ایک ہفتہ ہونے کو ہے تمھاری ڈیل والا معاملہ کہاں تک پہنچا؟؟؟

زایان نے شافع کی طرف مڑ کر کہا....

ابھی تو کچھ نہیں ہوا یار، مجھے لگتا ہے اسے ابھی تک ای میل موصول نہیں ہوئی ورنہ مجھے پتا چل جاتا،،،

ہمممم...!

تمھے لگتا ہے کے وہ ایڈمیشن کے بعد تم سے رابطہ کرے گی؟

وہ نہ کرے ہم کر لیں گے وہ یونی میں قدم رکھے گی اور میرے جن مجھے خبر کر دیں گے

زایان نے فخریہ انداز میں کہا....

انھے جن نہیں شیطان کہتے ہیں شافع نے ہنستے ہوئے کہا....

زایان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ہاں کہہ سکتے ہیں.....

---

*----------

آئے نور بالکنی میں لگے پودوں کو پانی دے رہی تھی جب اسے موبائل پر میسج ٹیون کی آواز آئی لاونج میں آکر اسنے ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا

کوئی ای میل آئی تھی.....

اسنے انباکس اون کرا دروازے کی گھنٹی بج گئی.....

اس وقت کون آ گیا نور نے موبائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے سوچا.....

دروازا کھولا تو سامنے صدیقی صاحب کھڑے تھے....

بابا آپ اتنی جلدی آ گئے طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟ نور نے تشویش سے پوچھا....

ہاں بس سر میں زرا درد تھا تو آ گیا

صدیقی صاحب نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ارمینہ بیگم بھی باہر آ گئیں تھی اور فکر مندی سے ان سے پوچھ رہی تھیں.....

ارے ٹھیک ہوں میں بس نور مجھے چائے بنا دو....

جی بابا وہ تو بنا دیتی ہوں پہلے سر درد بادوں آپ کا؟

نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے چائے پیوں گا تو ٹھیک ہو جائے گا تم چائے لیاؤ.....

جی لائی کہہ کر نور کچن کی طرف بڑھ گئی.....

چائے کا پانی چڑھا کر نور وہیں کھڑی تھی جب اسے ای میل کا خیال آیا.....

چیک کر لوں کہیں امپورٹنٹ نہ ہو

نور نے موبائل اٹھایا اور ای میل اون کری.....

ای میل پڑھنے کے ساتھ ساتھ اسکے چہرے کے تاثرات بھی بدلتے رہے....

ای میل یونیورسٹی کی طرف سے آئی تھی اسے 75%اسکالرشپ فراہم کر دی گئی تھی....

ای میل پڑھتے ہی نور خوشی سے چیختے ہوئے باہر کی طرف بھاگی....

ماما....بابا.....ارمینہ بیگم پریشانی سے اٹھ گئیں کہ کہیں ہاتھ نا جلا لیا ہو....

نور دوڑتی ہوئی آکر انکے گلے لگ گئی

ارے آرام سے لڑکی کیا ہوا ہے جو یوں چیختے ہوئے دوڑ رہی ہو....

صدیقی صاحب کمرے میں فریش ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے.....

ماماماما معجزہ ہو گیا سمجھیں نور نے خوشی سے گھومتے ہوئے کہا....

ارے ہوا کیا ہے؟ بتاؤ تو سہی

ماما مجھے یونیورسٹی کی طرف سے اسکالرشپ مل گئی ہے نور نے ارمینہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا.....

ارمینہ بیگم کا خوشی سے منہ کھل گیا سچ کہہ رہی ہو جی ماما یہ دیکھیں ای میل آئی ہے کچھ دیر پہلے

ارمینہ بیگم نے ای میل دیکھے بغیر آئے نور کو خوشی سے گلے لگاتے ہوئے پیار کیا....

اللہ پاک نے تمھاری دعائیں سن لیں نور تمھاری کتنی بڑی خواہش پوری ہو گئی....

جی ماما

"دعائیں قبول ہو جاتی ہیں بس ہم صبر نہیں کر پاتے معجزے ہو جاتے ہیں بس ہم دیکھ ہی نہیں پاتے"

نور نے مسکراتے ہوئے کہا....

صدیقی صاحب نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا یہ اتنا شور کیوں مچا رہی ہو؟؟؟انھوں نے سختی سے کہا تھا....

نور صوفے پر سے کھڑی ہو گئی بابا وہ یونیورسٹی کی طرف سے ای میل آئی ہے مجھے اسکالرشپ مل گئی ہے....

صدیقی صاحب کے تاثرات بدلے قریب آکر نور کا سر تھپ تھپایا اور صوفے پر بیٹھ گئے چلو اچھا ہے۔۔۔۔

لیکن بابا آئے نور نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پریشانی سے انکی طرف دیکھا

اب کیا ہوا؟؟؟

اسکالرشپ 75٪ ملی ہے نور کو پھر ڈر لاحق ہو گیا تھا....

صدیقی صاحب کچھ دیر خاموش رہے پھر اسکی طرف دیکھ کر بولے ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اتنی فیس تو میں بھر دوں گا.....

نور خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے انکے ہاتھ پر اپنا سر رکھ دیا اووہ تھینک یو بابا.....

نور اٹھ کے جانے لگے جب صدیقی صاحب نے اسے روکا....

نور رکو نور واپس بیٹھ گئی جی بابا

ارمینہ بیگم بھی وہیں قریب کرسی پر بیٹھی تھیں.

یونیورسٹی جاؤ گی تو لیکن.....!

اپنے حدود توڑنے کی کوشش مت کرنا، میں کبھی کوئی ایسی حرکت برداشت نہیں کروں گا جو میری عزت پر آنچ آنے کا سبب بنے صدیقی صاحب نے سنجیدگی سے کہا.....

بابا آپ بھروسہ رکھیں میں کبھی کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جس سے آپ کے اوپر کوئی انگلی اٹھائے

یا آپ کی اور ماما کی تربیت پر کوئی سوال کرے....

آئے نور نے انھے اطمینان دلاتے ہوئے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا....اور میری بات یاد رکھنا اگر کوئی مناسب رشتہ آگیا تو میں انتظار نہیں کروں گا....

نور نے سوچا دو ڈھائی سال کی تو بات ہے اور جب پڑھائی شروع ہو جائے گی تو بابا خود ہی ایسا کچھ نہیں سوچیں گئیں اور یہی نور کی سب سے بڑی غلطی تھی....

ٹھیک ہے بابا آپ کو جو مناسب لگے

نور نے اٹھتے ہوئے کہا....

میں چائے لے آتی ہوں آپ کے لئے.

---

*----------

نور اور منہا ایڈمیشن پروسیس پورا کرنے کے لئے یونیورسٹی میں آئی تھیں

جس میں کافی وقت لگ گیا تھا

یار نور بہت تھک گئی ہوں میں تو کیوں نہ کچھ کھالیں؟

نور نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا نہیں منہا بہت ٹائم ہو گیا ہے ماما پریشان ہو رہی ہوں گی

کھانے کا ٹائم نہیں ہے ابھی گھر چلو.....

اوہو اچھا یار پانی کی بوتل تو لینے دو ویسی اتنی گرمی ہو رہی ہے...

ابھی تم کینٹین کہاں ڈھونڈو گی دیر ہو رہی ہے نور نے جلدی جلدی چلتے ہوئے غصے سے

کہا.....

یہیں کہیں ہو گی کسی سے پوچھنے تو دو

منہا رک کر ایک لڑکے سے کینٹین کا پوچھنے لگی آئے نور منہا سے تھوڑا آگے تھی.....

یار نور رک تو جاؤ یہیں آگے ہی ہے کینٹین چلو.....

کینٹین پر پہنچ کر منہا پانی لینے چلی گئی اور آئے نور دور ہی کھڑی تھی جب اسے اپنے پیچھے کسی کی آواز آئی۔۔۔۔

کام نکل جانے کے بعد آپ لوگوں کو بھول جاتی ہیں کیا؟

نور نے جھٹ سے پیچھے مڑ کر دیکھا

زایان اسی سے مخاطب تھا

ہائے کیسی ہیں آپ؟ زایان نے مسکراتے ہوئے پوچھا

آئے نور اس وقت سچ میں اسے بھول گئی تھی اسطرح اچانک اسے دیکھ کر نور گڑبڑا گئی تھی

اسّلام وعلیکم.....

زایان شرمندہ ہوا وعلیکم اسّلام کیسی ہیں آپ؟؟؟

جی میں ٹھیک ہوں آئے نور نے نیچے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا.....

نور نے زایان سے نہیں پوچھا کے آپ کیسے ہیں؟ اسلئے زایان نے اپنی حرکتوں پر قائم رہتے ہوئے خود ہی بول دیا

میں بھی ٹھیک ہوں؟ ایڈمیشن ہو گیا آپ کا؟

جی ہو گیا.....!

تو آپ کو تھینک یو بولنا نہیں سکھایا کسی نے ؟

آئے نور شرمندہ ہوئی جی میں بولنے ہی والی تھی آپ کا بہت شکر.....

زایان نے بیچ میں سے بات کاٹ دی

رہنے دیں اسکی ضرورت نہیں ہے....

منہا نور کے برابر میں آکر کھڑی ہو گئی تھی اسکے ہاتھ میں پانی کی دو بوتلیں تھیں.....

کون ہے یہ منہا نے نور کو کونی مارتے ہوئے پوچھا.....

نور نے اسے گھورا جیسے کہہ رہی ہو چپ رہو ابھی.....

زایان نے منہا سے خود ہی اپنا تعارف کروالیا

ہائے میرا نام زایان حیدر ہے زایان نے مسکراتے ہوئے کہا.....

منہا نے صرف مسکرانے میں اکتفا کیا

او کے مس آئے نور اب تو ملنا ملانا لگا رہے گا....

شکریہ کی مجھے ضرورت نہیں ہے بس آپ ڈیل یاد رکھئے گا پھر ملاقات ہو گی

ہاتھ ماتھے پر لے جاتے ہوئے کہا اللہ حافظ زایان مکینیکی انداز میں کہہ کر بغیر کچھ سنے چلا گیا.....

منہا اور آئے نور نے ایک دوسرے کو دیکھا منہا نے حیرت سے پوچھا یہ کیا سین تھا؟

آئے نور نے اسکے ہاتھ سے پانی کی بوتل لیتے ہوئے کہا یہ وہی کارٹون ہے جو مجھے پہلے ملا تھا....

اچھا جس نے اسکالرشپ دلوائی آئے نور نے اثبات میں سر ہلایا.....

ویسے ہے تو بڑا ہینڈسم منہا نے شرارت سے کہا

آئے نور نے گھورا تو اسکی ہنسی غائب ہوئی....

منہا نے سنجیدگی سے ہاتھ اوپر کرتے ہوئے کہا اوکے ,,,,

آپ کے کو منٹس ہو گئے ہوں تو اب چلیں آئے نور نے کہا,,,,ہاں چلو یار میں نے کب روکا ہے

منہا نے جلدی جلدی آگے بڑھتے ہوئے کہا.

---

*----------

شافع کلاس سے باہر نکلا تو زایان کو ڈھونڈنے لگا.....

باہر گراؤنڈ میں پوچھا تو زایان سامنے سے آتا ہوا نظر آیا

تم نے کلاس کیوں نہیں اٹینڈ کری؟

یار تمھے تو پتا ہے نہ مجھ سے سر فرقان کا لیکچر ہضم نہیں ہوتا

تمھے تو کسی بھی ٹیچر کا لیکچر ہضم نہیں ہوتا لاسٹ سمسٹر ہے پیپر ہونے والے

"now be serious zayan"

ارے تم ہو نا پھر فکر کس بات کی زایان نے شافع کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا....

اور اچھا ہوا آج میں نے کلاس نہیں لی وہ آئی تھی؟

وہ کون شافع نے حیرت سے پوچھا آئے نور وہی اسکالر شپ والی.....

اووہہہہ

تو ملاقات ہو گئی تمھاری اس سے

ہاں ہو گئی....

یار عجیب لڑکی ہے کام نکل جانے کے بعد ایسے دیکھ رہی تھی جیسے مجھے پہچانا ہی نہ ہو زایان منہ بناتے ہوئے بولا

تو تم نے دل پر لے لیا کیا کہ کسی لڑکی نے تمھے پہچاننے سے انکار کر دیا شافع نے شرارت سے کہا.....

اب ایسا بھی کچھ نہیں ہے پہچان تو لیا تھا اسنے بس تھوڑی مغرور ٹائپ کی ہے سیدھے منہ بات نہیں کرتی....

ہاں تو اچھی بات ہے تم کونسا اس کے بچپن کے دوست ہو جو وہ تم سے ہنس ہنس کے بات کرے گی دوسری بار ہی تو ملے ہو تم اس سے۔۔۔۔۔

ہاں یہ بھی ہے اب ہر لڑکی تاشفہ کی طرح چپکو تھوڑی ہوتی ہے زایان نے قہقہہ لگا کر شافع کے ہاتھ پر تالی مارتے ہوئے کہا.....

ہائے۔۔۔!تاشفہ کیسی ہو شافع نے زایان کے عقب میں دیکھتے ہوئے بولا

زایان نے دانتوں تلے زبان دباتے ہوئے دھیرے سے کہا۔۔"سن نہ لیا ہو چڑیل نے"

ایک آنکھ بند کر کے پیچھے مڑا پیچھے کوئی نہیں تھا....

شافع نے قہقہہ لگایا....

زایان نے غصے سے شافع کو گھورا

ایسے کیا دیکھ رہے ہو پتا ہے مجھے کے میں ہینڈسم ہوں اب نظر لگاؤ گے کیا

شافع نے کہا.....

نہیں گلے لگاؤں گا زایان نے بازو کھولے

اور شافع کے گلے لگ گیا....

اور جب ہٹا تو شافع کا والٹ زایان کے ہاتھ میں تھا.... زایان نے فوراً کینٹین کی طرف دوڑ لگادی....

شافع بھی اسکے پیچھے بھاگا

"یہ تم نے جیب کاٹنے کی کلاسز کب سے لینی شروع کر دیں

میں کلاسز لیتا نہیں دیتا ہوں میری جان"

زایان نے بھاگتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

شافع نے گاڑی زایان کے گھر کے باہر روکی تو وہ گاڑی سے نکل کر اندھا دھن گھر کے اندر بھاگا تہمینہ بیگم بھی گاڑی سے نکل کر اس کے پیچھے ہولی تھیں دروازے کے پاس ہی اسے ملازم مل گیا،،،،

شافع صاحب اچھا ہوا آپ آگئے اندر چلیں زایان صاحب کی طبیعت خراب ہو رہی ہے

شافع بغیر کچھ سنے اندر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

شافع نے بھاگتے ہوئے لاؤنج کا دروازا ایک جھٹکے سے کھولا ٹائلوں کی وجہ سے اسکے پاؤں چرچرائے تھے

جیسے ہی لاؤنج کا دروازا کھولا بند لائٹیں کھول گئی تھیں۔۔۔۔

کچھ پھٹنے کی آواز آئی شافع کے اوپر رنگ برنگی پلاسٹک کی چمکیلی پتیاں اور چمک گری تھی

دوسری طرف سے زایان اس کے اوپر سفید اسپرے کر رہا تھا،،،

سامنے ارفہ بیگم، حیدر صاحب میراب اور زایان کھڑے ہیپی برتھ ڈے گا رہے تھے

.....

شافع کے بال، منہ اور کپڑے سپرے سے بھر گئے

شافع نے منہ صاف کر کے سب کو باری باری دیکھا جب اسے سب سمجھ آیا تو زایان کی طرف مڑا سب ہنس رہے تھے اور شافع سپاٹ چہرے سے انھے دیکھتا گیا

زایان نے دانت نکال کر شافع کو دیکھا شافع نے آگے بڑھ کر الٹے ہاتھ کا گھوما کے زناٹے دار تھپڑ زایان کے منہ پر رسید کیا

تھپڑ کی گونج سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا تھا.....

زایان کا ہاتھ اسکے گال پر تھا اسنے بے یقینی سے پہلے شافع کی طرف دیکھا، پھر سب کی طرف اور اچانک اسنے بچوں کی طرح دھاڑے مار مار کے چینخنا شروع کر دیا.....

"اسنے نے مجھے تھپڑ مارا"

شافع نے اسکے دوسرے گال پر بھی تھپڑ مارا بند کرو اپنا یہ ناٹک.....

زایان گال سہلاتے ہوئے فوراً نارمل ہوتے ہوئے بولا اچھا ٹھیک ہے یار نہیں کرتا ناٹک اب کتنے تھپڑ مارو گے،،،،،

شافع نے زایان کا کالر کھینچ کر اسے گلے سے لگایا

سب کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔۔۔

ذلیل انسان آگر آئندہ ایسا مزاق کیا نہ تو میں خود تمھے ہرٹ اٹیک دلواؤں گا شافع نے الگ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اور آپ سب بھی اس کے ساتھ مل گئے وہ سب کی طرف مڑا اماما آپ بھی؟ تہمینہ بیگم نے آگے آتے ہوئے کہا ہم نے سوچا ویسے نہ سہی تو ایسے ہی سہی.....

لیکن یہ آئیڈیا اس میراب کی بچی کا تھا میں نے تو منا بھی کیا کہ شافع غصہ کرے گا لیکن اس نے بولا نہیں یہی آئیڈیا کام کرے گا۔۔۔۔۔

زایان نے محارت سے جھوٹ بولا،،،،،

شافع نے میراب کو گھورا.....

ہووووبھائی کتنا جھوٹ بول رہے ہیں آپ،،،،

شافع بھائی آپ انکا یقین مت کریئے گا یہ جھوٹ بول رہے ہیں میں نے صرف آئیڈیا دیا تھا باقی ساری پلیننگ انکی ہی تھی،،،،،

اچھا چلو بھئی یہ سب چھوڑو اب کیک کاٹ لو حیدر صاحب نے شافع کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے کہا....

ہاں ہاں بلکل چلیں رزق کو زیادہ دیر انتظار نہیں کرواتے زایان نے اپنا ندیدہ پن قائم رکھتے ہوئے کہا،،،،

---

*----------

آئے نور الماری کھول کر اس میں سے کچھ سامان نکال رہی تھی جب ارمینہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں

ارے لڑکی یہ اتنا سامان نکال کر بیڈ پر کیوں پھیلایا ہوا ہے ؟انھوں نے بیڈ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

ماما دیکھیں نہ میرا وہ براؤن والا بیگ مل ہی نہیں رہا ہے کب سے ڈھونڈ رہی ہوں آئے نور نے الماری سے دو تین چیزیں اور باہر پھینکتے ہوئے کہا

یامیرے اللہ.....!

پاگل لڑکی وہ بیگ یہاں نہیں ہے وہ بیگ کبڈ میں ہے تم نے ہی رکھنے بولا تھاارمینہ بیگم کبڈ کی طرف بڑھیں اور بیگ نکال کر باہر رکھا

اووففف.....!

میں نے پوری الماری خالی کر دی مجھے یاد ہی نہیں تھا کہ یہ یہاں رکھا ہے نور نے سر تھامتے ہوئے کہا،،،

یہ آپ امّیوں میں کونسی بیٹری فٹ ہوتی ہے کہ ہر بات یاد رہتی ہے ہر کام پرفیکٹ کر لیتی ہیں؟

جب تم ماں بنوں گی نہ تب تمھیں پتا چل جائے گا،،،

ماما،،،،،نور نے جھینپتے ہوئے کہا....

اچھااب یہ جو الماری کا سارا سامان تم نے نکال کر پھیلایا ہے وہ سمیٹے گا کون؟

ابھی رکھ دوں گی ماما آئے نور نے وہیں سامان کے بیچ میں جگا بنا کر لیٹتے ہوئے کہا،،

ہاں مجھے پتا ہے ابھی رکھ دوں گی،ابھی رکھ دوں گی، کر کے پھر مجھے ہی رکھنا پڑے گا.

ماما آپ اتنی جلدی کیوں مچاتی ہیں رکھ دوں گی نہ نور نے سُستاتے ہوئے کہا۔۔۔

ارمینہ بیگم سامان رکھنا شروع ہو گئیں تھی میں جلدی نہیں مچاتی تم سُست ہو لڑکی...

تعریف کے لئے بہت شکریہ،، نور نے مسکراتے ہوئے کہا...

تیاری ہو گئی تمھاری کل کی؟؟؟؟

جی ماما سب ہو گئی بس پارلر کا اپاؤنٹمنٹ لینا باقی ہے آئے نور نے شرارت سے کہا

ارمینہ بیگم نے اسے گھور کر کہا ہاں تمھے کل یونی تھوڑی ولیمے میں جانا ہے نا؟

آئے نور فوراً بولی ماما مزاق.....!

آئے نور تم اکیلے کیسے جاؤ گی مجھے فکر ہو رہی ہے.....

انسان کو کبھی نہ کبھی تو اکیلے نکلنا پڑتا ہی ہے نہ ماما اور آپ فکر مت کریں منہا بھی تو میرے ساتھ ہو گی

ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن پھر بھی.....

ماما بابا خوش تو ہیں نا؟ نور نے بیٹھتے ہوئے پوچھا....

ارمینہ بیگم اسکے پاس آکر بیٹھ گئیں پھر سوچتے ہوئے بولیں.....

پتا نہیں.....

مطلب خوش نہیں ہیں صرف میرا دل رکھنے کے لئے مسکرائے تھے...

تمھے لگتا ہے کہ وہ تمھارا دل رکھنے کے لئے مسکرا بھی سکتے ہیں؟ ارمینہ بیگم نے زخمی مسکراہٹ سے کہا....

راضی وہ اپنی مرضی سے ہوئے ہیں....
اور تم فکر مت کرو وہ اگر خوش نہیں ہیں تو ناراض بھی نہیں ہیں ارمینہ بیگم نے نور کا گال تھپ تھپاتے ہوئے کہا....
ماما کیا ہمیں کبھی مکمل خوشیاں نہیں مل سکتیں؟ کیا کبھی زندگی میں ایسا نہیں ہو سکتا کے ہر چیز مکمل مل جائے...
نہیں بیٹا" زندگی تو مکمل خوشیاں ہی دیتی ہے یہ تو انسان ہی ہوتے ہیں جو خوشیوں کو مکمل یہ ادھورا بناتے ہیں. جو خوشیوں میں غم اور غم میں خوشی کو ڈھونڈ لیتے ہیں بس فرق یہ ہے کہ خوشیوں میں غم زرا آسانی سے ڈھونڈ لیتے ہیں اور غم میں خوشیاں زرا مشکل سے ہی ملتی ہیں یہ تو انسان پر بات ہے کہ وہ خوشی میں کس طرح خوش ہوتا ہے اور غم میں کس طرح صبر کرتا ہے"

نہیں ماما مجھے لگتا ہے "انسان کو کبھی بھی مکمل خوشی نہیں ملتی خوشیوں کے قلیل لمحوں میں بھی نہ ڈھونڈنے کے باوجود غم کا ننھا سا حصہ کہیں نہ کہیں سے مل ہی جاتا ہے

لیکن غم کے طویل لمحوں میں خوشیاں لاکھ ڈھونڈنے کے باوجود بھی نہیں ملتیں خوشیوں کا اثر کچھ لمحوں بعد ختم ہو جاتا ہے وہ احساس دوبارہ نہیں ہوتا.....
لیکن غم کا ایک لمحہ بھی ساری زندگی آپ کی سوچوں پر رقص کرتا ہے اور وہ ایک لمحہ آپ کی ہزار خوشیوں پر حاوی ہوتا ہے"

ارمینہ بیگم نے آئے نور کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسکی سوچ کا تسلسل ٹوٹا....
میری بیٹی کو اتنی بڑی بڑی باتیں بھی کرنی آگئی؟
آئے نور نے انکی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا نہیں ماما" باتیں بڑی نہیں ہیں احساس بڑے ہیں"
"بچپن کی محرومیاں چھپن تک یاد رہتی ہیں"،،،،خاص کر اگر وہ محرومی باپ کی والہانہ محبت اور شفقت کی ہو....
آئے نور کی آنکھیں جھلک گئیں تھیں.....ارمینہ بیگم نے بھی اپنے آنسوؤں کو دوپٹے سے روک دیا تھا
چلو یہ سب چھوڑو تمھے صبح جانا ہے کل پہلا دن ہے سو جاؤ شاباش،،،
انھوں نے آئے نور کا سر تکیے پر رکھتے ہوئے محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا.....

آئے نور مسکرائی.....

ارمینہ بیگم آئے نور کے سر پر پیار کر کے جانے کے لئے موڑیں نور نے انکا ہاتھ پکڑ لیا....

"آپ کی یہ محبت آج تک میری ہر محرومی کو پورا کرتی آئی ہے ماما"

ارمینہ بیگم نے اس کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا

"اور ہمیشہ کرتی رہیں گی"....

مسکراتے ہوئے کہہ کر وہ باہر جانے کے لئے مڑ گئیں تھیں

---

*---

کھانا کھانے کے بعد سب لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے تہمینہ بیگم ڈرائیور کے ساتھ واپس جا چکیں تھیں لیکن شافع وہیں موجود تھا،،،

شافع یہ نالائق تمھارے ساتھ بزنس کی کچھ تیاری بھی کر رہا ہے یہ سارا کام تم ہی سمبھال رہے ہو؟ حیدر صاحب نے شافع سے پوچھا...

نہیں انکل ایسا نہیں ہے بزنس اسٹارٹ ہو گا تو یہ خود ہی سیریس ہو جائے گا میں جانتا ہوں اسے....

کیا بابا کیوں میرے بھائی کو بھڑکا رہے ہیں میرے بدلے کا کام کرلے گا تو کیا ہوا زایان نے حیدر صاحب کے برابر میں بیٹھتے ہوئے کہا....

ہاں ہاں یہ دونوں گرل فرینڈ بوئے فرینڈ مل جل کر کوئی نہ کوئی بزنس کر ہی لیں گے....

میراب نے لاؤنج کے سامنے بنے اوپن کچن سے کہا

بابا آپ اس چھپکلی کو سمجھالیں ورنہ میں نے بچا ہوا کیک اس کے منہ پر مل دینا ہے.....

خبردار زایان جو میری بیٹی کو کچھ کہا حیدر صاحب بولے،،،

میراب نے کچن سے زایان کو منہ چڑھایا،،

آپ صرف اسے کیوں ڈانٹ رہے ہیں میراب کو بھی ڈانٹئے نہ وہ بھی تو اسے تنگ کر رہی ہے ارفہ بیگم نے زایان کا دفعہ کیا....

زایان اٹھ کر کر انکے پاس آکر بیٹھ گیا دیکھا میری ماما صحیح کہہ رہی ہیں آپ اپنی لاڈلی کو بھی ڈانٹیں،،،،

میراب آکر حیدر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئی تھی بابا مجھے کبھی نہیں ڈانٹتے کیونکہ میں انکی بہت پیاری بیٹی ہوں....

ایسا کچھ نہیں ہے میں نے تمھے پہلے بھی بتایا تھا کہ ہم تمھے کچرے سے اٹھا کر لائے تھے اسلئے بابا تمھے زیادہ پیار کرتے ہیں تا کہ تمھیں احساس نہ ہو،،،

میراب نے کشن اٹھا کر زایان کو مارا بابا دیکھیں نہ بھائی پھر وہی بول رہے ہیں....

حیدر صاحب نے میراب کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا تھا زایان میری بیٹی کو تنگ مت کرو....

شافع چپ چاپ بیٹھا اس خوبصورت فیملی کی میٹھی سی نوک جھونک کو بڑے رشک سے دیکھ رہا تھا

اسے اپنے گھر میں اسطرح کا ماحول کبھی نہیں ملا تھا آپس میں محبت کیا ہوتی ہے، ایک دوسرے کی پرواہ کیسے کرتے ہیں یہ اسے زایان کے گھر میں آکر پتا چلا تھا،

وہ جب بھی زایان کی فیملی کو دیکھتا تو صرف ایک بات اسکے ذہن میں آتی تھی،،،،

"پرفیکٹ فیملی"

زایان نے شافع کو سوچوں میں کھویا ہوا دیکھا تو کشن کھینچ کر مارا

اوئے کہاں کھوئے ہوئے ہو دوسرا پاکستان بنا رہے ہو کیا؟

شافع نے نفی میں سر ہلایا کہیں نہیں،،،

ارفہ بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا میں کافی بنالاتی ہوں مجھے پتا ہے شافع کافی بہت پیتا ہے اسے کھانے کے بعد طلب ہو رہی ہو گی،،،

وہ کچن کی طرف جا رہیں تھیں جب شافع نے انھے روکا نہیں آنٹی کافی نہیں چائے بنادئیں آپ چائے زیادہ اچھی بناتی ہیں

ارفہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا ٹھیک ہے بیٹا چائے بنا دیتی ہوں،،،،،

زایان جو کافی دیر سے اطمینان سے بیٹھا تھا اب اسکی شیطانی روح کچھ گڑ بڑ کرنے کے لئے مچل رہی تھی....

اور پھر کچن میں ایک پلیٹ دیکھ کر اسکی آنکھیں شرارت سے چمکی تھیں اور اپنی روح کو تسکین پہنچانے کے لئے وہ کچن کی طرف گیا...

کچھ دیر پہلے کھائے ہوئے کیک کی بچی ہوئی کریم میر اب نے پھینکنے کے لئے ایک پلیٹ میں کر دی تھی

زایان اس پلیٹ کی طرف گیا ارفہ بیگم کی پشت اسکی طرف تھی اس لئے وہ اسے دیکھ نہ سکیں اسنے چپکے سے پلیٹ اٹھائی اور باہر آ گیا....

حیدر صاحب، شافع اور میراب بھی باتوں میں مصروف تھے تو اس پر کسی کی نظر نہیں پڑی
زایان پلیٹ ہاتھ سے پیچھے چھپائے شافع کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا

شافع..... یار میرا بڑا دل تھا کہ آج کل لوگ جس طرح برتھ بوائے کا منہ کیک میں دبا دیتے ہیں میں بھی ویسے ہی کروں....
لیکن یار تمھے تو پتا ہے رزق کی بربادی کرنا مجھے بلکل نہیں پسند اسلئے یہ

"بچی ہوئی کریم تمھارا نصیب بنی ہے"
اسنے آخری الفاظ چینختے ہوئے کہے اور کریم سے بھری ہوئی پلیٹ شافع کے منہ سے چپکا دی
شافع کا پورا منہ کریم سے بھر گیا تھا بالوں اور شرٹ پر بھی کریم لگ گئی تھی زایان پیچھے کھڑا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا
حیدر صاحب بھی قہقے لگا رہے تھے میراب موبائل لے کر کھڑی ویڈیو بنانا شروع ہو گئ تھی ارفہ بیگم نے کچن سے شافع کا چہرہ دیکھا تو ہنسی کو قابو نہ رکھ سکیں.....

شافع نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر کریم صاف کری لیکن پھینکی نہیں زایان جو پیچھے کھڑا لوٹ پوٹ ہو رہا تھا

شافع نے صوفے پر کھڑے ہو کر زایان کو گردن سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے کریم اسکے چہرے پر مل دی حیدر صاحب نے شافع کو آواز لگائی

شافع اسے پکڑ کر رکھو میں کیک لے کر آیا

حیدر صاحب کیک لینے فرج کی طرف دوڑے شافع نے گرفت مضبوط کری اور صوفے کے پیچھے زایان کی طرف کودا اور زایان کو زمین پر لٹا دیا....

میرا اب قریب آ کر ویڈیو بنانے لگی....

شافع نے زایان کے دونوں ہاتھ اتنی مضبوطی سے پکڑ رکھے تھے کے زایان منہ پر ہاتھ نہیں لے جا سکا

اتنے میں حیدر صاحب کیک لے کر آئے زایان نے آنکھیں پھاڑ کر نفی میں سر ہلایا

شافع نے گنتی گنی

ایک،،،،

دو،،،،

تین.....

حیدر صاحب نے دھپ کر کے بچا ہوا کیک زایان کے منہ پر انڈیل دیا میر اب اور ارفہ بیگم کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا

شافع نے ہاتھ سے پورا کیک زایان کے منہ اور بالوں پر پھیلا دیا

زایان بیچارے سے کچھ بولا بھی نہیں گیا

میر اب نے شافع بھائی کیچ کہتے ہوئے اسپرے شافع کی طرف اچھالا

شافع نے اپنی ٹانگ زایان کے اوپر رکھی ہوئی تھی جیسے وہ قربانی کا بکرا ہو،،،

اب زایان پر اسنو اسپرے کی بارش ہو رہی تھی،،، حیدر صاحب بھی وہیں بیٹھے شافع کا خوب ساتھ نبھا رہے تھے.....

جب اسپرے خالی ہوا اور شافع کو کچھ ٹھنڈ پڑی تو اسنے اپنی ٹانگ زایان پر سے ہٹائی،،،،

زایان فوراً اٹھ کر بیٹھا چہرے پر سے کریم صاف کر کے لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا،،،،،

اللہ معاف کرے قصائی ہو کیا؟

مجھ معصوم کو قربانی کا بکرہ سمجھ لیا تھا کیا؟؟؟ سانس بند ہونے والی تھی میری.....

اور بابا آپ بھی؟

اب ہم دونوں اس حلیے میں اور آپ اتنے ہینڈسم بنے ہوئے اچھے نہیں لگ رہے

زایان نے شیطانی نظروں سے شافع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کیوں شافع....

حیدر صاحب کو جب خطرے کی گھنٹی لگی تو کھڑے ہونے ہی لگے

کہ زایان اور شافع دونوں انکے گلے پڑ گئے اور دونوں نے اپنے گال کی کریم رگڑ رگڑ کے

انکے گال پر لگادی....

ارفہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا اب بس بھی کرو کتنا گند مچادیا تم لوگوں نے اپنا حال دیکھو کیا

کر لیا...

حیدر صاحب بیچارے خود کو دھائی دیتے رہے

کتنا ہینڈسم لگ رہا تھا میں لیکن تم لوگوں سے برداشت نہیں ہوا اور میرا حلیہ بھی بگاڑ دیا

حیدر صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا....

کچھ لوگوں کو بڑی خوش فہمی ہے کہ وہ اس عمر میں بھی ہینڈسم لگتے ہیں ارفہ بیگم انھے ٹیشو

دیتے ہوئے شرارت سے بولیں،،،،،

تو آپ کو کیا لگتا ہے میں اب ہینڈسم نہیں ہوں؟؟؟

جی بلکل ایسا ہی ہے اب آپ صرف بڈھے ہیں ہینڈسم نہیں....

میراب فوراً بولی....

ماما ایسے مت بولیں بابا کو میرے بابا سے زیادہ ہینڈسم اس دنیا میں کوئی نہیں ہے.....

اوہو اب پھر سے لوگ مکھن لگانا شروع ہو گئے زایان نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا.....

میراب نے اسے گھورا....

میراب یہ جو موبائل ہاتھ میں لئے کھڑی ہو اس میں کچھ ریکارڈ بھی کرا یہ ایسی مزے لے رہیں تھی شافع نے پوچھا....

میراب فوراً چھکتی ہوئی اسکے پاس آئی،،،،

ارے شافع بھائی میں نے سب کچھ ریکارڈ کرا ہے....

یہ دیکھیں میراب شافع کو ویڈیو دکھانے لگی تھی اور زایان شافع کے کندھے سے اچک اچک کر دیکھ رہا تھا.....

شافع زایان تم لوگ زرا اپنا حلیہ سہی کر کے آؤ میں چائے لا رہی ہوں.....

حیدر صاحب آپ بھی جا کر کپڑے چینج کر لیں سارے کپڑے خراب ہو گئے.....

ماما آپ ہماری چائے کمرے میں ہی بھیجوا دیئے گا زایان نے شافع کے ساتھ کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا.....

---

*---

تہمینہ بیگم گھر پہنچیں تو تیمور صاحب کو لاؤنج میں غصے اور بے چینی سے ٹہلتے ہوئے پایا.....

تیمور صاحب کی جیسے ہی ان پر نظر پڑی تو فوراً دھاڑے یہ رات کے اس وقت کہاں آوارہ گردیاں کرنے نکلی ہوئی ہو تم.....؟

انکی گرجتی ہوئی آواز سن کر وہ سہم گئیں اس وقت شافع بھی نہیں تھا جو انکا دفاع کرتا.....

اب کچھ بولو گی بھی یہ یوں ہی کھڑی میری شکل دیکھتی رہو گی کہاں سے آرہی ہو اس وقت کس سے ملنے گئیں تھیں؟

تیمور صاحب کی بات سن کر تہمینہ بیگم کے دل پر ایک چابک لگا تھا لیکن وہ ان لفظوں اور رویوں کی عادی تھیں...

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ میں کس سے ملنے جاؤں گی،،،

شافع کی سالگرہ تھی اور زایان نے اسکے لئے سرپرائس پلین کیا تھا اس لئے میں اسکے ساتھ زایان کے گھر گئی تہمینہ بیگم نے دھیرے اور سہمے ہوئے لہجے میں کہا.....

اچھا۔۔۔۔۔تو سالگرہ منائی جارہی ہیں تیمور صاحب نے اچھا کو کھینچتے ہوئے کہا.....
اگر میں اسکے لئے کوئی پارٹی رکھ دوں تو وہ کس طرح مجھے میرے جاننے والوں میں ذلیل ورسوا کرتا ہے اور اب دوستوں کے ساتھ برتھ ڈے منائی جارہی ہے واہ.....
تیمور صاحب کی آواز لگاتار بلند تھی آہستہ یا نرمی سے بولنا تو انھوں نے سیکھا ہی نہیں تھا.....

ایسا نہیں ہے تیمور صاحب اسے تو پتا بھی نہیں تھا وہ تو زایان اور اسکے گھر والوں نے سب کچھ کیا تھا اسے تو بہانے سے بلایا تھا ورنہ وہ کبھی نہیں جاتا.....
جو بھی ہو وہ گیا تو ہے نا بیر تو اسے صرف مجھ سے ہے،،، مجھے ہی ہر جگہ ذلیل کرنے کا ٹھیکا اٹھا رکھا ہے اسنے....

آپ بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ اسے آپ سے بیر کیوں ہے تہمینہ بیگم نے ڈرتے ہوئے کہا.....
تم حد سے بڑھ رہی ہو تہمینہ تیمور صاحب دھاڑتے ہوئے آگے آئے تھا

تہمینہ بیگم سہم کر دو قدم پیچھے ہوئیں،،،،،
اگر شافع تمھارا دفاع کر لیتا ہے یا تمھاری عزت کر لیتا ہے تو یہ ہر گز مت سمجھنا کہ وہ تمھارا ہو گیا وہ میرا خون ہے میرا" تیمور علی وارثی "کا انھوں نے سینے پر انگلی ٹھوکتے ہوئے کہا.....
اور آئندہ یہ بات اپنی زبان پر مت لانا ورنہ میں کیا کر سکتا ہوں اسکا تمھے بہت اچھے سے اندازہ ہے، تیمور وارثی تیزی سے مڑے اور اوپر کمرے کی طرف چلے گئے،،،،
تہمینہ بیگم بے چاری وہیں کھڑی آنسوں بہاتی رہیں...

---

*---

شافع اور زایان کمرے کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوئے....
کمرے کا منظر کچھ یوں تھا کہ وہ کمرہ کم اور تصویروں کی دکان زیادہ لگ رہی تھی بیڈ کی پیچھے والی دیوار تقریباً آدھی سے زیادہ تصویروں سے بھری ہوئی تھی....
کچھ گھر والوں کی تصویریں کچھ شافع اور زایان کی اور کچھ زایان اور میراب کے بچپن کی،،،،،،

ایک تصویر میں وہ میراب کے بال نوچ رہا تھا....

توایک تصویر میں وہ شافع کے کندھے پر چڑھا ہوا تھا،،،

ایک تصویر میں شافع نے اسکی گردن دبوچی ہوئی تھی اور۔۔۔۔۔۔

ایک تصویر میں شافع گٹار لئے سٹیج پر کھڑا تھا اور زایان اسکے پیچھے وکٹری کا نشان بنائے کھڑا تھا.....

شاید وہ کسی کنسرٹ کی تصویر تھی ایسی انگنت خوبصورت تصویریں وہاں موجود تھیں جس میں خوبصورت لمحے قید تھے جو اسکی زندگی کا اہم جز تھے.....

کمرہ کافی بڑا تھا ڈریسنگ پر کچھ شوپیز رکھے تھے جو کھانے کی شکل میں بنے ہوئے تھے ایک بوکس تھا جو برگر کی شکل میں بنا ہوا تھا دیوار پر ایک پینٹنگ لگی تھی جس میں تھریڈی آرٹ سے پھل بنائے گئے تھے جو دور سے دیکھنے میں اصلی معلوم ہوتے تھے.....

اسنے ہر چیز میں اپنے لئے کھانا ڈھونڈا ہوا تھا....

شافع اور زایان دروازے کے پاس کھڑے تھے آگے نہیں بڑے تھے.....

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

توبتاؤ میرے جگر تیار؟ زایان نے شافع کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا،،،

شافع نے فاتحانہ نظروں سے کہا تیار....

ان دونوں کی بچپن کی ایک عادت تھی....

شافع جب بھی زایان کے گھر آتا تو ان دونوں کی دروازے سے لے کر بیڈ تک کی ریس ہوتی۔۔۔۔

زایان کا کمرہ کافی حد تک بڑا تھا بیڈ دروازے سے کچھ فاصلے پر تھا....

بچپن کے وہ دس قدم کی ریس اب انکے تین قدم کے جتنی تھی لیکن وہ بچپن کی ایک شرارت آج بھی قائم تھی.....

شافع اور زایان دونوں سیدھے ہوئے

شافع نے ایک، دو، تین کہا اور دونوں نے دوڑ لگائی....

وہ چار سکینڈ کی ریس بیڈ پر کودنے پر تمام ہوتی تھی شافع اور زایان دونوں ایک ساتھ اچھلے اور ڈھڑ کر کے بیڈ پر ڈھیر ہوئے.....

ان کے گرنے کے ساتھ ہی کمرے میں کچھ بہت زور سے ٹوٹنے کی آواز بھی گونجی تھی....

شافع اور زایان دونوں بیڈ کے بیچ میں دھنسے پڑے تھے اور بیڈ کا تو "اناللاہ" ہو گیا تھا.....

ان دونوں کو کچھ سیکنڈ سمجھنے میں لگے کے یہ بیڈ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی یا،،،ان میں سے کسی کی ہڈی ٹوٹنے کی....

کیونکہ دونوں کی کمر میں جھٹکے سے گرنے کی وجہ سے شدید درد اٹھا تھا.....

دونوں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن نتیجا صفر نکلا جیسے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے اور اندر دھنسنے لگتے شافع کچھ جدوجہد کر کے اٹھا اور کمر سیدھی کرنے لگا.....

ارے اب مجھے بھی نکالو یار میں کیا یہیں پڑا رہوں گا.....زایان نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

تمھے اٹھانے کے لئے بلڈوزر منگوانا پڑے گا بھکڑ.....

شافع نے زایان کو باہر نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو زایان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کے بجائے اسے واپس گرا دیا.....

کیا بول رہے تھے مجھے اٹھانے کے لئے بلڈوزر منگوانا پڑے گا مطلب کے تم یہ بولنا چاہتے ہو کے میں موٹا ہوں؟

زایان نے شافع کے منہ پر تکیہ رکھ کر اسکا منہ دبا دیا.....

ارے میں یہ نہیں بول رہا تھا.....شافع نے چیختے ہوئے کہا.....

کیونکہ زایان نے تکیے پر اور زور دیا تھا....

زایان تکیہ ہٹا میرا دم گھٹ رہا ہے مر جاؤں گا.....

ہاں تو کوئی بات نہیں ہم مارکیٹ سے دوسرا شافع لیائیں گے....زایان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا.....

شافع نے پورا زور لگا کر منہ پر سے تکیہ ہٹایا اور بیڈ کے کونے سے پیر اٹکا کر باہر نکلنے کی کوشش کی تو وہ بیڈ کے باہر گر گیا.....

شافع نے باہر نکل کر لمبی لمبی سانسیں لیں اتنی مشکل سے نکلا تھا تم نے پھر گرا دیا اب دیکھو میں کیا کرتا ہوں....

شافع اٹھا اور صوفے کے سارے بھاری کشن اٹھا کر زایان کو کھینچ کھینچ کر مارے...

زایان اٹھنے ہی لگا تھا کہ بھاری کشن کی وجہ سے پھر اندر دھنس گیا،،،،،

اچھا معاف کر دے میرے بھائی مجھے باہر نکال دے...زایان نے شافع کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا....

کان پکڑ کر سوری بول پہلے...

زایان نے کان پکڑ کر سوری بولا اب تو نکال دے میرے پیارے بھائی...

شافع نے زایان کا ہاتھ زور سے پکڑ کر کھینچا.....

زایان ایک جھٹکے سے باہر نکلا باہر نکل کر اپنی شرٹ سیدھی کری کریم ابھی بھی ان دونوں کے منہ اور بالوں پر لگی تھی....

زایان نے ایک نظر کمرے پر دوڑائی.....

پھر شافع کی طرف سپاٹ چہرے سے دیکھا شافع نے بھی ایک نظر کمرے پر دوڑائی اور بیڈ کی طرف نظر رک گئی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور یک زبان بولے

"بیڈ ٹوٹ گیا"

جیسے انھے ہوش ہی ابھی آیا تھا....

زایان نے سر پر ہاتھ لے جاتے ہوئے کہا شافع یار یہ کیا کر دیا بیڈ توڑ دیا.....

شافع آنکھیں پھاڑتا ہوا بولا میں نے توڑ دیا؟؟؟

سالے تو بھی تو کود اتھا....

یار گھر والے کیا سوچیں گیں....

اور اگر میرا ب نے دیکھ لیا تو وہ تو بریکنگ نیوز بنا دے گی.....

شافع نے سوفے پر بیٹھتے ہوئے کہااس میں اتناڈرنے والی بات کیاہے بیڈ ہی توٹوٹا ہے

....

تمھے آج کل لوگوں کے ذہن کا نہیں پتامیری جان.....

شافع نے زایان کو گھورا

زایان نے فوراًہاتھ اٹھاتے ہوئے کہامیں لوگوں کے ذہن کی بات کررہاہوں.....

میری تواابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی کوئی میرارشتہ بھی نہیں لے کرآئے گا،،،...

شافع نے زایان کے سرپر تھپڑمارتے ہوئے کہاڈرامے بند کرواپنے

زایان فوراًسیدھاہوااچھااچھامیں تومزاق کررہاہوں.....

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی.....

بھائی دروازاکھولیں چائے لے لیں میراب باہر سے آوازیں لگارہی تھی،،،،،

زایان گھبراتے ہوئے سوفے پر سے اٹھادیکھ شافع کچھ بھی ہوجائے میراب کو نہیں پتاچلنا

چاہیے کہ بیڈ ٹوٹ گیاورنہ اسنے تو باتیں مارمار کے ہم دونوں کاحشر کردیناہے.....

توتواس سے اتنے پنگے لیتاکیوں ہے کہ بعد میں وہ تجھ سے ایک ایک بات کاحساب لے

شافع نے زایان کے سرپرمارتے ہوئے کہا.....

یہ سب ابھی چھوڑیاراسے کسی طرح ابھی یہاں سے بھاگا.....

شافع فوراً پیچھے ہوتے ہوئے بولا میں کیسے بھگاؤں تو بھگا.....

شافع تو تو ایسے ڈر رہا ہے جیسے باہر میراب نہیں کوئی ناگن ہو.....

اچھا تو ایسا کر تو جا کر اُسے جانے بول دے

شافع نے زایان کو دروازے کی طرف دھکّا دیا....

زایان سنبھلا یار میں نہیں جا رہا وہ مجھے تو دھکا دے کر اندر آ جائے گی.....

تو ایک کام کر بول میراب زایان واش روم گیا ہوا ہے بعد میں چائے دینے آنا....

شافع نے پہلے کچھ سوچا پھر دروازے کی طرف آہستہ سے بڑھا.....

میراب مسلسل دروازا بجائے جا رہی تھی

شافع نے دروازا کھولے بغیر تیز آواز میں کہا.....

"میراب زایان واش روم میں ہے چائے بعد میں دے دینا،،،،،

میراب نے غصے سے بولا.....

آپ لوگ کیا بہرے ہو گئے ہیں میں کب سے دروازا بجا رہی ہوں اور زایان بھائی واش روم میں ہیں تو کیا ہوا چائے تو آپ بھی لے سکتے ہیں یا آپ مہندی لگا کر بیٹھے ہیں.....

شافع نے زایان کو گھورا زایان نے اپنے سر پر ہاتھ مارا....

جلدی دروازا کھولیں ورنہ میں بابا کو بلاتی ہوں.....

زایان کی تو ہوائیاں اڑ گئیں بھاگتا ہوا گیا اور دروازا کھول کر منہ باہر نکالا....

کیا ہو گیا ہے تمھے کیوں شور مچا رہی ہو؟

چائے دینے آئی تھی میں پھر چونک کر بولی آپ تو واش روم میں تھے نا.....

ہاں تو واش روم میں سونے تھوڑی گیا تھا.....

میراب نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا آپ لوگ تو کب سے اوپر آئے ہوئے ہیں

پھر آپ نے ابھی تک منہ کیوں نہیں دھویا یہ لوک ذیادہ پسند آگیا ہے کیا؟؟؟؟

تمھے اس سے کیا مطلب ہر چیز کی انویسٹیگیشن کرنا ضروری ہے کیا تمھے؟؟؟

زایان نے پورا دروازا نہیں کھولا تھا صرف گردن باہر نکالی ہوئی تھی....

یہ چائے مجھے پکڑاؤ اور جاؤ.....

میراب نے ٹرے پیچھے کر لی اور تفتیشی نظروں سے پوچھا شافع بھائی کہاں ہیں؟؟؟؟

اور آپ یہ دروازا گھیرے کیوں کھڑے ہیں.....

زایان نے میراب کو گھورا اور دانت پیستے ہوئے بولا شافع اندر ہی ہے چائے دو اور جاؤ

یہاں سے میری ماں بننے کی ضرورت نہیں ہے.....

میراب نے چائے کی ٹرے نیچے سائڈ پر رکھی اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے بولی

دروازے پر سے ہٹیں مجھے اندر جانا ہے.....

زایان نے دروازے کو مضبوطی سے پکڑا.....

یہ میرا کمرہ ہے تمھارا نہیں تمھے اندر کیا کرنا ہے.....

میراب بھی دانت پیس کر بولی مجھے انویسٹیگیشن کرنی ہے کہ اندر کونسا گھوٹالا چل رہا ہے

ہٹیں میرے سامنے سے.....

اپنی انویسٹیگیشن کہیں اور جا کر کرو میراب.....

اچھا تو آپ ایسے نہیں مانیں گے...

میراب نے زور سے دھکا دے کر زایان کو اندر پھینکا شافع نے زایان کو سنبھالا ورنہ وہ

نیچے گرتا

زایان کو گرتے دیکھ کر شافع کی ہنسی نکل گئی تھی.....

میراب اندر داخل ہوئی اور اندر کا منظر دیکھ کر اسکا منہ کھل گیا اسنے نظریں شافع اور

زایان کی طرف گھمائیں

یہ کیا حشر کیا ہے آپ لوگوں نے کمرے کا اور یہ بیڈ.....؟؟؟؟؟

اور اگلے لمحے میراب نے ارفہ بیگم اور حیدر صاحب کو آواز لگادی تھی.....

زایان نے میراب کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسکا منہ بند کیا چوڑیل چپ ہو جاؤ.....

اتنے میں ارفہ بیگم اور حیدر صاحب کمرے میں پہنچ گئے تھے.....

کمرے کی حالت دیکھ کر ان دونوں کے بھی منہ کھل گئے تھے.....

یہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے کمرے کا ایسا لگ رہا ہے دو کتے بلیوں کی لڑائی ہوئی ہے اس کمرے میں.....

اور یہ بیڈ ؟؟؟؟

کیا W.W.E کا میچ رکھا گیا تھا یہاں ؟؟؟؟؟

حیدر صاحب نے زایان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا.....

ارفہ بیگم بیڈ شیٹ اور کشن کو دیکھ کر صدمے سے بولیں

زایان یہ نئی بیڈ شیٹ اور کشن تھے تم لوگوں نے کیا حشر کیا ہے اسکا آخر کونسی عالمی جنگ ہوئی ہے اس کمرے میں.....

ماما وہ ہم دونوں ریس لگا رہے تھے.....

زایان نے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

شافع چپ چاپ کھڑا تھا.....

ارفہ بیگم اور حیدر صاحب نے اچنبھے سے پوچھا ریس ؟؟؟

ہاں ہم بچپن میں دروازے سے لیکر بیڈ تک کی ریس لگاتے تھے نا تو بس وہی لگا رہے تھے لیکن بس آج بیڈ نے ساتھ نہیں دیا شاید ہمارا بوجھ اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہے.....

ارفہ بیگم نے حیدر صاحب کی طرف دیکھا اور دونوں کی ایک ساتھ ہنسی چھوٹی تھی میر اب بھی قہقہے لگانے میں مصروف تھی.....

انکا ہنستا ہوا دیکھ کر شافع اور زایان کی جان میں جان آئی تھی.....

تم دونوں ابھی بھی بچّے ہو کیا جو آج بھی یہ دروازے سے بیڈ تک کی ریس لگاتے ہو حیدر صاحب نے ہنستے ہوئے پوچھا....

بابا میں تو بچّا ہی ہوں ہیں نہ ماما؟؟؟

ہاں تم حرکتوں سے تو ابھی تک بچّے ہی ہو بس کام تم ناک میں دم کر دینے والے کرتے ہو.....

حیدر صاحب زایان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بولے زرا تم دونوں اپنی جسامت دیکھو تم دونوں کی اس باڈی بلڈنگ کے آگے یہ بیچارا نازک سا بیڈ کہاں رہ پاتا.....

اسلئے تم دونوں کے کودنے سے بیچارے کی پسلی ٹوٹی اور وفات پا گیا.....

کمرے میں سب کا قہقہہ گونجا تھا،،،،

لیکن جو بھی اب یہ کمرہ میں تو بلکل نہیں سمیٹوں گی تم دونوں ہی یہ سارا کمرا صاف کرو گے.....,

میر اب نے تالی بجاتے ہوئے کہاواہ ماما یہ سہی کیا آپ نے زرا ان لوبرڈز کو بھی تو پتا چلے کہ کمرہ پھیلانا کتنا آسان ہے اور سمیٹنا کتنا مشکل.....

زایان نے میر اب کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا.....

اور زایان اب تم زمین پر ہی سو گے پھر تم دونوں جتنی چاہے ریس لگانے کیونکہ پھر زمین نہیں تم دونوں کی ہڈیاں ٹوٹیں گی حیدر صاحب کی بات پر کمرے میں ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا تھا.....

آئے نور نماز پڑھ کر بیٹھی تھی جب ارمینہ بیگم کمرے میں آئیں....

نور آج تم سوئی نہیں نماز پڑھ کے ؟

نہیں ماما ایکسائٹمنٹ سے نیند ہی نہیں آئی ساری رات.....

ارمینہ بیگم ہنسیں پاگل ہو گئی ہو تم بلکل

ہاں ماما مجھے بھی ایسی لگ رہا ہے،،،،

اچھا چلو اٹھ گئی ہو تو ناشتہ کر لو آکر تمھارے بابا بھی آتے ہی ہونگے...

جی چلیں ماما....

ارمینہ بیگم انڈا فرائی کر رہی تھیں نور چائے نکالنے کھڑی ہو گئی چائے نکالنے کے بعد نور ناشتہ ٹیبل پر لگانے لگی جب صدیقی صاحب لاؤنج میں داخل ہوئے.....

السلام وعلیکم بابا نور نے مسکراتے ہوئے کہا.....

وعلیکم السلام.... صدیقی صاحب ٹیبل پر آکر بیٹھے اور پانی کا گلاس اٹھالیا....

آئے نور بھی آکر بیٹھ گئی....

ارمینہ بیگم انڈے کی پلیٹ اٹھائے نور کے برابر میں آکر بیٹھیں نور نے ناشتہ صدیقی صاحب کے سامنے رکھا.....

آج تم جلدی اٹھ گئیں صدیقی صاحب نے آئے نور کی طرف دیکھے بغیر کہا....

جی بابا بس ایسی نیند نہیں آرہی تھی....

ہمم اچھا صدیقی صاحب نے ناشتہ کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا.....

یونیورسٹی کس کے ساتھ جاؤ گی؟؟

منہا کے ساتھ ہی جاؤں گی.....

اور کب تک؟؟؟

آٹھ بجے تک بابا.....

صدیقی صاحب کچھ دیر خاموش رہے....

میں چھوڑ دوں گا جاتے ہوئے...

نور اور ارمینہ بیگم دونوں نے نظریں اٹھا کر انھے حیرت سے دیکھا....

صدیقی صاحب نے جب خاموشی اوران دونوں کی نظریں اپنے اوپر محسوس کی تو بولے

ایسے کیا دیکھ رہے ہو کچھ انوکھا بول دیا ہے میں نے ؟

نور فوراً بولی نہیں نہیں بابا

لیکن.....! آپ کو دیر نہیں ہو جائے گی ؟؟؟

نہیں مجھے آج تھوڑی دیر سے ہی جانا تھا.....

آئے نور نے خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے کہا ٹھیک ہے بابا میں تیار ہو جاتی ہوں.....

آئے نور کھڑی ہو گئی.....

صدیقی صاحب اسکی طرف دیکھ کر بولے ابھی سڑھے چھے ہوئے ہیں ناشتہ تو کر لو.....

آئے نور واپس بیٹھی جی بابا.....

---

*---

شافع بے سدھ لیٹا سو رہا تھا موبائل لگاتار اسکے کان کے آگے بجے جا رہا تھا....

شافع نے تکیہ اٹھا کر کان پر رکھ لیا لیکن موبائل کی آواز پھر بھی اسکے کانوں تک پہنچ رہی تھی....

شافع نے غصے سے تکیہ اٹھا کر پھینکا اور آنکھیں بند کئے ہی بیڈ پر ہاتھ مار کر موبائل ڈھونڈنے لگا....

کچھ جدوجہد کے بعد اسے موبائل ملا تو کال ریسیو کر کے کان سے لگا لیا،،،،،

دوسری طرف سے زایان دھاڑا مر گئے تھے کیا؟؟؟؟؟

شافع موبائل کان پر رکھ کر سو گیا تھا.....

زایان پھر چینخنا شافع.....ہوش میں آ میرے بھائی،،،،

کیا مصیبت پڑ گئی ہے زایان.....

آدھی رات کو تو تمھارے گھر سے آیا ہوں اب تم پھر صبح صبح تنگ کر رہے ہو.....

اچھا.....تو بادشاہ سلامت کی نیند میں خلل پیدا ہو رہا ہے گھڑی میں ٹائم دیکھو یونی نہیں جانا کیا.....

نہیں میں نہیں جاؤں گا اب سونے دو شافع موبائل بند کرنے لگا تھا

زایان چینخا خبردار جو موبائل بند کیا ورنہ کھڑکی سے اندر آ جاؤ گا.....

شافع نے حیرت سے کہا کھڑکی سے؟؟؟

ہاں کھڑکی سے کیونکہ تمھارے گھر کے باہر تمھارے کمرے کے بلکل سامنے کھڑا ہوں.....

شافع چادر پھینک کے آنکھیں مسلتا ہوا کھڑکی کی طرف گیا اسے اتنی نیند آرہی تھی کہ آنکھیں بھی نہیں کھولی جارہی تھیں.....

کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا تو زایان اپنی کار کے اوپر چڑھ کے لیٹا ہوا تھا....

شافع کو دیکھ کر دانت نکالتے ہوئے ہاتھ ہلایا.....

شافع نے دانت پیستے ہوئے کہا تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو.....

زایان ہنستے ہوئے بولا.....

"تیرے بن رہ نہ پاؤں گا اب تو مر ہی جاؤں گا یہ طے ہے"

پھر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا

تمھے لینے آیا ہوں یونی کے لئے.....

شافع وہیں کھڑکی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

میں تو آج یونی نہیں جاؤں گا اور تمھے کیوں یونی جانے کی لگی ہوئی ہے کوئی پسند آگئی ہے کیا؟؟؟

زایان گاڑی سے اترتے ہوئے بولا مجھے پتا تھا تمھے یاد نہیں ہو گا.....

کیا یاد نہیں ہے مجھے ؟

زایان آنکھوں میں چمک لاتے ہوئے بولا آج شکار آئیں گے.....

شافع نے حیرت سے پوچھا کونسے شکار....

اووففف ایک تو تمھے ہر بات ڈیٹیل میں بتانی پڑتی.....

آج نیو سٹوڈنٹس آئیں گے.....

شافع نے غصے سے کہا تو تمنے کیا مجھے ان نیو اسٹوڈنٹ کی آرتی اتارنے کے لئے اٹھایا ہے.....

نہیں میری جان رسم نبھانے کے لئے.....

رسم ؟؟؟؟ کیا نیو اسٹوڈنٹ کی مائیو کا انتظام کیا ہے یونی نے ؟؟؟

زایان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تمھے لگتا ہے کہ جب تک میں کنوارہ ہوں تب تک میں کسی جونیئر کی شادی ہونے دوں گا.....

شافع نے قہقہہ لگایا تو تمھے کس نے روکا ہے کرو شادی اور اپنے ان جونئیرز کو آزاد کرو جنکی شادیاں تمنے روکی ہوئی ہیں.....

ہاہاہاہاہاہا.....!

میں پہلے تمھاری شادی انجوائے کروں گا پھر میں سوچوں گا کوئی میری ٹائپ کی ملی تو .....

تمھاری ٹائپ کی تو صرف مارس پر ہی ملے گی شافع نے شرارت سے کہا....

چلو ٹھیک ہے پھر میں مارس کا بھی وزٹ کر لوں گا لیکن تمھاری شادی کے بعد.....

ویسے شافع تم بہت پتھر دل نہیں ہو گئے.....

شافع نے حیرت سے کہا کیوں بھائی میں نے کیا کیا؟؟؟؟

کب سے اس دھوپ میں کھڑا ہوں اور تم مزے سے اے سی والے کمرے میں بیٹھ کر باتیں کر رہے ہو لیکن مجال ہے کہ تم نے مجھ سے کہا ہو میرے بھائی اوپر آ کر کچھ کھا پیلو .....

نہیں میرے بھائی تمھے پتا ہی نہیں ہے تم اتنی دور سے مجھے کتنے خوبصورت لگ رہے ہو اور جہاں تک دھوپ اور کھانے کا سوال ہے تو اپنی گاڑی میں بیٹھو دھوپ سے بھی بچو گے اور وہاں ماشاءاللہ کھانے کی بھی کمی نہیں ہے.....

زایان نے منہ پھلایا "ظالم".....

چلو اب جلدی آؤ پھر یونی میں رسمِ ریگنگ بھی نبھانی ہے.....

اچھا تو تم ریگنگ کی بات کر رہے ہو تم شاید بھول رہے ہو یونی میں ریگنگ کرنا سختی سے منا ہے.....

زایان نے بھرپور حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اچھا۔۔۔

مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کونسا تم ریگنگ کرتے ہو،،،اور اگر کچھ مسلئہ ہوا تو تم ہو نا سنبھالنے والے.....

شافع کھڑکی میں سے ہٹتے ہوئے بولا میں تمھے اس دفعہ ایسا کچھ کرنے ہی نہیں دوں گا شافع نے فون بند کر کے بیڈ پر پھینکا اور ورڈروب کی طرف چلا گیا.....

کچھ دیر بعد جب شافع سر تولیے سے رگڑتے ہوئے باہر نکلا تو ایک دم ٹھٹکا زایان سامنے صوفے پر لیٹا کاجو کھا رہا تھا،،،

شافع نے تولیہ کھینچ کر زایان کے منہ پر مارا تم یہاں کیسے آئے زایان نے بغیر کسی رد عمل کے تولیہ منہ پر سے ہٹایا اور گلاس ڈور کی طرف اشارہ کیا

جس کا لوک اب کھلا ہوا تھا.....

شافع نے ضبط سے سر پر ہاتھ پھیرا.....

زایان مجھے سچ سچ بتاؤ یہ چوروں والے طریقے تم نے کہاں سے سیکھے

تمھاری حرکتیں مشکوک ہوتی جا رہی ہیں....

زایان اٹھ کر بیٹھا اور کاجو کی پلیٹ ٹیبل پر رکھی.....

خدا کا خوف کرو یار.... تم مستقبل کے مشہور و معروف بزنس مین "زایان حیدر" کو چور بول رہے ہو.....

توبہ توبہ زایان نے تسلی سے ٹیک لگاتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگایا.....

آج کل اپنے نام کے ساتھ مشہور و معروف بزنس مین لگانا اسنے اپنے اوپر فرض کر لیا تھا

شافع اپنا ایک گھٹنا صوفے پر رکھ کر جھکا اور زایان کو گریبان سے پکڑ کر بولا.....

سچ سچ بتاؤ تم نے یہ گلاس ڈور کیسے کھولا کیوں کہ تم اچھے سے جانتے ہو کہ یہ دروازا چور تو کیا چور کے باپ بھی نہیں کھول سکتے.....

زایان نے اپنا گریبان شافع کے ہاتھ سے چھڑایا اور تھوڑا پیچھے کو ہوا.....

اچھا یار تم تو ڈرا رہے ہو ایک تو تم نے یہ بوڈی بنالی ہے جسے دیکھ کر مجھے اب ڈر لگ رہا ہے

زایان نے بھرپور ڈرنے کی ایکٹنگ کری.....

شافع دانت پیستے ہوئے بولا

ڈرامے بند کرو اور سچ سچ بتاؤ یہ دروازا کیسے کھولا

پہلے بتاؤ مارو گے تو نہیں؟؟

شافع نے مکّا بنا کر کہا اگر تین سیکنڈ میں تمنے نہیں بتایا نا تو تمھاری ایک آنکھ کھلنے کے قابل نہیں رہے گی.....

زایان فوراً ہاتھ آگے کرتے ہوئے چینخا اچھا اچھا بتاتا ہوں.....

زایان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چابی نکالی جو عام چابیوں سے زرا مختلف تھی اس پر ایک بٹن بھی بنا ہوا تھا.....

زایان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے وہ چابی زایان کے آگے لہرائی ایک دن تمھاری گاڑی کے ڈیش بورڈ پر سے لی تھی.....

شافع نے وہ چابی زایان کے ہاتھ سے جھپٹی زایان فوراً بھاگا.....

شافع نے زایان کی شرٹ پیچھے سے پکڑی اور اسکو بیڈ پر دھکّا دیا.....

شافع اب لگاتار زایان کو گھونسے مار رہا تھا

اور زایان خود کو دھائی دیتا رہا.....

---

*---

آئے نور صدیقی صاحب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی...

صدیقی صاحب ڈرائیو کر رہے تھے آئے نور کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا....

تمھے کچھ چاہیئے تو نہیں صدیقی صاحب نے آئے نور سے پوچھا....

نہیں بابا کچھ نہیں چاہیے،،،،،

کچھ دیر ٹھہر کر بولے نور تمھارا سبجیکٹ کیا ہے.....

آئے نور جواب تک خوشی سے کھلکھلا رہی تھی ایک جھٹکے سے اسکی مسکراہٹ اڑی تھی

....

"تو کیا بابا کو یہ بھی نہیں پتا کہ میرا سبجیکٹ کیا ہے اسنے دل میں سوچا"....

پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی....

"ایکنومکس"

ایکنومکس؟؟؟ تمھے اس سبجیکٹ سے کیا فائدہ پونچھے گا تمھے کونسا جوب کرنی ہے....

نور کچھ نہیں بولی بس کھڑکی کے باہر دیکھتی رہی کچھ دیر پہلے تک جو خوشی تھی وہ اب مانند پڑ گئی تھی.....

نور ایک بات بتانا چاہتا ہوں، اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ پڑھائی کے بعد میں تمھے جوب کرنے دوں گا تو جتنی جلدی ہو سکے اپنے ذہن سے اس بات کو نکال دو.....

آئے نور نے بے یقینی سے انکی طرف دیکھا.....

بابا آپ کو لگتا ہے کہ میں اپنی بات سے پھر جاؤں گی، میں نے آپ سے صرف پڑھائی کی اجازت مانگی ہے تو میں صرف پڑھوں گی جوب کی بات کبھی نہیں کروں گی، چاہے کتنی بھی اچھی کیوں نہ ہو.....

ہمم ٹھیک ہے.....

میں بھی اپنی بات سے نہیں پھروں گا کوئی اچھا رشتہ آگیا تو میں تمھاری شادی طے کر دوں گا.....

اور تم اس بات سے بھی نہیں پھرو گی....

آئے نور نے نظریں ان پر سے ہٹالیں وہ روہانسی ہو رہی تھی اسنے پلکھوں کو جلدی جلدی جھنپکا کر آنسوؤں کو روکا تھا.....

یونیورسٹی پہنچ کر نور خدا حافظ بول کر گاڑی سے اترنے لگی جب صدیقی صاحب نے اسے روکا کچھ پیسے اسکے ہاتھ میں دیئے اور اپنا ہاتھ اسکے سر پر رکھ دیا.....

آئے نور نے آنکھیں بند کر کے اس لمحے کو محسوس کرنے کی کوشش کری.....

"میری عزت کا پاس رکھنا".....

اور اگلے الفاظ سن کر اسکی کوشش رد ہو گئی،،،،،

تو کیا یہ شفقت بھی صرف اپنی عزت کی حفاظت کے لئے کی گئی تھی

نہ کہ اس سے محبت کے لئے.....

آئے نور نے سانس کھینچ کر ضبط سے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا.....

"آپ بھروسہ رکھیں"

آئے نور گاڑی سے نکل کر آگے بڑھ گئی تھی.....

تھوڑا سا آگے آکر اسنے نظریں اٹھا کر یونیورسٹی کو دیکھا آج تک وہ اس یونی کو صرف حسرت سے دیکھتے آئی تھی آج فرست سے دیکھ رہی تھی.....

"زندگی بھی کیسے کیسے موڑ لاتی ہے ایک لمحے میں بڑی بڑی خوشیاں دے دیتی ہے اور ایک لمحے میں انھی خوشیوں پر پانی پھیر دیتی ہے"

آئے نور سر جھٹک کر آگے بڑھنے لگی جب اسکا فون بجا منہا کی کال تھی آئے نور نے فون اٹھا کر کان سے لگا لیا.....

نور کہاں ہو تم میں گیٹ کے بائیں طرف کھڑی ہوں.....

میں بس پہنچ گئی ہوں آرہی ہوں نور نے اندر داخل ہو کر بائیں جانب دیکھا تو اسے تھوڑی دور کھڑی منہا نظر آ گئ....

منہا نے نور کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا نور موبائل رکھ کر اسکی طرف بڑھ گئی....

---

*---

شافع اور زایان کلاس میں بیٹھے تھے حسبِ معمول زایان لیکچر کے دوران اونگ رہا تھا.....

پروفیسر کی نظر اس پر پڑی اسے اونگتے ہوئے دیکھا تو آواز لگادی زایان.....

لیکن زایان تو اپنی ہی دنیا میں کھویا ہوا تھا انھوں نے دوبارہ آواز لگائی شافع نے اسے کونی ماری تو زایان ہڑبڑا کر اٹھا لیکچر ختم کیا؟؟

پروفیسر صاحب اس سے مخاطب ہوئے نہیں لیکچر ابھی چل رہا ہے.....

زایان نے انکی طرف دیکھے بغیر آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا تو پھر مجھے کیوں اٹھایا؟؟؟

پروفیسر صاحب نے زرا زور سے کہا

کیونکہ یہ میری کلاس ہے زایان اور میں آپ کو کلاس سے باہر بھی نکال سکتا ہوں پھر آپ یہ مت بولئے گا کہ "مجھے کیوں نکالا"

پوری کلاس میں قہقہ بلند ہوا.....

.....

زایان فوراً ہوش میں آیا اور بچوں کی طرح آنکھیں مسل کر انھے دیکھنے لگا....

سر میں لیکچر سن رہا تھا دراصل آنکھیں بند کر کے زیادہ اچھے سے سمجھ آتا ہے.....

اوہ ہاں آپ نے بلکل سہی کہا زایان آنکھیں بند کر کے زیادہ اچھا سمجھ آتا ہے تو اب آپ آ کر یہاں بتائیں ہم کیا ڈسکس کر رہے تھے.....

زایان نے انگلی اپنے سینے پر رکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑیں سر میں ؟؟؟

ظاہر سی بات ہے میں آپ سے مخاطب ہوں تو آپ ہی کو بلا رہا ہوں.....

زایان نے ایک لمبا سانس کھینچا پھر شافع کی طرف جھکا ٹاپک کا نام بتا دے یار،،،،

شافع نے شرارتی مسکراہٹ سے کہا.....

Human resources Managment

زایان نے سر کھجاتے ہوئے آنکھیں گھمائیں یہ تو مجھے آتا ہی نہیں ہے.....

پروفیسر صاحب کی آواز آئی زایان آپ خود تشریف لائیں گے یا آپ کے عزاز میں دو تین لوگ بھیجے جائیں.....

زایان کھڑے ہوتے ہوئے بولا ارے نہیں نہیں سر اتنی عزت افزائی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی آجاتا ہوں....

زایان جانے لگا پیچھے سے دو تین سٹوڈنٹس نے باآواز بلند کہا بیسٹ آف لک زایان،،،،

زایان نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہاہاں ہاں شکریہ..... جیسے وہ کوئی انوکھا کام سرانجام دینے جارہاہوں.....

زایان آپ کی حوصلہ افزائی کا سلسلہ مکمل ہو گیاہو تو تشریف لے آئیں....

زایان جلدی جلدی چلتاہوا انکے پاس آیا جی جی سر میں تو آہی رہاہوں.....

سارے اسٹوڈنٹ ٹیک لگا کر تسلی سے اگلے منظر کے لئے منتظر بیٹھ گئے.....

شافع نے بھی ٹیک لگا کر موبائل نکال کر ویڈیو اون کرلی اور موبائل ٹیبل کی آڑ میں چھپا کر اسکا کیمرہ اوپر کرلیا.....

زایان ہاتھ باندھ کر پروفیسر کی طرف مڑا سر آپ کی اجازت ہو تو شروع کروں؟؟

پوچھ تو تم ایسے رہے ہو زایان جیسے تم سے زیادہ فرمابردار اسٹوڈنٹ کوئی ہو ہی نہیں.....

زایان نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا کر داد وصول کی.....

کلاس میں سب کی گھٹی گھٹی ہنسی نکلی تھی.....

زایان سیدھا ہوا.....

اسّلام وعلیکم.....!

پوری کلاس نے بڑے جوش و خروش سے اسکے سلام کا جواب دیا.....

جی.....مجھے تو آپ سب ظاہر سی بات ہے جانتے ہی ہیں.....

میں ہو "زایان حیدر" مستقبل کا مشہور و معروف بزنس مین.....

پوری کلاس میں قہقہ بلند ہوا تھا پر وفیسر صاحب نے زایان کو گھورا.....

جس کا اسنے ردی برابر بھی نوٹس نہیں لیا.....

جی تو مجھے آج جس موضوع پر لب کشائی کا موقع ملا ہے کلاس میں پھر قہقہہ بلند ہوا.....

پر وفیسر صاحب دھاڑے کیا آپ لوگ دانت نکالے جا رہے ہیں اور زایان تمھے یہاں میں نے تقریر کرنے کے لئے بلایا ہے.....

زایان نے بھرپور حیرت کا مظاہرہ کیا....

سر تو آپ تقریر نہیں کر رہے تھے؟؟؟

پھر مجھے کیوں آنکھیں بند کر کے آواز آ رہی تھی کہ آپ پاکستان کی آزادی کے کسی موضوع پر تقریر کر رہے تھے.....

پھر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یا اللہ کہیں میری سننے کی حس تو خراب نہیں ہو گئی.....

سامنے بیٹھے اسٹوڈنٹ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے ایک اسٹوڈنٹ نے تو سیٹی بھی بجادی تھی.....

پروفیسر صاحب کو غصہ آگیا یہ کیا بے ہودگی ہے کون سیٹی بجا رہا ہے.....

سارے اسٹوڈنٹ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر انجان بنتے ہوئے بولے کون سر کون کوئی بھی تو نہیں بجا رہا.....

زایان فوراً انکے قریب آکر بولا سر کہیں آپ کی بھی تو سننے کی حس خراب نہیں ہو گئی .....

آج کل وائرس پھیلا ہوا ہے سر انسان کی سننے، بولنے، سمجھنے کی حس کچھ دیر کے لئے خراب ہو جاتی ہے لیکن آپ فکر مت کریں کچھ دیر بعد ٹھیک ہو جاتی ہے یہ گارنٹی میں آپ کو دیتا ہوں.....

کلاس میں پھر قہقہ بلند ہوا.....

شافع نے کیمرہ زوم کر کے زایان اور پروفیسر پر فوکس کیا تھا.....

پروفیسر صاحب چینخھتے ہوئے بولے تم نے مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے کیا؟؟؟

زایان فوراً معصوم بنتے ہوئے بولا نہیں سر کیسی باتیں کر رہے ہیں میں آپ کو بے وقوف کیوں سمجھوں گا میں اپنے استاد کی بہت عزت کرتا ہوں.....

آپ کو پتا ہے ؟ مجھے میرے اسکول کے ٹیچر آج بھی کہیں ملتے ہیں نہ تو پانچ منٹ سے زیادہ نہیں رکتے کیونکہ میں انکا فیورٹ اسٹوڈنٹ ہوا کرتا تھا وہ کہتے ہیں میرے جیسا قابل اور ذہین اسٹوڈنٹ انھے آج تک نہیں ملا.....

ہاں بلکل میں بہت اچھے سے سمجھ سکتا ہوں کہ وہ تمھارے پاس پانچ منٹ سے زیادہ کیوں نہیں رکتے ہوں گے ،،،،،

زایان ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا آہاں لگتا ہے آپ بھی مجھ سے کافی امپریس ہیں...

اچھا سر میں وائرس کی بات کر رہا تھا کہ مٹینیو کریں.....

پروفیسر صاحب سپاٹ چہرے سے بولے کون سا وائرس ؟؟؟؟؟

وہی جس کے بارے میں ابھی میں آپ سب کو بتا رہا تھا.....

جس کی ایک مثال ابھی ابھی ہم نے اس کلاس میں دیکھی ،،،،

زایان گھوم کر پروفیسر صاحب کی دوسری طرف آگیا ،،،

وہ بھرپور اداکاری کرتے ہوئے ہاتھ ہلا ہلا کر بول رہا تھا.....

دیکھیں سر جیسے کے ابھی آپ کو لگا کہ آپ کچھ اور پڑا رہے تھے لیکن ہم سب کو ایک جوش و خروش سے بھرپور تقریر سنائی دے رہی تھی،،،،،

ایسی ہی چھوٹے چھوٹے واقعات سے اس وائرس کی ابتداء ہوتی ہے.....

پروفیسر صاحب دانت پیس کر بولے یہاں سب کو وہی سنائی دے رہا تھا جو میں سنا رہا تھا صرف ایک تمھے ہی تقریر سنائی دے رہی تھی مجھے لگتا ہے اس وائرس کا اثر صرف تم پر ہی ہو رہا ہے.....

زایان آنکھیں بڑی کر کے بولا سر آپ کو کس نے بولا کے صرف مجھے ہی تقریر سنائی دے رہی تھی یہاں سب کو ہی تقریر سنائی دے رہی تھی،،،،،،،

پھر کلاس کی طرف منہ کر کے بولا ہاں بھئی کس کس کو تقریر سنائی دے رہی تھی زرا ہاتھ اوپر کرے زایان کی آنکھوں کے اشارے پر تقریباً سب نے ہی ہاتھ اٹھا لئے تھے جن میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ تھی.....

پروفیسر صاحب نے سب کو ایک نظر دیکھا اور بولے جی تو جس جس کو تقریر سنائی دے رہی تھی نہ رزلٹ کے بعد ان سب کو سیلی سنائی دے گا۔۔۔۔۔

سب نے جھٹ سے ہاتھ نیچے کئے تھے زایان فوراً بولا سر آپ تو دھمکی دے رہے ہیں

،،،،،

ہاں آپ ایسے دھمکی سمجھ لیں،،،،،،

اور بیگ اٹھا کر کلاس سے باہر تشریف لے جائیں میں نے آپ کو ایک ہفتے کے لئے

سسپینٹ کر دیا ہے.....

زایان خوشی سے چیخا سر سچ کہہ رہیں ہیں کھائیں قسم،،،،،،

اوپس سوری سر آپ کے ہاتھ کہاں ہیں میں ان ہاتھوں کو چومنا چاہتا ہوں،،،،،،

پھر بیگ کی طرف بھاگتے ہوئے بولا اچھا چلیں رہنے دیں یہ نیک کام کسی اور دن کروں گا

ابھی میں نے پچھلے پندرہ منٹ سے کچھ نہیں کھایا ہے مجھے کمزوری ہو رہی ہے میری

کینٹین میرا انتظار کر رہی ہو گی تھینک یو سو مچ سر،،،،،،،

زایان بیگ اٹھا کر کلاس سے باہر جانے کے لئے بھاگا تھا کہ پروفیسر صاحب نے اسے آواز

لگائی زایان.....

زایان ریورس میں الٹا چلتا ہوا دو قدم پیچھے ہوا،،،

جی سر کہیے.....!

تمھاری خوشی کو دیکھ کر میرا ارادہ بدل گیا ہے اب تم سسپینٹ نہیں ہوں گے بلکہ میں تمھاری ایکسٹرا کلاس لوں گا،،،،،،،

زایان ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے بولا سوری سر وائرس کا اثر مجھ تک پہنچ گیا ہے ابھی آپ نے جو کچھ کہا وہ مجھے سمجھ نہیں آیا اللہ حافظ سر زایان ہاتھ ہلاتے ہوئے بھاگا تھا.....

پروفیسر صاحب نے مار کر زایان کو مارنے کے لئے اسکی طرف پھینکا جس کے لگنے سے پہلے ہی زایان بھاگ گیا تھا.....

پروفیسر صاحب نے بلند آواز میں کہا "ڈفر تم زندگی میں کبھی کچھ نہیں بن پاؤ"

کلاس میں قہقہ بلند ہوا

پروفیسر صاحب زور سے چینخے شٹپ اپ سب کی ہنسی غائب ہوئی.....

شافع زیر لب بولا

زایان بیٹا سر نے بول دیا ہے کہ "تم زندگی میں کچھ نہیں بن پاؤ گے یعنی اب کامیابیاں تمھارے قدم چومیں گی".

---

*---

آئے نور اور منہا کلاس میں داخل ہوئیں تو آئے نور ایک دم ٹھٹکی منہا جو آگے بڑھ رہی تھی اسے دیکھ کر رکی.....

کیا ہوا رک کیوں گئیں،،،،،

آئے نور دروازے کی آڑ میں ہوتے ہوئے گھبرا کر بولی منہا اتنے لڑکے.....

کلاس میں مشکل سے آٹھ سے نو لڑکیاں تھیں اور باقی سب لڑکے منہا اور آئے نور کو دروازے پر رکتے ہوئے دیکھ کر تقریباً سب نے نظریں اٹھا کر انھے دیکھا تھا.....

اس لئے نور دروازے کی آڑ میں ہو گئی تھی۔

کیا مطلب ہے نور لڑکے ہیں تو کیا تمھارے لئے الگ سے کلاس لگوائیں گے جہاں خاص پردے کا انتظام ہو منہا نے چڑتے ہوئے کہا.....

میرا وہ مطلب نہیں تھا یار مطلب کے اتنے لڑکے۔۔۔ لڑکیاں تو نظر ہی نہیں آ رہیں ہم بیٹھیں گے کہاں یہاں تو سب ساتھ ساتھ بیٹھے ہیں میں ان لڑکوں کے بیچ میں نہیں بیٹھوں گی آئے نور نے دو ٹوک انداز میں کہا.....

منہا دانت پیستے ہوئے بولی ایڈمیشن سے پہلے تمھے پتا نہیں تھا کیا کہ یہاں لڑکے بھی ہوں گے جو تم اب اتنے نکھرے دکھا رہی ہو.....

ظاہر سی بات ہے پتا تھا لیکن لڑکوں کے ساتھ پڑنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ لڑکوں کے بیچ میں جا کر بیٹھ جائیں یہ بولتے ہی نور نے اپنی چادر ٹھیک کی دو لمبی لمبی سانسیں لیں اور تیز تیز چلتی ہوئی کلاس میں داخل ہوئی.....

اسلام و علیکم.....

داخل ہوتے ہی اسنے بلند آواز میں سلام کیا اور پھر بڑے بڑے ڈگ بھرتی ہوئی آخری بینچ پر جا کر بیٹھ گئی،،، کچھ لڑکوں نے بڑے لہراتے ہوئے اسکے سلام کا جواب دیا تھا اور دو میک اپ سے لدی ہوئی لڑکیوں نے اسے بڑی چبھتی ہوئی نظروں سے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا.....

منہا پیر پٹکھتی ہوئی اسکے پاس آئی.....

آئے نور کیا ہو گیا ہے تمھے یہ لاسٹ بینچ پر آ کر کیوں بیٹھ گئی ہو ٹیچرز ہمیں ڈفر سمجھیں گے.....

میں یہاں کمر فرٹیبل ہوں اور ٹیچر ہمیں ہماری قابلیت پر جج کریں گے نا کہ ہمارے آگے یہ پیچھے بیٹھنے سے۔۔۔۔۔۔

منہا منہ بناتی ہوئی نور کے برابر میں بیٹھ گئی اور کلاس کا جائزہ لینے لگی،،،،

یار نوران لڑکیوں کو تو دیکھو کتنا میک اپ کر کے آئی ہیں ہمیں بھی تھوڑا میک اپ کر لینا چاہیے تھا

ہاں منہا بیگم آپ نے بلکل سہی کہا آج ہمارا یونی میں فرسٹ ڈے تھوڑی ہے بلکے عنول فنکشن ہے

منہا منہ بنا کر بولی کیا کھا کے آئی ہو ہر بات میں چڑے جا رہی ہو،،،،،

ہاں تو تم باتیں ہی چڑانے والی کر رہی ہو،،،،،،

پروفیسر صاحب کلاس میں آ گئے تھے نور کھڑے ہوتے ہوئے بولی

اب چپ رہنا خبر دار جو تم نے اب کوئی فضول بات کری.....

منہا نے اسے منہ چڑھایا

ہنہہ.....

---

*---

شافع کلاس سے باہر نکلا تو زایان کو ڈھونڈنے لگا پیچھے سے ایک لڑکا اسکے پاس آیا

سنیں.....

شافع نے پیچھے مڑ کر دیکھا جی کہیں.....

آپ شافع ہیں؟

شافع نے حیرت سے کہا جی میں ہی ہوں کوئی کام ہے آپ کو؟

جی زایان بھائی نے آپ کو کیمسٹری ڈپارٹمنٹ کے پیچھے والے گراؤنڈ میں بلایا ہے،،،،،

زایان کو حیرت ہوئی اسنے اس لڑکے کو پہلے کبھی یونی میں نہیں دیکھا تھا اور اگر زایان کو اسے کہیں بلانا ہوتا تو وہ اسے کال کر لیتا شافع نے موبائل نکال کر چیک کرا زایان کا میسج آیا ہوا تھا جس میں ایک زبان نکلی ایموجی بنی تھی اور آگے لکھا تھا ہیش ٹیگ فریشر،،،،،،

شافع کے چہرے پر مسکراہٹ آئی،،،،،،

بھائی جلدی چلیں آپ یہاں مسکرا رہے ہیں وہاں انھوں نے نیو اسٹوڈنٹ کے ناک میں دم کیا ہوا ہے۔

شافع ہنستے ہوئے بولا فریشر ہو یہ تو تمھاری شکل سے پتا چل رہا ہے یہ بتاؤ زایان نے تمھارا کیا لیا ہوا ہے.....

سامنے کھڑا لڑکا بے بسی سے بولا موبائل،،،،،،،

شافع ہنستے ہوئے بولا تو تم پروفیسر سے اسکی شکایت کیوں نہیں کر رہے.

لڑکا نظریں جھکاتے ہوئے بولا ہم گارڈن میں بیٹھ کر سگریٹ پی رہے تھے انھوں نے ہماری ویڈیو بنالی اب اگر ہم نے کسی پروفیسر سے کچھ کہا تو وہ ہماری ویڈیو ایڈمیشن ڈریکٹر کو دیکھا دیں گے

ویسے بھی وہ کہہ رہے تھے کہ وہ ایڈمیشن ڈریکٹر کے بھانجے ہیں اس لئے کوئی انکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا....

شافع نے ہنستے ہوئے دل میں سوچا اگر انکل کو پتا چل گیا نا تو زایان کا کیا کیا بگڑے گا یہ پوری یونی دیکھے گی....

آپ ہنستے ہی رہیں گے یا چلیں گے بھی مجھے جا کر ابھی گراؤنڈ کے دس چکر بھی لگانے ہیں ورنہ وہ میرا موبائل نہیں دیں گے

تم شکل سے اتنے بے وقوف لگتے تو نہیں ہو،،،

میں ہوں بھی نہیں بس ویڈیو کی وجہ سے کرنا پڑ رہا ہے پہلا دن ہے کہیں آخری دن نہ ہو جائے بس اس لئے،،،

اچھا چلو.....

آپ اپنا بیگ مجھے پکڑا دیں.

شافع نے حیرت سے پوچھا کیوں؟

زایان بھائی نے بولا ہے کہ آپ کو ادب و احترام سے لیکر آؤں،،،،

شافع اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تم چھوڑو اسے تھوڑا پاگل ہے وہ چلو.....

شافع جب وہاں پہنچا تو وہاں کا منظر کچھ یوں تھا کہ.....

ایک لڑکا لال دوپٹہ سر پر لے کر گول گول گھوم رہا تھا اور آگے پیچھے دو تین لڑکے ناچ رہے تھے جن میں سے ایک زایان تھا اور باقی اسکی کلاس کے ہی لڑکے تھے جو زایان کے چیلے بنے ہوئے تھے

آس پاس کھڑی لڑکیاں منہ پر ہاتھ رکھ کر کھکھی کھکھی کر رہی تھیں اور کچھ لڑکے ویڈیو بنا رہے تھے.....

منظر دیکھ کر شافع اپنی ہنسی کو قابو نا رکھ سکا اور بے اختیار ہنس پڑا.....

زایان کی نظر جب شافع پر پڑی تو دوڑ کر اسکے پاس آیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر وہاں لے آیا.....

زایان یہ سب کیا کر رہے ہو اگر اوفس میں کسی کو پتا چل گیا نہ تو تم سب کی خیر نہیں.....

ارے یار لاسٹ ائیر ہے پھر کس کو کیا پتا کہ کون کب ملے ان جونیئرز کو بھی ہم جیسے سینیئرز نصیب ہوں یہ نہ ہوں تو زرا زندگی کو جی لینے دو،،،،،

لیکن یہ لڑکے کو کیا بنایا ہے زایان شافع سامنے والے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے بولا جو لال دوپٹہ پہن کر ڈانس کر رہا تھا.....

زایان فوراً شرارتی نظروں سے بولا ارے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے میری جان تمھارے لئے تو ابھی ایک سرپرائز رکھا ہے.....

سرپرائز کونسا سرپرائز شافع نے حیرت سے پوچھا.....

رو کو بتاتا ہوں،،،،،

زایان نے تالی بجا کر سب کو اپنی طرف متوجہ کیا پھر اپنے کلاس فیلو سے بولا

ایان اس لڑکے کو اسکا والٹ دو بس اسکا ڈانس آج کے لئے اتنا کافی ہے.....

وہ لڑکا فوراً دوپٹہ اتار کے والٹ کی طرف بڑھا زایان نے والٹ اپنے ہاتھ میں لے لیا.....

ارے بچے زرا تحمل سے

چلو پہلے بتاؤ میں کون ہوں

وہ لڑکا فوراً بولا زایان بھائی اور مستقبل کے مشہور و معروف بزنس مین،،،،

زایان نے اس لڑکے کا گال تھپتھپایا

شاباش بہت اچھے پھر شافع کی طرف مڑتے ہوئے بولا اور یہ ہے شافع،،،،،،
ہو سکتا ہے یہ بھی اچھے بزنس مین بن جائیں چلو انکو سلام کرو....
سامنے کھڑا لڑکا سر پر ہاتھ لے جاتے ہوئے سلوٹ کرنے والے انداز میں بولا سلام شافع بھائی.....
شافع زایان کے کان کے پاس آکر بولا زایان تو یہ کیا کروا رہا ہے سب سے.....
زایان کھینچتے ہوئے بولا سلا ممممم۔
پھر سامنے کھڑے لڑکے کو اسکا والٹ دیتے ہوئے بولا یہ لو تمھارا والٹ اور وہ رہی سامنے کینٹین وہاں سے دو جوس پکڑ لو.....
سامنے کھڑا لڑکا پریشانی سے بولا پکڑ لوں؟ کیوں پکڑ لوں؟
پکڑ لو مطلب لے کر آؤ مجھے دے دے۔
کیوں بھائی کس خوشی میں ڈانس کر کے تو دکھا دیا.....
زایان مسکراتے ہوئے بولا ہاں بیٹا بلکل ڈانس تو دکھا دیا لیکن میں نے ابھی تمھاری کلاس کے باہر ڈانس کرنے والی ویڈیو ڈیلیٹ نہیں کری اس لئے شاباش جلدی سے جاؤ اور جوس لے کر آؤ.....
وہ لڑکا منہ بنا کر کینٹین کی طرف بڑھ گیا.....

شافع نے زایان کے سر پر تھپڑ مارا کیوں تم نیو اسٹوڈنٹ کو پاگل بنا رہے ہو؟؟

زایان دانت نکال کر بولا انکا یہ دن یادگار بنانے کے لئے.....

پھر ایک لڑکے کو آواز لگا کر بولا یار علی اسے تیار کر دیا ہو تو لیکر آؤ.....

شافع حیرت سے بولا کیسے تیار کروا رہے ہو...

ارے تم دیکھو تو سہی میں نے اسے تمھارے لئے تیار کروایا ہے.....

زایان کے کلاس کے ہی چار لڑکے ایک لڑکے کو پکڑ کر لا رہے تھے جس نے دوپٹے سے گھونگھٹ کرا ہوا تھا.....

شافع آنکھیں بڑی بڑی کر کے اس لڑکے کو دیکھتے ہوئے بولا،،،،،

زایان تم نے اسے میرے لئے تیار کروایا ہے تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے یار،،،،،

زایان قہقہہ لگاتے ہوئے بولے ارے تم نے ابھی اسے دیکھا ہی کب ہے اسے آنے تو دو.....

وہ لڑکا جب زایان کے سامنے آکر کھڑا ہوا تو زایان شافع کو آگے کرتے ہوئے بولا.....

شافع اسکا گھونگھٹ اٹھا

شافع ایک جھٹکے سے پیچھے ہوتے ہوئے بولا،،،،،

میں کیوں اٹھاؤں اسکا گھونگھٹ.....

اوہو شافع ڈر تو ایسے رہا ہے جیسے اندر انسان نہیں جن ہو.....

زایان اگر ان میں سے کسی نے جا کر تمھاری کمپلین کر دی نہ تو تمھارے لاسٹ سمسٹر کے جو کچھ دن بچے ہیں نہ وہ پوری یونی دیکھے گی.....

زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا میں نے پکا کام کیا ہے ایک ایک کے خلاف پہلے ثبوت اکھٹے کئے ہیں پھر ان سب کو پکڑا ہے.....

اچھا اس بے چارے کی کیا مجبوری تھی جو اسے تم نے اس حال تک پہنچا دیا شافع سامنے گھونگٹ والے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے بولا،،،،،

اسکی کوئی مجبوری نہیں تھی بس اسکی گاڑی کی چابی گر گئی تھی جو غلطی سے میرے ہاتھ لگ گئی بس پھر اسے یہ سب کرنا پڑا،،،،،

اب تم تو اس کا گھونگھٹ اٹھا نہیں رہے ہو تو میں ہی اٹھا دیتا ہوں.....

زایان نے اس لڑکے کا گھونگھٹ اٹھایا تو سب کو ہنسی کا دورا ہ پڑ گیا۔

اسکے چہرے پر لال رنگ کی لپ اسٹک کثرت سے ملی گئی تھی، اور ناک میں ایک بڑی سی نتھ اٹکائی ہوئی تھی، ہونٹوں پر بلیک رنگ کی لپ اسٹک، کانوں میں بڑے بڑے جمکے

اٹکائے گئے تھے اور سر پر گولڈن رنگ کی وِگ لگی تھی زایان کے سارے چیلے اسکی ویڈیو بنانے لگے پیچھے کھڑے لڑکے سیٹیاں بجا رہے تھے.....

اسے دیکھ کر شافع اور باقی سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا.....

شافع ہنستے ہنستے زایان کے گلے لگ گیا.....

شافع کی کلاس کے آدھے سے زیادہ اسٹوڈنٹ شافع کو حیرت سے دیکھنے لگے،،،،

کیونکہ ان لوگوں نے شافع کو اسطرح ہنستے ہوئے پہلی بار دیکھا تھا،،،،

آیان شافع کی پیٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا چلو اس ریگنگ کا کچھ تو فائدہ ہوا کہ ہم لوگوں کو آخری سمسٹر میں شافع تیمور وارثی کی ہنسی دیکھنے کا شرف حاصل ہوا.....

شافع اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے سیدھا ہوا.....

زایان یہ اسے تیار تم لوگوں نے کیا ہے یہ میک اپ جو لری کہاں سے آئی تم لوگوں کے پاس.....

پیچھے سے انکی کلاس کی تین لڑکیاں چہکتی ہوئی شافع کے سامنے آئیں.....

نہیں شافع اسے تو ہم لوگوں نے تیار کیا ہے تمھے پسند آیا میک اپ.....

شافع آنکھیں گھماتا ہوا بولا

استغفر اللہ.....

پھر ایک لڑکی بولی شافع تم ہنستے ہوئے زیادہ ہینڈسم لگتے ہو ہمارے سامنے بھی ہنس لیا کرو زایان فوراً شافع کے سامنے آتا ہوا بولا جی جی بلکل پیپرز کے بعد ہم ایک تقریب رکھیں گے وہاں شافع کی ہنسی پر ٹکٹ لگائیں گے پیسے دیں اور شافع کی ہنسی دیکھنے کا شرف حاصل کریں۔۔۔۔

شافع نے زایان کی کمر پر گھونسا مارا.....

اچھا بھائی چلو تم اب یہ اپنی گاڑی کی چابی پکڑو اور جاؤ تمھارے لیے آج اتنا کافی ہے.....

اس لڑکے نے غصے سے دوپٹہ اور وِک کھینچ کر پھینکی اور زایان کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی جھنپٹی....

اور تھوڑی دور جا کر بولا زایان حیدر میں تمھے چھوڑوں گا نہیں اگر تم ایڈمیشن ڈائریکٹر کے بھانجے ہو نا تو میں بھی ڈی ایس پی کا بیٹا ہوں میں اوفس میں تمھاری کمپلین کروں گا.....

زایان ہنستے ہوئے بولا اپنا شوق ضرور پورا کرنا یہاں سے سیدھے ہاتھ پر جا کر تھوڑا چلنا سامنے والی بلڈنگ کے دوسرے فلور پر اوفس ہے وہاں شکایت کرنا.....

وہ لڑکا جنونی نظروں سے زایان کو دیکھتا ہو پیر پٹک کر چلا گیا.....

زایان دوسرے لڑکے کی طرف مڑنے لگا تھا جب اسے کافی دور آئے نور نظر آ گئی ایک شریر مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیلی پھر شافع سے بولا چلو تمھے کسی سے ملواں۔۔۔۔۔۔

شافع نے سوالیہ نظروں سے پوچھا کس سے ؟

ارے تم چلو تو سہی پھر بتاتا ہوں....

شافع زایان کے ساتھ چلنے لگا جب شافع کا فون بجا شافع نے فون نکال کر دیکھا.....

یار انویسٹر کی کال ہے تم چلو میں آتا ہوں

زایان منہ بناتے ہوئے بولا اچھا جلدی آجانا چپک نہیں جانا کال پر میں جا رہا ہوں.....

پھر آیان کو آواز لگاتے ہوئے بولا

آیان باقی سب کو چھوڑ دو میں بعد میں دیکھ لوں گا.....

اور بھاگتے ہوئے نور کی طرف جانے لگا.....

آئے نور اور منہا آرٹس لوبی میں سے

نکلتے ہوئے لائبریری کی طرف بڑھ رہی تھیں،،،،،

نور وہ بھوکا نظر نہیں آیا اسنے اپنی ڈیل رد کر دی ہے کیا.....؟

کون بھوکا؟؟ آئے نور ٹھٹھکی اووہ۔۔۔۔۔۔

ہاں،،،،،مجھے تو وہ یاد ہی نہیں تھا.....

تمھے کچھ یاد ہی کب رہتا ہے جب کہ وہ کوئی بھولنے والی چیز بھی نہیں تھا منہا نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا.....

آئے نور نے اسے گھورا.....

میں کسی کا احسان لے کر بھولتی نہیں ہوں ملے گا تو کھلا دوں گی اسے برگر، فرائس بھاگی نہیں جا رہی میں....

اور تمھے لگتا ہے کہ وہ ندیدہ بغیر کچھ کھائے میرا پیچھا چھوڑ دے گا....

وہ کھانے پینے کا کتنا ندیدہ ہے یہ اسکی آنکھوں سے جھلکتا ہے.....

منہا شرارت سے بولی تم نے اسکی آنکھیں کب پڑھ لیں؟

آئے نور کڑے تیور سے بولی منہا تم پہلے بھی اتنی ہی چھچھوری تھی یا نیا نیا کورس کیا ہے؟

منہا کچھ بولنے ہی والی تھی کہ

زایان اُچھلتا کودتا ہوا ان دونوں کے سامنے آدھمکا.....

اسّلام وعلیکم گرلز.....

آئے نور اچک کر دو قدم پیچھے ہوئی

منہا نے بڑی شوخ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا وعلیکم اسّلام....

آئے نور نے دل میں سوچا شیطان کا نام لیا شیطان حاضر،،،،،،

آپ نے کچھ کہا آئے نور؟

آئے نور بوکھلائی میں نے؟ نہیں تو۔۔۔۔

وہ میں کہہ رہی تھی وعلیکم اسّلام،

اچھا مجھے لگا آپ نے میری تعریف کری ہے.....

آئے نور سپاٹ چہرے سے بولی ایکسکیوزمی.....؟

زایان نے فوراً بات بدل دی آپ لوگوں کا فرسٹ دے کیسا رہا یونی دیکھ لی اپنے؟

منہا بولی آپ کو لگتا ہے کہ ایک دن میں یہ یونی دیکھی جاسکتی ہے، مجھے تو لگتا ہے ہم دو ہفتے تک بھی گھومیں گے ناتب بھی پوری یونی نہیں گھوم پائیں گے...

جی یہ تو آپ نے صحیح کہا یونی ایک دن میں تو نہیں دیکھی جاسکتی آپ لوگوں کو میری کسی مدد کی ضرورت ہو تو بتائے گا.....

منہا مسکرا مسکرا کر زایان سے باتیں کر رہی تھی آئے نور نے زور سے منہا کے کوئی ماری.....

نہیں ہمیں کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے شکریہ.....

زایان آنکھیں گھماتے ہوئے بولا اوکے اب کام کی طرف آجائیں.....

آئے نور اپنے پرس میں سے پیسے نکالنے لگی

زایان اسے حیرت سے دیکھنے لگا.....

آئے نور نے کچھ پیسے نکال کر زایان کی طرف بڑھائے یہ ڈیل کے مطابق آپ کے برگر فرائس اور کین کے پیسے،،،،،

زایان پیچھے ہوتے ہوئے بولا اپنے مجھے بھکاری سمجھا ہوا ہے؟

ہماری ڈیل پیسوں کی نہیں ہوئی تھی برگر اور فرائس کی ہوئی تھی.....

آئے نور تحمل سے بولی جی تو آپکو برگر اور فرائس کے ہی پیسے دے رہی ہوں آپ جا کر لے لیں.....

زایان ہنستے ہوئے بولا آپ کو لگتا ہے کہ میں کینٹین میں جا کر اتنے رش میں برگر اور فرائس لوں گا میرا دماغ خراب ہے کیا.....؟

تو آپکو کیا لگتا ہے میں لوں گی؟

زایان ہاتھ بانتے ہوئے بولا جی بلکل ایسا ہی ہے،،،،

اُس طرف کینٹین ہے چلیں۔۔۔۔

کچھ سنے بغیر زایان کینٹین کی طرف بڑھ گیا اور نور کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا.....

آئے نور نے غصے سے منہا کی طرف دیکھا.....

منہا کندھے اچکاتے ہوئے بولی مجھے کیوں ایسے دیکھ رہی ہو ڈیل تم نے کری تھی اب چلو.....

آئے نور غصے میں تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی زایان کے پیچھے چل دی.

---

*---

شافع آس پاس نظریں گھماتا ہوا زایان کو ڈھونڈ رہا تھا لیکن زایان اسے کہیں نظر نہیں آیا تو وہ اسپورٹس روم کی طرف چل دیا.....

وہ کچھ ہی قدم چلا تھا جب اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی شافع ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا....

پیچھے تاشفہ کھڑی تھی...

تم..... یہ چوروں کی طرح میرے پیچھے کیوں آ رہی ہوں.....؟

چوروں کی طرح تو نہیں آ رہی،،،

میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں....

شافع سپاٹ چہرے سے بولا کس بارے میں ؟؟

تاشفہ ڈھٹائی سے بولی ہمارے بارے میں۔۔۔۔

شافع نے حیرت سے بھویں اچکائیں ہمارے بارے ؟؟؟

ہاں ہمارے بارے میں میرے ڈیڈ تم سے ملنا چاہتے ہیں.

شافع کو ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔

تمھارے ڈیڈ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں کیوں ؟؟؟

میں پسند کرتی ہوں تمھے شادی کرنا چاہتی ہوں.....

شافع کو اسکی ہمت اور ڈھٹائی پر حیرت ہوئی.....

شافع طنزیہ ہنستے ہوئے بولا ہوش میں ہو تاشفہ ؟

تاشفہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی ہاں ہوش میں ہوں،،،،،،

میں نے اپنے ڈیڈ سے بات کرلی ہے وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں.....

شافع کو حیرت پر حیرت ہو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ اچانک ہو کیا رہا ہے...

تاشفہ تمھارا دماغ ٹھیک ہے تم سے کس نے کہا کہ میں تم سے شادی کروں گا.....

تاشفہ ڈھٹائی سے بولی مجھ سے کسی نے نہیں کہا میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں اور میں جانتی ہوں تم میرا پرپوزل ریجیکٹ نہیں کرو گے.....

شافع کا پارہ چڑھنے لگا تھا شافع بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا سیدھا ہوا.....

تم اس خوش فہمی میں کیوں مبتلا ہو کہ میں تمھارا پرپوزل ریجیکٹ نہیں کروں گا.....

کیونکہ یونی کا ہر لڑکا مجھ سے بات کرنے کے لئے ترستہ ہے اور میں صرف تم پر مرتی ہوں یہاں تک کے پرپوز بھی تمھے میں نے کیا،،،،،

میرے ڈیڈ کو بھی تم جانتے ہو کہ وہ کتنے بڑے آدمی ہیں تمھارا بزنس دو دن میں کہا پہنچا سکتے ہیں

تمھارے بابا سے زیادہ پہنچ ہے میرے ڈیڈ کی اب تم اتنے بے وقوف تو نہیں ہو کے مجھے ریجیکٹ کرو گے.....

شافع نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں مجھے لگتا ہے تمھے علاج کی ضرورت ہے کہہ کر شافع جانے کے لئے مڑا تاشفہ نے شافع کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

شافع نے مڑتے ہی اسکا ہاتھ اتنی زور سے جھٹکا کہ تاشفہ کو دو قدم دور ہونا پڑا.....

شافع انگلی اٹھاتے ہوئے سختی سے بولا میں نے تمھے اس دن بھی بولا تھا اپنی حدیں مت پار کرنا۔۔۔۔۔

اسکے رویہ سے تاشفہ کو ردّی برابر بھی فرق نہیں پڑا،،،،،
تم شادی کر لو مجھ سے حدیں پار کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی.....

تمھارا دماغ خراب ہے کیا میں تم سے شادی کیوں کروں گا دور رہو مجھ سے شافع چیختے ہوئے بولا تھا....
میں محبت کرتی ہو شافع تم سے تاشفہ نے پھر سے شافع کا ہاتھ پکڑ لیا تھا.....
لیکن میں تم سے محبت نہیں کرتا اور تمھے بھی مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے سمجھیں.....
شافع نے تاشفہ کا ہاتھ جھٹک کر اسے پیچھے کیا تھا.....
تم مجھے صرف اپنی ضد بنا رہی ہو میں کوئی چیز نہیں ہوں جیسے تمھارا امیر باپ تمھارے آگے پیش کر دے،،،
شافع وارثی بکنے والوں میں سے نہیں ہے نہ ہی شافع وارثی کو کوئی خرید سکتا ہے شافع غصے سے بولتا ہوا جانے کے لئے مڑا تھا.....

تاشفہ کی آنکھوں میں غصے سے خون اتر آیا تھا اسنے شافع کو جاتا دیکھا تو چیختے ہوئے بولی.....

تم مجھے جانتے نہیں ہو شافع تیمور وارثی تم مجھے ریجیکٹ کر رہے ہو میں تمھے چھوڑوں گی نہیں.....

---

*---

آئے نور بر گر لینے کے لئے کینٹین میں کھڑی تھی

زایان اور منہا ٹیبل پر بیٹھے تھے منہا تھوڑی تھوڑی دیر بعد زایان سے کوئی نہ کوئی بات کر رہی تھی لیکن زایان کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ ابھی اس کا بات کرنے کا بلکل موڈ نہیں ہے....

وہ بس پاس سے گزرتے ہوئے اسٹوڈنٹ کے ہاتھ میں کھانے پینے کی چیزوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا.....

اسنے آئے نور کی طرف اشارہ کر کے پوچھا اور کتنی دیر لگے گی؟

آئے نور نے جواب میں صرف غصے سے اسے گھورا تھا....

زایان ہم کب سے باتیں کر رہے ہیں لیکن آپ نے ابھی تک بتایا ہی نہیں کہ آپ کس ڈپارٹمنٹ سے ہیں....

زایان نے مینیو کارڈ دیکھتے ہوئے کہا" بزنس"

منہا متاثر ہوتے ہوئے بولی واؤ

کونسے ائیر میں.....

اب تو لاسٹ سمسٹر ہے بس پیپر ہونے والے ہیں....

منہا کا چہرہ اتر گیا

مطلب آپ کا اور ہمارا ساتھ بس کچھ دنوں کا ہے.....

زایان حیرت سے بولا جی؟؟؟؟

منہا فوراً سنبھلتے ہوئے بولی میرا مطلب ہے کہ بس کچھ دن ہی ہیں آپ کے اب یونی میں.....

نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے یہ یونیورسٹی میرا دوسرا گھر ہے میں جب چاہے آجاتا ہوں پیپر یا ویکیشن کا اس سے کوئی تعلق نہیں.....

منہا ہنستے ہوئے بولی کیوں یونی آپ کے ماموں کی ہے کیا؟؟؟؟

زایان بھی ہنسا جی ایسا ہی سمجھ لیں،،،،

اچھا آئے نور کا ایڈمیشن کیسے کروایا آپ نے کافی مشکل ہوئی ہو گی....

نہیں میرے ماموں ایڈمیشن ڈائریکٹر ہیں،،،،

منہا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں آپ سچ کہہ رہے ہیں مجھے لگا آپ مزاق کر رہے تھے.....

منہا کچھ اور بھی بولنے والی تھی جب آئے نور نے زور سے برگر کی پلیٹ پھینکنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھی....

زایان ایک دم پیچھے ہوا ورنہ اسکی شرٹ پر کیچپ لگ جاتا.....

نور واپس کینٹین کی طرف مڑی اور تین فرائس کی پلیٹ لے کر آئی پھر واپس گئی تین کین اور ایک اور برگر کی پلیٹ اٹھا کر لائی.....

تینوں کین اور فرائس کی پلیٹ اسنے زایان کے آگے پٹکیں....

پھر ایک برگر منہا کے آگے رکھتے ہوئے دانت پیستے ہوئے بولی یہ تمھارا برگر....

منہا برگر آگے کرتے ہوئے بولی مجھے ایسے کیوں گھور رہی ہو وہ تو تم چیزیں لینے کھڑی ہو ہی رہی تھیں اس لئے میں نے تمھے برگر لینے بولا ورنہ میں خود ہی لے لیتی.....

زایان ان دونوں کی بات پر غور کئے بغیر کھانے میں مصروف ہو گیا تھا اسنے آدھا برگر تو ختم بھی کر لیا تھا.....

منہا آئے نور سے بات کر کے زایان کی طرف مڑی تو اسکا حیرت سے منہ کھل گیا زایان اپنے برگر کا آخری نوالہ لے رہا تھا اور ایک کین خالی کر چکا تھا۔۔۔۔۔

منہا اور آئے نور نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا.....

آئے نور اب تک کھڑی تھی....

زایان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا ارے آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں نا.....

نہیں ہم بس چلتے ہیں آئے نور نے منہا کو چلنے کا اشارہ کیا.....

نور مجھے کھانے تو دو،،،،

منہا نے آئے نور کو زبردستی کرسی پر بیٹھاتے ہوئے کہا.....

آئے نور آپ اپنے لئے کچھ نہیں لائیں؟

زایان نے دوسرا برگر کھاتے ہوئے بولا....

نور نے دانت پیستے ہوئے مسکرا کر کہا نہیں آپ کھا رہے ہیں نا کافی ہے.....

زایان نے کندھے اچکائے....

منہا نے برگر نور کی طرف بڑھایا لیکن اسنے منا کر دیا منہا نے برگر کا بائٹ لیتے ہوئے زایان سے پوچھا....

آپ یہ سب اکیلے کھالیں گے ؟؟؟

زایان نے اطمینان سے کہاہاں تواس میں کیاہے ہلکاپھلکاسا ناشتہ توہے.....

منہااور آئے نوردونوں نے ایک ساتھ کہاناشتہ ؟؟؟؟؟

زایان نے کین سے گھونٹ لیتے ہوئے کہاہاں....ناشتہ....

اوہ معاف کیجئے گا میں نے آپ لوگوں سے توپوچھاہی نہیں آپ لوگ کھائیں گی.....

زایان نے فرائس کی ایک پلیٹ آگے کرتے ہوئے پوچھاجس میں مشکل سے چھ یاسات فرائس تھے منہااور نوردونوں نے نفی میں گردن ہلائی.....

آئے نورنے دل میں سوچادوبرگر،دوکین،اورایک فرائس کی پلیٹ خالی کرنے کے بعد اسے یادآیاہے کہ آپ کچھ کھائیں گی وہ بھی ناکھلانے کے ارادے سے بھوکا،

ندیدہ.....

زایان اپناندیدہ پن قائم رکھتے ہوئے تین تین،چارچارفرائس منہ میں ڈال رہاتھا،،،،

اسے دیکھ دیکھ کرآئے نورکووہاں بیٹھنامشکل لگ رہاتھا....

آئے نوربیگ اٹھاکرفوراًکھڑی ہوگئی۔

منہا تم کھالو تو لائبریری آجانا....

نور رو کو تو سہی بس ختم ہونے ہی والا ہے.....

آئے نور نے آنکھیں گھما کر زایان کی طرف اشارہ کیا،،،

میں جا رہی ہوں تم جلدی سے آجاؤ....

آئے نور جانے لگی جب زایان چپس اٹھاتے ہوئے بولا.....

آئے نورThanks for this لیکن مجھ سے یہ روز روز برگر نہیں کھایا جائے گا کل میں اور کچھ کھاؤں گا

زایان آرڈر دیتے ہی کھانے میں مصروف ہو گیا تھا.....

آئے نور نے دانت پیسے اور بغیر کچھ کہے فوراً وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔۔

---

*_____

آئے نور لائبریری میں آئی تو خوشی اور حیرت سے اسکا منہ کھل گیا....

چہرے پر خود بخود مسکراہٹ نے ڈیرا ڈال لیا.....

آئے نور نے نظریں اٹھا کر اس بڑی سی لائبریری کو آنکھوں میں سمایا.....

"اللہ اللہ اتنی بڑی لائبریری سمجھ ہی نہیں آرہا کہاں سے شروع کروں"....

آئے نور نے خوشی سے مسکراتے ہوئے دل میں سوچا.....

اسکے دل نے ایک لمحے میں جواب دے دیا....

"ظاہر سی بات ہے نور ناول کی شیلف سے شروع کرو"

ہر شیلف پر کتابوں کے مطابق اوپر بورڈ لگا تھا نیچے کی لائبریری میں جب اسے ناول کا شیلف نہیں ملا تو آئے نور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے لگی، اوپر پہنچ کر دوسرے نمبر پر اسے ناول کا بورڈ نظر آیا

نور نے شیلف پر نظر ڈالی تو حیرت سے اسکی آنکھیں کھول گئیں

وہ ایک بہت بڑی شیلف تھی جس میں کم سے کم ہزار، بارہ سو انگریزی اور اردو ناول تھے....

شیلف کو دیکھ کر نور کے منہ سے صرف ایک لفظ نکلا

"Heaven"

آئے نور آگے بڑھ کر کتابوں پر ہاتھ پھیرنے لگی.....

اور ایک ناول نکال کر آخری ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی.....

وہاں لائن سے پانچ چھ ٹیبل لگی ہوئی تھی.....
نیچے کی نسبت اوپر اسٹوڈنٹ کم تھے،،،،

شافع غصے میں بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے چل رہا تھا.....
غصے سے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا،اسے جانا اسپورٹس روم تھا لیکن وہ لائبریری کی طرف مڑ گیا.....
اسے خاموشی چاہئیے تھی جو پوری یونیورسٹی میں صرف یونی میں ہی مل سکتی تھی.....
شافع اس وقت کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور یہ ممکن تھا کہ لائبریری میں کوئی نہ کوئی اس سے بات کرنے آجائے۔۔۔۔۔۔۔
شافع نے اپنی ہوڈی سر پر ڈالی اور تیز تیز چلتا ہوا اندر آگیا
کیوں کے آج فریشرز کا پہلا دن تھا اسلئے نیچے لائبریری میں اسٹوڈنٹس بھی کچھ زیادہ ہی تھے،،،،،،

شافع بنار کے اوپر آگیا وہاں وہ بغیر کتاب لئے نہیں بیٹھ سکتا تھا اس لئے اسنے شیلف سے بغیر دیکھے ایک کتاب اٹھائی اور آخری ٹیبل پر آکر بیٹھ گیا.....

ٹیبل پر اسنے کتاب کھول کر رکھی اور ہاتھوں میں سر دیکر بیٹھ گیا۔۔۔
ہوڈی اسنے کافی آگے کری ہوئی تھی اور ہاتھ چہرے پر ہونے کی وجہ سے چہرہ نظر نہیں آرہا تھا.....

آئے نور آس پاس کے منظر سے بے خبر ناول پڑھنے میں مگن تھی۔۔۔
ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ، تھوڑی کو ہاتھ پر گرائے ہوئے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"اسکی ہیزل رنگ کی آنکھوں میں ایک چمک تھی جیسے وہ کتاب کی کہانی کو اپنے تصور میں فلم بنا رہی ہو"
"جو کہ ہر ریڈر کا ٹیلنٹ ہوتا ہے"

تھوڑے تھوڑے وقفے سے اسکے تاثرات بدل رہے تھے
کبھی اسکے ماتھے پر شکنیں آجاتیں، تو کبھی وہ اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹنے لگتی.....
اور پھر اگلے ہی لمحے ایک لکیر سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیل جاتی،

مسکراتے وقت اسکے گالوں پر گہرے گڈّے نہیں پڑتے تھے بس دائیں گال پر ہونٹ کے بلکل ساتھ ایک معمولی سا گڈّا پڑتا تھا.....

شافع اسی کی ٹیبل پر آکر بیٹھا تھا اور آئے نور نے ایک بھی بار بیٹھنے والے شخص کی طرف نہیں دیکھا تھا.....

شافع سر ہاتھوں میں دیا بیٹھا تھا.....

سکون میسر ہوا تو غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا.....

شافع نے کتاب پر نظر ڈالی "ناول" تھا شافع نے اوففف کرتے ہوئے نظریں گھمائیں۔۔ کیونکہ شافع ناول پڑھے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی ہسٹری یا آرٹ کی کتاب ہوتی تو وہ ضرور پڑھ لیتا.....

کتاب کھول کر اسنے ٹیبل پر رکھی، اس پر ہاتھ پھیلائے اور سر رکھ لیا ایک دو منٹ وہ اسی طرح سر رکھے بیٹھا رہا تو اسے نیند آنے لگی، اس سے پہلے کے وہ نیند میں کھوتا لائبریرین نے دو دفعہ سکیل اپنی ڈیکس پر ٹھک ٹھک کیا تو شافع نے گردن اٹھا کر انکی طرف دیکھا.....

یہ ٹھک ٹھک شافع کے لئے ہی کی گئی تھی انھوں نے ہاتھ کہ اشارے سے شافع کو سونے سے منا کیا.....

شافع نے آنکھیں مسل کر چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ہوڈی سر سے پیچھے گرادی اسے سچ میں بہت نیند آرہی تھی، اسنے اپنے ہاتھ پر پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھا بارہ بجنے میں بیس منٹ تھے۔۔۔۔۔۔

کلاس لینے کا اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ لے بھی لیتا تو اس وقت اسے کچھ سمجھ نہیں آنا تھا اسلئے اسنے گراؤنڈ میں جانے کا سوچا.....

اور کھڑا ہو گیا.....

شافع اپنی کرسی سے اٹھا اسنے ایک کرسی پار کی تھی جب اس کی نظر سامنے بیٹھی آئے نور پر پڑی.....

اسے اس بار شاید پہچاننے میں دیر لگی تھی،،،،

کیونکہ نور نے اسکارف کافی آگے کر کے باندھا ہوا تھا اور گردن بھی جھکی ہوئی تھی شافع نے اسکا پورا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

آئے نور نے شاید اسکی نظریں خود پر محسوس کی تھیں اس لئے گردن اٹھا کر اسکی طرف دیکھا.....

دونوں چیختے ہوئے بولے آپ.....

دونوں کے زور سے بولنے کی وجہ سے لائبریرین نے دونوں کو اشارے سے چپ رہنے کا کہا تھا اور شافع کو بیٹھنے کا.....

شافع نور کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا.....

آئے نور شافع کو گھورتے ہوئے آہستہ آواز میں بولی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں میرا پیچھا کر رہے ہیں کیا آپ؟؟؟

شافع آگے ہوتے ہوئے کڑے تیور سے بولا میڈم یہ یونیورسٹی ہے میں یہاں بہت ٹائم سے ہوں ہاں البتہ آپ کو یہاں پہلی بار دیکھا ہے کہیں آپ تو میرا پیچھا نہیں کر رہیں.....؟

آئے نور ایک بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی شکل دیکھی ہے اپنی.....!

شافع طنز سے بولا جی بلکل دیکھی ہے تبھی تو پوچھ رہا ہوں.....

آئے نور ناک چڑھاتے ہوئے بولی اتنی اچھی نہیں ہے جتنی تم سمجھ رہے ہو،،،،،

نور فوراً آپ سے تم پر آ گئی تھی.....

شافع کھڑا ہوتے ہوئے بولا ایکسکیوزمی یہ تم کس خوشی میں بول رہی ہیں آپ.....

لائبریرین نے پھر انھے چبتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے

شِششششش

کہا تھا.....

شافع کرسی پر وآپس بیٹھتا ہوا کڑے تیور سے دھیمے لہجے میں بولا میں آپ کے بچپن کی سہیلی نہیں ہوں جو آپ مجھے تم سے مخاطب کر رہی ہیں.....

آئے نور بھی آگے ہوتے ہوئے اسی کے انداز میں بولی

تو تم کوئی میرے تایا کے بڑے بیٹے نہیں لگتے کہ میں تم سے تمیز سے پیش آؤں.....

شافع دانت پیس کر ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا آپ بد تمیزی کر رہی ہیں.....

آئے نور زور سے بولی تو تم سے تمیز سے پیش آنے کی کوئی خاص وجہ.....

لائبریرین نے ٹیبل پر زور سے اسکیل مارا.....

شافع اور آئے نور دونوں نے مڑ کر انکی طرف دیکھا انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو کھڑے ہونے کا کہا.....

اور پھر دانت پیستے ہوئے سختی سے باہر کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولیں

"Get lost"

آئے نور نے کھا جانے والی نظروں سے شافع کی طرف دیکھا شافع کے تاثر بھی کچھ اچھے نہیں تھے.....

دونوں اپنی اپنی کتابیں اٹھا کر شیلف کی طرف بڑھے

اور کتاب رکھ کر سیڑھیوں سے آگے پیچھے اترنے لگے آئے نور آگے اور شافع پیچھے تھا.....

شافع جلدی جلدی اترنے لگا جب نور کی چادر اسکے پیر میں اٹکی نور اس سے دو سیڑھی نیچے تھی لیکن چادر بڑی ہونے کی وجہ سے اترتے ہوئے سیڑھی پر پھیل گئی تھی.....

آئے نور کو چادر کھینچتی ہوئی محسوس ہوئی تو فوراً رکی.....

شافع پلر پکڑ کے فوراً سنبھلا تھا ورنہ اگر وہ پھسل جاتا تو اس کا اچھا خاصہ مزاق بن جاتا.....

آئے نور کو جب اپنی چادر کے کونے پر شافع کے شوز کے نشان دکھے تو چیختے ہوئے بولی
اندھے ہو کیا نظر نہیں آتا تمھے ؟؟؟
نیچے والی لائبریرین نے انھے گھورا کچھ اسٹوڈنٹس نے بھی ان کی طرف مڑ کر دیکھا
تھا.....

شافع نے ضبط سے سانس کھینچا.....
انسان جتنا سنبھال سکے نا اتنی ہی چیزیں استعمال کرنی چاہیے.....
خود تم چھ فٹ کی نہیں ہو چادر تم نے دس گز کی لے رکھی ہے اور جب لی ہے تو اسے
سنبھالنا بھی سیکھو.....
دوسروں کو زخمی کرنے کے لئے اس کا غلط استعمال کر رہی ہو.....

شافع بولتے ہی اسکے برابر میں سے نکل کے سیڑھیوں پر سے اترنے لگا آئے نور بھی تیز
تیز اسی کی پیچھے اتری.....

جیسے ہی لائبریری سے باہر نکلے آئے نور اس پر برستے ہوئے بولی،،،،

مجھے بہت اچھے سے اپنی چیزیں سنبھالنی آتی ہیں
لیکن شاید تمھے اپنے لاؤڈ اسپیکر کو سنبھالنا نہیں آتا جس کی وجہ سے تم نے فرسٹ ڈے ہی لائبریری میں میری انسلٹ کرادی.....
شافع ہاتھ باندھتا ہوا بولا اچھا تو آج فرسٹ ڈے ہے آپ کا.....
پوچھ سکتا ہوں کس گدھے نے آپ کا ایڈمیشن کروایا ہے.....
آپکو مجھ سے کچھ پوچھنے کا حق کس نے دیا.....؟
شافع آگے آتے ہوئے بولا
"حق کی بات تو آپ اسطرح کر رہی ہیں جیسے میں نے آپ سے حق مہر کے بارے میں پوچھ لیا ہو"

آئے نور پیچھے ہوتے ہوئے بولی اتنا آگے آکر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے مجھ سے فاصلے پر رہ کر بات کریں کم سے کم چار فٹ کا فاصلہ.....
شافع ایک، دو، تین کرتے ہوئے پانچ قدم پیچھے ہوا.....
میں چار فٹ تو کیا دس فٹ کا فاصلہ رکھوں گا بس آپ آئندہ میرے سامنے مت آئے گا.....

ہاں جیسے مجھے تو تمھارے سامنے آنے کا شوق ہے نا

چھچھوندر نہیں تو.....

آئے نور آخری الفاظ دھیمے سے کہہ کر مڑ گئی تھی لیکن شافع سمجھ گیا تھا کے آخر میں نور نے اسے کچھ بولا ہے.....

آئے نور بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے جانے لگی تو شافع اسکی طرف آتے ہوئے بولا.....

آپ نے کیا کہا ہے مجھ کو جو بولنا ہے زور سے بولئے.....

آئے نورر کے اور مڑے بغیر ہاتھ اوپر کرتے ہوئے بولی" چھچھوندر "بولا ہے چھچھوندر .....

شافع وہیں کھڑا الجھن کا شکار ہو گیا.....

چھچھوندر؟؟؟؟؟

یہ کیا ہوتا ہے.....

---

*------

آئے نور اپنے ڈپارٹمنٹ پہنچی تو اسے منہا مل گئی منہا دوڑ کے اسکے پاس آئی
کہاں تھی تم؟ میں نے تمھے لائبریری میں بھی ڈھونڈا لیکن تم وہاں تھی ہی نہیں.....
آئے نور نے منہا کو چبھتی ہوئی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا؟؟؟
آ گئیں تم، ہو گئی تمھاری دوستیاں، بھر گیا تمھارا کنواں، اڑا لئے بر گر.....؟
منہا حیرت سے بولی ارے ارے تمھے کیا ہو گیا کس بات کا اتنا غصہ ہے.....
آئے نور چینختے ہوئے بولی کچھ نہیں ہوا ہے مجھے چلو کلاس میں.....
منہا اسے بازو سے پکڑتے ہوئے بولی تھوڑی دیر میں چلیں گے یار تمھے پتا ہے زایان بتا رہا تھا اسکا ایک دوست بھی ہے۔۔۔۔۔۔۔
یار وہ خود اتنا ہینڈسم ہے تو اسکا دوست کتنا ہینڈسم ہو گا.....
وہ بول رہا تھا اسکا دوست آنے ہی والا ہے چلو نہ چل کے ملتے ہیں
منہا چہنکتے ہوئے کہہ رہی تھی.....
آئے نور نے ایک تھپڑ منہا کے سر پر لگایا ہم یہاں لوگوں سے دوستیاں بڑھانے نہیں آئے ہیں،،،
پڑھنے آئے ہیں تو بہتر ہے ہم اسی پر دھیان دیں سمجھیں

آئے نور منہا کا ہاتھ پکڑ کر کلاس کی طرف لیجانے لگی تھی.....

منہا نے پھر نور کا ہاتھ پکڑ کر روک دیا تھا.....

ارے میری بات تو سنو زایان بتا رہا تھا اسکا دوست گانے بھی گاتا ہے یونیورسٹی کا "روک سٹار" ہے وہ منہا دونوں ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھتے ہوئے خلا میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی.....

ہائے کتنا پیارا ہو گا نا وہ.....

اسکا نام ہی اتنا پیارا ہے "شافع تیمور وارثی"

آئے نور نے منہا کو موڑ کر اسکے دونوں کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکیلا.....

جاؤ تم واپس جاؤ آرام سے تسلی سے زایان اور اسکے دوست سے مل کر آجاؤ۔۔۔۔۔

آئے نور اسے چھوڑ کر تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی کلاس کی طرف چل دی.....

منہا آواز لگاتے ہوئے اسکے پیچھے بھاگی ارے سنو تو سہی میں جانے کا تھوڑی بول رہی تھی میں تو صرف بتا رہی تھی.....

---

*_____

شافع اسپورٹس روم میں داخل ہوا تو زایان ایک لڑکے کے ساتھ ٹیبل ٹینس کھیل رہا تھا.....

شافع نے زایان کو دیکھتے ہی بیگ کھینچ کر زایان کے منہ پر مارا زایان نے بال اتنی زور سے ہٹ کری کے بال سامنے والے لڑکے کے منہ پر جا کے لگی.....

زایان بیگ اٹھاتے ہوئے شافع کی طرف بڑھا.....

خود پاگل ہو گئے ہو یا کسی نے کر دیا ہے.....

شافع دھاڑتے ہوئے بولا کہاں جا کر بیٹھ گئے تھے تم؟؟؟

زایان شرارت سے بولا میری جان میری اتنی فکر مت کیا کرو دوست شک کرتے ہیں،،،،،

شافع نے زایان کی گردن اپنے بازو میں زور سے دبوچ کر گرفت مضبوط کری.....

زایان چیخا اچھا اچھا مزاق کر رہا تھا یار.....

کینٹین میں تھا میں.....

وہ اسکالر شپ والی لڑکی آئی تھی اس سے اپنے بر گر اور فرائس کا حساب کر رہا تھا.....

شافع نے گرفت اور مضبوط کری اچھا تو تم نے سب اکیلے کھا لیا

کام میرا نام تمھارا.....

زایان پھر چیخا شافع پلیز چھوڑ دے گردن ٹوٹ جائے گی میرے بھائی.....

شافع نے زایان کی گردن چھوڑی تو زایان سیدھا ہو کر گردن کو گھما گھما کر سہی کرنے لگا.....

پھر کراہتے ہوئے بولا مجھے تو لگا تھا آج توڑ کر ہی چھوڑو گے.....

شافع نے اسے گھورا تو سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا.....

میرے بدلے کا بھی تم سب کچھ کھا کر آئے ہو شافع نے زایان کو گھورتے ہوئے پوچھا.....

ارے تمھے بھی کھلا دیں گے یار تمھے نہیں پتا وہ لڑکی بہت کھڑوس ہے مجھے بھکاریوں کی طرح پیسے دینے لگی

بولی کے یہ پیسے لو اور جا کر کھا لو....

میں نے بھی کہا کہ کیا میں آپ کو بھکاری لگتا ہوں؟ پھر اسکو آدھے گھنٹے تک کینٹین میں کھڑا رکھا چیزیں لا لا کر ایسے ٹیبل پر پٹکیں کے جیسے منہ پر مارنا چاہ رہی ہو.....

لیکن میں بھی اپنی بے غیرتی پر قائم رہا اور اسکے کسی رد عمل پر غور کئے بغیر کھاتا رہا.....

زایان ہاتھ ہلا ہلا کر بھرپور ڈرامائی انداز میں بتا رہا تھا.....

اسکی دوست بھی تھی ساتھ اتنا بولتی ہے کہ توبہ توبہ زایان نے کانوں کو ہاتھ لگایا.....۔
اسے دیکھ کر مجھے تاشفہ یاد آرہی تھی بلکل تاشفہ والی حرکتیں ہیں.....

تاشفہ کا نام سن کر شافع کے ماتھے پر بل پڑے تھے جیسے زایان نے فوراً نوٹ کیا تھا.....
کیا بات ہے تاشفہ کا نام سن کر تمھارے تاثرات کیوں بدل گئے ؟
اگر میں نے تمھے بتادیا نا تو تمھارے تاثر بھی کچھ ایسے ہی ہونگے شافع نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا.....
زایان فوراً تجسّس سے بولا جلدی بتاؤ کیا ہوا؟؟؟

باہر چلو پھر بتاتا ہوں.....
شافع زایان کو لے کر گراؤنڈ میں آگیا زایان بینچ پر بیٹھتے ہوئے تجسّس بھرے لہجے میں بولا جلدی بتاؤ یار کیا ہوا ورنہ مجھے بھوک لگنا شروع ہو جائے گی.....
شافع کھڑا ہوا تھا بیٹھا نہیں تھا۔۔۔۔

تاشفہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے.....

زایان جھٹکے سے کھڑا ہوا....
پھر بینچ کے اوپر کھڑے ہو کر چیختے ہوئے بولا۔۔۔۔

کیا میرے ان گناہ گار کانوں نے ابھی جو سنا وہ سچ ہے....؟

شافع موبائل نکالتے ہوئے بولا ہاں سچ ہے بول رہی تھی کہ میرے ڈیڈ تم سے ملنا چاہتے ہیں.....

زایان حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے تو لگا تھا کہ وہ بس ایسی تمھارے پیچھے پڑی ہوئی ہے لیکن یہ تو الگ معاملہ ہو گیا پھر تم نے کیا جواب دیا اسکی بات کا.....؟

شافع آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا ظاہر سی بات ہے میں نے اسے منا ہی کرنا تھا.....

لاسٹ ٹائم کی ملاقات کے بعد مجھے لگا تھا کہ اسنے میرا پیچھا چھوڑ دیا ہے لیکن مجھے کیا پتا تھا اسکے دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا ہے.....

پھر ان میڈم کے تاثرات کیا تھے تمھارے منا کرنے پر زایان کا تجسّس ختم ہی نہیں ہو رہا تھا.....

ہونا کیا تھا تپش میں آ گئی.....

کہ سارے لڑکے اسکے آگے پیچھے گھومتے ہیں اور میں اسے ریجیکٹ کر رہا ہوں.....

بولنے لگی کے میں تم سے محبت کرتی ہوں میرے بابا تمھارا بزنس ایک دن میں سیٹ کر دیں گے.....

تم بتاؤ" کیا محبت کو خریدا جاتا ہے" وہ اپنی ضد کو محبت کا نام دے رہی ہے.....

زایان بینچ پر سے اترتے ہوئے بولا دیکھو یار یہ محبت وغیرہ کا تو مجھے نہیں پتا لیکن مجھے نہیں لگتا کہ تاشفہ بیگم اتنی آسانی سے تمھارا پیچھا چھوڑے گی....

اگر اسنے کوئی گڑبڑ کر دی تو؟؟؟؟

وہ کچھ نہیں کر سکتی تم ٹینشن مت لو.....

زایان کندھے اچکاتے ہوئے بولا میں ٹینشن کیوں لوں گا میں تو صرف ایک بات کہہ رہا تھا.....

شافع جھنجھلاہٹ سے بولا اچھا اب یہ تاشفہ نامہ بند کرو اور مجھے گھر ڈراپ کر دو مجھے نیند آرہی ہے شافع صبح زایان کی گاڑی میں ہی آگیا تھا.....

ارے ارے ایسے کیسے چلیں پہلے تم مجھے یہ بتاؤ تم اتنی دیر کہاں تھے؟؟؟؟

شافع دانت پیستے ہوئے بولا ایک بدلحاظ بدتمیز لڑکی مل گئی تھی لائبریری میں.....

زایان شرارت سے بولا خیریت تو ہے آج کل تمھارے ستارے کے گرد لڑکیاں گھوم رہی ہیں.....

شافع زایان کے سر پر مارتے ہوئے بولا بکواس مت کرو.....

وہ لڑکی ایک دو دفعہ پہلے بھی مل چکی ہے،،،،ہر جگہ مل جاتی ہے اور ایسا لگتا ہے مجھ سے لڑنے کے لئے ہی وہ دنیا میں آئی ہے.....

زایان شوخ مسکراہٹ سے بولا اوہو ہو.....

آثار تو کچھ اور ہی لگ رہے ہیں دھیان رکھنا کہیں اس تکرار میں پیار نا ہو جائے....

شافع نے زایان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا.....

دماغ خراب ہے تمھارا مجھے پیار اور اس لڑکی سے.....

"اسکا بس چلے تو میرے بال پکڑ کر سر دیوار میں دے مارے اور میرا بس چلے تو اسکے منہ پر ٹیپ لگا کر کسی سنسان جنگل میں چھوڑ آؤں"

زایان مسکراتے ہوئے بولا تو اپنا بس چلاؤ نہ کس نے روکا ہے؟

شافع نے پھر زایان کو گھورا،،،،

زایان ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا اچھا اچھا مزاق....

لیکن یہ بتاؤ وہ ہماری یونیورسٹی میں کیا کر رہی ہے.....

ایڈمیشن ہو گیا ہے اسکا یہاں پتا نہیں کس گدھے نے کروایا ہے

"شافع کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ جانے انجانے میں خود کو ہی دو بار گدھا بول چکا ہے"

زایان شافع کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا اوہو معاملہ خاصہ گرم لگ رہا ہے ملنا پڑے گا اس لڑکی سے....

ملنا پڑے گا میں تو دو بار اس لڑکی کی شکل دیکھنا نہیں پسند کروں گا تم ملنے کی بات کر رہے ہو.....

زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا اچھا چھوڑو یار موڈ خراب مت کرو میں تمھے آئے نور سے ملواؤں گا وہ بھی کم کھڑوس نہیں.....

"she is like a Hitler"

مطلب کام ہو گیا تو آپ کون اور ہم کون.....

مجھے نہیں لگتا کہ وہ زیادہ دن مجھے کھلا پائے گی....

مجھے تو وہ کچھ خاص اچھی نہیں لگی تم بتانا تمھے کیسی لگی.....

شافع کندھے اچکاتے ہوئے بولا میں اس سے مل کر کیا کروں گا.....

زایان نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں.....

چلو بھائی تمھے کچھ زیادہ ہی نیند آرہی ہے لگتا ہے.....

شافع چلتے ہوئے کچھ سوچنے لگا.....

زایان یہ چھچھوندر کسے کہتے ہیں؟؟؟؟؟

زایان کا قہقہہ بلند ہوا چھچھوندر کیوں تمھے کیوں یاد آگیا.....

شافع بھنویں اچکاتے ہوئے بولا ایسی پوچھ رہا ہوں.....

بڑے والے چوہے کو بولتے ہیں جو بہت ہی موٹا اور گندا سا ہوتا ہے...

شافع نے ضبط سے دانت پیستے ہوئے مٹھیاں بھینچیں.....

ایک لمبا سانس کھینچتے ہوئے بولا زایان کسی کی ریگنگ کروانی ہے....

زایان کی آنکھوں میں چمک آئی چہکتے ہوئے بولا کس کی؟؟؟؟

ایک لڑکی کی بس تم تیار رہنا.....

زایان ہنستے ہوئے بولا ارے میں تو بلکل تیار ہی ہوں.....

تھوڑا سا آگے چلے تھے جب زایان کو ایک لڑکی بیٹھی ہوئی نظر آئی.....

اسنے موٹے موٹے چشمے پہنے ہوئے تھے وہ اکیلی کتاب کھولی بیٹھی تھی.....

زایان شافع کے پاس آکر بولا رو کو زرا جاتے جاتے آج کی آخری ریگنگ کرلیں....

زایان اس لڑکی کے پاس گیا شافع کچھ فاصلے پر کھڑا تھا.....

ایکسکیوزمی.....

اس لڑکی نے اپنے چشمے ٹھیک کرتے ہوئے زایان کی طرف دیکھا....

فرسٹ ڈے؟

لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جی.....

وہ شکل سے کوئی سیدھی سادھی لڑکی معلوم ہوتی تھی جو زایان سے بات کرتے ہوئے بھی گھبرا رہی تھی.....

زایان نہایت مہذب لہجے میں بولا نیو اسٹوڈنٹ کو جو فارم ملتا ہے وہ آپ نے لے لیا؟؟؟

نہیں مجھے تو کسی نے کوئی فارم لینے کا نہیں کہا.....

زایان معصوم بنتے ہوئے بولا اوہ آپ نے ابھی تک نہیں لیا

زایان ایک بلڈنگ کی طرف اشارہ کر کے بولا جس کافی دور تھی وہاں فارم مل رہے ہیں لیکن وہاں بہت رش ہے ابھی اسٹوڈنٹ کا.....

وہ لڑکی بلڈنگ کی طرف دیکھ کر کچھ سوچتے ہوئے بولی یہ تو کافی دور ہے اور رش بھی ہو رہا ہو گا.....

زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا ہاں رش تو بہت ہے میں اپنا فارم لینے جا رہا ہوں آپ کا بھی لا دوں؟

وہ لڑکی خوشی سے مسکراتے ہوئے بولی آپ سچ میں میرا بھی فارم لا دیں گے.....

زایان بھی مسکراتے ہوئے بولا جی جی بلکل لا دوں گا لائیں پیسے زایان ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا.....

لڑکی بیگ کھولتے ہوئے بولی اوہ ہاں کتنے کا ہے فارم؟؟؟

صرف ہزار روپے کا.....

وہ لڑکی ٹھٹکی ہزار روپے کا

زایان مسکراتے ہوئے بولا جی.....

اچھا دیتی ہوں.....

اس لڑکی نے ہزار روپے نکال کر زایان کو دے دیئے.....

زایان پیسے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا....

اسّلام و علیکم

میں ہوں آپ کا سینئر زایان حیدر.....

ہم آپ کے ساتھ ریگنگ کر رہے تھے اب آپ بزنس ڈپارٹمنٹ میں جائیں اور ایک ایک اسٹوڈنٹ سے دس دس روپے جما کر کے لائیں اور اپنے ہزار روپے لے جائیں.....

اس لڑکی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں.....

زایان جیسے ہی جانے کے لئے مڑا اس لڑکی نے اپنی ٹانگ زایان کے آگے اڑا دی....

زایان نے فوراً زمین پر اپنے ہاتھ رکھے ورنہ وہ منہ کے بل گرتا پیسے اسکے ہاتھ میں سے نکل گئے تھے اس لڑکی نے فوراً اپنے پیسے اٹھائے.....

زایان ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھا.....

وہ لڑکی مسکراتے ہوئے ہاتھ باندھ کر بولی

اسّلام و علیکم میں ہو آپکی جونیئر شفا مجھ سے آئیندہ ریگنگ کرنے کی کوشش بھی مت کرئے گا ورنہ ابھی منہ کے بل گرایا ہے کل مکلمار کے پیٹھ کے بل گراؤں گی.....

زایان کی ہوائیاں اڑ گئیں تھی

شافع قہقہہ لگاتے ہوئے تالی بجاتے ہوئے آگے آیا۔

اور اس لڑکی کی طرف دیکھتا ہوا بولا گڈ جوب...

وہ لڑکی شافع کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور زایان کی طرف ایک چبھتی ہوئی نگاہ ڈال کر چلی گئی.....

شافع نے زایان کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ریگنگ کا شوق پورا ہو گیا ہو تو چلیں.....

ہاں چلو یار اللہ معاف کرے کتنی خطرناک لڑکیاں آئی ہیں اس دفعہ یونی میں اللہ ہی بچائے.....

شافع ہنستے ہوئے بولا اسی لئے کہتے ہیں "کسی کی شکل سے اسکی عقل کا اندازہ نہیں لگانا چاہیے"

زایان شافع کو اسکے گھر چھوڑ کے گھر پہنچا، میر اب کو لان میں بیٹھے دیکھا تو اسکی پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا.....

میر اب کوئی پینٹنگ بنا رہی تھی پینٹنگ اپنے ابتدائی مراحل پر تھی اس لئے زایان کے لئے اندازہ لگانا مشکل ہوا.....
میر اب کو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو فوراً مڑی،،،اسنے جیسے ہی دیکھا کہ پیچھے زایان کھڑا ہے تو اسنے فوراً اپنی پینٹنگ پر دوپٹہ پھیلا دیا،،،

اسکی عادت تھی کہ جب تک پینٹنگ مکمل نہیں ہو جاتی کسی کو نہیں دیکھاتی تھی،.....
میر اب غصے سے بولی آپ کیوں میری پینٹنگ چھپ چھپ کر دیکھ رہے ہیں.....
زایان کرسی پر بیٹھا اور ٹیبل پر ٹانگیں سیدھی کر لیں.....
تمھے کس نے کہا کہ میں تمھاری پینٹنگ دیکھ رہا تھا وہ تو میں اندر جا رہا تھا تمھے کھڑے دیکھا تو سوچا کیوں نہ غریبوں کا حال احوال ہی دریافت کر لیں،،،،،

ورنہ تم اتنی بری پینٹنگ بناتی ہو کے بندہ دوسری بار دیکھنا پسند نہ کرے.....

زایان نے میراب کو چڑھانا چاہا.....

میراب کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی جی بلکل میں بہت بری پینٹنگ بناتی ہوں تبھی تو اس پورے گھر میں اور آپ کے کمرے میں بھی میری بنائی ہوئی پینٹنگ لگی ہیں.....

زایان سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا وہ تو ہم نے اس لئے لگا رکھی ہیں کیونکہ باہر والے تمھاری پینٹنگ کبھی خریدیں گے ہی نہیں.....

میراب منہ بناتے ہوئے بولی ٹھیک ہے میں اتنی بری پینٹنگ بناتی ہوں تو یہ پینٹنگ میں بنا کر صرف شافع بھائی کو دوں گی آپ کو تو دیکھاؤں گی بھی نہیں.....

زایان فوراً سیدھا ہوتے ہوئے بولا کیوں کیوں کیا بنا رہی ہو تم جو شافع کو دو گی.....

میراب نے دل میں سوچا "اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے"

میراب سامنے کرسی پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے بولی کیوں بتاؤں میں آپ کو.....

زایان اسکی منت کرتے ہوئے بولا میراب پلیز بتاؤ نا ورنہ مجھے نیند نہیں آئے گی.....

ارے ایسے کیسے بتا دوں.....

پہلے آپ وعدہ کریں کہ شام میں آئسکریم کھلانے لے کر جائیں گے.....

شافع فوراً راضی ہو گیا ہاں ہاں پکا لے کر جاؤں گا اب بتاؤ کیا بنا رہی تھی.....
میراب شرارت سے بولی آئسکریم شام میں کھلائیں گے تو بتاؤں گی بھی شام میں نہ ورنہ آپ کا کیا بھروسہ کب اپنی بات سے پھر جائیں.....

زایان میراب سے اور لڑنا چاہتا تھا کہ گھر کے اندر سے آتی ہوئی خوشبو نے اسے اپنے حسار میں لے لیا....
زایان لمبی لمبی سانسیں لے کر خوشبو کو اپنے اندر بسانے لگا اور آنکھیں بند کرے ہوئے ہی بولا.....

میراب کیا پکا ہے.....؟
میراب اسکے کان کے پاس آکر سرگوشی سے بولی "بریانی، کباب، دم کا قیمہ، لزانیہ".....
زایان کی آنکھیں خوشی سے کھل گئیں،،،
سچ کہہ رہی ہو؟ زایان فوراً کھڑا ہو گیا.....
میراب نے اثبات میں سر ہلایا،،،،

زایان فوراً اندر جانے کے لئے مڑا....

میر اب چیختے ہوئے بولی بھائی رو کیں ایک راز کی بات بتاؤں ؟؟؟

زایان نے گردن گھما کر اسکی طرف دیکھ کر نفی میں گردن ہلائی۔

نہیں رہنے دو میں تم پر پیسے بلکل خرچ نہیں کروں گا.....

زایان وآپس موڑا.....

میں بغیر رشوت لئے بتاؤں گی اور بات آپ سے متعلق ہے.....

زایان تیزی سے مڑا اور کرسی پر بیٹھ کر آگے ہوتے ہوئے بولا جلدی بتاؤ پھر.....

میر اب آگے کو ہو کر سر گوشی میں کہنے لگی کسی کو بتایئے گا مت میں نے ماما کو فون پر بات کرتے سنا تھا۔۔۔

کچھ لوگ آپ کو دیکھنے آرہے ہیں ابھی کھانے پر، ماما شاید آپ کا رشتہ وغیرہ کروانا چاہتی ہیں اسی خوشی میں ابھی اتنا کچھ بنا ہے.....

زایان مسکراتے ہوئے بولا سچ بول رہی ہو.....

تو اور کیا جھوٹ بول رہی ہوں میں نے خود اپنے کانوں سے ماما کو بات کرتے سنا ہے.....

کہہ رہی تھیں کہ آپ لوگ زایان کو آکر دیکھ لیں اگر بات بنی تو پھر کچھ دنوں میں منگنی رکھ دیں گے.....

میراب بھرپور اداکاری کر کے زایان کو اعتماد میں لے رہی تھی.....

زایان منہ پر ہاتھ رکھ کر شرمانے والے انداز میں بولا....

ہائے میراب مجھے تو شرم آرہی ہے.....

میراب نے زایان کے گال کھینچے میرے بھائی کو شرم آرہی ہے ہاں شرم.....

زایان نے اپنے گال میراب کے ہاتھ سے چھوڑا کے سہلائے.....

پھر مسکراتے ہوئے بولا پڑھائی اور بزنس تو ہوتا ہی رہے گا یار....

انسان کی چھوٹی موٹی منگنی تو ہونی ہی چاہیئے ذرا دل لگا رہتا ہے....

میراب نے اثبات میں سر ہلا کر آنکھیں پٹپٹائیں اور ہنسی کو بڑی مشکل سے ضبط کیا۔۔۔۔

زایان کھڑا ہوتے ہوئے بولا میں ماما سے پوچھتا ہوں کون لوگ ہیں کب تک آئیں گے تاکہ میں جا کر تیار تو ہو جاؤں.....

میر اب مسکراتے ہوئے بولی جی جی پوچھیں پوچھیں لیکن میرا نام مت لیئے گا.....

سیکریٹ بتایا ہے میں نے آپکو.....

ہاں ہاں نہیں بتاؤں گا بے فکر رہو زایان اچھلتا کودتا ہوا اندر کی طرف بھاگا.....

میر اب نے جھانک کر دیکھا کہ وہ اندر چلا گیا ہے تو تالی مار کے زور سے ہنسی.....

"بڑا مزا آگیا بھئی بڑا مزا آگیا"

پھر ہنستی ہوئی دوپٹہ سنبھالتی اندر جانے کے لئے اٹھی چلو اب اندر کا ڈرامہ بھی دیکھ لوں۔

---

*----------

شافع یونی سے آکر نہا کر سونے کے لئے لیٹ گیا،،،،

ملازم اسے کھانے کے لئے بلانے آیا لیکن اسنے منا کر دیا تھا.....

شافع آنکھیں بند کر کے سونے کے لئے لیٹا تو ایک لفظ اسکے ذہن میں گھوم گیا

"چھچھوندر"

شافع نے آنکھیں کھول لیں.....

اور دل میں سوچنے لگا،،،،

عجیب لڑکی ہے ہر جگہ مل جاتی ہے یہ اتفاقن بار بار مل رہی ہے یا جان پوچھ کر.....

اور مجھے کیا بول رہی تھی چھچھوندر

پہلے "سڑیل اور اب چھچھوندر".....

پھر خود پر ہی غصہ کرنے لگا،،،،

میں اسکے بارے میں سوچ ہی کیوں رہا ہوں؟

منہ پر تکیہ رکھتے ہوئے بولا بھاڑ میں جائے وہ لڑکی اور بھاڑ میں جائے یہ چھچھوندر.....

دو لڑکیوں نے مل کر پورا دن خراب کر دیا

---

*---

آئے نور اور ارمینہ بیگم کھانا کھا رہی تھیں ارمینہ بیگم نور سے اسکے پہلے دن کے متعلق پوچھ رہی تھیں.....

جی ماما پہلا دن تھا تو اچھا بھی رہا اور ذرا مشکل بھی آہستہ آہستہ سیٹ ہو جاؤں گی.....

اور وآپسی میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی.....

آئے نور انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی نہیں ماما کوئی پریشانی نہیں ہوئی....

وہ دونوں کچھ دیر خاموشی سے کھانا کھاتے رہے کچھ دیر بعد نور سوچتے ہوئے بولی

ماما میں کچھ بتانا چاہتی ہوں آپ کو....

ارمینہ بیگم کھانا کھاتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولیں ہاں بتاؤ.....

آئے نور کچھ دیر خاموش رہی پھر ٹھیر ٹھیر کے بولی.....

ماما مجھے اسکالرشپ ایک لڑکے نے دلوائی ہے.....

ارمینہ بیگم کا ہاتھ رک گیا انھوں نے آئے نور کی طرف دیکھا....

کس لڑکے نے ؟

میں نہیں جانتی اسے یونیورسٹی کا ہی ہے تھوڑا پاگل سا ہے....

ارمینہ بیگم پلیٹ سائڈ پر کرتی ہوئی اسکی طرف مڑی اور سختی سے بولیں دیکھو نور جو بات ہے سچ سچ اور سہی سہی مجھے بتادو.....

آئے نور انکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے ہوئے بولی ماما آپ پریشان مت ہوں ایسا ویسا کچھ نہیں ہے

نور نے اپنی زایان سے پہلی ملا قات کے بارے میں بتایا.....
بات سننے کے بعد ارمینہ بیگم سپاٹ چہرے سے نور کو دیکھتی رہیں....
آئے نور انکے تاثرات سے کچھ اندازہ نہیں لگا پا رہی تھی ماما، ایسے کیا دیکھ رہی ہیں کچھ بولیں تو سہی....

آئے نور تم نے مجھے بیوقوف سمجھا ہوا ہے بھلا ایسی ڈیل کوئی کرتا ہے.....
ماما آپ کو لگ رہا ہے کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں.....؟
نور خفا ہونے کے انداز میں بولی,,,,,,
میں یہ نہیں کہہ رہی کے تم جھوٹ بول رہی ہو لیکن کوئی یقین کرنے والی بات ہو تو میں یقین کروں نا،،،،،
ایسی ڈیل کون کرتا ہے برگر اور فرائس کی؟
ماما آپ اسے جانتی نہیں وہ جس طرح کھا رہا تھا نہ مجھے تو ڈر لگ رہا تھا کے کہیں وہ کیچپ کی بوتل میں سے کیچپ بھی نہ پی جائے
دو برگر تین فرائس پلیٹ بھر کے اور تین کین پینے کے بعد بول رہا تھا کہ یہ تو ناشتہ ہے،،،،

"لوگ جینے کے لئے کھاتے ہیں لیکن وہ کھانے کے لئے جیتا ہے"

ارمینہ بیگم بہت غور سے آئے نور کی باتیں سن رہی تھیں.....

آئے نور وہ اتنا کھاتا ہے پھر تو وہ بہت موٹا ہو گا.....

ارے نہیں ماما یہی تو حیرانگی کی بات ہے کہ وہ موٹا بلکل نہیں ہے بہت فٹ ہے جم وغیرہ جاتا ہو گا شاید.....

ارمینہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں دیکھو آئے نور جو بھی ہے بس کچھ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ تمھارے بابا کو میری تربیت پر انگلی اٹھانے کا موقع ملے.....

اوہو آپ مجھ پر یقین رکھیں ایسا کچھ نہیں ہو گا....

---

*---

زایان کھانے کی خوشبو سونگھتے سونگھتے کچن تک پہنچ گیا،،،،،

کچن میں ارفہ بیگم اپنے کاموں میں مصروف تھی زایان پیچھے سے جا کر ان سے لپٹ گیا

اسّلام وعلیکم Beautiful lady

ارفہ بیگم اسکے گال سہلاتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔۔

وعلیکم اسّلام تم اتنی جلدی آ گئے،،،،،

ہاں کیونکہ ان کھانوں کی خوشبو مجھے وہاں تک پہنچ گئی تھی.....

زایان ایک ایک ڈش کھول کر دیکھنے لگا.....

وہ لزانیہ کے اوپر سے چیز اٹھانے لگا تو

ارفہ بیگم نے اسکے ہاتھ پر مارا،،،،،

زایان مت کرو ایسے بے برکتی ہوتی ہے ہاتھ بھی نہیں دھلے ہوئے تمھارے.....

اچھا تو پھر ایک کام کریں الگ سے نکال کر مجھے دے دیں مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے.....

تھوڑا صبر کرو زایان فریش تو ہو کر آ جاؤ.....

زایان منہ بنانے لگا پھر کچھ دیر بعد بولا

ماما کوئی آ رہا ہے کیا؟

ارفہ بیگم سلاد کی پلیٹ سیٹ کرتے ہوئے بولیں ہاں تمھارے بابا نے کچھ مہمان بلائے ہیں لنچ پر.....

زایان کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے اپنی مسکراہٹ کو بڑی مشکل سے ضبط کر کے گلہ کھنکار کر بولا

کونسے مہمان؟

ارفہ بیگم مصروف سے انداز میں بولیں مجھے نہیں پتا تمھارے بابا کے آفس کے ہیں کوئی ہونگے.....

میر اب لاؤنج کے دروازے کی آڑ میں چھپ کر سارا منظر دیکھنے لگی.....

زایان ارفہ بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا ماما پلیز مزاق مت کریں کون لوگ مجھے دیکھنے آرہے ہیں مجھے بھی تو بتائیں.....

ارفہ بیگم کو حیرت کا جھٹکا لگا اور زایان کی طرف مڑ کر حیرت سے بولیں،،،،،

تمھے دیکھنے کیا مطلب ہے تمھے دیکھنے کیوں آئیں گے؟؟؟

زایان انگلی ہلاتے ہوئے بولا اب آپ مجھے تنگ کریں گی چلیں کر لیں.....

زایان تم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا.....

اچھے چلیں میں بتا دیتا ہوں کچھ لوگ مجھے دیکھنے آرہے ہیں نہ اور اگر لوگ سہی لگے تو آپ میری منگنی کر دیں گئیں.....۔

ارفہ بیگم کا حیرت سے منہ کھل گیا۔۔
ماما ویسے ایک بات بتاؤں منگنی کا مجھے بچپن سے ہی بڑا شوق تھا.....

وہ جو انگھوٹی پھناتے ہیں نہ وہ سین تو مجھے بڑا ہی پسند ہے زایان مسکرا مسکرا کر بول رہا تھا.....
زایان تم پاگل ہو گئے ہو کس نے کہا ہے یہ سب تمھے.....
ارفہ بیگم کے تاثرات دیکھ کر اسے تھوڑا اندازاہ ہوا کہ میراب اسکے ساتھ کھیل گئ ہے.....

ماما میراب نے کہا تھا کہ اسنے آپ کو فون پر بات کرتے سنا ہے
زایان کی شکل دیکھ کر میراب سے اور برداشت نہ ہوا اور قہقہ لگاتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی.....
زایان کو جب احساس ہوا کے میراب نے اسکے ساتھ مزاق کیا ہے تو اسنے پاس رکھی چھری اٹھائی اور میراب کے پیچھے دوڑا.....
میراب نے اسے غصے میں دیکھا تو فوراً دوڑ لگادی

ارفہ بیگم چینخی زایان چھری رکھواسطرح مزاق نہیں کرتے.....

میراب زایان سے بچنے کے لئے اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگی اور دو دو سیڑھیاں چھوڑ کر چڑھنے لگی....

میراب نے تین سیڑھیاں چھوڑ کر آخر کی تیسری سیڑھی پر پیر رکھا.....

لیکن پیر بہت بری طرح مڑا اور وہ گٹھنے کے بل گر کر سنبھل نہیں پائی.....

---

*---

شافع نیند میں تھا جب اسے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی.....

اسنے آنکھیں مسلتے ہوئے دروازہ کھولا تو سامنے ملازم کھڑا تھا شافع بیٹا آپ کو بیگم صاحبہ نیچے بولا رہی ہیں شام بھی ہونے والی ہے.....

شافع گردن ہلاتے ہوئے بولا جی آپ چلیں میں آتا ہوں.....

کمرے میں آکر شافع کچھ دیر بیٹھا رہا اسے دوپہر میں سونے کی عادت نہیں تھی اسلئے اب اسکے سر میں درد ہو رہا تھا.....

کچھ دیر بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور واش روم چلا گیا....
منہ ہاتھ دھو کر نکلا تو ڈریسنگ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا بالوں میں کنگھا پھیرنے کے بعد جب کنگھا رکھنے لگا تو ڈریسنگ پر رکھی تصویر نے اسکے ہاتھ روک دیئے.....

اسنے تصویر اٹھا کر اپنے چہرے کے آگے کی اور غور سے دیکھنے لگا پھر ایک لمبی سانس لے کر بولا.....

"You are always in my heart"

پھر اس تصویر کو اوپر والی دراز میں رکھ دیا رات کو زایان کے گھر سے آنے کے بعد وہ ساری رات اس تصویر سے باتیں کرتا رہا تھا اس لئے وہ تصویر باہر ہی رہ گئی تھی.....
سر میں ایک درد کی لہر اٹھی تھی۔۔۔اسنے ماتھے پر انگلیاں پھیر کر سر جھٹکا اور نیچے آ گیا وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا جب اسے سامنے صوفے پر تہمینہ بیگم بیٹھی ہوئی نظر آئیں.....
وہ سلام کرتے ہوئے انکے سامنے بیٹھ گیا.....
نیند پوری ہو گئی تمھاری.....
شافع صرف مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔۔
تہمینہ بیگم اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولیں پریشان ہو؟؟

شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں بس سونے کی وجہ سے سر میں درد ہو گیا ہے کافی بن وادیں پلز،،،،

تہمینہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں کافی بعد میں پہلے کچھ کھالو تم نے کھانا نہیں کھایا ویسے بھی.....

شافع منا کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اتنے پیار سے بول رہی تھیں تو وہ منا نہیں کر پایا.....

یہیں لادوں تمھے ؟؟؟

جی یہیں لادئیں.....

شافع ٹی وی اون کر کے بیٹھ گیا.....

تہمینہ بیگم نے کھانا شافع کے آگے لا کر رکھا تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا.....

تم کھانا کھاؤ میں کافی بنواتی ہوں....

اسنے کچھ ہی لقمے لئے تھے جب تیمور علی وارثی لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔۔۔

اسے صوفے پر بیٹھے دیکھا تو وہ خود بھی اسکے سامنے والے سوفے پر آ کر بیٹھ گئے.....

تم اس وقت کھانا کھا رہے ہو وہ بھی یہاں بیٹھ کے ؟

انکی آواز عادت کے بر خلاف کچھ دھیمی تھی.

شافع ٹی وی دیکھتے ہوئے بولا جی تو اس وقت کھانا یا یہاں بیٹھ کر کھانا منا ہے کیا؟؟؟

تیمور وارثی کچھ نہیں بولے.....

تمھارے آفس کا رینو ویشن کب تک ہو جائے گا؟؟؟

رینو ویشن ہو گیا ہے بس فرنیش ہو رہا ہے پیپرز کے فوراً بعد میں جوائن کر لوں گا.....

ہمممم "خزر محمود" کو جانتے ہو؟

تیمور صاحب ٹھیر ٹھیر کر بول رہے تھے.....

شافع نے کھانا کھاتے ہوئے صرف اثبات میں سر ہلایا.....

وہ تمھارے ساتھ پارٹنر شپ میں بزنس کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

شافع نے ٹی وی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مجھے ضرورت نہیں ہے پارٹنر کی....

وہ جواب اسطرح دے رہا تھا کہ جیسے تیمور صاحب کی باتوں میں اسے قطئ کوئی دلچسپی نہیں ہے.....

تم نے میری بات غور سے سنی میں خزر محمود کی بات کر رہا تمھے پتا ہے وہ کتنے بڑے انویسٹر ہیں.....

بڑے بڑے لوگ انکے ساتھ کام کرنے کے لئے ترستے ہیں انھوں نے خود سامنے سے تمھیں آفر دی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمھے ضرورت نہیں ہے.....

تیمور صاحب کی آواز آہستہ آہستہ بلند ہو رہی تھی.....

شافع آخری نوالہ لے رہا تھا جی جی مجھے پتا ہے وہ بہت بڑے آدمی ہیں دو ملکوں میں انکی اپنی کمپنی ہے.....

اٹلی والی کمپنی میں چھاپا پڑا تھا پچھلے مہینے دو ہفتے سیل رہی تھی.....

بلیک منی کا بھی کوئی کیس چل رہا ہے ان پر.....

انکے بیٹے نے نشے میں گاڑی چلاتے ہوئے ایک آدمی کو اڑا دیا تھا.....

کیس ایک دن میں ہی بند ہو گیا.....

کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی.....

شافع نے نظریں اٹھا کر تیمور وارثی کی طرف دیکھا.....

"سچ میں بہت بڑے آدمی ہیں وہ بلکل آپ کی طرف"

شافع نے طنزیہ ہنسی اچھالتے ہوئے کہا.....

تیمور وارثی نے غصے سے مٹھیاں بھینچی.....

شافع پلیٹ لے کر اٹھ گیا.....

بزنس میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو اشو نہیں بنایا جاتا تم بزنس میں آؤ گے تو تمھارے بھی ایسے چھوٹے چھوٹے اسکینڈلز بنیں گے تو کیا انکو لے کر بیٹھے رہو گے.....

شافع روکا آں آں.....!

چھوٹے چھوٹے نہیں میرے تو کافی بڑے بڑے اسکینڈلز بنیں گے.....

"But you don't worry I handle it"

شافع کچن کی طرف چلا گیا.....

تیمور وارثی نے سختی سے دانت بھینچ کر سوفے پر غصے سے ہاتھ مارا.....

"ڈفر"

---

*---

میراب نے آخر کی تیسری سیڑھی پر پاؤں رکھا لیکن مڑنے وجہ سے وہ گھٹنے کے بل گری لاؤنج میں میراب کی ایک زوردار چیخ گونجی تھی.....

میراب سیڑھیوں سے لڑکتی ہوئی نیچے گرتی اس سے پہلے ہی زایان جو اس سے کچھ ہی فاصلے پر تھا دوڑ کر اسکو سنبھالا.....

ارفہ بیگم بھی پریشانی سے دوڑتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھی.....

زایان نے فوراً اسے پکڑ لیا تھا.....

اسنے میراب کو سیدھا کر کے بیٹھایا میراب دوبارہ چینخی تھی.....

اسکے پیر میں درد کی شدید لہر اٹھی تھی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی.....

اسے روتا ہوا دیکھ کر زایان کی ہوائیاں اڑ گئیں.....

ارفہ بیگم بھی اسکے پاس آئی تھیں.....

اور اسے روتا دیکھ کر پریشان ہو گئیں میں منا کر رہی تھی تم لوگوں کو وہ زایان کو دیکھ کر اس پر چینخی.....

میراب لگاتار روئے جا رہی تھی.....

زایان بوکھلاتے ہوئے بولا میراب اتنا کیوں رو رہی ہو یار چپ ہو جاؤ.....

بھائی میرا پیر.....

زایان نے اسکا پیر پکڑ کر سیدھا کرنا چاہا لیکن میر اب پھر چینخی تھی اسکا پیر سیدھا نہیں ہو رہا تھا.....

ارفہ بیگم روہانسی ہونے لگی تھی ہائے میری بچی ابھی ٹھیک ہو جائے گا.....

زایان کھڑا ہوا اور میر اب کو اٹھانے لگا لیکن اس سے زمین پر پیر نہ رکھا گیا.....

زایان کا رنگ اڑنے لگا زایان نے فوراً اسکو گود میں اٹھایا اور نیچے اترنے لگا.....

ارفہ بیگم بھی اسکے پیچھے دوڑی کہاں لے کر جا رہے ہو اسے.۔۔۔؟

زایان جلدی جلدی اترتے ہوئے بولا ماما میں اسے ہاسپٹل لے کر جا رہا ہوں مجھے لگ رہا ہے فیکچر ہو گیا ہے شاید.....

ارفہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں ہائے اللہ.....

میں نے منا کیا تھا تم دونوں کو لیکن...

ماما بعد میں باتیں سنا دیئے گا ابھی میں جا رہا ہوں آپ گھر پر رہیں.....

زایان نے میر اب کو گاڑی میں بٹھایا اور تیز رفتاری سے گاڑی باہر نکالی.....

میر اب پورے راستے دھاڑے مارتے ہوئے بھائی،،،،، بھائی کرتی رہی.....

زایان بار بار اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بول رہا تھا.....

ہاں بس ابھی پہنچنے والے ہیں ابھی ٹھیک ہو جائے.....

وہ سترہ سالہ میراب اسکے لئے چھوٹی سی پانچ سالہ میراب بن گئی تھی جس کو چوٹ لگ جانے پر وہ خود بھی رونے لگ جاتا تھا جس کو کسی تکلیف میں دیکھنا اسے گوارا نہ تھا.....

میراب روئے جا رہی تھی زایان بار بار اسکے آنسوں پوچھ رہا تھا.....

ہوسپٹل پہنچ کر میراب کا ایکسرے کروایا تو پیر میں ہلکا سا فیکچر آیا تھا.....

پیر پر پلاستر چڑھواتے ہوئے اسنے جتنی چیخیں ماری تھیں وہ پورے ہاسپٹل نے سنی تھیں.....

زایان بس اسے اپنے سینے سے لگائے اسکا سر سہلاتا رہا.....

وہ خود بہت پریشان ہو گیا تھا....

گاڑی میں آکر بیٹھے تو میراب چپ ہو گئی تھی لیکن اسے ہچکیاں ابھی بھی آ رہی تھی.....

گاڑی میں بیٹھ کر زایان اسکی طرف مڑا.....

ابھی بھی پیر درد کر رہا ہے.....؟

میراب نے اثبات میں سر ہلایا.....

زایان کان پکڑ کے بولا "سوری"

ایٹس اوکے

آئسکریم کھاؤ گی.....؟

میراب نے پھر اثبات میں سر ہلایا....

زایان نے گاڑی آئسکریم پارلر کی طرف گھمالی.....

میراب گاڑی میں ہی بیٹھی تھی زایان آئسکریم لے کر گاڑی میں آکر بیٹھا ایک آئسکریم اسنے میراب کی طرف بڑھائی....

"یہ لو تمھاری فیورٹ چاکلیٹ فلیور.....

پھر دوسری آئسکریم بھی اس کی طرف کرتے ہوئے بولا یہ لو ڈبل چاکلیٹ وتھ کافی فلیور میری فیورٹ"

میراب نے دونوں آئسکریم لے لیں اسکی آئسکریم میں ایک چِٹ لگی تھی جس پر لکھا تھا سوری.....

میراب نے زایان کی طرف دیکھا اب تو ہنس دو یار کب سے کریلے جیسی شکل بنائی ہوئی ہے آنکھیں بھی سوجالی ہیں رو رو کے.....

میراب ہنس دی اسے دیکھ کر زایان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی میراب نے آئسکریم زایان کی طرف بڑھائی....

زایان نے آئسکریم اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

لایا تو میں اپنے لئے ہی تھا وہ تو تمھے خوش کرنے کے لئے دے دی تھی.....

میر اب زایان کے بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی بھائی.....

زایان نے اسکی نکل اتاری بھائی.....

اور دونوں ہنس دیئے۔۔۔۔۔۔

---

*---

آئے نور نے اپنی چادر الماری سے نکالی تو چادر کے کونے پر اسے شافع کے جوتے کا نشان نظر آیا.....

جو ابھی بھی ہٹا نہ تھا.....

آئے نور نے ہاتھ سے صاف کرنا چاہا لیکن نہیں ہوا.....

آئے نور منہ بناتے ہوئے بولی میری نئ چادر گندی کر دی چھچھوندر نے.....

کیا بول رہا تھا مجھ سے تمیز سے بات کرو.....

کیوں کروں میں اس سے تمیز سے بات کوئی گورنر لگا ہوا ہے کیا....

آئے نور چادر صاف کرتے ہوئے خود سے ہی باتیں کی جا رہی تھی....

جب ملتا ہے کوئی نہ کوئی گڑ بڑ کرتا ہے، پتا نہیں کیوں ہر جگہ ٹکرا جاتا ہے.....
لیکن اب اگر ملا نہ تو عقل ٹھکانے لگا دوں گی،،،،،،

---

*_

زایان اور میراب گھر پہنچے تو ارفہ بیگم اور حیدر صاحب پریشانی کے عالم میں صوفے پر بیٹھے تھے...

زایان میراب کو سہارا دے کر اندر لا رہا تھا.....

حیدر صاحب کی جیسی ان پر نظر پڑی دوڑتے ہوئے انکے پاس گئے اور میراب کو اپنے سینے سے لگایا.....

ارفہ بیگم بھی پریشانی سے اسکا پلاستر دیکھتے ہوئے بولیں کیا کہا ہے ڈاکٹر نے یہ اتنا بڑا پلاستر کیوں چڑھا دیا.....؟

زایان دھیمے لہجے میں بولا فیکچر ہوا ہے کمرے میں لے کر چلیں اسے چلنے پھرنے سے منا کیا ہے ڈاکٹر نے.....

اسے گیسٹ روم میں لیٹا دو ابھی اوپر کیسے چڑھے گی یہ ارفہ بیگم کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولیں.....

ہاں ویسے بھی میں اب اسے نہیں اٹھاؤں گا بہت موٹی ہے یہ زایان نے میراب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میراب نے کوئی غصے والا تاثر نہیں دیا بس ہلکا سا مسکرا دی وہ جانتی تھی زایان اسے ہنسانے کی کوشش کر رہا ہے.....

حیدر صاحب اور زایان اسے سہارا دے کر کمرے میں لے کر آئے اور بیڈ پر لٹا دیا.....

حیدر صاحب پریشانی سے بولے لیکن یہ سب ہوا کیسے میراب آپ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہیں تھی کیا؟

زایان نے نظریں جھکا لیں کیونکہ اب اسکی کلاس کی باری تھی.....

میراب نے زایان سے مزاق کیا تھا اس لئے زایان میراب کے پیچھے بھاگا اور اسکا پیر مڑ گیا میں منا کر رہی تھی ان لوگوں کو کہ سیڑھیوں پر نہ بھاگیں لیکن میری سنتے ہی کب ہیں۔

۔

یہ تو اللہ نے کرم کر لیا کہ صرف پیر پر لگی ہے اگر سر پر لگ جاتی تو ارفہ بیگم پریشانی سے بولیں.....

زایان بچوں کی طرح چپ چاپ نظریں جھکائے کھڑا تھا....

حیدر صاحب اٹھے اور زایان کا کان موڑا کب بڑے ہو گے تم لوگ کب تک اس طرح گھر میں ادھم مچائے پھرتے رہو گے.....

میراب جو لیٹی ہوئی تھی فوراً بولی بابا بھائی کو مت ڈانٹیں غلطی میری تھی میں نے دھیان نہیں دیا اس لئے پیر مڑ گیا.....

پین ریلیف انجیکشن کا اثر ختم ہو رہا تھا اسلئے اب پھر سے اسے درد کا احساس ہو رہا تھا.....

میراب کی کراہ نکلی تھی زایان تیزی سے اسکی طرف بڑھا کیا ہوا؟؟؟؟؟

پھر سے درد ہو رہا ہے بھائی.....

زایان ارفہ بیگم کی طرف مڑا اماآپ اسے کھانا کھلائیں میں دوائیاں دیتا ہوں سو جائے گی تو ٹھیک رہے گی ورنہ اسے درد ہوتا رہے گا ابھی.....

پھر میراب کے پیر کے نیچے تکیہ رکھتے ہوئے بولا اب تم پاؤں بلکل مت ہلانا.....

حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا دونوں جانی دشمنوں کی طرح لڑتے ہو پھر ایک دوسرے کے لئے پریشان بھی ہوتے ہو.....

ارفہ بیگم زرامنہ دیکھیں اپنے بیٹے کا ایسا لگ رہا ہے فیکچر میراب کو نہیں اسکو ہوا ہے.....

لڑتے ہیں تو کیا ہوا بابا اسے کچھ ہو گا تکلیف تو مجھے ہو گی نہ.....

حیدر صاحب نے زایان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا.....

بھائی آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں نہ پھر ایک بات بتاؤں....

زایان مسکراتے ہوئے بولا ہاں بتاؤ.....

آپ کی بلیو والی شرٹ میں نے چوری کی تھی.....

اور وہ جو آپ کا پرفیوم مل نہیں رہا وہ بھی میرے پاس ہے.....

اور آپ کے والٹ سے ہزار روپے بھی نکالے تھے میں نے.....

میر اب نے ٹھیر ٹھیر کر کہا۔۔۔

زایان نے خون خوار نظروں سے میر اب کی طرف دیکھا میر اب تم اب بچو گی نہیں یہ ٹانگ ٹھیک ہو جائیں پھر میں تمھارے ناخن توڑو گا.....

حیدر صاحب اور ارفہ بیگم نے قہقہہ لگایا تھا.....

میں کھانا یہیں لگوا دیتی ہوں سب کے لئے ارفہ بیگم کھانا لگوانے کے لئے کمرے سے باہر چلی گئیں.....

---

*_

شافع آج بہت دنوں بعد کیفے آیا ہوا تھا.....

وہ اور زایان ہمیشہ یہاں آتے رہتے ہیں لیکن آج وہ اکیلا ہی تھا.....

کیفے کے اونر سے ان کی اچھی جان پہچان تھی.....

اس کیفے کے بہت سے ایونٹ میں شافع کی آواز سے رونق لگی تھی.....

کوئی ایونٹ نہ بھی ہو تب بھی شافع ان لوگوں کی فرمائش پر گا دیا کرتا تھا....

شافع ٹیبل پر بیٹھا موبائل میں مصروف تھا جب کیفے کا اونر اسکے پاس آیا.....

انھے دیکھ کر شافع بھی کھڑا ہو کر ان سے ملنے لگا.....

ارے شافع بہت دن بعد آئے تم تو ہمیں بھول گئے لگتا ہے.....

شافع مسکراتے ہوئے بولا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس آج کل کچھ مصروفیات ہیں.....

مصروفیات تمھارے لئے ہیں نہ لیکن وہ زایان تو وقت نکال ہی لیتا ہے وہ کہاں ہے ؟

شافع ہنستے ہوئے بولا اسے میں نے بتایا نہیں کہ میں یہاں آرہا ہوں.....

میں تو بس ایسی نکلا تھا پھر گاڑی اس طرف موڑ لی.....

چلو اچھا ہے تم نے کچھ لیا؟؟؟؟

جی جی میں نے جوس لے لیا ہے....

اونر شافع کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے بولا اب آئے ہو تو تھوڑی بہت رونق نہیں لگاؤ گے ؟؟؟؟

پلیز آج نہیں میں پھر کسی دن آؤں گا زایان کے ساتھ پھر رونق لگائیں گے.....

چلو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں پھر سہی آتے جاتے رہا کرو یار تمھارا اپنا کیفے ہے.....

شافع مسکرایا.....

جی میں چلتا ہوں اب،،،،،،

شافع ان سے مل کر باہر آ گیا.....

شافع نے گاڑی میں بیٹھ کر زایان کو فون کیا.....

کہاں ہو تم آج تو نہ کوئی کال نہ کوئی ٹیکسٹ ؟؟؟

بس یار کیا بتاؤں میرا اب نے اپنی خدمتوں میں لگایا ہوا ہے پیر توڑ کر بیٹھ گئی ہے

میڈم.....

شافع نے پریشانی سے پوچھا کیسے کیا ہوا.....

سیڑھیوں پر بھاگ رہی تھی گر گئی فیکچر آیا ہے.....

وہ خود گری ہے یا تم نے گرایا ہے.....

زایان خفا ہوتے ہوئے بولا ہاں ہاں اب تم بھی بول لو تم کیوں پیچھے رہو گے.....

شافع ہنسا اچھا اب کیسی ہے وہ؟

ہاں ٹھیک ہے کافی پین تھا ابھی سو رہی ہے.....

شافع گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا اچھا میں آ رہا ہوں....

اچھااب سب کچھ اسکے لئے کھانے کو مت لیانہ کچھ میرے لئے بھی لانا ویسے بھی اسکے بڑے مزے آرہے ہیں سب آگے پیچھے گھوم رہے ہیں.....

شافع ہنستا ہوا بولا کس نے کہا کے میں کچھ کھانے کے لئے لا رہا ہوں.....

میں تو بس ایسی آرہا ہوں.....

اچھا کچھ مت لانا بس آتے ہوئے ڈونٹ لے آنا میرے لئے میرا ب کے لئے بیشک کچھ مت لانا وہ ویسے بھی صبح سے بہت کچھ کھا رہی ہے.....

شافع نے ہنستے ہوئے کہا سوچوں گا....

اور فون رکھ دیا...

---

*____

شافع شاپ سے ڈونٹ اور چاکلیٹ لے کر نکلا تو سامنے اسے پھولوں کی شاپ دکھی.....

چیزیں اسنے گاڑی میں رکھی اور پھولوں کی شاپ کی طرف بڑھ گیا.....

اسنے رنگ برنگی پھولوں کا بوکے بنانے بولا اور آس پاس نظریں گھمانے لگا.....

اور پھر اسنے حیرت سے سامنے دیکھا.....

آئے نور کچھ فاصلے پر کھڑی گلاب کے پھول سونگھ رہی تھی.....

وہاں لائن سے لگے پھول وہ باری باری سونگھنے لگی جیسے ہی وہ خوشبو سونگھتی ایک مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیل جاتی.....

شافع نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا یہ پھر سے اب پتا نہیں کیا کیا بول کے لڑے گی.....

آئے نور نے دکان دار سے کچھ پھولوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاید انھے پیک کرنے کہا تھا.....

شافع اپنی گردن موڑنے ہی والا تھا لیکن اس سے پہلے ہی آئے نور نے اسے دیکھ لیا.....

آئے نور نے جیسے ہی اسے دیکھا پہلے حیرت ہوئی پھر نظروں میں چبھن آ گئ.....

شافع نے بھی ناگوار نظروں سے اسکی طرف دیکھا اور پھر منہ پھیر لیا.....

دوکان دار نے آئے نور کو پھول پکڑائے اسنے بوکے نہیں بن وایا تھا بہت سارے پھولوں کو بس ایک ساتھ پتلی سی ڈوری سے باندھ دیا تھا آئے نور پیسے دے کر باہر نکل گئ.....

شافع کا بوکے بھی تیار ہو گیا تھا.....

شافع نے بوکے اٹھایا اور باہر نکل گیا.....

شافع باہر آیا تو آئے نور اس سے کچھ آگے سڑک کنارے کھڑی تھی اسے شاید روڈ پار کرنا تھا وہ پھر دور بنے برج کا استعمال کرنے کے بجائے چلتے ہوئے سگنل سے روڈ پار کرنا چاہ رہی تھی.....

شافع نے گاڑی کا دروازا کھولا....

ایک نظر آئے نور پر ڈالی نور تھوڑا آگے بڑھی تھی اور سامنے سے ایک تیز رفتار گاڑی آئے نور کی طرف بڑھ رہی تھی.....

اگلے لمحے آئے نور کے ہاتھ سے پھول ہوا میں اچھلے اور آئے نور کی چیخ بلند ہوئی تھی.....❤❤

وہ شیشے کے سامنے کھڑی بالوں میں کنگھا پھیر رہی تھی خود کو خالی خالی نظروں سے دیکھتے ہوئے کسی سوچ میں گم تھی.....

کنگھا ڈریسنگ پر رکھ کر اسنے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا

جب شیشے پر دوبارہ نظر پڑی تو اسے اپنے پیچھے (تصور میں) اپنا ہی عکس نظر آیا.....

جو اسے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا.....

تیار ہو رہی ہو؟

خوبصورت دیکھنا چاہ رہی ہو؟ کس کے لئے؟

اسنے ڈریسنگ کو مضبوطی سے تھاما اور چبھتی ہوئی نگاہوں سے اپنے عکس کو دیکھا.....

لگتا ہے محبت ماند پڑنے لگی ہے، یا شاید تھک گئی ہو یکطرفہ محبت نبھاتے نبھاتے یا ہو سکتا ہے تم نے بھولا دیا ہو اسے.....

کیوں میں سہی کہہ رہی ہوں نا؟ بھولا دیا ہے اسے؟

وہ چیخ چیخ کے کہتے ہوئے مڑی نہیں بھولی ہوں اسے نہیں بھولی ہوں تم بھولنے ہی کب دیتی ہو جب جب درد کچھ کم ہونے لگتا ہے تم آجاتی ہو اسکو پھر سے بڑھانے کے لئے.....

اسکا عکس اسے دیکھ کر طنزیہ ہنسا،،،

کیونکہ تم اسی لائق ہو.....

محبت کری ہے تو پھر اس کا درد سہنے کی تاب بھی رکھو.....

کیونکہ محبت تم نے اپنی مرضی سے کی ہے، اس درد کو ناسور تم نے خود بنایا ہے

اسنے تو نہیں کہا تھا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے یا تمھارا ساتھ نبھا سکتا ہے....

یہی تو مشکل ہے کہ اسنے کچھ کہا ہی نہیں کوئی آس دلائی ہوتی تو شاید یہ دل اسی آس میں جی لیتا کے اسنے کوئی وعدہ تو کیا ہے

کوئی آس تو دلائی ہے.....

ساری کوششیں یہیں آکر تو دم توڑ جاتی ہیں کہ اسنے تو ساتھ نبھانے کا وعدہ تو دور کوئی بات بھی نہیں کی.....

اسکا سانس اکھڑ رہا ہے وہ گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ گئی

میں جس سفر پر اسکا ہاتھ پکڑ کر پہلا قدم رکھنا چاہتی تھی اس سفر کے آغاز میں ہی اسنے مجھے واپس پلٹنے کو کہہ دیا.....

جب جب میں یہ سوچتی ہوں کے اسکا میرا زندگی میں آنا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا میرا اسے بھول جانا....

تو,,,,,,,,,

تو اس پل ایسا لگتا ہے کہ ابھی سانس رک جائے گی اور میرے جسم کے ساتھ ساتھ روح کو بھی کچھ سکون ملے گا

لیکن کمبخت اگلے ہی پل اتنی ہی زوروں سے دھڑکنے لگتا.....

اور اسکی یاد اور درد دونوں کی شدت بڑھ جاتی ہے.....

تو تم کردو اپنی سانس، روح اور جسم کو آزاد بھول جاؤ اسے.....

اسنے گردن اٹھا کر عکس کو دیکھا اور بے بسی سے بولی بھول ہی تو رہی تھی لیکن تم پھر آ گئیں....

میں آ گئی یاد دلانے ؟

ارادے تمھارے کچّے ہیں نیت تمھاری نہیں ہے قصوروار تم مجھے ٹھیرا رہی ہو.....

اسنے ڈریسنگ پر سے پرفیوم کی شیشی اٹھا کر پورے زور سے سامنے ماری.....

عکس ٹوٹ گیا اور شیشی دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی.....

جاؤ تم یہاں سے جاؤ تم کیوں آ جاتی ہو بار بار وہ زور زور سے چینخ رہی تھی

اسکا سانس اٹک رہا تھا وہ پھر بھی چینخ رہی تھی

نہ بھولنے دیتی ہو نہ یاد کرنے دیتی ہو کم سے کم مرنے ہی دیا کرو.....

میری تکلیف کو کچھ تو کم کرنے دیا کرو....

ملازمہ دوڑتی ہوئی کمرے میں بی بی جی بی بی کرتی ہوئی داخل ہوئی تھی....

پورا کمرا پرفیوم کی خوشبو سے مہک اٹھا تھا.....

ملازمہ کے پیچھے ہی ایک عورت بھی پریشانی سے دوڑتی ہوئی آئی تھی

اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر اسکے گال تھپتھپاتے ہوئے اسکا نام پکارنے لگی

وہ آہستہ آہستہ غنودی کی طرف جانے لگی

---

*---

شافع نے نور کا بازو پورے زور سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا
شافع نے اسکا بازو اتنی زور سے پکڑا تھا کہ آئے نور کی چیخ نکل گئ تھی....

آئے نور کے ہاتھ سے پھول ہوا میں بلند ہوئے تیز رفتار گاڑی نور کے بلکل قریب سے گزری تھی
اگر شافع اسے نہ کھینچتا تو پھولوں کے ساتھ ساتھ نور بھی ہوا میں ہوتی.....
شافع نے نور کو کھینچا تو نور کا دوسرا ہاتھ شافع کی گردن پر لگا تھا.....
نور کے ہاتھ میں نوکیلے نگوں والا بریسلیٹ تھا
بریسلیٹ کی وجہ سے شافع کی گردن پر رگڑ لگ گئ تھی
شافع نے جلن سے آنکھیں میچی تھیں....
آئے نور کو اپنے بازو میں شافع کی انگلیاں گڑتی ہوئی محسوس ہوئی اسنے دوسرے ہاتھ سے شافع کو پیچھے دھکّا دے کر اپنا ہاتھ چھڑایا

جیسے ہی شافع نے ہاتھ چھوڑا نور کی کراہ نکلی تھی....

شافع نے حیرت سے نور کو دیکھا

تیز رفتار گاڑی نے کچھ آگے جا کر بریک لگائے تھے

گاڑی میں سے ایک سترہ، اٹھارہ سالہ لڑکا غصے سے گاڑی کا دروازا بند کرتے ہوئے آئے نور کی طرف آیا

?Are you blind

ابھی میری گاڑی کے نیچے آ کر مر جاتیں....

اسنے بہت ہی بد تمیزی سے نور سے کہا تھا نور کچھ بولنے کے لئے آگے بڑھنے لگی شافع اسے پیچھے کر کے اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور اس لڑکے سے بولا

Yes she is blind. but you have eyes so why are you drive like a blind?

شافع نے اس لڑکے کو اسی کے انداز میں جواب دیا تھا

شافع کو دیکھ کر اس لڑکے کے تاثرات ذرا ڈھیلے ہوئے.....

آئے نور نے خونخوار نظروں سے شافع کو دیکھا لیکن اسے کچھ کہا نہیں....

میں گاڑی دیکھ کر ہی چلا رہا تھا یہ اچانک گاڑی کے سامنے آ گئیں.....

لیکن تم نے وقت پر بریک نہیں لگائے اور گاڑی بھی تم بہت تیز چلا رہے تھے....

وہ لڑکا اکڑتے ہوئے ڈھٹائی سے بولا نہیں میری کوئی غلطی نہیں ہے یہ دیکھ کر نہیں چل رہی تھیں....

شافع نے اس لڑکے کی گردن سی سی ٹی وی کیمرے کی طرف گھماتے ہوئے کہا....

وہ لگا ہوا کیمرا پاس ہی پولیس اسٹیشن ہے وہاں چل کے دیکھ لیتے ہیں کون کیا کر رہا تھا.....

حالانکہ شافع کو پتا تھا وہ کیمرہ خراب ہے پھر بھی اسنے لڑکے کو زچ کرنا چاہا

وہ لڑکا فوراً پیچھے ہوتے ہوئے بولا

ohhhh fine bro it's my fault۔

پھر نور کی طرف منہ کر کے بولا

....sorry it's my fault now I should go

اور فوراً گاڑی کی طرف دوڑ لگا دی....

شافع نے اسے جاتے دیکھا تو دانت پیستے ہوئے بولا

...over smart

پھر نور کی طرف مڑا اور اس پر برس پڑا....

آپ کو مرنا ہے تو کسی بلڈنگ سے کود جائیں، سمندر میں چھلانگ لگالیں، زہر کھالیں،،،
یا کچھ اور آزمالیں

جب ایک طریقہ کام نہیں کرتا تو انسان دوسرا آزمہ لیتا ہے۔۔

لیکن آپ ایک ہی کے پیچھے پڑی ہیں اور اگر گاڑی کے نیچے ہی آکر مرنے کا شوق ہے تو
جب میں آس پاس نہ ہوا کروں تب مرا کریں

یوں بار بار میرے سامنے گاڑی کے آگے مت آیا کریں....

آئے نور نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے سوچا

"یہ انسان کیسے پل پل میں گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے"

آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں خودکشی کر کے حرام موت مرنا چاہتی ہوں
اور یہ فضول آئیڈیا مجھے کیوں دے رہے ہیں.....

آپ کے شوق دیکھ کر بتا رہا کیوں کہ مجھے تو یہی لگتا ہے کہ آپ کو زندگی میں صرف دو
چیزوں کا شوق ہے ایک گاڑی کے نیچے آنا اور دوسرا لڑنا....

اگر جان بچالی ہے تو زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے تم نا بھی بچاتے تو کوئی نا کوئی بچا ہی لیتا....

شافع نے آئے نور کا بازو پکڑا اور روڈ کی طرف دھکّا دیتے ہوئے بولا جاؤ ذرا میں بھی تو دیکھوں کے کونسے فرشتے نازل ہوتے ہیں تمھے بچانے کے لئے....

نور نے اس کے ہاتھ میں سے اپنا بازو چھڑایا اور دھمکی دینے والے انداز میں بولی

ہاتھ مت لگانا اب مجھے ہاتھ توڑ دوں گی تمھارے.....

نور اپنا بازو سہلا رہی تھی.....

اور تم اتنا قریب کیوں کھڑے ہو میں نے کہا تھا نا کہ مجھ سے چار فٹ کے فاصلے پر رہا کرو.....

شافع نے اسے بے یقینی سے دیکھا کیا کوئی اتنا احسان فراموش بھی ہو سکتا ہے؟

نور زمین پر بکھرے پھول اٹھانے لگی شافع کے پیر کے پاس بھی کچھ پھول پڑے تھے

شافع نے ان پھولوں کو اٹھایا تو نور چینخی۔۔

ہاتھ مت لگانا میرے پھولوں کو میں خود اٹھالوں گی....

شافع نے پھول مارنے والے انداز میں اسکے منہ پر پھینکے اور اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ گیا.....

آئے نور کا منہ کھل گیا.....

شافع اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا تو اسے دیکھ کر بولی

وڈیرہ کہیں کا.....

شافع نے سنا تو اسکے قدم رک گئے لیکن مڑا نہیں اسنے غصے سے مٹھیاں بھینچیں اور بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا گاڑی میں آکر بیٹھ گیا

اسے سخت چڑ تھی اس الفاظ سے

"ایک دفعہ اسکول میں اسکے کلاس کے ہی لڑکے نے مزاق میں اسے وڈیرہ کہا تھا شافع نے اس لڑکے کے منہ پر اتنی زور سے مکا مارا تھا کہ اس لڑکے کا ایک دانت آدھا ٹوٹ گیا تھا.....

شافع نے بیک ویو مرر سے نور کی طرف دیکھا

نور نے سارے پھول اٹھا لئے تھے اور اب وہ بِرج کی طرف جا رہی تھی.....

"راہگیروں کی مدد تمھے کسی دن بہت مہنگی پڑے گی شافع وارثی"

اسنے خود سے ہی سرگوشی کی اور گاڑی سٹارٹ کر کے ریورس لینے لگا

---

*---

آئے نور گھر پہنچی تو پھولوں کو ٹیبل پر رکھ کر اسکارف اور چادر کو غصے سے صوفے پر پھینکا.....

اس کے بازو میں شدید درد ہو رہا تھا اسنے بازو کو سہلایا اور پھر پھول اٹھا کر بالکونی میں آ گئی۔۔۔۔۔

بالکونی میں آٹھ، دس گملے تھے سب میں کوئی نہ کوئی خوبصورت پھول لگا ہوا تھا

گریل بھی پھولوں اور پتّوں کی بیل سے سجی ہوئی تھی

نور نے اسے اپنا mini garden بنایا ہوا تھا....

پھولوں پر مٹی لگ گئی تھی...

نور نے پھولوں کو ایک نظر دیکھا پھر ایک گملہ جو خالی پڑا تھا اسکی مٹی خودنے لگی....

ارمینہ بیگم کچن سے باہر آئیں

اسے دیکھ کر حیرت سے پوچھا تم تو پھول لینے گئیں تھی

اب یہ سب کیا کر رہی ہو...

آئے نور منہ بناتے ہوئے بولی جی پھول لے بھی لئے اور خراب بھی ہو گئے....

ارمینہ بیگم پھولوں کو دیکھتے ہوئے بولیں

یہ ان پر اتنی مٹی کیسے لگ گئی گر گئے تھے کیا؟

جی ایک تیز رفتار گاڑی آئی اور پھول ہوا میں.....

نور ہاتھ ہوا میں ہلاتے ہوئے بولی

ارمینہ بیگم پریشانی سے اسکے پاس آئیں تیز رفتار گاڑی تمھے لگی تو نہیں نا تم ٹھیک ہو؟

آئے نور مٹی خود تے ہوئے ہی بولی جی ماما ٹھیک ہوں تبھی تو یہاں ہوں ورنہ ہسپتال میں ہوتی نا

ارمینہ بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی بکواس مت کرو

اور اب ان پھولوں کو دفنانا ہے کیا جو مٹی خود رہی ہو؟؟؟ پھینکو انھے،،،،،

آئے نور خفا ہوتے ہوئے بولی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ ماما پھولوں کو پھینک دوں مجھے تو سوکھے پھولوں کو بھی پھینکتے ہوئے دو کھ ہوتا ہے ان میں تو پھر بھی ابھی جان ہے،،،،،

ہاں ہاں پتا ہے مجھے تمھارا بس چلے تو پھولوں کی دکان کھول لو.....

آئے نور انھے تنگ کرتے ہوئے بولی جی جی میں کچھ نہیں بھی بنی تو پھول والی ضرور بنوں گی.....

آئے نور نے گملے میں سے کچھ مٹی نکال کر باہر رکھی.....

نور تم کیوں ہاتھ گندے کر رہی ہو.....

ماما کچھ نہیں ہو رہا آپ مجھے ذرا ان پھولوں کے اوپر پانی مار کے دے دیں.....

ارمینہ بیگم پھولوں کو اٹھا کر کچن کی طرف بڑھ گئیں.....,,

---

*----------

شافع کھانا کھا کر کمرے میں آیا کپڑے چینج کرنے کے بعد صوفے پر لیپ ٹاپ اون کئے بیٹھا تھا.....

وہ شاید کوئی اسائمنٹ بنا رہا تھا.....

جب اسے ایک کال آئی.....

شافع نے کال ریسیو کر کے کان سے لگا کر ہیلو کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی آواز نہیں آئی.....

اسنے کال رکھ دی وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا موبائل دوبارہ بجا.....

اسنے دوبارہ کال ریسیو کر کے ہیلو کہا لیکن کسی کا جواب نہیں آیا تو وہ جیسے ہی کال کاٹنے لگا دوسری طرف سے کسی نے اسکا نام پکارا تھا....

شافع,,,,,,

شافع نے شاید آواز نہیں پہچانی تھی اس لئے پوچھا

کون؟؟؟؟

دوسری طرف سے کچھ دیر کے لئے خاموشی چھائی تھی.....

کال کرنے والے نے جب اپنا نام بتایا تو اسکے چہرے پر حیرانگی چھائی تھی.....

اس کال کے لئے شاید اسے یہ وقت مناسب نہیں لگا تھا،،،،،

شافع اٹھ کر بالکونی کی طرف چلا گیا،،،،

کچھ دیر بعد جب وہ لوٹا تو اسکے چہرے پر نہ مسکراہٹ تھی نہ پریشانی بس عجیب سی بے چینی تھی

وہ کچھ دیر اسی طرح بیٹھا رہا پھر سر جھٹک کر کام کی طرف متوجہ ہوا لیکن اسکا کام میں دھیان نہیں لگ رہا تھا.....

اسنے لیپ ٹاپ بند کر کے ٹیبل پر رکھا اور صوفے پر ہی آنکھوں پر بازو رکھ کے لیٹ گیا.....

---

*----------

زایان یونی جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اوپر اسپرے کرتے ہوئے خود کی ہی تعریفیں کرا جا رہا تھا.....

زایان آج تو بہت پیارے لگ رہے ہو جاتے ہوئے کالا ٹیکا لگوا لینا کہیں حسیناؤں کی نظر نہ لگ جائے.....

وہ بول کر خود ہی ہنس دیا سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تو ارفہ بیگم کچن میں تھیں وہ سیدھا میراب کے کمرے میں چلا گیا.....

دروازا کھٹکھٹا کر کمرے میں داخل ہوا تو میراب سو رہی تھی....

زایان اسے دیکھ کر پیار سے مسکرایا وہ کمرے سے باہر جانے ہی لگا تھا

جب اسکی نظر سائڈ ٹیبل پر پڑی جس پر چاکلیٹ کا ڈبّہ پڑا تھا جو کل شافع لے کر آیا تھا
اسنے خاموشی سے ڈبّہ کھولا اور مٹّھی بھر کے چاکلیٹ نکالی اور کمرے سے باہر
آ گیا.....

باہر آ کر وہ کچن کی طرف بڑھا زایان بیٹھ جاؤ ناشتہ کر لو.....

زایان نے جوس کا گلاس اٹھایا اور گھٹا گھٹ پی گیا،،،،،

پراٹھے پر اسنے تقریباً آدھی جیم کی شیشی انڈیلی رول بنایا اور ٹشو اٹھا لیا نہیں ماما دیر ہو رہی
ہے ناشتہ نہیں کروں گا،،،،،

پھر فروٹ باسکٹ میں سے سیب اٹھایا اور بیگ میں ڈال لیا.....

ارفہ بیگم کو پیار کرتے ہوئے بولا اللہ حافظ اور باہر نکل گیا

وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں تھا جو ہڑ بڑی مچاتے ہوئے بولے نہیں ماما دیر ہو رہی
ہے ناشتہ نہیں کروں گا کہہ کر باہر نکل جائیں،،،،،

وہ زایان حیدر تھا جو کھڑے کھڑے سب کچھ کھانے اور بیگ میں بھرنے کے بعد بولتا تھا
نہیں ماما ناشتہ نہیں کروں گا.....

---

*---

شافع ڈریسنگ کے سامنے کھڑا شرٹ کے بٹن لگا رہا تھا وہ کالر صحیح کرنے لگا جب اسے گردن پر رگڑ کا نشان نظر آیا۔۔۔۔۔

اسنے اس جگہ پر ہاتھ پھیرا تو اسے ہلکا سا درد کا احساس ہوا....
کل بھی پورا دن اسے جلن محسوس ہوئی تھی لیکن اسنے دھیان نہیں دیا وہ اپنی تکلیفوں پر زیادہ دھیان ہی کب دیتا تھا۔۔۔۔
زخم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ زخم اسے کب لگا تھا....
اور یاد کرتے ہی اسکے چہرے پر ناگواری پھیلی تھی.....
اسے سب سے زیادہ اپنے عجیب و غریب نام سننا ناگوار لگتا تھا.....

پرفیوم لگاتے ہوئے اسنے غصے سے سوچا جب ملتی ہے نیا نام اور نام بھی ایسے جو مجھ پر سوٹ ہی نہ کرتا ہو....,

کل کیا بول رہی تھی وڈیرہ،،،،

میں بھلا کہاں سے لگتا ہوں وڈیرہ میری کیا لمبی لمبی مونچھیں ہیں اسنے اپنی ہلکی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا....

اور اگلے ہی لمحے اسکے ذہن میں خیال آیا اسنے تمھے چھچھوندر بھی کہا تھا شافع تو کیا تم چھچھوندر لگتے ہو؟

شافع نے فوراً جھنجھلاہٹ سے کہا توبہ توبہ.....

کل تم نے شلوار قمیض پہنی تھی کہیں اسلیئے تو اسنے تمھے وڈیرہ نہیں کہا....

اس دن تم نے ہوڈی پہنی تھی اور اسنے تمھے چھچھوندر کہا تھا....

شافع فوراً ڈریسنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا،،،،

اووہ تو یہ میرے کپڑے دیکھ کر مجھے عجیب و غریب ناموں سے نوازتی ہے....

تو پھر پہلی بار ریسٹورنٹ میں جب ملی تھی تب کیا نام رکھا ہوگا اس احمق لڑکی نے؟؟؟

شافع نے سر جھٹک کر مٹھیاں بھینچیں...

آآآآ

شافع اپنی عادت کے بر خلاف جا کر کسی کو اتنا سوچ رہا تھا اور سوچتے ہی اسے غصہ بھی آجاتا تھا.....

شافع اپنا بیگ لے کر نیچے اترا تیمور وارثی اور تہمینہ بیگم ناشتے کی ٹیبل پر پہلے سے بیٹھے تھے تیمور صاحب اپنے چہرے کے آگے اخبار پھیلائے بیٹھے تھے....

شافع کو دیکھا تو اخبار لپیٹ کر نیچے رکھ دیا

شافع ان دونوں کو سلام کر کے کھڑے کھڑے ہی بریڈ پر مکھن لگانے لگا....

یوں گھوڑے پر سوار کیوں ہوئے ہو بیٹھ کر ناشتہ کرو.....

نہیں مجھے دیر ہو رہی ہے.....

تیمور وارثی اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولے۔۔۔

بیٹھو، مجھے تم سے بات کرنی ہے،،،،

شافع نے نظریں اٹھا کر تہمینہ بیگم کو دیکھا تو انھوں نے بھی اسے نظروں سے بیٹھنے کا اشارہ کیا....

تو وہ بیٹھ گیا

تیمور صاحب نے بات کا آغاز کیا...

تمھارے چاچو آرہے ہیں شام میں۔۔۔

شافع جوس پیتے ہوئے کندھے اچکا کر بولا اچھا تو پہلی بار تو نہیں آرہے....

تیمور صاحب نے ضبط سے سانس کھینچنا.....

وہ کسی خاص مقصد سے یہاں آرہا ہے اور میرے خیال سے وہ بات تمھارے علم میں بھی ہے.....

شافع کچھ سوچتے ہوئے بولا دادو بھی آرہی ہیں؟

نہیں وہ شاید نہ آئیں ابراہیم اکیلا آئے گا.....

شافع اٹھتے ہوئے بولا تو پھر جب وہ آئیں گے تب ہی بات کریں گے.....

شافع نے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر نکل گیا....

---

*---

آئے نور اور منہا کلاس کے لئے جارہی تھیں جب زایان نے پیچھے سے انھے آواز دی....

اسنے انکا نام نہیں لیا تھا اسنے انھیں لیڈیز کہہ کر آواز لگائی تھی.....

آئے نور اور منہا دونوں نے مڑ کر اسے دیکھا.....

آئے نور نے جیسے ہی زایان کو دیکھا آسمان کے طرف منہ کر کے بولی صبح صبح مل گیا یا اللہ اسے برداشت کرنے کی ہمت دینا.....

زایان ہاتھ ہلاتا ہوا انکے پاس آگیا....

منہا زایان سے مسکراتے ہوئے بولی اپنے ہمیں لیڈیز کہا ہم کیا آپ کو لیڈیز لگتی ہیں....

زایان شوق مسکراہٹ کے ساتھ بولا نہیں لگتی تو نہیں ہیں

لیکن اگر میں آپ لوگوں کو "بے بی" کہتا تو آپ کا تو پتا نہیں لیکن آئے نور ضرور برا مان جاتیں،،،،

ہو۔۔۔۔صرف آئے نور کیوں میں بھی برا مانتی،،،،،

منہا نے منہ بناتے ہوئے کہا

زایان منہا کی طرف آگے ہوتے ہوئے بولا

ریئلی..؟آپ کے انداز سے لگتا تو نہیں ہے

وہ منہا کو منہ پر ہی ذلیل کر رہا تھا....

منہا کے اعصاب تن گئے.....

منہا منہ بنا کر آئے نور سے بولی نور کلاس کے لئے دیر ہو رہی ہے میں جا رہی ہوں تم آجانا.....

زایان کی طرف دیکھ کر اسنے دانت پیس کر کہا
بد تمیز اور کلاس کی طرف بڑھ گئ۔۔۔۔۔
زایان نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا چلیں کیفے ؟
آئے نور اُکتاہٹ سے بولی زایان پلیز آپ خود جا کر نہیں کھا سکتے،،،،،
زایان دانت نکالتے ہوئے بولا بلکل نہیں.....
آئے نور نے غصے سے زایان کو دیکھا اور بڑے بڑے قدم لیتی ہوئی کیفے کی طرف جانے لگی.....
زایان اسکے پیچھے بھاگتا ہوا بولا
ارے مجھے کہاں چھوڑ کے جا رہی ہو کھانا مجھے ہے تمھے نہیں.....

کیفے پہنچ کر زایان نے بیٹھتے ہوئے ویٹر کو آواز لگائی پھر آئے نور سے بولا آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں نا۔۔۔۔۔

آئے نور ہاتھ باندھتے ہوئے بولی نہیں مجھے کلاس کے لئے جانا ہے آپ اپنا آرڈر دیں میں پے کر کے جا رہی ہو....

زایان اٹھتے ہوئے بولا ایکسکیوزمی میڈم اسے ناشتہ لانے میں اور مجھے کھانے میں ٹائم لگے گا تو تب تک کیا میں اکیلا بیٹھا رہوں گا.....

آئے نور آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولی تو آپ کیا چاہتے ہیں میں آپکو کھاتے ہوئے دیکھوں؟

زایان کندھے اچکاتے ہوئے بولا میں نے ایسا تو نہیں کہا

لیکن وہ جب تک سَرو نہیں کرے گا تب تک تو بیٹھ جائیں پیسے بھی وہ تبھی لے گا.....

ویٹر زایان کے پاس آگیا تھا زایان نے نور کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گیا.....

آئے نور اسے گھورتے ہوئے کرسی پیچھے کر کے بیٹھ گئی.....

کیفے کے سب ہی لوگ زایان کو بہت اچھے سے جانتے تھے وہ لڑکا زایان سے حال احوال پوچھنے لگا.....

زایان بھائی آج شافع نہیں آیا آپ کے ساتھ؟؟؟

نہیں وہ ابھی تک نہیں آیا آنے والا ہو گا....

آئے نور نے تنک کے کہا آپ کی سلام دعا کا سلسلہ مکمل ہو گیا ہو تو آرڈر کر دیں مجھے کلاس کے لئے دیر ہو رہی ہے.....

زایان کو مینیو کارڈ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی اسے سب پتا تھا کے کس کینٹین اور کیفے میں کیا کیا ملتا ہے.....

زایان نے سامنے کھڑے لڑکے (ویٹر) سے پوچھا یہ بتاؤ کچھ نیا رکھا ہے تم لوگوں نے؟؟؟

ہاں رکھا ہے نہ صبح میں قیمے کے پراٹھے اور دوپہر میں سینڈوچ.....

زایان کی آنکھوں میں چمک آئی اور نور کے چہرے پر پریشانی چھائی...

زایان خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا ٹھیک ہے پھر ابھی تم پانچ قیمے کے پراٹھے اور چائے لیاؤ....

زایان نے نور سے پوچھا آپ کچھ کھائیں گی؟؟؟؟

آئے نور نے جھنجھلاہٹ سے کہا نہیں.

زایان نے کندھے اچکائے ٹھیک ہے پھر تم ابھی بس یہی لیاؤ کچھ چاہیئے ہو گا تو میں بول دوں گا....

ویٹر جانے لگا تو آئے نور نے اسے روک کر پیسے نکالتے ہوئے کہا آپ پیسے ابھی لے جائیں

اس ویٹر نے کہا نہیں ہم سَرو کرنے کے بعد بل دیتے ہیں آپ پے منٹ بھی تبھی کریئے گا.....

آئے نور نے ویٹر کو گھورا تو وہ چلا گیا.....

میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ لوگ سَرو کرنے کے بعد بِل دیتے ہیں آپکو کیا لگا میں جھوٹ بول رہا ہوں.....

آئے نور نے کچھ نہیں کہا بس اسے گھورا.....

زایان کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا آپ نے اس کیفے کی چائے پی ہے بہت اچھی ہوتی ہے.....

آئے نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا کیا آپ چپ رہ سکتے ہیں؟

زایان نے کندھے اچکائے اوکے.....

پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا

آئے نور کتاب کھول کر بیٹھی ہوئی تھی

زایان پھر کچھ دیر بعد بولا کونسی کتاب پڑھ رہی ہیں.....

آئے نور نے پھر اسے کھا جانی والی نظروں سے گھورا.....

آپ نے پڑھنی ہیں؟؟؟

نہیں میں تو ایسی پوچھ رہا ہوں....

آئے نور نے پھر نظریں کتاب پر جمادی اور زایان چپ رہنے کی ناکام کوشش کرنے لگا.....

کچھ دیر بعد جھنجھلاہٹ سے بولا ارے بھئی مجھ سے نہیں بیٹھا جارہا چپ....

آئے نور کتاب بند کرتے ہوئے بولی تو یہ آپکا مسئلہ ہے میرا نہیں....

کیا ہم کوئی بات نہیں کر سکتے؟

آئے نور نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا میں آپ سے کیا بات کروں.....

کچھ بھی اپنی مصروفیات ہی بتادو، یا یہ بتادو سنگل ہو یا منگل.....

آئے نور کتاب بیگ میں رکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی شادی شدہ ہوں میں دو سال کا بیٹا ہے میرا.....

زایان کا حیرت سے منہ کھل گیا اور کرسی پر سے کھڑا ہو گیا

آئے نور سنجیدگی کو قائم رکھتے ہوئے اطمینان سے بولی کیا ہوا؟؟؟

زایان بنا پلک جھپکائے اسے دیکھتا رہا مزاق کر رہی ہو؟؟

میں آپ سے کیوں مزاق کروں گی مجھے نہیں لگتا ہماری کوئی اتنی اچھی بات چیت ہے کہ میں آپ سے مزاق بھی کروں۔۔۔۔۔۔

زایان کے لئے یہ بات ہضم کرنا مشکل ہو رہی تھی دو سال کا بیٹا بھی ہے؟

آئے نور آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی جی بلکل ہے تصویر دیکھاؤں.....؟

آئے نور نے مشکل سے اپنی ہنسی کو قابو کیا تھا.....

اس سے پہلے کے زایان کچھ اور پوچھتا آئے نور کے پیچھے شافع آکر کھڑا ہوا....

زایان تم کلاس چھوڑ کر یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔

اور یہ کون ہے شافع پوچھتے ہوئے آئے نور کے سامنے آیا آئے نور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ فوراً کرسی سے اٹھی.....

تم.....

زایان نے ان دونوں کو باری باری دیکھا انکے تاثرات سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ دونوں پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں،،،،،

تم دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہو.....؟

شافع نے زایان کی طرف دیکھا پھر آئے نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا بہت اچھے سے جانتا ہوں.....

آئے نور نے دانت پیس کر منہ ہی منہ میں شافع کو کچھ کہا تھا....

یہ وہی ہے زایان جو ہر جگہ لڑنے کے لئے نازل ہو جاتی ہے....

زایان نے بھنویں اٹھا کر شافع کو دیکھا....

آئے نور ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی

میں ہر جگہ نازل ہو جاتی ہوں یا تم ہر جگہ میرا پیچھا کرتے ہوئے آجاتے ہو....

زایان تماشائی کی طرح ان دونوں کو باری باری دیکھنے لگا.....

شافع نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا خوش فہمیوں کے پہاڑ کچھ زیادہ اونچے نہیں کر لئے ہیں آپ نے.....

میں نے پہاڑ اونچے نہیں کئے تمھارے دماغ میں دراڑیں پڑ گئی ہیں

شافع نے دانت پیستے ہوئے غصے سے کہا

انسان کچھ لحاظ ہی کر لیتا ہے لیکن آپ کو اتنی تمیز کہاں....

شافع نے کل والی بات کا حوالہ دینا چاہا.....

اوہ لحاظ وہ بھی تمھارا کیوں تم کوئی بہت بڑی سیلیبریٹی ہو،اس یونیورسٹی کے مالک ہو یا کسی بزنس مین کے بیٹے ہو.....

اب آپ بدتمیزی کر رہی ہیں.....

اس سے پہلے کے وہ اور لڑتے زایان بیچ میں کودا.....

ارے ارے بس کرو یار ہو کیا رہا ہے مجھے بھی بتادو تا کہ مجھے بھی کچھ سمجھ آئے قریب بیٹھے اسٹوڈنٹس بھی انکی طرف متوجہ ہو گئے تھے.....

اور آئے نور بی بی آپ کی اطلاع کے لئے بتادوں کے ہمارا شافع بہت بڑی نہ صحیح لیکن سیلیبریٹی ہے

اور بہت بڑے بزنس مین کا بیٹا بھی،،،

شافع زایان کی طرف مڑا اور زایان کا گریبان پکڑ کر بولا پہلے تو مجھے یہ بتا کہ تو اس لڑکی کے ساتھ یہاں کیوں بیٹھا تھا،،،،،

زایان اپنا گریبان چھڑاتے ہوئے بولا ارے یار تم غلط سمجھ رہے ہو یہ وہی لڑکی ہے جس کا ایڈمیشن کروایا تھا۔۔۔

جی یہی ہے وہ گدھا جس نے میرا ایڈمیشن کروایا ہے آئے نور زایان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شافع سے بولی.....

زایان غصے سے بولا آپ نے مجھے گدھا کہا؟؟؟

آئے نور شافع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی میں نے نہیں انھوں نے کہا تھا کہ کس گدھے نے تمھارا ایڈمیشن کروایا ہے.....

زایان کا قہقہہ بلند ہوا اور ہنستے ہنستے وہ کرسی پر بیٹھ گیا....

اسکی ہنسی رکی اسنے شافع کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ اسکی ہنسی چھوٹ گئی....

آئے نور اسے تعجب سے دیکھتے ہوئے سوچنے لگی پہلا انسان دیکھا ہے جو خود کو گدھا کہنے پر اتنے دانت نکال رہا ہے.....

زایان کھڑا ہو کر شافع کے کان میں بولا مطلب تو نے جانے انجانے میں خود کو ہی گدھا کہہ دیا زایان کا پھر قہقہہ بلند ہوا تھا.....

شافع نے اپنے بازو میں زایان کی گردن دبوچی۔۔۔

آئے نور فوراً چیخی یہ کیا کر رہے ہو تم چھوڑو اسے،،،،،

شافع اسکی طرف دیکھ کر غصے سے بولا آپ ہمارے بیچ میں مت بولیں.....

زایان پورا زور لگا کر خود کو شافع کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا....

شافع نے گرفت اور مضبوط کری....

شافع پلیز چھوڑ دے شافع پلیز...

انھیں دیکھ کر آئے نور کو ڈر لگ رہا تھا نور پھر بولی چھوڑ وا سے مر جائے گا وہ....

شافع نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تو وہ چپ ہو گئی.....

شافع نے کچھ دیر بعد زایان کو چھوڑ دیا.....

زایان شرٹ ٹھیک کرتے ہوئے بولا کیا یار چھوٹی چھوٹی باتوں پر ریکٹ کر جاتے ہو.....

پھر آئے نور کی طرف دیکھ کر بولا

you don't worry

ہمارا یہ چلتا رہتا ہے.....

ویٹر نے پراٹھے، چائے اور بل لا کر ٹیبل پر رکھا

آئے نور نے بل دیکھا پیسے ٹیبل پر پھینکے پہلے زایان کو گھورا پھر شافع کو گھورا.....

شافع کے برابر سے نکلتے ہوئے روک کر شافع کی طرف دیکھا اور بولی

"سنکی"

اور دوڑ لگا دی

شافع نے غصے سے مٹھیاں اور ہونٹ بھینچے.....

زایان نے شافع کو کرسی پر بٹھایااور خود سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر بولا

ریلیکس یار اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو.....

شافع ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے آگے ہو کر بولا مجھے پتا ہوتا کہ یہ وہ لڑکی ہے جس کا میں ایڈمیشن کروا رہا ہوں تو میں اسی ٹائم اسکے سارے ڈاکومنٹس جلا دیتا اسنے پھر غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارا تھا.....

دور بیٹھا کیفے کا مالک بولا

شافع بھائی غصہ آپ کا ہے لیکن ٹیبل ہماری ہے ذرا ہلکا ہاتھ رکھو....

زایان نے اسکے سامنے پانی رکھا اچھا چھوڑو یار پانی پیو غصہ ٹھنڈا کرو اور پراٹھے کھاؤ...

یہ اسکے پیسوں کے ہیں....

زایان نے کھانا بھی شروع کر دیا تھا ہاں...

تو تم ہی کھاؤ..

شافع نے پلیٹ واپس زایان کی طرف کھسکا دی.....

زایان نے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا جیسی تمھاری مرضی۔۔۔۔۔

♥♥♥♥♥

شافع اور زایان پارکنگ کی طرف جا رہے تھے

پورا دن شافع کی ناک پر غصہ سوار رہا تھا،،،،،

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ آئے نور کا کیا کرے،،،،

اب بس بھی کرو شافع پورا دن گزر گیا لیکن تمھاری اس شکل کا وہی حال ہے، مجھے تو اتنی بوریت ہوئی پورا دن تمھاری یہ شکل دیکھ کر.....

شافع نے زایان کو گھورا...

اچھا یار گھورو نہیں مجھے بتاؤ میں ایسا کیا کروں کے تمھارے دل کو ٹھنڈ پہنچے.....

یہ تو تمھارے شیطانی دماغ کو پتا ہونا چاہیئے نا کہ کیا کرنا ہے،،،،

زایان پر سوچ انداز میں بولا،،،

ہمممم مجھے کچھ سوچنے دو

کچھ دیر بعد زایان کی آنکھوں میں چمک آئی اور چٹکی بجاتے ہوئے بولا سوچ لیا میں نے کہ کیا کرنا ہے....

سوچ لیا ہے تو مجھے آج بتاؤ گے یا دو دن بعد شافع نے دانت پیستے ہوئے کہا،،،

دیکھو یار لیکن اس کام میں گڑبڑ بھی ہو سکتی ہے

ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی رد عمل ظاہر ہی نہ کرے اور پوری یونیورسٹی کے سامنے ہماری عزت کا فالودہ نکل جائے

اور ہو سکتا ہے کہ اسکا اتنا شدید رد عمل ہو کہ آدھی یونیورسٹی تباہ ہو جائے.....

شافع نے زایان کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا تم یہ سب چھوڑو اور سوچا کیا ہے یہ بتاؤ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا.....

زایان نے سارا منصوبہ شافع کو سنایا تو شافع نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا کہاں سے لاتے ہو اتنے خرافاتی طریقے کارل کے شاگرد ہو کیا؟؟؟؟؟

زایان بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ارے کہاں یار کارل بھائی کی تو بات ہی الگ ہے ہم انکے جیسے کہاں ہو سکتے ہیں

ویسے تم نے یہ میری تعریف کی تھی یا برائی.....

شافع ہنستا ہوا بولا جو تم سمجھو....

Carl the great

کے بارے میں انھوں نے اپنی کلاس کی لڑکیوں سے سن رکھا تھا

کلاس کی لڑکیاں پاگل تھیں کارل کے پیچھے،،،،،

اور کچھ لڑکیاں زایان کو جب کارل کا شاگرد کہہ کر پکارتی تھیں تو وہ بہت فخر محسوس کرتا تھا،،،،

شافع اور زایان مین گیٹ سے پہلے والے گراؤنڈ میں چکر لگا رہے تھے.....

زایان کہیں چلی تو نہیں گئی وہ؟

ارے نہیں یار آخری کلاس ختم ہونے میں ابھی پانچ منٹ ہیں وہ تو ہم ہی پہلے نکل گئے تھے آتی ہی ہو گی وہ۔۔۔۔۔

ویسے شافع تمھے پتا ہے وہ شادی شدہ ہے...

شافع کو حیرت کا جھٹکا لگا.....

اسے لگا اسنے کچھ غلط سنا ہے کیا کہا تم نے ؟؟؟

یہی کہ وہ شادی شدہ ہے اور صرف شادی شدہ نہیں دو سال کا ایک بیٹا بھی ہے اسکا،،،،،

پہلے شافع نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں اور پھر قہقہ لگاتا چلا گیا.....

زایان منہ بناتے ہوئے بولا کیا ہوا اتنا ہنس کیوں رہے ہو ؟؟

شافع زایان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا زایان میری جان وہ لڑکی تمھے ماموں بنا بنی گئی ہے،،،،

زایان نے اچنبھے سے پوچھا ماموں مجھے آخر وہ کیسے ؟

میں اس لڑکی سے تین چار بار غلطی سے ٹکرا چکا ہوں اور ایک بھی بار میں نے اس کے ساتھ کوئی لڑکا یا کوئی بچہ نہیں دیکھا،،،،

ہاں تو ہو سکتا ہے کہ اتفاقن وہ ہر دفعہ اکیلی ہوتی ہو،،،،

ہاں بلکل ہو سکتا ہے لیکن کم سے کم ڈاکومنٹس میں تو غلط نہیں لکھا جا سکتا نا انکل نے اسکا فارم میرے سامنے جمع کیا تھا.....

زایان دانت پیستے ہوئے بولا مطلب وہ مجھے پاگل بنا رہی تھی اب تو ڈبل بدلا لوں گا.....

شافع اسکی شکل دیکھ کر ہنسا.....

کلاس کا وقت ختم ہو گیا تھا اسٹوڈنٹس کا ریلہ مین گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا.....

اسٹوڈنٹس کے چلنے کے لئے ایک طرف جگہ بنائی گئی تھی دونوں طرف پھولوں کی کیاریاں تھیں جن کے آگے لوہے کی نوکیلی جالیاں لگی تھیں اور بیچ میں سے اسٹوڈنٹس کے گزرنے کا راستہ تھا

اور دوسری طرف گاڑیوں کے لئے سڑک بنائی گئی تھی.....

دور اسٹوڈنٹس کے بیچ میں شافع کی نظر نور پر پڑی.....

شافع نے زایان کو کوئی مار کے اس کی طرف متوجہ کیا.....

زایان نور کو دیکھ کر بولا ہتھیار نکالے جائیں شکار آ گیا ہے

شافع نے زایان کے بیگ سے کالے اور نارنجی رنگ کا ایک نکلی سانپ نکالا جو دکھنے میں بلکل اصلی لگ رہا تھا

وہ بنا بھی نرم ربڑ سے تھا جس کی وجہ سے اسے ایک طرف سے ہلایا جائے تو وہ دوسری طرف سے خود ہی ہلنے لگتا....

شافع نے وہ سانپ زایان کو دیا زایان آگے بڑھنے لگا لیکن پھر مڑ کر شافع سے بولا.....
یار کوئی گڑ بڑ تو نہیں ہو جائے گی؟
شافع آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا زایان حیدر ڈر رہا ہے؟
زایان فوراً آگے بڑھتے ہوئے بولا زایان حیدر ڈرتا نہیں لوگوں کو ڈراتا ہے.....
زایان دبے قدموں نور کے پیچھے گیا آئے نور منہا سے باتوں میں مصروف تھی.....
نور کے پیچھے ایک دو اسٹوڈنٹس تھے زایان نے انھے انگلی سے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور بہت آہستہ سے سانپ نور کے کندھے پر لٹکا کر تیزی سے پیچھے بھاگا.....
آئے نور کو کندھے پر کچھ محسوس ہوا تو اسنے مصروف سے انداز میں کندھے پر سے سانپ کھینچ لیا....
نور نے جب اپنے ہاتھ میں سانپ دیکھا تو کپکپتے ہاتھوں سے سانپ پھینکا اور اتنی زور سے چینخی کے دور کے اسٹوڈنٹس نے بھی مڑ کر اسے دیکھا تو
زایان اور شافع نے ایک آنکھ بند کر کے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا.....

نور سانپ پھینک کر اندھا دھن بھاگی اسے محسوس ہی نہیں ہوا تھا کہ سانپ نکلی ہے وہ بس اندھا دھن بھاگی.....

زایان کا قہقہہ چھوٹا تھا زایان شافع کو تالی مارتے ہوئے بولا.....

ایکشن کا ڈبل ری ایکشن.....

آئے نور کا بھاگتے ہوئے پیر پھسلا تو اسنے سنبھلنے کے لئے لوہے کی جالی کو تھاما اسکے پیر چر چرائے تھا وہ گرنے سے تو بچ گئی تھی لیکن نوکیلے لوہے نے اسکے ہاتھ میں ایک زخم کھینچ دیا تھا.....

آئے نور نے جب اپنا ہاتھ دیکھا جس میں سے تیزی سے خون نکل رہا تھا زخم گہرا تھا.....

خون دیکھتے ہی نور کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسوں نکلنا شروع ہو گئے تھے اسنے اپنی آواز روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا.....

زایان ہنسنے میں مصروف تھا لیکن شافع کی نظر نور پر ہی تھی اسکی نظر نور کے ہاتھ پر پڑی تھی.....

زایان کی نظر بھی نور پر پڑی تو اسکی ہنسی ایک جھٹکے سے اڑی تھی.....

Ohhhhh shit

زایان نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا تھا شافع بغیر کچھ کہے اندھا دھن نور کی طرف بھاگا.....

آئے نور کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں وہ پیچھے گرنے والی تھی شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا.....

آئے نور ہوش میں آئی.....

شافع نے اسکا ہاتھ دیکھا زخم گہرا تھا اور خون تیزی سے نکل رہا تھا.....

منہا اور زایان بھی ایک ساتھ وہاں پہنچے.....

نور نے روتے ہوئے ہی شافع کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا....

لیکن وہ سیدھی نہیں کھڑی ہو پا رہی تھی اسے شاید چکر آ رہے تھے شافع نے واپس اسکا ہاتھ پکڑ لیا اسکا دوسرا ہاتھ منہا نے پکڑ لیا تھا.....

زایان پریشانی سے چیخنھتے ہوئے منہا سے بولا

یہ بار بار گر کیوں رہی ہے.....؟

اسے خون دیکھ کر چکر آتے ہیں اسے sick room لیکر چلو ورنہ یہ یہیں گر جائے گی.....

شافع نے خون روکنے کے لئے زخم پر ہاتھ رکھا تو آئے نور کی چیخ نکلی تھی.....

شافع نے زایان کی طرف دیکھا ان دونوں کی ہی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی.....

آس پاس اسٹوڈنٹس کا رش بڑھ رہا تھا انھے یہ بھی ڈر تھا کہ کوئی اسٹوڈنٹس یہ نا بول دے کہ یہ انکی کارستانی ہے.....

شافع نے جیب سے گاڑی کی چابیاں نکال کر زایان کی طرف اچھالیں

میری گاڑی سے ٹشو بکس اور پانی کی بوتل لے آؤ.....

اس پورے مرحلے میں شافع پہلی بار کچھ بولا تھا....اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا....

زایان گاڑی کی طرف بھاگا.....

آئے نور پھر اپنا ہاتھ شافع کے ہاتھ میں سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی شافع نے اسے سختی سے کہا بار بار ہاتھ مت ہلاؤ....

آئے نور روتے ہوئے بولی میرا ہاتھ چھوڑو.....

ٹشو لانے دو چھوڑ دونگا.....

پھر منہا سے بولا تم اسے میرے ساتھ لے کر چلو زایان آجائے گا.....

اور صحیح سے پکڑو اسے گر رہی ہے یہ،،،،،

وہ لوگ تھوڑا سا آگے ہی گئے تھے زایان پانی کی بوتل اور ٹشو لے کر انکے پاس آگیا...

شافع نے نور کا ہاتھ آگے کیا.....

نور چینخی تم کچھ مت کرو ہم sick room جا رہے ہیں.....

شافع نے ایک چبھتی ہوئی نگاہ اس پر ڈالی اور ہاتھ کھینچتے ہوئے بولا،،،

اب اگر آپ نے ایک بھی لفظ کہا نا تو یہ ٹشو آپ کے منہ میں ٹھونس دوں گا.....

نور چپ ہو گئی اسے ویسے ہی تکلیف ہو رہی تھی وہ ابھی اس سے بحث کیا کرتی.....

شافع نے پانی نور کے زخم پر ڈالا تو نور پھر چینخی شافع غصے سے بولا

زایان انکے منہ پر ٹیپ لگاؤ.....

زایان شافع کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کان کے پاس آ کر بولا ہلکے یار ہلکے اسے چوٹ ہماری وجہ سے ہی لگی ہے....

شافع نے کافی سارے ٹشو نکال کر نور کے زخم پر رکھے....،

اور پھر ہاتھ چھوڑ کر بولا اب خوش؟؟؟

زایان منہا سے بولا اب لے کر چلیں انھے

وہ دونوں آگے آگے چلنے لگیں

شافع اور زایان ان سے کچھ فاصلے پر پیچھے تھے....

شافع اپنا ہاتھ ٹشو سے صاف کر رہا تھا.....

زایان سرگوشی میں بولا شافع اب کیا ہو گا اگر کسی نے میرا نام لے لیا تو؟

پھنسوں گا تو صرف میں کیونکہ سانپ تو میں نے ڈالا تھا.....

شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا تمھے کیا لگتا ہے اگر تم پھنسے تو میں تمھے اکیلا چھوڑ دوں گا.....

زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا ارے نہیں مجھے پتا ہے میرا جگر مجھے مشکل میں اکیلا نہیں چھوڑے گا.....

پھر اچانک رک کر پریشانی سے بولا

یار شافع وہ سانپ کہاں گیا،،،،

وہ میرا نہیں تھا لیا تھا میں نے کسی سے....

شافع اسے کھینچتا ہوا بول اتنا وبال ہو گیا اس سانپ کی وجہ سے تمھے ابھی بھی سانپ کی پڑی ہے نہیں یار میں تو اسی پوچھ رہا تھا کسی اور کا تھا نا....

خیر چھوڑو.....

---

*___

آئے نور اور منہا sick room سے نکلے تو سامنے شافع اور زایان کھڑے تھے....

زایان کے ہاتھ میں تین جوس کے ڈبّے تھے جو اسنے شافع کے پیسوں سے خریدے تھے.....

نام نور کا تھا کام اسنے اپنا نکالا تھا.....

زایان نے ایک جوس کا ڈبّہ نور کی طرف بڑھایا

نور نے نفی میں سر ہلا کر منا کر دیا زایان جوس واپس اپنے پاس رکھنے والا تھا

جب شافع نور سے بولا پی لیں اس میں زہر نہیں ہے، ویسی آپ کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ جیسے تین، چار لیٹر خون بہہ گیا ہو،،،،

آئے نور بحث کرنا چاہتی تھی لیکن اس سے پہلے زایان نے جوس آئے نور کے ہاتھ میں تھما دیا

پی لیں نور اچھا محسوس کریں گی.....

آئے نور نے اس سے کچھ نہیں کہا

منہا چلو دیر ہو رہی ہے...

وہ لوگ نکلنے ہی لگے تھے جب پیچھے سے

انکے ایک پروفیسر آئے اور نور سے بولے آپ کو یہ چوٹ کیسے لگی؟

سر وہ بس بھاگتے ہوئے لوہے کی جالی سے لگ گئی....

اور آپ بھاگ کیوں رہی تھیں

زایان نے تھوک نگلا اور شافع کی طرف پریشانی سے دیکھنے لگا

اور بے دھڑک بولنا شروع ہو گیا

سر دراصل رش بہت تھا آئے نور کو جلدی تھی اور۔۔۔۔۔۔۔۔

پروفیسر صاحب نے اسے ٹوکا زایان میں نے آپ سے نہیں پوچھا تو آپ چپ رہیں.....

زایان شرمندہ ہوا....

جی آئے نور بتائیں آپ کو کیسے لگی؟

آئے نور نے سانپ والا سارا واقع سنا دیا

پروفیسر صاحب تیش میں آ گئے اور چینخھتے ہوئے بولے

ریگنگ کرنا منا تھی تو پھر کس کی ہے یہ بیہودہ حرکت؟

زایان اور شافع کی ہوائیاں اڑنے لگیں.....

آپ لوگ آفس چلیں میں سی سی ٹی وی فوٹیج نکلواتا ہوں

زایان نے شافع کا ہاتھ پکڑ کر روتی شکل بنائی شافع نے دانت پیستے ہوئے اسکا ہاتھ

جھٹکا.....

آئے نور پروفیسر صاحب سے معذرت کرتے ہوئے بولی سر کافی دیر ہو گئی ہے ہمارے گھر والے پریشان ہو رہے ہونگے ہمیں جانا ہو گا.....

اور ویسے بھی یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہیں آپ جانے دیں.....

بات آپ کے مسئلے کی نہیں ہے ہماری یونیورسٹی کی بھی ہے

اسطرح کے مزاق سے آج آپ کو چوٹ لگی ہے کل کسی اور کو بھی لگ سکتی ہے

اور ویسے بھی رولز توڑے گئے ہیں ریگنگ کرنا سختی سے منا تھا تو پھر کس نے کی ہے یہ حرکت؟

وہ چاروں خاموشی سے کھڑے رہے

آپ جائیں آئے نور،،،،

شافع تم لوگوں کو پتا ہے نا یہ سب کس جگہ ہوا ہے میرے ساتھ چلو فوٹیج نکالنے میں مدد کرنا.....

آئے نور اور منہا جانے لگیں تو زایان ان سے بولا دیر ہو گئی ہے آپ لوگ کیسے جائیں گی میں چھوڑ دیتا ہوں

زایان جلد سے جلد وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا

شافع نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا.....

آئے نور بولی نہیں ہم خود چلے جائیں گے.....

وہ لوگ چلی گئیں تو پروفیسر صاحب آفس کی طرف جاتے ہوئے بولے تم دونوں آجاؤ.....

وہ تھوڑا آگے گئے تو زایان شافع کے گلے پڑ گیا

شافع پھنس گئے یار پلیز بچالے میرے بھائی

فوٹیج میں سب آجائے گا تم نے کہا تھا تم بچالو گے،،،،

اب تو اس یونیورسٹی سے میرا جنازہ نکلے گا،،،

جاتے جاتے کتنا ذلیل ہونگا،،،

تجھے تو سر مصعود کا پتا ہے انھے پتا چل گیا تو میری کلاس لینے کے لئے پوری یونیورسٹی کو جمع کریں گے،،،،

جو لڑکیاں مجھے سویٹ اور کیوٹ بولتی ہیں وہ مجھے کیا بولیں گی بے غیرت، بد تمیز اور پتا نہیں کیا کیا،،،،

اور وہ انگلش ڈپارٹمنٹ کی ایشمل وہ کتنے دنوں سے مجھے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی ہے شاید مجھ سے پیار ہونے لگا ہے اسے وہ کیا سوچے گی،،،،،

اور اگر وہ لڑکے بھی نکل نکل کر سامنے آ گئے جن کے ساتھ میں نے ریگنگ کی تھی میرا تو مستقبل برباد ہو جائے گا یار

وہ ناخن منہ میں دیئے شافع کے سر پر ناچ ناچ کر بول رہا تھا

شافع نے زایان کے بال پکڑ کر نوچے

اور کوئی ہمنا، نائلہ، ہفصہ یاد آ رہی ہیں تو انھے بھی یاد کر لو کے وہ کیا سوچیں گی.....

زایان نے اپنے بال چھوڑا کر شافع کا کالر پکڑ کر کھینچا

تو موت صرف ایک انچ کے فاصلے پر نظر آ رہی ہے ابھی بھی سب کو یاد نا کروں؟؟

تو نے کہا تھا کچھ نہیں ہو گا اب اتنا کچھ ہو گیا ہے کیسے بچائے گا مجھے.....

پروفیسر صاحب ان دونوں کی طرف مڑے تم دونوں ابھی تک وہیں کھڑے ہو اور کیا ہو رہا ہے یہ؟

زایان نے فوراً شافع کا کالر چھوڑا اور اسکے کندھے جھاڑتے ہوئے بولا نہیں سر کچھ نہیں وہ شافع کی شرٹ پر کچھ تھا بس وہی صاف کر رہا تھا،،،

وہ دونوں آگے بڑھنے لگے تو زایان نے شافع کو گھور کر مکا دکھایا شافع نے آنکھوں کے اشارے سے کہا

کچھ نہیں ہو گا.....

---

*------

تیمور شاہ ویلا میں دو بڑی بڑی کالے رنگ کی گاڑیاں داخل ہوئی تھیں

آگے والی گاڑی میں سے ایک آدمی جو تیمور صاحب کی شکل سے کچھ مشابہت رکھتے تھے مسکراتے ہوئے باہر نکلے.....

دوسری طرف سے ایک عورت باہر نکلی تھی جس نے سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا تھا اور سندھی کرائی والی چادر کندھوں کے گرد پھیلائی ہوئی تھی.....

تہمینہ بیگم انکا استقبال کرنے کے لئے باہر آئیں.....

ملازم دوسری گاڑی میں سے پھلوں اور دوسری چیزوں کے ٹوکرے نکال نکال کر اندر لے جانے لگے.....

تہمینہ بیگم بہت جوش و خروش سے ان خاتون سے گلے ملیں.....

کیسی ہیں بھابھی؟؟؟

میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟ تہمینہ بیگم ان سے الگ ہوتے ہوئے بولیں.....

پھر ابراہیم صاحب کی طرف مڑیں تو ابراہیم صاحب نے ہی سلام میں پہل کی

اسّلام و علیکم بھابھی کیا حال ہیں....

وہ شکل میں تیمور صاحب سے مشابہت ضرور رکھتے تھے

لیکن انکا مزاج اور لہجہ تیمور صاحب کے بلکل بر عکس تھا

انکے لہجے میں مٹھاس اور نرمی تھی جبکہ تیمور صاحب کے لہجے میں سختی اور رعب کے

علاوہ کچھ نہ تھا

انکے چہرے پر سے مسکراہٹ جاہی نہیں رہی تھی

جبکہ تیمور صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ ہفتے میں بھی مشکل سے ہی آتی تھی.....

تہمینہ بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے انکے سلام کا جواب دیا تھا اور حال احوال پوچھنے

لگیں.....

تہمینہ بیگم انھے لے کر اندر آئیں تو تیمور صاحب سیڑھیاں اترتے ہوئے انکی طرف

آئے.....

ابراہیم صاحب جوش و خروش اور بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ تیمور صاحب کی طرف

بڑھے اور انکے گلے جا لگے....

تیمور صاحب کے چہرے پر برائے نام مسکراہٹ تھی جو چند سیکنڈ سے زیادہ نہ رہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

حال احوال کا سلسلہ ختم ہوا تو وہ لوگ لاؤنج میں صوفوں پر آ بیٹھے

تہمینہ بیگم بولیں بھائی صاحب آپ لوگوں نے اتنا تکلف کیا اتنا سب لانے کی کیا ضرورت تھی

کوئی غیروں کے گھر تو نہیں آئے تھے،،،،،

ارے بھابھی اس میں تکلف کیسا اور لایا تو اپنوں کے گھر ہی جاتا ہے

غیروں کے گھر تو انسان خالی ہاتھ بھی چلا جاتا ہے.....

تیمور صاحب گلہ کھنکار کر بولے.....

تم تو شام میں آ رہے تھے پھر جلدی کیسے آ گئے...؟

بس بھائی آنا تو شام تک ہی تھا لیکن پھر شہر میں کچھ اور کام بھی نپٹانے تھے تو جلدی ہی آ گئے،،،،،

یہ بتائیں شافع کہاں ہے؟ نظر نہیں آ رہا....

وہ یونیورسٹی گیا ہے اس وقت تک آ جاتا ہے آج دیر ہو گئی اسے کوئی کام پڑ گیا ہو گا.....

اسے پتا تھا کہ آپ آج شام آنے والے تھے،،،،،

اب آکر آپ کو دیکھے گا تو حیران ہو جائے گا.....

ابراہیم صاحب مسکرا دیئے....

تہمینہ بیگم ابراہیم صاحب کی بیوی سے مخاطب ہوئیں،،،،،

امّاں اور باقی سب کیسے ہیں؟؟؟؟

---

*----------

شافع اور زایان آفس میں خاموشی سے کھڑے اپنی بے عزتی کا انتظار کر رہے تھے.....

ایک لڑکا کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ساری فوٹیج آگے پیچھے کر رہا تھا،،،،،

پھر شافع اور زایان سے پوچھا،،،،،

کس طرف ہوا تھا یہ سب؟؟؟؟

زایان اور شافع خاموش رہے.....

پروفیسر صاحب اور اس لڑکے نے ان دونوں کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا.....

تو شافع بولا مین گیٹ کے آگے والے گراؤنڈ میں.....

زایان نے انگلیاں منہ میں ڈال لیں اور شافع کو خونخوار نظروں سے گھورا.....

کیمرہ نمبر اکیس وہ لڑکا بولتے ہوئے الگ الگ آپشن کھولنے لگا،،،،،،

شافع نے ایک لمبا سانس لے کر منہ پر ہاتھ پھیرا.....

ٹائم کیا تھا اس وقت ؟؟؟

شافع اور زایان دونوں چپ رہے پھر شافع اٹک اٹک کر بولا ایک بج رہا تھا شاید.....

وہ لڑکا کچھ اور ڈھونڈنے لگا

شافع کی نظر سوئچ پر پڑی جو اسکے ہاتھ سے کچھ فاصلے پر تھا.....

شافع نے آہستہ سے زایان سے کہا اس لڑکے کو باتوں میں لگاؤ.....

زایان اس لڑکے کی کرسی پکڑتے ہوئے بولا

یہ تم کونسے کیمرے کی فوٹیج کھول رہے ہو اس میں تو نہیں ہو گا مجھے لگ رہا ہے.....

وہ لڑکا اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے بولا مجھے آج کی فوٹیج مل نہیں رہی.....

شافع آہستہ آہستہ بورڈ کی طرف بڑھا

پروفیسر صاحب کمپیوٹر کی طرف متوجہ تھے.....

وہ لڑکا کوئی فوٹیج کھولنے لگا تھا شافع نے ایک جھٹکے سے تار کھینچا اور کمپیوٹر بند.....

زایان کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی

شافع سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا.....

پروفیسر صاحب بولے یہ کیا ہوا،،،،،

وہ لڑکا پیچھے ہو کر سوئچ کی طرف دیکھنے لگا سر شاید پلک ہل گیا اسکا تار ذرا ہل جاتا ہے،،،،،،

وہ لڑکا اٹھ کر تار صحیح کرنے آیا تو پروفیسر صاحب سے بولا

سر یہاں اس کیمرے کی کوئی فوٹیج نہیں ہے مجھے لگ رہا ہے اسکا کنیکشن دوسرے کمرے میں ہے

میں اس سے پوچھ لیتا ہوں.....

شافع اور زایان نے پھر پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا.....

وہ لڑکا ٹیلی فون کی طرف آیا اور نمبر ڈائیل کرنے لگا....

دوسری طرف سے فوراً ہی کال اٹھالی گئی تھی

وہ لڑکا کیمرہ نمبر اکیس کے بارے میں پوچھنے لگا

کچھ دیر بعد فون رکھ کر پروفیسر صاحب سے بولا،،،،،

سر وہ کیمرہ کل سے خراب ہے اور اب تک صحیح نہیں ہوا.....

پروفیسر صاحب نے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارا

زایان نے سکون کا سانس چھوڑا تو پروفیسر صاحب نے اسے دیکھا

تمھے کیا ہوا تمھارے پسینے کیوں چھوٹ رہے ہیں؟؟؟ زایان

زایان بوکھلاتے ہوئے بولا

کس کے سر میرے وہ دراصل گرمی بہت ہے نا؟؟؟؟

زایان یہاں اے سی چل رہا ہے تمھے زیادہ گرمی نہیں لگ رہی؟

شافع فوراً پیچھے سے بولا سر اب ہم جائیں؟ ہمیں ضروری کام ہے.....

پروفیسر صاحب نے تفتیشی نظروں سے ان دونوں کو گھورا پھر بولے جاؤ،،،،

زایان اور شافع اتنی تیزی سے وہاں سے نکلے کہ گاڑی کے پاس آکر رکے.....

زایان پسینے صاف کرتے ہوئے بولا

بچ گئے یار ورنہ آج تو بہت برا پھنستے میں تو شکرانے کے نفل پڑوں گا۔

شافع خاموش رہا تو زایان بولا اب تمھے کیا ہو گیا؟؟؟۔

زایان ہمارے مزاق کی وجہ سے اسکا ہاتھ کٹ گیا اور کافی زیادہ ہی کٹ گیا.....

زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا ہاں چوٹ تو زیادہ لگی ہے اسے،،،

بعد میں کسی نہ کسی بہانے سوری بول دئیں گے.....

شافع نے صرف گردن ہلائی

اب چلو بھی گھر نہیں جانا کیا؟؟؟؟

زایان اپنی گاڑی کی طرف جاتے ہوئے بولا میں تو جا رہا ہوں

اس ٹینشن کے چکر میں میں نے کچھ نہیں کھایا اب مجھے زوروں کی بھوک لگ رہی ہے.....

شافع اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا میں بھی جا رہا ہوں مجھے یہاں کیا کرنا ہے....

زایان نے اپنی گاڑی باہر نکالی،،،،

شافع نے بھی اسی کے پیچھے ہی گاڑی نکالی اور دونوں اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہو گئے.....

---

*_____

شافع اپنی گاڑی گیٹ سے اندر لانے لگا تو اسے پہلے سے وہاں دو بڑی بڑی گاڑیاں نظر آئیں،،،،

شافع نے ان گاڑیوں کی نمبر پلیٹ دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا چاچو اتنی جلدی آ گئے.....

شافع اپنی گاڑی پارک کر کے لاؤنج کی طرف بڑھا,,,,

ابراہیم صاحب اور باقی سب لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے,,,,,

شافع لاؤنج کے دروازے پر پہنچا تھا جب ابراہیم صاحب کی نظر اس پر پڑی,,,,,

اور وہ ہاتھ پھیلاتے ہوئے اٹھے,,,,

آ گیا میرا بیٹا,,,

چاچو.....!

شافع بھی مسکراتے ہوئے بہت جوش و خروش سے ان سے آ کر لپٹ گیا.....

ابراہیم صاحب نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی پھر خود سے الگ کرتے ہوئے اس پر بھرپور نگاہ ڈالی.....

بڑے ہو گئے ہو اور بہت ہینڈسم بھی,,,,

شافع ہنستا ہوا بولا ہاں لیکن آپ سے کم.....

یہ بات تو تم نے بلکل صحیح کی..

لاؤنج میں قہقہہ بلند ہوا تھا,,,

تیمور صاحب عام سے تاثرات لئے ہی بیٹھے تھے،،،،

ابراہیم صاحب کی بیگم بولیں شافع کیا اپنے چاچو سے ہی ملتے رہو گے یا ہمارا بھی حال احوال پوچھو گے....

شافع مسکراتا ہوا انکی طرف بڑھا اور سلام کرتے ہوئے سر جھکا لیا،،،

عائشہ بیگم اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے ڈھیروں دعائیں دینے لگیں،،،،

چلیں بھابھی اب کھانا لگوائیں اب تو زوروں کی بھوک لگ رہی ہے.....

آپ لوگوں نے اب تک کھانا نہیں کھایا؟؟؟

ارے نہیں بھئی کیسے کھا لیتے تمھارا انتظار کر رہے تھے،،،

چلیں پھر آپ لوگ شروع کریں میں فریش ہو کر آتا ہوں،،،

شافع اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا،،،،

---

*------

آئے نور گھر پہنچی ارمینہ بیگم نے دروازہ کھولا

جیسے ہی انکی نظر اسکے ہاتھ پر پڑی تو پریشانی سے اسکا ہاتھ پکڑا.....

یہ کیا ہو گیا کیسے لگی یہ ؟؟

وہ بہت پریشان ہو گئیں تھی آنسوں تو نکلنے کو تھے،،،،

آئے نوران کے ساتھ اندر آتے ہوئے انھے اطمینان دلانے لگی.....

ماما کچھ نہیں ہوا ہے تھوڑی سی چوٹ ہے بس.....

تمھاری شکل سے پتا چل رہا ہے کہ تمھے کتنی تکلیف ہے.....

نورا نھے ٹیبل پر بٹھاتے ہوئے بولی آپ پریشان مت ہوں آپکی طبیعت خراب ہو جائے گی میں بلکل ٹھیک ہوں....

تمھے لگی کیسے ؟؟

بس وہ بے دھیانی میں لوہے کی جالی لگ گئی.....

ارمینہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں تم میرے ساتھ ڈاکٹر کے چلو پتا نہیں کتنی لگی ہو گی زخم زیادہ گہرا نہ ہو.....

مامایونی میں میں نے بینڈج کروالی ہے انھوں نے انجیکشن بھی لگایا ہے میں ٹھیک ہوں.....

تم یہاں بیٹھو میں میں تمھارے لئے ہلدی والا دودھ لاتی ہوں.....

نور منا کرتی رہ گئی لیکن انھوں نے اسکی ایک نہیں سنی اور کچن میں چلی گئیں

---

*----------

زایان میراب کے کمرے میں بیٹھا میراب کے پیر کے پلاستر پر پینٹنگ کر رہا تھا،،،،
میراب اسے بار بار ٹوک رہی تھی ایسے نہیں ایسے کریں بھائی....
آپ صحیح نہیں بنا رہے بھائی،،،،
زایان بار بار اسے بول رہا تھا چپ رہو تم تمھیں نہیں پتا کیسے بناتے ہیں مجھے پتا ہے،،،،
لیکن آپ یہ کون سے جن کی شکل بنا رہے ہو؟
یہ میراب کی شکل ہے.....
میراب نے زایان کو کشن مارا
زایان چینخھامت کرو میراب خراب ہو جائے گا،،،
زایان نے اسکا پلاستر موٹی، چھپکلی، doremon, جلدی ٹھیک ہو جاؤ، ڈرامہ کوئین،
اور پتا نہیں کیا کیا پینٹنگ سے لکھ لکھ کر اور عجیب عجیب شکلیں بنا بنا کر بھر دیا تھا.....
حیدر صاحب کمرے میں داخل ہوئے ارے بھئی کیا ہو رہا ہے یہ سب؟؟؟

زایان مصروف سے انداز میں بولا

بابا مت پوچھیں بہت اہم پینٹنگ بننے جا رہی ہے،،،،

حیدر صاحب اسکے پاس بیٹھتے ہوئے بولے کونسی اہم پینٹنگ ہے ذرا ہمیں بھی تو پتا چلے،،،،

حیدر صاحب پیٹنگ دیکھتے ہوئے بولے

ارے یار تم صحیح نہیں بنا رہے مجھے دو میں بناتا ہوں

حیدر صاحب نے برش زایان کے ہاتھ سے لے لیا اور خود پینٹنگ بنانے لگے

ارفہ بیگم ہاتھ میں ٹرے لئے کمرے میں داخل ہوئیں تو میراب کا پیر دیکھ کر چینخھی،،،،،

یہ کیا کیا ہے اس کے پیر کا آپ لوگوں نے

میراب ہنستے ہوئے بولی بابا پینٹنگ بنا رہے ہیں اور یہ باقی سب بھائی نے بنایا ہے،،،،

کتنا اچھا لگ رہا ہے نا؟؟؟

حیدر صاحب آپ بھی بچوں کے ساتھ ان سب میں لگ گئے

اور میراب اب تمھارے پیر میں درد نہیں ہو رہا؟

میراب نے نفی میں سر ہلایا....

ارفہ بیگم کی نظر بیڈ کی چادر پر پڑی جس پر جگہ جگہ پینٹنگ کے نشان تھے

صدمے سے بولیں

ہائے اللہ یہ میری نئی بیڈ شیٹ کا کیا حشر کیا ہے آپ لوگوں نے.....

حیدر صاحب اٹھتے ہوئے بولے آپ کو تو بس اپنی بیڈ شیٹس، پردے، برتن انھی سب کی پڑی رہتی ہے.....

میر اب بیٹا پینٹنگ دیکھو کیسی بنی ہے؟؟؟

میر اب اپنا پیر ہلا ہلا کے پینٹنگ دیکھنے لگی

Wwwwoooowww

زایان ارفہ بیگم کے ہاتھ سے ٹرے لیتے ہوئے بولا

کیا لائی ہیں جو دے بھی نہیں رہیں؟؟؟؟

آئسکریم دیکھ کر زایان کی آنکھوں میں چمک آئی

واہ آئسکریم مزا آئے گا.....

حیدر صاحب نے سب سے پہلے پیالا اٹھایا،،،

ارفہ بیگم نے انکے ہاتھ سے پیالا لے کر میر اب کو تھما دیا.....

یہ آئسکریم آپکے لئے نہیں ہے بچوں کے لئے ہے

ویسے بھی آپ کی شوگر بڑھی ہوئی ہے.....

زایان نے حیدر صاحب کو چڑھاتے ہوئے آئسکریم منہ میں ڈالی

حیدر صاحب نے اسے گھورا

ارفہ بیگم یہ ناانصافی ہے.....

جی تو میں انصاف کرنے آئی بھی نہیں ہوں،،،،،

حیدر صاحب نے میراب کی طرف دیکھا اسنے مسکراتے ہوئے آئسکریم سے بھرا ہوا چمچہ چپکے سے ان کی طرف بڑھایا....

حیدر صاحب نے وہ فوراً منہ میں ڈال لیا

ارفہ بیگم نے غصے سے میراب کو گھورا تو وہ ہنسنے لگی،،،

زایان دو پیالے خالی کرنے کے بعد تیسرا پیالا اٹھانے لگا تھا

میراب اسے دیکھ کر بولی

ماما میرے چاکلیٹ کے ڈبّے میں سے پوری آٹھ چاکلیٹ عائب ہیں آپکو پتا ہے کس نے لی ہیں؟

آئسکریم کا چمچہ زایان کا منہ میں ہی رہ گیا

چمچہ نکال کر بولا

اوہ ماما آپ کے لئے تو آئسکریم بچی ہی نہیں میں آپکے لئے فریج سے نکال کر لاتا ہوں،،،،،

جیسی وہ پیالا لے کر اٹھا

میرا ب اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے چینخھی بابا انھوں نے ہی لی ہیں میری چاکلیٹ،،،،

زایان انجان بنتا ہوا آنکھیں بڑی کر کے بولا میرا ب میں تمھے چور لگتا ہوں کیا؟؟؟؟

آپ لگتے نہیں آپ ہیں مجھے پتا ہے کہ میری چاکلیٹ اپنے ہی لی ہیں.....

زایان ہاتھ باندھنے ہوئے بولا ہاں تو تمھاری کچھ چاکلیٹ لے لیں تو تمھاری صحت پر کچھ اثر پڑھ گیا کیا

ہو تو تم ابھی بھی اتنی ہی موٹی،،،،،

اور تم جو میری اتنی چیزیں چوری کرتی ہو؟؟؟ وہ کچھ نہیں۔۔۔۔

میرا ب حیدر صاحب سے بولی بابا دیکھیں نہ مجھے موٹی بول رہے ہیں.....

حیدر صاحب بولے ہاں تو صحیح بول رہا ہے....

سب کا قہقہہ بلند ہوا

میراب نے انھے گھورا تو فوراً بولے میرا مطلب ہے

زایان تم میری بیٹی کو ایسے کیوں بول رہے ہو؟ کتنی دبلی پتلی سی تو ہے میری بیٹی؟؟؟؟

میراب خفا ہوتے ہوئے بولی بابا آپ بھی؟؟

حیدر صاحب ہنستے ہوئے اسے خود سے لگا کر بولے

مزاق کر رہے ہیں بیٹا،،،،

میراب مسکرادی۔۔

پھر زایان کو گھورتے ہوئے بولی

میں ٹھیک ہو جاؤں پھر دیکھ لوں گی آپکو.....

زایان اسے منہ چڑاتا ہوا کمرے سے نکل گیا.

---

*_____

شافع اور باقی سب لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے

ابراہیم صاحب شافع سے اسکے بزنس کے بارے میں پوچھنے لگے.....

جی چاچو ابھی زایان کے ساتھ پارٹنر شپ میں کر رہا ہوں پھر بعد میں ہم دونوں الگ کر لیں گے.....

ارے ہاں تمھارے دوست زایان کیسا ہے؟

بلکل ٹھیک ہے چاچو.....

وہ ابھی بھی ویسے ہی کھاتا ہے یا کچھ بدلا ہے؟

شافع ہنستے ہوئے بولا وہ ویسے ہی کھاتا ہے اور ویسے ہی سب کو نچاتا ہے وہ کبھی نہیں بدل سکتا.....

ابراہیم صاحب ہنستے ہوئے بولے

بڑا پیارا بچہ ہے کافی وقت ہو گیا اسے دیکھے ہوئے،،،،

تیمور صاحب مخاطب ہوئے تم بتاؤ تمھارا کاروبار کیسا چل رہا ہے شہزاد کیا کر رہا ہے اور گوہر کی پڑھائی کب تک ختم ہو گی.....

"ابراہیم صاحب کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے بڑے بیٹے شہزاد کی شادی ہو چکی ہے اور دوسرا بیٹا گوہر پڑھنے کے لئے باہر گیا ہوا ہے"

کاروبار اللہ کے کرم سے اچھا چل رہا ہے شہزاد میرے ساتھ ہی ہوتا ہے،،،

اور گوہر کا بھی آخری سال ہے وہ جب آتا ہے تو شافع سے ملتا رہتا ہے،،،

شافع گردن ہلاتے ہوئے بولا جی پچھلے مہینے جب آیا تھا تو ملا تھا مجھے.....

تہمینہ بیگم عائشہ بیگم سے بولیں،،،،

ارحام کیسی ہے؟؟؟

شافع نے نظریں اٹھائی تھیں....

جی بھابھی ٹھیک ہے،،،،

اسکی طبیعت اب ٹھیک ہے.....

عائشہ بیگم فوراً مسکراتی ہوئی بولیں جی جی بھابھی طبیعت تو کب کی ٹھیک ہے اسکی امّادم کرتی رہتی ہیں اس پر.....

ابراہیم صاحب پریشانی سے بولے تھوڑی ڈر جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

عائشہ بیگم فوراً انکی بات کاٹ کر بولیں ارے ابراہیم صاحب ٹھیک ہے وہ لڑکیاں شادی سے پہلے ایسی ہی ہوتی ہیں.....

شادی کے بعد ٹھیک ہو جائے گی.....

شافع نے معذرت کر کے وہاں سے اٹھنا چاہا.....

تو تیمور صاحب بولے تم کہاں جا رہے ہو؟؟

مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے،،،،

تیمور صاحب سخت تیور سے بولے بعد میں کر لینا اپنی ضروری کال ابھی سب بیٹھے ہیں تم بھی بیٹھ جاؤ....

شافع مشکل سے اپنے چہرے پر مسکراہٹ لا کر واپس بیٹھ گیا.....

ارے شافع تمھے کوئی ضروری کام ہے تو چلے جاؤ بیٹا.....

نہیں چاچو کوئی بات نہیں.....

کچھ دیر بعد ابراہیم صاحب گلہ کھنکار کر بولے.....

شافع بیٹا پڑھائی تو تمھاری ختم ہو ہی گئی ہے بزنس بھی ماشاءاللہ سے تمھارا سیٹ ہے تو پھر آگے کیا سوچا ہے؟؟؟

شافع جانتا تھا وہ کس بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں

لیکن پھر بھی اس نے پوچھا کس بارے میں؟؟

شادی کے بارے میں بیٹا ہم تمھاری پڑھائی ختم ہونے کا ہی انتظار کر رہے تھے،،،،

اور تمھاری پڑھائی اب ختم ہی ہے تو پھر دیر کس بات کی؟؟؟

چاچو آپ کیا بول رہے ہیں شادی؟ میری؟ کس سے؟؟؟

شافع نے انجان بنتے ہوئے پوچھا.....

تیمور صاحب نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا تمھاری اور ارحام کی شادی.....

شافع چونکتے ہوئے بولا کیا؟؟؟؟

مجھ سے تو کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی،،،

عائشہ بیگم پریشانی سے بولیں

یہ بات تو شروع سے ہی طے تھی بیٹا کہ جب تمھارا بزنس سیٹ ہو جائے گا تو تمھاری اور ارحام کی شادی کر دی جائے گی.....

لیکن چچی مجھ سے کبھی کسی نے یہ بات نہیں پوچھی کہ میری رائے کیا ہے،،،،

تیمور صاحب سختی سے بولے تو کیا تم بڑوں کے فیصلے پر انگلی اٹھاؤں گے.....

شافع میں تم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں

ابراہیم صاحب اٹھتے ہوئے بولے،،،،

ابراہیم تمھے جو بات کرنی ہے سب کے سامنے کرو...

بھائی صاحب میں پہلے شافع سے اکیلے میں بات کر لوں پھر سب کے سامنے بھی کر لیں گے....

چاچو آپ چلیں میرے ساتھ شافع انھے لے کر اپنے کمرے میں آ گیا....
شروع سے ہی سب کے کانوں میں یہ بات ڈال دی گئی تھی کہ جب شافع کہ پڑھائی مکمل ہو جائے گی اور اسکا بزنس شروع ہونے لگے گا تو ارحام اور شافع کی شادی کر دی جائے گی.....
یہ بات اڑتے اڑتے شافع اور ارحام کے کانوں تک بھی پہنچی تھی
"شافع نے نا کبھی اس بات پر خوشی ظاہر کی تھی اور نہ ناراضگی کیونکہ اس سے براہ راست اس بارے میں کوئی بات کی ہی نہ گئی تھی"
اور جہاں تک ارحام کی بات تھی تو لڑکیوں سے پوچھنے کی ذہمت انکے ہاں نہیں کی جاتی ہے....
اور سب کو کسی نہ کسی حد تک یہ لگتا تھا کہ ارحام شافع کو پسند کرتی ہے،،،،
کیونکہ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کی چپ کو "ہاں" کا نام دیا جاتا ہے.....
شافع ابراہیم صاحب کو کمرے میں لے کر آیا تو انھوں نے کمرے کا دروازہ لگا دیا....
اور پھر شافع کی طرف بڑھے اور اسکا ہاتھ پکڑ کے صوفے پر آ بیٹھے،،،،
انکے چہرے پر نا غصہ تھا اور نہ پریشانی....
انھوں نے شافع کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا

بیٹا تم بتاؤ تم کیا چاہتے ہو.....

شافع کچھ دیر خاموشی سے انکا چہرہ دیکھتا رہا....

وہ کچھ شرمندہ بھی تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے...

ابراہیم صاحب اس سے پھر مخاطب ہوئے.....

دیکھو شافع بیٹا میں تمھارا بابا نہیں ہوں تمھارا چاچو ہوں.....

میں اپنی بیٹی کا جواب لے کر ہی یہاں آیا ہوں وہ راضی ہے....

تم جو کہنا چاہتے ہو اطمینان سے کہو میں پہلے تمھاری بات سنوں گا، سمجھوں گا پھر کچھ کہوں گا.....

شافع نے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا پھر انکا ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ بولا،،،،

میں.....میں ارحام سے شادی نہیں کر سکتا چاچو....

ابراہیم صاحب نے اطمینان سے اسکا ہاتھ تھپتھپایا،،،،

ٹھیک ہے کسی اور کو پسند کرتے ہو؟؟؟

شافع فوراً سر اٹھا کر بولا نہیں چاچو ایسا کچھ نہیں ہے.....

پھر کوئی اور وجہ؟؟؟

چاچو میرا بزنس ابھی شروع ہی ہے اور میں تین، چار سال تک شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا.....

بس یہ وجہ ہے منا کرنے کی یا کچھ اور بھی.....

اگر بس یہی وجہ ہے تو ہم کچھ سال انتظار کر لیں گے

شافع کچھ دیر خاموش رہا پھر گردن اٹھا کر بولا میں خاندان میں شادی نہیں کروں گا.....

اسکی آنکھوں میں قرب تھا....

خاندان میں شادی نہیں کرو گے یا وہاں نہیں کرو گے جہاں تمھارے باپ نے طے کی ہو.....

شافع کچھ نہیں بولا.....

دیکھو شافع اگر تم شادی نہیں کرنا چاہتے تو میں زبردستی نہیں کروں گا

لیکن اگر تم اس وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہتے کے یہ تمھارے بابا کا فیصلہ ہے.....

تو تم ایک احمقانہ حرکت کر رہے ہو رشتے نہ ضد میں توڑے جاتے ہیں نہ جوڑے.....

شافع نے آگے ہو کر انکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما دیکھیں چاچو جہاں دل نہ ہو وہاں زبردستی نہیں کیا کرتے....

آپ ارحام کی شادی کہیں اور کر دیں جو اس سے محبت کرتا ہو، جس سے وہ محبت کرتی ہو
میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے نام پر بیٹھی رہے....
وہ تم سے محبت کرتی ہے شافع،،،،،

وہ جانتی ہے میں اس سے محبت نہیں کرتا....
ابراہیم صاحب کچھ دیر خاموش رہے
پھر اٹھتے ہوئے بولے ٹھیک ہے
میں زبردستی نہیں کروں گا ویسے بھی رشتے زبردستی نہیں جوڑے جاتے....
وہ مسکراتے ہوئے باہر جانے لگے تھا
شافع انھے روک کر ان کے گلے لگ گیا.....
مجھے معاف کر دیئے گا چاچو.....
ابراہیم صاحب نے مسکرا کر اسکی پیٹھ تھپتھپائی.....
نہیں بیٹے مجھے خوشی ہے کہ تم نے شادی سے پہلے ہی سب کچھ صاف صاف بتا دیا.....
میں تم سے بلکل ناراض نہیں ہوں.....
شافع ان سے الگ ہوا....

تم بھی اپنے دل میں کوئی بات مت رکھنا میں تم سے بلکل غصہ نہیں ہوں....

شافع نے گردن اثبات میں ہلادی

آئے نور کمرے میں سو رہی تھی....

جب صدیقی صاحب دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اندر آئے....

نور سوتی ہی رہی.....

صدیقی صاحب نور کے پاس آکر بیٹھے جس ہاتھ پر چوٹ لگی تھی وہ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا.....

نور کی آنکھ کھل گئی.....

بابا آپ....!

نور اٹھ کر بیٹھ گئی

صدیقی صاحب نے اسکے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے پوچھا کیسے لگی یہ؟

بس بابا وہ ایسے ہی بے دھیانی میں لگ گئی.....

تو دھیان رکھنا چاہیے تھا نہ زخم گہرا ہے؟

نہیں اتنا نہیں ٹھیک ہو جائے گا....

ہمم ڈاکٹر کے پاس چلنا ہے؟

نہیں بابا ضرورت نہیں ہے میں نے یونیورسٹی میں دکھا دیا تھا....

اور پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟؟؟

اچھی جا رہی ہے بابا.....

صدیقی صاحب نے اٹھ کر اسکا سر تھپتھپایا خیال رکھا کرو....

آئے نور کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی....

---

*_____

شافع اور ابراہیم صاحب نیچے آئے تو سب لاؤنج میں انکے ہی منتظر تھے،،،

ابراہیم صاحب آکر اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گئے....

عائشہ بیگم نے ان سے آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال کر ڈالے....

تیمور صاحب شافع کی طرف دیکھ کر بولے

کیا بات ہوئی ہے تم لوگوں کی...

شافع نے کچھ کہنے کے بجائے ابراہیم صاحب کی طرف اشارہ کر کے کندھے اچکا دیئے،،،،،

تیمور صاحب نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں....

ابراہیم صاحب بے حد اطمینان سے بولے شافع اور ارحام کی شادی نہیں ہو گی...

شافع اس شادی کے لئے راضی نہیں ہے....

تیمور صاحب غصے سے اٹھے اور شافع کا گریبان جھپٹ لیا....

کیا بکواس کر کے آئے ہو تم،،،،

ابراہیم صاحب پریشانی سے اٹھے اور تیمور صاحب کے ہاتھ سے شافع کا گریبان نکالا....

کیا کر رہے ہیں بھائی صاحب جوان بیٹے پر ہاتھ اٹھائیں گے....

شافع طنزیہ مسکراہٹ سے بولا

یہ تو انکا پسندیدہ مشغلہ ہے....

تیمور صاحب کا ہاتھ اٹھ گیا تھا ابراہیم صاحب نے انھے پیچھے کیا....

پھر شافع کو ڈانٹا شافع چپ رہو تم....

تیمور صاحب شافع کو چبھتی ہوئی نظروں سے گھورتے ہوئے بولے

میں دیکھتا ہوں کے تم کیسے یہ شادی نہیں کرتے....

شافع کی بھی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اسنے دانت پیستے ہوئے کہا.....

اور میں بھی دیکھتا ہوں کہ آپ یہ شادی کیسے کرواتے ہیں

بولتے ہی شافع باہر کی طرف جانے لگا,,,

تہمینہ بیگم اسے روکتی رہ گئیں لیکن وہ نہیں رکا....

تیمور صاحب چیختے ہوئے بولے

میں اس بار تمھاری نہیں چلنے دوں گا اگر تم کسی اور کے بارمیں سوچ رہے ہو تو یہ بھول ہے تمھاری کے میں تمھاری شادی تمھاری مرضی سے کروں گا،،،،

شافع انکی بات سنے بغیر وہاں سے چلا گیا،،،

ابراہیم صاحب ان کو بیٹھاتے ہوئے بولے ایسی کوئی بات نہیں ہے بھائی،،،،،

اسکے اپنے کچھ فیصلے ہیں اسکی اپنی زندگی ہے اسکا حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزارے،،،

ویسے بھی رشتے زبردستی نہیں جوڑے جاتے جب وہ خوش ہی نہیں ہے تو ایسی شادی کا کیا فائدہ.....

تیمور صاحب چیختے ہوئے بولے اسکی زندگی صرف اسکی نہیں ہے اس پر میرا ابھی پورا حق ہے.....

اور اسکی شادی اگر ہو گی تو صرف ارحام سے ہی ہو گی....

ابراہیم صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے....

معاف کیجئے گا بھائی صاحب لیکن میں اپنی بیٹی کی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتا،

اسکی شادی زبردستی شافع سے کردوں تاکہ وہ شافع کی محبت کے لئے ترستی رہے میں اپنی بیٹی پر ایسا ظلم نہیں کر سکتا.

تیمور صاحب اچھنبے سے انھے دیکھتے ہوئے بولے تو تم بھی میرے فیصلے کو مان نے سے انکار کر رہے ہو.....

تم بھول رہے ہو یہ فیصلہ صرف میرا اکیلے کا نہیں ہے اس میں بی اماں کی بھی خواہش شامل ہے.....

تو بھائی صاحب میں آپ لوگوں کی خواہشات کے آگے اپنی بیٹی کی زندگی برباد کر دوں...؟

میں اماں سے بات کرلوں گا،،،،

اور جب شافع ہی راضی نہیں ہے تو پھر آپ زبردستی کیوں کر رہے ہیں....

شادیاں ایسے نہیں چلتیں....

عائشہ بیگم آگے آتے ہوئے بولیں....

بھائی صاحب صحیح کہہ رہے ہیں اس میں بی اماں کا بھی فیصلہ شامل ہے....

اور شافع تو بچہ ہے شادی ہو جائے گی تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا....

ابراہیم صاحب نے انھے غصے سے گھورا تو وہ چپ ہو گئیں.....

تہمینہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں،،

ابراہیم بھائی آپ بیٹھیں تو صحیح بیٹھ کر تسلی سے اس معاملے کا حل نکالیں....

آپ کہیں تو میں شافع سے بات کرتی ہوں...

تیمور صاحب غصے سے کھڑے ہو کر تہمینہ بیگم پر دھاڑنا شروع ہو گئے....

ارے تم کیا بات کرو گی تم سے تو ایک بچے کی تربیت ٹھیک سے نہیں کی گئی...

ایک ہی بیٹا تھا میرا کوئی دس بارہ تو نہیں تھے لیکن اسکی تربیت بھی تم سے ٹھیک طرح نہیں کی گئ....

تہمینہ بیگم نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں....

ابراہیم صاحب نے تیمور صاحب کو دیکھتے ہوئے افسوس سے کہا....

تربیت کرنا صرف ماں کی ذمہ داری نہیں ہوتی باپ کا بھی کچھ کردار ہوتا ہے.....

اور بھائی صاحب آپکے اسی رویے کی وجہ سے آج آپکا بیٹا آپکے ہر فیصلے کا الٹ کرتا ہے.....

اور کہیں نہ کہیں وہ بلکل صحیح کرتا ہے....

بولتے ہی ابراہیم صاحب کمرے کی طرف چلے گئے عائشہ بیگم بھی انکے پیچھے ہی ہولیں....

تہمینہ بیگم بھی اپنے کمرے میں چلی گئیں.....

اور تیمور صاحب بے حس حرکت وہیں کھڑے رہ گئے.....

---

*---

یہ رات سب پر ہی بھاری پڑی تھی....

شافع پوری رات گھر واپس نہیں آیا....

کافی گھنٹوں تک وہ بلاوجہ سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا پھر کچھ دیر کے لئے آفس چلا گیا.....

جب وہاں بھی دل نہ لگا تو وہ کیفے چلا آیا

کیفے تو ساری رات ہی کھلا رہتا تھے رات اسنے کیفے کی ٹیبل کرسی پر جاگ کر لاتعداد سگریٹیں پھونک ڈالی تھیں،،،،

اسے عادت نہیں تھی لیکن جب پریشان ہوتا تو پی لیتا

اگلے دن اتوار تھا صبح ہوتے ہی شافع گھر واپس آگیا تھا...

کیونکہ ابراہیم صاحب نے چلے جانا تھا....

وہ گھر پہنچا تو ابراہیم صاحب اسی وقت کمرے سے نکل رہے تھے....

شافع کو دیکھا تو مسکرا دیئے....

اسکے سامنے آکر کھڑے ہوئے پھر اسکا چہرا دیکھتے ہوئے بولے ساری رات کہاں تھے؟؟

شافع خاموش رہا....

پھر شافع کا سر پکڑ کر ہلایا اور پیٹ تھپتھپاتے ہوئے بولے....

صحت کے لئے مضر ہوتی ہے....

شافع نے حیرت سے انکی طرف دیکھ کر پوچھا کیا؟؟؟

وہی جس کے تم کش لگا کر آئے ہو....

شافع نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں...

چلو اب جاؤ فریش ہو کر آجاؤ پھر ساتھ ناشتہ کریں گے.....

شافع نے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا....

یہ انکا اخلاق ہی تھا کہ وہ کسی بھی بات کا اثر لئے بغیر ابھی تک وہاں رکے ہوئے تھے،،،،

ورنہ اگر کوئی تیمور صاحب جیسا انا پرست آدمی ہوتا تو کب کا انھے ذلیل کر کے جا چکا ہوتا...

---

*----------

زایان گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا.....

جب اسکا موبائل بجنے لگا....

موبائل لگاتار بجتا رہا لیکن وہ اٹھا نہیں تو موبائل بج بج کے خود ہی بند ہو گیا...

کچھ دیر بعد دروازہ زوروں سے بجنا شروع ہو گیا

وہ کان پر تکیہ رکھ کر سو گیا کہ جو بھی ہو گا کچھ دیر بعد خود ہی چلا جائے گا....

لیکن کافی دیر بعد بھی جب دروازہ بجتا رہا تو اسنے تکیہ اٹھا کر صوفے کی طرف پھینکا.....

اور چیختے ہوئے بولا

"آرہا ہوں مجھے پتا ہے جنگ شروع ہو گئی ہے اور میں آخری سپاہی بچا ہوں"

دروازہ کھول کر آنکھیں بند کرے ہوئے ہی بولا

میرا یونیفارم اور گن تیار ہیں....؟

سامنے حیدر صاحب کھڑے تھے

حیرت سے بولے یونیفارم اور گن کیا بول رہے ہو؟

زایان آنکھیں مسلتا ہوا بولا....

جی یونیفارم اور گن کیونکہ آپ مجھے اٹھانے تو ایسی آئے ہیں جیسے جنگ میں میں آخری سپاہی بچا ہوں...

حیدر صاحب نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے قہقہہ لگایا....

ارے بھئی وہ تو تمھاری ماں نے کہا کہ زایان کو اٹھا دیئے گا،،،،

میں جاگنگ کے لئے جا رہا تھا تو سوچا تمھے بھی ساتھ لے کر چلو.....

زایان آنکھیں گھماتے ہوئے بولا

اوہ ہ بابا پلیز سنڈے کو کون جاگنگ پر جاتا ہے؟؟

حیدر صاحب اندر آتے ہوئے بولے میں جاتا ہوں اور تمھے بھی لے کر جاؤں گا....

پانچ منٹ میں تم فریش ہو کر نکلو میں یہیں بیٹھا ہوا ہوں.....

زایان اچھلتے ہوئے بیڈ پر کودا اور تکیہ منہ پر رکھ کر بولا....

میں نہیں جاؤں گا بابا مجھے سونے دیں پلیز.....

حیدر صاحب نے اسکے سر سے تکیہ کھینچا اور اسکی ٹانگ کھینچتے ہوئے اسے بیڈ سے گرا دیا....

زایان چینخا بابا پلیز سونے دیں....

فٹافٹ اٹھواور فریش ہو کر آؤورنہ اسی طرح تمھے گھسیٹتے ہوئے تمھے باتھ روم میں پھینک دوں گا.....

زایان زمین پر آنکھیں بند کئے ہی لیٹا تھا....

کہ اچانک اسے کسی چیز کی خوشبو آئی...

وہ یکدم آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھااور لمبی لمبی سانسیں کھینچتے ہوئے بولا

یہ اتنی اچھی خوشبو کس چیز کی آرہی ہے..؟

حیدر صاحب اسکے کان کے قریب آکر بولے

چیز آملیٹ اور سینڈوچ کی....

زایان خوشی سے فوراً اٹھا...

کیا؟؟؟؟ چیز آملیٹ اور سینڈوچ بنا ہے پہلے کیوں نہیں بتایا،،،

پھر چینختے ہوئے بولا

ماما میں آرہا ہوں....

وہ دروازے کی طرف بھاگا تھا حیدر صاحب نے اسکی شرٹ سے پکڑ کر اسے پیچھے سے کھینچا....

تم کہاں جارہے ہو ابھی تو آملیٹ میرا ب کے لئے بنا ہے...

تمھے تو جب ہی ملے گا جب تم جاگنگ سے واپس آؤ گے....

زایان منہ بنا کر بولا

Baba this is not fair

حیدر صاحب بولے

Everything is fair

اور اسے شرٹ سے پکڑ کر باتھ روم میں دھکا دے دیا.....

کچھ دیر بعد جب وہ نکلا تو حیدر صاحب اسکے کمرے میں ہی بیٹھے اسکی کچھ کتابیں دیکھ رہے تھے.....

میری چیزوں میں کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟؟

تمھاری گرل فرینڈ کی تصویر...

زایان ہنستے ہوئے بولا

ارے بابا یہ آپ کا زمانہ تھوڑی ہے جو کتابوں میں محبوبہ کی تصویر چھپائے رکھیں....

اب تو ڈیجیٹل زمانہ ہے سب کچھ اس میں ہوتا ہے،،،

زایان فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا....

حیدر صاحب اٹھتے ہوئے بولے چلو اسی میں دیکھا دو اپنی محبوبہ کی تصویر....

زایان آنکھیں بڑی کر کے بھرپور اداکاری کرتے ہوئے بولا....

بابا آپ کو شرم نہیں آرہی اپنے بیٹے سے اسطرح کی باتیں کرتے ہوئے میں کتنا شریف ہوں اسکا آپ کو اندازہ ہی نہیں ہے....

ہاں ہاں مجھے بلکل اندازہ....

ابھی تمھاری کسی فرینڈ کا فون آیا تھا....

جیسے ہی فون اٹھایا تو کہنے لگی، زایان تمھارے نوٹس تیار کر دیئے ہیں اگر اور کوئی کام ہو تو ضرور بتانا....

زایان نے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے پوچھا تو پھر آپ نے کیا کہا....؟

میں نے کہہ دیا بہت شکریہ آپ کا اور کوئی کام ہوا تو بتا دیا جائے گا....

زایان نے تجسّس سے پوچھا پھر اسنے کیا کہا؟؟

اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی میں نے فون رکھ دیا.....

زایان مسکراتے ہوئے اپنا سر کھجانے لگا...

حیدر صاحب نے اسکا کان پکڑا اور کھینچتے ہیں نیچے لے گئے....

ارفہ بیگم کے سامنے لے جا کر اسے کھڑا کیا....

اپنے سپوت کے کارنامے پتا ہیں آپکو؟؟؟

ارفہ بیگم کام کرتے ہوئے۔ مصروف سے انداز میں بولیں.....

کیوں اب کیا کر دیا میرے بیٹے نے...

یہ اپنے نوٹس کلاس کی لڑکیوں سے بنواتا ہے....

ارفہ بیگم کوئی تاثر لئے بغیر بولیں ہاں تو یہ گن پوائنٹ پر تو نہیں بنواتا، وہ کیوں بناتی ہیں نہ بنائیں....

اور آپ اسکو بول رہے ہیں یونیورسٹی میں آپکے کارنامے بھی کچھ ایسے ہی تھے....

حیدر صاحب نے ارفہ بیگم کو آنکھیں دکھائیں جس کا انھوں نے ردی برابر بھی اثر نہیں لیا

زایان نے قہقہہ لگاتے ہوئے پوچھا

اور بتائیں ماما بابا اور کیا کیا کرتے تھے...

اس سے پہلے کہ ارفہ بیگم کچھ بول کر ماحول کو چٹ پٹا کرتیں

حیدر صاحب نے زایان کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے باہر لے گئے۔۔۔

---

*----------

ابراہیم صاحب شافع سے گلے مل کر الگ ہوئے تو تیمور صاحب کی طرف بڑھے تیمور صاحب سپاٹ چہرہ لئے کھڑے تھے....

ابراہیم صاحب جس طرح آکر سب سے خوشی سے ملے تھے جاتے ہوئے بھی انکے تاثرات میں فرق نہ آیا تھا،،،

ہاں عائشہ بیگم کے چہرے پر غصہ اور غم صاف واضح تھا

اور ہوتا بھی کیوں نہ آخر انکی بیٹی کا رشتہ ٹوٹا تھا انھے اپنی بیٹی کی فکر کھائی جا رہی تھی....

ابراہیم صاحب تیمور صاحب سے مل کر الگ ہوئے تو ان سے بولے،،،

بھائی صاحب اگر جانے انجانے میں کچھ غلط کہہ دیا ہو تو معاف کر دیئے گا

تیمور صاحب نے صرف اثبات میں گردن ہلادی....

پھر شافع کا بازو تھپتھپاتے ہوئے بولے....

کبھی حویلی بھی چکر لگا لیا کرو وہاں بھی لوگ رہتے ہیں،،،

بی اماں بہت یاد کرتی ہیں تمھے...

شافع مسکراتے ہوئے بولا جی آؤں گا....

یہ بات تو تم ہر دفعہ بولتے ہو لیکن آتے نہیں....

شافع پھیکی مسکراہٹ سے مسکرا دیا....

عائشہ بیگم سپاٹ چہرے سے سب سے ملی تھیں

شافع جیسے ہی ان سے ملنے کے لئے آگے بڑھنے لگا وہ فوراً گاڑی میں بیٹھ گئیں....

شافع نے کوئی تاثر نہیں دیا....

وہ لوگ چلے گئے تو تیمور صاحب نے ایک چبھتی ہوئی نظر شافع پر ڈالی اور اندر چلے گئے....

شافع نے موبائل نکال کر زایان کو کال کی....

جاگنگ کرتے ہوئے زایان کے کانوں میں ہینڈ فری لگی ہوئی تھی اس کے اور حیدر صاحب کے درمیان ریس کا سلسلہ چل رہا تھا حیدر صاحب اس سے کافی پیچھے تھے....

وہ کال ریسیو کر کے بینچ پر بیٹھ گیا....

اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگا....

شافع نے حیرت سے پوچھا خیریت تو ہوا اتنی لمبی لمبی سانسیں کیوں لے رہے ہو.....

زایان ٹھہر ٹھہر کر بولا....

بابا۔۔۔زبردستی۔۔۔اپنے ساتھ جاگنگ پر لے کر آ گئے....

حیدر صاحب دوڑتے ہوئے اسکے پاس سے نکل گئے تھے اور اسے دیکھا بھی نہیں تھا..==

زایان نے انھے دیکھ کر قہقہہ لگایا....

کیا ہوا..؟

زایان ہنستے ہوئے بولا کچھ نہیں تم بتاؤ اس وقت کیسے فون کیا؟؟؟

فون تو میں نے تمھے صبح بھی کیا تھا تم نے اٹھایا کیوں نہیں.....؟

زایان بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا

سو رہا تھا یار پھر تھوڑی دیر بعد بابا گھسیٹتے ہوئے جاگنگ پر لے آئے

ہمم اچھا لنچ کے بعد تمھارا کوئی پروگرام ہے؟؟

نہیں ہے تو کوئی نہیں کیوں تم بنا رہے ہو کیا....؟

شافع فوراً بولا نہیں لنچ کے بعد میرے ساتھ آفس چلنا....

آفس کیوں؟

میٹنگ بلائی ہے....

کس خوشی میں...؟

مجھے لگتا ہے زایان ہمیں بزنس کا سٹارٹ لے لینا چاہیے انویسٹر کے فون آرہے ہیں ہم ابھی اسٹارٹ کر دیتے ہیں

ویسے بھی پیپرز میں دن ہی کتنے ہیں....

پیپرز کے بعد تو شروع کرنا ہی ہے تو ابھی کیوں نہ صحیح....

تم کیا کہتے ہو؟

زایان کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا مجھے لگ رہا ہے میرا اسنڈے برباد ہو گا....

شافع نے دانت پیسے میں نے جو پوچھا ہے وہ بتاؤ....

زایان فوراً بولا ہاں ہاں یار جیسا تمھے ٹھیک لگے شروع کر دیتے ہیں شروع ہی تو کرنا ہے نا.....

شافع نے اووفف کرتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھا

زایان نے اپنی ہنسی دبائی تھی....

زایان تم میری باتوں کو سنجیدہ لوگے یا نہیں؟

ہاں ہاں بلکل لوں گا اگر تم اچھا سا لنچ کروادو تو.....

شافع نے اسے ایک ریسٹورنٹ کا نام بتاتے ہوئے کہا ٹھیک ایک بجے تم مجھے یہاں ملو....

کہتے ہی شافع نے فون رکھ دیا تھا گھڑی میں ٹائم دیکھا تو ابھی ساڑھے نو بج رہے تھے وہ رات کا جاگا ہوا تو نیند بھی آ رہی تھی،،،،

کچھ دیر سونے کا ارادہ کر کے وہ سونے کے لئے چلا گیا....

فون رکھ کر زایان نے نظریں دوڑائیں تو اسے کچھ دور حیدر صاحب دوڑتے ہوئے نظر آئے وہ شاید جاگنگ میں اتنے مگن ہو گئے تھے کہ انکے آگے زایان ہے یا نہیں انھے دھیان ہی نہیں رہا،،،

زایان نے انھے دور سے آواز لگائی....

بابا میں یہاں ہوا اور دوڑتا ہوا انکی طرف چلا گیا....

---

*---

آئے نور کمرے سے نکل کر آئی تو ٹی وی لاؤنج میں صدیقی صاحب اخبار پر نظریں جمائے بیٹھے تھے

اور ارمینہ بیگم کچن میں تھیں انھے پکانے اور کھلانے کا کچھ زیادہ ہی شوق تھا دن کا زیادہ وقت وہ کچن میں ہی گزار دیتی تھیں.....

آئے نور صدیقی صاحب کو سلام کر کے کچن میں آئی.....

ماما کیا کر رہی ہیں میں کچھ کروا دوں ؟

نہیں بس ہو گیا تم جا کر بیٹھو میں لاتی ہوں ؟؟؟

نور لاؤنج میں آ کر ٹی وی آن کر کے بیٹھ گئی....

صدیقی صاحب نے اخبار لپیٹ کر ٹیبل پر رکھ دیا.....

پھر اسکا ہاتھ دیکھ کر بولے تم نے ڈریسنگ نہیں کی ؟؟؟

آئے نور ریموٹ رکھتے ہوئے بولی نہیں بابا مجھ سے ہو نہیں رہی تھی ماما کر دیں گی....

صدیقی صاحب اٹھتے ہوئے بولے فرسٹ ایڈ بکس کہاں ہے مجھے بتاؤ...

نہیں آپ رہنے دیں ماما کر دیں گی.....

صدیقی صاحب خود ہی کبڈ کی درازیں چھاننے لگے

اور دوسری دراز میں انھے فرسٹ ایڈ بکس مل گیا بکس لے کر وہ نور کے برابر میں آ بیٹھے....

آئے نور انھے اچھنبے سے دیکھنے لگی.....

ہاتھ آگے کرو...

نور نے یک ٹک انھے دیکھتی رہی اور ہاتھ آگے کر دیا.....

جب پٹّی پوری کھل گئی تو اسے جلن کا احساس ہوا تو ہلکی سی کراہ نکل گئی....

صدیقی صاحب نے اسکا زخم بغور دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا

زخم تو زیادہ گہرا ہے.....

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں ہم کل ہی ڈاکٹر کے پاس چلتے.....

آئے نور کچھ نہیں بولی بس خاموشی انھے ٹک باندھے دیکھتی رہی.....

صدیقی صاحب اسکی طرف متوجہ نہیں تھے وہ اسکے زخم کا بغور جائزہ لیتے ہوئے روئی سے صاف کرنے لگے.....

ارمینہ بیگم کچن سے نکلیں تو صدیقی صاحب کو اسطرح دیکھ کر ٹھٹھک گئیں....

کچھ دیر تک وہ ان دونوں کو یوں ہی دیکھتی رہیں پھر واپس کچن میں چلی گئیں.....

آئے نور کی کراہ نکلی تو وہ اسکے زخم پر پھونک مار کر مرہم لگانے لگے...

آئے نور انھے دیکھی جا رہی تھی اسکے آنکھ سے آنسوں نکل کر اسکے ہاتھ پر گرا

تو صدیقی صاحب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا ارے رو رہی رہو....

درد ہو رہے ہے؟؟

آئے نور نے انھی پر نظریں جمائے ہوئی تھی

اسنے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا....

صدیقی صاحب اسکے ہاتھ پر پٹّی باندھتے ہوئے بولے میں نے ابھی پٹی باندھ دی ہے زخم گہرا ہے شام میں ڈاکٹر کے پاس چلیں گے....

نور کے آنسوں ٹپ ٹپ گرر ہے تھے....

صدیقی صاحب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،،،

انھے لگا تھا وہ زخم کی وجہ سے رو رہی ہے لیکن وہ تو انکی تھوڑی سی شفقت پا کر رو پڑی تھی...

اسکے گال پر سے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولے....

ارے روتے نہیں ہیں ٹھیک ہو جائے گا

چلو ناشتہ کر لو اب.....

---

*----------

شافع ساڑھے گیارہ بجے کا آلارم لگا کر سو گیا تھا،،،

ساڑھے گیارہ بجتے ہی آلارم زوروں سے بجنے لگا....

اسنے ہاتھ بڑھا کر آلارم بند کرااور کچھ دیر بے سدھ لیٹا رہا....

پھر اٹھ کر کنپٹی سہلانے لگا سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں....

بے وقت سونے سے اسکے ساتھ یہی ہوتا تھا....

اسنے سر جھٹک کر بیڈ چھوڑااور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا.....

وہ کھڑا منہ دھو رہا تھا.....

شرٹ اسنے اتاری ہوئی تھی

شیشے کی طرف دیکھتے ہوئے گردن پر پانی کا ہاتھ پھیرنے لگا تو نور کے بریسلیٹ سے پڑی رگڑ کا نشان نظر آیا.....

زخم ٹھیک ہو گیا تھا لیکن نشان رہ گیا تھا....

نشان پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے نور کے ہاتھ کا زخم یاد آیا تھااور یاد آتے ہی اسے شرمندگی نے آگھیرا تھا اسنے خود پر سے نظریں ہٹالیں....

وہ کسی سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا، کسی سے بدلہ تو بلکل نہیں لیتا تھا، کوئی اسے جھگڑے کے لئے اکساتا تب بھی وہ ہر چیز کو تسلی سے لیتا تھا، ہاں کبھی کبھی غصہ زیادہ کر جاتا تھا.....

لیکن اس لڑکی سے وہ بلاوجہ بحث میں پڑتا تھا....

بحث تو بحث اسنے اس لڑکی کو چوٹ بھی پہنچادی.....

اسے شرمندگی تھی وہ صرف اسے تنگ کرنا چاہتا تھا چوٹ نہیں پہنچانا چاہتا تھا کسی کو بلاوجہ تنگ کرنا بھی اسکی عادت کے برخلاف تھا اور آج کل وہ اپنی عادت کے برخلاف بہت کچھ کر رہا تھا....

نور کے ہاتھ میں خون دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اسکا دل بہت زور سے دھڑکا تھا.....

اسے وہ لمحہ یاد آیا اسنے زور سے پانی منہ پر مارا

اسے اس لمحے نے اذیت نہیں پہچائی تھی،،،،

اسے اس خون نے اذیت پہنچائی تھی وہ خود خون سے کتنا خوفزدہ رہتا تھا کسی کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا،،،،

لیکن اس لمحے اسے خون دیکھ کر خوف نہیں آیا تھا اس لمحے اسے کسی اور کا بہتا خون یاد آیا تھا.....

اسنے ایک اور بار زور سے پانی منہ پر مارا

پھر سیدھا ہوا اور گیلے ہاتھ بالوں پر پھیرتا ہوا باہر آگیا....

کپڑے تبدیل کرنے کے بعد وہ شیشے کے آگے کھڑا خود کا جائزہ لینے لگا اسنے تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا بلیک پینٹ، وائٹ شرٹ اور گرے چیک دار واسکٹ.....

سوجی ہلکی براؤن آنکھیں جن پر روشنی پڑھنے سے کانچ جیسی معلوم ہوتیں....

اسنے بالوں پر اسپرے کر کے بال سیٹ کئے پھر پرفیوم کی شیشی اٹھائی پرفیوم خود پر چھڑکا، پرفیوم کی خوشبو سارے کمرے میں پھیل گئی،،،،،

ڈریسنگ پر سے موبائل، گاڑی کی چابی ایک فائل اٹھائی اور صوفے پر پڑے ہینگر میں سے بلیک کوٹ نکال کر ہاتھ میں ڈالتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا.....

سیڑھیاں اترتے ہی وہ تہمینہ بیگم کے پاس ان کے کمرے میں جانے لگا جب لاؤنج میں بیٹھے تیمور صاحب نے اسے آواز لگا کر مخاطب کیا.....

کہاں جارہے ہو؟؟

"اسکی جگہ اگر زایان سے کوئی اسے تھری پیس سوٹ میں دیکھ کر یہ سوال کرتا تو زایان فَٹ سے کہتا "ڈانس کلب"

شافع نے سپاٹ چہرے سے کہا آفس؟؟؟

تیمور صاحب نے اچھنبے سے پوچھا آفس آج کیوں؟

میٹنگ رکھوائی ہے میں نے میں کام شروع کر رہا ہوں....

تیمور صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے

اچھا تو تم نے مجھ سے پوچھنا تو دور مجھے بتانا تک مناسب نہیں سمجھا....

شافع خاموشی سے کھڑا اپنے جوتوں کو دیکھتا رہا....

تیمور صاحب طنزیہ مسکراہٹ سے بولے ٹھیک ہے آج تمھے لگ رہا ہے کہ تمھے میری ضرورت نہیں پڑے گی لیکن ایک دن تم آؤ گے میرے پاس اور اپنے گٹھنے ٹیکو گے...

شافع نے نظریں اٹھا کر انھے دیکھا...

"خدا وہ دن کبھی نہ لائے"

تیمور صاحب کی مسکراہٹ اڑی تھی....

بولتے ہی شافع بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے باہر چلا گیا.،،،

---

*---

شافع پچھلے پندرہ منٹ سے بیٹھا زایان کا انتظار کر رہا تھا لیکن اسکا کوئی اتا پتہ نہیں تھا.....

ایک بج کر بیس منٹ پر زایان دوڑا دوڑا وہاں پہنچا.....

میں لیٹ تو نہیں ہوا نا؟

شافع نے دانت پیستے ہوئے گھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

جی نہیں آپ تو پورے بیس منٹ جلدی آئے ہیں لیٹ تو میں آیا ہوں.....

زایان نے دانت نکالتے ہوئے کہا وہی تو میں تو کہیں لیٹ جاتا ہی نہیں ہوں...

شافع نے اسے گھورا تو فوراً بولا....

ارے یار یہ بتاؤ میں کیسا لگ رہا ہوں؟؟

شافع نے اس پر نظریں دوڑائی اسنے نیلا کوٹ اور نیلی ہی پینٹ پہنی ہوئی تھی سفید شرٹ پر بلیک ٹائی.....

شافع نے اسے دیکھ کر کہا پتا چل رہا ہے کہ تمھے ان فارمل سوٹ کی بلکل بھی عادت نہیں ہے...

زایان خود کو دیکھتے ہوئے بولا کیوں کیا ہوا....؟

کف لنک دیکھو آگے پیچھے لگائے ہیں اور شرٹ کے نیچے کے دو بٹن بھی اوپر نیچے لگا دیے...

زایان کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

اووففففف کتنا مشکل ہے یہ تھری پیس سوٹ کو سنبھالنا یہ شرٹ تو اب گاڑی میں ٹھیک کروں گا.....

پھر ٹائی کو تھوڑی ڈھیلی کرتے ہوئے بولا

تمھے پتا ہے دس گھنٹے تک ٹائی باندھتا رہا لیکن مجال ہے جو یہ سموسہ ڈھنگ سے بن جائے.....

پھر آخر میں ماما سے ہی بنوائی۔۔۔۔

شافع ہنستے ہوئے بولا تو تمھے کس نے کیا تھا کہ تم خود یہ کام کرو.....

زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا.....

کوشش نام کی بھی ایک چیز ہوتی ہے.....

شافع موبائل پر میسج چیک کر رہا تھا....

زایان نے اسے بغور دیکھ کر پوچھا تمھاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے ساری رات جاگے ہو یا نشہ کیا ہے.....

شافع اسکی بات کا جواب دینے ہی لگا تھا،،،،۔

ویٹر آرڈر لینے آگیا....

شافع نے زایان کی طرف اشارہ کیا تو زایان نے مینیو کارڈ دیکھتے ہوئے ایک لمبی چوڑے کھانے کا آرڈر دیا.....

ویٹر نے اس سے پوچھا سر اس میں سے پارسل کیا کیا کرنا ہے.....

شافع نے ہونٹ بھینچ کر اپنی ہنسی روکی....

زایان منہ بناتے ہوئے بولا کچھ پارسل نہیں کرنا ہے بھائی سب لے کر آؤ....

اوران سے آرڈر لے لو....

ویٹر نے شافع سے پوچھا تو اسنے کہا کہ بس آپ یہ سب لیائیں....

زایان نے حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے پوچھا تم نہیں کھاؤ گے ؟؟؟

بلکل کھاؤں گا یہ جو تم نے چار بندوں کا کھانا منگوایا ہے تمھے کیا لگتا ہے کہ یہ سب میں تمھے اکیلے کھانے دوں گا.....

زایان نے آنکھیں گھمائیں....

اب مجھے اپنی آنکھوں کا احوال سناؤ گے ؟؟؟

شافع آنکھیں مسلتا ہوا بولا.....

باہر تھا کل ساری رات..

زایان فوراً آگے ہوتے ہوئے بولا

کس کی پارٹی میں گئے تھے تم مجھے چھوڑ کر؟

شافع نے اسکے ماتھے پر انگلی رکھ کر اسے پیچھے کرتے ہوئے کہا کسی کی پارٹی میں نہیں گیا تھا میں تمھے چھوڑ کر....

زایان نے بھنویں اوپر نیچے کریں

(اسکا مطلب تھا تو پھر)

ابراہیم چاچو آئے تھے کل....

ویٹر نے جوس لا کر ٹیبل پر رکھا تھا زایان جوس اٹھاتے ہوئے بولا اوہ اچھا کیسے ہیں وہ؟؟؟

ٹھیک ہیں..

ملنے آئے تھے یا اپنے کاروبار کے سلسلے میں آئے تھے؟

شافع کچھ دیر خاموش رہا

زایان نے جوس کا ایک اور گھونٹ لیا تھا۔۔۔۔۔

میرے اور ارحام کی شادی کی بات کرنے آئے تھے،،،،

زایان نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھا ورنہ سارا جوس اسکے منہ سے نکل کر سامنے بیٹھے شافع کے اوپر آتا.....

اسنے بہت مشکل سے جوس حلق میں اتارا اسے پھندا لگ گیا تھا.....

شافع نے کھڑے ہو کر اس کی پیٹ تھپتھپائی.....

جب بھی اسکی کھانسی بند نہیں ہوئی تو شافع نے زور دار دو مکے اسکی پیٹھ پر مارے تو زایان فوراً سیدھا ہوتے ہوئے بولا.....

بس یار بس ٹھیک ہو گیا بیٹھ جاؤ تم ورنہ جان سے ہی مار دو گے.....

یہ تمھے کیوں اچانک اتنی حیرت کا جھٹکا لگا ہے....

یار تم نے بات ہی ایسی بتائی تمھاری اور ارحام کی شادی مطلب سچ میں ؟؟؟

تم نے کبھی نہیں بتایا کہ ایسا کوئی سین ہے...

شافع کندھے اچکاتے ہوا بولا

گھر والوں میں سے کسی نے مجھ سے اس بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کی تو میں تمھے کیا بتاتا....

اچھا یہ سب چھوڑو پھر ہوا کیا یہ بتاؤ؟

زایان نے تجسّس سے پوچھا

میں نے منا کر دیا...

لیکن کیوں ؟؟؟؟

کیا مطلب کیوں میں اس وقت شادی نہیں کر سکتا میرے بزنس کو میری ضرورت ہے

مجھے اپنا مستقبل سیٹ کرنا ہے

میں اگلے تین چار سال تک شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا.....

اور ارحام کو پتا ہے میں اس سے شادی نہیں کروں گا....

زایان کچھ دیر ٹیبل کو گھورتا رہا پھر

اچانک شافع کی طرف دیکھ کر بولا

مطلب تم پورے تیس کے ہو کر شادی کرو گے.....

اور جب تک تم شادی نہیں کرو گے تو ظاہر سی بات ہے میں بھی نہیں کروں گا....

شافع نے جوس کا گلاس اٹھایا اور بھنویں اچکاتے ہوئے بولا

اچھا،،،ایسی بات ہے اور اگر میں نے کل شادی کر لی تو؟؟؟؟

تو فکر کس بات کی میں پرسوں شادی کر لوں گا تمھاری بیوی سے زیادہ خوبصورت لڑکی سے.....

اور اگر تمھارا دل اس پر آ گیا جسے میں نے پسند کیا تو.....؟

زایان سوچ میں پڑ گیا....

شافع نے زایان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تمھارے لئے شافع کی جان بھی حاضر ہے، اگر کچھ تمھیں پسند ہے تو وہ صرف تمھارا ہو گا

شافع یا کسی اور کا نہیں.....!

زایان نے دوسرے ہاتھ سے شافع کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کہا.....

یہ زندگی ہے میری جان یہ بڑوں بڑوں کو کھیل دیکھاتی ہے یہ خود چنتی ہے کہ کس کو کس دوراہے پر لا کر مارنا ہے....

شافع نے دوسرا ہاتھ بھی اپنی اور زایان کی بنی مٹھی پر رکھتے ہوئے کہا.....!

لیکن اس زندگی کے ہر کھیل کی مات کو زایان سے پہلے شافع پر سے گزرنا ہوگا۔۔۔

ویٹر نے کھانا لا کر ٹیبل پر رکھا تھا....

زایان کھانے کو دیکھتے ہوئے بولا...

ٹھیک ہے گزرنے دینا لیکن ابھی مجھے کھانے دو.....

شافع نے چبھتی ہوئی نظروں سے اسے گھورا اور دانت پیستے ہوئے بولا

سارے فلسفے کا بیڑا غرق کر دیا.....

زایان پہلا نوالہ لیتے ہوئے بولا میں زیادہ دیر تک فلسفے میں نہیں رہ سکتا یہ ایک لائن بھی کچھ دیر پہلے فیس بک پر پڑی تھی.....

آنکھ مارتے ہوئے بولا

ورنہ تمھے تو پتا ہے جو مجھے پسند آجائے وہ تو صرف میرا ہی ہے نا

شافع نے اسے ایک زوردار مکا مارنا چاہا وہ قہقہہ لگاتے ہوئے فوراً پیچھے ہو گیا.....

---

*----------

عائشہ بیگم پلنگ پر بیٹھی آنسوں بہارہی تھیں.....

آپ کو شافع کی ہاں میں ہاں ملانے کی کیاضرورت تھی بھائی صاحب اسے اپنے طریقے سے منالیتے...

جب شروع سے اسکااورارحام کارشتہ طے تھاپھر وہ کون ہوتاہے بڑوں کے فیصلے سے انکار کرنے والا....

ابراہیم صاحب سامنے صوفے پر بیٹھے انھے تسلیاں دینے میں مصروف تھے جوانھے چھو کر بھی نہیں گزررہی تھیں....

دیکھو عائشہ جب شافع ہی راضی نہیں تو ہماری بیٹی خوش کیسے رہی گی....

ہماری بیٹی میں کوئی کمی نہیں ہے خاندان میں ایک سے بڑھ بڑھ کرایک رشتے ہیں، مجھے جو مناسب لگاہاں کردوں گا....

کیسے ہاں کریں گے کسی اور رشتے کے لئے اسکی حالت دیکھی ہے آپنے....

بیٹھے بیٹھے رونا شروع ہو جاتی ہے، ہر وقت اداس رہتی ہے.....

شادی ہوتی تو صحیح ہو جاتی،،،

یاسمین نے بتایا تھا وہ کسی کو پسند کرتی ہے اور شافع کے علاوہ تو کوئی اور ہو نہیں سکتا تبھی تو اسنے شادی کے لئے ہامی بھری تھی....

اب شافع نے ہی اس سے شادی کے لئے منا کر دیا ہے وہ کس طرح برداشت کرے گی یہ سب....

ابراہیم صاحب خاموش رہے۔۔۔۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو ان دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا....

ارحام کھڑی تھی...

عائشہ بیگم نے فوراً آنسو صاف کئے....

بجھی آنکھیں، کھلے بال شانوں پر دوپٹہ پھیلائے ہوئے وہ عائشہ بیگم کے پاس آکر بیٹھ گئی.....

انکے ہاتھ پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولی...

آپ پریشان مت ہوں میں ٹھیک ہوں امی،،،

اسنے شاید ساری باتیں سن لی تھیں

عائشہ بیگم کے پھر سے آنسوں نکلنا شروع ہو گئے تھے....

مجھے پتا تھا کہ شافع یہ شادی نہیں کرنا چاہتا،،،

ابراہیم صاحب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،،،،

مجھے کسی سے کوئی غلہ نہیں ہے آپ لوگ جہاں چاہیں میری شادی کروادیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا،،،،،

ابراہیم صاحب اٹھ کر آئے اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا.....

خوش رہو،،،

ارحام اٹھ کر جانے لگی تھی پھر واپس پلٹ کر بولی آپ لوگوں کا بی اماں نے اپنے کمرے میں بلایا ہے....

عائشہ بیگم نے ابراہیم صاحب کی طرف دیکھا تھا.....

کچھ دیر بعد عائشہ بیگم اور ابراہیم صاحب بی اماں کے کمرے میں موجود تھے.....

بی اماں نے سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا تھا ایک کندھے پر چادر اور ہاتھ میں چھڑی لئے وہ ریکنگ چیئر پر بیٹھی تھیں....

عائشہ بیگم اور ابراہیم صاحب خاموش سے انکے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے....

بی اماں نے بات کا آغاز کیا

کیا کہا تیمور نے کب تک شادی کا ارادہ ہے....

عائشہ بیگم اور ابراہیم صاحب خاموش رہے....

بی اماں ابراہیم صاحب کی طرف دیکھ کر بولیں

کچھ پھوٹو گے بھی یا اسی طرح منہ بند کر کے بیٹھے رہو گے ؟؟

شافع نے شادی سے انکار کر دیا....

بی اماں نے اچھنبے سے انھے دیکھا

شافع نے انکار کر دیا؟؟

بات تم تیمور سے کرنے گئے تھے یا شافع سے...؟

اماں شادی تو شافع نے کرنی تھی نا اس سے پوچھنا بھی ضروری تھا...

بی اماں سختی سے بولیں

وہ کون ہوتا ہے بڑوں کے فیصلے میں دخل دینے والا بیشک وہ ہمارا بہت لاڈلہ ہے لیکن ہم اسے اپنے فیصلے کے آگے بولنے کی اجازت نہیں دیں گے۔۔۔۔

آخر لاڈو نے بھی تو ہمارے فیصلے کی تابعداری کی ہے تو پھر وہ کیسے انکار کر سکتا ہے....

عائشہ بیگم روتے ہوئے بولیں بی اماں شافع نے صرف ارحام سے شادی کے لئے انکار نہیں کیا ہے اسنے کہا ہے کہ وہ خاندان میں شادی ہی نہیں کرنا چاہتا....

بی اماں نے دانت بھینچتے ہوئے چھڑی زمین پر ٹکائی....

شادی تو اسکی ارحام سے ہی ہو گی...

ابراہیم صاحب بولے لیکن اماں جب بچہ راضی ہی نہیں ہے تو اسکے ساتھ زبردستی کیوں کر رہے ہیں.....

بی اماں انھے ہاتھ سے چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولیں...

تم تو چپ ہی رہو ابراہیم تم نے ہی اسکا فیصلہ سننے کی لگائی ہو گی....

تمھیں چاہیے تھا تیمور سے بات کرتے اور شادی کی تاریخ لے کر آتے...

لیکن تمھارا تو شافع سے لاڈ ہی ختم نہیں ہوتا....

بچوں کو کھلاؤ سونے کا نوالہ اور دیکھو شیر کی نظر سے....

اور تم نے اسکی ہامی بھرتے ہوئے ایک بار بھی اپنی بیٹی کا نہیں سوچا

ارے آسیب ہے تمھاری بیٹی پر تبھی تو ایسی اداس بے جان سی پھرتی ہے....

اماں کوئی آسیب واسیب نہیں ہے میری بیٹی پر.....

اچھا آسیب نہیں ہے تو کیا ہے کیوں وہ اتنی بجھی رہتی ہے بابا جی کو دیکھایا تھا میں نے انھوں نے کہا ہے کہ جن کا آسیب ہے اس پر....

اماں مجھ سے یہ دقیانوسی باتیں مت کیا کریں یہ آسیب واسیب کچھ نہیں ہوتا....

اور میں آپ لوگوں کے فیصلے کے آگے اپنی بیٹی قربان نہیں کروں گا بہت رشتے ہیں

میری بیٹی کے لئے خاندان میں

جو مناسب لگا وہاں میں کر دوں گا....

ابراہیم صاحب بولتے ہی کمرے سے نکلنے لگے تھے....

بی اماں زور سے بولیں

ارے میاں شادی تو اسکی شافع سے ہی ہو گی،،،

میں بھی دیکھتی ہوں کون روکتا ہے مجھے....

♥♥♥♥♥♥♥♥♥

شافع اور زایان آفس پہنچے تو سیدھا میٹنگ حال میں چلے گئے..

کچھ انویسٹرز وہاں پہلے سے موجود تھے کچھ نے ابھی آنا تھا شافع اور زایان ان سے سلام دعا کر کے ساتھ ہی بیٹھ گئے.....

شافع فائل کھول کر دیکھنے لگا تو زایان اسکے کان کے پاس آکر بولا

شافع یار مجھے تو گھبراہٹ ہو رہی ہے...

شافع نے اچھنبے سے پوچھا،،، کیوں؟؟

کیا کیوں یار میں نے تو کبھی کلاس میں ڈھنگ سے پریزنٹیشن نہیں دی میں یہاں کیا کروں گا؟؟؟

شافع نے فائل کو دیکھتے ہوئے کہا..

یہ لوگ تمھے کھائیں گے نہیں،،،

کھائیں گے نہیں لیکن مزاق تواڑا سکتے ہیں تمھے تو عادت ہے ان سب کی لیکن میرا تو ڈر کے مارے برا حال ہو رہا ہے...

پلیز میں آج کوئی پریزنٹیشن نہیں دوں گا تم سب سمبھالنا،،،

شافع اسکی طرف گھوم کر بولا اچھا سب کی ناک میں دم کرنے والے کو آج ڈر لگ رہا ہے میں پریزنٹیشن دوں گا اور تم میری شکل دیکھو گے ؟؟؟

زایان مسکراتے ہوئے بولا نہیں میں ہر تھوڑی دیر بعد تمھارے لئے تالی بجاؤں گا،،،

شافع نے ضبط سے سانس کھینچنا.....

سارے انویسٹر اور اسٹاف وہاں پہنچ چکے تھے

شافع میٹنگ شروع کرنے کے لئے کھڑا ہونے لگا جب اسے حیدر صاحب آتے ہوئے نظر آئے.....

انھوں نے مسکراتے ہوئے زور سے سب کو سلام کیا....

وہاں تقریباً سب ہی انکو جانتے تھے....

شافع نے پہلے حیرت سے زایان کو دیکھا پھر حیدر صاحب کو....

حیدر صاحب مسکراتے ہوئے شافع کے پاس آئے،،،،

شافع نے ان سے گلے ملتے ہوئے پوچھا انکل آپ آرہے ہیں زایان نے تو نہیں بتایا....

حیدر صاحب الگ ہوتے ہوئے بولے زایان کو پتا ہی نہیں تھا تو کیا بتاتا....

میرے بیٹے اپنے بزنس کا اسٹارٹ لے رہے ہوں اور میں نہ ہوں ایسا ہو سکتا ہے....

شافع مسکرا دیا....

حیدر صاحب اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے زایان کے برابر میں بیٹھ گئے....

زایان انکی طرف دیکھ کر شرارت سے بولا خوش آمدید...

حیدر صاحب نے بھی مسکرا کر اسی کے انداز میں کہا

آپکو بھی.....

شافع نے سلام اور تعارف سے میٹنگ کا آغاز کیا،،،،

وہ انویسٹر سے نئے پروجیکٹس کے بارے میں ڈسکس کرنے لگا وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد میٹنگ میں موجود لوگوں کے سوالوں کا بھی جواب دے رہا تھا

تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ سب کی توجہ زایان کی طرف مبعوث کرواتا تو زایان مسکرا مسکرا کر سب کو دیکھتا انویسٹرز کی میٹنگ ختم ہونے کے بعد وہ اسٹاف کو رول اور روٹین سمجھانے لگا.....

اسنے اس دوران آدھی زمہ داریاں اپنے مینیجر پر ڈالیں تھی کیونکہ پیپر ہونے تک وہ اور زایان آفس کو فل ٹائم نہیں دے سکتے تھے.....

میٹنگ ڈھائی بجے شروع ہوئی اور پانچ بجے ختم ہوئے جب سب چلے گئے تو میٹنگ حال میں شافع، زایان اور حیدر صاحب رہ گئے.....

شافع فائلیں سمیٹ رہا تھا....

جب حیدر صاحب اٹھے اور اسے زور سے گلے لگا کر اسکی پیٹھ تھپتھپائی.....

تم بہت جلد بلندیوں پر پہنچو گے مجھے بہت فخر ہے تم پر....

شافع مسکرایا دیا،،،،

زایان پیچھے سے اداکاری کرتے ہوئے بولا "لوگ پل میں پرایا کر دیتے ہیں"

حیدر صاحب اسکی طرف گھومیں اور اسکا کان مروڑا،،،

زایان چنخھا بابا کیا کر رہے ہیں کان نکالیں گے کیا؟؟

تم نے دانت نکالنے کے علاوہ یہاں بیٹھ کر کیا ہی کیا ہے جو میں تم پر فخر کروں...

پھر اسکا کان چھوڑ کر شافع سے بولے شافع میں تمھے ابھی بھی کہہ رہا ہوں کے اسے اپنا پارٹنر مت بناؤں یہ تباہ کر دے گا بزنس.....

زایان نے کان سہلاتے ہوئے انھے گھورا....

نہیں انکل ایسا نہیں ہے جب سر پر پڑے گی تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا، ویسے بھی دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں ہے جو زایان حیدر سے نا ہو....

زایان آگے آتے ہوئے بولا اور نہیں تو کیا ابھی تو میں معصوم سا چھوٹا سا بچہ ہوں،،،، اور پارٹنر میرا پیدائشی بزنس مین تو اب مجھ معصوم کو سیٹ ہونے میں کچھ وقت تو لگے گا نا.....

حیدر صاحب نے ایک بھنویں اٹھاتے ہوئے کہا تم اور معصوم....

زایان نے دانت نکالے....

انکل آپ یہ سب چھوڑیں یہ بتائیں آپ کو آفس کیسا لگا؟؟؟

حیدر صاحب چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے بولے....

کہنا پڑے گا آفس میں کافی پیسا لگایا ہے تم لوگوں نے اور کام بھی شاندار کروایا ہے.....

.I am impressed

شافع زایان کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا تو پھر زایان کو شاباشی دیں کیونکہ تھیم، فرنیچر اور باقی سب زیان نے سلیکٹ کی ہیں اور کچھ ڈیزائن تو اسنے اپنے سامنے بنوائیں ہیں....

حیدر صاحب سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے اچھا میں تبھی سوچوں انٹرس پر ہی پھلوں کی پینٹنگ کیوں لگی ہے.....

شافع ہنستا ہوا بولا انکل وہ تو چھوڑیں آپ زایان کا کمرہ جا کر دیکھیں اسنے وہاں بھی کھانے کی دو پینٹنگ لگائی ہیں....

شافع اور حیدر صاحب ہنسنے لگے تو زایان منہ بنا کر بولا.....

بابا مجھے باورچی ہی بننے دیں مجھ سے نہیں ہو گا یہ بزنس....

شافع زایان کی گردن دبوچتے ہوئے بولا تم تو ساری دنیا میں خود کو مستقبل کا مشہور و معروف بزنس مین مشہور کر چکے ہو اب تم پیچھے نہیں ہٹ سکتے....

کمرے میں قہقہہ بلند ہوا تھا

---

*---

میراب بیڈ پر بیٹھی پینٹنگ بنا رہی تھی پینٹنگ کا رخ اسنے پوری طرح اپنی طرف کیا ہوا تھا.....

ارفہ بیگم سامنے صوفے پر بیٹھی سیب کاٹ رہیں تھی...

ماما ہمارے گھر کے مسٹر معصوم اور بھکڑ کہاں ہیں؟

ارفہ بیگم نے اسے ڈانتا میراب بری بات بڑے بھائی کو ایسے نہیں کہتے....

میراب منہ بناتے ہوئے بولی اچھا تو بڑے بھائی چھوٹی بہنوں کو کچھ بھی بول سکتے ہیں....

گئے کہاں ہیں یہ تو بتائیں....

آفس گیا ہے میٹنگ ہے.....

آفس گئے ہیں یا دونوں لوبرڈز کہیں ڈیٹ پر گئے ہیں؟؟

ارفہ بیگم نے اسے گھورا....

ارے مجھے کیوں گھور رہی ہیں وہ ہے ہیں لوبرڈز کسی ہوٹل میں بیٹھ کر ہاتھوں میں ہاتھ دے کر پیار بھری باتیں کر رہے ہوں گے...

بولتے ہی میراب نے زوردار قہقہہ لگایا تھا....

ارفہ بیگم نے پاس پڑے ہینگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا...

میراب اب تم نے کچھ الٹا سیدھا کہا نا تو یہ ہینگر پڑے گا....

میراب فوراً بولی ماما مزاق کر رہی ہوں مجال ہے جو آپ کے بیٹے کی برائی آپ کو برداشت ہو جائے.....

ارفہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا اپنے کام میں لگی رہیں....

ماما اب سیب کاٹ لئے ہوں تو دے بھی دیں....

ارفہ بیگم اسے سیب دینے آئیں تو اسنے پینٹنگ کا رخ مزید اپنی طرف کر لیا....

ارے لڑکی نہیں دیکھ رہی میں تم تو ایسے چھپا رہی ہو جیسے پتا نہیں کونسا خزانہ بنا رہی ہو....

بنا کیا رہی ہو ویسے یہ بتاؤ گی؟؟؟

میراب نفی میں گردن ہلا کر بولی سرپرائز ہے ہاں یہ بتا سکتی ہوں کس کے لئے بنا رہی ہوں...

ارفہ بیگم نے پوچھا کس کے لئے؟؟

شافع بھائی کے لئے گفٹ میری طرف سے.....

ٹھیک ہے اسی کو دیکھانا لیکن پھر زایان کے لئے بھی کچھ بنا لینا ورنہ تمھے پتا ہے اسنے تمھاری دوسری ٹانگ توڑ دینی ہے....

میراب منہ بناتے ہوئے بولی

ہوا ایسی توڑ دیں گے بھلا....

ارفہ بیگم ہنستے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئیں.....

---

*----------

آئے نور صدیقی صاحب کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس آئی ہوئی تھی....

پٹی کرانے کے بعد وہ لوگ گاڑی میں آکر بیٹھے تو صدیقی صاحب نے اس سے پوچھا کچھ کھاؤ گی؟؟

نور نے نفی میں سر ہلادیا.....

صدیقی صاحب نے گاڑی اسٹارٹ کر دی.....

کچھ آگے جا کر انھوں نے ایک بیکری کے سامنے گاڑی روک دی....

نور نے انکی طرف دیکھا....

چلو کچھ کھانے کے لئے لے لو مجھے سمجھ نہیں آئے گا کیا لاؤں

آئے نور انکے ساتھ بیکری میں چلی گئی....

زایان اور شافع دونوں آفس سے نکل رہے تھے حیدر صاحب کچھ دیر پہلے جا چکے تھے....

دونوں نے ہی اپنے کوٹ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے

زایان نے توٹائی بھی اتار دی تھی شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھول کر اسنے آستینوں کو کافی حد تک اسپر چڑھا لیا تھا....

ایک ہی ہاتھ میں دو بینڈ اور گھڑی....

شافع نے آستینوں کو کونی سے تھوڑا نیچے تک موڑا ہوا تھا بائیں ہاتھ میں اسکی وہی قیمتی سی گھڑی....

تھکن اسکے چہرے پر صاف واضح تھی....

وہ اس وقت سیدھا گھر جانا چاہتا تھا کیونکہ گھر جا کر بھی اسے دو آسائمنٹ تیار کرنے تھے....

لیکن زایان کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا اسکا کہیں گھومنے جانے کا یا کچھ کھانے کا موڈ تھا اور وہ اسی بات کے لئے شافع کو منا رہا تھا.....

یار پلیز چلو نہ بہت اچھا ہے وہ کلب ہماری کلاس کا فاحد ہے نہ وہ گیا تھا اسنے تصویریں دکھائی تھیں بہت اچھی جگہ ہے.....

شافع تھکن سے آنکھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا

زایان کچھ تو خیال کرو میں ساری رات نہیں سو یا یار گھر جا کر آسائمنٹ بھی بنانے ہیں تمھاری طرح میں نے لڑکیاں نہیں رکھی ہوئی جو میرے نوٹس اور آسائمنٹ بنا دیں....

تو تم بھی بنوالیا کرو یار تم تو اگر دوسرے ڈپارٹمنٹ کی لڑکی سے بھی بولو گے تو وہ بھی بنانے کے لئے راضی ہو جائے گی....

شافع گردن کو دائیں بائیں کرتے ہوئے بولا بہت شکریہ میں اپنے کام خود کر سکتا ہوں....

شافع گاڑی میں بیٹھ گیا تھا....

زایان کی نظر سامنے بیکری پر پڑی جس میں مزے مزے کی چیزوں کی تصاویر لگی تھیں....

وہ فوراً شافع کی گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھا...

شافع حیرت سے بولا تم کہاں آرہے ہو تم اپنی گاڑی لائے ہو اس میں جاؤ.....

وہ سیدھا سیدھا اسے گاڑی سے نکلنے کے لئے بول رہا تھا....

زایان منہ بناتے ہوئے بولا ارے نہیں جا رہا تمھاری گاڑی میں اپنی گاڑی میں ہی جاؤں گا پھر پیچھے اطمینان سے ٹیک لگا کر بولا...

وہ سامنے بیکری دیکھو وہاں لاوا کیک ملتا ہے چلو مجھے دلاؤ.....

شافع کوفت سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر ڈھے گیا تھا....

یار میں نے تمھے کیا گود لیا ہوا ہے یا تم میری کوئی گرل فرینڈ ہو جو کبھی یہ دلا دو، کبھی وہ دلا دو، وہاں لے جاؤ، یہ کام کر دو وہ کام کر دو

زایان اطمینان سے دانت نکالتے ہوئے بولا میں تمھارا معصوم سا بھائی ہوں جسے تم نے گود لیا ہوا اور تم نے ہی اسے لاڈ پیار سے پالنا ہے....

پھر گاڑی سے نکلتے ہوئے بولا جلدی سے گاڑی اس بیکری پر لے جا کر روکو میں اپنی گاڑی میں آرہا ہوں....

شافع نے اسے دیکھ کر دانت پیسے اور گاڑی بیکری کی طرف لے گیا.....

بیکری کے آگے اسنے گاڑی روکی زایان نے بھی اسکے پیچھے ہی گاڑی لگائی تھی...

وہ دونوں ساتھ بیکری کے دروازے کی طرف بڑھے تھے جب آئے نور اور صدیقی صاحب دروازہ کھولتے ہوئے باہر آئے....

شافع موبائل میں مصروف تھا اس لئے اسنے غور نہیں کیا لیکن....

زایان نور کو دیکھ کر فوراً بولا ارے آئے نور تم.....

آئے نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اسکا ایک رنگ آیا تھا اور دوسرا گیا تھا

وہ صدیقی صاحب کے سامنے ان سے بات نہیں کر سکتی تھی کیونکہ صدیقی صاحب کے مزاج سے وہ بہت اچھے سے واقف تھی اور کچھ دیر پہلے جو وہ اس پر پیار دکھا رہے تھے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس میں کمی آئے.....

نور سن کر بھی انجان بن کر آگے بڑھنا چاہتی تھی لیکن صدیقی صاحب رک گئے اور نور کی طرف دیکھ کر پوچھا کون ہے یہ؟؟؟

زایان اور شافع دونوں نے صدیقی صاحب کی طرف دیکھا تھا شافع کو زایان کی حماقت کا اندازہ ہوا تھا....

آئے نور کے ہاتھ کپکپانے لگے بابا وہ یہ لوگ یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں....

پھر ان دونوں کی طرف دیکھ کر دانت پیستے ہوئے صدیقی صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی بابا ہیں میرے....

شافع نے اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھی تھی....

لیکن زایان کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑھا تھا گو اسکے لئے یہ ایک عام سی بات تھی کہ اپنی یونی کی اسٹوڈنٹس سے سلام دعا کر لینا اس لئے اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکی اس سلام دعا سے کتنا بڑا پہاڑ کھڑا ہو سکتا ہے....

نور کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آجائے گا.....

شافع اب زایان کو کھینچ کر بھی نہیں لے جا سکتا تھا کیونکہ صدیقی صاحب ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے....

زایان نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھا کر صدیقی صاحب کو سلام کر کے اپنا تعارف کرایا.....

صدیقی صاحب نے بغیر کسی تاثر کے ساتھ اس سے ہاتھ ملایا....

زایان نے ہاتھ ملایا تھا تو شافع کو بھی ہاتھ ملانا پڑھا

اسلام و علیکم شافع وارثی....

صدیقی صاحب نے اسکے سلام کا جواب دے کر نور کی طرف دیکھا اسکو لگا تھا وہ ابھی گر جائے گی....

اس سے پہلے زایان کچھ اور بولتا شافع فوراً بولا

اچھا خدا حافظ ہم لوگ چلتے ہیں....

شافع اسکا ہاتھ پکڑ کر بیکری میں لے گیا....

زایان نے اچھنبے سے اسے دیکھا تمھیں کیا ہو گیا یار...

اسکا زخم کیسا ہے یہ تو پوچھنے دیتے.....

شافع نے اسکا ہاتھ چھوڑ کر کہا تم پاگل ہو زایان وہ اپنے بابا کے ساتھ تھی اور تم حال چال پوچھنا شروع ہو گئے....

زایان کندھے اچکاتے ہوئے تعجب سے بولا تو اس میں کونسی بری بات تھی یار حال چال ہی تو پوچھا ہے کونسا میں نے اسے پرپوز کیا ہے....

تم نے اسکی شکل دیکھی تھی کیسے پسینے چھوٹ رہے تھے ہو سکتا ہے اسکے بابا کو ہمارا یوں بات کرنا اچھا نا لگا ہو،،، تبھی تو وہ ہم دونوں کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے....

زایان سر کھجاتے ہوئے بولا

ہاں یار میں نے تو سوچا ہی نہیں کہ شاید اسکے بابا کو اچھا نا لگا ہو....

شافع آگے بڑھتا ہوا بولا اسلئے بولتا ہوں کبھی دماغ بھی استعمال کر لیا کرو....

زایان کندھے اچکا کر بولا چھوڑو اب جو ہونا تھا ہو گیا.....

---

*----------

آئے نور اور صدیقی صاحب گاڑی میں آ کر بیٹھے نور نے اسکارف سے چہرہ تھپتھپایا.....

صدیقی صاحب نے گاڑی اسٹارٹ کر دی سارے راستے انھوں نے ایک لفظ نہیں کہا تھا....

آئے نور کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے دل ہی دل میں اسنے زایان اور شافع کو ڈھیروں گالیاں دے ڈالی تھیں....

گھر پہنچ کر صدیقی صاحب لاؤنج کے صوفے پر آکر بیٹھے....

ارمینہ بیگم نور سے پوچھنے لگیں ڈاکٹر نے کیا کہا زخم گہرا تو نہیں ہے؟؟؟؟

نور صوفے پر بیٹھتے ہوئے آہستہ سے بولی نہیں ماما ٹھیک ہے....

صدیقی صاحب اچانک بولے کون تھے یہ لڑکے؟؟؟

ارمینہ بیگم نے حیرت سے پوچھا کون لڑکے....

صدیقی صاحب نور کی طرف دیکھ رہے تھے....

بابا،،،،،

بابا وہ یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں....

تمھاری کلاس کے ہیں؟؟؟

آواز میں سختی تھی....

نور کا دل دھڑکا ہکلاتے ہوئے بولی نہیں بابا دوسرے ڈپارٹمنٹ کے ہیں

تو تمھے کیسے جانتے ہیں؟؟؟

نور خاموش رہی....

ارمینہ بیگم خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں....

صدیقی صاحب نے چیختے ہوئے لفظوں پر زور دیا

تمھیں کیسے جانتے ہیں....؟

نور انھے اسکالرشپ کا نہیں بتا سکتی تھی ہو سکتا تھا وہ اسکا یونیورسٹی جانا ہی بند کر دیتے....

بابا وہ سینئر ہیں کبھی کچھ پوچھنا ہوتا ہے تو وہ بتا دیتے ہیں....

صدیقی صاحب کچھ دیر خاموش رہے....

پھر ایک لمبا سانس کھینچتے ہوئے بولے آئندہ میں کبھی نا دیکھوں کہ بیچ سڑک میں کسی لڑکے نے تم سے بات کی ہے....

یہ سب معاملات صرف پڑھائی تک رکھو دوستیاں بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکل....

نور نے ہونٹ بھینچ کر اثبات میں گردن ہلائی آنسوں نکل کر اسکے گال پر بہنے لگے...

ارمینہ چائے بنا کر کمرے میں دے جاؤ

صدیقی صاحب اٹھ کر کمرے میں چلے گئے....

انکے جاتے ہی نور روتے ہوئے فوراً اٹھ کر کمرے میں چلی گئ

---

*---

ارحام بی اماں کے کمرے میں بیٹھی انکے لئے پھل کاٹ رہی تھی...

لاڈو میری الماری تو کھول ذرا

ارحام نے گردن اٹھا کر انھے دیکھا جی اچھا.....

اسنے الماری کھولی تو بی اماں اشارے سے بتانے لگیں یہ بائیں طرف ہاتھ مار ایک تعویذ رکھا ہو گا....

ارحام وہ تعویذ انکے پاس لے کر آ گئی....

بیٹھ ادھر

ارحام انکے سامنے بیٹھ گئ تو بی اماں تعویذ اسکے ہاتھ میں ڈالنے لگیں ارحام نے فوراً اپنا ہاتھ کھینچا یہ کیا کر رہی ہیں بی اماں....

ارے یہ تعویذ ہے بابا جی نے بھیجا ہے اس سے تو ٹھیک ہو جائے گی ذرا اپنی آنکھیں دیکھ کبھی ان آنکھوں میں کتنی چمک کتنی شرارت ہوتی ہے اور اب ہر وقت ویران پڑی رہتی ہیں....

ایسا لگتا ہے جیسے کسی بلا نے سارے جسم کا خون نچوڑ لیا ہو.....

ارحام خلا میں دیکھتے ہوئے بولی ہاں خون ہی تو نچوڑا ہے قطرہ قطرہ کر کے اور کسی کو خبر تک نہیں ہوئی....

بی اماں پھر سے اسکا ہاتھ آگے کر کے تعویذ باندھنے لگیں تھیں.....

اس سے میری اداسی ختم ہو جائے گی کیا؟؟؟؟

بیٹا بیماری یا شفاء تو اللہ کے ہاتھ میں ہے،،،،

تو آپ ان تعویذوں کو بیچ میں لا کر اللہ کے کام میں دخل اندازی کیوں کر رہی ہیں؟؟؟؟

ارے بیٹا ان میں بھی اللہ کا ہی کلام ہے دیکھنا تو اب بلکل ٹھیک ہو جائے پہلے سے تو کتنی بہتر ہو گئی ہے میری لاڈو.....

ارحام تعویز کو دوسرے ہاتھ سے گھماتے ہوئے بولی ہاں اب میں ٹھیک ہونے لگی ہوں اب سارے راستے آسان لگنے لگے ہیں اب لگ رہا ہے کہ رہوں کو منزلیں تو نہیں ملیں گی لیکن شاید درد کو ٹھکانہ ہی مل جائے....

ارے یہ اتنی مشکل مشکل باتیں مجھ سے نہ کیا کر تو دیکھ یو میں سب ٹھیک کر دوں گی....

کان مروڑ کر شادی کے لئے راضی کروں گی اسے

اور اگر وہ راضی نہ ہوئے تو؟؟؟

تو میں اسکی مرضی کے بغیر شادی کرواؤں گی.....

ایک اذیت میں سے نکال کر دوسری اذیت میں ڈالنا چاہتی ہیں؟؟

ارے کیسی اذیت مجھے تو تیری باتیں سمجھ نہیں آتی لاڈو تو جا جا کر ابراہیم کو بلا کر لا....

میں خود سمجھنے سے قاصر ہوں میں کیا کسی کو سمجھاؤں گی.....

ارحام اٹھ کر چلی گئی،،،

---

*---

شافع گھر پہنچا تو اسکی آنکھیں تھکن سے شدید لال ہو رہی تھیں.....

اسنے کوٹ اور واسکٹ اتار کر صوفے پر رکھی،،،

ٹائی ڈھیلی کر کے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے آنکھوں کو انگلیوں کے پوروں سے مسلتے ہوئے اسنے پیچھے کو سر ٹکا لیا....

کچھ دیر وہ اسی طرح بیٹھا رہا

دروازے پر دستک ہوئی تو اسنے سر اٹھایا....

آجائیں.....

تہمینہ بیگم دروازہ کھول کر اندر آئیں

شافع انھے دیکھ کر مسکرا دیا....

وہ بھی مسکراتے ہوئے شافع کے پاس آکر بیٹھ گئیں....

بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو شافع نے اثبات میں سر ہلا دیا....

کھانا کھایا؟؟؟؟

جی کھا لیا تھا....

آپ نے کھایا؟؟؟ تہمینہ بیگم نے اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا ہاں کھا لیا تھا...

میٹنگ کیسی رہی؟؟؟؟

جی میٹنگ اچھی رہی میں جاتے ہوئے آپکے پاس آتا لیکن.....

میں جانتی ہوں،،،،،

شافع خاموش ہو گیا،،،،

بی اماں کا فون آیا تھا.....

شافع نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اچھا پھر...؟

بہت غصے میں تھیں.....

شافع نے عام سے انداز میں پوچھا کیوں....؟

تم نے شادی سے منا جو کر دیا اسلئے....

شافع کوفت سے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا آخر یہ اچانک سب کو میری شادی کی فکر لاحق کیوں ہو گئی ہے میں کہیں بھاگا جا رہا ہوں یا میری عمر نکلی جا رہی ہے،،،،

سیٹل ہوا نہیں ہوں شادی کر لوں.....

اور ویسے بھی میں نے کہا نا مجھے خاندان میں شادی نہیں کرنی ہے تین چار سال تک تو بلکل بھی نہیں.....

تین چار سال بعد خاندان میں شادی کر لو گے؟؟؟

نہیں ماما میں خاندان میں شادی کبھی نہیں کروں گا.....

بیٹا یہ تو تم کہہ رہے ہو اگر اللہ نے تمھارا نصیب خاندان میں لکھا ہو تب کیا کرو گے.....

شافع انکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا اور اگر اللہ نے میرا نصیب باہر لکھا ہو تو؟؟؟

تہمینہ بیگم کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں پھر بولیں....

تم کسی کو پسند کرتے ہو.....؟

شافع نے آنکھیں گھمائیں....

اوففف سب کو یہ کیوں لگ رہا ہے کہ میں کسی لڑکی کی وجہ سے شادی کے لئے منا کر رہا رہوں کوئی یہ کیوں نہیں سوچ رہا کہ میرے بزنس کو میری ضرورت ہے میں ابھی صرف اپنے کام پر توجہ دینا چاہتا ہوں بس.....

ارحام اچھی لڑکی ہے بیٹا....

شافع کو کوفت ہونے لگی تھی....

فوراً کھڑا ہوتا ہوا بولا تو میں نے کب کہا کہ بری لڑکی ہے وہ ایک اچھی لڑکی ہے اسے کوئی بھی اچھا لڑکا مل جائے گا لیکن مجھے بخش دیں....

بولتے ہی شافع باتھ روم میں چلا گیا تھا.....

---

*----------

آئے نور کمرے میں بیٹھی بے آواز آنسوں بہا رہی تھی ارمینہ بیگم کمرے میں آئیں.....

نور نے آنسوں صاف نہیں کرے روتی ہی رہی....

ارمینہ بیگم اسکے سامنے آکر بیٹھیں

کون تھے وہ لڑکے...؟

آئے نور کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی زایان وہ اسکالرشپ والا لڑکا اور اسکا دوست شافع.....

انھوں نے راستے میں تم سے بات کی تھی جو تمھارے بابا اتنا غصہ کر گئے؟؟؟

ماما وہ اچانک ہمیں بیکری کے باہر مل گئے اگر انسان کسی کو جانتا ہے تو حال احوال تو پوچھ ہی لیتا ہے نا اسنے تو بابا سے بھی سلام دعا کی اس میں اتنا غصہ کرنے والی کیا بات تھی....؟

تم اپنے بابا کو جانتی ہو.....

جانتی ہوں تبھی کہہ رہی ہوں لڑکے لڑکیوں کی بات چیت کو کیا صرف ایک ہی نظریہ سے دیکھا جاتا ہے...

ہاں کیونکہ معاشرہ ایک ہی نظر سے دیکھاتا ہے...

نور دکھ سے بولی لیکن میں انکی بیٹی ہوں ماما کیا میرے لاکھ یقین دلانے پر بھی وہ میرا کبھی یقین نہیں کریں گے کیا ان تئیس سالوں میں ہمارے بیچ یقین کا رشتہ بھی قائم نہیں ہو سکا؟؟؟

مجھے تو لگتا ہے کہ اگر کبھی کوئی راہگیر انھے میرے بارے میں کچھ کہہ دے تو وہ مجھ سے زیادہ اس راہگیر پر یقین کریں گے.....

کیا بیٹیاں اتنی نا قابل یقین ہوتی ہیں؟؟

کیا بیٹیوں کو اس حد تک محبت کے لئے ترسہ دیا جاتا ہے....

میں نے تو ان سے کبھی کوئی فرمائش کوئی خواہش نہیں کی....

میں تو ہر پل انکی محبت کے لئے تڑپی ہوں ہر پل میں نے انکے آگے اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کو زندہ دفن ہوتے دیکھا ہے

لیکن وہ بدلے میں مجھے یقین، بھروسہ، محبت نام کی کوئی چیز نہیں دے سکے

میں نے اپنے بچپن کے ایک ایک دن کو انکی محبت کے لئے ترستے دیکھا ہے ماما...

میں نے اپنے ایک ایک خواب کو انکی ایک دھاڑ کے آگے سسکتے دیکھا ہے....

تو کیا بدلے میں وہ مجھے یہ بھی نہیں دے سکتے کے مجھ پر ایک لمحے کے لئے بھروسہ کر لیں

اگر میری جگہ انکا بیٹا ہوتا تو کیا تب بھی وہ انکے لئے اتنا ہی نا قابل اعتبار ہوتا.....؟

کیا گارنٹی ہے کہ میری جگہ انکا بیٹا ہوتا تو بہت فرمابردار ہوتا، انکا مان رکھنے والا ہوتا اپنے خواب انکے لئے دفنانے والا ہوتا....

ارمینہ بیگم بھیگی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں

وہ کسی جنونی انداز میں سب کہی جا رہی تھی دل میں بہت درد بھر گیا تھا شاید...

پتا ہے ماما آج تو یہ ایک بہت ہی چھوٹی سی بات تھی اگر کل کو کوئی بڑی بات ہوئی نہ تب وہ میری بات سنے بغیر ہی مجھے زندہ دفن کر دیں گے....

کہتے ہی نور اپنے آنکھوں کو رگڑتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی تھی....

---

*---

شافع صوفے پر بیٹھا کام کر رہا تھا سامنے ٹیبل پر لیپ ٹاپ موبائل کتابیں سب بکھری پڑی تھیں....

رات کا ایک بج گیا تھا لیکن کام ختم ہونے کو نہیں آ رہا تھا.....

شام سے اب تک اسنے کافی اور چائے کے آٹھ دس کپ اپنے اندر اتار لئے تھے....

اسنے گھڑی کی طرف دیکھا.....

ایک بھی بج گیا،،،،

اب اسکی ہمت جواب دے رہی تھی ساری چیزیں ٹیبل پر رکھ کر آنکھوں کو سہلاتے ہوئے وہ صوفے پر لیٹ گیا.....

پھر اچانک ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا اور ایک تصویر کھولی.....

مسکراتے ہوئے موبائل سینے پر رکھا اور آنکھیں بند کر لیں....

---

*----------

آئے نور اسٹیشنری شاپ پر نوٹس فوٹو اسٹیٹ کروانے کے لئے کھڑی تھی،،،،

شافع ابھی تک یونی نہیں آیا تھا زایان اپنے ڈپارٹمنٹ کی طرف جا رہا تھا جب اسکی نظر نور پر پڑی اسے دور سے ہی دیکھ کر دوڑتا ہوا اسکی طرف آیا..==

اسلام و علیکم.....

نور نے اسکی طرف دیکھا تو کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے بڑبڑائی کہیں بھی چلے جاؤ یہ بندر ڈھونڈ ہی لیتا ہے....

آپ نے کچھ کہا....

نور فوراً بولی نہیں تو....

وہ زایان کو شافع کی طرح باتیں نہیں سنا سکتی تھی آخر اسنے ایڈمیشن کروایا ہے اسکا....

پھر زایان اسکے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا آپکا ہاتھ کیسا ہے؟؟

آئے نور پھیکا سا مسکرا کر بولی جی پہلے سے بہتر ہے.

ہمم آپکی دوست کہاں ہے نظر نہیں آرہی؟؟؟

کینٹن میں آپکو کوئی کام ہے کیا؟؟؟

زایان کندھے اچکا کر بولا نہیں ایسی پوچھ رہا تھا...

کچھ دیر بعد زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا آپ سے کچھ کہنا تھا...

نور نے تعجب سے پوچھا کیا؟؟؟

سوری....

نور کو حیرت ہوئی سوری کس لئے؟؟؟

وہ کل آپکے بابا آپکے ساتھ تھے اور میں نے بنا سوچے سمجھے ہی سلام دعا شروع کر دی مجھے لگا آپ کو برا لگا ہو گا اس لئے سوری....

نور کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی کوئی بات نہیں بس آئندہ خیال رکھئے گا....

آپ کچھ کاپی کروانے کے لئے کھڑی ہے...؟؟

نہیں میں تو یہاں فلم دیکھنے آئی تھی...

زایان نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا.....

اچھا کہاں ہے سینما اور کونسی فلم لگی ہے؟؟؟

آئے نور سپاٹ انداز میں کھڑی تھی لیکن زایان کی اداکاری دیکھ کر اسکی ہنسی نکل گئی....

زایان اسے دیکھ کر بولا ارے آپ ہنستی بھی ہیں؟؟؟

مجھے تو لگا تھا آپ صرف ڈستی ہیں....

آئے نور نے بھنویں اٹھا کر اسے گھورا...

زایان فوراً ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا مزاق...

پھر اسٹیشنری شاپ پر رش دیکھ کر بولا آپ کو لگتا ہے کہ آج کی تاریخ میں آپ نوٹس کاپی کروا پائیں گی.....

نور رش کی طرف دیکھ کر بولی میں بھی یہی سوچ رہی ہوں....

پھر ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا میں مدد کر دوں؟؟؟

نور نے پہلے کچھ سوچا پھر بولی....

نہیں رہنے دیں پہلے ہی آپکے ایک احسان کی قیمت چکا رہی ہوں اس احسان کے بدلے آپ پتا نہیں کیا مانگ لیں....

زایان اسکے ہاتھ سے نوٹس لیتے ہوئے بولا اب اتنے چھوٹے چھوٹے کاموں کی بھی قیمت نہیں لیتا ہاں آپ اپنی خوشی سے کچھ کھلا دیں تو میں منا تھوڑی کر سکتا ہوں....

پھر دکان میں کھڑے ایک لڑکے کو آواز لگا کر اسنے بلایا....

آپ اسے بتا دیں کیا کیا کاپی کرنا ہے دو منٹ میں کر کے دے دے گا.....

نور اس لڑکے کو نوٹس دے کر مڑی تو زایان اسے ہی دیکھ رہا تھا....

کیا ہوا؟؟؟

زایان موبائل نکالتے ہوئے بولا سوچ رہا ہوں آپ لوگ بغیر ہنسے اور اتنی سنجیدگی سے زندہ کیسے رہ لیتے ہیں؟؟

آئے نور نے آگے پیچھے دیکھتے ہوئے اچھنبے سے پوچھا آپ لوگ مطلب؟؟؟

مطلب کہ آپ اور شافع وہ بھی اسی طرح بغیر ہنسے زندہ رہتا ہے لیکن میں اسے اسطرح رہنے نہیں دیتا میرے ہوتے ہوئے میرا بھائی اداس رہے ایسا ہو سکتا ہے کیا؟؟؟

شافع کا نام سنتے ہی اسکے تیور چڑھے گئے تھے....

اسکے تیور اور تب بگڑے جب شافع وہاں پہنچا....

شافع نے ایک نظر آئے نور پر ڈالی اور فوراً ہٹالی وہ زایان سے ملنے لگا

ارے یار ہم ابھی تمھاری ہی بات کر رہے تھے....

پھر شافع کے کان کے پاس آکر بولا میں نے تو کل والی بات کے لئے سوری بول دیا تم چوٹ والی بات کے لئے بول دو....

شافع نے اسے گھورتے ہوئے کہا میں کیسے کہوں...

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا منہ سے...

دکان والا لڑکا نوٹس کی کاپی لے کر آگیا تھا نور انھے گننے لگی...

شافع زایان کے کان کے پاس آکر بولا میں اس سے کچھ بولوں گا تو یہ پھر سے شروع ہو جائے گی اور مجھ سے اسکی چے پیں برداشت نہیں ہوتی....

تو تم کیا سوری نہیں بولو گے...

آئے نور نے ایک چبھتی ہوئی نگاہ شافع پر ڈالی اور جانے کے لئے مڑی...

زایان نے شافع کو کونی ماری تو وہ فوراً گلہ کھنکار کر بولا سنیں....

آئے نور نے ایک بھنویں اٹھا کر پوچھا...

کیا؟؟؟

شافع دانت پیس کر آہستہ سے زایان سے بولا اسکے اسی ایٹیٹیوڈ سے نفرت ہے مجھے...

جو کہنا ہے کہہ بھی دو فالتو ٹائم نہیں ہے میرے پاس...

شافع نے بھی سپاٹ چہرے سے کہا

سوری...

نور نے حیرت سے پوچھا کس خوشی میں آج کیا سوری ڈے منایا جارہا ہے جو ہر کوئی آکر سوری بول رہا ہے....

شافع نے ضبط سے ہونٹ بھینچے سوری بولنا گناہ ہے؟

زایان نے دل میں سوچا چلو بھئی شروع ہو گئے پھر سے..

نہیں گناہ تو نہیں ہے لیکن تم کیوں سوری بول رہے ہو وجہ بتاؤ...

شافع اپنا سر پکڑتے ہوئے بولا میرا دماغ خراب تھا اسلئے بولا

نور طنزیہ ہنسی سے بولی تمھے اب پتا چلا ہے...

شافع نے حیرت سے پوچھا کیا؟؟؟

یہی کے تمھارا دماغ خراب ہے....

زایان ہنسا شافع نے اسے گھورا تو اسکی ہنسی غائب ہوئی۔۔۔۔۔

شافع نے غصے سے نور کی طرف دیکھ کر کہا میرا کس حد تک دماغ خراب ہے اس بات کا آپکو اندازہ نہیں ہے...

زایان پاس پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا رائٹ....

آئے نور ہاتھ لہراتے ہوئے بولی

اااوو تم کتنے سر پھرے ہو اسکا تمھاری شکل سے اندازہ ہوتا ہے....

شافع بھی ہاتھ باندھتے ہوئے بولا آپ میری شکل سے اتنا جلتی کیوں ہیں؟؟

زایان گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا why وہ جیسے بیچ بیچ میں تبصرے کرنے کے لئے ہی وہاں بیٹھا تھا.....

میں..... جلتی ہوں وہ بھی تمھاری اس لنگور جیسی شکل سے.....

زایان اور شافع دونوں نے ایک ساتھ کہا لنگور؟؟؟؟

زایان کا تو قہقہہ نکلا تھا ہنس ہنس کر وہ کرسی پر ادھر سے ادھر لوٹتا رہا...

شافع تجھے لنگور کہا ہے اسنے....

شافع نے زایان کو کھینچتے ہوئے اٹھایا تم کیا یہاں بیٹھ کر تماشہ دیکھ رہے ہو....

آئے نور بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی تم تماشہ کر رہے ہو تو دیکھ رہا ہے نہ....

شافع دانت پیس کر انگلی اٹھاتے ہوئے آگے بڑھا دیکھیں آپ،،،،

نور پیچھے ہوتے ہوئے دھاڑی پیچھے رہ کر بات کرو تمھے بار بار کیوں یاد دلانا پڑتا ہے....

شافع نے ہونٹ بھینچ کر ہاتھ نیچے کیا آپ سے بات کرنا مطلب دیواروں سے سر ٹکرانا.....

بولتے ہی وہ زایان کو لے کر مڑا....

آئے نور منہ بنا کر اسکی نکل اتارتے ہوئے بولی آپ سے بات کرنا مطلب پتھروں سے سر ٹکرانا

جیسے اس سے بات کرنا مطلب بھینس آں آں بھینس نہیں لنگور کے آگے بین بجانا

ہنہہ....

منہ چڑھا کر آئے نور بھی اپنے ڈپارٹمنٹ کی طرف چل دی

---

*---

شافع اور زایان کلاس لے کر نکلے تھے جب ایک لڑکے نے آکر شافع سے کہا.....

تم دونوں کو سر آیاز نے آفس میں بلایا ہے،،،،

اچھا ٹھیک ہے،،،

شافع اور زایان سر آیاز کے آفس میں پہنچے تو وہ انھی کے منتظر تھے،،،،

آؤ..... شافع اور زایان انکے سامنے والی کرسی پر آکر بیٹھ گئے...

جی سر کوئی کام تھا؟

زایان فوراً بولا جی جی سر بتائیں ہمارے لائق کوئی کام....

سر آیاز مسکراتے ہوئے بولے تم لوگوں کے یونی میں کچھ ہی دن بچے ہیں اگلے ہفتے سے تم لوگوں کے امتحان ہیں

پھر تو تم لوگوں نے اس یونیورسٹی میں پلٹنا ہی نہیں ہے.....

ارے سر کیسی باتیں کر رہے ہیں کیوں نہیں پلٹیں گے اس یونی کی چائے اور پراٹھے ہمیں پلٹنے پر مجبور کر دیں گے،،،

قہقہ بلند ہوا تھا.....

میں نے تم لوگوں کو اس لئے بلایا ہے یونی نے دو دن بعد ایک کنسرٹ ارینج کیا ہے اور اس کنسرٹ میں شافع تمھے پرفارم کرنا ہے.....

زایان خوشی سے اچھلا ارے وہ کنسرٹ...۔

شافع نے اسے گھورا سر دو دن بعد کنسرٹ اتنی جلدی سب کچھ کیسے ہو گا؟...

تم اسکی فکر مت کرو سب کچھ اسٹاف سمبھال لے گا اور ویسے بھی اسٹوڈنٹس کی فرمائش پر ہی تمھے کہا گیا ہے پرفارم کرنے اور ویسے بھی نئے اسٹوڈنٹس کو بھی تو اپنی آواز سننے کا شرف حاصل کرنے دو،،،،،

شافع مسکراتے ہوئے بولا سر ایسا کچھ نہیں ہے.....

زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا، ارے بس بس شرماؤ نہیں تمھارے فینس کی فرمائش آئی ہے...

شافع نے اسے کونی ماری.....

بس سر آپ فکر ہی نہ کریں شافع آجائے گا یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں.....

شافع کی ذمہ داری زایان حیدر کی ہوئی.

یونیورسٹی میں ہر طرف کنسرٹ کی تیاریاں ہونے لگیں بزنس ڈپارٹمنٹ والوں کے امتحان ہونے والے تھے لیکن وہ بھی سب بھول کر اسی میں لگے ہوئے تھے جن میں سے ایک زایان حیدر بھی تھا.....

یار شافع تم کیوں اتنا وبال کر رہے ہو جائے گا سب امتحان تو آنے جانے والی چیز ہیں....

زایان یہ ہمارا آخری سیمسٹر ہے اور آخری امتحان بھی....

زایان بھی منہ بنا کر بولا ہاں تو یونی میں بھی ہمارا یہ آخری کنسرٹ ہے پھر تو زندگی بھر ہم نے لوگوں سے کولیبریشن کرنی ہے کنسرٹ نہیں....

شافع زایان کو گھورتے ہوئے بولا تمھے امتحانوں کی ذرا سی بھی فکر نہیں ہے؟؟؟

زایان فخر سے دائیں بائیں گردن ہلا کر بولا بلکل بھی نہیں تم جو ہو فکر کرنے کے لئے.....

شافع آنکھیں چڑھا کر بولا میں تمھے ایک الفاظ نہیں دیکھاؤں گا....

زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا میری جان وہ تو وقت بتائے گا.... ویسے یار ایک بات تو بتاؤ.....؟

کیا؟؟؟؟

تمھے نور کیسی لگی؟؟؟

شافع نے اسکا ہاتھ کندھے سے ہٹا کر اسکی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھا..

کیا مطلب کیسی لگی؟؟

زایان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ایسی پوچھ رہا ہوں مطلب اچھی لگتی ہے بری لگتی ہے؟؟

شافع خلا میں دیکھ کر دانت پیستے ہوئے بولا

"زہر لگتی ہے"

زایان کا قہقہہ بلند ہوا تھا اگر ابھی آئے نور سامنے کھڑی ہوتی تو کہتی اگر اتنی ہی زہر لگتی ہوں تو کھا کر مر جاؤ....

زایان نے اداکاری کرتے ہوئے کہا تھا....

شافع نے چڑتے ہوئے کہا ہم اس بلع کے بارے میں بات ہی کیوں کر رہے ہیں کیا کوئی اور بات نہیں ہے کرنے کو؟

زایان شرارت سے بولا،،،،اتنی بھی بری نہیں ہے جتنی بری تمھے لگ رہی ہے....

شافع آنکھیں گھماتا ہوا بولا اتنی اچھی بھی نہیں ہے جتنی تمھے لگ رہی ہے.....

زایان فوراً بولا توبہ توبہ کس نے کہا کے وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے؟؟

تم جس طرح اسکی سائڈ لے رہا کوئی بھی یہ بولے گا....

میں اسکی سائڈ نہیں لے رہا ہٹلر تو وہ ہے لیکن پتا نہیں کیوں تم سے وہ زیادہ چڑتی ہے؟؟؟

زایان نے سوچتے ہوئے کہا ویسے میں نے فلموں میں دیکھا ہے پہلے لڑکا لڑکی لڑتے ہیں پھر پیار ہو جاتا ہے.....

کہیں تمھارے ساتھ تو ایسا نہیں ہونے والا؟

شافع نے کھا جانے والی نظروں سے گھورا تو وہ اسے اور چڑھانے کے لئے بولا...

ویسے جوڑی خوب جمے گی "دو ہٹلر ساتھ ساتھ"

بولتے ہی زایان نے دوڑ لگائی تھی کیونکہ شافع کا مکا ہوا میں بلند ہوا تھا....

---

*---

آئے نور بالکنی کے جھولے میں بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی جب اسے منہا آتی ہوئی نظر آئی...

بیل بجنے سے پہلے ہی اسنے دروازہ کھول دیا تو منہا حیرت سے بولی

کیا میرے استقبال کے لئے پہلے سے کھڑی تھیں؟

نور مسکراتے ہوئے بولی میں نے تمھے بالکونی میں سے دیکھ لیا تھا....

منہا ارمینہ بیگم سے ملی تو وہ دونوں نور کے کمرے میں آ گئیں..

کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد منہا نور سے بولی کل کنسرٹ میں چل رہی ہو نا پھر؟

نور نے حیرت سے پوچھا کونسا کنسرٹ؟

لو تمھے پتا ہی نہیں ہے کل یونی میں کنسرٹ ہے...

اچھا مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کون آرہا ہے؟ ویسے

یہ تو نہیں پتا مجھے کہ کون آرہا ہے....

نور کچھ سوچتے ہوئے بولی ٹائمنگ کیا ہیں...

شام میں شروع ہو گا واپسی میں رات ہو جائے گی....

نور افسردگی سے بولی پھر میں تو نہیں جا سکوں گی...

منہا اپنا موبائل نکال کر کسی کو میسج کر رہی تھی..

تم نے سنا میں نے کیا کہا....؟

منہا نے فوراً گردن اوپر کر کے کہا

ہاں وہ میں کہہ رہی تھی تم کیوں نہیں آسکو گی...؟

ارمینہ بیگم ناشتے کی ٹرے لے کر اندر آئی تھیں....

کون کہاں نہیں آسکے گا بھئی...

نور چیزیں اٹھا کر منہا کے سامنے رکھنے لگی کچھ نہیں ماما ہم بس ایسی بات کر رہے تھے...

منہا فوراً بولی کیسے کچھ نہیں آنٹی سنیں میں بتاتی ہوں کل یونیورسٹی میں کنسرٹ ہے اور نور جانے سے منا کر رہی ہے....

ارمینہ بیگم نے پہلے نور کو دیکھا پھر منہا سے بولیں ہاں بیٹا یہ تو نہیں جائے گی اسکے بابا اجازت نہیں دیں گے....

منہا اصرار کرتے ہوئے بولی آنٹی پلیز جانے دیں انکل سے آپ بات کر لئے گا....

ارمینہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بیٹا اسکے بابا نہیں مانیں گے....

انکے جانے کے بعد نور فوراً بولی کیا ضرورت تھی ماما کو بتانے کی جب میں نے کہا کہ نہیں جاسکتی مطلب نہیں جاسکتی.....

منہا موبائل میں مصروف رہتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی....

مجھے لگا آنٹی انکل سے بات کرلیں گی....

نور خاموش ہوگئی اسکا خود کا بہت دل تھا جانے کا لیکن اسے پتا تھا وہ نہیں جاسکے گی....

---

*---

شافع اور زایان اب یونیورسٹی سے سیدھا آفس آجایا کرتے تھے شافع جتنا مصروف رہتا تھا زایان اتنا ہی فارغ زایان آفس میں اپنے کمرے میں بیٹھا ٹیبل پر پاؤں رکھ کر پوری دل جوئی سے موبائل میں گیم کھیل رہا تھا.....

شافع دھاڑ سے دروازہ کھول کر آیا تو زایان نے اسکی طرف دیکھا پھر وآپس گیم کھیلنے لگ گیا...

شافع غصے میں تھا زایان کو اسطرح اطمینان سے گیم کھیلتا دیکھ کر اسنے ضبط سے سانس کھینچنا...

غصہ ضبط کرنے کی وجہ سے اسکے کان کی لویں سرخ ہونے لگی تھیں...

زایان نے پھر نظر اٹھا کر دیکھا خیریت تو ہے اتنے لال پیلے کیوں ہو رہے ہوں....

شافع زور سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر جھکا...

اور چینختے ہوئے بولا دو گھنٹے ہو گئے فائل بھجوائے ہوئے تم نے ابھی تک اپڈیٹ نہیں کیا اور یہاں تم مزے سے ٹانگیں پھیلا کر گیم کھیل رہے.....

زایان نے ٹانگیں نیچے کریں موبائل سائڈ پر رکھا سیدھا ہوتے ہوئے بولا....

چیک کرنے ہی والا تھا یار بس وہ پیسٹری منگوائیں تھیں وہ آجائیں پھر دیکھ لیتا ہوں....

شافع نے دانت پیس کر بالوں پر ہاتھ پھیرا.....

زایان تم کب سنجیدگی سے کام لوگے...

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا یار میں کیوں سنجیدگی سے کام لوں گا میں اپنے دماغ سے کام لوں گا

اپنی بات پر اسنے خود ہی قہقہہ لگا دیا تھا لیکن جب شافع کے تیور بگڑے ہوئے محسوس ہوئے تو فوراً اپنی ہنسی کو قابو کرتے ہوئے سیدھا ہوا....

پھر فائل کھینچتا ہوا بولا اچھا بس اب ایسے گھورو مت کر لیتا ہوں چیک اس میں اتنا غصہ کرنے والی کیا بات ہے....

شافع اسکے قریب آیا زایان کی کرسی کو زور سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھاتے ہوئے بولا...

میرے پاس پندرہ منٹ میں فون آجائے کے تم نے کمپنی کو اپڈیٹ کر دیا ہے ورنہ پندرہ منٹ بعد میں ہیڈ کوارٹر میں فون لگاؤں گا.....

اسکی کرسی کو واپس گھما کر شافع جانے کے لئے پلٹا تو زایان کھڑے ہوتے ہوئے بولا....

آوئے کونسا ہیڈ کوارٹر؟؟

شافع بنا پلٹے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا حیدر آفاق کے ہیڈ کوارٹر.....

زایان فوراً واپس کرسی پر بیٹھا....

شافع چلا گیا تو خود سے ہی بولا

یہ لڑکا تو دھمکیوں پر اتر آیا ہے کچھ تو کرنا ہوگا اس لڑکے کا....

اب بتاؤ میں معصوم جان کیا کیا کروں یونیورسٹی بھی جاؤں، آفس بھی آؤں امتحان کی تیاری بھی کرو....

زایان نے سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کرسی سے ٹیک لگالی....

پیسٹری آجائے پھر ہی کام کروں گا۔۔۔۔

پھر اچانک شافع کی دھمکی اسکے کانوں میں گونجی تو سیدھا ہوا....

نہیں نہیں اگر اس ہٹلر کے پاس فون نا آیا تو وہ ہیڈ کوارٹر فون گھمادے گا.....

پھر لیپ ٹاپ آگے کرتے ہوئے بولا آجاؤں بھئی تمھے بھی زایان حیدر سے کام لینے کا شرف بخشیں تم بھی کیا یاد رکھو گے کسی "مشہور و معروف بزنس مین زایان حیدر" نے تم پر کبھی کام کیا تھا.....

---

*----------

صدیقی صاحب دفتر سے آکر کھانے سے فارغ ہوئے تو کمرے میں آکر لیٹ گئے ارمینہ بیگم انکے پاس آئیں.....

کچھ دیر تو وہ خاموش بیٹھی رہیں پھر آہستہ آہستہ بولیں آپ سے ایک بات کرنی تھی.....

صدیقی صاحب سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے بولے بولو.....

وہ.....وہ دراصل میں یہ کہنا چاہ رہی تھی....

صدیقی صاحب چڑ کر بولے اب بول بھی چکو کتنی تمہیدیں باندو گی؟

ارمینہ بیگم اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے ڈر ڈر کر بولیں کل نور کی یونیورسٹی میں کنسرٹ ہے....

تو میں کیا کروں؟؟

آپ نور کو جانے کی اجازت دے دیں....

صدیقی صاحب اٹھ کر بیٹھے نور نے تمھے سفارش کرنے کے لئے بھیجا ہے....؟

ارمینہ بیگم فوراً بولیں نہیں نہیں نور نے تو کچھ نہیں کہا میں خود بول رہی ہوں.....

تو جب اسنے کچھ نہیں کہا تو تمھے کیوں اسے بھیجنے کی لگ رہی ہے....

دراصل وہ جانا چاہتی ہے لیکن آپ اجازت نہیں دیں گے اسلئے وہ ڈر رہی ہے بات کرنے سے.....

صدیقی صاحب کچھ دیر خاموش رہے کس وقت ہے کنسرٹ؟؟؟

شام میں ہے رات تک چلے گا.....

صدیقی صاحب فوراً بولے رہنے دو کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی اسے بولو گھر میں بیٹھے.....

دیکھیں پلیز جانیں دیں اسکی ساری دوستیں جا رہی ہیں اور کنسرٹ یونیورسٹی میں ہی ہے

صدیقی صاحب سختی سے بولے میں نے منا کر دیا نہ بس نہیں تو نہیں

نور باہر کھڑی دروازے سے لگی سب سن رہی تھی....

سنتے ہی وہ دبے قدموں اپنے کمرے کی طرف واپس چلی گئی.....

صدیقی صاحب کے تیور دیکھ کر اور اصرار کرنے کی ارمینہ بیگم کی ہمت نہیں ہوئی.....

---

*---

دوسرے دن یونیورسٹی میں پڑھائی کم تیاریاں زیادہ ہوئی تھی.....

نور اسکالرشپ کے بدلے زایان کی پیٹ پوجا کرانے بیٹھی تھی.....

منہا مسلسل موبائل میں مصروف تھی اور نور کا چہرہ اترا ہوا تھا....

کھاتے ہوئے زایان نے نور کی طرف دیکھ کر پوچھا خیریت تو ہے آج تو چاند گرہن بنی بیٹھی ہو....

نور نے تعجب سے پوچھا چاند گرہن مطلب؟

زایان کھاتے ہوئے بولا تمھارے نام کا مطلب ہے نا" چاند کا نور "اور تم بجھی بجھی بیٹھی ہو تو ہوئی نہ چاند گرہن....

بولتے ہی زایان نے خود کو داد دی

"واہ زایان واہ"

نور نے کھسیانے انداز میں کہا مطلب کچھ بھی.....

اچھا یہ بتاؤ آج شام کنسرٹ میں آرہی ہو؟؟؟

نور کا چہرہ پھر بجھ گیا نہیں میں تو نہیں آرہی منہا آئے گی....

زایان نے منہا کہ طرف دیکھا جو موبائل میں ہی مصروف تھی.....

زایان نے نور سے پوچھا تم کیوں نہیں آؤ گی؟؟؟

آئے نور کندھے اچکا کر بولی ایسی ہی....

ویسے اگر آتیں نا تو ہم تمھیں فری میں مہنگے والے کنسرٹ کا مزاح دلواتے.....

ویسے پرفارم کرنے کون آرہا ہے؟ نور نے پوچھا

زایان جوس پیتے ہوئے بولا یہ تو سیکریٹ ہے سر نے بچوں کو بتانے سے منا کیا ہے....

نور نے بھنویں اٹھا کر اسے گھورا زایان اسکی گھوری کو نظر انداز کر کے بولا

ارے آجاؤ یار بریانی کا بھی انتظام کیا ہے ہم نے سب کو تھیلی میں بھر کے دینگے....

نور کی ہنسی چھوٹ گئی تھیلی میں بھر کے دو گے.....

ہاں نا ورنہ اگر کھلانے لگے تو لڑکیاں اور مانگنے آجاتی ہیں، اور جب وہ کھانے پر آتی ہیں تو اللہ معاف کرے زایان نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا

اپنے میک اپ کی بھی پرواہ نہیں کرتی بس بوٹی بوٹی کے نعرے لگ رہے ہوتے ہیں.....

آئے نور نے منہ پر ہاتھ رکھ کر قہقہہ لگایا تھا.....

وہ چاہے جتنی بھی کوشش کر لے لیکن زایان کی کسی نا کسی بات پر اسے ہنسی آ ہی جاتی تھی

زایان نے اسے دیکھا تو تبصرہ کرے بغیر نہیں رہ سکا ہنستے ہوئے بھی لوگ اچھے لگتے

ہیں.....

نور نے فوراً اپنی ہنسی کو قابو کیا اور گھورتے ہوئے بولی زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں

ہے-----

زایان فوراً بولا ڈستے ہوئے لوگ ناگن لگتے ہیں.....

پھر نور کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا اب ٹھیک ہے.....؟

نور نے ٹیبل پر پڑی پلیٹ اسے مارنے کے لئے اٹھائی تو زایان پیچھے ہوتے ہوئے بولا لڑکی

تو تشدد کرنے پر اتر آئی ہے----

نور پلیٹ واپس رکھتے ہوئے بولی یہ لڑکی قتل بھی کر سکتی ہے.....

زایان اسے دیکھ کر شرارت سے بولا

اندازہ ہے مجھے.....

نور کو اسکی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا اسلئے اس پر برسی نہیں....

تواب بتاؤ آؤ گی؟؟؟

نور لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولی

کہانہ نہیں.....

زایان حیرت سے منہ کھول کر بولا تو کیا بریانی کی محبت نے بھی تمھے نہیں کھینچا؟؟؟

نور بھنویں اچکاتے ہوئے بولی کھانے کی محبت صرف تمھیں کھینچ سکتی ہے ہمیں نہیں....

زایان مصروف سے انداز میں بولا پوائنٹ....

نور اٹھ کر جانے لگی تو زایان فوراً بولا کہاں جارہی ہو....

کلاس میں....

زایان نے اسے چڑانے کے لئے کہاارے بیٹھو نا ابھی شافع آرہا ہے....

نور نے دانت پیس کر اسے گھورا اور ٹیبل سے پلیٹ اٹھا کر واپس زور سے پلیٹ ٹیبل پر پٹھکی اور چلی گئ.....

زایان اسے جاتے ہوئے دیکھ کر بولا جانا تھا تو ایسی چلی جاتی پلیٹ پٹکھنے کی کیا ضرورت تھی پھر شرٹ کے کالر کھڑے کرتے ہوئے بولا چلو کوئی بات نہیں سب کا اپنا اپنا اسٹائل ہوتا ہے.....

---

*---

شافع باہر نہیں آیا تو زایان خود اسکے پاس چلا گیا.....

شافع پوری طرح لیپ ٹاپ میں کام کرنے میں مگن تھا زایان اسکے برابر میں آکر بیٹھا

میں تمھارا کب سے کیفے میں انتظار کر رہا ہوں اور تم یہاں ہو....

شافع نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا اپنے کام میں مصروف رہا...

تم سن رہے ہو؟؟

ہاں میں کانوں سے سنتا ہوں آنکھوں سے نہیں....

زایان اداکاری کرتے ہوئے بولا

اچھاااا تو تم کانوں سے سنتے ہو واہ کیا اچھی انفارمیشن دی ہے.....

شافع نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اسے گھورا....

زایان پیچھے ہوتے ہوئے بولا سنتے تم بیشک کانوں سے ہو لیکن بول آنکھوں سے ہی دیتے ہو.....

شافع اسے گھورتا ہوا ہی بولا تو میری آنکھوں نے تمھے یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ میں اس وقت بہت مصروف ہوں اور تمھارے جوکس سننے کا میرے پاس بلکل بھی ٹائم نہیں ہے.....

زایان نے آنکھیں پٹپٹا کر اثبات میں گردن ہلائی.... شافع دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا.....

زایان کچھ دیر خاموش رہا پھر لیپ ٹاپ میں جھانکتے ہوئے بولا کر کیا رہے ہو؟

شافع اسکی طرف دیکھے بغیر بولا کام....

ہمممم۔۔۔۔۔اچھا کونسا کام؟؟؟؟

شافع نے دانت پیستے ہوئے کہا وہی کام جو کل آپکو دیا تھا.....

زایان نے بالوں پر ہاتھ پھیرا.....

اچھا اچھا تو کوئی بات نہیں بھائی کا ہی کام کر رہے ہو کسی غیر کا نہیں.....

شافع کچھ نہیں بولا

کچھ دیر بعد زایان بولا تمھے پتا ہے کنسرٹ میں وہ ہٹلر نہیں آ رہی.....

شافع نے کام چھوڑ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اللہ تیرا شکر....

زایان نے قہقہہ لگایا

ہاہاہاہاہاہایار تم دونوں ایک دوسرے سے کتنا چڑتے ہو ایک وہ ہے جس نے تمھارا نام سنتے ہی پلیٹ ایسے پٹھکی جیسے ابھی توڑ دے گی اور ایک تم ہو جو اسکے نہ آنے پر شکر ادا کر رہے ہو....

پھر ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے بولا اور ایک ہم ہیں.....

شافع اپنا سامان سمیٹتے ہوئے بولا

زایان اپنی باتیں بنانا بند کرو اور تمھے جو ای میل کرنی ہیں وہ آج رات تک ہو جانی چاہیے میں گھر جا رہا ہوں شام میں یونی آجاؤں گا.....

بولتے ہی شافع اسکا کندھا تھپتھپا کر نکل گیا تھا....

زایان اپنی انگلیوں کو واہ والے انداز میں گھما کر بولا

بہت اچھے آرڈر دیا اور نکل لئے.....

زایان کی کلاس کی ایک لڑکی اسکے پاس آئی تھی

جو مسکراتے ہوئے بولی ہائے زایان شام میں آرہے ہو نہ؟؟

زایان بھی مسکرا کر فری ہوتے ہوئے بولا تمھے کیا لگتا ہے میرے بغیر کنسرٹ ہو گا....

اس لڑکی نے لہرا کر قہقہہ لگایا اور زایان سے باتوں میں مصروف ہو گئی

---

*----------

نورٹی وی لون میں اداس سی بیٹھی گھڑی کی سوئیاں ناپ رہی تھی اب تو شاید کنسرٹ شروع بھی ہو گیا ہو گا.....

صدیقی صاحب آفس سے آکر کمرے میں آرام کر رہے تھے ارمینہ بیگم بیٹی کی اداسی کی وجہ سے پھر سے ان سے سفارش کرنے گئی تھیں....

دیکھیں آپ پلیز اسے جانے دیں وہ جلدی آجائے گی آپ کونسا اسے کہیں لے کر جاتے ہیں.....

میں نے منا کر دیا نہ ایک بار وہ نہیں جائے گی.....

ارمینہ بیگم کچھ دیر کھڑی رہیں پھر غصے سے بولیں

وہ آپ سے کچھ بولتی نہیں ہے اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسکا دل نہیں ہے ماں باپ بچوں کی آنکھوں کو پڑتے ہیں لیکن آپ شاید وہ بھی پڑنے سے قاصر ہیں.....

ارمینہ بیگم بولتے ہی کمرے سے نکل گئیں تھیں صدیقی صاحب وہیں بیٹھے سوچوں میں گم ہو گئے تھے....

آئے نور اٹھ کر کمرے میں چلی گئی کیونکہ اسے پتا تھا کوئی آس لگانا بیکار ہے.....

وہ کمرے میں جا کر لیٹی ہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئے.....

آجائیں....

صدیقی صاحب دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئے نور اٹھ کر بیٹھ گئی.....

پانچ منٹ میں تیار ہو کر آجاؤ میں نیچے تمھارا انتظار کر رہا ہوں کہتے ہی صدیقی صاحب واپس جانے کے لئے پلٹے تھے....

نور نے فوراً کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا لیکن کیوں بابا کہیں جانا ہے.....

ہاں تمھاری یونیورسٹی میں کنسرٹ ہے نا جانا نہیں ہے کیا؟؟؟

صدیقی صاحب کمرے سے باہر چلے گئے پہلے تو نور کو انکی بات سمجھ نہیں آئی اور جب سمجھ میں آئی تو وہ خوشی سے بیڈ پر کودی،،،،،،

پھر بھاگ کر باہر گئی اور جا کر ارمینہ بیگم کے گلے لگ گئی تھینکیو سو مچ ماما....

ارمینہ بیگم نے حیرت سے پوچھا کس لئے....

اپنے بابا کو منا لیا اسلئے بابا مجھے ابھی یونیورسٹی لے کر جا رہے ہیں کنسرٹ میں....

ارمینہ بیگم نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا....

چلو پھر تم جاؤ تیار ہو دیر کرو گی تو وہ غصہ کریں گے....

نور جلدی سے کمرے میں بھاگی.....

کچھ دیر بعد وہ تیار تھی اسنے آسمانی کلر کی فراک پہنی ہوئی جس میں جگا جگا بلیک دھاگے سے کڑھائی ہوئی تھی....

ہاتھ میں گھڑی باندھ کر اسکارف باندھا اور چادر اٹھا کر نیچے کی طرف بھاگی میک اپ کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ صدیقی صاحب اسے چھوڑنے جا رہے تھے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ گاڑی سے ہی اسے واپس پلٹا دیں اس لئے اسنے میک اپ سے فاصلہ برتہ تھا وہ خود بھی زیادہ میک اپ نہیں کرتی تھی جو تھوڑا بہت کرتی تھی وہ بھی نہیں کرا تھا۔۔۔۔

وہ گاڑی میں جا کر بیٹھی تو صدیقی صاحب نے گاڑی یونیورسٹی کی طرف بڑھالی....

راستہ خاموشی سے ہی گزرہ یونیورسٹی پہنچ کر صدیقی صاحب نے نور سے واپسی کا ٹائم پوچھا تو اس نے ساڑھے تین گھنٹے کے بعد کا ٹائم دے دیا

تم اکیلی یا کسی اور کے ساتھ مت نکلنا میں خود لینے آؤں گا نور نے سر جھکائے ہوئے ہی بولا جی بابا....

نور گھر پر پہنچی تو ارمینہ بیگم نے حیرت سے پوچھا تم اتنی جلدی آ گئیں کنسرٹ ختم ہو گیا تھا کیا؟؟؟؟

نور نے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا نہیں کنسرٹ تو چل رہا تھا بس میرا دل نہیں لگا تو میں آ گئی.....

ارمینہ بیگم فریج کھولتے ہوئے بولیں اچھا تم نے کچھ کھایا یا کھانا گرم کروں..؟

نور کمرے کے طرف جاتے ہوئے بولی نہیں ماما رہنے دیں مجھے بھوک نہیں ہے....

نور کپڑے چینج کر کے آئی بیڈ پر بیٹھ کر اپنی دونوں کلایوں کو دیکھا جو ابھی بھی ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھیں اور درد کر رہی تھیں.....

نور نے آہستہ آہستہ اپنی کلایوں کو سہلایا اسکے دل میں شافع کے لئے غصہ اور بھی بڑھ گیا تھا لیکن اسکا غصہ دیکھنے کے بعد یہ بات تو طے تھی کہ اب وہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بیڑھے گی نہیں....

کنسرٹ کیونکہ یونی میں تھا تو بارہ بجتے ہی ختم ہو گیا زایان اور انکی کلاس کے لڑکوں کا گھومنے جانے کا پروگرام تھا لیکن کنسرٹ ختم ہوتے ہی شافع نے وہاں سے نکلنے کی کی تھی....

زایان نے اسے بہت روکا لیکن اسنے کہہ دیا کہ اسے طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی اسلئے زایان نے اسے جانے دیا.....

یونیورسٹی سے نکل کر اسنے گاڑی گھر کی طرف موڑنے کے بجے سمندر کی طرف موڑ لی.....

اسنے گاڑی سمندر کے قریب والی سڑک پر ہی روک لی آگے نہیں گیا گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کر سمندر کو دیکھنے لگا.....

اسے اپنے اوپر غصہ تھا اسے نور کو ہرٹ نہیں کرنا چاہیے تھا، اسے غصے میں اسطرح اسکا ہاتھ نہیں پکڑنا چاہیے تھا۔۔۔اگر انھے کوئی دیکھ لیتا تو بہت بڑا اشو بن سکتا تھا کیونکہ شافع سب کی نظروں میں رہنے والا انسان تھا اسکی یہ چھوٹی سی غلطی نور کے لئے بہت پریشانیاں کھڑی کر سکتی تھی....

یہ سوچتے سوچتے اسے اچانک اس بات پر غصہ آنے لگا کہ وہ نور کو سوچ ہی کیوں رہا ہے آخر وہ لڑکی اسکے حواسوں پر اتنا کیوں ہو رہی ہے....

اسنے غصے سے کراہتے ہوئے گاڑی کے ٹائر پر لات ماری بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گُدی پر ہاتھ ٹکا کر گردن جھکالی.....

کچھ دیر یوں ہی کھڑے رہنے کے بعد اسنے گاڑی کھولی اور بیٹھ گیا اسٹیئرنگ ویل پر ہاتھ رکھ کر سامنے دیکھتے ہوئے اسنے دل میں ارادہ کر لیا تھا

اب کچھ بھی ہو جائے وہ نور سے فاصلہ رکھے گا اسنے خود سے یہ سوچ لیا تھا کہ وہ اب اس سے کوئی فالتو بحث نہیں کرنا چاہتا

لیکن اسے خود نہیں پتا تھا کہ وہ اپنی وجہ سے نور کے لئے مشکلات نہیں کھڑی کرنا چاہتا....

زایان دوستوں کے ساتھ گھوم کر دو بجے چوروں کی طرح گھر میں گھوسہ اور دبے پاؤں سیڑھیاں چڑنے لگا

اچانک حیدر صاحب نے اسے آواز لگائی یہ کونسا وقت ہے گھر آنے کا....

زایان نے زبان دانتوں تلے دبائی ایک آنکھ بند کر کے مڑا بابا وہ یونیورسٹی میں کنسرٹ تھا نہ اسلئے دیر ہو گئی....

جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے کنسرٹ بارہ بجے ہی ختم ہو گیا تھا کہاں آوارہ گردیاں کرتے پھر رہے تھے ؟؟؟

ارے بابا دوستوں کے ساتھ تھا.....

زایان انھے ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بھڑک پڑے.....

امتحانوں کی کچھ فکر ہے تمھے ؟

گھوم تو تم ایسے رہے ہو جیسے ساری کتابیں رٹی ہوئی ہوں....

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا جی جی بابا سب رٹی ہوئی ہیں آپ فکر ہی نہ کریں....

پتا ہے مجھے کے کتنی تیاری ہے تمھاری حیدر صاحب آگے آتے ہوئے بولے دیکھو زایان اگر تمھارا رزلٹ خراب آیا نہ تو اپنا ٹھکانہ کہیں اور دیکھ لینا میں گھر میں نہیں گھسنے دوں گا تمھے....

زایان ہنسی دباتے ہوئے بولا تو ریزلٹ دیکھنے کیا باہر گیٹ پر آئیں گیں...؟

حیدر صاحب نے اسکا کان مروڑا.....

زایان چینخا ماما.....

ماما اپنے شوہر کو دیکھیں مجھ پر تشدد کر رہے ہیں حیدر صاحب نے اسکا کان چھوڑ کر اسے گھورا.....

زایان میں تمھے بتا رہا ہوں تم سیریس ہو جاؤ،،،اور تم آفس گئے تھے؟؟؟

زایان نے سر کھجایا پیچھے ہوتے ہوئے بولا نہیں وہ یونیورسٹی میں تھا نہ تو کیسے جاتا؟؟؟

حیدر صاحب نے ضبط سے سانس کھینچ کر چہرے پر ہاتھ پھیرا.....

پھر دھمکی دینے والے انداز میں بولے میں تمھے صرف امتحانوں تک کے لئے رعایت دے رہا ہوں امتحان ختم ہوتے ہی تم صبح نو سے شام چھ بجے تک کے درمیان مجھے گھر پر نظر نہ آؤ.....

زایان خوش ہوتے ہوئے بولا اچھا پکی بات ہے؟؟؟

حیدر صاحب نے دانت پیستے ہوئے کہا گھر پر نظر نہیں آؤ مطلب اس وقت تم آفس میں ہو....

زایان آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اوہ تو یہ مطلب تھا آپکا میں سمجھا آپ بول رہے ہیں کہ پورا دن باہر گھومو حیدر صاحب دانت پیستے ہوئے آگے بڑھے تھے وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا

سب سے اوپر والی سیڑھی پر پہنچ کر بولا بابا میرے آفس کے سامنے بہت سارے ریسٹورنٹ ہیں وہ بند کروا دیئے گا ورنہ ہو سکتا ہے میں اپنے دن رات ان ریسٹورنٹ کے نام کر دوں.....

زایان میں تمھے،،، حیدر صاحب اسے مارنے کے لئے تیز تیز سیڑھیاں چڑھنے لگے....

زایان تیزی سے کمرے میں بھاگا اور دروازہ لوک کر دیا وہ کمرے میں چلا گیا تو حیدر صاحب اسکی باتوں کو سوچ کر ہنسے "میرا بیٹا نہ جانے کس جن پر چلا گیا ہے"

شافع سو رہا تھا جب نیند میں اسے کسی کے تیز تیز بولنے کی آواز آئی....

آنکھیں کھول کر گھڑی کی طرف دیکھا تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے

اسنے آنکھیں مسلتے ہوئے سوچا یہ کون اتنی زور زور سے بول رہا ہے ہمارے گھر میں تو کوئی تیز آواز میں باتیں نہیں کرتا.....

اسنے شرٹ کے آدھے کھلے بٹن لگائے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور کمرے سے باہر نکل گیا.....

سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اسکی نظر لاؤنج پر پڑی جہاں بی اماں کھڑی زور زور سے ملازموں کو گاڑی میں سے سامان لا کر رکھنے کا کہہ رہی تھیں انکے ساتھ ایک ملازمہ بھی تھی وہ کوئی دس بارہ ٹوکرے اپنے ساتھ لائی تھیں جس میں نا جانے کیا کیا بھرا ہوا تھا.....

تہمینہ بیگم انکے پاس ہی کھڑی پریشانی سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھیں اور تیمور صاحب بی اماں کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے.....

شافع جلدی جلدی سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا بی اماں کی نظر اس پر پڑی تو باہیں پھیلا کر بولی

شافع میرا بچہ آجا دادو کے گلے لگ جا.....

شافع ان سے جا کر ملا دادو آپ اتنی صبح صبح اور یہ اتنا سامان کیا ہے یہ۔۔۔۔

بی اماں اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولیں کیا میں صبح صبح اپنے پوتے سے ملنے نہیں آسکتی؟؟؟؟

شافع انھے اندر لاتے ہوئے بولا جی بلکل آسکتی ہیں آپ آئی کس کے ساتھ ہیں؟؟؟

بی اماں صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولیں لو بھلا مجھے بھی کسی کو ساتھ لانے کی ضرورت ہے

دو ملازموں کو پکڑا سامان گاڑی میں بھرا اور آگئی.....

تہمینہ بیگم بولیں اماں میں آپ کے لئے ناشتہ لگواتی ہوں.....

بی اماں منا کرتے ہوئے بولیں نہ نہ میں سب کھا پی کر آئی ہوں ہاں بس شافع کے ساتھ چائے پیوں گی جلدی بنوالاؤ...

تیمور صاحب بولے اماں آپ اکیلے کیوں آئیں کسی کو ساتھ لے آتیں.....

بی اماں منہ بناتے ہوئے بولیں ابراہیم تو آنے کے لئے راضی نہیں تھا اور عائشہ یا کسی اور کو میں خود نہیں لائی.....

شافع نے حیرت سے پوچھا چاچو آنے کے لئے راضی نہیں تھے لیکن کیوں؟؟؟

بی اماں بولیں تو اسے چھوڑ تو یہ بتا میری یاد نہیں آتی تجھے اور کتنا دبلا ہو گیا ہے کچھ کھاتا پیتا نہیں ہے؟؟؟؟

شافع نے اپنے اوپر نظر دوڑائی میں دبلا ہو گیا ہوں؟؟؟

ہاں نہ رنگ بھی دیکھ کیسے پھیکا پڑ رہا ہے.... شافع نے اپنی ہنسی دبائی تھی.....

بی اماں آواز لگاتے ہوئے بولیں ارے تہمینہ چائے لا بھی چکو کیا پائے بنا رہی ہو؟؟؟؟

بھئ تیمور نہایت ہی سست ہے تمھاری بیوی.....

شافع کو ٹوکرے یاد آئے تو پھر پوچھ بیٹھا دادو آپ یہ اتنا سارا سامان کیا لائی ہیں.....

ارے بتا دوں گی بتا دوں گی بھاگی تھوڑی جا رہی ہوں پہلے چائے تو پیلے

شافع اٹھتے ہوئے بولا میں فریش ہو کر آجاؤں ابھی سو کر اٹھا ہوں.....

بی اماں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں تو ابھی اٹھا ہے شافع صبح فجر میں اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا؟؟؟

شافع زمین کی طرف دیکھتے ہوئے بولا پڑھتا ہوں دادو کبھی کبھی.....

بی اماں کڑے تیور سے بولیں کھانا بھی کیا کبھی کبھی کھاتا ہے.....

شافع شرمندہ ہوا پڑھوں گا دادو اب سے....

بولتے ہی شافع کمرے کی طرف گیا کیونکہ وہ اپنی اور کھچائی کروانا نہیں چاہتا تھا.....

آئے نور آرٹس لوبی میں بیٹھی فیس بک چلا رہی تھی جب اسے اپنی یونیورسٹی کے فیس بک پیج پر کل رات کے کنسرٹ کی ویڈیو دیکھی وہ ویڈیو شافع کی تھی

نور ویڈیو آن کرنے کے لئے کلک کرنے ہی لگی تھی لیکن اچانک اسے شافع کا کل کا رویہ یاد آیا اور بھنویں تن گئیں

اسنے ہنہہ کر کے ویڈیو سامنے سے ہٹا دی....

نور اکیلی ہی بیٹھی تھی کیونکہ آجکل منہا اپنے موبائل میں زیادہ بزی رہنے لگی تھی.....

موبائل بند کر کے وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی جب پیچھے سے زایان اسکے برابر میں آکر بیٹھا....

ہائے....! نور نے اسے دیکھا پھر آنکھیں گھما کر بولی ہائے... زایان نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا کیسی ہو؟؟؟؟

نور نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیسی لگ رہی ہوں

زایان نے فوراً بولا اچھی....

نور نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا کیا کہا تم نے ؟؟؟

زایان اپنے ہاتھ سے سانپ کا پھن بناتے ہوئے بولا ناگن.....

نور نے غصے سے کہا یہ تم ہر وقت مجھے ناگن کیوں کہتے ہو زایان دانت نکالتے ہوئے بولا کیونکہ تم ہر وقت زہر اگلتی ہو....

نور نے بھنویں اٹھاتے ہوئے کہا پھر تو تم دور رہا کرو کہیں ایسا نہ ہو سارا زہر تم پر اگل دوں.....

زایان قہقہہ لگاتے ہوئے بولا

ہاہاہاہاہاہایہ زایان حیدر ہے مس آئے نور صدیقی اس پر یہ چھوٹی موٹی ناگنوں کے زہر کام نہیں کرتے.....

سامنے سے انگلش ڈپارٹمنٹ کی ایشمل آرہی تھی زایان اسے دیکھتے ہوئے بولا ہاں پر یہاں میں بغیر زہر کے ہی مر جاتا ہوں....

نور نے اسکی آنکھوں کے تعاقب میں ایشمل کو دیکھا جو اسے مسکرا کر دیکھتی ہوئی ہاتھ کے اشارے سے ہائے کہہ کر گئی تھی.....

زایان نے بھی اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر ہائے کیا تھا.....

آئے نور نے ان دونوں کو دیکھا پھر زایان سے بولی تمھاری دوست ہے کیا...

زایان مسکرا کر کھوئے ہوئے انداز میں بولا نہیں تو....

آئے نور نے جھجھکتے ہوئے پوچھا تو پھر تمھاری گرل فرینڈ ہے؟؟؟

زایان فوراً ہوش میں آیا توبہ کرو لڑکی میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے.....

آئے نور اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی یعنی تم فلرٹی ہو.....

زایان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں تم مجھے ایسا سمجھتی ہو؟؟؟؟

نور کندھے اچکاتے ہوئے بولی اس میں سمجھنا کیا ہے تم ہو.....

زایان نے اسے گھورا تو نور اسکی طرف دیکھ کر بولی ایسے کیا گھور رہے ہو تم فلرٹی ہو تبھی تو آتی جاتی لڑکیوں کو مسکرا مسکرا کر ہائے بولتے ہو.....

زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا اب لڑکیاں خود ہی لفٹ کرواتی ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں.....

نور نے اسے دیکھ کر گردن ہلاتے ہوئے چچچچ کیا زایان اتنی سی بھی شرم نہیں آتی نہ تمھے؟؟؟؟

زایان نے اسے دیکھ کر پوچھا کیوں میں ایسا کونسا کام کر رہا ہوں جس میں شرم آئے؟؟؟؟

تم لڑکیوں کو پاگل بنا رہے ہو.....

زایان نے قہقہہ لگایا اور لوٹ پوٹ ہونے لگا نور کی طرف دیکھا اور پھر سے قہقہہ لگایا.....

نور نے چڑتے ہوئے کہا میں نے ایسا کونسا جوک سنایا ہے جو تمھے اتنی ہنسی آرہی ہے.....

زایان ہنسی قابو میں کرتے ہوئے بولا تم نے جوک ہی تو مارا ہے.....

مطلب تمھے سچ میں لگتا ہے کہ میں ان لڑکیوں کو پاگل بنا رہا ہوں...؟

تم نے شاید اب تک یہاں کی کچھ لڑکیوں کو جانا نہیں ہے یہ لڑکیاں دن میں دس بارہ لڑکوں کو پاگل بناتی ہیں اور تم کہہ رہی ہو کہ میں انھے پاگل بنا رہا ہوں....

نور کنفیوز ہوئی کیا مطلب.....؟

زایان اسے سمجھاتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے جب تک آپ کسی کو اپنے پیچھے نہیں لگاؤ گے کوئی آپکے پیچھے نہیں لگے گا.....

ان لڑکیوں نے مجھے جانے بغیر میرے ہائے کا مسکرا کر جواب دیا تبھی تو دوسری بار میری ہمت بڑھی اگر وہ مجھے نظر انداز کر دیتیں تو کیا میں دوسری بار ان سے بات کرتا.....؟

میں سب کی بات نہیں کر رہا اب تمھاری ہی بات لے لو کیا تم کسی انجان سے بات کرتی ہو یا انھے دیکھ کر مسکراتی ہوں؟

زایان نے نور کی آنکھوں میں دیکھا.....

آئے نور نے اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے کہا..... مطلب تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ فلرٹ تم نہیں وہ لڑکیاں کر رہی ہیں....

زایان شرارت سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا نہیں کر تو میں بھی رہا ہوں....

وہ نور کو باتوں میں الجھا رہا تھا اور نور اسکی باتوں سے تنگ بھی آگئی تھی....

نور نے ماتھے پر انگلیاں پھیرتے ہوئے سوچا یا اللہ کہاں پھنس گئی میں؟؟؟

نور مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ دانت پیس کر بولی زایان تمھاری کلاس نہیں ہے....

زایان ببل منہ میں ڈالتے ہوئے بولا ہاں ہے نا....

تو جا کیوں نہیں رہے؟؟؟

میرا بھائی شافع نہیں آیا آج تو میرا دل نہیں لگ رہا کلاس میں اسنے مجھے بتایا ہی نہیں کے وہ آج نہیں آئے گا ورنہ میں بھی نہیں آتا ویسے بھی ہم اب پیپر والے دن آئے گیں،،،

نور نے خوشی سے کہا سچ مطلب ہماری ڈیل کی مدت پوری ہوئی....؟

زایان اسکی خوشی دیکھ کر بولا ہلکے میڈم ہلکے.....

یہ جو پیپر سے پہلے کے کچھ دن میں نہیں آؤں گا ان دنوں کا سارا حساب میں پیپرز میں تم سے پورا کر لوں گا.....

نور کی خوشی اڑ گئی اور جانے کے لئے فوراً کھڑی ہو گئی....

زایان بھی کھڑے ہوتے ہوئے بولا کہاں جا رہی ہو؟؟

لائبریری.... زایان اسکے پیچھے آتے ہوئے بولا یار میں بھی چلوں میرا دوست نہیں آیا میں بور ہو رہا ہوں.....

نور نے اسے حیرت سے دیکھا زایان حیدر بار ہو رہا ہے بات کچھ ہضم نہیں ہوئی....

زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا نہیں بات بور ہونے کی نہیں ہے بات دل کی ہے....

نور نے اسکی طرف دیکھ کر حیرت سے پوچھا مطلب؟؟؟؟

مطلب کے شافع نہیں آیا نہ تو دل نہیں لگ رہا ورنہ بور تو میں صحرا میں بھی نہ ہوں.....

نور چلتے ہوئے ہی بولی.....

تمھارا دوست جہنم میں گیا ہو گا تم بھی وہیں چلے جاؤ،،،

زایان اسکے پیچھے آتا ہوا بولا چلو ٹھیک ہے پھر تم بھی چلو میں تمھے جہنم میں چھوڑ کر جنت کی طرف چلا جاؤں گا

پھر تم اور شافع ٹام اینڈ جیری بنے لڑتے رہنا....

نور نے رک کر اسے گھورا زایان اب میرے پیچھے مت آنا تمھے نہیں پتا میرے بیگ میں لال مرچی کا پاؤڈر ہے اور ایک چٹکی ہی تمھاری آنکھ کے لئے کافی ہو گی.....

بولتے ہی نور لائبریری کی طرف بڑھ گئی زایان اسکے پیچھے نہیں گیا پھر سوچتے ہوئے بڑ بڑایا لال مرچی کا ذائقہ بھی اچھا ہی ہوتا ہو گا ویسے کھانوں میں تو اچھا ہی لگتا ہے کسی دن صرف لال مرچیں چکھ کر دیکھوں گا.....

شافع فریش ہو کر نیچے آیا ناشتہ وغیرہ کر کے وہ بی اماں اور باقی سب کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا.....

تہمینہ بیگم بولیں اماں ان ٹوکروں میں کیا ہے اب تو بتا دیں....

بی اماں ایک ٹوکری آگے کرتے ہوئے بولیں ارے ارے بتاتی ہوں.....

پہلے شافع تو اس ٹوکری کو چھو....

شافع نے حیرت سے پوچھا میں اس ٹوکری کو چھوؤں لیکن دادو کیوں اس ٹوکری میں ہے کیا اور یہ اتنی پیک کیوں ہوئی ہے

ارے سوال جواب بعد میں کرنا پہلے جو بولا ہے وہ کر پہلے تو شافع سوچتا رہا جب اسنے دیر لگائی تو بی اماں نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ٹوکری پر خود ہی رکھ دیا.....

جو ملازمہ انکے ساتھ آئی تھی اس سے بولیں یاسمین یہ ٹوکری اٹھا کر گاڑی میں رکھ اور ڈرائیور کے ساتھ چلی جا اور جو بولا ہے وہ کر دے نہ.....

ملازمہ انکے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ٹوکری اٹھا کر لے گئی.....

تہمینہ بیگم اور شافع حیرت سے دیکھنے لگے ہاں انکے برعکس تیمور صاحب اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے.....

دادو اپنے یہ ٹوکری کیوں بھجاوادی کیا تھا اس میں ؟؟؟؟

بی اماں اسکی بات کو ان سنی کر کے دوسرا ٹوکرا کھولنے لگیں.....

ٹوکرے کا آدھا کور کھول کر اس میں سے انھوں سے ایک مخمل کی ڈبیہ نکالی....

تہمینہ بیگم کو شاید خطرے کی گھنٹیاں لگی تھی اسلئے فوراً بولیں اماں.....

بی اماں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ مخمل کی ڈبیہ میں سے انگھوٹی نکال کر ایک سیکنڈ میں شافع کی انگلی میں ڈال دی.....

شافع نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر انھے دیکھا ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا یہ انگھوٹی مجھے کیوں پھنائی ہے دادو؟؟؟

تہمینہ بیگم بے بسی سے انھے دیکھ رہی تھیں....

بی اماں مسکرا کر بولیں ارے بھئی تہمینہ مٹھائیوں کے ٹوکرے کھلوا کر سب کا منہ میٹھا کرواؤ میں نے شافع اور ارحام کی منگنی کر دی ہے اور شادی کی تاریخ بھی میں طے کر کے جاؤں گی.....

شافع چیختے ہوئے بولا کیا بکواس ہے یہ سب ؟؟؟؟؟

ارے میاں یہ کوئی بکواس نہیں ہے تمھارے نام کی انگھوٹی میں ارحام کو پہنا کر آئی ہوں اور اسکے نام کی انگھوٹی میں نے تمھے پہنا دی.....

تمھارے ہاتھ کا دوپٹہ بھی کچھ دیر میں ارحام کے سر پر ہو گا.....

شافع اپنا حواس کھونے لگا کیا کہہ رہی ہیں آپ کونسا دوپٹہ کونسی منگنی....

بی اماں اطمینان سے بولیں وہی دوپٹہ جس پر کچھ دیر پہلے تم نے ہاتھ رکھ تھا اور وہی منگنی جس کی انگھوٹی تمھارے ہاتھ میں ہے.....

شافع نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا.....

اور ایک جھٹکے سے وہ انگھوٹی اتار کر زمین پر پھینکی یہ سب بکواس ہے اسطرح کوئی منگنی نہیں ہوتی، میں نہیں مانتا ایسی کسی منگنی یا رشتے کو.....

تیمور صاحب غرائے شافع اماں سے تمیز سے بات کرو.....

بی اماں انگھوٹی اٹھاتے ہوئے بولیں رشتے بڑے ہی طے کرتے ہیں اور اسی میں بہتری ہوتی ہے اب چاہے تم مانو یا نہ مانو منگنی تو ہو گئی ہے اور تمھارے پاس چھ مہینے کا وقت ہے جتنا کاروبار جمانا ہے جمالو

یہ چھ مہینے کا وقت بھی میں نے ارحام کے کہنے پر دیا ہے تاکہ تمھارا یہ غلہ نہ ہو کے مجھے ابھی کاروبار سیٹ کرنا ہے چھ مہینے کا وقت ہے جو کرنا ہے کرلو.....

شافع الٹے قدموں پیچھے جاتے ہوئے بولا آپ لوگ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے یہ سب جو اپنے کیا ہے یہ دھوکا ہے اس طرح رشتے نہیں جڑتے اور شادی تو میں آپ لوگوں کی مرضی سے کبھی نہیں کروں گا یہ بات لکھ لیں آپ.....

بولتے ہی شافع باہر جانے لئے مڑا تھا

بی اماں پیچھے سے بولیں یہ تم بھول جاؤ کے شادی تم اپنی مرضی سے کروگے تیمور صاحب کی طرف دیکھ کر بولیں خاندان سے باہر ایک کی شادی کر کے دیکھ چکے ہیں

اب ہر دفعہ دھوکا نہیں کھائیں گے.....

شافع لاؤنج کے دروازے سے کچھ فاصلے پر تھا.....

پاس ہی ٹیبل پر ایک کانچ کا گلدان پڑا تھا شافع کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا گلدان اٹھا کر وہ مڑا اور کھینچ کر لاؤنج میں لگی ایل سی ڈی پر مارا.....

گلدان چکنا چور ہو کر زمین پر جگہ جگہ بکھر گیا ایل سی ڈی کی سکرین بھی چکنا چور ہو گئی تھی.....

بی اماں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں دل تھام کر وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئیں.....

تہمینہ بیگم دکھ سے شافع کو دیکھ رہی تھیں....

تیمور صاحب غصے میں چیختے ہوئے شافع کی طرف بڑھے....

شافع انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرنے والے انداز میں دھاڑا اگر کسی نے میرے ساتھ زبردستی کی یا میری ماں کے بارے میں فالتو بات کی تو میں اس گھر کا بھی یہی حال کروں گا جو اس گلدان اور ایل سی ڈی کا کیا ہے.....

پھر بی اماں کی طرف دیکھ کر بولا آپ اسے ٹریلر ہی سمجھیں...

بی اماں کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں تھیں اور تیمور صاحب کے پیر جم گئے تھے....

شافع نے ایک چبھتی ہوئی نگاہ باری باری دونوں پر ڈالی اور باہر چلا گیا

شام ہونے کو آئی تھی موسم میں عجیب سی ویرانی تھی ارحام چائے کے کپ کے ارد گرد انگلی پھیر رہی تھی اور نظر انگلی میں موجود انگھوٹی پر تھی.....

اسنے ہاتھ اٹھا کر چہرے کے آگے کیا انگوٹھی کو انگلی سے گھمایا اور آہستہ آہستہ انگلی میں سے انگھوٹی اتاری اور دراز کھول کر اس میں رکھ دی.....

آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اسنے دل میں کہا تھا رشتے زبردستی نہیں جوڑے جاتے اگر جوڑے جا سکتے تو میں شاید میں بہت پہلے ہی رشتہ جوڑ چکی ہوتی...

وہ آسمان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی عائشہ بیگم پیچھے سے آئیں اور ایک دوپٹہ اسکے سر پر ڈال دیا

ارحام نے اس دوپٹے کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے ماما...؟؟؟

عائشہ بیگم خوشی سے چہکتے ہوئے بولیں بی اماں نے شافع کو انگھوٹی پنھادی ہے اب تو وہ شادی کی تاریخ پکی کر کے ہی آئیں گی.....

ارحام نے دوپٹہ اتار کر گود میں رکھا.....

آپ لوگ زبردستی یہ رشتہ کر رہے ہیں اس میں کوئی خوش نہیں رہ پائے گا.....

عائشہ بیگم چڑ کر بولیں کیوں نہیں خوش رہ پائے گا ارے بڑوں کے فیصلے ہمیشہ صحیح ہوتے ہیں....

ارحام نے انکی طرف دیکھا زبردستی کے فیصلے کبھی صحیح نہیں ہوتے امی...

عائشہ بیگم اسے کچھ بولنے ہی والی تھیں کہ انکی نظر اسکے ہاتھ پر پڑی انگھوٹی کہاں ہے تمھاری؟

ارحام گردن جھکائے ہوئے بولی اتار دی میں نے....

ارے لڑکی منگنی کی انگوٹھی نہیں اتارتے کہاں رکھی ہے؟؟؟

عائشہ بیگم دراز چھاننے لگیں اور ایک دراز میں انھے انگھوٹی مل بھی گئی....

انگھوٹی انھوں نے زبردستی ارحام کی انگلی میں ڈالی اور اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولیں....

جس کو پسند کیا تھا اس سے شادی طے ہو گئی ہے اب کس غم میں یہ سوگ پالا ہوا ہے تم نے؟؟؟؟

ارحام خاموش رہی تو وہ تنگ آکر چلیں گئیں.....

انکے جانے کے کچھ دیر بعد ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی تھی.....

بی بی جی چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے دوسری بنا کر لادوں؟؟؟

ارحام نے کھڑکی سے باہر لون میں دیکھتے ہوئے کہا چائے تو روز ٹھنڈی ہوتی ہے کب تک چائے بنا بنا کر لاتی رہو گی؟؟؟؟

بی بی جی ایک بات کہوں؟؟؟

ہمم کہو.....

بی بی جی مان گئی آپ کی محبت کو اپنے جس سے محبت کی ہے اسے دیکھ کر لگتا ہے وہ بنا ہی محبت کے لئے ہے....

ارحام نے اچانک پلٹ کر اسکی طرف دیکھا کون؟؟؟ کس کی بات کر رہی ہو تم؟

شافع صاحب کی.....

ارحام وآپس پلٹ گئی

ہمم اور جو محبت کے لئے بنا ہے اسے وہی ملنا چاہیے جو اس سے محبت کرے

شافع رات میں گھر کافی دیر سے آیا جب تک سب سو چکے تھے.....

کمرے میں آکر اسنے دروازہ بند کیا اور کپڑے بدلے بغیر ہی بیڈ پر آکر لیٹ گیا....

اچانک سائڈ ٹیبل پر نظر پڑی تو انگھوٹی رکھی ہوئی نظر آئی....

اسنے ناگواری سے نظریں پھیریں اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا

دماغ میں گڈمڈ چل رہی تھی کہ یہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟؟؟

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ زندگی اسکی ہے یہ لوگوں کی جو آرہا ہے نیا داؤ کھیل کر جارہا ہے.....

اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو زایان کو فون گھما دیا اسنے پورا دن موبائل بند رکھا تھا کسی سے بات نہیں کی تھی یہاں تک کے زایان سے بھی موبائل آن کرنے پر اسے زایان کے کافی میسج ملے تھے لیکن اس وقت اسنے جواب نہیں دیا.....

کافی دیر تک بیل بجنے کے بعد کال اٹھالی گئی تھی اور کال اٹھاتے ہی نیند میں ہی زایان اس پر برسنا شروع ہو گیا تھا....

تم زندہ ہو یا قبر سے کال کر رہے ہو؟ انسان ایک میسج کا جواب ہی دے دیتا ہے,,,, زندہ ہے یا مر گیا اتنا ہی بتا دیتا ہے,,,, لیکن تمھے کیا فکر تم تو ہیرو ہو جب دل چاہا فون اٹھایا جب دل نہ چاہا تب نہیں اٹھایا وہ لگاتار بولے جارہا تھا لیکن جب شافع نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تو وہ چپ ہو گیا

شافع تم سن رہے ہو؟ دوسری طرف سے کوئی آواز نہیں آئی....

شافع.....?Are you there

بہت دیر بعد شافع بولا ابھی آسکتے ہو؟ زایان جو لیٹا ہوا تھا اسکی آواز سن کر اٹھ کر بیٹھ گیا

شافع تم ٹھیک ہو؟ تمھاری آواز کو کیا ہوا ہے؟؟؟

شافع نے اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے کہا تم ابھی آسکتے ہو؟؟؟

زایان بیڈ پر سے اٹھتے ہوئے بولا ہاں بتاؤ تم کہاں ہو میں آرہا ہوں.....

میرے گھر کے سامنے والے روڈ پر.....

شافع نے فون رکھ دیا تھا وہ اسی طرح لیٹا ہوا کچھ دیر چھت کو گھورتا رہا پھر اٹھ کر دوبارہ گھر کے باہر آگیا.....

وہ باہر جانے لگا تو چوکیدار نے اس سے پوچھا صاحب آپ اتنی رات میں کہاں جارہے ہیں وہ بھی پیدل.

تم گیٹ بند کرلو میں تھوڑی دیر میں آرہا ہوں.....

سنسان سڑک پر چلتے ہوئے وہ اپنے گھر کی سامنے والی سڑک پر آگیا تھا رات کے تین بج رہے تھے دور سے کہیں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آرہی تھیں ٹھیک دس منٹ بعد زایان وہاں ہر بڑی کے عالم میں پہنچ گیا تھا.....

گاڑی سے اترتے ہی وہ شافع کی طرف لپکا اسے دیکھتے ہوئے بولا تم ٹھیک ہو؟؟؟

شافع نے نفی میں گردن ہلائی.....

زایان اسکا بازو پکڑتے ہوئے بولا کیوں کیا ہوا ہے تمھے؟؟؟

شافع بے بسی سے بولا شاید تھک گیا ہوں...

اسے اسطرح دیکھ کر زایان کو پریشانی ہو رہی تھی یار کیا ہوا ہے تمھے کیوں اسطرح کی باتیں کر رہے ہو انکل کے ساتھ کوئی جھگڑا ہوا ہے ؟؟؟

شافع طنزیہ ہنسہ جھگڑا؟؟؟انکے اور میرے بیچ جھگڑا تو کب کا ختم ہو گیا اب ہمارے بیچ جنگ ہوتی ہے.....

زایان پریشان ہو رہا تھا یار کیا ہوا ہے مجھے کچھ بتاؤ گے ؟؟؟؟

شافع ڈھینے والے انداز میں زایان کے گلے لگا کچھ دیر اسطرح کھڑے رہنے کے بعد وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا دادو نے میری شادی طے کر دی ہے ارحام سے.....

زایان کو اپنے آگے پیچھے دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے....

کچھ دیر وہ سن رہا پھر شافع کو خود سے الگ کرتے ہوئے بولا

کیا لیکن یوں اچانک شادی اور ارحام مان گئی ؟؟؟؟

شافع آسمان کی طرف دیکھ کر بولا ابھی انھوں نے ارحام کو میرے نام کی انگھوٹی پھنائی ہے چھ مہینے بعد کی شادی رکھی ہے انھوں نے،،،

زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا اور تم خاموشی سے شادی کر لو گے ؟

نہیں شادی تو میں نہیں کروں گا۔۔۔

تو پھر ٹینشن کیوں لے رہے ہو ؟؟؟

شافع زایان کی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگا کر بولا ٹینشن نہیں لے رہا

بس ناجانے کیوں خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا ہوں ایسا لگ رہا ہے یہ زندگی ہے تو میری لیکن پھر بھی اختیار اور لوگوں کا ہے.....

زایان کی طرف منہ کر کے بولا سب سے زیادہ ہرٹ کرنے والی بات پتا ہے کیا ہے....

میری ہر بات کو وہ لوگ میری ماں سے جوڑ دیتے ہیں، میں کچھ بھی کروں وہ لوگ میری ماں کو برا بھلا کہتے ہیں اور یہ میں ہر گز برداشت نہیں کر سکتا....

زایان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا.....

شافع زمین کو دیکھتے ہوئے بولا زایان آج مجھے تم سے ایک فیور چاہیے...

زایان فوراً آگے بڑھتے ہوئے بولا ہاں ہاں تم حکم کرو یار

میں تیمور وارثی کا گھر چھوڑنا چاہتا ہوں.....

زایان نے حیرت سے اسے دیکھا کیا مطلب؟؟؟

مطلب میں انکے گھر میں نہیں رہنا چاہتا اب.....

زایان فوراً بولا ٹھیک تم میرے گھر چلو پھر.....

شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں میں تمھارے گھر نہیں جا سکتا.....

تم ایسا کیوں بول رہے ہو یار وہ تمھارا ابھی گھر ہے تم جانتے ہو ماما بابا تم سے کتنا پیار کرتے ہیں انھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا....

شافع اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا میں جانتا ہوں انکل آنٹی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن میں پھر بھی تمھارے گھر میں نہیں رہ سکتا....

زایان خفا ہوتے ہوئے بولا لیکن کیوں؟؟؟؟

کیونکہ میں اپنا گھر لینا چاہتا ہوں....

زایان کچھ دیر خاموش رہا اپنا گھر مطلب تم اپنا ذاتی گھر لینا چاہتے ہو؟؟؟؟

شافع نے اثبات میں سر ہلایا.....

لیکن یار ابھی تم کیسے لو گے؟ بزنس ہمارا ابھی اسٹارٹ ہے سب کچھ ہم نے ابھی بزنس میں لگایا ہے انکل کا پیسا تم لو گے نہیں پھر کیسے کرو گے یہ سب؟؟؟؟

شافع خاموش رہا زایان کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا یہ کام ہو سکتا ہے لیکن تمھے کچھ مہینے انتظار کرنا پڑے گا....

کتنے مہینے؟؟؟؟

کم سے کم چار پانچ مہینے تب تک ہمارے پاس کم از کم اتنا پیسہ ہو گا کہ ایک گھر لیا جا سکے اور اگر اور پیسوں کی ضرورت پڑی تو میرے بابا تو بیٹھے ہیں نہ.....

شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا میرے پاس اتنی جلدی اتنے پیسے نہیں ہو پائیں گے....

زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا میں صرف تمھارے پیسوں کی نہیں ہم دونوں کے پیسوں کی بات کر رہا ہوں اور شمس گروپ آف کمپنی والا پروجیکٹ کتنا بڑا ہے تمھے پتا ہے اگر یہ پروجیکٹ کامیاب رہا پھر تو ہمارا بزنس انشاءاللہ بلندیوں پر ہو گا اور پھر ہو سکتا ہے تمھے میرے پیسوں کی ضرورت ہی نہ پڑھے.....

شافع فوراً اسکے پاس سے ہٹتے ہوئے بولا میں اتنا خود گرز نہیں ہوں کے تمھارے حصے کے پیسے اپنے سکون کے لئے لگالوں.....

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا میں کونسا تمھے مفت میں پیسے دے رہا رہا ہوں تمھے روز ایک عالی شان سے ہوٹل میں مجھے ڈنر کروانا ہو گا تب پیسے ملیں گے ورنہ بھول جاؤ.....

شافع مسلسل انکار کر رہا تھا زایان نے شافع کی گردن دبوچی اب اگر تم نے اور بکواس کی نہ تو یہیں پر تمھاری گردن توڑ دوں گا

زایان نے شافع کی گردن چھوڑی تو شافع نے زور سے زایان کو گلے لگایا.....

زایان فوراً شرارت سے بولا ارے ارے لوگ کیا سوچیں گے کے آدھی رات کو سنسان سڑک پر دو لڑکے گلے مل رہے ہیں

"ہوہائے" شافع ہنسہ تھا زایان نے بھی شافع پر اپنی گرفت مضبوط کی.....

اگلے کچھ دنوں تک بزنس ڈپارٹمنٹ میں امتحان کے بادل چھائے رہے کچھ اسٹوڈنٹس تو تیاریوں میں اتنے مصروف ہو گئے کہ یونیورسٹی میں ہی نہیں بھٹکے اور جو آتے تھے وہ اپنا سارا وقت لائبریری یا کسی پروفیسر کی نگرانی میں گزارتے....

وہ وہ اسٹوڈنٹس بھی لائبریری میں ملنے لگے جو ایک دن میں ایک ہی سبجیکٹ کی کلاس لیتے تھے.....

امتحانوں سے پہلے سب کے اندر جن گھس گیا تھا جو چاہتا تھا کہ پورے سمسٹر کی پڑھائی چند دنوں میں انکے دماغ میں فٹ کر دے....

وہ اسٹوڈنٹس جو ٹیچر کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالتے وہ اب ٹیچرز کے پیچھے گھومتے ملتے.....

زایان کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا اسنے اپنے کمرے میں کتابوں اور کھانے کا انبار لگا لیا تھا وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کلاس کے کسی اسٹوڈنٹ کو فون کرتا اور پوچھتا کیا کیا یاد کیا؟ کتنا یاد کیا؟ کیا مجھے یہ ٹاپک یاد کرنا چاہیئے؟ مجھے لگتا ہے یہ والا ٹاپک چھوڑ دینا چاہیے

وہ یاد کم کرتا تھا دوسروں کو پریشان زیادہ کرتا تھا امتحانوں کی ٹینشن ہو رہی ہے، ٹینشن ہو رہی ہے کر کر کے وہ ایک ایک گھنٹے میں چپس کے دس دس پیکٹ خالی کر دیتا تھا....

کمرے میں ہر طرف کتابیں ہی کتابیں جیسے وہ تو ٹاپ کرتا ہو آفس وہ صرف دو گھنٹے کے لئے جا رہا تھا اور اس دو گھنٹے میں بھی وہ کام کم باتیں زیادہ کرتا تھا.....

جبکہ شافع آفس فل ٹائم کے لئے جا رہا تھا اور آفس سے آکر وہ کمرے میں بند ہو جاتا اور پھر آدھی رات تک پڑتا.....

وہ گھر میں کسی سے بات نہیں کر رہا تھا اسنے خود کو کمرے سے آفس اور آفس سے کمرے تک محدود کر لیا تھا.....

سب کے برعکس آئے نور نے یہ دن سکون سے گزارے تھے کیونکہ اسے یونیورسٹی میں نہ زایان تنگ کرنے آ رہا تھا اور نہ شافع کی شکل دیکھنی پڑ رہی تھی اسنے یہ دن بہت سکون اور اطمینان سے گزارے تھے....

یہ دن بھی گزر گئے اور امتحان کا دن آ گیا اور بزنس ڈپارٹمنٹ والوں کے لئے یہ چند دن پر لگا کر گزرے.....

زایان اور شافع اپنے کلاس کے گروپ سے ساتھ کھڑے تھے پیپر شروع ہونے میں کچھ وقت تھا ہر کوئی کتابوں میں منہ ڈالے بیٹھا تھا

لاسٹ سمسٹر تھااور کوئی فیل نہیں ہونا چاہتا تھا،،،

زایان کی کلاس کے لڑکے نے ان دونوں کو اطمینان سے کھڑے دیکھا تو ان سے پوچھا تم دونوں کو ریجن نہیں کرنا کیا جو اتنے اطمینان سے کھڑے ہو؟؟

زایان بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا نہیں یار اتنا پڑھ لیا ہے کے بس پاس ہو جائیں گے....

سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا پھر ایک لڑکا بولا اچھا زایان کیا کیا پڑھ کر آئے ہو؟؟؟

زایان دانت نکال کر بولا "نماز"

پھر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا.....

زایان شافع سے بولا یار دیکھو کچھ بھی ہو جائے تم نے میری آگے والی سیٹ پر ہی بیٹھنا ہے.....

شافع آنکھیں گھما کر بولا میں تمھارے ساتھ ہی نہ بیٹھ جاؤں

زایان خوش ہوتے ہوئے بولا ہاں یار اس میں برائی تو کوئی نہیں ہے دونوں بھائی مل بانٹ کر پیپر کریں گیں....

شافع اسے کلاس میں لیجاتے ہوئے بولا اگر کھانے سے زیادہ پڑھنے پر دھیان دیا ہوتا تو آج اتنی پلیننگ نہیں کرنی پڑتی تمھے زایان منہ بناتے ہوئے بولا اچھا اب تم بھی ایسی باتیں کروگے....

شافع نے ہنستے ہوئے اسکے گلے میں ہاتھ ڈالا اچھا اب چلو

زایان نے پیپر کرنے کے دوران شافع،،،، شافع میری طرف دیکھ بھائی، کوپی سائڈ پر کر بھائی، نظر نہیں آرہا بھائی، بڑا بڑا لکھ بھائی کر کے گزارا تھا.....

اور جب اس سے کوئی کچھ پوچھتا تو وہ اشارہ سے بولتا "پڑھ کر آنا تھا"

پیپر دے کر باہر نکلے تو زایان لمبی لمبی سانسیں لینے لگا شافع نے حیرت سے پوچھا کیا ہوا ٹھیک تو ہو..

زایان اپنی نبض چیک کرتے ہوئے بولا چیک کر رہا ہوں کہ مجھے سانس آرہی ہے یا نہیں....

شافع پیپر ہماری کتاب میں سے ہی آیا تھا نہ ؟اور اگر آیا تھا تو کونسی کتاب میں سے آیا تھا؟؟؟؟

وہ شافع سے اپنے دکھڑے رو رہا تھا جب انکے گروپ کا لڑکا فاحد انکے پاس آیا اور بھئ پیپر کیسا آیا تھا.....

زایان ہاتھ کو ناپ کر بولا اتنا لمبا آیا تھا... فاحد نے شرمندگی سے بولا میرا مطلب ہے سوال کیسے تھے؟؟

زایان منہ بناتے ہوئے بولا سوال تو بہت اچھے تھے لیکن انکے جواب کیا تھے وہ سمجھ نہیں آرہے تھے.....

فاحد نے کوفت سے سر پر ہاتھ مارا....

شافع ہنستا ہوا بولا تم اسکو چھوڑو اب اسکا روز کا یہی ڈرامہ ہو گا...

زایان نے اسے گھورا.....

فاحد ان دونوں سے بولا کیفے چل رہے ہو؟؟؟

شافع نے کہا ہاں ہم بھی وہیں جا رہے تھے چلو...

وہ لوگ چلنے لگے تو زایان بولا تم لوگ چلو میں تھوڑی دیر میں آرہا ہوں...

شافع نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟؟؟

میں وہیں جا رہا ہوں جہاں تم نہیں جاؤ گے....

شافع نے آنکھیں گھمائیں وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ نور کی جیب خالی کرنے جا رہا ہے....

شافع اور فاحد کیفے چلے گئے زایان نور کے ڈپارٹمنٹ آ گیا.....

لیکن اسے نور نہیں ملی....

نور کی کلاس کی ہی ایک لڑکی سے اسنے نور کا پوچھا تو اسنے بتایا کہ وہ مس فرحانہ کے آفس گئی ہے.....

زایان آفس کی طرف چلا گیا باہر بینچ پر بیٹھی اسے نور نظر آ گئی.....

زایان اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا

نور نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا.....

اسلام و علیکم زایان نے اسے سلام کیا....

و علیکم اسلام نور نے اسکے سلام کا جواب دے کر گردن واپس اپنی کھولی ہوئی کتاب ہر جھکا لی....

زایان اسکے برابر میں کچھ فاصلے پر بیٹھ کر بولا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟؟؟؟

نور کتاب کے صفحے پلٹتے ہوئے بولی مجھے ایک ٹاپک سمجھ میں نہیں آ رہا وہی سمجھنے آئی ہوں لیکن ابھی لنچ چل رہا ہے....

نور نے کوفت سے نظریں گھماتے ہوئے زایان کی طرف دیکھا.....

زایان نے اسکے ہاتھ سے کتاب لیتے ہوئے پوچھا کونسا ٹاپک ہے.....

نور نے پین کے اشارے سے اسے بتایا....

زایان کچھ دیر اس ٹاپک کو گھورتا رہا پھر بولا میں سمجھا دوں گا آتا ہے مجھے....

نور کی ہنسی چھوٹی تم سمجھاؤ گے....

زایان نے اسے گھورا تمھارا سینئر ہوں تم نے کیا مجھے اتنا ڈفر سمجھا ہوا ہے....

نور نے ہنسی دباتے ہوئے منہ ہی منہ میں کہا اس میں سمجھنے والی کیا بات ہے وہ تو تم ہو.....

کچھ کہا تم نے؟؟

نور فوراً سیدھی ہوتے ہوئے بولی نہیں تو....

ہمممم

تم رہنے دو میں ٹیچر سے پوچھ لوں گی....

زایان اٹھتے ہوئے بولا ٹیچرز کا لنچ دو گھنٹے تک چلتا ہے اور میرے پاس اتنا فالتو ٹائم نہیں ہے کہ میں تمھارا انتظار کروں....

نور کھڑے ہوتے ہوئے بولی تو تمھے کس نے کہا ہے میرا انتظار کرو....

مجھے تمھارا انتظار کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے لیکن آپ کو بہت دن کی رعایت مل چکی ہے

اب کینٹین چلواور جو جو میں بولوں گا سب منگوانا پڑے گا وہیں میں تمھے یہ ٹاپک بھی سمجھا دوں گا....

زایان جانے کے لئے پڑا تو نور نے دانت مسمساتے ہوئے زایان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا.....

شافع یونیورسٹی سے باہر نکل رہا تھا جب اسے ابراہیم صاحب کا فون آیا کچھ دیر تک وہ بے سدھ کھڑا موبائل کو دیکھتا رہا....

پھر ایک لمبا سانس کھینچ کر موبائل کان سے لگا لیا اسلام و علیکم دوسری طرف خاموشی رہی....

چاچو اگر اپنے کوئی بات کرنی ہے تو کریں مجھے آفس جانا ہے....

مجھ سے بھی خفا ہو؟

ابراہیم صاحب نے بڑی مشکل سے لفظ ادا کئے تھے....

شافع طنزیہ ہنسا میں خفا؟؟؟ کیا مجھے کسی سے خفا ہونے کا حق ہے...

ایسے مت کہو بیٹا ہم تمھارے اپنے ہیں تمھے پورا حق ہے ہم سے ناراض ہونے کا،،،
کوئی کسی کا اپنا نہیں ہوتا چاچو اور آپ بے فکر رہیں میں کسی سے نہیں خود سے خفا
ہوں....
ابراہیم صاحب بے بسی سے بولے شافع میں نے بی اماں کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی
لیکن انھوں نے کسی کی نہیں سنی.....
شافع گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا ٹھیک ہے انھوں نے آپکی نہیں سنی تو کیا ارحام نے
بھی انھے منا نہیں کیا وہ تو جانتی ہے میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا پھر بھی اسنے
خاموشی سے انگھوٹی پہن لی....
اسکی کوئی غلطی نہیں ہے بیٹا اسنے منا کیا تھا لیکن جب بی اماں تمھاری نہیں سن رہیں تو تمھے
لگتا ہے وہ اسکی سنیں گیں....
شافع خاموش رہا.....
ابراہیم صاحب نے جھجھکتے ہوئے پوچھا اب آگے کیا ارادہ ہے تمھارا؟؟؟
شافع کندھے اچکا کر بولا کیا مطلب کیا ارادہ ہے....
مطلب تم ارحام سے شادی کروگے....؟

میں ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں داد و نے زبردستی کی منگنی کی ہے نکاح نہیں اور آپ بے فکر رہیں میں نکاح تک کی نوبت آنے ہی نہیں دوں گا....

شافع نے کال کاٹ کر موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا اور سیٹ سے ٹیک لگالی.....

پھر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا اچانک بیک ویو مرر پر نظر پڑی.....

گاڑی سے کچھ فاصلے پر آئے نور کھڑی تھی.....

شافع گاڑی کا شیشہ اوپر کرنے ہی والا تھا،،، کہ اس سے پہلے آئے نور کی نظر اسکی گاڑی کے بیک ویو مرر پر پڑی شاید اسے کسی کی نظریں خود پر محسوس ہوئی تھیں....

شافع نے گھبراتے ہوئے فوراً گاڑی کا شیشہ اوپر چڑھایا.....

پھر سر پر ہاتھ رکھ کر بولا اوہ ہ اسنے دیکھ لیا اب پتا نہیں کیا سوچ رہی ہو گی کے میں اسے چھپ چھپ کر تاڑ رہا تھا....

ویسے ہی اسے خیالی پلاؤ بنانے کی بہت عادت ہے

شافع نے اوو فف کرتے ہوئے اسٹیئرنگ ویل پر ہاتھ مارا۔۔۔

زایان کمرے میں سو رہا تھا جب میر اب اسکے کمرے میں آئی....

اسکا فیکچر ٹھیک ہو گیا تھا بس تھوڑا بہت درد تھا جس کی وجہ سے گرم پٹی باندھی ہوئی تھی....

میراب زایان کا سر پر آکر شور مچانے لگی بھائی، بھائی، لیکن زایان کے کان پر جوں نہیں رینگی....

میراب نے اسکے بال پکڑ کر کھینچے بھائی.....

زایان نے نیند میں غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا میراب یہاں سے چلی جاؤ اور مجھے سونے دو ورنہ مجھے غصہ آجائے گا....

لیکن وہ میراب ہی کیا جو زایان کی بات مان لے وہ وہیں اسکے سر پر کھڑی اسے آوازیں دیتی رہی جب کافی کوششوں کے بعد بھی وہ نہیں اٹھا تو میراب دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت اٹھیں وہ تو ماما نے کہا تھا کہ نگٹس بنا رہی ہوں زایان کو بلا لاؤ

زایان ایک جھٹکے سے اٹھا اور بیڈ پر سے اترتے ہوئے بولا ماما نگٹس کھانے کے لئے بلا رہی ہیں پہلے بتانا تھا نہ....

زایان اٹھا تو میراب کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے گھورنے لگی اچھا کھانے کا نام سنتے ہی کیسے فوراً اٹھ گئے اور میں جو کب سے آوازیں لگا رہی ہوں تو بے ہوش ہوئے وے تھے...

زایان اسے سائڈ پر کر کے باہر جاتے ہوئے بولا زیادہ فالتو باتیں مت کرو مجھے نیچے جانے دو....

وہ سیڑھیاں اترنے لگا تو میر اب ہنسی دباتے ہوئے بولی ہاں جائیں جائیں آپ کے نگٹس انتظار کر رہے ہیں...

زایان سیدھا کچن میں چلا گیا وہاں کوئی نہیں تھا میر اب سیڑھیاں اترنے لگی....

زایان اسکی طرف دیکھ کر بولا ماما کہاں ہیں میر اب دانت نکال کر بولی ماما گئی ہوئی ہیں کام سے.....

زایان دانت پیستے ہوئے بولا میر اب میں تمھے کسی دن گنجا کر دوں گا....

میر اب قہقہہ لگاتے ہوئے بولی کیوں بزنس چھوڑ کر سیلون کھولیں گے کیا؟؟؟؟

زایان سر تھام کر صوفے پر لیٹ گیا....

اب نیند خراب کی ہے تو میرے لئے چائے بنا کر لاؤ....

میر اب قہقہہ لگا کر بولی کیا آپ نے مجھے چائے بنانے کے لئے کہا ہاہاہاہاہاہا....

میر اب اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی میں نے آج تک پانی نہیں ابالا آپ چائے کی بات کر رہے ہیں....

زایان اسے دیکھ کر بولا ہاہاہا بہت اچھی بات ہے یہ جو اتنے فخر سے بتا رہی ہو....

کچھ نہیں آتا تو سسرال میں جا کر جوتے کھاؤ گی...

میر اب نے منہ بناتے ہوئے کہا آپ تو ایسے بول رہے ہیں جیسے آپ کو بڑے چھپن پکوان بنانے آتے ہیں کبھی اٹھ کر پانی بھی پیا ہے آپ نے جو مجھے لیکچر دے رہے ہیں....

زایان سیدھا بیٹھتا ہوا آنکھیں پھاڑ کر بولا اوہ ایکسکیوزمی آپ شاید بھول رہی ہیں کہ آپکے سامنے زایان حیدر بیٹھا ہے اور دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں ہے جو زایان حیدر سے نہ ہو سکے....

میر اب اسے چیلنج کرنے والے انداز میں بولی ایسی بات ہے تو پھر ہو جائے مقابلہ....

زایان بھی کھڑا ہوتا ہوا بولا ہو جائے.....

اور دونوں ایک دوسرے کو ناک چڑھا کر کچن میں زلزلہ لانے کے لئے گھس گئے...

آئے نور ارمینہ بیگم کے ساتھ شاپنگ کرنے آئی ہوئی تھی اسے بیگ اور کپڑے لینے تھے....

ارمینہ بیگم کپڑے دیکھ رہی تھیں آئے نور کو سامنے والی شاپ پر ایک بیگ پسند آیا تو وہ انھے وہیں چھوڑ کر سامنے چلی گئی.....

وہ بیگ دیکھ رہی تھی جب اسے کچھ فاصلے پر منہا دکھی وہ اکیلی نہیں تھی اسکے ساتھ کوئی لڑکا بھی تھا اور وہ اس لڑکے سے ہنس ہنس کر باتیں بھی کر رہی تھی آئے نور کو حیرت کا جھٹکا لگا منہا وہ بھی کسی لڑکے کے ساتھ..

اس لڑکے کی پشت نور کی طرف تھی نور شاپ سے نکل کر منہا کی طرف جانے لگی لیکن منہا نے اسے دیکھ لیا تھا۔۔

نور کو دیکھتے ہی منہا کا رنگ اڑا اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو وہ فوراً وہاں سے جانے کے لئے اصرار کرنے لگی لیکن شاید وہ جانا نہیں چاہ رہا تھا اسلئے منہا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر دھکیلنے والے انداز میں جانے کے لئے کہا....

نور نے اس لڑکے کا سائڈ سے آدھا چہرہ دیکھا تھا اور وہ کوئی شناسا چہرہ نہیں تھا....

نور منہا کہ پاس آکر رکی اور اس لڑکے کو جاتے ہوئے دیکھنے لگی.....

پھر دونوں ہاتھ باندھ کر منہا کی طرف دیکھا منہا فوراً مسکرا کر بولی ارے آئے نور تم یہاں اچانک ؟؟

نور نے اسے تنقیدی نظروں سے دیکھا یہ مال ہے یہاں اچانک ہی آیا جاتا ہے کوئی انویٹیشن نہیں بھجوا تا بلانے کے لئے....

منہا ہنسی میرا مطلب ہے کس کے ساتھ آئی ہو....؟

نور نے سپاٹ چہرے سے کہا ماما کے ساتھ....

ہمممم اچھا....

نور نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا اور تم؟؟

منہا بوکھلائی میں؟؟؟ وہ.... بس،،،،،

کون تھا یہ لڑکا منہا؟؟؟

نور نے سیدھا سوال کیا... منہا نے ہنستے ہوئے ٹالنا چاہا کون یہ لڑکا وہ اسکا کوئی سامان کھو گیا تھا وہ پوچھ رہا تھا کہ آپ نے دیکھا ہے یا نہیں۔۔۔۔

بہانا تو کم سے کم ڈھنگ کا بناؤ منہا...

منہا کے تیور بدلے تھے وہ نور کو کچھ کہنے والی تھی کہ اچانک ارمینہ بیگم وہاں آ گئیں

ارے منہا تم؟؟؟ ہیلو آنٹی کیسی ہیں آپ منہا نے مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا نور اسے ابھی بھی گھور رہی تھی....

منہا بیٹا کس کے ساتھ آئی ہو تم..؟

منہا نے نور کو دیکھا پھر ارمینہ بیگم سے بولی آنٹی میں اکیلی ہی آئی ہو بس ایک دو چیزیں لینی تھیں....

چلو ٹھیک ہے بیٹا دھیان سے جانا.....

ارمینہ بیگم نور سے بولیں تم نے بیگ لے لیا؟ چلیں....

رہنے دیں ماما مجھے پسند نہیں آیا چلتے ہیں....

منہا بھی جانے لگی تو نور اسے دیکھتے ہوئے بولی منہا گھر پہنچ کر مجھے کال کرنا بات کرنی ہے کچھ....

منہا نے مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ گردن ہلائی....

ارمینہ بیگم اور نور وہاں سے چلے گئے تو منہا نے پریشانی سے سر پر ہاتھ رکھا

Ohhh God

اب یہ نور نے دماغ کھپانا ہے میرا

زایان اور میرا اب دونوں ہاتھ باندھے چولہے کے سامنے کھڑے تھے زایان بول رہا تھا تم جلاؤ میرا اب بول رہی تھی آپ جلائیں آخر کار لڑ جھگڑ کر زایان چولہا جلانے کے لئے آگے بڑھا کچن میں ملازموں کا داخلہ ممنوع کر دیا تھا انھوں نے

وہ دونوں اپنی مدد آپ کے تحت چائے بنانے کا کارنامہ انجام دینا چاہتے تھے....

زایان ماچس ڈھونڈنے لگا میرا اب مزے سے کھڑی تھی زایان نے اسکے سر پر چپت لگائی

کھڑی تماشا دیکھ رہی ہو ماچس ہی ڈھونڈ دو....

میر اب نے دانت نکال کر کہا بھائی آنکھیں بند کریں ایک جادو دکھاؤں

زایان منہ بناتے ہوئے بولا نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے جادو دکھانے کی ماچس ڈھونڈو.....

میر اب آگے بڑھی چولہے کا بٹن گھمایا اور چولہا جل گیا....زایان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں اوئے یہ کیسے کیا تم نے؟؟

زایان بہت متاثر نظر آرہا تھا.....

میر اب فخریہ انداز میں بولی جادو....

زایان منہ بنا کر اسکی نکل اتار کر بولا "جادو" آئی بڑی جادو کرنے والی بتاؤ جلدی کیسے جلایا تم نے چولہا؟؟؟

الیکٹرک چولہا ہے یہ بغیر ماچس کے بھی جل جاتا ہے.....

زایان متاثر ہوا واؤ.... پھر تفتیشی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تمھے کیسے پتا تم تو کبھی کبھی کچن میں بھٹکتی ہو کہیں تمھے چائے بنانی تو نہیں آتی تبھی تم نے مجھے چیلنج کیا....

میر اب نے آنکھیں گھمائیں اووو ففففف میں نے ایک دو بار ماما کو جلاتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے پتا ہے اور چائے میں آج پہلی بار ہی بناؤں گی....

زایان پھر اسکے سر پر مار کر بولا تو چائے کا پانی کیا اپنے منہ میں ابالو گی چائے کس میں بنتی ہے وہ لے کر آؤ....

میر اب کندھے اچکا کر بولی مجھے کیا پتا کس میں بنتی ہے ہمیں تو کپ میں ملتی ہے....

زایان نے کوفت سے منہ پر ہاتھ رکھا اووففف اللہ اتنی پھوڑ لڑکی کسی گھر میں نہ دے....

زایان نے پھر اسکے سر پر مارا چائے کپ میں ملتی ہے تو کیا کپوں میں ہی ابلتی ہے کسی پتیلی میں بنتی ہو گی کوئی پتیلا نکالو.....

میر اب نے غصے سے اسے دیکھا اور دھمکی دینے والے انداز میں بولی اب اگر ایک اور بار اپنے میرے سر پر مار کر میرے بال خراب کئے نہ تو میں.....

زایان بھنویں اٹھا کر بولا تو کیا ہاں زایان نے پھر اسکے سر پر مارا چلو جاؤ پتیلی ڈھونڈو.....

میر اب نے غصے سے دونوں ہاتھ کی مٹھیاں بنا کر ہاتھ جھٹکے اور دانت پیستے ہوئے بولی بھائی.....

پھر مڑ کر ایک ایک کبڈ کھولنے لگی....

ایک کبڈ میں سے بڑا سا پتیلا نکال کر لائی.....

زایان نے پتیلا دیکھتے ہوئے کہا تمھاری شادی کا کھانا نہیں پکانا چائے بنانی ہے اپنے منہ کے سائز کا پتیلا لاؤ.....

میر اب نے دانت پیس کر اسے گھورا.....

پھر بڑا پتیلا و آپس رکھنے لگی تو اوپر سے دو اور پتیلے کان پھاڑ دینے والی آواز کے ساتھ زمین پر گرے ان دونوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا

ملازم باہر سے دوڑتا ہوا آیا کیا ہوا زایان صاحب سب ٹھیک تو ہے نہ؟؟؟

جی جی سب ٹھیک ہے بس یہ بتادیں دو چھوٹے پتیلے کہاں رکھے ہوئے ہونگے.....

ملازم پتیلے نکالنے کے لئے اندر آنے لگا تو زایان بولا آپ وہیں سے بتادیں ہم نکال لیں گے.....

ملازم نے اسے چولہے کے نیچے والے کبڈ کا بتایا زایان نے کبڈ کھولا تو سامنے چھوٹے پتیلے رکھے تھے.....

مل گئے ٹھیک ہے بس آپ جائیں ملازم وہاں سے چلا گیا.....

زایان نے دو پتیلے نکال کر کاؤنٹر پر رکھے....

اب دونوں ہی پتیلے کو غور سے دیکھ رہے تھے چولہا وہ دو گھنٹے پہلے سے جلا کر بیٹھ گئے تھے....

میراب نے زایان سے پوچھا اب شروع کہاں سے کریں.....

زایان چولہے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا فریج سے دودھ لے کر آؤ.....

میراب نے دودھ کا پیکٹ چولہے کے ساتھ رکھا...

زایان اسے سیکھاتے ہوئے بولا دیکھو پہلے دودھ ڈالیں گیں.....

زایان نے کافی سارا دودھ پتیلی میں ڈالا زایان نے دودھ کا ڈبہ واپس رکھا تو میراب نے بھی اسکی نکل کرتے ہوئے پتیلی میں دودھ ڈالا.....

اچانک زایان کو یاد آیا،،،ایک منٹ ایک منٹ ہمارے بیچ تو مقابلہ ہو رہا ہے نہ تو تم کس خوشی میں میری نکل اتار رہی ہو....

میراب منہ بنا کر بولی ہنہہ نہیں دیکھ رہی میں آپ کو میں اپنے طریقے سے بنا رہی ہوں....

زایان منہ بنا کر بولا اوہ اپنا طریقہ جیسے تم تو جرمنی سے کلاسیز لے کر آئی ہو....

زیادہ باتیں نہ بنائیں چائے بنائیں زایان پیچھے ہوتے ہوئے بولا پہلے تم بناؤ گی ورنہ مجھے پتا ہے تم میری نکل کر کے بناؤ گی.....

میراب نے زایان کو گھورا....زایان اسے آگے کرتے ہوئے بولا کیا ہوا بناؤ بناؤ.....

میراب بھی پر عزم انداز میں بولی ہاں ہاں بنالوں گی....

میر اب نے پتیلی میں دودھ ڈالا پھر سوچنے لگی اب کیا ڈالوں؟؟؟

پھر اچانک یاد آیا تو چٹکی بجائی ہاں چینی چینی بھی تو ڈلے گی.....

اب چینی کہاں رکھی ہو گی؟؟؟

سلپ پر رکھا ہر ڈبہ اسنے کھول کر دیکھا چینی بھی کافی جدوجہد کے بعد اسے ملی زایان پیچھے کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا....

اسے اب سہولت ہو گئی تھی سب چیزیں سامنے تھیں کچھ ڈھونڈنا نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔

اب میر اب اس کشمکش کا شکار تھی کہ چینی ڈلے گی کتنی؟

دودھ اسنے دو کپ کا لیا تھا چینی اسنے دس کپ کے حساب سے ڈالی تھی لیکن پھر بھی زایان اس سے متاثر نظر آنے لگا،،،

آگے آتا ہوا بولا واہ میر اب تمھے تو سب پتا ہے یار میر اب نے فخر سے گردن اونچی کریں....

زایان نے اسکے سر پھر چپت لگائی فالتو میں اترانے نہیں بولا کام کرو....

میر اب نے دانت پیستے ہوئے خونخوار نظروں سے اسے گھورا.....

پھر پتی کے لئے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اب یہ ٹی بیگ کہاں رکھے ہوں گے؟؟؟؟

زایان نے حیرت سے پوچھا ٹی بیگ کیوں؟؟؟

میراب بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی کیونکہ شاید چائے میں پتی بھی ڈلتی ہے....

زایان نے اپنے ہونٹ گول کرے اوہ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا ڈھونڈو ڈھونڈو.....

میراب نے اوپر والا کبڈ کھولا شکر تھائی بیگ سامنے ہی رکھا تھا زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی اسنے دو ٹی بیگ نکال کر پتیلے میں ڈالے.....

لوگ دل پر پتھر رکھتے ہیں زایان نے منہ پر پتھر رکھ کر ہنسی روکی تھی....

پتیلا چولہے پر رکھ کر میراب نے سکھ کا سانس لیا اور خوشی سے ہنستے ہوئے بولی ہو گیا.....

کیا ہو گیا ابھی پکانا بھی ہے اسے میراب کندھے اچکا کر بولی ہاں تو اب یہ خود ہی پکتی رہے گی یا میں اس میں چمچہ چلاتی رہوں...؟

زایان نے آنکھیں گھمائیں میراب اب تم سائڈ پر ہو جاؤ اب میں چائے بناؤں گا...

پیچھے ہونے کو تو ایسے بول رہے ہیں جیسے چائے نہیں بنائیں گے جنگ لڑیں گے...

زایان نے دھکیلتے ہوئے میراب کو پیچھے پھینکا

پھر پتیلا چولہے پر رکھا جس میں دودھ پہلے سے شامل تھا چینی کا ڈبہ آگے کیا،،،

ایک، دو، تین، چار، اور یہ آخری پانچ پورے پانچ چمچ اسنے چینی ڈالی پھر پاس پڑے دوسرے ڈبے کھولنے لگا....

میراب پیچھے سے بولی بھائی ٹی بیگ سامنے ہیں، اسکا اپنی چائے پر سے بالکل دھیان ہٹا ہوا تھا.....

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا ڈفر اسطرح چائے بناتے ہوئے ٹی بیگ نہیں ڈالتے.....

میراب نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا تو اپنے مجھے کیوں نہیں بتایا....

زایان پتی کا ڈبہ کھولتے ہوئے بولا کیونکہ ہم پارٹنر شپ میں کام نہیں کر رہے جو ایک دوسرے کو اچھا برا بتائیں،،،،

ڈبہ کھول ہی نہیں رہا تھا میراب نے پیچھے سے زایان کے ہاتھ پر مارا اور ڈبہ نیچے.....

ساری پتی زمین پر گر گئی تھی....

زایان نے غصے سے میراب کو دیکھا یہ کیا کیا تم نے ساری پتی گرا دی....

میراب چیختے ہوئے بولی میں نے نہیں گرائی ڈبہ آپکے ہاتھ میں تھا.....

دونوں چیختے چلاتے رہے زایان نے ڈبہ اٹھایا تو اس میں تھوڑی بہت پتی تھی اس میں سے تین چمچ پتی نکال کر اسنے پتیلے میں ڈالی اور نیچے گری پتی کو دیکھ کر بولا چھوڑو اسے بعد میں صاف کر دینا تم....

میراب بھنویں اٹھا کر بولی میں کیوں صاف کرو گی گرائی آپنے ہے تو صاف بھی آپ کریں گے....

وہ دونوں پھر لڑ رہے تھے کے میراب کی چائے ابل کر فوراً باہر آ گئی...

میراب چولہا ہلکا کرنے کے بجائے چیختی رہی چائے گر گئی چائے گر گئی....

زایان نے جلدی سے چولہا ہلکا کیا لیکن جب تک آدھی چائے گر چکی تھی جواب سلپ کے ساتھ ساتھ زمین پر بھی گر رہی تھی.....

زایان اور میراب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا میراب نے چائے کو دیکھتے ہوئے کہا یہ تو اتنی سی بچی ہے پھر سوچتے ہوئے بولی پانی ڈال دوں....؟

زایان نے بھی ہامی بھر دی ہاں ڈال دو.....

میراب نے ڈھیر سارا پانی پتیلی میں ڈال دیا اب اسے یہ شکوہ تھا کہ چائے میں رنگ ہی نہیں آ رہا اس لئے اسنے بچی ہوئی پتی بھی چائے میں ڈال دی.....

اب دونوں کھڑے اپنی اپنی چائے کو گھور رہے تھے.....

زایان کی چائے کا رنگ جتنا کالا تھا میراب کی چائے کا رنگ اتنا ہی پھیکا.....

کچھ منٹوں بعد دونوں نے فیصلہ کیا کہ اب چائے کو کپ میں ڈال لینا چاہیے.....

دونوں نے ایک ایک کپ نکالا.....

میراب نے پتیلی کا ہینڈل پکڑا اور چھوڑ دیا یہ تو اتنا گرم ہو رہا ہے....

زایان اداکاری کرتے ہوئے بولا اچھا گرم ہو رہا ہے ؟؟ چائے تو تم نے برف پر پکائی تھی نہ اس لئے گرم ہو رہا ہے....

میر اب نے اسے گھورا زایان نے اپنی چائے کپ میں ڈالی تو میر اب کی بھی اسکے کپ میں ڈال دی

اور چائے ڈالتے ہوئے اسنے ڈالی کم تھی گرائی زیادہ تھی.....

وہ دونوں چائے کا کپ اٹھائے باہر نکل رہے تھے جب ارفہ بیگم کچن میں داخل ہوئیں اور کچن کی حالت دیکھ کر انھے اٹیک ہوتے ہوتے بچا تھا

پتیلے گرے پڑے تھے ٹائلز پر پتی کا ڈبہ اور پتی دونوں ہی بے حال پڑے تھے اور سلپ سے لے کر زمین تک چائے کی ایک ندی بہی تھی.....

ارفہ بیگم ان دونوں کو خونخوار نظروں سے دیکھ کر چینخھی یہ کیا حشر کیا ہے تم لوگوں نے کچن کا.....

کیا کوئی زلزلہ آیا تھا یا طوفان....

وہ دونوں ہی خاموشی سے کھڑے رہے پھر زایان ماحول کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آگے آتا ہوا بولا ماما ہم دونوں نے چائے بنائی ہے آپ پی کر بتائیں کس کی زیادہ اچھی ہے ؟؟؟

ارفہ بیگم نے ان دونوں کے کپ کی طرف دیکھا اور پھر انکے چہروں کی طرف....

تم دونوں خود یہ چائے پیوں.....

زایان اور میراب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

ارفہ بیگم ہاتھ باندھ کر بولیں پیو پیو۔۔۔زایان اور میراب دونوں نے اپنی اپنی چائے کا ایک گھونٹ لیا اور دونوں کی آنکھیں پھٹ کر باہر آئیں

دونوں تیزی سے سنک کی طرف بھاگے ارفہ بیگم پیچھے سے بولیں یہ زہریلی چائے مجھے پلا کر مارنا چاہتے تھے....

زایان اور میراب نے انھے پلٹ کر دیکھا،،،زایان کو تو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ اسکی چائے میٹھی زیادہ ہے یا کڑوی.....

اور میراب کو سمجھ نہیں آرہا تھا کے اسنے چائے میں چینی ملائی تھی یا پانی میں.....

ارفہ بیگم ان دونوں کو کچن سے نکل کر جاتے ہوئے بولیں میں دس منٹ بعد آکر دیکھوں تم دونوں نے کچن صاف کر دیا ہو....

زایان اور میراب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ماما ہم....

ارفہ بیگم طنزیہ مسکرا کر بولیں ہاں تم دونوں جب پھیلا سکتے ہو تو صاف بھی کر سکتے ہو.....

زایان چینختے ہوئے بولا لیکن ماما میرا تو پیپر ہے مجھے پڑھنا ہے....

ارفہ بیگم اسے گھورتے ہوئے بولیں پڑھ لیا تم نے پہلے سب صاف کرو اور پھر جاؤ...
زایان اور میرا اب دونوں کپڑا اٹھا کر کچن صاف کرنے کے لئے آگے بڑھے

شافع آفس میں بیٹھا کوئی ای میل پڑھ رہا تھا جب گارڈ دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوا اسکے ہاتھ میں ایک بڑا سا فریم تھا جا کے اوپر کقر چڑھا ہوا تھا،،،
سر آپکے لئے پارسل آیا ہے... شافع نے حیرت سے کھڑے ہوتے ہوئے سوچا،،،
پارسل میرے لئے وہ بھی اتنا بڑا....
ٹھیک ہے آپ ایسے یہاں صوفے پر رکھ دیں....
پارسل رکھ کے گارڈ چلا گیا تو شافع نے فریم کے اوپر سے کور ہٹایا اور کور ہٹانے کے بعد اسکی آنکھیں حیرت سے پھاٹیں اسکے منہ سے بے اختیار نکلا واؤ،،،،،
وہ ایک پینٹنگ تھی جس میں شافع اور زایان دونوں ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے کھڑے تھے شافع کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی.....
پینٹنگ کے ساتھ کوئی نوٹ نہیں تھا اسلئے شافع کو رچیک کرنے لگا کے کوئی نوٹ ہو....

لیکن کوئی نوٹ نہیں تھا شافع نے پھر پینٹنگ کو دیکھا پینٹنگ کے نیچے کونے پر کسی کے سائن ہوئے وے تھے...

شافع نے نام پڑھا "میر اب حیدر"،،،،

شافع مسکراتے ہوئے بولا اووووہ تو میر اب نے بنائی ہے یہ پینٹنگ امیز نگ.....

شافع ٹیلی فون کی طرف گیا اور زایان کو فون کیا...

زایان کا کمرہ اوپر کی منزل پر تھا جبکہ شافع کا نیچے.....

زایان نے فون اٹھا کر بڑے مصروف سے انداز میں کہا Yes....

شافع مسکراتے ہوئے بولا نیچے آؤ....

زایان کرسی پر گھومتے ہوئے بولا کیوں کچھ کھانے کے لئے منگوایا ہے؟؟؟

شافع نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا.....,,,

ہاں زہر.....! زایان نے شرارت سے کہا اوہ اچھا نور آئی ہے کیا....؟

شافع نے سر پر ہاتھ رکھا زایان یہ آئے نور کچھ زیادہ تمھارے سر پر سوار نہیں ہو رہی....

زایان شرارت سے کرسی گھماتے ہوئے بولا ہاں ہاں میں اس بات سے بالکل انکار نہیں کر رہا....

شافع نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں تمھارا ہو گیا ہو تو نیچے آجاؤ کچھ دکھانا ہے....

زایان مسلسل شرارت کے موڈ میں تھا....

نہیں یار رہنے دو میں ابھی کوئی فلم دیکھنے کے موڈ میں نہیں ہوں...

شافع کو غصہ آ گیا تھا اسنے بغیر کچھ کہے کھٹ کر کے فون رکھ دیا...

شافع نے غصے میں فون رکھ دیا تو زایان نے فون کو دیکھ کر قہقہہ لگایا.....

بڑی جلدی غصہ آجاتا ہے اس ہٹلر کو....

پینٹنگ صوفے پر ہی رکھی تھی شافع کرسی پر بیٹھ کے پینٹنگ پر غور کرنے لگا....

پینٹنگ بہت مہارت سے بنائی گئی تھی ایک ایک باریکی کو نوٹ کیا گیا تھا،۔،۔،

شافع کرسی پر بیٹھا پینٹنگ دیکھ رہا جب زایان دانت نکالتا ہوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا....

اور بھائی کیوں مجھے اتنی بیتابی سے یاد کیا جا رہا ہے مجال ہے جو تم ایک منٹ میرے بغیر رہ سکو ایسی ہی تھوڑی نہ لوگ شک کرتے ہیں....

شافع نے سپاٹ چہرے سے زایان کو دیکھا،،،ہو گیا؟؟؟

زایان ہنستے ہوئے کندھے اچکا کر بولا ہاں..

شافع نے ہاتھ کے اشارے سے زایان کی توجہ پینٹنگ کی طرف مبذول کرائی....

زایان نے مڑ کر پینٹنگ کی طرف دیکھا اور حیرت سے اسکا منہ کھل گیا حیرت کے ہی عالم میں وہ پینٹنگ کی طرف بڑھا woww it's just amazing

پھر وآپس آکر شافع کے گلے لگ کر بولا ارے یار ابھی تو میری برتھ ڈے بہت دور ہے کیا ضرورت تھی اس گفٹ کی..

شافع نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا کس نے کہا کہ یہ میں نے تمھارے لئے بنوائی ہے یہ پینٹنگ میرے لئے گفٹ آئی ہے....

زایان کا منہ اتر گیا پھر بولا اچھا تو کیا ہوا ہمارے بیچ کونسا میرا تیرا ہوتا ہے تمھارا گفٹ مطلب میرا گفٹ...

پھر پینٹنگ کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھا ذرا دیکھوں تو کس پینٹر نے بنائی ہے.....

زایان نام پڑھنے لگا میراب حیدر زایان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں یہ میراب نے بنائی ہے؟؟؟؟ شافع نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا نام اسکا ہے تو ظاہر سی بات ہے اسی نے بنائی ہے....

وہ دنوں بات ہی کر رہے تھے کہ شافع کا موبائل بجنے لگا اسنے موبائل دیکھا تو زایان کے گھر سے کال تھی مطلب میراب نے کال کی ہے....

شافع نے کال ریسیو کر کے اسپیکر پر کر دی....

ہیلو.....ہیلو شافع بھائی کیسے ہیں آپ؟؟

شافع نے مسکرا کر کہا میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟؟؟زایان خاموش کھڑا باتیں سن رہا تھا.....

میراب چہنکتے ہوئے بولی میں بھی ٹھیک ہوں آپ کو پینٹنگ مل گئی کیسی لگی آپکو؟؟؟

شافع نے پینٹنگ دیکھتے ہوئے اسے تنگ کرنے کے لئے کہاہاں مل گئی میراب سچ بتاؤ یہ تم نے بنائی ہے یہ کسی سے بنوائی ہے....

میراب خفا ہوتے ہوئے بولی اب آپ بھی ایسی باتیں کریں گیں۔۔۔۔۔۔۔

شافع ہنسا اچھا یہ گفٹ کسی خاص وجہ سے؟؟؟

جی جی خاص وجہ ہے نہ آپکا بزنس اسٹارٹ ہوا ہے تو میری طرف سے آپکے لئے گفٹ.....

آپ اسے اپنے آفس میں لگائے گا.....

زایان فوراً بھڑکتا ہوا بولا موٹی، چھپکلی آفس تو میں بھی آرہا ہوں بزنس تو میں نے بھی شروع کیا ہے مجھے تو تم نے کوئی گفٹ نہیں دیا....

میراب دانتوں تلے زبان دبا کر بولی اوہ تو بھکڑ لوگ بھی چپ رہ کر ساری باتیں سن رہیں ہیں.....

زایان خفا ہوتا ہوا بولا فون میں گھس کر تمھاری بتیسی نکال دوں گا میں یہ بتاؤ میرا گفٹ کہاں ہے؟؟؟

میرا ب انجان بنتے ہوئے بولی کونسا گفٹ کیسا گفٹ آپ کو بھی گفٹ کی ضرورت ہے کیا؟؟؟

میں نے پینٹنگ صرف شافع بھائی کے لئے بنائی ہے آپکے لئے کچھ نہیں ہے...

شافع ہنستا ہوا ان دونوں کی لڑائی سن رہا تھا.....

زایان دانت پیستا ہوا بولا موٹی تم سے تو میں گھر آکر حساب لیتا ہوں.....

وہ دونوں لڑے جا رہے تھے شافع نے انھے چپ کروایا

تم دونوں گھر جا کر لڑ لینا ابھی کام بھی کرنا ہے.....

اور میرا ب it's too beautiful thank you so much for this surprised

میرا ب مسکراتے ہوئے بولی آپکو پسند آیا نہ؟؟؟

زایان منہ بنائے کھڑا تھا،،، شافع مسکرا کر بولا صرف پسند نہیں بلکہ بہت پسند آیا یہ سچ میں تعریف کے قابل ہے....

میراب نے خوشی سے چہنکتے ہوئے شکریہ ادا کیا چلیں اب میں فون رکھتی ہوں اللہ حافظ.....

شافع نے فون رکھ کر زایان کے گلے میں ہاتھ ڈالا جو منہ لٹکائے کھڑا تھا.....

ارے تم کیوں منہ لٹکائے کھڑے ہو اس نے پینٹنگ تو تمھاری بھی بنائی ہے نہ....

زایان خفا ہوتے ہوئے بولا بنائی ہے لیکن مجھے دی تو نہیں.....

شافع اسے کسی بچے کی طرح مناتے ہوئے بولا تمھے لگتا ہے کہ میراب نے تمھارے لئے کوئی گفٹ نہیں رکھا ہو گا اسنے ضرور اس پینٹنگ کی دو کاپی بنوالی ہو نگی....

زایان کا موڈ پھر بھی ٹھیک نہیں ہوا تو شافع پینٹنگ دیوار پر لگاتے ہوئے بولا اپنا موڈ تو ٹھیک کر لو....

زایان کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا میرا موڈ اب صرف آئسکریم سے ٹھیک ہو گا جو تم منگواؤ گے

شافع کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا زایان کبھی اپنے پیسوں کا بھی کچھ کھلا دیتے ہیں.....

زایان نے ڈرامہ کرتے ہوئے گردن اوپر نیچے کی..... شافع نے انٹر کام پر دو آئسکریم لانے کا کہہ دیا

آئے نور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی سلاد بنا رہی تھی صدیقی صاحب آفس سے آئے اور لاؤنج میں بیٹھ گئے....

نور نے کچن سے پانی لے جا کر انھے تھمایا صدیقی صاحب نے پانی پینے کے بعد پوچھا تمھاری ماں کہاں ہے؟؟؟

نور ان سے گلاس لیتے ہوئے بولی کچن میں ہیں....

بلاؤ اسے،،،،جی اچھا بابا بلاتی ہوں یہ کہہ کر نور ارمینہ بیگم کو بلانے چلی گئی...

ارمینہ بیگم کچن سے باہر آئیں جی کہیں....

صدیقی صاحب ٹانگیں پھیلاتے ہوئے بولے میرے ایک دو سوٹ پیک کر دو....

نور نے انکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا بابا آپ کہیں جا رہے ہیں؟؟؟

صدیقی صاحب گردن ہلاتے ہوئے بولے ہاں آفس کے کچھ کام سے تین دن کے لئے شہر سے باہر جا رہا ہوں

وہ اکثر اوقات آفس کے کام کی وجہ سے شہر سے باہر جایا کرتے تھے.....

آٹھ بجے مجھے آفس کی گاڑی لینے آئے گی ارمینہ تم میرا بیگ پیک کر دو....

ارمینہ بیگم انکا سامان تیار کرنے کمرے میں چلی گئی....

آئے نور نے سلاد تیار کر کے کھانا لگانا شروع کیا صدیقی صاحب فریش ہو کر کھانا کھانے بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے وہ ادھر ادھر کہ تھوڑی بہت باتیں کرتے رہے....

کھانا کھانے کے بعد صدیقی صاحب کپڑے بدلنے چلے گئے کیونکہ انھے اب نکلنا تھا....

کچھ دیر بعد وہ لاؤنج میں آئے تو انکا بیگ تیار رکھا تھا.....

نوران سے پوچھنے لگی بابا آپ کب تک واپس آئیں گے....

صدیقی صاحب کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولے آجاؤں گا دو تین دن میں تم لوگ اپنا خیال رکھنا...

نور انکے قریب آتے ہوئے بولی آپ بھی اپنا خیال رکھئے گا بابا اور جلدی آجایئے گا...

صدیقی صاحب نے اسکا سر تھتھپاتے ہوئے کہا ہمم کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے فون کر دینا اور اپنی ماں کا اور اپنا خیال رکھنا....

صدیقی صاحب کا فون بجا گاڑی انھے لینے کے لئے آگئی تھی....

انھوں نے اپنا بیگ اٹھایا،،،اللہ حافظ بابا پہنچ کر فون کر دیئے گا....

صدیقی صاحب نے اثبات میں گردن ہلائی اور باہر نکل گئے....

نور بے سدھ سی آکر صوفے پر لیٹ گئی....

ارمینہ بیگم بھی اسکے پاس ہی بیٹھی تھیں.... آئے نور چھت کو گھورتے ہوئے بولی ماما بابا چلے جاتے ہیں گھر کتنا خالی خالی لگتا ہے نہ۔۔

ارمینہ بیگم ہنستے ہوئے بولیں تم تو ایسے بول رہی ہو جیسے وہ جب گھر میں ہوتے ہیں تو ہر وقت تمھارے ساتھ لگے رہتے ہیں....

آئے نور کندھے اچکا کر بولی جو بھی ہے لیکن جب بابا نہیں ہوتے تو گھر خالی ہی لگتا ہے...

ارمینہ بیگم کچھ نہیں بولیں....

آئے نور کے موبائل پر میسج آیا اسنے چیک کیا تو منہا کا میسج تھا وہ اس سے کل کے ڈنر کے بارے میں پوچھ رہی تھی

آئے نور نے جواب دیئے بغیر موبائل رکھ دیا ارمینہ بیگم کوئی کتاب پڑھ رہیں تھیں نور اٹھ کر بیٹھی پھر گلا کھنکار کر بولی.....

ماما وہ کل یونیورسٹی میں بزنس ڈپارٹمنٹ والوں نے ڈنر رکھا ہے...

ارمینہ بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا.....اچھا،،،

نور نے ہونٹوں پر زبان پھیری انھوں نے ہمیں بھی انوائیٹ کیا ہے...

ارمینہ بیگم نے کتاب نیچی کر کے اسے دیکھا ڈنر انکے ڈپارٹمنٹ کا ہے تم لوگوں کو کیوں انوائیٹ کیا ہے؟؟؟

جی ماما ڈنر تو انکا ہے لیکن انھوں نے دوسرے ڈپارٹمنٹ والوں کو بھی انوائیٹ کیا ہے اسلئے زایان نے مجھے اور منہا کو بھی انوائیٹ کیا ہے....

ارمینہ بیگم سوچتے ہوئے بولیں تو تم جانا چاہتی ہو؟؟؟

آئے نور نے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر گردن اثبات میں ہلادی...

لیکن تمھارے بابا تو ہے نہیں جاؤ گی کس کے ساتھ؟؟؟

آئے نور سوچ میں پڑ گئی وہ منہا کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن مجبوری تھی تو اسنے منہا کہ ساتھ جانے کا فیصلہ کیا....

منہا بھی جا رہی ہے ماما منہا کے ساتھ چلی جاؤں گی....

آئے نور ارمینہ بیگم کے تاثرات دیکھنے لگی....

ارمینہ بیگم کتاب اٹھاتے ہوئے بولیں ٹھیک ہے اگر وہ تمھے گھر سے پک کر لیتی ہے تو چلی جانا....

آئے نور خوشی سے چینخی...ohhh thank you mama

اور جا کر انکے گلے سے لپٹ گئی....

ارمینہ بیگم اسکے بال سہلاتے ہوئے بولیں اوہو ایک تو تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ایسے خوش ہو کر لپٹتی ہو جیسے پتا نہیں کیا ہو گیا....

آئے نوران سے الگ ہو کر ہنستے ہوئے بولی اور پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھاڑیں بھی تو ایسی مارتی ہوں۔۔۔۔

دونوں ہنس دیئے...

"لڑکیاں ایسی ہی تو ہوتی ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش ہو جانا اور بڑے بڑے غم چپ کر کے سہہ جانا"

زایان دوپہر سے ہی یونیورسٹی میں اپنی کلاس کے لڑکوں کے ساتھ ڈنر کی تیاری کر رہا تھا....

سب کام انہوں نے آپس میں بانٹ لئے تھے زایان نے سجاوٹ کا کام اپنے ذمے لے لیا تھا....

اور ڈیکوریشن کرنے کے لئے آئے لڑکے اسکے سامنے بیٹھے اسے تک رہے تھے....

زایان بھائی ہمیں یہاں بیٹھے دو گھنٹے ہونے والے ہیں آپ کب بتائیں گے کہ کس طرح سجاوٹ کرنی ہے...؟

زایان پر سوچ انداز میں گال پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولا یار ذرا خاموشی رکھو مجھے سوچنے تو دو کے کس طرح کی سجاوٹ ہونی چاہیے.....

سامنے بیٹھے لڑکوں میں سے ایک لڑکا بولا پھر آپ دو گھنٹے سے کر کیا رہے ہیں اگر اب تک نہیں سوچا تو آپ ایسا کریں ہمیں ہمارے حساب سے سجاوٹ کرنے دیں....

زایان نے ایک بھنویں اٹھا کر اس لڑکے کو گھورا ڈنر ہم نے رکھا ہے تو ہمارے حساب سے سجاوٹ ہو گی نہ تم کس خوشی میں اپنی مرضی سے کرو گے ؟؟

پھر زایان سوچتے ہوئے بولا ایسا کرتے ہیں ریڈ کلر کا ڈیکوریشن کرتے ہیں....

پھر خود ہی بولا نہیں نہیں ایسا لگے گا ڈنر پر نہیں کسی کی بارات میں آئے ہیں....

پھر اچانک چٹکی بجاتے ہوئے بولا چلو اٹھو سوچ لیا میں نے ہم وائٹ اور سکائے بلو کلر کا ڈیکوریشن کریں گیں....

اور باقی کیا کرنا ہے وہ میں بتاتا ہوں چلو.....

دو گھنٹے تک اسنے سب کی خواری کروائی تھی اور اب وہ سب سے گھوڑے کی رفتار سے کام کروا رہا تھا

شافع حسب معمول آفس میں بیٹھا فائلوں سے سر کھپا رہا تھا
زایان نے کہا تھا کہ وہ آفس کا کام سنبھال لے گا لیکن وہ ہمیشہ کی طرح غائب تھا۔۔۔۔۔

۔

شافع ایک فائل دیکھ کر لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرنے لگا اچانک اسکا فون بجا وہ کام میں اتنا مصروف تھا کہ دیکھے بغیر ہی کال ریسیو کر کے کان سے لگالی....
ہیلو....دوسری طرف سے لڑکی کی آواز آئی شافع میں ارحام بات کر رہی ہوں،،،
شافع کا تیزی سے ٹائپنگ کرتا ہوا ہاتھ رک گیا،،،،،
شافع نے موبائل ٹھیک سے پکڑا پھر گلا کھنکار کر بولا.....
ارحام،،،،، پھر ٹھہر کر بولا بولو کیوں فون کیا ہے کوئی کام تھا؟؟
ارحام کچھ دیر خاموش رہی آپ یہ منگنی توڑ دیں پلیز اسطرح رشتے زبردستی نہیں جوڑے جاتے.....
شافع کچھ دیر خاموش رہا ہماری منگنی ہوئی ہی کب ہے؟اسطرح زبردستی انگھوٹی پہنا دینے کو تم منگنی کہتی ہو....
آپ نہیں مانتے لیکن بی اماں تو مانتی ہیں نہ....
شافع کرسی پر سے گھومتا ہوا بولا تم خود جا کر بی اماں کو منا کیوں نہیں کر دیتیں؟؟

ارحام نے ضبط سے سانس کھینچا آپ کو لگتا ہے کہ جہاں آپ کی نہیں سنی گئی وہاں میری سنی جائے گی...

شافع کچھ نہیں بولا....

بی اماں کو میں نے بہت مشکل سے آپکو چھے مہینے کے وقت دینے کے لئے راضی کیا تھا.....

وہ مان تو گئی ہیں لیکن چین سے نہیں بیٹھی ہیں انھوں نے تو شادی کی تیاریاں ابھی سے شروع کر دی ہیں.....

شافع نے منہ پر ہاتھ پھیرا وہ جو کرنا چاہتی ہیں انھے کرنے دو.....

ارحام نے فوراً پوچھا کیا مطلب؟؟؟

شافع نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے کہا مطلب کچھ نہیں جو جیسا چل رہا ہے فلحال ویسا چلنے دو آگے جو ہو گا وہ میں سنبھال لوں گا.....

ارحام خاموش رہی شافع نے فون کاٹ دیا.....

ٹیبل پر دونوں کہنیاں ٹکا کر اسنے ہاتھوں میں سر دے دیا.....

پھر اٹھ کر اسنے اپنے مینیجر کو فون کیا....

دوسرا طرف سے فون اٹھالیا گیا تو شافع بولا شمس گروپ آف انڈسٹری سے میری کل کی میٹنگ ارینج کروایئے، دوسری طرف سے مینیجر بولا لیکن سر ان سے آپکی میٹنگ تو ایک ہفتے بعد کی تھی، شافع گردن ہلاتے ہوئے بولا جی لیکن آپ ان سے کہیں کے میں کل میٹنگ کرنا چاہتا ہوں پھر انکا جو جواب ہو مجھے بتادیئے گا،،،

اور دوسرے انویسٹرز کی کمپنی کی ساری ڈیٹیل مجھے میل کردیں جتنی بھی میٹنگ پینڈنگ پر ہیں سب کل پرسوں کے ٹائم ٹیبل میں ارینج کریں.....

مینیجر ہڑبڑا گیا تھا سر ساری میٹنگ کل پرسوں کے لئے ارینج کردوں لیکن سر سارے پروجیکٹ الگ الگ ہیں تو ایک ساتھ اتنے.....۔

شافع نے مینیجر کی بات کاٹ دی آپ وہ سب چھوڑ دیں میں دیکھ لوں گا آپ بس میٹنگ ارینج کروادیں.....

بات ختم کرکے شافع نے فون رکھ دیا اور پیچھے کرسی سے سر ٹکالیا.....

وہ ٹینشن میں آکر خود پر کچھ زیادہ ہی کام کا لوڈ ڈال رہا تھا وہ بس اب جلد سے جلد اپنے نئے پروجیکٹس کے پروفیٹ سے الگ گھر لینا چاہتا تھا

کیونکہ فلحال اسے ہر چیز سے نجات کا یہی راستہ نظر آرہا تھا

لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ کچھ وقت کے بعد زندگی اسکے لئے ایسا نیا موڑ لانے والی ہے جس کا اسنے تصور بھی نہیں کیا ہو گا.....

آئے نور شیشے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لینے لگی....

اسنے سادھے سفید سوٹ پر بڑا سا ملٹی رنگ کا دوپٹہ لیا ہوا تھا دوپٹے کے چاروں کونوں پر نگ کی موٹی سی لڑی لگی ہوئی تھی

اور ایسی ہی باریک سی نگوں کی لڑی قمیض کے دامن پر بھی تھی اور باقی قمیض سادھی تھی....

ملٹی رنگ کے دوپٹے نے اس سادھے سوٹ میں چار چاند لگا دیئے تھے....

نور نے ہونٹوں پر ہلکی سی پنک کلر کی لپسٹک پھیری پلکھوں پر مسکارا لگایا، اور گالوں پر بلشن جس کی وجہ سے اسکے گال اور بھی گلابی لگ رہے تھے.....

آئے نور نے اپنی کمر پر پھیلے سیاہ بالوں کو اٹھا کر جوڑے کی شکل دے دی....

اتنے میں منہا آگئی منہا سیدھی اسکے کمرے میں آئی اور اسے دیکھ کر حیرت سے بولی نور تم اب تک تیار نہیں ہوئیں؟؟؟

آئے نور نے پھر سے شیشے میں خود کو دیکھا پھر منہا کی طرف دیکھ کر اداسی سے بولی کیا یہ کپڑے صحیح نہیں لگ رہے...

منہا اسکے پاس آکر بولی میں کپڑوں کی بات نہیں کر رہی تم نے نہ اب تک بال بنائے ہیں نہ میک اپ کیا ہے....

آئے نور اپنا اسکارف اٹھاتے ہوئے بولی نہیں بال بنانے کی ضرورت نہیں اسکارف لوں گی اور میک اپ میں نے کر لیا ہے....

منہا نے اسکے ہاتھ سے اسکارف کھینچا پھر نور کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر جائزہ لیتے ہوئے بولی میک اپ کیا ہے..... کہاں کیا ہے؟؟؟

آئے نور اسکے ہاتھ سے اسکارف واپس لے کر بولی بس جتنا بھی کیا ہے کافی ہے ڈنر پر جانا ہے نکاح پر نہیں....

منہا نے اسے کھینچ کر بیڈ پر بٹھایا اور ڈریسنگ پر رکھا میک اپ چھاننے لگی....

لائنر کہاں رکھا ہے تمھارا؟؟؟

نور اٹھتے ہوئے بولی نہیں میں لائنر نہیں لگاؤں گی میرے بہت آنسوں نکلتے ہیں۔۔۔۔۔۔

منہا کو لائنر مل گیا تھا وہ واپس پلٹی اور آئے نور کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھایا....

آئے نور اسے منا کرتی رہی منہا مجھے نہیں لگانا خراب ہو جائے گا.....

منہا نے اسکی ایک ناسنی اور لائنر لگانے کھڑی ہو گئی اب اپنا منہ اور آنکھ دونوں بند رکھنا خبر دار جو ہلیں....

منہا لائنر لگا کر سیدھی ہوئی آئے نور نے آنکھیں کھولیں اسکی آنکھوں کا ہیزل رنگ کچھ زیادہ ہی واضح ہونے لگا.....

نور کی آنکھ سے ایک آنسوں نکل کر گال پر بہا....

آئے نور خفا ہوتے ہوئے بولی دیکھا میں اسی لئے منا کر رہی تھی اب تھوڑی تھوڑی دیر بعد یہی ہو گا نور نے ٹشو نکال کر آہستہ سے تھپتھپا کر آنسو صاف کیا....

اوہ ہو کچھ نہیں ہوتا ٹھیک ہو جائے گا ابھی آنکھیں دیکھو اب کتنی پیاری لگ رہی ہیں ایک نہ ایک تو آج مر ہی جائے گا....

آئے نور نے اسے گھورا... پھر غصے سے بولی زیادہ فالتو کی باتیں مت کیا کرو میرے ساتھ منہا اپنے شوق اپنی حد تک ہی رکھو.....

اسنے سیدھا سیدھا منہا کو ذلیل کیا تھا منہا اچانک سیریس ہو گئی اچھا ٹھیک ہے تمھارا لیکچر ختم ہو گیا ہو تو چلیں؟؟؟

آئے نور نے اپنے اسکارف اٹھا کر لپیٹا....

دوپٹہ اسکا اتنا بڑا تھا کہ اسنے دوپٹے کو ہی چادر کی طرح لپیٹ لیا.....

بیڈ پر رکھا اپنا چھوٹا سا پرس اٹھایا اور منہا کو لے کر کمرے سے باہر نکل گئی.....

زایان ساری سجاوٹ کروا کر گھر چلا گیا تھا اسنے تقریباً ساری سجاوٹ وائٹ اور سکائے بلو کلر سے کروائی تھی ہر ٹیبل اور کرسی کا کلر وائٹ تھا اور لائٹنگ اسنے بلو رنگ کی لگوائی تھیں،،،

ہر ٹیبل پر ایک واس رکھا تھا جس میں رنگ برنگی پھول تھے....

سائڈ پر چھوٹا سا اسٹیج بھی بنایا گیا تھا اسنے پتا نہیں کہاں کہاں سے تصویروں کا ایک ڈھیر جما کر کے اسٹیج کے دائیں اور بائیں طرف کی دیوار بھری تھی....

زایان تیار ہو کر واپس یونی آ گیا تھا، اسنے ڈارک بلو جینز پر وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی جس کے اوپر اسنے مہرون واسکٹ پہنی ہوئی تھا جس کے بٹن آگے سے کھلے تھے....

ایک ہی ہاتھ میں دو تین بینڈ اور گھڑی وہ ایک ہی ہاتھ میں سب کچھ پہنتا تھا اور دوسرا ہاتھ خالی رکھتا تھا.....

بالوں کو جیل لگا کر کھڑا کیا ہوا تھا جنہے وہ وقتاً فوقتاً ہاتھ پھیر پھیر کر سیٹ کرتا رہتا.....

اسکا قد ویسے ہی پانچ فٹ دس انچ تھا لیکن اسنے شوز اتنے موٹے پہنے ہوئے تھے کہ اب وہ اور لمبا لگ رہا تھا....

زایان نے آگے پیچھے نظریں دوڑائیں تو کچھ لڑکیاں اسے دیکھ کر مسکرا کر ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہیں تھیں،،،،

زایان نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر شرارت سے خود سے ہی کہا "آج تو لگ رہا ہے نظر لگا کر ہی چھوڑیں گیں"

وہ چلتا ہوا اپنی کلاس کے لڑکوں کے پاس آگیا اور شافع کا پوچھنے لگا جب سب نے اسے بتایا کہ شافع ابھی تک نہیں آیا تو اسے حیرانی ہوئی اسنے فون نکال کر شافع کو فون کیا..... لیکن شافع نے فون نہیں اٹھایا پھر اسنے آفس کے نمبر پر فون کیا شافع نے تب بھی فون نہیں اٹھایا تو اسے فکر ہونے لگی....

اسنے مینیجر کے نمبر پر کال کی....

کال ریسیو کر لی گئی.... شافع آفس میں ہے؟؟؟ مینیجر بولا سر مجھے تو نہیں پتا آفس ٹائمنگ تو ختم ہو گئی ہیں اور میں تو گھر پر ہوں لیکن جب آفس ٹائمنگ ختم ہوئے اور سب جانے لگے تب شافع سر آفس میں ہی تھے....

اچھا ٹھیک ہے کہہ کر اسنے کال کاٹ دی پھر آفس کے سیکیورٹی گارٹ کے انٹر کام پر فون لگایا....

دو بیل کے بعد فون اٹھالیا گیا...

شافع صاحب آفس میں ہیں؟؟؟

گارڈ نے اسے بتایا جی سب تو چلے گئے ہیں لیکن وہ آفس میں ہی ہیں....

ٹھیک ہے تم انکو جا کر بولو زایان کی کال اٹھائیں ضروری کام ہے.....

زایان نے کال کاٹ دی....

اور پھر تھوڑی دیر بعد شافع کے نمبر پر کال لگائی...

اس بار شافع نے کال اٹھالی تھی.....

زایان جب میں کال نہیں اٹھا رہا تو اسکا مطلب یہی ہے نہ کہ میں بزی ہوں پھر کیوں بار بار کال کر کے پریشان کر رہے ہو.؟؟؟

شافع شاید کچھ زیادہ ہی مصروف تھا اسلئے غصہ کر رہا تھا....

زایان اسکے غصے کا اثر لئے بغیر بولا کیا مطلب بزی ہو تم شاید بھول گئے ہو تمھے ڈنر پر آنا ہے میں کب سے تمھارا انتظار کر رہا ہوں....

شافع نے سپاٹ لہجے میں کہا میں نہیں آرہا میرا انتظار مت کرنا.....

زایان کا جواب سنے بغیر ہی اسنے کال کاٹ دی زایان دوبارہ فون کرتا رہا لیکن اسنے موبائل سائلنٹ پر لگا دیا پھر کرسی سے سر ٹکا کر بیٹھ گیا،،،

کچھ دیر وہ آنکھیں بند کر کے ان پر انگلی پھیرتا رہا پھر اٹھ کر واش روم چل گیا.....

باہر نکلا تو اسکا چہرا پانی سے گیلا تھا تین چار ٹشو نکال کر اسنے چہرہ تھپتھپایا،، پھر لیپ ٹاپ بند کر کے کرسی پر سے کوٹ اٹھایا گاڑی کی چابیاں موبائل گلاسیز اور موبائل ٹیبل پر سے اٹھایا اور باہر نکل گیا

آئے نور ارمینہ بیگم کو خدا حافظ کہہ کر باہر جانے لگی تو ارمینہ بیگم نے پیچھے سے نصیحتوں کا پہاڑ سنا دیا.....

جلدی آجانا، کسی سے فالتو بات مت کرنا، اور خدا کے واسطے دھیان سے سامنے دیکھ کر چلنا کہیں وآپس گرتی پڑتی آؤ.....

آئے نور انکی باتوں پر منہ بنا کر باہر نکل گئی منہا اپنی گاڑی لے کر آئی تھی ورنہ انھے وآپسی کی فکر لگی رہتی.....۔

منہا ڈرائیو کر رہی تھی جب آئے نور کو اچانک یاد آیا تو منہا سے پوچھا...

تم نے کوئی گفٹ لیا ہے کیا؟؟؟اس بھکڑ نے گفٹ کا بولا تھا،، منہا نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں مجھے تو یاد ہی نہیں تھا تم نے لیا ہے کیا...؟؟؟

منہا نے بھی نفی میں گردن ہلائی نہیں مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ لڑکوں کے لئے کیا گفٹ ہوتا ہے اور اگر لڑکا زایان جیسا ہو تو کھانے کے علاوہ کوئی گفٹ سوجتا ہی نہیں ہے.....

منہا کندھے اچکا کر بولی پھر کیا کریں رہنے دیں....؟

آئے نور سوچتے ہوئے بولی ایسے جائیں گے تو اچھا لگے گا کیا؟؟؟

منہا آنکھیں گھماتے ہوئے بولی اوہو نور وہاں کوئی کسی کے لئے گفٹ نہیں لائے گا وہ تو زایان ہے ہی ندیدہ اسلئے اسنے ہم سے گفٹ کا کہا.....

آئے نور سوچتے ہوئے بولی تم ایسا کرو راستے میں کوئی گفٹ شاپ آئے تو گاڑی روک لینا ایسا کرتی ہوں چاکلیٹ لے لیتی ہوں کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو گفٹ نہ لیجانے پر وہ بھکڑ سب کے سامنے میرا تماشہ بنادے ویسے بھی ایسے موقعے وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا....

منہا نے کندھے اچکا دیئے کچھ آگے جا کر منہا نے ایک شاپ کے آگے گاڑی روک دی....

آئے نور گاڑی سے اتری منہا گاڑی میں ہی موبائل نکال کر بیٹھ گئی آئے نور نے اس سے پوچھا تم میرے ساتھ اندر نہیں چل رہیں...؟؟؟

منہا نے منا کر دیا نہیں میں نہیں آرہی تم جلدی سے آجاؤ.....

آئے نور اندر چلی گئی، آئے نور چاکلیٹس دیکھنے لگی اسنے ایک چاکلیٹ کا ڈبہ نکلوایا....

پیمنٹ کرنے کا کاؤنٹر آگے تھا آئے نور پرس کھول کر پیسے نکالتے ہوئے چلنے لگی اچانک اسکا سر کسی کے سینے سے ٹکرایا تھا آئے نور گھبرا کر جلدی سے پیچھے ہوئی....

شافع نے فوراً اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے پیچھے ہونے سے روکا ورنہ وہ پیچھے سے آتے ہوئے لڑکے سے ٹکرا جاتی.....

شافع اسکا ہاتھ پکڑ کر چھوڑنا بھول گیا تھا....

وہ سیدھا اسکی آنکھوں میں ڈوب رہا تھا....

نور نے اچانک اسکے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ کھینچا شافع اچانک جیسے ہوش میں آیا تھا،،،

اس سے پہلے کے نور بھڑکتی وہ پیچھے ہوتے ہوئے فر فر بولا میں نے جان پوچھ کر آپکا ہاتھ نہیں پکڑا اگر آپ پیچھے ہوتیں تو پیچھے سے آتے ہوئے لڑکے سے ٹکرا جاتیں تو اسلئے میں نے آپکا ہاتھ پکڑ کر آپ کو روک دیا.....

آئے نور نے پیچھے مڑ کر دیکھا ایک لڑکا اسکے بالکل برابر میں سے گزرا شافع سچ کہہ رہا تھا اگر وہ اسے نہ روکتا تو وہ اس لڑکے سے ٹکرا جاتی.....

آئے نور ٹھہر کر بولی ٹھیک ہے کوئی بات نہیں....

شافع اسے بغور دیکھ رہا تھا آئے نور نیچے دیکھتے ہوئے شافع کے برابر میں سے جانے لگی اسے دیکھ کر شافع کو اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ڈنر کے لئے ہی جا رہی ہے شافع نے اسے روک کر پوچھا آپ اکیلی آئی ہیں؟؟؟؟

آئے نور نے رک کر سپاٹ چہرے سے جواب دیا نہیں منہا کہ ساتھ شافع بھنویں اٹھاتا ہوا بولا مطلب آپ اور منہا اکیلی؟؟؟؟

آئے نور نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں نہیں دو گارڈ بھی آئے ہیں.....

ملنا ہے آپ نے؟؟؟

شافع نے بھی سپاٹ انداز میں کہا آپ کبھی سیدھی طرح جواب نہیں دے سکتیں؟؟

آئے نور ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر بولی اپنے سوال ہی تیڑھا کیا ہے دو بندے کبھی اکیلے ہوتے ہیں؟

شافع نے ضبط سے سانس کھینچا اب وہ شافع کو غصہ دلا رہی تھی شافع انگلی اٹھاتے ہوئے بولا دیکھیں میں صرف اسلئے پوچھ رہا تھا کیونکہ شہر کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ لڑکیاں رات میں اکیلی گھومیں پھر چاہے وہ اکیلی لڑکی ہو یہ پھر دس....

شافع نے اپنی غصے سے بھری آنکھیں آئے نور کی آنکھوں میں گڑاتے ہوئے کہا تھا.....

آئے نور اسکے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی آپ ہماری فکر نہ کریں پھر اسکی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور یہ انگلی نیچے رکھ کر بات کیا کریں....

آئے نور پیمنٹ کرنے کے لئے آگے بڑھ گئی.....

شافع وہیں کھڑا رہا نور پیمنٹ کر کے واپس مڑی تو اسے نظر انداز کر کے باہر چلی گئی.....

شافع بھی اسکے پیچھے ہی اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا.....

منہا نے گاڑی آگے بڑھائی تو شافع نے بھی گاڑی انکے پیچھے پیچھے ہی لے لی.....

زایان فاحد کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا....

جب اسے تاشفہ آتی ہوئی نظر آئی زایان نے اسے کوفت سے دیکھتے ہوئے فاحد سے پوچھا اس چوڑیل کو کس نے انوائیٹ کیا ہے؟؟؟

فاحد کندھے اچکا کر بولا مجھے نہیں پتا کیا ہو گا کسی نہ کسی نے....

تاشفہ زایان کے پاس ہی آ گئی زایان نے بھنویں اٹھا کر دل میں سوچا اوففف یہ یہاں کیوں آ گئی ہے....

تاشفہ نے بلیک کلر کے ڈریس پر گہرے لال رنگ کی لپسٹک لگائی ہوئی تھی، بال لیئر س میں کٹے کندھے پر پھیلے ہوئے تھے اور چہرے پر وہی شوخ اور مغرورانہ مسکراہٹ سجائی ہوئی تھی.....

تاشفہ نے زایان کے قریب آ کر پوچھا کیسے ہو زایان.....؟

زایان نے مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ مختصر سا جواب دیا ہاں ٹھیک.....،

پھر تاشفہ نے ادھر ادھر دیکھ کر پوچھا شافع نہیں آیا؟؟؟

زایان نے گردن نفی میں ہلا کر کہا وہ نہیں آئے گا اسے آفس میں کام ہے....

تاشفہ طنز سے مسکرا کر بولی میں نے تو اسے بہت اچھی آفر بھی دی تھی اگر وہ مان جاتا تو ور کر دن رات اسکے آگے پیچھے پھرتے نہ کہ اسے کام کرنا پڑتا.....

زایان نے بھنویں اٹھاتے ہوئے فخر سے کہا وہ شافع وارثی ہے بکنے والوں میں سے نہیں ہے وہ محنت کر کے ہر شے کو پا لینے کا ہنر رکھتا ہے نہ کہ سو کالڈ شارٹ کٹ طریقے اپنا کر.....

زایان نے آگے کچھ نہیں کہا خاموش ہو گیا تاشفہ نے مسکرا کر بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا Really لیکن یاد رکھنا میں بھی تاشفہ ہوں جب کسی کو نظروں میں لے لوں تو اتنی آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتی.....

زایان دانت پیستے ہوئے بولا جب وہ تم میں انٹرسٹڈ نہیں ہے تو تم اسکا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتیں؟؟؟؟

تاشفہ قہقہہ لگا کر بولی بہت کوشش کی لیکن یہ کمبخت دل اسکا پیچھا چھوڑتا ہی نہیں لیکن اب تو دل کے ساتھ ساتھ دماغ بھی اسکے پیچھے پڑ گیا ہے....

تاشفہ زایان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی اور پتا ہے مجھے لگتا ہے کہ دل سے پہلے میرا دماغ بازی لے جائے گا اور پھر تمھارا دوست.....

زایان نے دانت پیستے ہوئے انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دی اپنی گندی نگاہیں میرے دوست پر ڈالنے کی کوشش بھی مت کرنہ....

فاحد نے زایان کو فوراً پیچھے کیا تھا ورنہ اچھا خاصہ ہنگامہ ہو جاتا

اسکے غصے کا تاشفہ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ مسکراتے ہوئے زایان کے گال تھپتھپا کر بولی تم بہت سویٹ ہو تم پر غصہ سوٹ نہیں کرتا زایان نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ ہٹایا تھا تاشفہ اسکے رویے کا کوئی اثر لئے بغیر مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی.....

فاحد زایان کا کندھا ٹھپتھاتے ہوئے بولا اس کو چھوڑ و یار یہ تو بس ایسی ہی ہر کسی کے پیچھے پڑ جاتی ہے.....

زایان نے بالوں پر ہاتھ پھیر کر ایک لمبا سانس لیا ہاں چھوڑ وا یسے فالتو میں میرا موڈ خراب کر دیا....

پھر موبائل نکالتے ہوئے بولا ایک تو یہ شافع بھی فون نہیں اٹھا رہا پتا نہیں آئے گا بھی یا نہیں....

تم ٹینشن نہ لو آ جائے گا...

زایان موبائل جیب میں رکھتے ہوئے ہاں یار میں نے فالتو میں اپنا بلڈ پریشر ہائی کر لیا اب تم ایک کام کرو مجھے جوس لا کر دو تا کہ میرا بلڈ پریشر نارمل ہو.....

فاحد اسے دیکھتے ہوئے دانت پیس کر بولا ساتھ میں فرائس بھی نہ لا دوں بلڈ پریشر، کولیسٹرول، شوگر سب سیٹ ہو جائے گا....

زایان دانت نکال کر بولا نیکی اور پوچھ پوچھ...؟

فاحد کو آرڈر دے کر اسنے ایک لڑکے کو آواز لگائی جس کے ہاتھ میں کیمرہ تھا....

وہ لڑکا زایان کے قریب آیا تو زایان اسکی گردن پکڑ کر بولا ساری تصویریں کیا اپنے رشتے داروں کی کھینچ لو گے یہاں میں کھڑا تمھے نظر نہیں آ رہا.....

چلو جلدی سے میری اچھی اچھی تصویریں لو اور اگر ایک بھی تصویر خراب آئی نہ تو اس کیمرے میں تمھے ڈال کر تمھارا ایکسرا نکالوں گا.....

وہ لڑکا بڑی مشکل سے زایان کے ہاتھوں سے اپنی گردن نکال کر بولا آپ کی بھی تصویر کھینچ دیتا ہوں اس میں اتنا غصہ کرنے والی کیا بات ہے.....

زایان مسکراتے ہوئے بولا شاباش،،،، پھر زایان پوز دیتے ہوئے بولا چلو جلدی سے بہت ساری اور اچھی تصویریں کھینچو.....

وہ لڑکا کیمرہ نیچے کر کے بولا جلدی سے بھی، بہت ساری بھی اور اچھی بھی میں انسان ہوں اور یہ کیمرہ ہے بھائی۔۔

زایان مکا بنا کر اسے مارنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ لڑکا فوراً بولا اچھا اچھا جلدی سے بہت ساری اچھی تصویریں کھینچ دیتا ہوں.....

زایان مسکراتے ہوئے ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر کھڑا ہو گیا....

اور اسکی مسکراہٹ کو کیمرے کی آنکھ نے محفوظ کر لیا....

منہانے گاڑی یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا میں لا کر روکی شافع کی گاڑی بھی انکے پیچھے ہی تھی انکی گاڑی سے کچھ فاصلے پر شافع نے اپنی گاڑی پارک کی.....

منہااور آئے نور نکل کر اندر چلے گئے شافع گاڑی میں ہی بیٹھا رہا....

وہ آفس سے گھر نہیں گیا تھا اسلئے اسنے آفس کے ہی کپڑے پہنے ہوئے تھے....

ڈارک بلو جینز پر لائٹ بلو شرٹ.....

آستینوں کو کوئی سے تھوڑا نیچے تک فولڈ کیا ہوا تھا بائیں ہاتھ میں گھڑی وہ آج بھی اپنے مخصوص انداز میں تھا،،،

شافع نے تھکن سے گدی پر ہاتھ پھیرا پھر گاڑی کے شیشے میں چہرہ دیکھا....

چہرے پر تھکن واضح تھی.....

اسنے اپنے داڑھی پر ہاتھ پھیرا جو عام دونوں سے تھوڑی زیادہ بڑی ہوئی تھی.....

پھر ایک لمبا سانس کھینچ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا.....

کوٹ اسنے گاڑی میں ہی چھوڑ دیا تھا صرف گاڑی کی چابیاں اور موبائل لے کر نکل گیا.....

زایان اپنی کلاس کے اسٹوڈنٹس کے ساتھ تصویریں بنوا رہا تھا جب نور اور منہا وہاں پہنچیں.....

نوراور منہاارینجمینٹ دیکھ کر کافی متاثر ہوئیں....

منہاآئے نور سے بولی سجاوٹ تو اچھی کروائی ہے ویسے نور آگے پیچھے کا جائزہ لیتے ہوئے بولی ہاں اچھی ہے.....

زایان نے دور سے ان لوگوں کو دیکھ لیا تھا کیونکہ شافع کے انتظار میں وہ بار بار انٹرس کی طرف دیکھ رہا

جب اسکی نظر نور پد پڑی تو زایان آنکھیں جھپکانا بھول گیا....

پھر فاحد کے اوپر گرتے ہوئے بولا فاحد مجھے سنبھال لے بھائی ورنہ میں گر جاؤں گا.....

فاحد نے اسے سیدھا کرتے ہوئے کہا سیدھا کھڑا ہو جا بھائی میں اپنا وزن سنبھال لیتا ہوں کافی ہے دوسروں کا نہیں سنبھال سکتا.....

زایان اسے دیکھ کر تیکھے انداز میں بولا جب بھی منہ کھول نہ کچھ فضول بول نہ....

زایان ان سب کو وہاں چھوڑ کر نور اور منہا کے پاس آیا.....

اور مسکراتے ہوئے بولا خوش آمدید خوش آمدید.....

!....Welcome to business department

part_3#

parts link comments me hen 4 , 2 , 1

آئے نور زایان کو دیکھ کر بولی اچھا بس ٹھیک ہے اب اتنا خوش آمدید کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے....

زایان نے بھنویں اٹھا کر اسے دیکھا مجال ہے جو تم میں اتنی سے بھی تمیز ہو،،،

ایک بندہ ویلکم کرنے آیا ہے اسکو تھینکیو کہنے کے بجائے اپنے تیور دیکھانا شروع کر دیئے....

منہا نے مسکراتے ہوئے زایان کو تھینکیو بولا تو آئے نور آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی

"زایان صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ کے آپ ہمارے استقبال کے لئے یہاں تشریف لائے لیکن ہم نے یہ بالکل نہیں سوچا تھا کہ آپ اسطرح خالی خالی ہمارا استقبال کریں گیں،،،

مجھے تو لگا ہمارے آنے پر زمین پر پھول بچھے ہوں گیں سارے اسٹوڈنٹس ہم پر پھول برسائیں گے"

زایان کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا توبہ توبہ تم نے اپنا تصوری خاکہ جس طرح بتایا اس سے تو یہ لگ رہا ہے جیسے تم نے ڈنر پر نہیں اپنی بارات میں آنا تھا.....

اسکی بات سن کر آئے نور کو ہنسی آگئی....

زایان اسے دیکھتے ہوئے شوخ انداز میں بولا،،،، یہ تم شرمائی ہو یا زبردستی کا مسکرائی ہو.....؟

آئے نور فوراً اپنی ہنسی قابو میں کرتی ہوئی سپاٹ چہرے سے بولی زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے.....

زایان اسکی بات کو نظر انداز کر کے بولا اوہ ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا شرمانے والے گن تو تم میں ہے ہی نہیں،،،، بس کس کو کس حد تک کی خونخوار نظروں سے گھورنا ہے تمھے صرف یہ پتا ہے.....

ائے نور اسکی باتوں سے تنگ آ کر بولی زایان تم نے ہمیں ڈنر پر بلایا ہے یا اپنی باتیں سنانے کے لئے.....

زایان انھے راستہ دیتے ہوئے بولا ہاں ہاں ڈنر پر ہی بلایا ہے تم لوگ بیٹھو تھوڑی دیر میں سب کی لائن لگوائیں گے پھر سب کو برابر بریانی باٹیں گے.....

آئے نور کی پھر ہنسی چھوٹ گئی...

آئے نور ہنسی دبا کر آگے جاتے ہوئے بولی بس تم بریانی بانٹنے مت بیٹھنا ورنہ باقی سب کو بھوکا جانا پڑے گا....

نور آگے جانے لگی تو زایان اسکے ہاتھ میں شاہد دیکھ کر بولا یہ جس دکان کا شاہد ہے وہاں کا کیک بہت مزے کا ہوتا ہے اس میں کیا کیک ہے؟؟؟

نور نے مڑ کر اسے دیکھا پھر شاپر کو،،،

اوہ ہاں میں تو بھول ہی گئی یہ تمھارے لئے ہی ہے بھکڑ ورنہ تم ہمیں طعنے دے دے کر مار دیتے....

زایان نے فوراً شاپر اسکے ہاتھ سے لے لیا بڑی نوازش آپکی کے آپ ہمارے لئے کچھ کے آئیں،،،

آئے نور جواب دیئے بغیر مسکرا کر آگے بڑھ گئی

آئے نور آگے چلی گئی تو زایان اپنا موبائل نکال کر پھر شافع کو کال کرتے ہوئے مڑنے لگا.....

تو کسی نے اسکی شرٹ پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچا،،،،

زایان لڑکھڑایا لیکن شافع نے اسے سنبھال لیا.....

زایان نے جب شافع کو دیکھا تو اسکے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی.....

اوہ شکر ہے تم آگئے یار اگر تم نہیں آتے تو ڈنر کے بعد تمھے تمھاری گاڑی صحیح سلامت نہیں ملتی میں اسکے چار حصے کر دیتے.....

شافع ہنستا ہوا زایان کے گلے لگا ہاہاہاہاہاہا مجھے پتا تھا اگر میں نہیں آیا تو تم میری کسی نہ کسی چیز کا نقصان کر دو گے اسلئے بہتری اسی میں تھی کہ میں آجاؤں.....

زایان شافع کے گال کھینچتے ہوئے بولا smart boy

اسنے اتنی زور سے گال کھینچے تھے شافع نے فوراً اسکا ہاتھ ہٹایا کیا کر رہے ہو یار۔۔۔

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا میرے ہینڈسم دوست کی براؤن کانچ جیسی آنکھیں تو لال ہو رہی ہیں میں نے سوچا گال کھینچ کر اسے لال ٹماٹر بنا دوں.....

شافع نے قہقہہ لگاتے ہوئے گردن جھکالی پھر زایان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا سوری یار میں نے فون پر اتنے غصے میں بات کی تم سے.....

زایان اسے کونی مارتے ہوئے بولا ارے سوری کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس کچھ کھلا دینا ورنہ میں نے ناراض ہی رہنا ہے.....

دونوں ہنس دیئے شافع بولا لایا ہوں بھائی تمھے منانے کا سامان بھی لیکن شاپر میں گاڑی میں ہی بھول گیا... زایان فوراً بولا اچھا گاڑی کی چابی دو میں جا کر لے آتا ہوں....

شافع اسے روکتے ہوئے بولا رک جاؤ حبشی آدمی بعد میں لے لینا ابھی تو تم نے یہاں بھی اتنا کچھ ٹھوسنا ہے.....

زایان نے اسے گھورا تو شافع نے اسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر قہقہہ لگایا....

وہ دونوں آگے جانے لگے تو زایان اسے دیکھ کر بولا یار تم آفس سے سیدھا یہیں آ گئے کیا گھر نہیں گئے ؟؟؟

شافع ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولا ہاں گھر نہیں گیا آفس میں ہی تھا وہیں سے آ گیا،،،،

ہمممم چلو ٹھیک ہے.....

وہ لوگ اپنی کلاس کے گروپ کے پاس آ گئے.....

شافع کچھ دیر وہاں کھڑا رہا پھر زایان کو اشارہ کر کے الگ ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا....

اسکے بالکل سامنے والی ٹیبل پر آئے نور بیٹھی تھی،،،،

شافع نے ایک نظر اس پر ڈالی اور ایک لمحے میں ہٹالی پھر موبائل نکال کر بیٹھ گیا نور کو نی ٹیبل پر رکھے چہرہ ہاتھوں میں دیئے اکیلی وہاں بیٹھی تھی

کیونکہ منہا تو پتا نہیں کہاں غائب تھی....

آئے نور اکیلی بیٹھی تھی جب ایک لڑکا اسکے سامنے والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا....

نور نے اچھنبے سے اسے دیکھا وہاں اور بھی ٹیبلیں خالی تھیں لیکن وہ لڑکا اسکے سامنے ہی آ کر بیٹھا،،،،

وہ بڑی عجیب نظروں سے نور کو دیکھ رہا تھا نور اسکی نظروں سے الجھن کا شکار ہوئی، لیکن پھر بھی نور نے سختی سے کہا اور بھی ٹیبل خالی ہیں آپ وہاں جا کر بیٹھ جائیں....

اس لڑکے نے نور کو بغور دیکھتے ہوئے کہا اگر میں یہاں بیٹھ جاؤں تو آپکو کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟؟

شافع نے اچانک موبائل سے نظریں اٹھا کر آئے نور کی طرف دیکھا....

آئے نور کے سامنے ایک لڑکا بیٹھا تھا آئے نور کے چہرے پر اسے گھبراہٹ دکھی تھی...

وہ لڑکا انکے ڈپارٹمنٹ کا نہیں تھا شاید نیو اسٹوڈنٹ تھا....

نور کے سامنے بیٹھا لڑکا آگے ہوتے ہوئے شوخ مسکراہٹ کے ساتھ بولا آپکا نام کیا ہے.....

آئے نور نے غصے سے بھنویں تنی تھیں....

شافع اپنی ٹیبل سے اٹھا اور نور کی ٹیبل کی طرف بڑھا.....

آئے نور اس لڑکے کے سوال کا جواب دیئے بغیر غصے سے وہاں سے اٹھی تھی.....

لیکن اس سے پہلے کے وہ وہاں سے جاتی شافع وہاں پہنچ گیا.....

شافع نے پہلے نور کو دیکھا پھر اس لڑکے کو پھر آئے نور سے پوچھا.....

?Any problem

نور نے کچھ کہنے کے بجائے آنکھوں سے اس لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا.....

شافع نے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر آگے ہوتے ہوئے اس لڑکے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

?You have any problem

وہ لڑکا پیچھے ہوتے ہوئے تحمل سے بولا نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے پھر بات گھمانے کے لئے مسکرا کر بولا میں تو بس ایسی یہاں آ کر بیٹھ گیا تھا.....

نیو ہوں نہ تو سوچا سب سے جان پہچان بڑھا لوں....

وہ لڑکا دم دبا کر وہاں سے جانے لگا تھا....

شافع نے اسکا کندھا پکڑ کر اسے روکا....

"جب کوئی بات نہیں کر رہا ہو تو زبردستی نہیں کرتے، اور ہر کسی سے جان پہچان بڑھانے کی کوشش بھی نہیں کرتے سمجھے ؟؟ لیکن اگر زیادہ جان پہچان بڑھانے کا دل ہے تو رو کو.....

شافع نے زایان کو آواز دی....

وہ لڑکا بوکھلاہتے ہوئے بولا نہیں رہنے دیں مجھے جس سے بات کرنی ہو گی میں کر لوں گا....

زایان بھاگتا ہوا شافع کی طرف آیا تھا....

نور بت بنی سب دیکھ رہی تھی....

زایان آیا تو شافع اس لڑکے کی طرف اشارہ کر کے بولا یہ نیو اسٹوڈنٹ ہیں انھے سب کو جاننا پہچاننا ہے تو ہم سینئر ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم انکی مدد کریں انکی ذرا سب سے جان پہچان کرواؤ،،،،،،

زایان شافع کی آنکھوں کے اشارے خوب سمجھتا تھا زایان نے قہقہ لگاتے ہوئے اس لڑکے کے گلے میں ہاتھ ڈالا اس لڑکے کو اپنا گلا دبتا ہوا محسوس ہوا تو مسکرا کر بولا بھائی آرام سے ذرا.....

زایان مسکرا کر بولا ہاں ہاں بھائی آرام سے ہی ہاتھ رکھا ہے بس ہاتھ ہی اتنا بھاری ہے کہ زور سے لگتا ہے....

شافع نے زایان کو اشارہ کیا تو زایان اس لڑکے کو وہاں سے لے گیا....

آئے نور کرسی کو پکڑے کھڑی تھی وہ لڑکا چلا گیا تو نور اطمینان سے وآپس کرسی پر بیٹھ گئی.....

شافع نے غصے سے اسکی طرف مڑ کر دیکھا نور اسکی طرف نہیں دیکھ رہی تھی.....

شافع زور سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر تھوڑا سا آگے جھکا.....

ساری زبان کیا میرے سامنے ہی چلتی ہے دوسروں کے سامنے کیوں سانپ سونگھ جاتا ہے....؟

آئے نور نے پیچھے ہوتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھا کیا مطلب ہے تمھارا،؟؟؟

شافع سیدھا ہوتے ہوئے بولا مطلب یہ کے مجھے تو آپ بغیر بات کے اتنا سنا دیتی ہیں اور اس لڑکے کو ایک جھاڑ نہیں لگا پائیں....

نور نے ہونٹ بھینچیں پھر سنبھلتے ہوئے بولی میں،،،، میں تو یہاں سے جانے والی تھی وہ تو تم اچانک آ گئے.....

شافع اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا جانا نہیں تھا پہلے اسے سنانا تھا تاکہ وہ آئندہ تنگ کرنے کی ہمت نہیں کرتا.....

آئے نور کچھ نہیں بولی،،،،

شافع ایک چبتی ہوئی نظر اسکے اوپر ڈال کر وہاں سے جانے کے لئے مڑا....

تو زایان آ گیا زایان اس سے پوچھنے لگا کہ ہوا کیا تھا....

تو شافع زایان کو دیکھتے ہوئے بولا مہمان بلائے ہیں تو انکا خیال بھی رکھو کیونکہ انکی زبان صرف کچھ لوگوں کے سامنے چلتی ہے.....

شافع وہاں سے چلا گیا....

توزایان نے نور کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا ہوا کیا تھا....

آئے نور شافع کی پشت کو دیکھ کر منہ بنا کر بولی کچھ نہیں تمھارے دوست کو بس فالتو میں ہیرو بننے کا شوق ہے....

زایان نے جوس پیتے ہوئے کندھے اچکا دیئے.....

کچھ دیر بعد کھانا بھی لگ گیا اور زایان نے بیٹھ کر کم گھومتے ہوئے زیادہ کھایا تھا....

کھانا کھانے کے بعد زایان نور اور منہا کی ٹیبل پر آ کر بیٹھ گیا نور نے زایان کو مخاطب کیا

اب بتاؤ تمھے کیا بتانا تھا؟؟؟

زایان گردن نفی میں ہلاتا ہوا بولا آہاں،،،،ابھی نہیں کچھ دیر بعد....

سب لوگ اب شافع کے گانے کا انتظار کر رہے تھے شافع کونے کی ایک ٹیبل پر بیٹھا گٹار سیٹ کر رہا تھا کیونکہ وہ اپنا گٹار نہیں لایا تھا،،،

شرٹ کی آستینیں اب اسنے کونی سے اوپر کر لی تھیں جب اسکا گٹار سیٹ ہو گیا تو وہ اٹھ کر اسٹیج پر رکھی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا....

کرسی پر بیٹھ کر پہلے اسنے سامنے بیٹھے لوگوں پر ایک نظر ڈالی،،،،

اور پھر نظر ایک جگہ ٹک گئی لیکن اسنے فوراً نظریں نیچے کر لیں پھر مسکراتے ہوئے گردن اٹھائی اور زایان کو آواز لگا کر بلایا،،،،،

زایان اٹھ کر جانے لگا تو اسنے نور کو آگے آ کر بیٹھنے کا کہا لیکن نور نے منا کر دیا....

نور ٹیبل پر رکھے پھولوں پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد نظریں اٹھا کر شافع کو بھی دیکھ لیتی.....

شافع نے سب سے گانے کا پوچھا تو سب نے ایک ہی گانے کی فرمائش کی جو موقعے کی مناسبت سے بھی تھا،،،،

زایان شافع کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا،،،

شافع نے گٹار بجانا شروع کیا اور پھر سب دم سادھے بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے پورے ہال میں خاموشی تھی صرف آواز تھی تو شافع وارثی کی.....

یہ لمحہ جتنا خوبصورت تھا اتنا ہی اداس بھی وہ لوگ آخری بار اسطرح ایک ساتھ تھے اسکے بعد کس نے کہاں جانا تھا کچھ پتا نہیں تھا.....

گانا گاتے ہوئے شافع کی آنکھیں مسلسل بند تھیں اور سب کی آنکھیں اس پر جن میں آئے نور بھی شامل تھی۔۔۔۔۔

اسکا گانا سننے کے بعد وہ اس بات سے ہر گز انکار نہیں کر سکتی تھی کہ اسکی آواز واقعی بہت اچھی ہے.....

شافع نے گانا ختم کر کے آنکھیں کھولیں اور آنکھیں کھولتے ہی اسنے سب سے پہلے آئے نور کو دیکھا تھا.....

پورا ہال تالیوں سے گونج رہا تھا....

آئے نور نے بھی گردن جھکا کر آہستہ سے اسکے لئے تالی بجائی تھی اسے کنسرٹ والا دن یاد آیا تھا اور یقیناً شافع کو بھی یاد آیا ہو گا....

شافع نے گٹار ایک لڑکے کو پکڑا دیا اور اپنی ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا.....

اب اسٹیج پر زایان تھا....

جو سب سے بات کرنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا جیسے ہی مائک اسکے ہاتھ میں آیا....

تو سلام کرنے کے بعد اسنے سب سے پہلے یہ پوچھا تھا ارینجمینٹ کیسا لگا.....

اور سب نے اپنی تالیوں سے اسے جواب دیا....

زایان کالر کھڑے کرتا ہوا بولا تعریف کے لئے بہت بہت شکریہ....

سب کا قہقہہ بلند ہوا....

اب سب مجھے یہ بتائیں کے مجھے کون کون یاد کرے گا؟؟؟

پورے ہال میں ایک شور بلند ہوا تھا....

زایان نے مسکراتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا....

ٹھیک ہے پھر جب بھی یاد آئے مجھے کھانے پر بلا لئے گا میں پہنچ جاؤں گا....

پھر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا زایان پھر ہنستا ہوا بولا

چلیں اب ایک گیم کھیلتے ہیں جسے کہتے ہیں "rapid fire" نام تو سب نے سنا ہی ہو گا....

تو اسٹارٹ کرتے ہیں سر فرقان سے،،،،

زایان مائک لے کر انکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور انھے سمجھاتے ہوئے بولا سر دیکھیں میں آپکو دو الفاظ کہوں گا آپ کو بغیر وقت لگائے ان میں سے ایک لفظ چننا ہے ٹھیک ہے....

سر فرقان نے تھمس اپ کا اشارہ کر کے ٹھیک ہے کہا

زایان سیدھا ہوتے ہوئے بولا ok let's start

بیوی یا بچے؟ سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا...

سر فرقان نے کہا "بچے"

زایان نے شرارت سے پوچھا گھر کے بچے یا یونیورسٹی کے بچے؟

سرفرقان نے ہنستے ہوئے کہا دونوں بچے

میتھس یا بائیلوجی؟

سرفرقان نے کہا میتھس کیونکہ وہ خود میتھس کے ٹیچر تھے....

زایان نے ان سے دو تین اور سوال پوچھے پھر دوسرے اسٹوڈنٹس کی طرف کچھ اسٹوڈنٹس کے ساتھ گیم کھیلنے کے بعد اسنے سب سے پوچھا تھا کہ اب کس سے پوچھنا چاہیے؟؟

سب نے شافع شافع کہا تھا،،،

شافع فوراً نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا نہیں مجھے نہیں کھیلنا کوئی گیم،،،

زایان نے مائک ہٹا کر کہا کچھ تو شرم کرو پوری یونیورسٹی تمھارا نام لے رہی ہے اور تم نخرے دکھا رہے ہو....

شافع نفی میں گردن ہلا کر مسکرایا...

زایان مائک میں زور سے بولا چلیں تو پھر شروع کرتے ہیں.....

پیار یا دوستی؟

شافع نے زایان کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا دوستی، زایان نے شرارت سے کہا سوچ لو

پھر پوچھا زندگی یا موت؟

شافع نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا زندگی...

زایان نے پھر شرارت سے کہا دنیا یا زایان حیدر؟؟

شافع نے ایک لمحہ لگائے بغیر کہا "زایان میری دنیا"

زایان نے قہقہہ لگایا اسے پتا تھا شافع یہی کہے گا....

آئے نور ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی شافع سے اسکی لڑائی اپنی جگہ لیکن انکی دوستی دیکھ کر اسے خوشی ہو رہی تھی،،،،،

زایان نے پھر شافع سے پوچھا برگر یا پیزا؟

شافع نے اسکے اوپشن سے ہٹ کر کہا "بریانی"

سنگر یا بزنس مین؟ شافع نے فٹ سے کہا بزنس مین....

زایان سب کی طرف دیکھ کر بولا ویسے آپ لوگوں کو نہیں لگتا کہ یہ شافع کی گانے سے زیادتی ہے....

شافع مسکراتے ہوئے بولا گانا میرا شوق ہے اور بزنس میرا پیشہ نہ میں نے اپنے شوق کو کبھی پیشہ بنانے کا سوچا اور نہ کبھی اپنے پیشے سے ہٹنے کا،،،،

اسکے دوستوں نے شافع کے لئے تالی بجائی تھی زایان شافع کو آنکھ مارتے ہوئے بولا ٹھیک کیا بڈی...

زایان نے مائک دوسرے لڑکے کو دے دیا وہ سوال پوچھ پوچھ کر تھک گیا تھا.....

continue18 Episode#

part_4#

Sab parts k link comments me de rahi hon to)

(plz wahan se check kr liye ga

پھر شافع کے پاس آکر بولا اب میرے ساتھ چلو بہت ضروری کام ہے....

شافع نے حیرت سے پوچھا اب کونسا ضروری کام یاد آگیا تمھے؟؟؟

زایان اسکا ہاتھ پکڑ کر لیجاتے ہوئے بولا تم چلو تو صحیح آئے نور اپنی ٹیبل سے کھڑی ہو گئی تھی اور ادھر ادھر نظریں دوڑا کر وہ شاید منہا کو ڈھونڈ رہی تھی....

زایان نے شافع کا بازو پکڑا ہوا تھا،،،

آئے نور نے زایان اور شافع کو دیکھا تو ایک نظر شافع پر ڈالی پھر زایان سے بولی....

زایان تمھے جو بتانا تھا بتاؤ مجھے دیر ہو رہی ہے میں جا رہی ہوں زایان نے بولنے کے لئے منہ کھولا تو نور بولی پہلے یہ بتاؤ تم نے منہا کو دیکھا ہے؟؟؟

زایان نے کوفت سے منہ پر ہاتھ رکھا نہیں میں نے نہیں دیکھا،،،،

ہال میں شور بھی بہت ہو رہا تھا اسلئے زایان نور سے بولا ایسا کرتے ہیں باہر چلتے ہیں یہاں شور بہت ہو رہا ہے.....

نور جھنجھلاہٹ سے بولی تمھے کچھ بتانا بھی ہے یا نہیں کب سے پاگل بنائے جا رہے ہو...

زایان اسکی بات کا جواب دیئے بغیر باہر جانے لگا تو آئے نور کو بھی اسکے پیچھے جانا پڑا.....

شافع مسلسل اس سے بول رہا تھا کہ تم مجھے کیوں لے کر جا رہے ہو؟؟؟

زایان اسے دپٹتے ہوئے بولا تم چپ تو رہو یار بتا دوں گا نہ ابھی....

وہ لوگ ہال سے باہر آئے تو شور کچھ کم لگا.....

نور کا دوپٹہ کندھے پر تھا وہ اپنا دوپٹہ اوپر کر کے گھڑی کی طرف دیکھ کر بولی دیکھو زایان جو بتانا ہے جلدی بتاؤ مجھے گھر جانا ہے دیر ہو رہی ہے.....

زایان دانت نکال کر بولا بتاتا ہوں لیکن پہلے یہ بتاؤ تمھارے ہاتھ میں کوئی نوکیلی یا تیز دھار والی چیز تو نہیں ہے..؟

آئے نور اور شافع دونوں نے اسے حیرت سے دیکھا نور نے تعجب سے پوچھا کیا کہنا چاہ رہے ہو تم؟

زایان تھوڑا سا پیچھے ہوتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بولا مجھے تمھے یہ بتانا تھا کہ تمھارا ایڈمیشن میں نے نہیں شافع نے کروایا تھا.....

آئے نور کو لگا اسنے کچھ غلط سنا ہے...

شافع نے زایان کو روکنا چاہا تھا زایان یہ کیا کہہ رہے ہو تم چپ رہو....

زایان شافع کو دیکھتے ہوئے بولا اب تو یونی ختم ہو گئی ہے اب تو بتا دینا چاہیے..

نور حیرت کے ہی عالم میں تھی کیا مطلب ہے تمھارا؟؟؟

زایان دانت نکال کر بولا مطلب شافع ہی وہ گدھا ہے جس نے تمھارا ایڈمیشن کروایا تھا اور شافع جانے انجانے میں خود کو ہی گدھا کہہ گیا تھا....

پھر زایان دونوں ہاتھ آگے کرتے ہوئے بول دیکھو بھئی ایڈمیشن کروانا میرے بس میں تو بالکل نہیں تھا ایڈمیشن شافع نے کروایا تھا....

نور سکتے کے عالم میں ہی بولی اور جو روز تم مجھ سے پانچ سو ہزار اکا کھانا لوٹتے تھے وہ؟؟؟

زایان دانتوں تلے زبان دبا کر بولا وہ تو میں تمھے پاگل بنا رہا تھا.....

آئے نور کا پارہ چڑھ گیا اسنے اپنے ہاتھ کا کلچ کھینچ کر زایان کے بازو پر مارا...

پھر اپنا کلچ کھول کر کچھ ڈھونڈنے لگی...

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا کیا ڈھونڈ رہی ہو؟؟؟

چلی پیپر اسپرے آئے نور نے ایک چھوٹا سا اسپرے نکالا تھا اس سے پہلے کے نور وہ اسپرے زایان پر چھڑکتی زایان دم دبا کر وہاں سے بھاگا

نور چینختے ہوئے بولی میں تمھے چھوڑوں گی نہیں بھکڑ.....۔

ایک ایک پیسے کا حساب لوں گی....

زایان دور جا کر اسے منہ چڑھاتے ہوئے بولا مس اینا کونڈا تم بھول رہی ہو میری یونیورسٹی ختم ہو چکی ہے.....

آئے نور نے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر ہاتھ جھٹکے،،،،

شافع خاموشی سے کھڑا اسکا ایک ایک تاثر دیکھ رہا تھا.....

اچانک نور کی نظر شافع پر پڑی وہ اسکے چہرے کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا،،،،

نور بوکھلا گئی اسے کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ کیا کہے.....

نور بوکھلاہٹ سے بولی تھینکیو،،، نہیں میرا مطلب ہے سوری نہیں مطلب....

شافع نے اسے ششش کہہ کر چپ رہنے کا اشارہ کیا....

نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا آپ کو کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے ایڈمیشن میں کرواؤں یا زایان کروائے ایک ہی بات ہے.....

شافع اندر جانے کے لئے مڑا تو نور نے اسے پیچھے سے آواز لگا کر روکا.....

سنو.... ! شافع نے مڑ کر اسے دیکھا تم نے میرا ایڈمیشن کروایا اور میں نے تم سے ہر دفعہ اتنی بدتمیزی کی....

تم نے دو تین دفعہ میری مدد کی لیکن میں نے الٹا تمھے ہی سنا دیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا.....

شافع وہیں سے کھڑا بولا آپکو پتا ہے لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے روڈ لیکن آپ روڈ ہونے ساتھ ساتھ بدلحاظ بھی ہیں....

نور نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں....

شافع پھر سے جانے کے لئے مڑا تو نور بولی مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ سے بدتمیزی کی آپ کو، چھچھوندر، لنگور، وڈیرہ اور پتا نہیں کیا کیا نہیں کہا....

شافع نے بھنویں اٹھاتے ہوئے کہا مطلب آپ کو افسوس ہے لیکن معافی مانگنے کی ضرورت آپکو بالکل محسوس نہیں ہوتی...

نور فوراً بولی میں معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں

شافع فوراً اسے روکتا ہوا بولا مجھے آپکی معافی کی ضرورت نہیں ہے....

اور نہ ہی آپکی باتوں سے مجھے کبھی فرق پڑا ہے بس آپ نے کنسرٹ والے دن اچھا نہیں کیا تھا...

نور نے پھر شرمندگی سے نظریں جھکالیں شافع محفوظ ہوا۔۔۔۔

پھر نور اچانک بولی میں کیا کروں مجھے تمھاری شکل دیکھ کر غصہ آجاتا ہے۔۔۔۔

شافع کچھ دیر اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر بولا،،،،،

"اب آپ بے فکر ہو جائیں اب آپکو میری شکل نہیں دیکھنی پڑے گی آج آخری بار دیکھ رہی ہیں آپ میری شکل"

شافع نے نرم لہجے میں کہا تھا لیکن پھر بھی الفاظ آئے نور کو چبھتے ہوئے محسوس ہوئے.....

شافع اندر جانے کے لئے مڑا آئے نور اسے جاتے ہوئے بے سدھ کھڑی دیکھتی رہی،،،،

شافع ہال میں واپس آیا تو ابھی تک گیم چل رہا تھا شافع زایان کے پاس آیا میں گھر جا رہا ہوں اب....

زایان نے اسے گھورا شرافت سے یہیں رہو ایک تو آئے دیر سے اور اب بول رہے ہو جا رہا ہوں....

شافع مسکرایا،،،،

یار بہت شور ہے یہاں میرے سر میں درد ہو رہا ہے میں باہر جا رہا ہوں....

زایان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

شافع سگریٹ کا پیکٹ نکالتے ہوئے باہر آ گیا....

پیکٹ میں سے ایک سگریٹ نکال کر اسنے جلائی اور دیوار پر بیٹھ کر باہر کی کیاریوں کو دیکھنے لگا.....

آئے نور پارکنگ ایریا میں کھڑی مسلسل منہا کو کال کر رہی تھی لیکن منہا کال اٹھا ہی نہیں رہی تھی.....

آخر تھک ہار کر وہ گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی....

پارکنگ ایریا تقریباً خالی ہی تھی دو ایک دو اسٹوڈنٹس تھے....

نور نے اپنے بائیں جانب دیکھا تو سامنے سے وہ ٹیبل والا لڑکا دو لڑکوں کے ساتھ باتوں میں مصروف چلا آ رہا تھا اس لڑکے نے نور کی طرف نہیں دیکھا تھا پھر بھی نور اسے دیکھ کر ڈر گئی اور تیزی سے اندر کی طرف دوڑ لگا دی....

نور ہال کی طرف بھاگی جا رہی تھی اچانک شافع کو باہر دیکھ کر اسکی اسپیڈ کو بریک لگا.....

شافع نے اسے اسطرح ہڑبڑائے ہوئے دیکھا تو کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا کیا ہوا؟؟؟؟

بے دھیانی میں نور کے منہ سے بے ساختہ نکلنا وہ پارکنگ ایریا میں ؟؟؟ اور اچانک چپ ہو گئی....

شافع نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا پارکنگ ایریا میں کیا؟؟؟

نور فوراً خود کو نارمل کر کے بولی نہیں کچھ نہیں....

شافع آگے بڑھتا ہوا بولا آپ بتائیں گی یا میں خود جاؤں ؟؟؟

اسکے تاثرات دیکھ کر نور فوراً بولی نہیں نہیں دراصل پارکنگ ایریا میں وہ ٹیبل والا لڑکا آگیا تھا.....

شافع کی بھنویں تنی کچھ کہا اسنے ؟؟؟

اسکی تنی بھنویں دیکھ کر آئے نور فوراً بولی نہیں نہیں اسنے کچھ نہیں کہا میں خود ہی اندر آگئی....

شافع نے اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے کہا "ڈر کے"

آئے نور نے فوراً کندھے اچکا کر خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا نہیں تو ڈر کے تو نہیں آئی.....

شافع اسے شرمندہ کرنا نہیں چاہتا تھا اسلئے اس بارے میں کچھ نہیں کہا پھر گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے بولا دس بجنے والے ہیں آپ کو نہیں لگتا کہ آپکو اب گھر جانا چاہیے ؟؟

آئے نور پھر دوبارہ منہا کو کال کرتے ہوئے بولی گھر جانے کے لئے ہی تو کب سے منہا کو ڈھونڈ رہی ہوں نہ وہ مل رہی ہے نہ فون اٹھا رہی ہے.....

شافع نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیدھا ہوتے ہوئے پوچھا آپ اکیلی جائیں گی ؟؟؟

آئے نور فون میں دیکھتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی نہیں منہا کے ساتھ....

شافع نے کندھے اچکا کر کہا وہی مطلب اکیلی.....

آئے نور اسے دیکھتے ہوئے بولی دو لوگ کبھی اکیلے نہیں ہوتے....

شافع اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا دو لڑکیاں اکیلی ہی ہوتی ہیں،،،

اس سے پہلے کے نور اس سے کچھ بولتی نور کا فون بجا....

ارمینہ بیگم کا فون تھا جو یقیناً اب ہلکان ہو رہی ہوں گی،،،،

نور نے شافع سے ایکسکیوزمی کہہ کر سائڈ میں جا کے کال اٹھائی.....

ماما میں منہا کا انتظار کر رہی ہوں وہ پتا نہیں کہاں چلی گئی.....

ارمینہ بیگم شاید اسے جلدی گھر آنے کا کہہ رہی تھیں،،،،ماما میں تھوڑی دیر میں آ رہی ہوں بس منہا کا انتظار کر رہی ہوں....

نور فون رکھ کر واپس شافع کی طرف مڑی اسکے چہرے پر پریشانی صاف واضح تھی.....

شافع نے اسے پریشان دیکھا تو پوچھ لیا کوئی مسئلہ ہے؟؟؟

نور اپنا موبائل رکھتے ہوئے بولی میری ماما پریشان ہو رہی ہیں اتنی دیر ہو گئی منہا پتا نہیں کہاں ہے....

شافع اسے دیکھتے ہوئے بولا کیا میں کوئی مدد کروں؟؟؟

نور کچھ دیر پریشانی کے عالم میں کھڑی رہی آپ میری ایک چھوٹی سے مدد کر دیں پلیز مجھے باہر سے کوئی رکشہ کر دیں مجھے بہت دیر ہو رہی ہے میں اب اور منہا کا انتظار نہیں کر سکتی،،،،

شافع نے پہلے حیرت سے اسے دیکھا پھر گھڑی کو دس بج رہے ہیں آپ اس وقت اکیلی جائیں گی؟؟؟

نور کندھے اچکا کر بولی اور کوئی اوپشن نہیں ہے میں چلی جاؤں گی....

شافع کچھ سوچ کر جھجھکتے ہوئے بولا اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ڈراپ کر دوں آپکو،،،،

نور پیچھے ہوتے ہوئے بولی نہیں میں آپکے ساتھ نہیں جا سکتی....

ایک انجان شخص پر یقین کر سکتی ہے مجھ پر نہیں؟؟؟ شافع نے طنز کیا....

آئے نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی بات یقین کی نہیں ہے...

شافع اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا "مطلب بھروسہ ہے مجھ پر"؟

نور نے بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا میں نے ایسا بھی نہیں کہا....

شافع ہنسا...اچھی بات ہے کسی پر آسانی سے بھروسہ کرنا بھی نہیں چاہیئے، بیشک آپ مجھ پر بھی بھروسہ مت کریں ویسے بھی آپکے پاس "چلی پیپر اسپرے ہے"

نور مسکرائی ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ پہلے ہی مجھ پر بہت احسان کر چکے میں آپکے اور احسان نہیں لے سکتی....

شافع کندھے اچکا کر بولا میں کوئی احسان نہیں کر رہا As a senior میں یہ کر رہا ہوں آپکی جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو میں شاید یہی کرتا،،،

آئے نور خاموش رہی تو شافع بولا اگر آپ میرے ساتھ کمر فرٹیبل نہیں ہیں تو میں زایان سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو ڈراپ کر دے گا....

آئے نور اسے روکتے ہوئے بولی نہیں اسے رہنے دیں میں گھر صحیح سلامت اور سکون سے جانا چاہتی ہوں،،،، شافع ہنسا

تو پھر میں چھوڑ دوں؟؟؟؟

آئے نور منا کرنے والی تھی اسکا پھر موبائل بجا دوبارہ ارمینہ بیگم کا فون تھا آئے نور نے کال اٹھا کر موبائل کان سے لگا لیا....

ماما میں آ رہی ہوں،،،،، آپ اتنا ہائپر مت ہوں طبیعت خراب ہو جائے گی میں بس تھوڑی دیر میں آ رہی ہوں...

آئے نور نے کال کاٹ کر موبائل پرس میں رکھا پھر شافع کی طرف دیکھ کر بولی اگر آپ کو کوئی مسئلہ نہ ہو تو آپ پلیز مجھے گھر ڈراپ کر دیں میری ماما پریشان ہو رہی ہیں...

شافع نے اسے ہاتھ کے اشارے سے آگے چلنے کا کہا،،،
مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہو تو چلی پیپر اسپرے تو آپکے پاس ہے ہی....
آئے نور مسکرادی.....
گاڑی تک پہنچتے پہنچتے بھی نور منہا کو کال کرتی رہی شافع نے پہلے نور کی طرف کا گاڑی کا دروازہ کھولا نور کو جھجھک ہو رہی تھی.....
میں پیچھے بیٹھ جاؤں؟؟ شافع ڈرائیونگ سیٹ کی طرف جاتے ہوئے بولا میں آپکا ڈرائیور ہوں کیا جو آپ پیچھے بیٹھیں گی اور میں آگے نور بغیر کچھ کہے آگے والی سیٹ پر بیٹھ گئ.....
نور نے شافع کو راستہ سمجھادیا شافع کو وہ جگہ پتا بھی تھی
آئے نور گھبراہٹ سے بار بار منہ پر ہاتھ پھیرنے لگی جسے شافع نے بخوبی نوٹ کیا تھا.....
آپ پریشان مت ہوں، میں آپ کو صحیح سلامت گھر پہنچادوں گا....
آئے نور مسنوعی سا مسکرادی،،،، راستہ کچھ دیر خاموشی سے گزرہ تو شافع بولا....
آپکے گھر سے آپکو کوئی لینے کیوں نہیں آیا نور شافع کی طرف دیکھ کر بولی بابا شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اسلئے...

شافع نے اثبات میں گردن ہلادی،اچھا،،،،،

سارا راستہ خاموشی سے نور نے کھڑکی سے باہر دیکھ کر گزرا،،،،،

آپارٹمنٹ کے باہر پہنچ کر نور نے شافع کو گاڑی روکنے کے لئے کہا شافع نے سائڈ پر گاڑی لگالی.....

نور نے مسکراتے ہوئے شافع کی طرف دیکھا تھینکیو.... شافع نے اثبات میں سر ہلا کر کہا یور ویلکم.....

آئے نور اپنے ہاتھ دیکھتے ہوئے بولی کیا آپ میری اب تک کی ساری حماقتوں کے لئے مجھے معاف کر سکتے ہیں؟؟؟

نور نے شافع کی طرف دیکھا اور شافع نے اسکے ہاتھوں کو.....

شافع نے اسکے ہاتھوں سے نظریں ہٹالیں سیٹ سے ٹیک لگا کر بولا

"میں باتیں گھما کر کرنے کا عادی نہیں ہوں میں آپکو معاف کر سکتا ہوں ہاں لیکن بھولا نہیں سکتا"

نور نے اچھنبے سے شافع کو دیکھا تو شافع فوراً بولا "اپنی بے عزتی کو"

نور شرمندہ ہوئی،،،،پھر ٹھہر کر بولی ہو سکے تو معاف بھی کر دیئے گا اور بھول بھی جائے گا.....

"خدا حافظ "نور نے باہر نکلنے کے لئے دروازہ کھولا تو شافع بولا سنیں...!

نور نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا..

کیا آپ وہی آئے نور ہیں جو مجھے پہلے دن سے آج شام تک کے درمیان ملی تھیں.....

آئے نور نے ہنستے ہوئے پوچھا کیا مطلب....؟

شافع براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا مطلب شافع اور آئے نور نے کچھ لمحے بغیر لڑے اور بغیر بحث کئے گزار دیئے،،،،،

نور اسکی آنکھوں سے الجھن کا شکار ہوئی تو اس پر سے نظریں ہٹالیں،،،،

"ہو سکتا ہے یہ آخری ملاقات کا اثر ہو"

شافع کو الفاظ چبھتے ہوئے محسوس ہوئے

نور نے واپس شافع کی طرف دیکھا....

خدا حافظ،،،،، کہہ کر نور گاڑی کا دروازہ بند کر کے اپنی بلڈنگ کی طرف بڑھ گئی....

شافع نے اسٹیئرنگ ویل پر ہاتھ رکھ کر پیچھے سیٹ پر سر ٹکایا....

"آخری ملاقات"

زایان پارٹی میں ادھر ادھر گھوم کر شافع اور آئے نور کو ڈھونڈ رہا تھا،،،

اچانک اسے باہر سے منہا آتی ہوئی نظر آئی،،،

منہا تم کہاں تھی آئے نور تمھے ڈھونڈ رہی تھی، اور اب وہ نہیں مل رہی منہا آئی باہر سے تھی پھر بھی بولی میں تو یہیں تھی میں خود کب سے آئے نور کو ڈھونڈ رہی ہوں مل ہی نہیں رہی....

زایان اسکے موبائل کی طرف اشارہ کر کے بولا وہ تمھے کال بھی کر رہی تھی تم نے ریسیو ہی نہیں کی....

منہا نے فون کو دیکھ کر سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا....اوہ وہ دراصل میرا موبائل سائلنٹ پر تھا تو میں نے دیکھا ہی نہیں.....

زایان منہا سے بولا تم آئے نور کو فون کر کے پوچھو وہ کہاں ہے.....

منہا آئے نور کو کال کرنے لگی.....

آئے نور گھر پہنچی تو ارمینہ بیگم بے چینی سے لاؤنج میں ٹہل رہی تھیں.....

وہ پریشانی سے خفا ہوتے ہوئے بولیں.....

نور تمھے کچھ احساس سے دس بج چکے ہیں اور تمھارا کوئی ناموں نشان ہی نہیں ہے
تمھارے بابا کا بھی فون آیا تھا پوچھ رہے تھے تمھارا وہ تو میں نے کہہ دیا کہ نور سو رہی ہے
اگر انھے پتا چل گیا نہ کہ انکی غیر موجودگی میں تم اتنی دیر تک گھر سے باہر تھیں
تو تمھے اور مجھے دونوں کو ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال دیں گے کہ جاؤ اور کرو
عیاشیاں.....
آئے نور انکے کندھے پکڑتے ہوئے بولی ارے ماما ریلیکس ہو کر میری بات تو سن لیں،،،
میں کب کی آجاتی لیکن منہا کا کوئی نامو نشان نہیں تھا وہ پتا نہیں کہاں تھی میرا فون بھی
نہیں اٹھا رہی تھی.....
ارمینہ بیگم نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا کیا مطلب ہے منہا نہیں مل
رہی تھی کہاں گئی وہ اور اگر منہا نہیں ملی تو تم آئی کس کے ساتھ ہو؟
نور نے ہونٹوں پر زبان پھیری ماما وہ منہا مل ہی نہیں رہی تھی دیر بھی ہو رہی تھی اور
آپ بھی پریشان ہو رہی تھیں تو مجھے مجبورن شافع کے ساتھ آنا پڑا زایان کا دوست ہے
یونیورسٹی میں ہی پڑتا تھا.....
ارمینہ بیگم نے اسے چبتی ہوئی نظروں سے گھورا....
تم کسی لڑکے کے ساتھ آئی ہو نور تمھارا دماغ خراب ہو گیا تھا؟؟؟

نور نے انھے اطمینان دلاتے ہوئے کہاماما مجھے مجبوراً اسکے ساتھ آنا پڑا میں اکیلے رکشے میں کیسے آتی؟؟

ارمینہ بیگم خفا ہوتے ہوئی بولیں جو بھی ہے لیکن تمھے اسطرح کیسی لڑکے کے ساتھ نہیں آنا چاہیے تھا اگر تمھارے بابا کو پتا چل گیا نہ تو.....

ماما پلیز اب گھر آ تو گئی ہوں نہ اب آپ کیا چاہ رہی ہیں میں واپس چلی جاؤں....

نور غصے سے کمرے میں چلی گئی....

نور بیڈ پر بیٹھی تھی جب اسکا فون بجا منہا کا فون تھا نور کال ریسیو کر کے بھڑک پڑی.....

منہا تم کہاں چلی گئی تھیں؟ تمھے میں نے کتنی کال کی تم فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں...؟

آئے نور کی آواز سن کر منہا بوکھلائی میں....میں تو یہیں تھی کب سے تمھے ڈھونڈ رہی ہوں....

آئے نور دھاڑی مجھ سے جھوٹ مت کہو تم وہاں نہیں تھی میں نے تمھے ہر جگہ ڈھونڈا تھا تمھے پتا ہے تمھاری وجہ سے مجھے کتنی پریشانی ہوئی اگر تمھے اپنے ضروری کام تھے تو مجھے بول دیتیں میں کم سے کم اپنے آنے جانے کا انتظام کر لیتی،،،،

منہا اسکی بات کو نظر انداز کر کے بولی تم اس وقت ہو کہاں؟؟؟

گھر پر.....! نور نے کھٹ کر کے کال کاٹ دی.....

زایان نے منہا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا.....

منہا نے موبائل رکھتے ہوئے کہا وہ گھر چلی گئی ہے.....

زایان نے حیرت سے پوچھا گھر چلی گئی ہے کس کے ساتھ منہا نے کندھے اچکا دیئے....

زایان نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا کہیں شافع بھی گھر نہ چلا گیا ہو.....

شافع گھر پہنچا تو بارہ بجنے والے تھے، نور کو ڈراپ کر کے شافع بے جہ سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا....

کوٹ صوفے پر پھینک کر وہ وہیں سر پیچھے کر کے بیٹھ گیا،،، تھکن سے آنکھیں جل رہی تھیں...

لیکن اب اسے اس تھکن کا عادی ہونا تھا اسنے گھڑی اتار کر ٹیبل پر رکھی پھر شرٹ کے بٹن کھولنے لگا....

کچھ دیر وہ اسی طرح بیٹھا رہا پھر ورڈروب میں سے کپڑے نکال کر فریش ہونے کے لئے چلا گیا....

کچھ دیر بعد وہ تولیے سے بال خشک کرتے ہوئے باہر نکلا،،،

اسٹینڈ پر تولیہ لٹکا کر بیڈ پر آکر لیٹ گیا،،، لیٹتے ہی وہ نیند کی گہرائیوں میں جانے لگا تھا کہ اچانک زوروں سے اسکا موبائل بجا اور نیند ٹوٹ گئی.....

کال ریسیو کر کے شافع نے موبائل کان پر رکھ لیا دوسری طرف زایان تھا۔۔۔

زایان گھر جا رہا تھا اس نے کان میں بلوتوت لگایا ہوا تھا

آخر میرے منا کرنے کے بعد بھی تم وہاں سے بھاگ گئے...

شافع آنکھیں بند کئے ہوئے ہی بولا میں بھاگا نہیں تھا....

تو پھر کہاں چلے گئے تھے....

آئے نور کے گھر سے فون آرہا تھا اور اسکی دوست غائب تھی تو میں اسے چھوڑنے گیا تھا.....

زایان ہنستے ہوئے بولا آہاں..... ! کیا میرے کانوں نے جو سنا وہ سچ ہے ؟؟؟

شافع اسکی بات کو نظر انداز کر کے بولا تمھے آئے نور کو اسکالرشپ والی بات بتانے کی ضرورت نہیں تھی.....

زایان مسکراتے ہوئے بولا بالکل ضرورت تھی وہ محترمہ تم سے کچھ زیادہ ہی بدمزاج ہوتی جارہی تھیں.....

توہونے دیتے کونساہم نے اب پھر کبھی ملنا ہے.....

زایان ہنسا تمھارا تو پتا نہیں لیکن میں تو سب سے ملنے والا ہوں پیچھا تو میں کسی کا نہیں چھوڑوں گا.....

شافع کو شدید نیند آرہی تھی زایان اب میں سو رہا ہوں فون بند کرو،،،،،

اچھا سو جاؤ میں نے تمھے یہ یاد دلانا تھا کہ جو تم میرے لئے لے آکر آئے تھے وہ اب تک تمھاری گاڑی میں ہے کل آفس آتے ہوئے لے کر آنا.....

مجال ہے جو کبھی کھانے کی چیز بھول جاؤ....

زایان نے دانت نکالتے ہوئے گردن دائیں بائیں ہلائی،،،آں ہاں.....!

زایان کل آفس وقت پر آجانا میں نے میٹنگ رکھی ہے.....اس سے پہلے کے زایان کوئی بہانے بناتا شافع نے کال کاٹ دی.....

(پانچ مہینے بعد)

شافع نے فائل اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا.....

جس کے گلے میں دوپٹہ، بال کھلے اور میک اپ سے لدے ہوئے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ تھی.....

شافع نے پہلے تسلی سے فائل دیکھی پھر سامنے بیٹھی لڑکی سے مخاطب ہوا،،،

جی تو مس فرواح آپ یہ جوب کیوں کرنا چاہتی ہیں؟؟

شافع کو اپنے آفس کے لئے نئے ورکرز کی ضرورت تھی جس کے انٹرویو آج رکھے گئے تھے.....

اس لڑکی کے ہونٹوں پر مسلسل مسکراہٹ تھی اور نظریں شافع پر.....

کیونکہ گریجویشن کے بعد میں فارغ تھی تو میں نے سوچا کوئی جوب کرلوں وقت گزر جائے گا.....

وہ دونوں ایک دوسرے سے انگریزی میں مخاطب تھے.....

شافع نے بھونیں اچکائیں اور اپنے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھنے لگا.....

تو آپ صرف وقت گزارنے کے لئے جاب کرنا چاہتی ہیں.....

اس لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا جی.....

لیکن ایسے بہت سے لوگ یہاں انٹرویو کے لئے آئے ہوئے ہیں جنھے اس جاب کی ضرورت ہے تو میں آپ کو ان لوگوں پر فوقیت کیوں دوں؟؟؟

اس لڑکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،،، مجھے لگتا ہے میں ان سے زیادہ اچھا کام کر سکتی ہوں اور مجھے سیلری کا بھی کوئی ایشو نہیں ہو گا آپ جتنی دیں گے میں اتنی رکھ لوں گی.....

شافع نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وہ لڑکی ابھی بھی شافع کو بغور دیکھ رہی تھی.....

پہلی بات تو یہ کہ کون کتنا اچھا کام کر سکتا ہے یہ تو کام دیکھنے کے بعد ہی پتا چلتا ہے،،،اور دوسری بات یہ کہ یہاں سیلری محنت سے کام کرنے کی ملتی ہے مجھے دیکھنے کی نہیں.....

اس لڑکی نے فوراً شافع پر سے نظریں ہٹائیں وہ شرمندہ ہوئی تھی.....

شافع فائل اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا بہت شکریہ آنے کا اگر ہمیں آپکی ضرورت ہوئی تو آپکو انفارم کر دیا جائے گا.....

وہ لڑکی اپنی فائل اٹھا کر باہر چلی گئی....

شافع نے اوو فف کرتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا پھر ریسیور اٹھا کر کال لگائی.....

ہیلو،،، جاوید صاحب باقی کے انٹرویو آپ سنبھال لیں اور پلیز مجھے کام کرنے کے لئے لوگ چاہئیں ماڈلنگ کے لئے نہیں تو اس بات کا خاص دھیان رکھئے گا.....

شافع نے ریسیور رکھ دیا.....

شافع اپنے دوسرے لیپ ٹاپ کی طرف گھوما جس میں کسی میٹنگ روم کی سی سی ٹی وی فوٹیج چل رہی تھی....

شافع نے ہینڈ فری لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر کے کان میں لگا لئے.....

کمرے میں دس سے بارہ لوگ تھے جو شاید کسی کا انتظار کر رہے ٹھیک دو منٹ بعد براؤن رنگ کے تھری پیس سوٹ اور اور بلیک بوٹ میں ایک لڑکا ہال میں داخل ہوا.....

دائیں ہاتھ میں گھڑی بائیں کان میں بلوتوت اور بالوں کو جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا.....

یہ اور کوئی نہیں بلکہ زایان حیدر تھا.....

اسکے کمرے میں داخل ہونے پر سب کھڑے ہوئے تو اسنے مسکراتے ہوئے گردن ہلا کر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا.....

آتے ہی اسنے سب سے پہلے پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگا لیا چند گھونٹ لے کر گلاس اسنے واپس رکھا اور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا.....

وہ کوئی فائلیں کھول رہا تھا، لیپ ٹاپ پر وجیکٹ سے کنیکٹ تھا جب وہ اپنی مطلوبہ فائل کھول چکا تو دونوں ہاتھ ملا کر مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا.....

شافع کونی کرسی سے ٹکا کر ہونٹوں پر انگلیاں رکھے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا

زایان نے میٹنگ کا آغاز اپنی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اور اور تعارف کے ساتھ کیا،،،،

بس فرق یہ تھا کہ اس وقت اسنے اپنے نام کے ساتھ مشہور و معروف بزنس مین نہیں لگایا تھا.....

تعارف کے بات اسنے لیپ ٹاپ پر کلک کیا اور سب کی توجہ پروجیکٹر کی طرف کروائی اور بڑے ہی تحمل سے اپنا موضوع بیان کرنے لگا۔۔۔۔۔

اسکی اب تک میٹنگ میں ہر دفعہ شافع اسکے ساتھ ہوتا تھا اور جب شافع ہوتا تھا تو اسے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی یہ اسکی پہلی میٹنگ تھی جو وہ اکیلے سنبھال رہا تھا

زایان کا یہ انداز میٹنگ میں موجود ان لوگوں کے لئے بھی حیران کن تھا جو زایان کے مزاج سے واقف تھے.....

یہاں تک کے ان میں سے کچھ لوگ تو یہ سوچ کر اس میٹنگ میں شامل ہوئے تھے کہ میٹنگ زایان حیدر اکیلے سنبھالے گا تو یہ پروجیکٹ تو انکے ہاتھ سے گیا.....

لیکن زایان کی کارکردگی دیکھ کر وہاں سب ہی حیران رہے تھے.....دوسری طرف وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شافع کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل رہی تھی....

اپنا موضوع بیان کر کے زایان کرسی پر آکر بیٹھا اور پانی کا گلاس اٹھالیا.....

ایک نظر گھڑی پر ڈالی پھر سب کے سوالوں کے جواب دینے لگا وہ کسی بہت پروفیشنل انداز میں سب سنبھال رہا تھا

میٹنگ کے اختتام پر زایان کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان تھا ایک فائل اسنے اپنے سامنے بیٹھے شخص کی طرف بڑھائی.....

شافع دم سادھے یہ منظر دیکھنے لگا.-----

انھوں نے ایک تفصیلی نظر فائلوں پر ڈالی اور سائن کر دیئے.....

زایان کی مسکراہٹ گہری ہوئی.....

شافع خوشی سے ٹیبل پر ہاتھ مارتا ہوا کھڑا ہو

....Yes...That's like my buddy

زایان نے باری باری سب سے ہاتھ ملایا کچھ دیر بعد ایک ایک کر کے لوگ کمرے سے باہر جانے لگے آخر میں جب زایان فائلیں سمیٹ کر کمرے سے نکلنے لگا تو اسکا موبائل بجا.....

شافع کا نمبر دیکھ کر اسنے مسکراتے ہوئے کال اٹھالی.....

اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی شافع دوسری طرف سے خوشی سے بولا.....

مجھے پتا تھا تم کر لو گے...زایان کو حیرت ہوئی..کیا؟؟؟

اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ شافع اپنے آفس میں بیٹھا سی ٹی وی فوٹیج دیکھ رہا ہو گا.....

یہی کہ تم اکیلے بھی کافی ہو تمھے اندازہ نہیں ہے کہ اس پروجیکٹ پر کتنے لوگوں کی نظر ہے یہ سمجھ لو کہ تم شیروں کہ بل میں سے شیرنی چرالائے ہو.....

زایان کا قہقہہ بلند ہوا کیا میں نے سچ میں اتنا بڑا کام کیا ہے؟؟؟

ہاں ہاں بالکل،،،،، زایان ہنسا یہ تو تم میرے لئے کہہ رہے ہو تم تو روزایسی میٹنگ ہینڈل کرتے ہو،،، لیکن مجھے یہ بتاؤ میں نے تو تمھے بتایا نہیں تو تمھے کیسے پتا چلا کہ پروجیکٹ ہمیں مل گیا ہے.....

شافع ہنستا ہوا بولا زایان حیدر کسی کام کے لئے جائے اور وہ کام نہ ہو ایسا ہو سکتا ہے کیا؟؟

بس بس مجھے پتا ہے تمھے تمھارے کسی خبری جن نے خبر کر دی ہو گی.....

شافع گردن ہلا کر بولا ہمم ایسا ہی سمجھ لو....

پھر شافع سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا

حسن لاشاری کی طرف سے پرپوزر آیا ہے....

زایان شرارت سے بولا میرے لئے؟؟؟

شافع نے سر پر ہاتھ مارا بزنس پرپوزر.....

زایان افسوس سے بولا اوہ بزنس پرپوزر میں تو ایس ہی خوش ہو گیا....

ویسے جب سے ہمارا شمس گروپ آف انڈسٹری والا پروجیکٹ کامیاب ہوا ہے بہت بڑی بڑی جگہ سے پرپوزر نہیں آرہے....

شافع نے صرف ہمم کہا....

تو پھر کیا خیال ہے ڈن کریں.....

شافع پیپر ویٹ گھماتے ہوئے بولا نہیں میں نے منا کر دیا

زایان کو حیرت ہوئی منا کر دیا؟ لیکن کیوں؟ بہت بڑا بزنس ہے انکا ہمیں کافی فائدہ ہوتا،،، منا کیو نکر دیا تم نے...؟

سوری میں نے تمھے بغیر بتائے ہی منا کر دیا،،، انکا بزنس بڑا ہے لیکن وہ آدمی دو نمبر ہے ایسی ہے اسکے اتنے بزنس نہیں ہیں....

زایان کندھے اچکا کر بولا چلو تم نے کچھ سوچ کر ہی منا کیا ہو گا لیکن بہت پہنچ ہے اسکی کہیں آگے ہمیں مسئلہ نہ ہو.....

شافع کرسی گھماتے ہوئے بولا زیادہ سے زیادہ وہ کیا کر لے گا ایک دو جگہ پر ہمارے بزنس کو برا کہہ دے گا بس.....

زایان ہنسا..... پھر آہ بھرتے ہوئے بولا بزنس پر پوزر تو بہت آ گئے اب کسی لڑکی کا پر پوزر پتا نہیں کب آئے گا....

شافع نے آنکھیں گھماتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تم کبھی نہیں سدھرو گے....

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا کیوں بھائی کسی اور کا تھوڑی کھا رہے ہیں جو ہم سدھریں....

ویسے میں سوچ رہا ہوں اپنے لئے ایک سیکریٹری رکھ لوں کیا پتا وہ ہی مجھے پر پوز کر دے.....

شافع فائلیں پر پین چلاتے ہوئے بولا

ہاں تاکہ تم پھر آئے دن آفس سے غائب رہو....

زایان شرارت سے بولا ہاں نہ پھر میں اسکے ساتھ ڈنر پر لنچ پر جاؤں گا....

شافع پین منہ میں دباتے ہوئے بولا اور بل کون دے گا؟؟

زایان کندھے اوپر کرتے ہوئے بولا ظاہر سی بات ہے میں..... تو نہیں دوں گا وہ ہی دے گی....

دونوں کا ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا....

اب باتیں بند کرو اور مجھے کام کرنے دو....

ٹھیک ہے تم کام کرو میں تو چلا پیزا کھانے اس میٹنگ کی ٹینشن میں دو دن سکون سے نہیں کھایا.....

شافع آنکھیں چڑھاتا ہوا بولا انسان جھوٹ ایسا بولے جس پر سامنے والا یقین کر لے،،،،،

زایان منہ بناتے ہوئے بولا جلنا مت چھوڑنا مجھ سے شافع نے اسکی بات سن کر ہنستے ہوئے فون کاٹ دیا.....

آئے نور یونیورسٹی سے تھکی ہاری گھر میں داخل ہوئی تو گھر میں پہلے سے کچھ مہمان موجود تھے اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ دوپہر کے اس وقت صدیقی صاحب بھی گھر میں موجود تھے.....

نور نے سب کو سلام کرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے ارمینہ بیگم کی طرف دیکھا تو انھوں نے نظریں چرا لیں،،،،،

نور ایکسکیوز کر کے اپنے کمرے کی طرف جانے لگی تو آنے والے مہمانوں میں سے ایک عورت نے اس سے کہا ارے بیٹا تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ پھر چلی جانا....

نور نے صدیقی صاحب کی طرف دیکھا تو انھوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا نور مسنوعی مسکراہٹ لئے صوفے پر بیٹھ گئی.....

وہ نور کو بڑی غور سے دیکھ رہے تھے....

کونسا ایئر چل رہا ہے بیٹا سامنے بیٹھی ایک خاتون نے پوچھا....

نور بولی جی ابھی پہلا ایئر ہی ہے دوسرا سمسٹر چل رہا ہے.....

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولیں ہمم چلو پھر تو ٹھیک ہے.....

نور کو انکی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا،،،وہ پھر نور سے چھوٹے موٹے سوال پوچھنے لگی

نور کی چھٹی حس نے اسے اشارہ دیا تھا نور کو گھبراہٹ ہونے لگی....

تو اچانک صوفے پر سے اٹھی اور بہانا کرتے ہوئے بولی میں اپنا بیگ اور کتابیں رکھ آؤ کمرے میں کہہ کر وہ فوراً کمرے کی طرف بڑھی....

ان پانچ مہینوں میں شادی نام کی تلوار نور کے سر پر لٹکی ہوئی تھی اسے پتا نہیں تھا کہ کب یہ اسکے سر پر گر جائے...

پانچ مہینوں میں، شافع سے اسکی ایک بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی اسنے ڈنر والی رات کے ٹھیک ساڑھے تین مہینے بعد ایک نیوز چینل پر شافع کا انٹرویو دیکھا تھا.....

شافع کو ٹی وی پر دیکھ کر اسے اتنی حیرت نہیں ہوئی تھی

لیکن تب اسکا حیرت کے مارے منہ کھل گیا تھا جب اسے پتا چلا کے وہ تیمور علی وارثی کا بیٹا ہے جو بزنس کی دنیا کا جانا مانا نام ہے،،،،،،

اسے یہ تو اندازہ تھا کہ شافع بہت امیر ہے لیکن یہ نہیں پتا تھا کہ وہ اتنے بڑے بزنس مین کا بیٹا ہے.....

اسکے بعد اسنے کافی بار شافع اور زایان کو ساتھ بھی ٹی وی پر دیکھا تھا.....

زایان کے برعکس شافع تیمور وارثی کی وجہ سے زیادہ خبروں کی زینت بنا رہتا تھا.....

زایان سے نور یونیورسٹی میں کافی دفعہ مل چکی تھی کیونکہ زایان ہفتے میں نہ سہی تو مہینے میں یونیورسٹی کا چکر لگا ہی لیتا تھا اور کبھی کبھی حال احوال پوچھنے کے لئے نور کے لاکھ منا کرنے کے باوجود کال بھی کر لیتا تھا....

زایان اپنی سناتا رہتا نور سنتی رہتی اسنے کبھی خود سے شافع کے بارے میں زایان سے کچھ نہیں پوچھا زایان اگر خود کچھ بتا دیتا تو وہ بس چپ کر کے سن لیتی.....

آئے نور نے چادر اور اسکارف اتار کر صوفے پر رکھا اور بے سدھ سی بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی....

دل میں وسوسوں نے ڈیرہ ڈال لیا تھا تو کیا اب واقعی اسے اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ کر ایک انجان شخص کے ساتھ رخصت ہو جانا ہے.....

اسے انجان شخص کے ساتھ رخصت ہونے کا غلہ نہیں تھا اسکے بابا نے چنا ہے تو اسکے لئے اچھا ہی چنا ہو گا اسے صرف اپنی پڑھائی ادھوری رہ جانے کا غم کھایا جا رہا تھا....

وہ کافی دیر تک بیڈ پر ایسے ہی بیٹھی رہی جب ارمینہ بیگم سپاٹ چہرہ لئے کمرے میں داخل ہوئیں....

نور نے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا ارمینہ بیگم اسکے برابر میں آ کر بیٹھ گئیں،،،،،

کون تھے ماما یہ لوگ؟؟؟ اسے پتا تھا پھر بھی وہ تصدیق چاہتی تھی...

ارمینہ بیگم اسکی طرف نہیں دیکھ رہی تھیں،،،،

تمھے دیکھنے آئے تھے لیکن رشتہ پکا کر کے چلے گئے....

نور کی آنکھوں سے آنسوں نکل کر گالوں پر پھسل گئے ارمینہ بیگم آئے نور کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھیں.....

تمھارے بابا نے پہلے سے بات کی ہوئی تھی آج وہ تمھے دیکھنے آئے تھے تم پسند آ گئیں تو بات پکی کر کے چلے گئے، اور شادی بھی جلد ہی کرنا چاہتے ہیں.....

اور تمھارے بابا نے مجھ سے یا تم سے پوچھنا تک گوارا نہیں کیا.....

بابا نے مجھے پہلے سے بتا دیا تھا ماما نور نے اپنے ہاتھوں کی لکیروں پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا،،،،،

ارمینہ بیگم نے حیرت سے نور کی طرف دیکھا بتادیا تھا لیکن تم نے مجھ سے کچھ کیوں نہیں کہا میں کم سے کم ان سے بات کرتی آج تو وہ اچانک ہی آگئی مجھے تو کچھ پتا ہی نہیں تھا.....

نور روتے ہوئے بولی تو کیا وہ آپکی بات مان جاتے ؟ارمینہ بیگم خاموش ہو گئیں تو نورا نکا ہاتھ پکڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی.....

ماما پلیز کچھ کریں میں ابھی شادی نہیں کر سکتی بابا کو کہیں مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں وہ جہاں کہیں گے میں شادی کر لوں گی لیکن مجھے کچھ وقت کی مہلت دے دیں..... پلیز

روتے روتے اسنے ارمینہ بیگم کی گود میں سر رکھ دیا تھا اسے اس طرح روتے دیکھ کر ارمینہ بیگم خود پر بھی قابو نہ پا سکیں.....

وہ بس اپنی سسکیاں دباتے ہوئے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتی رہیں وہ نہ اسے رونے سے روک رہی تھیں نہ اسے جھوٹی تسلیاں دے رہیں تھیں.....

نورا نکی گود میں سر رکھ کر روتے ہوئے بس یہ بولتی رہی پلیز یہ شادی رک وادیں ماما پلیز.....

اسکے لہجے میں التجا تھی

حیدر صاحب نیچے اسٹڈی روم میں بیٹھے اپنا کام کر رہے تھے جب زایان انکے پاس آیا.....

بابا آپ نے بلایا مجھے اسے دیکھ کر حیدر صاحب نے اپنا چشمہ اتار کر ٹیبل پر رکھا اور مسکراتے ہوئے کھڑے ہو گئے...

زایان انکے سامنے آکر کھڑا ہوا تو حیدر صاحب نے فخر سے اسکے بازو تھام کر ایک محبت بھری نظر ڈالی.....

زایان بھی مسکراتے ہوئے انھے دیکھ رہا تھا.....

شافع نے مجھے بتایا کہ آج تمھے کتنا بڑا پروجیکٹ ملا ہے وہ پروجیکٹ جو حاصل کرنا آسان نہیں تھا لیکن تم نے کر دیکھایا مجھے بہت فخر تم پر.....

زایان کھل کر مسکرایا،،،،،اسنے ان لفظوں کا انتظار کیا تھا اور آج یہ لفظ سن کر اسے دلی خوشی ہوئی تھی.....

حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔۔۔۔

حیدر صاحب شرارت سے بولے اب میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ میرا بیٹا صرف کھاتا ہی نہیں ہے کماتا بھی ہے...

دونوں نے ایک قہقہہ لگایا،،،،

زایان ان سے الگ ہوا تو حیدر صاحب اسے تنگ کرتے ہوئے بولے اب میں تمھاری شادی کرانے کے لئے راضی بھی بتاؤ اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو میں اور ارفہ چلے جائیں گے رشتہ لے کر.....

زایان منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسا ہاہاہاہاہاہاہا پھر کرسی آگے کر کے بیٹھتے ہوئے بولا لیکن اب میں شادی نہیں کر رہا.....

حیدر صاحب نے اسے حیرت سے دیکھا پہلے تو ہر وقت مجھ سے بولتے تھے بابا میری شادی کروادیں اب میں بول رہا ہوں تو تم منا کر رہے ہو.....

تو میں پہلے کونسا سیریس میں بولتا تھا، اور ابھی تو بالکل بھی نہیں کروں گا

کیونکہ ابھی بہت کام ہیں،،،

حیدر صاحب ہنستے ہوئے بولے چلو جیسی تمھاری مرضی... حیدر صاحب گلا کھنکار کر زایان سے بولے،،،،

میری تیمور صاحب سے ملاقات ہوئی تھی زایان اطمینان سے بولا اچھا پھر.....؟

شافع کی شادی ہونے والی ہے اسکے چاچا کی بیٹی سے تم نے یا شافع نے مجھے بتایا نہیں.....

زایان سیدھا ہو کر بیٹھا.....

ایک لمبا سانس کھینچ کر بولا یہ شادی زبردستی طے کی گئی، شافع راضی نہیں ہے.....

حیدر صاحب حیرت سے بولے جب شافع ہی راضی نہیں ہے تو وہ لوگ زبردستی کیوں کر رہے ہیں؟

بس شافع کی دادی چاہتی ہیں کہ یہ شادی ہو جائے....

خیر آپ یہ سب چھوڑیں مجھے آپ سے کچھ اور بات کرنی ہے.....

حیدر صاحب گردن ہلاتے ہوئے بولے ہاں کہو....

شافع گھر لینا چاہتا ہے..... حیدر صاحب کو اسکی بات ٹھیک طرح سمجھ نہیں آئی،،، کیا مطلب؟؟؟

زایان انھے سمجھاتے ہوئے بولا مطلب، شافع اپنا الگ گھر لینا چاہتا ہے تیمور صاحب کا گھر وہ چھوڑ دے گا.....

حیدر صاحب کو شدید حیرت ہوئی

پھر ٹھہر کر بولے،،، الگ گھر لینا سمجھ آتا ہے، اچھی بات ہے کہ وہ شادی سے پہلے اپنا گھر بنانا چاہتا ہے لیکن اسطرح اچانک وہ گھر کیوں چھوڑنا چاہ رہا ہے؟؟؟

زایان دونوں مٹھیوں کو ملا کر جھکتے ہوئے بولا اچانک نہیں اسنے پہلے سے ہی سوچا ہوا تھا کہ وہ اپنا الگ گھر لے کر وہاں شفٹ ہو جائے گا بس کچھ پیسوں کا مسئلہ تھا لیکن اب وہ بھی ہل ہو گیا ہے... تو وہ اب جلد سے جلد شفٹ ہونا چاہتا ہے۔۔۔۔۔

تیمور صاحب کو اس بارے میں پتا ہے؟؟؟

زایان نے نفی میں گردن ہلائی،،،،اور اپنے بتانا بھی نہیں ہے شافع نے منا کیا ہے،،،،

حیدر صاحب کچھ دیر خاموش بیٹھے سوچتے رہے ٹھیک ہے پھر میں کیا کر سکتا ہوں اسکے لئے؟؟؟

زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا فلحال تو آپ کسی اچھے بلڈر کا نمبر دیں شافع نے بس مجھے کہا تھا کہ میں آپ کو سب بتا دوں، باقی اور کوئی کام ہو گا تو آپ کو بتا دوں گا.....

حیدر صاحب اپنی ڈائری میں نمبر تلاش کرنے لگے نمبر مل جانے پر زایان کو نمبر نوٹ کرواتے ہوئے بولے.....

انھوں نے نئے آپارٹمنٹ بنائے ہیں جنکا پروجیکٹ ہے ہو سکتا ہے تم لوگ انھے جانتے ہوں.....

زایان نے گردن ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا.....

ارحام صوفے پر بیٹھی سامنے ٹیبل پر پڑے سامان کو دیکھ رہی تھی سامنے بی اماں اور عائشہ بیگم بھی بیٹھی تھیں،،،

عائشہ بیگم بی اماں کو سامان دیکھاتے ہوئے بولیں اماں سوچ رہی ہوں ارحام کے لئے ایک اور سونے کا سیٹ بنوالوں.....

بی اماں انھے گھورتے ہوئے بولیں تین سیٹ پہلے سے پڑے تھے دو تم نے نئے بنوائے ہیں اب کیا بیٹی کو سونے میں ہی لاد کر بھیجو گی ابھی تمھارا ایک اور بیٹا بھی ہے اسکے لئے بھی کچھ رکھو تم تو بس چیزیں دیکھ کر بہک جاتی ہو.....

عائشہ بیگم اتنی طعنہ کشی سن کر چپ ہو گئیں۔۔۔۔۔

ارحام خاموش سے بیٹھی انکی باتیں سن رہی تھی...

بی اماں دوبارہ عائشہ بیگم سے بولیں کہاں ہے تمھارا چھوٹا بیٹا بھئی جب سے آیا ہے ہمیں تو شکل ہی نہیں دکھائی پتا نہیں کیسی اولاد ہے تمھاری.....

اماں کل ہی تو وہ آیا ہے آپکے کمرے میں آیا تھا آپ سو رہی تھیں.....

بی اماں تنک کر بولیں سو رہی تھی نہ مری تو نہیں تھی میں جو دوبارہ نہیں آسکا.....

عائشہ بیگم دوپٹہ ہاتھوں سے مروڑتی چپ ہو گئیں.....

بی اماں ارحام کی طرف دیکھ کر بولیں،،،،

لڑکی تم کب تک یہ اداسی کا جوبن پہنی بیٹھی رہو گی سب کچھ تمھارے لئے ہی تو کر رہی ہوں کروا تو رہی ہوں تمھاری شادی اب کیوں ایسی بیٹھی رہتی ہو؟

ارحام نے انکی طرف دیکھتے ہوئے کہا آپ میرے لئے کچھ نہیں کر رہیں اور شادی آپ زبردستی کروا رہی ہیں.....

بی اماں نے غصے سے سر پر ہاتھ مارا ایک تو تمھاری اور تمھارے باپ کی سوئی یہیں اٹک گئی ہے چاہے زبردستی ہو یا خوشی سے شادی تو ہو رہی ہے نہ تمھے کیا مسئلہ ہے.....؟

ارحام کچھ بولنا چاہ رہی تھی اسکے بول نے سے پہلے ہی عائشہ بیگم بول پڑیں

اماں آپ اسے چھوڑیں آپ مجھے یہ بتائیں یہ والا سوٹ کیسا ہے شافع کے لئے لیا ہے میں نے پتا نہیں اسے پسند آئے گا بھی یا نہیں.....

ارے اسے کچھ پسند ہی کب آتا ہے شہر میں رہ کر میرا بچہ عجیب چڑچڑا سا ہو گیا ہے.....

عائشہ بیگم منہ بناتے ہوئے بولی،،،،

سب سے لاتعلقی تو وہ شروع سے ہی برتتہ تھا،،،

آپ یہ بتائیں اماں بھائی صاحب سے آپکی بات ہوئی تھی انھوں نے، شادی کی تیاریاں شروع کیں یا نہیں.....

بی اماں بھونیں چڑھاتے ہوئے بولیں کر لیں گے وہ بھی لڑکے والوں کو کیا تیاریاں کرنی ہوتی ہیں سب لڑکی والوں کو ہی کرنا ہوتا ہے.....

شافع نے جب سے آفس جوائن کیا تھا وہ صبح نو بجے گھر سے نکل جاتا تھا اور واپسی کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا.....

کبھی کبھی تو وہ پوری رات آفس میں کام کرتے ہوئے گزار دیتا.....

اسنے اگر اتنی جلدی بزنس کی دنیا میں اپنے پنجے گڑھا کر شہرت حاصل کی تھی تو اسکے پیچھے اسکی اور زایان کی دن رات کی محنت تھی.....

شافع نے خود کو کام میں اتنا مصروف کر لیا تھا کہ اسے کچھ اور یاد ہی نہیں رہتا تھا ہاں لیکن ایک چیز تھی جو وہ بھولا نہیں پایا تھا "اپنی اور نور کی آخری ملاقات"

اس کے بعد وہ آئے نور سے نہیں ملا تھا نہ ہی اسکی کوئی بات ہوئی لیکن آخری ملاقات کا اثر کچھ کیوں رہ گیا تھا کہ

وہ جب بھی آنکھیں بند کرتا اسکے کانوں میں ایک جملہ گھل جاتا" ہو سکتا ہے یہ آخری ملاقات کا اثر ہو"

اس آخری ملاقات کے بعد وہ جب بھی اپنی گاڑی میں بیٹھتا کچھ لمحے کے لئے اپنی برابر والی سیٹ کو تکتہ رہتا جہاں پر ایک دفعہ نور بیٹھی تھی.....

ان پانچ مہینوں میں نا جانے وہ کتنی دفعہ یونیورسٹی کی طرف گاڑی لے کر گیا تھا لیکن ہر دفعہ اندر گئے بغیر ہی واپس آ گیا حالانکہ زایان نے اسے کتنی دفعہ یونی چلنے کا کہا لیکن ہر دفعہ اسنے کوئی نہ کوئی بہانا کر دیا.....

وہ اس بات سے بھی واقف تھا کہ جو بھی ہے لیکن اسے آئے نور سے محبت نہیں ہے کیونکہ اسکے دل میں نور کے لئے کوئی احساسات نہیں ہیں، وہ صرف اسکی سوچ پر حاوی ہے کیونکہ شافع وارثی کو آئے نور صدیقی سے کبھی محبت نہیں ہو سکتی یہ بات اسنے ذہن نشین کی ہوئی تھی.....

شافع چار بجے کے ٹائم گھر آیا کیونکہ اسے نیا گھر دیکھنے جانا تھا جس کے لئے کچھ ڈاکومنٹس لینے وہ گھر آیا تھا.....

اس وقت تیمور صاحب گھر پر نہیں تھے ورنہ سوالوں کا انبار لگا دیتے.....

سیڑھیوں سے اترتے ہوئے شافع کی نظر سامنے رکھے سامان پر پڑھی تہمینہ بیگم سامنے صوفے پر بیٹھی تھیں شافع کو نیچے آتا دیکھ کر اٹھیں.....

شافع کہاں جارہے ہو بیٹا ابھی چائے بنوائی ہے بیٹھو....

شافع سامان پر نظر ڈالتے ہوئے بولا نہیں ماما کام سے جارہا ہے آپکو آکر بتاؤں گا کہ کہاں گیا تھا،،،،

لیکن یہ سامان کہاں سے آیا؟؟؟

یہ سامان بیٹا بی اماں نے بھیجا ہے تمھارے لئے بھی انھوں نے بہت کچھ بھیجا ہے تم بیٹھو.....

شافع سامان پر سے نظریں پھیرتے ہوئے بولا نہیں مجھے ابھی ضروری کام ہے میں جارہا ہوں.....

شافع باہر چلا گیا شافع زایان کو بھی ساتھ لیجانا چاہتا تھا لیکن اسے کسی چینل پر جانا تھا اسلئے وہ نہیں آسکا جانا تو شافع نے بھی تھا لیکن شافع نے جانے سے انکار کر دیا.....

شافع بلڈر کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچا تو بلڈر اسے مل گیا تھا بلڈر شافع کو مطلوبہ آپارٹمنٹ دیکھانے لگا.....

وہ ایک نیا تین کمروں پر مشتمل فرینچ آپارٹمنٹ تھا جن میں دو بیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم تھا....

اور ایک الگ سے بہت بڑا لاؤنج تھا جس میں ایک طرف اوپن کچن بنا ہوا تھا اور اسکے آگے ڈائننگ رکھی ہوئی تھی.....

لاؤنج کے دائیں سائڈ پر اس آپارٹمنٹ کی خوبصورتی اور سب سے اہم جگہ تھی.....

آپارٹمنٹ کیونکہ سمندر کے قریب ہی واقع تھا اسلئے دائیں جانب پر بنی ہوئی بالکنی کا گلاس ڈور کھول کر باہر آؤ تو سمندر کا پر لطف منظر آپکا انتظار کر رہا ہو گا.....

یہ بالکنی پورے آپارٹمنٹ میں چار چاند لگا رہی تھی.....

شافع کو ایک لمحے میں آپارٹمنٹ پسند آگیا تھا بات تو وہ پہلے ہی کر چکا تھا کچھ کاغذی کارروائی انھوں نے وہیں بیٹھ کر طے کی اور باقی کی ضروری کاروائی آفس میں کرنے کا فیصلہ کیا.....

شافع نے گھر کی آدھی سے زیادہ قیمت ایک ساتھ ادا کر دی تھی اور اسکے لئے اسنے کسی کی مدد نہیں لی یہاں تک کے زایان کی بھی نہیں باقی کی قیمت اسنے قسطوں میں ادا کر دینی تھیں جو کہ چند مہینے کی تھیں.....

شافع نے اپنے بزنس کی کمائی سے پہلی چیز خریدی تھی یہ گھر جس کے لئے اسنے دن رات محنت کی اسکا ذاتی گھر جس میں تیمور وارثی کی ایک پائی نہیں لگی تھی شافع کی محنت رنگ لے آئی.....

شافع اور زایان نے ڈنر ساتھ کرنے کا پلین بنایا.....

وہ دونوں ریسٹورنٹ میں موجود تھے کھانا ابھی سرو نہیں کیا گیا تھا.....

تو پھر تمھے پسند آگیا گھر؟؟؟

زایان نے مسکراتے ہوئے پوچھا.....

شافع نے بھی مسکراتے ہوئے گردن اثبات میں ہلائی.....

زایان شرارت سے بولا پھر تو بہت بڑی پارٹی بنتی ہے بھائی وہ بھی تمھارے نئے آپارٹمنٹ میں.....

شافع ہنستا ہوا بولا فکر مت کرو تمھے پارٹی دیئے بغیر نہیں مروں گا.....

زایان ہنسا بھئی اس نئے گھر کی تم سے زیادہ خوشی مجھے ہے میرے تو دو گھر ہو گئے مطلب کھانا بھی دو جگہ سے ملے گا،،، میں تو ہر ویکنڈ تمھارے گھر گزراوں گا.....

شافع نے مسکراتے ہوئے زایان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تم صرف ویکنڈ کیوں روز وہیں رہ لو تمھارا ہی گھر ہے.....

زایان نے بھی مسکراتے ہوئے شافع کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ لیا.....

شفٹ کب ہو رہے ہو؟؟؟

شافع کی ہنسی مانند پڑی تھی،،،،

آخر یہ ایک مشکل مرحلہ تھا اور کچھ جذباتی بھی اسنے اپنی زندگی کے ستائیس سال اس گھر میں گزارے تھے

بہت سی اچھی بری یادیں جڑی تھیں اسکی اس گھر سے اور سب سے مشکل اسکے لئے اپنا کمرا چھوڑنا تھا.....

اسنے کبھی اپنا کمرہ نہیں بدلہ تھا بچپن سے ہی وہ اس کمرے میں رہا تھا اس کمرے میں اسکی اپنی الگ دنیا بستی ہے،،،

اس کمرے میں اصل شافع رہتا ہے وہ کمرا شافع کو پہچانتا ہے وہ کس طرح وہاں سے جا پائے گا؟ اگر آخری وقت میں وہاں سے جاتے ہوئے اسکے قدم لڑکھڑا گئے تو؟

اگر اسکے لئے وہاں سے جانا مشکل ہو گیا تو؟ کیا تیمور وارثی اسے اتنی آسانی سے وہاں سے جانے دیں گے اور تہمینہ بیگم وہ کیسے رہیں گیں شافع کے بغیر وہ تو اس گھر میں شافع کے دم سے ہیں شافع انھے کیسے چھوڑ دے گا.....

وسوسوں کا انبار جب اسکے دماغ کی نسوں پر دباؤ ڈالنے لگا تو اسنے کراہتے ہوئے سر جھٹکا.....

زایان نے پریشانی سے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہوا تم ٹھیک ہو.....

شافع نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا.....

پانی کا گلاس رکھ کر وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولا ایک دو دن میں شفٹ ہو جاؤں گا صرف سامان ہی تو شفٹ کرنا ہے.....

کھانا سرو کر دیا گیا تھا،،،،

زایان کھانا شروع کرتے ہوئے محتاط انداز میں بولا گھر میں سب کو بتا دیا کیا تم نے ؟؟؟؟

شافع جو کھانا شروع کر رہا تھا اسکا ہاتھ رک گیا.....

سانس کھینچ کر چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا.....

نہیں آج جا کر بتا دوں گا اور پلیز اب گھر سے متعلق کوئی بات مت کرو میں ڈسٹرب ہو رہا ہو.....

زایان اسکی کیفیات کو سمجھ رہا تھا اسلئے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا تم کھانا کھاؤ.....

ڈنر سے واپسی پر زایان نے ڈرائیو کرتے ہوئے نور کو کال کی اسنے دو دفعہ کال کی لیکن نہیں اٹھائی گئی.....

اسنے کچھ دیر بعد دوبارہ کال کی تو کال اٹھالی گئی.....

ہیلو.....! نور کی آواز بجھی بجھی تھی.... زایان اپنی دھن میں بولا ٹھیک ہے بھئی ٹھیک ہے لوگ اب ہمیں بھول گئے ہیں مجال ہے جو کبھی خود سے حال احوال پوچھ لیں کے بندہ زندہ ہے یا مر گیا.....

نور دوسری طرف سے کچھ نہیں بولی خاموش رہی تو زایان نے اسے دوبارہ مخاطب کیا سن رہی ہو؟؟؟

ہاں سن رہی ہوں کوئی کام تھا؟؟؟

زایان کو اچانک اسکی آواز کچھ بدلی بدلی لگی.....

تمھاری آواز کو کیا ہو گیا رو کر بیٹھی ہو کیا؟

نور فوراً سے بولی نہیں بس ذرا گلا خراب ہے اسلئے آواز ایسی ہو رہی ہے.....

زایان اسٹیئرنگ ویل گھماتے ہوئے بولا اوہ اچھا وہ تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے ایک کام کرو.....

کسی کو بولو کے بیلن لے کر تمھارے گلے پر ایسے پھیرے جیسے روٹیاں بیلتے ہیں اور ذرا زور سے ایسے کرے دیکھنا دو منٹ میں گلے کا درد ٹھیک ہو جائے گا....th 20 Episode part_3#

زایان نے بول کر قہقہہ لگایا تھا اسے لگا تھا کہ نور ہنسے گی نہ سہی لیکن اس پر غصہ تو کرے گی لیکن نور نے کوئی ردے عمل ظاہر نہیں کیا.....

زایان کو لگا شاید وہ غصے میں نہیں بول رہی اسلئے اسنے بات کا پہلو بدل دیا میں کل ہو سکتا ہے یونی آؤں تم آؤ گی نا؟؟؟

نور اپنے ناخنوں پر نظر ڈالتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی پتا نہیں میں آؤں گی یا نہیں ہو سکتا ہے کے نہیں آؤں.....

زایان کو حیرت ہوئی کیوں نہیں آؤ گی تمھاری طبیعت زیادہ خراب ہے کیا؟

نور خلا میں دیکھتے ہوئے بولی ہاں شاید.....

زایان اسے تنگ کرنے کے لئے بولا دیکھو ذرا کیسا زمانہ آگیا ہے دوسروں کو بیمار کرنے والے اب خود بیمار پڑنے لگے ہیں قیامت کی نشانیاں ہیں.....

نور بس ہلکا سا مسکرا دی اور کچھ نہیں کہا.....

اچھا تمھے ایک بات بتاتا ہوں شافع نے نیا گھر لیا ہے.....

نور گردن ہلاتے ہوئے بولی اچھا میری طرف سے مبارکباد دینا اسے.....

ہاں وہ تو میں دے دوں گا تم یہ بتاؤ اگر اسنے پارٹی رکھی اور تمھے بلایا تو تم آؤ گی...؟

نور نے عام سے لہجے میں کہا،،، نہیں میں نہیں آؤں گی.....

زایان دانت نکال کر بولا تو وہ کونسا تمھے بلائے گا، بول کر اسنے خود ہی قہقہہ لگایا.....

نور نے اسکی بات پر غصہ نہیں کیا اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر بولی "مجھے یہ بھی پتا ہے"

اچھا تم یہ سب چھوڑو مجھے یہ بتاؤ تم یونی کب آؤ گی تم نے جو کتاب مانگی تھی وہ مجھے مل گئی ہے میں لے کر آؤں گا.....

نور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا مجھے نہیں پتا میں کب آؤں گی، اور.....

اور پلیز زایان مجھے فون مت کیا کرو.....

نور نے کال کاٹ دی.....

زایان کو حیرت ہوئی اسے حیرت اس بات پر نہیں ہوئی تھی کہ نور کہا مجھے کال مت کیا کرو یہ تو وہ ہر وقت ہی کہتی تھی.....

اسے حیرت نور کی آواز پر اور اسکے اس جملے پر ہوئی تھی کہ مجھے نہیں پتا کہ میں کب آؤں گی یونی.....

آئے نور بیڈ پر لیٹی بے آواز آنسوں بہا رہی تھی باہر ارمینہ بیگم اور صدیقی صاحب بلند آواز میں ایک دوسرے سے مخاطب تھے.....

صدیقی صاحب وہ آپ سے کچھ نہیں مانگ رہی وہ وہیں شادی کرے گی جہاں آپ کہیں گے لیکن کم سے کم اسے پڑھائی مکمل کرنے کی تو مہلت دے دیں.....

صدیقی صاحب غصے میں بولے تو کہا تو ہے کے شادی کے بعد امریکہ چلی جائے گی پھر وہاں جا کر پڑھ لے جتنا پڑھنا ہے اب میں پڑھائی کے چکر میں اتنا اچھا رشتہ تو نہیں گنوا سکتا نا.....

ارمینہ بیگم کے آنسوں نکلنا شروع ہو گئے تھے.....

آپ اسکے باپ ہوتے ہوئے سوتیلوں والا رویہ کیوں اختیار کر رہے ہیں.....

ہماری ایک ہی بیٹی ہے اسکا رشتہ بھی آپ نے اتنی دور طے کر دیا، میری بچی اتنی دور اکیلے کیسے رہے گی وہ تو جانتی بھی نہیں ہے ان لوگوں کو یوں انجان لوگوں میں.....

صدیقی صاحب انکی بات کاٹتے ہوئے بولے میں جانتا ہوں انھے اچھے لوگ ہیں اور پھر لڑکے کا گھر بار بزنس سب امریکہ میں ہے تو وہ وہیں لے کر جائے گا نہ سال میں ملوانے لاتا رہے گا مائیں تو چاہتی ہیں کہ انکی بیٹیوں کے رشتے اچھی اونچی جگہوں پر ہوں اور ایک تم ہو.....

ارمینہ بیگم بولی لیکن کوئی ماں اپنی بیٹی کی شادی زبردستی نہیں ہونے دیتی اور آپ اسکی شادی زبردستی اور اتنی دور کر رہے ہیں میری بیٹی کیسے رہے گی، اسے کچھ وقت دے دیں تاکہ وہ ان لوگوں کو جان، سمجھ لے گی؟؟؟؟

صدیقی صاحب تیش میں آ گئے بیٹیاں بیاہنے کے لئے ہی ہوتی ہیں بیٹیوں کو رخصت ہی ہونا ہوتا ہے ایک دن پھر چاہے وہ بیاہ کے دور جائیں یا قریب رہیں جانا تو انھوں نے ہوتا ہے....

پاس صرف بیٹے رہتے ہیں جو ماں باپ کا سہارا بنتے ہیں.....

ارمینہ بیگم سن ہو کر رہ گئیں...

صدیقی صاحب انھے گھورتے ہوئے کمرے میں جانے کے لئے مڑے.....

کیا گارنٹی ہے کہ اگر آپکا بیٹا ہوتا تو وہ آپکا وفادار ہوتا آپکا سہارا بنتا....

صدیقی صاحب ارمینہ بیگم کو دیکھنے لگے.....

ہو سکتا ہے آپکا بیٹا بھی ایک دن آپکو اور مجھے کسی یتیم کھانے میں چھوڑ آتا پھر آپ اپنے بیٹے کا کیا کرتے ؟؟

ارمینہ بیگم کے الفاظ چابک کے طرح صدیقی صاحب کو لگے تھے اب گنگ ہونے کی باری انکی تھی.....

ارمینہ آگے آتے ہوئے بولیں آج جس بیٹی کے ساتھ آپ ایسا سلوک کر رہے ہیں نہ دیکھ لئے گا جب آپ بڑھاپے کی دھلیز پر لڑکھڑا رہے ہونگے

تب یہی بیٹی آپ کا سہارا بنے گی، اسلئے اتنا ہی بوئیں جتنا کاٹ سکیں کہیں کل کو ایسا نہ ہو کے اپنی بیٹی سے ہی نظریں ملانے کے قابل نہ رہیں.....

صدیقی صاحب نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں....

پھر چیختے ہوئے بولے تم حد سے زیادہ بول رہی ہو ارمینہ تمھے کیا لگتا ہے کہ میں اسکے لئے کچھ برا سوچ رہا ہوں ؟؟؟

کیا بیٹیوں کی شادی کرنا غلط ہے....

ارمینہ بیگم انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولیں نہیں لیکن "بیٹیوں کی قدر نہ کرنا غلط ہے"

ارمینہ بیگم اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے کمرے میں چلی گئیں.....

صدیقی صاحب کچھ دیر وہیں کھڑے رہے پھر غصے میں گھر سے باہر چلے

شافع گھر میں داخل ہوا لاؤنج میں کوئی بھی نہیں تھا اسنے تیمور صاحب کے کمرے میں جانے کا سوچا اور انکے کمرے کی طرف بڑھ گیا.....

اسنے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے تہمینہ بیگم کی آواز آئی آجاؤ شافع دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اندر تیمور صاحب نہیں تھے.....

تہمینہ بیگم نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا شافع آؤ میرے بیٹے دروازے پر کیوں کھڑے ہو.....

شافع انکے کمرے میں بہت کم ہی آتا تھا اسلئے انھے حیرت بھی ہوئی....

شافع انکے سامنے بیڈ پر آکر بیٹھ گیا.....

تہمینہ بیگم نے اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا آج یہاں کا رخ کیسے کر لیا.....

شافع ادھر ادھر نظریں گھماتا ہوا بولا بابا کہاں ہیں؟؟؟

انکی کوئی ضروری کال آگئی تھی وہ بات کرتے کرتے لاؤنج میں چلے گئے.....

شافع نیچے نظریں جھکاتے ہوئے بولا اچھا....

پھر تہمینہ بیگم کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا ایک بات کرنی تھی....

تہمینہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں ہاں کہو.....

شافع انکا ہاتھ پکڑ کر سہلاتا رہا.....

میں نے گھر لیا ہے ماما.... تہمینہ بیگم کا خوشی کے مارے چہرہ کھل گیا.....ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھی ہے بات ہے اللہ تمھے اور ڈھیروں کامیابیاں دیں....

وہ لاکھوں دعاؤں سے شافع کو نوازنے لگیں.... شافع سپاٹ چہرہ لئے زمین پر نظریں جمائے بیٹھا رہا....

میں یہ گھر چھوڑ کر جا رہا ہوں ماما.....

تہمینہ بیگم جو خوشی سے لگاتار بولی جا رہی تھیں انھے اچانک چپکی لگ گئی.....

شافع نے نظریں اٹھا کر انکی آنکھوں میں دیکھا میں یہ گھر چھوڑ کر اپنے گھر میں شفٹ ہو رہا ہوں.....

تہمینہ بیگم کو حیرت کا جھٹکا لگا وہ شافع کا چہرہ تھامتے ہوئے بولیں یہ تم کیا بول رہے ہو بیٹا گھر چھوڑ رہے ہو لیکن کیوں اپنا گھر کون چھوڑتا ہے تم نے گھر لیا ہے اچھی بات ہے لیکن یہ تم کیا بول رہے ہو.....

شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا یہ بابا کا گھر ہے ماما اور اب میں انکا گھر چھوڑ کر اپنے گھر میں، شفٹ ہو رہا ہوں.....

تہمینہ بیگم رونا شروع ہو گئیں یہ تم کیا کہہ رہے ہو بیٹا تم کیوں یوں اچانک گھر چھوڑنے کی بات کر رہے

میں اور تمھارے بابا تمھارے بغیر کیسے رہیں گے وہ روہانسی ہو رہیں تھی....

شافع ہنسا بابا رہ لیں گے،،، پھر تہمینہ بیگم کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولا آپ میرے ساتھ چلیں وہ آپکا اپنا گھر ہو گا وہاں صرف آپ اور میں رہیں گے....

تہمینہ بیگم نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولیں میں تمھارے بابا کو چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہوں تم بھی مت جاؤ بیٹا لڑائی جھگڑے تو ہر گھر میں چلتے رہتے ہیں، تم مت جاؤ بیٹا وہ رو رہیں تھیں.....

شافع اپنی گردن مزید جھکاتے ہوئے بولا میں پہلے ہی بہت مشکل میں ہوں مامایوں رو کر میرے لئے اور مشکلیں مت بڑھائیں مجھے ایک نہ ایک دن اس گھر سے چلے ہی جانا تھا، آپ بس میرے لئے دعا کریں کے اللہ میرے لئے آسانیاں پیدا کرے اور میری زندگی میں سکون آجائے، پلیز مجھے روکئے گا مت.....

آپ مجھے یہ بتائیں آپ میرے ساتھ چلیں گی؟؟؟

تہمینہ بیگم نے اپنے آنسوں پوچھتے ہوئے کہا ایسے مرحلوں پر اگر اولاد اور شوہر میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا جائے تو عورت شوہر کو چنتی ہے اور میں بھی وہی کروں گی.....

میں تمھارے بابا کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی لیکن میری دعائیں تمھارے ساتھ ہیں ہمیشہ تم جہاں رہو خوش رہو.....

شافع نے مسکراتے ہوئے انکے چہرا تھام لیا مجھے پتا تھا آپ بابا کو چھوڑ کر میرے ساتھ نہیں جائیں گی اور مجھے یہ بھی پتا ہے آپ میرے بغیر بھی نہیں رہ پائیں گی....

تہمینہ بیگم پھر سے روہانسی ہونے لگیں تو شافع انکے آنسوں پونچھتے ہوئے بولا میں آپ کے پاس آتا رہوں گا اور جس دن میں نہ آؤں آپ آجایئے گا.....

تہمینہ بیگم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسکے سر پر پیار کیا....

شافع خود بھی روہانسی ہو رہا تھا اسنے خود کو قابو کرتے ہوئے کھڑے ہو کر کہا اب میں جا رہا ہوں مجھے اپنی پیکنگ بھی کرنی ہے میں کل اپنا سارا سامان بھیج دوں گا اور خود بھی پرسوں تک شفٹ ہو جاؤں گا.....

آپ بابا کو بتا دیئے گا

کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا تو کمرے کا تھوڑا سا دروازہ کھلا ہوا تھا باہر تیمور صاحب کھڑے تھے....

شافع دروازہ کھول کر باہر نکلا انکے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ وہ سب باتیں سن چکے ہیں انکی آنکھوں میں غصہ یا دہشت نہیں تھی انکی آنکھوں میں نمی تھی شافع کو اپنی آنکھوں کا دھوکا لگا

تیمور صاحب شافع کو کھڑے دیکھتے رہے شافع نے ان پر ایک نظر ڈالی اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا.....

آئے نور اپنے کمرے میں بیٹھی تھی ارمینہ بیگم اسکے کمرے میں داخل ہوئیں....

ایک ڈبہ اور لفافہ اسکی طرف سے بڑھایا....

نور نے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا یہ کیا ہے....؟

مٹھائی اور لڑکے کی تصویر نور نے آنکھیں پھیر لیں تو ارمینہ بیگم بھیگے لہجے میں بولیں

مبارک ہو نور "تمھارا نکاح طے ہو گیا" اس جمعے کو تمھارا نکاح ہے....

نور کو لگا اسکے کانوں میں کسی نے سیسہ پگھلا دیا ہے.....

نکاح؟؟؟ وہ بھی اس جمعے ؟

ارمینہ بیگم اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولیں ہاں.....,

لڑکے کا بزنس نیا ہے اسے جلد واپس جانا ہے اسلئے وہ لوگ نکاح جلد اور سادگی سے کرنا چاہتے ہیں.....

نور کھڑے ہوتے ہوئے بولی ماما یہ کیا بول رہی ہیں میں بابا سے اور وقت مانگ رہی تھی اور انھوں نے اسی جمعے میرا نکاح کروانے کی سوچ لی.....

ارمینہ بیگم اسکا بازو تھامتے ہوئے بولیں

اب تم اسی کو اللہ کی رزا سمجھو، سمجھ لو کے تمھارے نصیب میں آگے پڑھنا لکھا ہی نہیں تھا.....

نور نے غصے سے انکا ہاتھ جھٹکا اور چیختے ہوئے بولی کیسے سمجھ لوں بابا اسطرح اچانک میری شادی کیسے کر سکتے ہیں ماما میں کہیں بھاگی تو نہیں جا رہی پھر یوں.....

کیا بابا کو اس بات کا ڈر ہے کے کہیں میں گھر سے نا بھاگ جاؤں لیکن آپ انھے جا کر بتا دیں اگر انھوں نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں بھاگوں گی تو نہیں لیکن یہ گھر چھوڑ کر ضرور چلی جاؤں گی....

اسکی آواز اتنی بلند تھی کہ باہر تک گئی تھی صدیقی صاحب غصے سے دھڑ کر کے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے آئے نور سہم گئی....

ارمینہ بیگم فوراً نور کے سامنے آئیں ورنہ صدیوں صاحب کا نور پر ہاتھ اٹھ جاتا.....

صدیقی صاحب دھاڑے آخر کون ہے جس کے دم پر تم اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہی ہو گھر چھوڑ کر کس کے پاس جاؤ گی آخر تم کون ہے جو تمھے رکھ لے گا ہاں.....؟

کیا تم نے کوئی اور سہارہ ڈھونڈ لیا ہے تبھی تم شادی سے انکار کر رہی.....

نور روتے ہوئے انکے سامنے آئی ایسا کچھ نہیں ہے بابا ایسا کچھ نہیں ہے.....

انکے آگے گڑگڑاتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولی بابا آپ جہاں کہیں گے میں شادی کر لوں گی لیکن اتنی جلدی نہیں مجھے کچھ وقت دے دیں.....

صدیقی صاحب انگلی اٹھا کر بولے اس جمعے کی رات تمھارا نکاح ہے، اور میں کوئی فضول حرکت برداشت نہیں کروں گا یاد رکھنا.....

وہ جانے لگے تو نور بے تحاشہ روتے ہوئے زمین پر ڈھیتے ہوئے بولی بابا پلیز ایسا مت کریں بابا

بابا میں اپنی جان دے دوں گی پلیز یہ نکاح ابھی مت کریں اسکے آنسوؤں کا صدیقی صاحب پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ اسکی طرف دیکھے بغیر کمرے سے نکل گئے.....

آئے نور زمین پر بیٹھی رو رہی تھی اسے اپنے پیچھے ارمینہ بیگم کی لمبی لمبی سانسیں لینے کی آواز آئی آئے نور نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا....

ارمینہ بیگم کی طبیعت خراب ہو رہی تھی نور فوراً اٹھ کر انکے پاس گئی ماما....

ماما کیا ہوا آپ کو.....؟ارمینہ بیگم ہارٹ پیشنٹ تھیں انکی حالت بگڑتی دیکھ کر نور کے ہاتھ پیر پھولنے لگے.....

نور نے پاس رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر ارمینہ بیگم کے لبوں سے لگایا انھوں نے چند گھونٹ لے کر گلاس ا

ہٹادیا.....

نور نے انھے بیڈ پر لٹایا.....نور گھبرائی ہوئی تھی آپ،،،،آپ رکیں ماما میں بابا سے کہتی ہوں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے ہیں....

نور جانے لگی تو ارمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا نہیں ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں.....

نور کے لگاتار آنسوں نکل رہے تھے وہ انکے پاس بیٹھتے ہوئے بولی کیسے ضرورت ہے آپکی طبیعیت خراب ہو رہی ہے.....

ارمینہ بیگم نور کا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے بولیں مجھے معاف کر دینا میری بچی میں تمھارے لئے کبھی کچھ نہیں کر سکی وہ زاروں قطار نور کا ہاتھ تھام کر رو رہیں تھیں.....

ماما آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہے اپنے تو کچھ نہیں کیا ہے آپ نے تو ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے.....

لیکن میں پھر بھی کبھی تمھارے لئے کچھ نہیں کر سکی تمھے تمھارے باپ کے قریب نہیں کر سکی تمھے تمھارے حصے کی خوشیاں نہیں دلا سکی مجھے معاف کر دینے....

نور نے اپنے آنسوں صاف کئے کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اسکے آنسوں دیکھ کر زیادہ پریشان ہو رہیں ہیں....

نور انکا ہاتھ پکڑ کر بولی آپ ایسا کچھ مت سوچیں ماما اور آپ بالکل پریشان مت ہوں....

بابا میری شادی کروانا چاہتے ہیں میں کر لوں گی وہ اس جمعے کو چاہتے ہیں میں اسی جمعے کو کروں گی پھر انھے مجھ سے کوئی شکوہ نہیں رہے گا، اور انھے احساس ہو جائے گا انکی بیٹی انکا مان رکھنے والی ہے.....

وہ جتنے اعتماد سے کہہ رہی تھی الفاظ اتنے ہی ٹوٹ رہے تھے.....

ارمینہ بیگم نے بھیگی نظروں سے اسکی طرف دیکھا.....

"میں شادی کے لئے تیار ہوں"

نور کو اپنی آواز کھائی میں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی.....

نور نے سختی سے ہونٹ بھینچے لیکن پھر بھی ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا.....

اسنے اپنا سر ارمینہ بیگم کے ہاتھ پر رکھ دیا....

آپ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا....

الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے ارمینہ بیگم نے دوسرا ہاتھ اسکے سر پر رکھا.....
نور نے سختی سے ہونٹ بھینچے وہ اپنی آواز کو روکنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن
جب برداشت نہیں ہوا تو فوراً وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔۔۔۔۔
کمرے سے نکلتے ہی وہ باتھ روم میں گھس گئی.....
اور اسکی بے آواز چیخیں سسکیوں میں تبدیل ہو گئیں....
وہ بیسن کو تھام کر سر جھکائے روئے چلی جا رہی تھی جب کھڑے رہنے کی ساکت ختم
ہو گئی تو وہیں نڈھال سی بیٹھ گئی....
خلا میں دیکھتے ہوئے اسنے اپنی زندگی کو ایک اسکرین کی طرح اپنی آنکھوں کے سامنے چلتا
دیکھا وہ کھوجنا چاہ رہی تھی کہ کوئی تو ایسی خوشی ہو جو مکمل مل گئی ہو
لیکن اسے ایسی کوئی خوشی نہیں ملی لیکن ہاں اسکی زندگی میں خوشی کے کچھ پل آئے تھے
یونیورسٹی کے دنوں میں وہ خوش رہنے لگی تھی ہر چیز مکمل سی لگنے لگی تھی لیکن وہ خوشی
بھی اس سے چھن گئی....
وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.... سب ختم ہو گیا،،، ہر خواب ٹوٹ
گیا،،، ہر خوشی ادھوری رہ گئی... وہ بول بول کر روئے چلی جا رہی تھی
لیکن روتی بھی کب تک نا جانے کتنی دیر وہ وہاں بیٹھی روتی رہی تھی

آنکھیں لال انگارہ ہو کر سوج گئیں....

پھر اچانک اسنے دوپٹے سے آنکھیں رگڑیں اور کھڑی ہو گئی...

نل کھول کر اسنے بے تحاشہ اپنے منہ پر پانی ڈالا پھر بیسن کو تھامی کھڑی رہی....

کچھ دیر بعد اسنے اپنی گردن اٹھا کر شیشے کی طرف دیکھا.....

اب میں نہیں روؤں گی اگر بابا میرا نکاح کروانا چاہتے ہیں میں کر لوں گی....

لیکن میں اب اپنی وجہ سے ماما کو بابا کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہونے دوں گی....

اب میں اپنے آنسوؤں سے انھے پریشان نہیں کروں گی...

اسکے آنسوں گال پر بہہ کر پانی میں مل رہے تھے...

نور نے دونوں گالوں پر سے آنسوں رگڑ کر صاف کئے اور پھر چہرے پر پانی ڈالا اور شیشے میں دیکھے بغیر باہر نکل گئی...

شافع اپنے کمرے میں بیٹھا پیکنگ کر رہا تھا کپڑے اور جوتے وغیرہ اسنے پیک کر لئے تھے

اب وہ اپنی کتابیں ایک کاٹن میں ڈال رہا تھا.....

وہ بہت سست رفتاری سے یہ کام کر رہا تھا، جیسے اسکے ہاتھوں میں جان ہی نہ ہو....

کتابیں ایک کاٹن میں ڈالنے کے بعد وہ دیوار پر لگی تصویریں اور وہ پینٹنگ اتارنے لگا جو وہ خود لایا تھا....

وہ بار بار اپنی پلکھوں کو زور زور سے جھپک رہا تھا شاید آنکھوں میں دھندلاہٹ آرہی تھی.....

رات بھر جاگ کے اسنے اپنا سارا سامان کپڑے، جوتے، پرفیوم، پینٹنگ، کتابیں اور دوسری ضروری چیزیں پیک کرلی تھیں وہ صرف وہ سب لے کر جارہا تھا جو وہ خود سے لایا تھا.....

وہ یہ کام دو تین دن لگا کر بھی کر سکتا تھا لیکن وہ جلد سے جلد وہاں سے جانا چاہتا تھا لیکن اسے بہت مشکل ہو رہی تھی....

صبح ہوتے ہی اسنے ڈرائیور کے ہاتھ اپنا سامان بھجوانا شروع کر دیا تھا.....

وہ اپنی کتابوں کا کاٹن لے کر نکل رہا تھا جب تیمور صاحب اسے کمرے کے باہر کھڑے ہوئے ملے.....

وہ آگے بڑھنے لگا تو تیمور صاحب بولے کیا ہمیں چھوڑ کر جانے کی اتنی جلدی ہے کہ ایک دن میں ہی ساری تیاری کرلی....

ڈرائیور سامان لینے اوپر آیا تو شافع نے کاٹن اسے تھما دیا اور خود تیمور صاحب کی طرف مڑا

اسنے کچھ کہنے کے بجائے صرف گردن اثبات میں ہلائی....

تیمور صاحب اسے بغور دیکھتے ہوئے بولے....

کیوں کر رہے ہو یہ سب؟ شافع نے انھے دیکھ کر کندھے اچکا کر کہا کیا سب؟؟

یہ گھر چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو؟؟؟ شافع ٹھہر کر بولا سکون کے لئے.....

تو کیا وہاں تمھے اکیلے سکون مل جائے گا؟

شافع کندھے اچکا کر بولا شاید.....

یعنی تمھے اس بات کا بھی نہیں پتا کہ جہاں تم سکون کی تلاش میں جا رہے ہو وہاں تمھے

سکون ملے گا بھی یا نہیں.....

شافع نے نظریں اٹھا کر انھے دیکھا.... آپ میری فکر مت کریں اگر اب اگر میں سمندر

میں بھی ڈوب رہا ہوں گا نہ تو آپکو نہیں پکاروں گا....

شافع بول کر جانے لگا تو تیمور صاحب بے بسی سے بولے تم مجھ سے اتنے بد دل کیوں

ہوں تم جانتے ہو میں نے کچھ بھی جان پوچھ کر نہیں کیا تھا....

شافع کے قدم رک گئے، شافع نے مڑ کر انھے حیرت سے دیکھا اگر آپ یہ سوال بہت

سال پہلے کر لیتے تو شاید آج آپکو میری بد دلی کا سامنا نہ کرنا پڑتا.....

تیمور صاحب آگے بڑھ کر بولے جو ہوا جانے انجانے میں ہوا تم سب بھول کیوں نہیں جاتے؟؟؟

شافع پیچھے ہوتے ہوئے بولا بھول نا آسان نہیں ہے اور دل بدل نہ میرے اختیار میں نہیں ہے....

شافع تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے چلا گیا.....

تیمور صاحب وہیں کھڑے رہ گئے.....

شافع نے نیچے آکر ڈرائیور سے اپنے کمرے میں موجود سارا پیک ہوا سامان اسکے آپارٹمنٹ میں پہنچانے کا کہا اور خود آفس چلا گیا....

زایان آفس میں بیٹھا کانوں میں ہینڈ فری ڈالے انگلش گانے سن رہا تھا وہ کرسی سے ٹیک لگا کر ٹیبل پر ٹانگیں ٹکا کر آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا....

وہ گانے کی تھوڑی سی لائن سنتا اور پھر کہتا

"واہ واہ واہ کیا بات ہے کیا کہنے ہیں واہ"

حالانکہ وہ انگلش گانا سن رہا تھا لیکن تبصرے ایسے کر رہا تھا جیسے کوئی کلاسیکل غزل سن رہا ہو....

وہ گانا سن کر ہاتھ لہرا لہرا کر واہ کیا کہنے، واہ کیا کہنے کئے جا رہا تھا

آفس کی ایک ورکر دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئی... اسنے زایان کو اسطرح دیکھ کر آواز لگائی سر...! لیکن زایان نے کہاں سننا تھا وہ تو آنکھیں بند کئے ہاتھ لہرائے کہے جا رہا تھا

"I'm drowning" "I'm drowning"

واہ واہ کیا کہنے.....

سامنے کھڑی امپلائی نے ہنسی دبانے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا اور دروازہ بجا کر زور سے بولی زایان سر...

زایان کو آواز محسوس ہوئی تو فوراً آنکھیں کھول کر دیکھا سامنے کھڑی لڑکی اپنی ہنسی روکنے کی پوری کوشش کر رہی تھی

زایان ہکا بکا ہو کر رہ گیا ایک جھٹکے سے اپنی ٹانگیں ٹیبل کے نیچے کیں اور کانوں سے ہینڈ فری نکال کر موبائل سائڈ پر رکھا کالر ٹھیک کرتے ہوئے ایک شرمندہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

جی سارہ بولیں کوئی کام تھا؟؟؟

وہ لڑکی ہنسی دباتے ہوئے آگے آکر بولی جی سر اس فائل پر آپ کے سائن چاہیے تھے اور یہ بتانا تھا کہ....

اپنے جوای میل کرنے بولا تھا وہ کر دی ہے....

زایان نے فائل پر سائن کرتے ہوئے کہا اچھا ٹھیک ہے گڈ...

زایان نے مسکراتے ہوئے فائل اس لڑکی کی طرف بڑھادی وہ شکریہ کر کے جانے لگی تو زایان نے اسے روک کر شرمندگی سے کہا....

یہ سب جو ابھی آپ نے دیکھا یہ باہر کسی کو مت بتائے گا... وہ لڑکی ہنستے ہوئے بولی جی سر کسی کو نہیں بتاؤں گی۔۔۔۔زایان اسے تنبیہہ کرتے ہوئے بولا اور شافع کو تو بالکل نہیں... وہ لڑکی بھی مسکراتے ہوئے بولی جی سر انکو بھی نہیں بتاؤں گی....

ٹھیک ہے آپ جائیں... وہ چلی گئی تو زایان نے سر پر ہاتھ مارا....

شافع آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا فون بجا اسنے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا.....

سر آپ سے کوئی ملنے آیا ہے، دوسری طرف سے آواز آئی،،، شافع نے مصروف سے انداز میں کہا اچھا کون..؟

سر کوئی جرنلسٹ ہے بہت بڑے چینل کے لئے کام کرتی ہیں لیکن وہ اپنا نام نہیں بتا رہیں....

شافع نے کام چھوڑ کر پین ہونٹوں تلے رکھا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا اچھا ٹھیک ہے اندر بھیج دو انھے.....

ریسیور رکھ کر شافع اپنے کام میں مصروف ہو گیا..

کچھ دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر ایک لڑکی اندر داخل ہوئی....

شافع کی نظر پہلے اسکے پاؤں پر پڑی اسنے کالے رنگ کے بہت اونچی ہیل والے جوتے پہنے ہوئے تھے....

شافع نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا اور شافع حیرت سے کھڑا ہو گیا...

تاشفہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی اسنے وائٹ جینز پر وائٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی بال کھلے کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس اور ہاتھ میں ایک بریسلٹ اور قیمتی ساپرس....

ہر چیز پرفیکٹ اور قیمتی... تاشفہ مسکراتی ہوئی اسکی ٹیبل کے سامنے آکر رکی...

ہائے.....؟

شافع نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ شافع کو بغور دیکھتے ہوئے بولی کیا تم اپنے آفس میں آئے مہمانوں کو بیٹھنے تک کی دعوت نہیں دیتے.....

شافع نے سر جھٹکا پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی بیٹھ گیا....

تاشفہ کے چہرے سے والہانہ مسکراہٹ ایک منٹ کے لئے نہیں جا رہی تھی....

شافع نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا کہو کیسے آنا ہوا؟ تاشفہ نے اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا میں کافی لوں گی بغیر چینی کے...

شافع آنکھیں گھما کر فون کی طرف بڑھا،،،

ایک کافی لے آئیں

....تاشفہ آگے ہوتے ہوئے بولی تم نہیں پیو گے...؟

شافع نے اسکی بات کو نظر انداز کر کے کہا اب بتاؤ کیا کام تھا؟؟؟

تاشفہ اپنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر آگے جھکتے ہوئے بولی....

میں ایک بہت بڑے نیوز چینل کے لئے کام کر رہی ہوں.... شافع گردن اثبات میں ہلا کر بولا مجھے پتا ہے اور کچھ بتاؤ.....

شافع کو اسکے یونیورسٹی کے ہی دوست نے اسے تاشفہ کے بارے میں بتایا تھا، تاشفہ اپنے باپ کی سفارش پر اس چینل کے ساتھ منسلک ہوئی تھی.....!

تو پھر یہ کہ میں تمھارا انٹرویو لینا چاہتی ہوں.... میرا چینل تمھے اچھا پے کرے گا تمھارے بزنس کو بھی بہت فائدہ ہو گا ہمارے چینل کی وجہ سے.....

شافع نے اسکی بات تحمل سے سنی پھر بولا بس یا اور کوئی بھی آفر ہے؟

تاشفہ مسکراتے ہوئے بولی تم بولو تمھے کیا چاہیے..... شافع نے کرسی سے ٹیک لگا کر پین ہونٹوں تلے دبایا اسکی نظریں تاشفہ کے چہرے پر تھیں.....

میں تمھاری آفر میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں نہیں دینا مجھے انٹرویو....

تاشفہ کی مسکراہٹ ایک سیکنڈ میں غائب ہوئی شافع محفوظ ہوا....

تاشفہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی تم بالکل نہیں بدلے ابھی بھی خود کو خسارے میں رکھنے کا شوق ہے تمھے...

شافع نے اثبات میں گردن ہلائی بالکل ایسا ہی ہے....

تاشفہ چبھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی اگر یہ انٹرویو تمھارے لئے فائدے مند ثابت ہو سکتا ہے تو منا کرنے پر تمھارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے....

شافع نے طنز سے مسکراتے ہوئے بھنویں اٹھائیں اوہ تو تم دھمکی دے رہی ہو؟؟تاشفہ نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی نہیں تنبیہہ کر رہی ہوں....

شافع آگے ہوتے ہوئے بولا آپکے احسان کا شکریہ اب آپ جا سکتی ہیں....

تاشفہ نے بھنویں اٹھا کر اسے گھورا پھر کھڑی ہو گئی.... جانے سے پہلے اسنے اپنی دو انگلیوں سے آنکھوں کی طرف اشارہ کر کے کہا

"میری نظر تم پر رہے گی اب" شافع محفوظ ہوتے ہوئے کندھے اچکا کر بولا یہ تمھاری پرانی عادت ہے کچھ نیا کرو تاشفہ....

تاشفہ ہنسی اب تم بس انتظار کرو شافع وارثی بہت حساب باقی ہیں تم سے.....

کہہ کر وہ بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے باہر چلی گئی....

شافع نے غصے سے سر جھٹکا...

شافع اسی کیفیت میں کرسی سے ٹیک لگائے آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا

زایان اسکے کمرے میں داخل ہوا.....

شافع یہ فائل دیکھو ذرا مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا وہ یہ بولتے ہوئے اندر آیا تھا لیکن شافع کو اسطرح بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھک گیا....

کیا ہو گیا تمھے اسطرح کیوں بیٹھے ہو؟؟؟

شافع سر جھٹک کر بولا کچھ نہیں بس رات بھر سویا نہیں تو تھکن ہو رہی ہو تم دیکھاؤ کیا دیکھا رہے تھے...

زایان فائلیں شافع کی طرف بڑھانے لگا تو پی اون کافی کا کپ لے کر اس کے آفس میں آیا تو شافع نے کافی واپس لیجانے کا کہا....

زایان فوراً بولا ارے وآپس کیوں بھیجوا رہے ہو میں ہوں نہ آپ یہاں رکھ دیں.... پھر زایان نے شافع کو دیکھ کر پوچھا جب پینی نہیں تھی تو منگوائی کیوں ہے کافی؟؟

شافع فائل دیکھتا ہوا بولا اپنے لئے نہیں منگوائی تھی زایان کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے بولا تو کوئی آیا تھا کیا؟؟

شافع نے گردن اٹھا کر زایان کو دیکھا جو کافی پینے میں مصروف تھا

ہاں تاشفہ آئی تھی.... زایان کے منہ سے کافی نکلتے نکلتے بچی....

زایان ٹشو لے کر منہ صاف کر کے بھرپور حیرت کا مظاہرہ کر کے بولا تاشفہ آئی تھی لیکن کیوں؟؟؟

شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا،،،اپنے چینل کے لئے انٹرویو لینا چاہ رہی تھی میرا....

زایان کو تجسس ہوا اچھا پھر تم دو گے انٹرویو...؟

شافع نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا نہیں بالکل بھی نہیں زایان کو حیرت ہوئی لیکن وہ بہت بڑا چینل ہے ہمارے خلاف کچھ الٹا بھی بول سکتے ہیں.....

شافع سر جھٹک کر بولا مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے جب ہم کچھ غلط نہیں کر رہے تو کوئی ہمیں غلط کیسے بول سکتا ہے....

زایان نے کندھے اچکا دیئے اچھا چلو چھوڑو....

پھر وہ دونوں فائل ڈسکس کرنے لگ گئے.....

آئے نور کمرے میں بیٹھی بیڈ پر پڑے سامان کو دیکھ رہی تھی.....اسکے سسرال سے نکاح کا جوڑا اور زیور وغیرہ آیا تھا.....

نور نے نکاح کے جوڑے پر ہاتھ پھیرا لال رنگ کا شرارہ اور ساتھ نکاح کی چنری بھی تھی...

ماضی کی کچھ یادیں اسکی آنکھوں میں گھوم گئیں....

نور اور ارمینہ بیگم مارکیٹ میں تھے ارمینہ بیگم ایک شرارے کی طرف دیکھ کر نور سے بولیں نور تمھاری جب شادی ہو گی نہ ہم لڑکے والوں سے لال رنگ کا ہی جوڑا دینے کو کہیں گے دلہن پر تو لال رنگ ہی سجتا ہے....

نور منہ بنا کر بولی نہیں ماما مجھے نہیں پسند لال رنگ کے جوڑے میں اپنے نکاح پر سفید رنگ کا جوڑا پہنوں گی ہاں اسکے اوپر چنری لال ہی لوں گی....

اچانک سے دروازہ کھولا تو نور کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ گیا.....

ارمینہ بیگم کو دیکھ کر نور مسکرائی ماما آیئے نہ نور نے اپنے سامنے سے چیزیں اٹھا کر سائڈ پر رکھیں....

ارمینہ بیگم اسکے سامنے آکر بیٹھیں نور ان سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھی کیونکہ نور کی آنکھوں میں نمی تھی.....

ارمینہ بیگم نے ایک نظر جوڑے کی طرف دیکھا پھر گال پر ہاتھ رکھ کر سہلاتے ہوئے بولیں

اپنے نکاح کا جوڑا دیکھ لیا تم نے نور نے اثبات میں سر ہلا دیا حالانکہ جوڑا ویسے کا ویسی پیک تھا....

ارمینہ بیگم نے اسکے چہرے پر سے ہاتھ ہٹا کے اسکے دونوں ہاتھ تھام لئے.....

نور جب اللہ ہمیں کچھ اچھا دینے والا ہوتا ہے نہ تو اس سے پہلے بہت سی مشکلات اور پریشانیاں آتی ہیں کچھ لوگ ان مشکلات اور پریشانی سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں اور کچھ

لوگ ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے بیٹا یہ نیا رشتہ تمھارے لئے بھی بہت سی خوشیاں لا رہا ہو، ہو سکتا ہے یہ نئ صبح سے پہلے کا اندھیرا ہو.....

نور نے نظریں اٹھا کر انھے دیکھا پھر انکے ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولی.....

ماما اپنے سنا ہے لوگ کہتے ہیں طوفان سے پہلے بہت خاموشی ہوتی ہے اور مجھے یہ خاموشی طوفان سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے.....

ارمینہ بیگم اسے ٹوکتے ہوئے بولیں نہیں بیٹا ایسے نہیں بولتے اللہ پاک تمھاری زندگی میں خوشیاں لائے..... نور انکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی اللہ آپکی زبان مبارک کرے

شافع آفس سے واپس تیمور شاہ ویلا میں آیا وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا.....

کمرے میں گھستے ہی وہ ٹھٹھکا تھا کیونکہ کمرہ روز جیسا دکھتا تھا ویسا نہیں تھا آج وہ کمرہ شافع کی چیزوں سے خالی تھا ہر چیز جیسے ادھوری تھی...

شافع چھوٹے چھوٹے قدم لیتے ہوئے آگے بڑھا اپنے آگے پیچھے اسے اپنے بچپن سے جوانی تک کے منظر دیکھائی دینے لگے کہیں وہ کھیل رہا تھا، کہیں وہ دوڑ رہا تھا کہیں وہ بیڈ پر سر ٹکائے رو رہا تھا....

شافع کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہوا جہاں سے لان نظر آرہا تھا.....

کہیں لان میں وہ چھوٹا سا شافع پھول لگا رہا تھا، کہیں شافع فوارے کے ارد گرد گھوم کر اپنی ماما کو اپنے پیچھے بھگا رہا تھا....

شافع ڈریسنگ کے سامنے آیا ڈریسنگ خالی تھی اسنے خالی ڈریسنگ پر ہاتھ پھیرا وہ روز یہاں کھڑا تیار ہوتا تھا کیا یہ کمرہ بھی اسے یاد کرے گا.....؟

شافع نے نظریں اٹھا کر شیشے کی طرف دیکھا اسکا چہرے آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور اسے پتا بھی نہیں چلا شافع نے فوراً اپنا چہرا صاف کیا.....

پھر شیشے کی طرف دیکھ کر پر اعتماد انداز میں سانس کھینچا اسنے کمرے پر ایک نظر دوڑائی ڈرائیور اسکا سارا سامان لے گیا تھا صرف اسکا گٹار وہاں پڑا ہوا تھا....

شافع نے اپنا گٹار کندھے پر ڈالا آگے بڑھنے کے لئے قدم بڑھائے اسے اپنا ایک ایک قدم من بھر کا لگا.....

دروازے پر پہنچ کر اسنے پورے کمرے پر نظر گھمائی وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا کہ اسے رونا آرہا تھا....

وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتا تھا....رونا بھی کیوں نہ آتا اپنا گھر چھوڑنا آسان بات تو نہیں ہوتی.....

جب اسے لگا کے اسکی آنکھوں میں نمی آرہی ہے تو اسنے اپنی شرٹ کی آستین سے آنکھیں رگڑیں اور دوبارہ کمرے پر نظر ڈالے بغیر تیزی سے دروازہ بند کر کے نیچے چلا گیا....

وہ نیچے اترا تو تہمینہ بیگم اور تیمور صاحب لاؤنج میں بیٹھے تھے.....

اسے اسطرح دیکھ کر وہ دونوں اٹھ گئے وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ وہ کل تک جائے گا.....

کہاں جارہے ہو بیٹا؟؟ تہمینہ بیگم بولیں شافع انکے قریب آکر بولا اپنے گھر جارہا ہوں ماما جلدی سے دعاؤں کے ساتھ رخصت کر دیں

تہمینہ بیگم فوراً بولیں لیکن بیٹا تم نے تو کہا تھا کہ تم کل جاؤ گے پھر آج کیوں جارہے ہو بیٹا، وہ روہانسی ہو گئیں تھی....

شافع انھے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا آج جاؤں یا کل کیا فرق پڑتا ہے بس آپ روئے گا مت میں آتا رہوں گا ملنے.....

اسکے کہنے کے باوجود وہ رودی تھیں مت جاؤ بیٹا تم یہیں رہو ہمارے ساتھ بیٹا.....

شافع کا خود کا دل پھٹ رہا تھا شافع ضبط سے مسکرا کر بولا یہ ممکن نہیں ہے ماما....

پھر انکا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر مسکراتے ہوئے بولا روئیں مت بس مجھے ڈھیر ساری دعائیں دے کر رخصت کریں..... تہمینہ بیگم زار و قطار روتے ہوئے اسے دعاؤں سے نوازنے لگیں...

شافع سیدھا ہوا تو ایک نظر تیمور صاحب پر ڈالی انکے چہرے پر کل والا کوئی تاثر نہیں تھا ہاں لیکن چہرہ تھوڑا بجھا ہوا ضرور تھا.....

شافع اپنے جوتوں کو دیکھتے ہوئے بولا جا رہا ہوں اور آپکی دی ہوئی چیزوں میں سے کچھ نہیں لے کر جا رہا.... شافع نے طنز کیا لیکن تیمور صاحب نے اسکی بات کو نظر انداز کر کے کہا کھانا لگ گیا ہے کھانا کھا کر نہیں جاؤ گے ؟

شافع نے ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ انکی طرف دیکھا اور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں اب اور رک نہیں پاؤں گا....

تیمور صاحب نے اسے گلے لگانے کے لئے اپنے ہاتھ ہلکے سے اٹھائے تھے لیکن شافع انھے نظر انداز کر کے بولا اب چلتا ہوں خدا حافظ....

شافع نے تہمینہ بیگم کے سر پر پیار کیا اور انھے روتا ہوا چھوڑ کر باہر نکل گیا....

گٹار پیچھے والی سیٹ پر ڈال کر شافع نے تیمور ویلا پر ایک نظر گھمائی..... پورے گھر کو وہ جیسے آخری بار نظروں میں قید کر رہا تھا.....

پھر نظریں جھکا کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا...

گاڑی باہر لے جاتے ہوئے وہ بیک ویو مرر سے گھر کو جب تک دیکھتا رہا جب تک مرر پر سے گھر نہیں ہٹ گیا.....

ارحام ٹیلیفون کے پاس کریڈل ہاتھ میں لئے بیٹھی تھی..... کسی کو نمبر ملانا تھا لیکن جیسے ہی ملانے لگتی دل زوروں کا دھڑکنا شروع ہو جاتا....

ہمت کر کے اسنے نمبر ملا ہی دیا دوسری بیل پر کال اٹھالی گئی....

دوسری طرف سے کسی نے ہیلو کہا ارحام کے بے اختیار آنسوں نکلے ارحام نے سختی سے منہ پر ہاتھ رکھا،،، دوسری طرف سے کوئی پوچھ رہا تھا کہ کون بات کر رہا ہے....

جب کوئی جواب نہیں ملا تو کال کاٹ دی گئی....

ارحام کا دل چاہا وہ دوبارہ یہ آواز سنے اسنے تین سال پہلے یہ آواز آخری بار سنی تھی اور اس تین سال کے عرصے میں یہ آواز اسکے دل و دماغ پر قابض رہی تھی....

اسنے دوبارہ والہانہ انداز میں نمبر ملایا،،،

دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی....

ہیلو کون ؟؟؟ارحام نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ لیا.....

دوسری طرف سے مخاطب شخص شاید ڈرائیو کر رہا تھا اس لئے گاڑیوں کا شور بھی آرہا تھا دیکھیں آپ جو بھی ہیں اگر بات نہیں کرنی تو فون کیوں کیا ہے،انسان مصروف ہوتا ہے.... یہ بول کر دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی.....

ارحام فون رکھ کر تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگی....

بیڈ پر آکر لیٹ گئی اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا.... آنسوں تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے.... اسکی آواز بالکل ویسی ہی ہے جیسے پہلے تھی اسکا لہجہ ،اسکا بولنے کا انداز.... وہ والہانہ انداز میں کہہ رہی تھی.... پھر اٹھ کر شیشے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے بولی اگر میں اسکی بات کا جواب دیتی تو کیا وہ مجھے ایک آواز میں پہچان لیتا؟

پیچھے سے اسکے تصور نے اس پر طنز کیا پہچانا انھے جاتا ہے جن سے محبت ہوتی ہے اور تم سے وہ محبت نہیں کرتا ورنہ صرف سانسوں سے پہچان لیتا.....

ارحام نے بے یقینی سے خود کو شیشے میں دیکھا اسنے اپنے آنسوں صاف کئے لیکن آنسوں دوبارہ نکل گئے اسنے پھر صاف کئے لیکن آنسوں رک ہی نہیں رہے تھے جب ضبط کی ساری ترکیبیں ضائع گئیں تو وہ خود کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی.....

شافع نے اپنے نئے گھر میں قدم رکھا وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگا.....

گٹار اسنے لاؤنج کے صوفے پر رکھا اور کچن کی طرف چلا گیا.....

آتے ہوئے وہ دودھ اور کافی لیتا آیا تھا کیونکہ اسکے بغیر وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا.....

اپنے لئے ایک کپ کافی بنا کر وہ دائیں جانب کا گلاس ڈور کھول کر باہر آ گیا....

تازہ ہوا نے جب چہرے کو چھوا تو اسے اندر تک سکون اترتا ہوا محسوس ہوا.....

شافع اسٹول لے کر ہاتھ میں کپ لئے دیوار سے ٹیک لگا کر سمندر کے دل منہ لینے والے منظر کو دیکھنے لگا اسے ہمیشہ سمندر دیکھ کر سکون ملتا تھا اسنے اس گھر کو ترجیح بھی اس وجہ سے زیادہ دی تھی کیونکہ یہاں سے سمندر قریب تھا لیکن یہ منظر بھی اسے سکون نہیں بخش رہا تھا اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔

وہ اسی طرح ہاتھ میں دھواں اڑتی کافی کا کپ لئے بیٹھا تھا جب ڈور بیل بجی....

وہ ٹھٹکا اس وقت یہاں کون آ سکتا ہے یہ سوچتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھا جیسے ہی دروازہ کھولا چھ، سات غبارے چہرے کے سامنے کئے زایان کھڑا تھا،،،

شافع کے دروازہ کھولنے پر فوراً بولا سرپرائز.....

شافع کو حیرت ہوئی زایان تم اس وقت ؟

زایان اندر آتے ہوئے بولا سوچا تو میں نے یہ تھا کہ پہلے میں یہاں آؤں اور تمھارا ویلکم کروں لیکن پھر میں بزی ہو گیا تو آ نہیں سکا....

شافع مسکراتے ہوئے بولا کوئی بات نہیں اب آ گئے نہ اچھا کیا..... شافع زایان کے لائے ہوئے شاپر کی طرف اشارہ کر کے بولا اس میں کیا ہے ؟؟ زایان غبارے شوپیز کے اسٹینڈ سے باندھ رہا تھا.... یہ ؟ یہ میں اپنے لئے پیزا لایا ہوں تم ایک پیس کھا سکتے ہو اور ساتھ میں پیسٹری بھی ہیں....

شافع اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر چیک کرنے لگا تو زایان نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا کیا ڈھونڈ رہے ہو..؟

شافع زایان کو دیکھتے ہوئے بولا میرا والٹ تمھارے پاس ہے ؟ زایان نے نفی میں سر ہلایا...

تو کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ ہے ؟ زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں بھائی کچھ بھی نہیں ہے....

شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا تو کس کے پیسے چوری کر کے یہ پیزا اور پیسٹری لائے ہو؟؟؟

زایان نے اسے گھورا تو شافع ہنسا،،، میں یہ سب اپنے ذاتی پیسوں سے اپنی محنت کی کمائی سے لے کر آیا ہوں سمجھے تم...

شافع زایان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا مزاق کر رہا ہوں یار

زایان پیزے کا ڈبہ کھول کر بولا کھاؤ یہ میں تمھارے لئے ہی لایا ہوں لیکن تمھارا ساتھ دینے کے لئے کھالوں گا....

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے میری کافی آدھی بچی ہوئی ہے میں بس وہ پیوں گا....

زایان نے شافع کے ہاتھ سے کافی کا کپ لے لیا اور اسے دپٹتے ہوئے بولا چپ کر کے کھاؤ پیسے کھرچ کر کے لایا ہوں تم نے آج لنچ بھی نہیں کیا تھا۔۔۔

شافع کا دل نہیں تھا لیکن زایان کے اصرار پر اسنے ایک پیس کھالیا زایان نے شافع کے حصے کی بچی ہوئی کافی کا ایک گھونٹ لیا اور پھر عجیب سا منہ بنایا....

یار ایک تو یہ تمھے بغیر چینی کی کافی پینے کا پتا نہیں کیا شوق ہے ٹیسٹ لیس بندے ہو تم....

شافع ہنستا ہوا بولا میرے ہاتھ کی بلیک کافی اگر تم نے پی لی تو تم تو الٹیاں کرتے رہو گے یہاں پر...

زایان آنکھیں گھما کر بولا ہاں پتا ہے مجھے ایک بار چھپ کے پی تھی کچھ ایسا ہی حال تھا.....

تم دیکھنا تمھاری بیوی تم سے کبھی خوش نہیں رہے گی....

شافع حیرت سے بولا اس سے میری بیوی کے خوش رہنے یا نہ رہنے کا کیا تعلق ہے ؟

زایان ہاتھ مارتے ہوئے بولا تعلق ہے نہ جب تم اس کے روٹھ جانے پر اچھی چائے یا اچھی کافی بنا کر ہی نہیں پلا سکو گے تو وہ تم سے خوش کیسے رہے گی...؟ شافع ہنس دیا

زایان تھوڑی دیر تک بیٹھا اس سے باتیں کرتا رہا اور پھر چلا گیا.....

زایان چلا گیا تو تہمینہ بیگم کی کال آگئی وہ فون پر زاروں قطار رو رہیں تھیں...

ماما آپ تو ایسے رو رہی ہیں جیسے میں مر گیا ہوں میں کل ہی آپ سے ملنے آجاؤں گا....

انھے سمجھاتے ہوئے شافع نے کال کاٹ دی زایان کے آنے سے جو اسکا دل زرا بہل گیا تھا تہمینہ بیگم کی آواز سن کر وہ پھر بے چین ہو گیا تھا.....

وہ اٹھ کر کمرے میں چلا گیا کمرے کا دروازہ کھول کر اسنے چاروں طرف نظر دوڑائی کمرے میں فرنیچر کے علاوہ کچھ نہ تھا شافع کے سامان کے کارٹن پیک ہوئے رکھے تھے....

آج رات اسے نیند تو آنی نہیں تھی اسنے اپنا سامان سیٹ کرنا شروع کر دیا سب سے پہلے اسنے اپنی ورڈروب سیٹ کی....

پھر پینٹنگ اور تصویروں کا کارٹن کھول کر ایک ایک تصویر اور پینٹنگ صاف کر کے لگانے لگا.....

کارٹن کے نیچے ایک پرانی تصویروں کا البم تھا شافع زمین پر بیٹھ کر وہ البم دیکھنے لگا اس میں شافع کی بچپن کی تصویریں تھیں اسکے ماما، بابا، دادو، چاچو سب تھے،

شافع ایک ایک تصویر پر ہاتھ پھیر کر دیکھ رہا تھا.....

اچانک اسے شدت سے گھر یاد آنے لگا....

اسنے گھٹنوں میں سر دیا اور دونوں ہاتھ سر پر ٹکا کر کسی بچے کی طرح منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔۔

وہ بے اختیار زور زور سے رو رہا تھا.....

گدی پر ہاتھ رکھ کر اسنے سر اٹھایا

ماما.....ماما....وہ چینخ رہا تھا وہ خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا کیونکہ وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا..

وہ پھر چینخا ماں.....

میرے پاس آجائیں پلیز.....

جدائی نے شافع وارثی کو رلا دیا تھا.....

وہ پہلے بھی رو لیتا تھا لیکن اسطرح چیخ کر وہ بچپن میں آخری بار رویا تھا

ناجانے وہ کتنی ہی دیر اسی طرح روتے ہوئے تڑپتا رہا اور جب تھک گیا تو کسی معصوم بچے کی طرح روتے روتے وہیں سو گیا

آئے نور لاؤنج میں بیٹھی تھی دروازے پر بیل بجی وہ اٹھنے ہی والی تھی ارمینہ بیگم چلی گئیں.....

منہا آئی تھی،،، منہا آتے ہی ارمینہ بیگم کے گلے لگی مبارک ہو آنٹی ارمینہ بیگم مسنوعی سا مسکرائیں....

آئے نور حیرت سے کھڑی ہوئی تھی منہا مسکراتے ہوئے آئی اور نور کے گلے لگ گئ

شادی کر رہی ہو اور مجھے خبر تک نہیں ہونی دی؟؟؟

نور نے الگ ہوتے ہوئے پوچھا تم ہے کس نے بتایا؟؟

منہاارمینہ بیگم کی طرف اشارہ کر کے بولی آنٹی نے ورنہ تم نے تو مجھے بتائے بغیر ہی رخصت ہو جانا تھا.....

نور نے خفا ہونے کے انداز میں ارمینہ بیگم کو دیکھا....

انھوں نے آگے آتے ہوئے کہا منہااب تم آگئی ہو نہ نور کا دل لگ جائے گا ورنہ نور اداس ہو رہی تھی....

منہا آئے نور کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولی ارے آنٹی اب میں آگئی ہوں نہ دیکھیں میں کیسی رونق لگاتی ہوں کہیں سے لگ رہا ہے کہ یہ شادی کا گھر ہے دو دن بعد شادی ہے اور سب ایسے منہ لٹکائے بیٹھے ہیں...

آنٹی آپ ڈھولک کا انتظام کروایں ڈھولکی کریں گے.....

نور کے منا کرنے سے پہلے ہی ارمینہ بیگم بولیں نہیں بیٹا ڈھولکی نہیں اسکے بابا کو یہ سب شور شرابا کرنا ذرا پسند نہیں ہے....

اور ویسے بھی نکاح سادگی سے ہی ہو گا....

منہا منہ بناتے ہوئے بولی ارے آنٹی یہ کیسی شادی ہے....

ارمینہ بیگم بس پھیکا سا مسکرا کر وہاں سے چلی گئیں...

منہا آئے نور کی طرف مڑی اور خفا ہوتے ہوئے بولی یار تم تو بڑی چھپی رستم ہو اچانک شادی کا پلین بنالیا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہونے دی.....

آئے نور نظریں جھکاتے ہوئے بولی ایسا کچھ نہیں ہے سب کچھ بس جلدی میں طے ہوا....

منہا پھر شرارت سے نور کو کوئی مارتے ہوئے بولی یہ تو بتاؤ جی جو کیسے ہیں؟ کون ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟؟؟

نور اسکی طرف دیکھ کر بولی بابا کے جاننے والے ہیں.....

پھر کندھے اچکا کر بولی کیسے ہیں یہ مجھے نہیں پتا.... منہا نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا کیا مطلب تم نے دیکھا نہیں کیا؟؟؟ نور خلا میں دیکھتے ہوئے بولی تصویر دی تھی ماما نے میں نے بس ایک نظر دیکھا.....

منہا پھر شرارت سے بولی تو وہ پہلی نظر میں کیسے لگے؟؟

نور کندھے اچکا کر بولی جیسے سارے مرد ہوتے ہیں.....

تو تمھے اُن میں کچھ خاص نہیں لگا؟؟؟

میں انھے جانتی نہیں ہوں تو کیسے کہہ دوں کے ان میں کیا خاص ہے...

منہانے کوفت سے آنکھیں گھمائیں اوففف نور.....اچھا یہ بتاؤ تمھارا سسرال کہاں ہے....

منہااس سے لگاتار باتیں کر رہی تھی اسکے موبائل استعمال کرنے میں اچانک کمی آگئی تھی.....

نور چڑ کر بولی ابھی نکاح نہیں ہوا سسرال تو مت بولو.... پھر نور دھیمے لہجے میں بولی میں امریکہ چلی جاؤں گی شادی کے بعد....

منہا کی حیرت سے آنکھیں پھٹیں کیا تم سچ کہہ رہی ہوں نور نے خلا میں دیکھتے ہوئے ویران چہرے سے اثبات میں گردن ہلائی۔۔۔۔

منہا والہانہ انداز میں اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی واہ بھئی بہت بڑی جگہ ہاتھ مارا ہے.....

نور نے بھنویں اٹھا کر اسے دیکھا رشتہ بابا نے طے کیا ہے.....

منہا سیدھی ہوتے ہوئے بولی ہاں ہاں میرا مطلب تھا اچھی جگہ پر رشتہ ہوا ہے، خوش رہو گی.....

منہااور بھی اس سے نا جانے کیا کیا پوچھتی رہی اور آئے نور گردن جھکائے بجھے ہوئے لہجے میں اسکا جواب دیتی رہی.....

آئے نور اسکے سامنے کھڑی رو رہی تھی.....

وہ جتنا آگے بڑھ کر اسکے پاس جانا چاہ رہا تھا وہ اتنا ہی خود بہ خود اس سے دور ہو رہی تھی.....

وہ اسے آواز لگا رہا تھا اسکا ہاتھ تھامنا چاہ رہا تھا لیکن وہ دور ہوتی چلی جا رہی تھی.....

نور.....اچانک شافع اسکا نام لے کر چیخ اٹھا شافع نے اٹھ کر اپنے آگے پیچھے دیکھا جگہ انجان تھی کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی....

اسنے نظریں گھما کر ادھر ادھر دیکھا اسے یاد آیا وہ اپنے نئے گھر میں ہے وہ رات میں زمین پر ہی سو گیا تھا....

اسنے اپنے دل پر ہاتھ رکھا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا، سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں، اسنے گھڑی کی طرف دیکھا صبح کے چھ بج رہے تھے...

اسنے بالوں پر ہاتھ پھیرا یہ سب کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ وہ بڑبڑایا....

میں رات کو ماما کو یاد کر کے روتے ہوئے یہاں سو گیا تھا،،، اسے خواب یاد آیا نور.....

نور رو رہی تھی وہ وہ....میرے خواب میں آئی آخر کیوں.....

سب کچھ سوچ کر اسکا دماغ گھوم رہا تھا اسنے زور سے بیڈ کے کونے پر ہاتھ مارا....

اچانک ہی اسکا دل گھبرانے لگا وہ جلدی سے اٹھا اور ساری کھڑکیاں کھول دیں، وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا کہ اسے اس وقت نور کی فکر ہو رہی تھی اسے اسکی شدت سے یاد آ رہی تھی.....

وہ اس کی خیریت معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن کیسے ؟اچانک اسکے ذہن میں زایان کا خیال آیا وہ فوراً والہانہ انداز میں موبائل کی طرف دوڑا.....

موبائل مل جانے پر اسنے تیزی سے زایان کا نمبر ملایا بیل جانے لگی....

اگر زایان نے پوچھ لیا کہ اتنی صبح تمھے نور کا خیال کیوں آیا تو تم کیا کہو گے شافع وارثی؟؟؟

اسنے فوراً کال کاٹ دی....اور زور سے موبائل بیڈ پر پھینکا.....

وہ دونوں ہاتھوں میں سر دے کر کراہیاں آآآآآآآآ..... یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ ایک خواب تھا بس آ گیا میں اسکے لئے کیوں پریشان ہو رہا ہوں وہ ٹھیک ہو گی.....

اسنے لمبی لمبی سانسیں لے کر خود کو ان سوچوں میں سے نکالنا چاہا جب کامیاب نہیں ہوا تو پاس پڑا گلدان اٹھا کر دیوار پر دے مارا.....

اور بڑے بڑے ڈگ بھرتے ہوئے باتھ روم کی طرف چلا گیا.....

کچھ دیر بعد جب وہ نکلا تو کچھ پر سکون لگ رہا تھا دماغ پر پانی پڑنے سے دماغ ٹھنڈا بھی ہوا تھا.....

ابھی سات بھی نہیں بجے تھے اور وہ آج آفس بھی نہیں جانا چاہتا تھا اسکی ہلکی بھوری آنکھیں کافی حد تک سوجی ہوئی تھیں.....

شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اسنے اپنے گیلے بالوں پر برش پھیرا....

اسکی کتابوں کے تین کاٹن ابھی بھی پیک رکھے تھے باقی سب چیزیں وہ تقریباً سیٹ کر چکا تھا.....

مڑ کر اسنے کمرے پر ایک نظر دوڑائی....

گلدان ٹوٹا ہوا نیچے بکھرا پڑا تھا نیچے بیٹھ کر وہ ٹکرے سمیٹنے لگا.....

پھر کچن کی طرف آیا اسے شدت سے کافی کی طلب ہو رہی تھی....

لیکن وہ کافی بنانے نہیں کھڑا ہوا کیونکہ اگر وہ رکتا تو منفی سوچیں پھر اسے گھیر لیتیں....

اسلئے اپنا موبائل لے کر وہ گھر سے باہر آ گیا....

وہ پیدل ہی چل رہا تھا نیا گھر، نیا ماحول، نئے راستے وہ اپنے آپارٹمنٹ سے باہر نکلا سامنے سے اس سے کچھ زیادہ عمر کا ایک شخص جاگنگ کرتا آ رہا تھا شافع کے پاس آ کر رکا....

ہائے،، شافع نے انکی طرف دیکھا میں آپکے برابر والے آپارٹمنٹ میں رہتا ہوں....

شافع نے ان سے ہاتھ ملایا انھوں نے اپنا تعارف کروایا شافع اپنا نام بتانے ہی لگا تھا اسکے بتانے سے پہلے ہی وہ بول پڑے...

شافع وارثی رائٹ؟ شافع نے مسکراتے ہوئے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟

وہ مسکراتے ہوئے بولے آپکو کون نہیں جانتا میں بھی بزنس کرتا ہوں....

شافع نے مسکرا کر گردن ہلائی...

آپ اکیلے شفٹ ہوئے ہیں یا آپکی فیملی بھی؟

نہیں میں اکیلا ہی ہوں....

انھوں نے مسکراتے ہوئے الوداع کے لئے شافع سے ہاتھ ملایا وہ اچھا اپ سے مل کر خوشی ہوئی کبھی آئے گا ہمارے گھر اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو ضرور بتائے گا.....

شافع نے بھی مسکراتے ہوئے ان سے ہاتھ ملا کر الوداع کلمات کہے اور آگے بڑھ گیا.....

کچھ آگے پہنچ کر اسے ایک چائے کا کیبن دیکھا اس وقت کوئی کیفے کھلا ہونا تو مشکل تھا اسلئے اسنے وہیں سے چائے پینے کا ارادہ کیا...

ایک چائے کے کپ کا بول کر وہ پاس رکھی بینچ پر بیٹھ گیا....

اسنے موبائل نکال کر تہمینہ بیگم کو کال ملائی کال اٹھالی گئی...

وہ والہانہ انداز میں اسکا حال احوال پوچھ رہی تھیں....

شافع انھے تسلی دلانے لگا چائے والے نے چائے کا کپ لا کر شافع کو دیا شافع نے بینچ پر کپ رکھ دیا۔۔۔۔

صاحب آپکو کچھ اور چاہیے؟

شافع نے نفی میں گردن ہلائی.... شافع فون پر بات کرتے ہوئے بولا نہیں ماما آج آفس نہیں جاؤں گا کچھ چیزیں سیٹ کرنی رہ گیئں ہیں...

تہمینہ بیگم اسے گھر آنے کا کہہ رہی تھیں جبکہ شافع کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن وہ انھے پھر بھی تسلی دلانے لگا

کچھ دیر بات کر کے اسنے کال کاٹ دی...

اور چائے کا کپ اٹھا کر خلا میں دیکھتے ہوئے چائے پینے لگا...

منہانے آئے نور کے گھر پر ڈیرہ ڈال لیا تھا شادی میں صرف ایک ہی دن بچا تھا کچھ قریبی رشتے دار بھی گھر پر موجود تھے....

نور تم مہندی کہاں سے لگوا رہی ہو؟؟؟

نور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی کہیں سے نہیں...

منہا نے اچھنبے سے پوچھا کہیں سے نہیں کیا مطلب؟

مطلب یہ کے مجھے نہیں لگوانی...

منہا نے منہ بنایا اور ارمینہ بیگم کو آواز لگادی آنٹی نور کو دیکھیں مہندی لگوانے سے منا کر رہی ہے بھلا ایسی بھی کوئی دلہن ہوتی ہے جو مہندی نہ لگوائے....

ارمینہ بیگم نے بے بسی سے نور کی طرف دیکھا نور اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی....

بیٹا اسکا دل نہیں ہے رہنے دو مہندی....

منہا اپنا فون اٹھاتے ہوئے بولی ارے آنٹی کیسے رہنے دیں شادی تو ایک بار ہی ہوتی ہے میں ایک لڑکی کو جانتی ہوں وہ بہت اچھی مہندی لگاتی ہے میں اسے بلا لیتی ہوں.....

نور کے لاکھ منا کرنے کے باوجود بھی منہا نے مہندی والی کو فون کر دیا....

پھر فون رکھتے ہوئے بولی بس ابھی تھوڑی دیر میں ہی آرہی ہے پھر تمھارے ان خوبصورت سے ہاتھوں میں مہندی سجی ہو گی.....

آئے نور اسکے ہاتھوں میں سے اپنے ہاتھ نکال کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی.....

نور کمرے میں آکر گھٹنوں کے گرد بازو پھیلا کر سر گھٹنوں میں چھپائے بیٹھ گئی، اسنے پیلا سوٹ پہن رکھا تھا باقاعدہ مائیو نہیں رکھی گئی تھی.....

صرف ایک دن بعد وہ کسی اور کی ہو جائے گی اپنے گھر سے اپنے ماں باپ سے اپنے ملک سے بہت دور چلی جائے گی....

انجان شخص، انجان لوگ، انجان دنیا.....

سب کچھ انجان تھا جو اپنے تھے انھے وہ پیچھے چھوڑ کر جا رہی تھی....

کسی کا نام اسکے نام کے ساتھ جڑنے والا اسکا ہنسنا، رونا، جینا اب کسی ایک انجان شخص سے منصوب ہو رہا تھا....

وہ اسی طرح گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی....ایک لڑکی نے دروازہ کھٹکھٹا کر کہا مہندی والی آگئی ہے آپ باہر آجائیں....

نور نے بس اچھا کہہ دیا اور اسی طرح بیٹھی رہی باہر نہیں گئی....

جب وہ باہر نہیں آئی تو کچھ دیر بعد منہا اس لڑکی کو اندر ہی لے کر آگئی....

وہ مہندی والی لڑکی نور کے سامنے بیٹھی....

نور نے اپنا ہاتھ آگے نہیں کیا تو اسنے نور کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا ہاتھ آگے کریں اپنا....

نور نے آہستہ سے اپنے ہاتھ آگے کئے اسنے محسوس کیا اسکے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی....

لیکن حیرت کی بات یہ تھی اسکی آنکھیں خشک تھیں اسے تو اس وقت چینخ چینخ کر رونا چاہیے تھا لیکن،،،،،،

لیکن اس وقت اسے بالکل رونا نہیں آرہا تھا شاید اسنے حالات کے ساتھ سمجھوتا کر لیا تھا.....

اسکے ہاتھ پر مہندی کا پہلا پھول بنایا گیا تو ہاتھوں کی کپکپاہٹ بھی خود باخود ختم ہو گئی...

اسنے آنکھیں بند کیں،،،

تو اس انجان شخص کے نام کی مہندی بھی اسکے ہاتھوں میں لگ ہی گئی....اب رہا نکاح تو اس میں بھی ایک ہی دن بچا ہے...

پھر کون جانے کے کس کا دل کس کے لئے دھڑکتا ہے اور کس کے لئے اظہارِ محبت مشکل ہے.....

شافع گھر لوٹ کر اپنی کتابیں سیٹ کر رہا تھا جب زایان کا فون آیا شافع نے کال اٹھا کر موبائل کان سے لگالیا.....

کہاں ہو یار ؟ ابھی تک آفس نہیں آئے تم..

شافع صوفے سے ٹیک لگاتا ہوا بولا آج نہیں آؤں گا میں سامان سیٹ کر رہا ہوں.....

زایان کچھ سوچتے ہوئے بولا اچھا چلو ٹھیک ہے....

تمھاری کال آئی ہوئی تھی صبح کوئی کام تھا کیا؟؟

شافع کو اپنا خواب یاد آیا....

نہیں میں بس ایسی یہی بتانے کے لئے کال کر رہا تھا کہ میں آج نہیں آؤں گا...

اچھا یار سنو کینیڈا والی پارٹی کچھ مسئلہ کر رہی ہے ہم دونوں میں سے کسی کو کل کینیڈا جانا ہو گا.....

شافع نے سر پر ہاتھ پھیرا کل.....؟ کچھ زیادہ مسئلہ ہے کیا؟؟

زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا ہاں مسئلہ تو زیادہ ہے انکے ہمارے ساتھ پروجیکٹ سائن ہے اب ایسی تو نہیں چھوڑ سکتے....

شافع نے اثبات میں گردن ہلائی میں تو ابھی نہیں جا سکتا تم چلے جاؤ...

زایان چینخا میں دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا میں اکیلے کیسے سب سنبھالوں گا....

ویسے ہی سنبھالو گے جیسے سنبھالتے ہو میں کوئی بہانا نہیں سنوں گا تم ہی جاؤ گے....

زایان کچھ نخرے کرنے لگا لیکن پھر شافع کے اصرار پر مان گیا....

کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد شافع نے اس سے محتاط انداز میں پوچھا زایان تم یونی گئے تھے؟؟

نہیں کافی ٹائم ہو گیا نہیں گیا تمھے کوئی کام تھا؟؟؟

شافع فوراً بولا نہیں نہیں کوئی کام نہیں تھا بس ویسے ہی پھر ٹھہر کر بولا آئے نور سے بات ہوتی ہے تمھاری؟؟

ہاں کچھ دنوں پہلے ہوئی تھی پھر دوبارہ میں نے اسے فون کیا اسکا نمبر بند جا رہا تھا....

شافع نے دوبارہ پوچھا اچھا وہ ٹھیک ہے؟؟

زایان نے کندھے اچکا کر عام سے انداز میں کہا ہاں ٹھیک ہے لیکن تمھے اچانک اسکا خیال کیسے آ گیا.....؟

شافع نے فوراً بات گھمائی نہیں میں بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا....

اس سے پہلے کے زایان اور سوال کرتا شافع نے کام کا بہانا بنا کر فون کاٹ دیا اور زایان نے اسکے انداز پر زیادہ غور بھی نہیں کیا....

کال کاٹ کر شافع نے پیچھے صوفے سے سر ٹکایا شکر ہے وہ ٹھیک ہے، میں خواہ مخواہ میں ایک خواب کی وجہ سے پریشان ہو گیا....

سر جھٹک کے وہ دوبارہ اپنی کتابیں سیٹ کرنے لگا لیکن پھر بھی نور کا خیال اسکے دماغ میں مسلسل تھا.....

منہا اور آئے نور باہر جانے لگیں منہا اپنے پرس میں کچھ تلاش کر رہی تھی دروازے سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر نور منہا سے بولی نور میں نے سونے کی چین پہنی ہوئی تھی وہ شاید اندر ہی رہ گئی ہے تم گاڑی میں چل کر بیٹھو میں لے کر آتی ہوں،،،،

منہا نے گاڑی کی چابی نور کو تھمادی نور نے چادر سے گھونگھٹ کیا ہوا تھا اور ایک ہاتھ سے شرارہ اٹھایا ہوا تھا نور دانت پیس کر بولی تمھے سب کچھ سوسو کر یاد کیوں آتا ہے تمھے پہلے یاد نہیں تھا...

منہا اسکے غصے کو نظر انداز کر کے بولی سامنے ہی گاڑی کھڑی ہے تمھے زیادہ چلنا نہیں پڑے گا تم جا کر بیٹھو میں بس آ رہی ہوں منہا فوراً اپنی چین لینے اندر کی طرف بھاگی.....نور نے غصے سے ہاتھ جھٹکے ایک ہاتھ سے گھونگھٹ تھوڑا اٹھاتے ہوئے اور ایک ہاتھ سے اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے آگے بڑھی وہ دل میں سوچ رہی تھی بھلا کبھی کسی نے ایسی دلہن بھی

دیکھی ہے جو اکیلے گھوم رہی ہو..... نور دروازہ کھول کر باہر آئی پارلر کیونکہ بنگلوں کے بیچ میں بنا تھا اسلئے ہر طرف سناٹا تھا تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک دو گاڑی گزر جاتیں بس اسے خوف آیا، گاڑی سامنے ہی کھڑی تھی نور نے جلدی سے گاڑی کے پاس جانے کے لئے قدم بڑھائے پیچھے سے کسی نے اسے آواز لگائی آئے نور،،،،، نور نے مڑ کر تھوڑا سا گھونگھٹ اٹھا کر دیکھا پارلر والی لڑکی ایک کارڈ اسکی طرف لے کر آئی آئے نور یہ کارڈ آپکا ہے آپ بھول گئیں تھیں.... نور نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں یہ تو آپ منہا کو بھی دے سکتی تھیں وہ اندر ہے آپ پلیز اسے جلدی بھیج دیں..... لڑکی اثبات میں سر ہلا کر اندر چلی گئی..... نور واپس مڑ کر گاڑی کی طرف جانے لگی گاڑی کے پاس پہنچ کر اسنے لاک کھولنے کے لئے چابی لگائی اچانک پیچھے سے کسی نے اسکے منہ پر رومال رکھ کے اسکا منہ بند کیا.... نور کے ہاتھ سے اسکے پرس گر گیا....

ایک گاڑی اسکے پیچھے آکر رکی نور نے خود کو چھڑانے کے لئے مزاحمت کی لیکن اسے اپنی ساری کوششیں بیکار لگیں اسکا دماغ آہستہ آہستہ ماؤف ہو رہا تھا.....

اسے اپنے ہاتھ ڈھیلے پڑتے ہوئے محسوس ہوئے آنکھوں سے آنسوں نکل رہے تھے جس شخص نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا وہ اسے پیچھے کی طرف گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں ڈال رہا تھا نور نے ایک بار پھر مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن غنودی اس پر حاوی

ہونے لگی.....اسکے منہ پر سے ہاتھ ہٹالیا گیانور کے منہ سے بے اختیار نکلا"ماما" بولتے ہی وہ مکمل غنودی کی طرف چلی گئی.....

منہا پارلر سے باہر نکلی اسے لگانور گاڑی میں بیٹھی ہوئی ہو گی... لیکن جب وہ گاڑی کے پاس آئی تو چابی لگی ہوئی تھی گاڑی کے قریب ہی اسے آئے نور کا پرس گرا ہوا دیکھا....اسنے پرس اٹھاتے ہوئے سوچا نور کا پرس یہاں نیچے پڑا ہوا ہے تو نور کہاں گئی کہیں اشعر بھائی آتو نہیں گئے اور گاڑی کہیں اور کھڑی کی ہوئی ہو....وہ موبائل نکال کر اشعر کو فون کرنے لگی تھی لیکن اسی وقت پیچھے سے اشعر کی گاڑی آگئی....اشعر گاڑی سے نکلا منہا نے گاڑی میں نظر ڈالی آئے نور نہیں تھی، منہا نے اجلت سے اشعر کی طرف دیکھ کر پوچھا نور آپکے ساتھ نہیں ہے....

اشعر نے لاتعلقی سے کندھے اچکا کر کہا نور میرے ساتھ کیوں ہو گی وہ تو تمھاری ساتھ تھی نہ،،،،اس لمحے منہا کا دل زور سے دھڑکا تھا..... منہا پریشانی سے بولی اشعر بھائی نور پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے....اشعر حیرت سے بولا کیا مطلب ہے کہ پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے وہ تمھارے ساتھ آئی تھی نہ..... منہا سر ہلاتے ہوئے بولی ہاں میرے ساتھ ہی

آئی تھی ہم گاڑی میں بیٹھنے کے لئے باہر آئے میرا کچھ سامان اندر رہ گیا تھا تو میں نور کو گاڑی میں بیٹھنے کا بول کر اندر اپنا سامان لینے چلی گئی،،،اب میں واپس آئی تو گاڑی کی چابی لگی ہوئی تھی اور یہ اسکا پرس زمین پر گرا ہوا تھا۔۔۔۔

اشعر کے چہرے پر بھی پریشانی چھائی یوں اچانک وہ کہاں جا سکتی ہے ڈھونڈو یہیں کہیں ہو گی.... اشعر اور منہا نور کو آس پاس آوازیں لگا کر ڈھونڈنے لگے منہا نے واپس پارلر میں بھی جا کر دیکھا لیکن نور نہیں تھی،،، منہا نور کے موبائل پر فون کرتی لیکن اسکا موبائل پرس میں ہی تھا،،،انھے نور کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے آدھا گھنٹا گزر گیا تھا لیکن نور کا کچھ پتا نہیں چلا منہا کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے صدیقی صاحب کا فون بھی بار بار آ رہا تھا جو وہ لوگ اٹھا نہیں رہے تھے....

نور کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے آخر تھک ہار کر وہ لوگ گاڑی کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اچانک زوروں سے بارش شروع ہو گئی.... وہ دونوں فوراً گاڑی میں بیٹھے صدیقی صاحب کا فون بھی بار بار آ رہا تھا.... اشعر نے منہا سے کہا انکل کو بتا دیتے ہیں آخر کب تک ہم انھے نہیں بتائیں گے..... منہا نے اثبات میں سر ہلایا اشعر نے صدیقی صاحب کی کال اٹھائی، صدیقی صاحب بولے،،،،،اشعر کہاں رہ گئے ہو تم لوگ دس بجنے والے ہیں لڑکے والے آنے ہی والے ہوں گے انھوں نے کہا تھا وہ جلدی ہی آ جائیں گے اور اوپر سے

بارش بھی شروع ہو گئی ہے آخر تم لوگ کب تک آؤ گے ؟؟؟اشعر خاموش رہا تو صدیقی صاحب بولے ارے بھئی میری بات کا جواب تو دو آواز نہیں آ رہی کیا؟؟؟اشعر کو فون پر بتانا مناسب نہیں لگا تو اسنے بس اتنا کہا انکل ہم بس ابھی آ رہے ہیں اتنا کہہ کر اسنے کال کاٹ دی،،،، کچھ دیر بعد گھر پہنچے تو صدیقی صاحب باہر ہی کھڑے تھے بارش کچھ دیر کے لئے رک گئی تھی... انکی گاڑی رکی اشعر گاڑی سے نکلا دوسری طرف سے منہا نکلی تو صدیقی صاحب غصے سے بولے اتنی دیر کہاں لگا دی تم لوگوں نے تمھے پتا ہے لڑکے والے آ گئے ہیں اور بار بار نور کا پوچھ رہے ہیں....

منہا نے ڈر سے اپنی مٹھیاں بھینچیں کیوں کہ سب کو صفائیاں اسی نے پیش کرنی تھی.... صدیقی صاحب گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے منہا سے بولے اب نور کو باہر بھی نکالو.... اشعر انکے سامنے آیا اور انھے دیکھتے ہوئے بولا نور نہیں مل رہی انکل...

صدیقی صاحب کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو حیرت سے بولے نہیں مل رہی مطلب؟

منہا آگے آتے ہوئے بولی مطلب انکل نور کہیں چلی گئی ہے، منہا نے ساری کہانی انھے سنا دی اشعر نے صدیقی صاحب کا ہاتھ پکڑا وہ لڑکھڑائے تھے.... یہ سب تم لوگ کیا بول رہی ہو وہ اسطرح کہاں جا سکتی ہے.... منہا اپنا دامن صاف کرنے لئے کندھے اچکا کر بولی مجھے بالکل نہیں پتا انکل آئے نور شاید اس شادی سے خوش بھی نہیں تھی تو ہو سکتا

ہے کہ وہ اس وجہ سے چلی گئی ہو.... صدیقی صاحب کو نور کی کہی ہوئی بات یاد آئی "آپ بابا سے کہہ دیئے گا ماما کے اگر انہوں نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی" صدیقی صاحب کی رگیں تن گئیں....,وہ لوگ اوپر آئے تو سب نور کا پوچھنے لگے.....

انھوں نے سب کو تو بہانا کر کے کہہ دیا کہ کچھ دیر میں آرہی ہے۔۔۔۔۔لیکن ارمینہ بیگم کو کمرے میں لیجا کر دبی آواز میں ان پر برس پڑے.... بھاگ گئی ہے تمھاری بیٹی۔۔۔۔ ارمینہ بیگم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟آپ ہوش میں تو ہیں،،، صدیقی صاحب دبی آواز میں دھاڑتے ہوئے بولے وہی بول رہا ہوں جو تمھاری بیٹی نے کیا ہے، ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تمھاری بیٹی نے، صدیقی صاحب سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئے.... ارمینہ بیگم انھے یقین دلاتے ہوئے بولیں نور کہیں نہیں گئی ہو گی آپ پلیز اسے ڈھونڈیں کہیں میری بچی کو کچھ ہو نا گیا ہو.... میں ابھی منہا سے پوچھتی ہوں کے کیا ہوا ہے ارمینہ بیگم بوکھلائی ہوئی باہر جانے لگیں تو صدیقی نے انکا ہاتھ پکڑ کر انھے روکا،،،اب باہر جا کر کونسا تماشہ لگاؤ گی تم سب انتظار میں بیٹھے ہیں کہ نور آئے تو نکاح ہو باہر جا کر تم سب کو کیا بتاؤ گی کہ کہاں چلی گئی ہے تمھاری بیٹی.....

ارمینہ بیگم زار و قطار رونے لگیں آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں، میری بیٹی پتا نہیں کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی،،، موسم بھی اتنا خراب ہے آپ اسکو جا کر ڈھونڈتے کیوں نہیں.... صدیقی صاحب سر پکڑے بیٹھے رہے، پھر ٹھہر ٹھہر کر بولے اگر آج اسکی جگہ میرا بیٹا ہوتا تو کم سے کم مجھے اس بدنامی کا تو ڈر نہیں ہوتا... ارمینہ بیگم نے بے سدھ انداز میں انھے دیکھا.... تو کیا بیٹے بدنامی کا باعث نہیں بنتے؟؟ صدیقی صاحب چنیختے ہوئے بولے نہیں بیٹے بدنامی کا باعث نہیں بنتے بیٹے اگر کسی کا قتل بھی کر دیں تب بھی دنیا اتنی باتیں نہیں بناتی جتنی بیٹی کی ایک غلطی پر بنا لیتی ہے.... بیٹے اگر بھاگ بھی جائیں تو کوئی نہیں پوچھتا لیکن اگر بیٹی بھاگ جائے تو ایک ایک شخص آپکا ہاتھ پکڑ کر طعنوں سے نوازتا ہے.....

"دنیا مرد کا مستقبل دیکھتی ہے اور عورت کا ماضی" ارمینہ بیگم بے سدھ سی بیٹھی تھیں.... دروازے پر دستک ہوئی کوئی خاتون اندر آئیں،،، صدیقی صاحب اتنا وقت ہو گیا آپکی بیٹی کہاں ہے، نکاح خواں انتظار کر رہے ہیں.... صدیقی صاحب نظریں جھکا کر خاموش رہے تو وہ خاتون بولیں کچھ ہوا ہے کیا...؟

نورا ابھی تک نہیں آئی،،، جب صدیقی صاحب کہ طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تو وہ بھنویں اٹھا کر بولیں "کیا آپ کی بیٹی بھاگ گئی ہے"؟ ارمینہ بیگم کو لگا کسی نے انکے سینے

میں چابک گاڑ دیا ہو... ارمینہ بیگم کھڑے ہو کر سختی سے بولیں ایسا کچھ نہیں ہوا میری بچی ایسی نہیں ہے آپ اپنی زبان سنبھال کر بات کریں.....

وہ خاتون تیور چڑھاتے ہوئے بولیں تو پھر کہاں ہے آپکی بیٹی گیارہ بج چکے ہیں ہم کب سے انتظار کر رہے ہیں، لیکن آپکی بیٹی کا کچھ اتا پتا ہی نہیں ہے.... صدیقی صاحب کھڑے ہوئے،،،اور نظریں جھکاتے ہوئے بولے آپ لوگ کچھ دیر انتظار کر لیں.... وہ خاتون ہاتھ اوپر کرتے ہوئے بولیں نہیں صدیقی صاحب ہمیں لگا تھا آپ شریف لوگ ہیں آپکی بیٹی بھی اچھی ہو گی،،، اگر آپکی بیٹی شادی کے لئے تیار نہیں تھی تو آپکو زبردستی نہیں کرنی چاہیے تھی اسکے ساتھ، نتیجا آپ دیکھ رہے ہیں، آپکی بیٹی آپکے منہ پر کالک مل کر چلی گئی ہے، صدیقی صاحب نے ٹیبل کو تھاما،،، معاف کیجئے گا اب ہم یہ شادی نہیں کر سکتے،،، وہ دروازے سے واپس جانے کے لئے پلٹیں تھیں،،،

ارمینہ بیگم دوڑ کر انکے سامنے آئیں اور ہاتھ جوڑتے ہوئے بولیں آپ لوگ ایسا مت کہیں ہماری بیٹی ایسی نہیں ہے، وہ خود سے نہیں گئی ہے ہماری بیٹی ایسی نہیں،،، وہ خاتون ارمینہ بیگم کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولیں ہم شریف لوگ ہیں کسی بھاگی ہوئی لڑکی کو اپنے گھر کی بہو نہیں بنائیں گے.... وہ کہہ کر باہر چلی گئیں،،، ارمینہ بیگم کو اپنے پیروں تلے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ وہیں زمین پر ڈھے گئیں....

صدیقی صاحب انکی طرف دوڑے اور انکا گال تھپتھپا کر ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے ارمینہ ،،، ارمینہ باہر سے اشعر، منہا اور دو تین لوگ بھی اندر آئے ،،،

صدیقی صاحب اور اشعر نے انھے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا منہا انھے ہوش میں لانے کے لئے منہ پر پانی ڈالنے لگی لیکن وہ ہوش میں ہی نہیں آرہی تھیں.... لڑکے والے چلے گئے تو باہر موجود چند مہمانوں کو بھی سنگین نوعیت کا احساس ہوا.... صدیقی صاحب کمرے سے باہر آئے تو سب نے ان پر طرح طرح کے سوالوں کی بوچھار کر دی.... صدیقی صاحب نے بے بسی سے ہاتھ جوڑ کر کہا پلیز آپ لوگ چلے جائیں ابھی... بولتے ہی صدیقی صاحب باہر چلے گئے.... صدیقی صاحب سر پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے، بارش دوبارہ شروع ہو گئی تھی ،،، پیچھے سے اشعر نے آکر انکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔انکل آپ پریشان مت ہوں نور آجائے گی ،،، صدیقی صاحب نے خلا میں دیکھتے ہوئے کہا "اب اگر وہ نہ ہی آئے تو بہتر ہے "اشعر انکا کندھا تھپتھپا کر بولا انکل ایسی باتیں مت کریں، نور اسطرح کہ لڑکی نہیں ہے کہ شادی میں سے بھاگ جائے وہ آپکی بیٹی ہے آپ تو اس پر بھروسہ رکھیں ،،،

صدیقی صاحب گردن نفی میں ہلاتے ہوئے بولے میرے بھروسہ کرنے سے کیا ہو جائے گا، دنیا کی نظروں میں تو وہ گر گئی ہے نہ ،،،

انکل آپ گھر پر ہی رہیں میں نور کو ڈھونڈنے جاتا ہوں، ہو سکتا ہے وہ مل جائے، اگر نہیں ملی تو ہم پولیس میں رپورٹ درج کرادیں گے.... بول کر اشعر وہاں سے چلا گیا اور صدیقی صاحب اپنا سر تھامیں وہیں بیٹھے رہے....

وہ ایک کاٹ کباڑ سے بھرا کمرہ تھا ٹھیک اسکے سر کے اوپر ایک بلب لگا ہوا تھا نہ جانے وہ کتنے گھنٹوں سے وہاں بے ہوش پڑی تھی آہستہ آہستہ اسے ہوش آنے لگا، اسے اپنے سر میں ہلکی ہلکی ٹیسیں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئیں،،، آنکھوں کے سامنے دھندلاہٹ تھی اسنے ہلکے سے اپنا سر جھٹکا تو سامنے کا منظر واضح ہوا ہاتھ اٹھانا چاہا لیکن اسے محسوس ہوا اسکے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں،، نور نے نظریں جھکا کر خود کو دیکھا اسکی چادر نا جانے کہاں گر گئی تھی اور سر کا دوپٹہ بھی آدھے سر پر تھا،،، اسے رسی سے باندھ کے رکھا گیا تھا اچانک سے گرجتے ہوئے بادلوں کی آواز آئی نور نے سختی سے ہونٹ بھینچے شاید بارش ہو رہی تھی،،، اسنے آس پاس نظریں دوڑائیں وہ شاید کوئی پرانا گھر تھا، اسے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کب سے بے ہوش تھی،،، ڈر کے مارے اسکا دل زوروں سے دھڑکا.....

وہ چیخنے والی تھی لیکن اچانک اسے کسی کے قدموں کی اور باتوں کی آواز آئی.... کوئی شخص کسی سے کہہ رہا تھا صاحب ہم تو کب سے لڑکی کو لے کر آ گئے تھے آپ اتنی دیر میں آئے،،، دوسرا شخص شاید اپنی دیر سے آنے کی وجہ بتا رہا تھا آواز واضح نہ تھی.... نور کو انکی آواز سے لگا کے وہ اسی طرف آ رہے ہیں نور کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے اسنے تھوڑا ہل جل کر ہاتھ کھولنے کی کوشش کی لیکن کوشش بے کار گئی اسے اپنی آواز کو قابو میں رکھنا مشکل لگ رہا تھا اسنے سختی سے ہونٹ بھینچ کر اپنی گردن جھکالی..... کوئی کمرے میں داخل ہوا اسے محسوس ہوا تین لوگ ہیں،، نور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے شدت سے دعا کی تھی کہ اگلے پل اسکے ساتھ کچھ غلط ہونے سے پہلے اسے موت آجائے.....

ایک شخص آگے بڑھا نور نے گردن اوپر اٹھائی وہ کوئی پچیس چھبیس سالا لڑکا تھا..... اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی نور بے اختیار روتے ہوئے التجا کر کے بولی پلیز میں چھوڑ دو، پلیز مجھے ہاتھ مت لگانا تمھے اللہ کا واسطہ ہے مجھے جانے دو پلیز نور بے اختیار گڑگڑاتے ہوئے روئے چلی جا رہی تھی اسنے سامنے کھڑے لڑکے کے تاثرات پر غور بھی نہیں کیا.... نور دیکھ کر سامنے کھڑے لڑکے کے چہرے پر حیرت کے سوا کچھ نہیں تھا... نور اسے واسطے دے دے کر بول رہی تھی کہ مجھے جانے دو....

اچانک اس لڑکے کے چہرے پر حیرت کے تاثرات کی جگہ غصے نے لے لی.....وہ لڑکا غصے سے مڑا اور پیچھے کھڑے گنڈے نما شخص کو گردن سے پکڑ کر اسکا سر دیوار پر دے مارا....نور نے گردن اٹھا کر سامنے دیکھا کچھ لمحوں کے لئے اسکے آنسوں رکے تھے، اسے کچھ سمجھ نہیں آیا.....

اس لڑکے نے دوسرے آدمی کو بھی گردن سے پکڑ کر اسکا سر دیوار پر دے مارا اور چیختے ہوئے بولا الو کے پٹھوں یہ تم کس کو اٹھا لائے ہو....وہ دونوں آدمی گھبرائے ہوئے بولے صاحب اپنے جس لڑکی کو کہا تھا اسی کو تو لائے ہیں....نور حیرت سے انھے دیکھنے لگی....وہ لڑکا پاگلوں کی طرح انھے پھر سے مارنے لگا یہ وہ لڑکی نہیں ہے جسے لانے کو کہا تھا.....وہ لڑکا انھے گالیوں سے نواز رہا تھا تم دو ٹکے کے لوگوں سے کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا،،وہ دونوں آدمی تیزی سے پیچھے ہوتے ہوئے بولے صاحب سب لڑکیاں میک اپ میں ایک جیسی لگ رہی تھیں کوئی پہچان میں ہی نہیں آ رہی تھی اور اپنے کہا تھا لڑکی کا نام نور ہے اس لڑکی کا نام بھی نور ہی ہے ایک لڑکی نے باہر آ کے اسکا نام لیا تھا.....وہ لڑکا اپنے سر کے بال غصے میں نوچتے ہوئے بولا تو اگر کسی کا بھی نام نور ہو گا تو اسے اٹھا لاؤ گے اسنے پھر انھے گالی دی؟؟؟نور کو اس لڑکے کا غصہ دیکھ کے دہشت ہو

رہی تھی اسکے دماغ میں اب صرف ایک بات چل رہی تھی اب میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے.....

اس لڑکے نے غصے سے ایک سانس کھینچا اور اپنی پینٹ میں لگی ہوئی گن نکال کر سامنے کھڑے دونوں آدمی پر تانی نور کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں....

تم دونوں اب میرے ہاتھ سے مرو گے جسے اغواہ کرنے کو کہا تھا اسے چھوڑ کر کسی اور کو اٹھالائے ہو بیوقوفوں اتنا وقت گزر گیا اسکا تو کسی اور سے نکاح بھی ہو گیا ہو گا میں تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا.....

وہ دونوں آدمی ہاتھ جوڑتے ہوئے بولے صاحب ہمیں معاف کر دیں غلطی ہو گئی لیکن اپنے جو تصویر دیکھائی تھی اس میں شکل بھی صاف نہیں دکھ رہی تھی،،، پھر اپنے کہا لڑکی دلہن بنی ہوئی ہو گی اب آدھی سے زیادہ دلہنیں تو گھونگھٹ کر کے نکلیں تھیں اور سب نے میک اپ اتنا کیا ہوا تھا کیسے پہچان میں آتیں یہ لڑکی باہر آئی تو پیچھے سے ایک لڑکی نے اسکا نام لے کر پکارا تھا اپنے بھی لڑکی کا نام نور بتایا تھا ہمیں لگا یہی لڑکی ہو گی اسلئے ہم اسے اٹھالائے ہمیں مت ماریں صاحب.....

اس لڑکے نے انکی سنے بغیر انکے پاؤں کی طرف گولی چلائی نور کی چینخ بلند ہوئی.....اس آدمی نے ایک جھٹکے سے پاؤں اٹھالیا تھا ورنہ گولی اسکے پیر پر لگ جاتی....

نور کی چینخھ سن کر اس لڑکے نے نور کی طرف دیکھا نور دھاڑیں مار کر رو رہی تھی....
پلیز آپ مجھے جانے دو تمھے خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دو میرے گھر پر سب میرا انتظار کر رہے ہوں گے میری شادی ہے آج پلیز مجھے جانے دو نور ہچکیوں سے رو رہی تھی.....
بادل دوبارہ گرجے تو نور پھر سے چینخھی,,,,,
اس لڑکے نے نور کی چنیخھ سن کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا پھر سامنے کھڑے دونوں آدمیوں پر خونخوار نظریں ڈالتا ہوا بولا تم دونوں ابھی اپنی شکل گم کرو میں تم دونوں کو بعد میں دیکھتا ہوں وہ دونوں آدمی تیزی سے وہاں سے نکلے.....
وہ لڑکا نور کی طرف مڑا اور آگے بڑھنے لگا نور کی چینخھیں اور بلند ہو گئیں, وہ لڑکا نور کے سامنے رکھی کرسی سیدھی کر کے اس پر بیٹھ گیا گن اسکے ہاتھ میں ہی تھ ☜
نور لگاتار رو رہی تھی وہ لڑکا گن نیچے رکھتے ہوئے بولا میری بات سنو... لیکن نور اسکی سننے کے بجائے اور رونے لگی تو وہ لڑکا سختی سے بولا اپنا یہ رونا بند کر کے میری بات سنو کھا نہیں رہا میں تمھے.... اسنے غصے سے کہا تو نور چپ ہو کر بے آواز آنسوں بہانے لگی..... اس لڑکے نے ضبط سے ایک لمبا سانس کھینچ کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا.... دیکھو میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں یہ لوگ تمھے غلطی سے اٹھا لائے ہیں.... نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اسکے آنسوں رک گئے تھے.... نور نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا غلطی

سے ؟وہ لڑکا نور کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا ہاں غلطی سے... لانا کسی اور کو تھا لیکن یہ لوگ تمھے اٹھا لائے,,,, نور نے بے یقینی سے اسے دیکھا تو تمھاری اس غلطی سے میری زندگی کا کیا ہو گا اسکا کچھ اندازہ ہے تمھے ؟؟؟اس لڑکے نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کھڑے ہو کر نور کی رسی کھولنے لگا دیکھو میں تمھے چھوڑنے کے لئے تیار ہوں تم کہو گی تو میں تمھے راستے میں ڈراپ بھی کر دوں گا...

"تم مجھے گولی مار دو" نور نے بے اختیار کہا اس لڑکے نے حیرت سے نور کی طرف دیکھا.... نور نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تم مجھے گولی مار دو پلیز.... وہ لڑکا حیرت سے بولا پاگل ہو گئی ہو تم میں کوئی سیریل کلر نہیں ہوں میں اُس لڑکی کو بھی کسی مجبوری میں اغواہ کر رہا تھا لیکن غلطی سے تم اغواہ ہو گئیں....

نور چیختے ہوئے بولی تو تمھاری ان غلطیوں میں میرا کیا قصور تھا میری زندگی کیوں بربادی کی طرف موڑ دی،،، میرا زندہ رہنا کا اب کوئی فائدہ نہیں ہو گا تو تم مجھے مار کیوں نہیں دیتے..... نور زور زور سے رو رہی تھی جیسے تم اغواہ کرنا چاہتے تھے اگر میری جگہ وہ ہوتی تو کیا اسے بھی ایسی چھوڑ دیتے؟؟؟ وہ لڑکا نظریں جھکاتا ہوا بولا نہیں میں اس سے نکاح کرنے کے لئے اغواہ کر رہا تھا....

اور اگر وہ تم سے نکاح نہ کرتی تو؟ وہ لڑکا دانت پیستے ہوئے بولا تو میں اسے گولی مار دیتا....۔

نور چیختے ہوئے بولی تو اب بھی تو تم اس سے نکاح نہیں کر سکے تو مجھے گولی مار دو کسی ایک کو تو بخش دو..... نور کے اسطرح رونے سے وہ لڑکا ذچ ہو رہا تھا..... دیکھو میں اسے کیوں اغواہ کر رہا تھا یہ سب تمھے نہیں پتا اسکی اب تک شادی بھی ہو گئی ہو گی اور اسے میں بعد میں دیکھ لوں گا.... تمھارے ساتھ جو ہوا جانے انجانے میں ہوا میں اس سب کے لئے بہت شرمندہ ہوں....

نور دھاڑی تو کیا تمھاری شرمندگی سے میری زندگی پر کچھ اثر پڑے گا کیا کوئی مانے گا کے مجھے کسی نے غلطی سے اغواہ کیا تھا اور ایسے ہی چھوڑ دیا کیا میرے بابا میری طرف نظریں اٹھا کر بھی دیکھیں گے،،،،،، وہ لڑکا خاموش رہا..... نور پھر بولی تم نے تو کہہ دیا کہ غلطی ہو گئی لیکن کیا یہ سب میرے گھر والے مانیں گے کیا تم سب کو جا کر بتاؤ گے کہ یہ سب جانے انجانے میں ہوا.....

وہ لڑکا اپنی گن اٹھا کر نور کی باتوں کو نظر انداز کر کے باہر کی طرف جاتے ہوئے بولا مجھے اب جانا ہو گا رات بہت ہو گئی ہے کیا میں تمھے راستے میں چھوڑ دوں؟؟ نور نے بے یقینی سے اسے دیکھا کیا کوئی کسی کی زندگی برباد کر کے بھی اتنا پر سکون ہو سکتا ہے.....

نور نے اسکی طرف دیکھا اور اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی تم مجھے جانے دو بس..... وہ لڑکا آنکھیں پھاڑ کر بولا تو میں نے کب منا کیا ہے تمھے جانے سے تمھے لگ رہا ہے کے صرف تمھاری زندگی برباد ہوئی ہے، ان دو ٹکے کے آدمیوں کی وجہ سے میری زندگی بھی متاثر ہوئی ہے.....

نور پیچھے ہوتے ہوئے بولی میں کچھ نہیں جانتی بس تم مجھے یہاں سے جانے دو.....اس لڑکے نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا رات بہت ہو گئی ہے بارش بھی ہو رہی ہے میں ویسے ہی اس گڑبڑ کی وجہ سے بہت الجھن کا شکار ہوں تمھے میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تم میرے ساتھ چلو تم جہاں کہو گی میں تمھے وہاں چھوڑ دوں گا..... وہ نور کی طرف آنے لگا تو نور چیخی نہیں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے تم بس مجھے جانے دو....

وہ لڑکا فوراً پیچھے ہوتے ہوئے ہاتھ آگے کر بولا اچھا اچھا ٹھیک ہے تم اکیلے جانا چاہتی ہو چلے جاؤ،،، یہ سب جو ہوا میں بدل نہیں سکتا بس اتنا کہوں گا ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا....

نور نے نفی میں گردن ہلائی اور تیزی سے باہر کی طرف دوڑی اس لڑکے نے پیچھے سے اسے آواز لگائی سنو..... نورر کی نہیں اور تیزی سے باہر کی طرف دوڑی۔۔۔اس لڑکے نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور غصے سے چیختے ہوئے دیوار پر ہاتھ مارا....

آآآآآآآآآآہ یہ سب کیا ہو گیا.....اسکے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ خود بھی اس وقت عزیت میں ہے دھوکا اسکے ساتھ بھی ہوا ہے....

زایان ائیر پورٹ جا رہا تھا اسکا فون بجا شافع کی کال تھی....اسنے مسکراتے ہوئے موبائل کان سے لگا لیا.... مجال ہے جو مجھ سے بات کئے بغیر تم زندہ رہ لو،،،دوسری طرف سے شافع ہنسا ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو،،،زایان ہنستے ہوئے بولا تم ایک بات تو لکھ لو تمھاری بیوی کے لئے میں سوتن ثابت ہوں گا بہت جلے گی وہ مجھ سے،،،،شافع ہنستا ہوا بولا آج کل تمھے ہر بات میں میری اب تک نہ آئی ہوئی بیوی بہت زیادہ یاد نہیں آتی...زایان بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا یاد کیوں نہیں آئے گی تمھاری بیوی آئے گی تب ہی تو میرا نمبر آئے گا نہ....

دونوں ہنس دیئے،،،ایئر پورٹ پر ہو؟شافع نے پوچھا،،،نہیں جا رہا ہوں ابھی،،،شافع نے حیرت سے پوچھا اتنی دیر میں؟ہاں بارش کی وجہ سے فلائیٹ لیٹ ہے تو میں نے سوچا میں بھی دیر سے ہی جاؤں.... تم کہاں ہو؟زایان نے پوچھا،،،شافع کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا میں کیفے میں ہوں....زایان فوراً چیختے ہوئے بولا کیفے میں ہو اتنی

رات میں وہ بھی مجھے چھوڑ کے.... شافع سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا گھر میں دل نہیں لگ رہا تھا اسلئے ادھر آگیا بارش بھی ہو رہی تھی جانے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا اسلئے زیادہ دیر تک رک گیا....

زایان مسکراتے ہوئے بولا تو پھر گھر جانے کا ارادہ ہے یا ساری رات کیفے میں گزارنی ہے؟

شافع ہنسا ہاہاہاہاہاہاہا میں ابھی بس نکل ہی رہا ہوں شافع اٹھ کر پارکنگ کی طرف آگیا۔۔۔ باہر بارش ہو رہی تھی شافع بارش دیکھتے ہوئے بولا چلو تم فون رکھو پہنچ کر مجھے کال کر دینا..... زایان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کال کاٹ دی۔۔۔۔ شافع نے موبائل جیب میں رکھا وہ چھتری بھی ساتھ نہیں لایا تھا.... اوہو اتنی تیز بارش ہو رہی ہے شافع سر پر ہاتھ سے سایا کرتے ہوئے تیزی سے گاڑی کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر جلدی سے لاک کھول کر گاڑی میں بیٹھا.... وہ تھوڑا بہت بھیگ گیا تھا اسنے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا..... اور گاڑی اسٹارٹ کر دی.....

نور بھاگتے ہوئے وہاں سے باہر نکلی اسنے آگے پیچھے دیکھا وہ کوئی کچی بستی تھی..... بارش زوروں سے ہو رہی تھی اچانک بجلی چمکی نور کی چینخھ نکلی اسنے اپنی چینخھ روکنے کے لئے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھا آس پاس کے خاموش ماحول سے اسے خوف آرہا تھا..... کچھ بنا سوچے سمجھے وہ دائیں جانب بھاگی.... ہر طرف سناٹا اور گرجتے بادلوں کا راج تھا.... تھوڑا آگے جا کر وہ بائیں جانب مڑنے لگی لیکن کچھ دور سے اسے دو تین آدمی بیٹھے ہوئے دیکھے نور فوراً پیچھے ہوئی غنیمت یہ تھی کہ انھوں نے اسے نہیں دیکھا تھا.... نور اسی سڑک پر واپس پیچھے کی طرف دوڑی نا جانے وہ کتنی دیر اسی طرح دوڑتے دوڑتے مین روڈ پر پہنچ گئی وہ پوری طرح بارش میں بھیگ چکی تھی دوپٹا کندھے پر اٹکا ہوا تھا ماتھا پٹی اور ایک جھمکا نا جانے کہاں گر گیا تھا ہاتھ کی نا جانے کتنی ہی چوڑیاں ٹوٹ گئیں تھیں.... اسکا سانس پھول رہا تھا بھیگنے کی وجہ سے اسکا لہنگا من بھر کا ہو گیا تھا.... ایک چھت کے سائے تلے وہ آکر کھڑی ہوئی.... وہ اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی کھڑے تک رہنے کی ساکت ختم ہو گئی تھی،،، وہ روتے ہوئے وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی..... اسے خوف آرہا تھا شدید خوف راستے اسے پتا نہیں تھے اور اگر وہ کسی طرح گھر پہنچ بھی جاتی تو صدیقی صاحب کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی....

اسنے زندگی میں کبھی اتنی شدت سے دعا نہیں کی تھی جتنی شدت سے وہ اس وقت اپنی موت کی دعا کر رہی تھی لیکن کبھی کبھی آپکی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں چاہے ان میں کتنی بھی شدت کیوں نہ ہو.... وہ گھٹنے کے بل بیٹھی دھاڑیں مار کر رو رہی تھی.... پھر آسمان کی طرف دیکھ کر حلق کے بل چلائی.... میرے ساتھ یہ سب کیوں ہوا....؟ وہ زار و قطار رو رہی تھی.... تو مجھے موت کیوں نہیں دے دیتا..... وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی.... اسنے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا.... پیچھے سے کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ کون ہو تم....؟ نور ایک جھٹکے سے اٹھ کر مڑی وہ کوئی ادھیڑ عمر کا شخص تھا لیکن نور اس وقت کسی بھی انجان شخص پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی.... اس بڈھے شخص نے پھر پوچھا کون ہو تم.....؟ نور تیزی سے بھاگی.... اس بڈھے شخص نے اسے پیچھے سے آواز دی ارے میری بات سنو لیکن نور اندھا دھن بھاگی.... نور سیدھی سڑک کی طرف بھاگ رہی تھی سڑک کیونکہ خالی تھی اسلئے بائیں جانب کی سڑک سے ایک تیز رفتار گاڑی آ رہی تھی نور بھاگ رہی تھی اچانک وہ بائیں جانب کی سڑک سے آتی گاڑی کے سامنے آ گئی....

اس گاڑی نے ایک جھٹکے سے بریک لگائے.... نور گاڑی پر گری تھی لیکن وقت پر بریک لگنے کی وجہ سے اسے لگی نہیں تھی.... نور زمین پر ڈھے گئی....

گاڑی میں سے ایک شخص تیزی سے نکل کر باہر آیا.... نور زمین پر منہ کے بل گری پڑی تھی.... وہ شخص نور کے پاس آکر گھٹنوں کے بل بیٹھا اور نور کو سیدھا کیا.... بارش کی بوندیں سیدھا نور کے منہ پر گری تھیں... اس نے آنکھیں میچیں....

نور.....! اس شخص نے اسے پکارہ نور نیم بے ہوشی کی طرف جارہی تھی نور نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اس شخص نے نور کو اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا,,, نور نے کپکپاتے لفظوں سے کہا شافع.....!

شافع نے پریشانی سے اسکا چہرہ تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی نور کی آنکھیں کھل بند ہو رہیں تھیں.... وہ دونوں پوری طرح بارش میں بھیگ گئے تھے شافع نے جلدی سے بھاگ کر گاڑی کا دروازہ کھولا... اسکے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی... وہ دوڑ کر نور کی طرف واپس آیا اور اسے سہارہ دے کر کھڑا کرنے لگا.... لیکن نور لڑکھڑا گئی تو شافع نے اسکے گرد اپنے بازو حائل کئے.... نور نے اسکے سینے پر سر رکھ کے اسکی شرٹ سختی سے پکڑ لی تھی.... ایک سیکنڈ کے لئے شافع کو لگا کے انھے کوئی دیکھ رہا ہے لیکن اتنا وقت نہیں تھا کے وہ ادھر ادھر نظریں گھماتا... اسنے نور کو گاڑی میں لا کر بٹھایا، شیشہ چڑھا کر گاڑی کا دروازہ بند کیا اور دوسری طرف سے خود آکر بیٹھا دروازہ بند کر کے وہ نور کی طرف مڑا نور نیم بے ہوش ہو میں کسی کو پکار رہی تھی.... شافع نے اسکا چہرہ تھپتھپایا

اسکے چہرہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا شافع نے پیچھے کی سیٹ سے اپنا کوٹ اٹھا کر اس پر ڈالا.... شافع کی حالت غیر ہو رہی تھی... شافع نے پھر اسکا چہرہ تھپتھپا کر اسے آواز لگائی نور آنکھیں کھولو...

نور نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں... نور نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا شافع نے اسے دیکھ کر پوچھا تم ٹھیک ہو؟ شافع کو اسے اسطرح دیکھ کر حیرت ہوئی تھی اسنے آج تک نور کو اسکارف اور چادر کے بغیر نہیں دیکھا تھا اور آج اسکا دوپٹہ اسکے کے کندھے پر تھا وہ بھی اسطرح اجڑی ہوئی حالت میں... نور بس خاموش رہی اور یک ٹک باندھے اسے دیکھتی رہی شافع نے اسکو پھر آواز لگائی نور تم ٹھیک ہو؟؟؟ نور نے نفی میں گردن ہلائی اسنے شافع پر سے نظریں نہیں ہٹائیں تھیں.... شافع کے دل کو کچھ ہوا... شافع نے اس سے کچھ پوچھنے کے بجائے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا میں تمھے گھر چھوڑ دیتا ہوں.... نور کے منہ سے بے اختیار نکلا مجھے گھر نہیں جانا..... شافع کے ہاتھ رک گئے شافع نے اسکی طرف مڑ کر دیکھا گھر نہیں جانا تو کہاں جانا ہے؟

نور خاموش رہی اسکی آنکھیں پھر سے بند ہو رہی تھیں، شافع کو وہ ٹھیک نہیں لگائی اسنے پھر اسکا چہرہ تھپتھپایا نور... اسنے اچانک آنکھیں کھولیں....

شافع نے اسکا ہاتھ تھاما ہاتھ ٹھنڈے برف ہو رہے تھے.... میں تمھے ہاسپٹل لیجاؤں.....

نور نے نفی میں سر ہلایا.... نور کا ہاتھ شافع کے ہاتھ میں تھا.... شافع کے دل کی حالت عجیب تھی اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا.... نور کیا ہوا ہے کیا تم مجھے بتا سکتی ہو؟ اسکا اتنا کہنا تھا کہ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے..... اور نور ڈیش بورڈ پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی.... شافع بوکھلایا،،، تم،،،، تم رو کیوں رہی ہو..... کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ تو سہی... نور نے سر اٹھایا میری طرف دیکھو.... نور نے نظریں اپنے ہاتھوں پر جمائے رکھیں شافع نے زور دیتے ہوئے کہا میری طرف دیکھو آئے نور..... نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا آنسوں ابھی بھی جاری تھی.... اسکی آنکھیں دیکھ کر شافع نے اس پر سے نظریں ہٹالیں وہ اسکی آنکھوں کی طرف نہیں دیکھ پا رہا تھا،،، پھر واپس اسکی طرف دیکھا اب بغیر روئے مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے.....؟ نور کچھ دیر خاموش رہی پھر آہستہ آہستہ شافع کو ساری کہانی بتانے لگی..... سب کچھ سننے کے بعد شافع بے جان سا بیٹھا نور کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ سانس لینا ہی بھول گیا ہو..... نور اسکے کسی ردے عمل کی منتظر تھی لیکن وہ تو جیسے سب کچھ ہی بھول گیا تھا.... نور نے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے اس پر سے نظریں ہٹالیں بارش ابھی بھی ہو رہی تھی.....

شافع پیچھے سیٹ پر ڈھے سا گیا.... اور پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا اتنا سب کچھ ہو گیا تمھارے ساتھ، تمھاری شادی تھی آج،،، لفظ لڑکھڑائے تمھے کسی نے

غلطی سے اغواہ کر لیا.... اچانک شافع ایک جھما کے سے سیدھا ہو کر نور کی طرف گھوما اور ہکلاتے ہوئے بولا نور تم.... تم ٹھیک تو ہو نا؟ تمھارے ساتھ کچھ.... شافع کو لگا تھا یہ سوال پوچھتے ہوئے اسکی جان نکلنے والی ہے....

نور فوراً روتے ہوئے بولی کچھ نہیں ہوا ہے میرے ساتھ انھوں نے مجھے غلطی سے اغواہ کیا تھا وہ لڑکا کسی اور کو اغواہ کرنا چاہتا تھا.... میں خود نہیں گئی تھی لیکن میری باتوں کا یقین کوئی نہیں کرے گا.... نور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی.... شافع نے بے اختیار کہا لیکن مجھے تم پر یقین ہے....

نور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی لیکن مجھے اپنے بابا کے یقین کی ضرورت ہے.... تو تمھارے بابا بھی تم پر یقین کریں گے.... نور نے باہر دیکھتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی.... تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو وہ تمھارے بابا ہیں وہ تم پر کیوں نہیں یقین کریں گے میں تمھے ابھی تمھارے گھر لے کر جاتا ہوں وہ تمھارے لئے پریشان ہوں گے...

نور تیزی سے اسکی طرف مڑی نہیں میں گھر نہیں جا سکتی میں اپنے گھر والوں کو بدنامی کے ڈھیر کے نیچے دبے دیکھ کر مر جاؤں گی... میں اپنے ماما بابا کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ تم مجھے کہیں بھی چھوڑ دو کسی ایدھی سینٹر میں چھوڑ دو لیکن میں گھر جانے کی ہمت نہیں کر سکتی.... شافع نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اسکی نظر

اسکی مہندی پر پڑی... تم نے کچھ غلط نہیں کیا ہے جو ہوا جانے انجانے میں ہوا، تمھارے گھر والے تمھے بالکل سمجھیں گے....

شافع نے نظریں اٹھا کر نور کی طرف دیکھا وہ اسی کو دیکھ رہی تھی، تمھے مجھ پر اتنا بھروسہ کیوں ہے؟ شافع اسکے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر بولا "کیونکہ تم بھروسے کے قابل ہو" نور کو روتے ہوئے احساس ہی نہیں ہوا کہ اسکا ہاتھ شافع کے ہاتھ میں ہے.... نور نے اسکی نظروں کے تعاقب میں اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا.... شافع کا تسلسل ٹوٹ گیا....

شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی.... نور نے دوبارہ اس سے کچھ نہیں کہا... اور باہر دیکھنے لگی... راستہ خاموشی سے گزرا نور نے شافع کا کوٹ اوڑھ رکھا تھا لیکن وہ بھی اب تقریباً گیلا ہو گیا تھا.... نور کپ کپا رہی تھی اسکی آنکھیں بند تھیں.... شافع کو فکر ہوئی لیکن اسکے پاس اور ایسا کچھ نہیں تھا جو وہ نور کو اڑا دے....

اسنے گاڑی کی رفتار بڑھا دی.... نور کے گھر پہنچ کر اسنے بریک لگائے تو نور نے آنکھیں کھولیں... اب اسے ایک قیامت سے گزرنا تھا.... نور نے شافع کی طرف نہیں دیکھا نہ ہی دروازہ کھول کر باہر نکلی بارش ابھی بھی جاری تھی.... شافع اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور دوسری طرف سے آکر نور کی طرف کا دروازہ کھولا نور نے اسکی

طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلایا.... شافع نے اسے دیکھ کر آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا چلو کچھ نہیں ہو گا.....

لیکن پھر بھی نور نہیں نکلی اسکے آنسوں بہنا شروع ہو گئے تھے.... شافع نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا.... نور نے پہلے اسکے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ کی طرف.... اسنے ہاتھ تھام لیا وہ ویسے بھی اتنا کپ کپا رہی تھی کہ بغیر ہاتھ تھامے نہیں چل سکتی تھی.... اسنے شافع کا کوٹ اتار کر دوسری سیٹ پر رکھا....

اور اسکا ہاتھ تھام کر باہر آگئی گاڑی کا دروازہ بند کر کے شافع اسے لے کر تیزی سے چھت کے نیچے آیا.... وہ نور کو لے کر آگے بڑھ رہا تھا لیکن نور رک گئی....

شافع نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا تو نور نے پوچھا.... ٹائم کیا ہوا ہے؟ شافع نے ہونٹ بھینچے پھر آہستہ سے بولا ڈھائی بجنے والے ہونگے.... نور کا دل ڈوبا..... شافع آگے بڑھا تو نور کو بھی اسکے ساتھ چلنا پڑھا.... نور کے آپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا تھا....

شافع نے نور کا ہاتھ چھوڑ کر اسے آگے جانے کا اشارہ کیا نور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے نفی میں سر ہلایا.... شافع نے آنکھیں جھپکا کر اسے ہمت دی....

نور چھوٹے چھوٹے قدم لے کر آگے بڑھی شافع اسکے پیچھے ہی آیا.... نور آہستہ سے لاؤنج کی طرف آئی سامنے صوفے پر صدیقی صاحب سر ہاتھوں میں دیئے بیٹھے

تھے..... نور نے بھرائی ہوئی آواز میں انھے پکارا بابا..... صدیقی صاحب نے بے یقینی سے گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور آہستہ سے کھڑے ہو گئے نور کو لگا وہ ابھی دوڑ کر آ کے اسے اپنے سینے میں چھپا لیں گے.... لیکن وہ آگے نہیں بڑھے شافع لاؤنج کے دروازے پر ہی رک گیا تھا..... جب صدیقی صاحب آگے نہیں بڑھے تو نور خود ہی روتے ہوئے آگے بڑھی..... بابا..... لیکن جیسے ہی وہ صدیقی صاحب کے قریب پہنچی کمرے میں ایک زناٹے دار تھپڑ کی گونج ہوئی..... نور صوفے پر گری شافع آگے بڑھا تو صدیقی صاحب دھاڑے تم اُدھر ہی رہو لڑکے ایک قدم آگے مت بڑھانا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا.... نور گال پر ہاتھ رکھ کے سکتے کے عالم میں تھی وہ صدیقی صاحب سے کسی بھی رویے کی امید رکھ سکتی تھی لیکن اسنے کبھی تصور میں بھی یہ نہیں سوچا تھا وہ اس پر کبھی ہاتھ بھی اٹھا سکتے ہیں.... صدیقی صاحب نور پر دھاڑے جس کے ساتھ آئی ہو الٹے قدموں اسی کے ساتھ واپس لوٹ جاؤ تمھے میں اب اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتا..... نور روتے ہوئے اٹھی بابا میری بات سنیں میں خود سے کہیں نہیں صدیقی صاحب نے اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ دی میں تمھاری کوئی بات نہیں سنوں گا دفعہ ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے مر گئی ہو تم میرے لئے..... شور شرابہ سن کر ارمینہ بیگم باہر آئیں انھے شاید ڈرپ لگی ہوئی تھی وہ نکال کر وہ باہر آئیں اور نور کو دیکھتے ہی وہ

دیوانہ وار نور کی طرف بڑھیں انھے دیکھ کر نور بھی ان سے لپٹ گئی.... ارمینہ بیگم روتے ہوئے اسکا چہرہ چوم رہیں تھی۔۔۔۔اسے بار بار دیکھ کر پوچھتیں میری بچی ٹھیک تو ہے نہ، کہیں چوٹ تو نہیں لگی، کچھ ہوا تو نہیں نہ نور ان سے لپٹ کر روتی رہی..... شافع خاموشی سے پیچھے کھڑا تھا۔۔۔۔ صدیقی صاحب ارمینہ بیگم پر دھاڑے اس لڑکی نے ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا اور تم اسے پیار کر رہی ہو..... ارے دو کوڑی کی عزت نہیں بچی ہے ہماری اس معاشرے میں کس کس سے منہ چھپاتے پھریں گے ہم کس کس کو جواب دیں گے.....

نور چینخی بابا میری بات تو سن لیں آپ میں....

صدیقی صاحب نے اسکی ایک نہیں سنی اور شافع کی طرف اشارہ کر کے بولے تم اس لڑکے کے ساتھ بھاگی تھیں نہ اب اسی کے ساتھ واپس چلی جاؤ ہمیں تمھاری کوئی ضرورت نہیں ہے....

شافع کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔ نور انکے قریب آتے ہوئے بولی بابا ایسا کچھ نہیں ہے میں کسی کے ساتھ نہیں بھاگی شافع تو مجھے راستے میں ملا مجھے کسی نے غلطی سے اغواہ کر لیا تھا۔

۔۔۔۔ صدیقی صاحب صوفے پر ڈھے گئے.... ارمینہ بیگم بھی ہوش کھونے لگیں....

صدیقی صاحب بڑبڑائے اغواہ کر لیا تھا۔۔۔؟ نور انکے گھٹنوں کے پاس بیٹھ کر بولی ہاں

بابا مجھے کسی نے غلطی سے اغواہ کر لیا تھا لیکن جب اسے پتا چلا کہ میں وہ لڑکی نہیں ہوں تو اسنے مجھے جانے دیا۔۔۔ صدیقی صاحب اسے پیچھے کر کے کھڑے ہوتے ہوئے دھاڑے تم نے کیا مجھے بیوقوف سمجھ رکھا ہے یہاں کوئی فلم چل رہی ہے کہ کسی نے تمھے غلطی سے اغواہ کیا اور پھر ایسی چھوڑ دیا..... شافع بولا انکل آپ ایک بار نور کی بات تو سن لیں، وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے.... صدیقی صاحب غصے سے آگے بڑھتے ہوئے بولے تم بیچ میں مت بولو لڑکے اور یہاں سے اسی وقت اسے لے کر چلے جاؤ ورنہ ایسا نہ ہو میں کچھ کر بیٹھوں....

ارمینہ بیگم انکے سامنے آکر بولیں آپ ایک بار نور کی بات تو سن لیں میری بیٹی ایسی نہیں ہے وہ کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتی جب وہ کہہ رہی ہے کسی نے اسے اغواہ کیا ہے تو وہ سچ ہی بول رہی ہو گی..... نور پیچھے سے آئی اور انکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی بابا ایک بار میرا یقین تو کر لیں پلیز مجھے سمجھیں تو سہیں...

صدیقی صاحب پھر چیخے میں تمھارا یقین کر بھی لوں تو کیا یہ دنیا تمھارا یقین کرے گی؟ کیا کوئی مانے گا کہ تم بھاگی نہیں تھیں تمھے غلطی سے اغواہ کر لیا گیا تھا؟ کیا کوئی مانے گا کے اُس اغواہ کرنے والے نے تمھے ایسی چھوڑ دیا؟ کیا کوئی مانے گا تمھارا دامن صاف ہے؟ کیا کوئی آدھی رات تک گھر سے غائب ہوئی لڑکی سے شادی کرے گا....؟ یہ الفاظ انھوں

نے نور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہے تھے.... نور انکا بازو پکڑتے ہوئے بولی بابا مجھے آپکے یقین کی ضرورت ہے دنیا کے نہیں....

صدیقی صاحب اسکے ہاتھ سے اپنا بازو نکالتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولے....

"میرے لئے تمھارا یقین اور تم دونوں مر گئے" پیروں کے نیچے سے زمین نکلنا کسے کہتے ہیں اس بات کا احساس نور کو اس وقت ہوا تھا.... نور ایک جھٹکے سے زمین پر بیٹھ گئی....

ارمینہ بیگم بھی روتے ہوئے اسکے پاس بیٹھ گئیں.... صدیقی صاحب تیزی سے اپنے کمرے میں گئے اور ایک دھاڑ سے دروازہ بند کر دیا.... نور بے سدھ سی بیٹھی تھی آنسوں خشک ہو گئے تھے، سانسیں چل رہی تھیں لیکن احساس نہیں تھا، دھڑکن دھڑک رہی تھی لیکن رفتار دھیمی تھی.... شافع کو اب اپنا وہاں کھڑے رہنے نامناسب لگا لیکن نور کو اسطرح چھوڑ کر جانا بھی اسکے لئے ایک کٹھن مرحلہ تھا.... شافع نے ارمینہ بیگم کو اپنی طرف متوجہ کیا.... آنٹی میں چلتا ہوں... ارمینہ بیگم کھڑی ہو کر شافع کی طرف مڑیں... اور ہاتھ جوڑ کر بولیں بیٹا تمھارا بہت شکریہ تم نے....

شافع نے انکی بات کاٹ کر فوراً انکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے آنٹی آپ ایسا مت کہیں،،، پھر نور کی طرف دیکھ کر بولا آنٹی آپکی بیٹی بہت نازک اور بہت پاک ہے اگر

قسمت نے اسکے دامن پر کیچڑ کے کچھ داغ لگا دیئے ہیں تو ان داغ کو صرف آپ لوگ مٹا سکتے ہیں اپنے بھروسے اور پیار سے...

پلیز نور پر بھروسہ رکھئے گا وہ کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتی۔۔ارمینہ بیگم نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا.... شافع نے نور کو ایک نظر دیکھا... اور الٹے قدموں چلنے لگا۔۔۔۔ اسے اپنے قدم من من بھر کے لگے.... وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور باہر نکل گیا...

موسم کی خرابی کی وجہ سے فلائیٹ مزید لیٹ ہو گئی تھی، زایان ائیر پورٹ پر ادھر اُدھر گھومنے لگا وہ سیدھا جا رہا تھا جب اسے سامنے سے ایک شناسہ چہرہ آتا ہوا نظر آیا،،، وہ موبائل میں مصروف زایان کے برابر میں سے گزرنے لگا تو زایان نے اسے آواز لگائی،،، گوہر.....! اسنے رک کر زایان کی طرف دیکھا،،، زایان نے مسکراتے ہوئے پوچھا پہچانا...؟ گوہر نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا،،، "زایان حیدر بھی کوئی بھولنے والی چیز ہے؟" زایان نے ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ تھام کر کندھے سے کندھا ملایا..... زایان نے اس سے الگ ہوتے ہوئے پوچھا تم یہاں کیسے؟

میں سمسٹر بریک پر آیا ہوا تھا اب واپس جا رہا ہوں.... زایان نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اوہ اچھا پھر بھنویں اٹھاتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا،،، گھر میں سب کیسے ہیں؟

گوہر گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے بولا، ٹھیک ہیں سب بی اماں کی طبیعت ذرا ناساز

ہے،،،،، زایان نے آنکھیں گھمائیں اس بات کو نظرانداز کرنے کے لئے اسنے بات گھمادی،،، "ارحام کیسی ہے" گوہر نے اپنے موبائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا ارحام بھی ٹھیک ہے بس پہلے سے بدل گئی ہے چپ چپ رہنے لگی ہے.....

زایان نے مسکراتے ہوئے ایک لمبا سانس لیا... پھر گھڑی دیکھتے ہوئے بولا تمھاری فلائیٹ کتنے بجے کی ہے؟ آدھے گھنٹے بعد کی ہے؟ زایان کندھے اچکا کر بولا پھر ایک ایک کافی ہو جائے؟ گوہر نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا ٹھیک ہے چلتے ہیں..... گوہر نے زایان سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ زایان دانت نکال کر بولا میں ورلڈ ٹوئیر پر جا رہا ہوں..... گوہر مستقل اپنے موبائل پر کچھ چیک کر رہا تھا اسنے زایان کی بات کا نوٹس نہیں لیا..... زایان نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا تم مصروف ہو؟ گوہر فوراً موبائل اپنی جیب میں ڈال کر پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا،،، نہیں نہیں میں مصروف نہیں ہوں چلو کافی پیتے ہیں....

زایان نے کندھے اچکائے اور دونوں آگے بڑھ گئے...

شافع نیچے گاڑی میں آکر اسٹیئرنگ ویل پر سر ٹکا کر بیٹھ گیا اسے اپنا روم روم تکلیف میں لگا،،،،اسنے دل میں سوچا میرا خواب سچ ہو گیا نور عزیت میں تھی وہ پریشان تھی،اسکے پریشان ہونے سے میرے دل کا حال کیوں بگڑنے لگتا ہے؟کیوں اسے اسطرح دیکھ کر میرے دل میں چبن اٹھی تھی اس سارے سوالوں کے جواب جو اسکا دل اسے دے رہا تھا،،،اسے وہ نظر انداز کر رہا تھا سب کچھ جانتے پوچھتے بھی وہ اپنے دل سے لاتعلقی برط رہا تھا نیچے آنے کے بعد بھی وہ کتنی ہی دیر گاڑی میں سر ٹکائے بیٹھا رہا وہ پوری طرح بھیگا ہوا تھا اسے کوئی پرواہ نہیں تھی اسے صرف پرواہ تھی تو نور کی وہ اسے چھوڑ تو آیا تھا لیکن اسکا دل وہیں اٹک گیا تھا،،،

کافی دیر بعد اسنے سر اٹھا کر نور کے آپارٹمنٹ کی بالکنی پر ایک نظر ڈالی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی.....اپنے گھر پہنچ کر اسنے گاڑی پارکنگ ایریا میں روکی اور گاڑی میں سے نکلنے لگا اسکی نظر اپنے کوٹ پر پڑی جو نور نے اوڑھ رکھا تھا کوٹ اٹھا کر وہ اوپر چلا آیا،،،دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا بارش رک گئی تھی لیکن تھوڑی تھوڑی دیر بعد شروع ہو جاتی،،،،شافع پوری طرح بھیگا ہوا تھا جوتے انٹرس پر اتار کر وہ کمرے میں آگیا....کوٹ دروازے پر اٹکا کر وہ ورڈروب کی طرف بڑھا اور پھر کپڑے بدلنے کے لئے باتھ روم چلا گیا.....

باہر نکلا تو اسکا چہرہ سرخ تھا اسے اس وقت کافی کی اشد ضرورت تھی لیکن وہ بنانے کے موڈ میں نہیں تھا اسلئے صوفے پر بیٹھ کر اسنے سائڈ ٹیبل کی دراز سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ نکال کر جلالی.... سگریٹ کا دھواں ہوا میں عجیب عجیب نقوش بناتا رہا اور وہ اس دھویں میں کسی کا چہرہ.....

اچانک اسکے ذہن میں ایک سوال آیا آج نور کی شادی تھی اگر یہ سب نہ ہوتا اور اسکی شادی ہو جاتی تو...؟ اسے اپنی ہارٹ بیٹ مس ہوتی ہوئی محسوس ہوئی....

اسنے فوراً اپنا سر جھٹکا،،، میں یہ کیا فضول سوچ رہا ہوں، وہ اتفاقن میری گاڑی کے سامنے آ گئی اسکے ساتھ جو ہوا غلط ہوا لیکن اس سب سے میرا کچھ لینا دینا نہیں ہے اب وہ جانے اور اسکے گھر والے..... اسنے خود سے ہم کلامی کی،،، کافی کوششوں کے بعد بھی جب وہ نور کو اپنے دماغ سے غرق نہیں کر سکا تو کافی بنانے کے لئے اٹھ گیا،،، تمھے اس وقت ایک بلیک کافی کی بہت ضرورت ہے شافع وارثی ورنہ نیند نہیں آئے گی.... لوگ کہتے ہیں کہ چائے یا کافی پینے سے نیند اڑ جاتی ہے لیکن شافع کافی کا اتنا عادی تھا کہ اگر وہ کافی پینے کے بعد سونا چاہے تو سو بھی جاتا تھا لیکن ساری بات اسکے چاہنے کی تھی...

لیکن یہ بات تو طے تھی کہ آج رات وہ کچھ بھی کر لے نہ اسے نیند آنے والی ہے نہ آئے نور اسکے دماغ سے جانے والی ہے،،،

وہ خود چاہتا تھا کہ وہ نور کو سوچے لیکن خود ہی اس بات سے انکار کرتا تھا کہ میں اسے سوچنا نہیں چاہتا اسے احساس بھی نہیں تھا کہ جانے انجانے میں وہ نور کے لئے بہت الگ محسوس کرنے لگا ہے اور اس احساس کو وہ بڑی بے رحمی سے نظر انداز بھی کر رہا ہے,,,,,

وہ سوچ رہا تھا کہ نور اسکی گاڑی کے سامنے اتفاقیہ آئی اور اب اس معاملے سے اسکا کچھ لینا دینا نہیں ہے لیکن وہ غلط سوچ رہا تھا.....

کیونکہ آگے قسمت جوان دونوں کے ساتھ کرنے والی تھی وہ انھوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ رکھا تھا.....

آئے نور کپڑے بدل کر بیڈ پر آکر بیٹھی ارمینہ بیگم اسکے پاس ہی بیٹھیں تھی چوڑیاں ٹوٹنے کی وجہ سے اسکے ہاتھ میں جگہ جگہ کٹ پڑ گئے تھے جو مہندی کی وجہ سے واضح نہیں ہو رہے تھے..... مستقل بھاگنے کے وجہ سے اسکے پیر بھی زخمی تھے... ارمینہ بیگم کی خود طبیعت ناساز تھی لیکن پھر بھی وہ مرہم لے کر نور کے پیر اپنی گود میں رکھ کر اسکے زخموں پر مرہم لگانے لگیں....

نور خاموش بیٹھی خلا میں دیکھتی رہی،،،ارمینہ بیگم نے اسکے زخم پر مرہم لگایا انھے لگا تھا نور چیخنے لگی، لیکن وہ اسی طرح خاموش بیٹھی خلا میں دیکھتی رہی، جنکی روح پر زخم لگتے ہیں انھے پھر جسم کے زخموں کا کہاں احساس ہوتا ہے،،،،،،ارمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،،،،اب کھانا لاؤں ؟نور نے نفی میں گردن ہلائی.... وہ کب سے نور سے کھانے کا ہی کہی جا رہی تھیں لیکن وہ منا کر رہی تھی،،،،نور نے گردن ارمینہ بیگم کی طرف گھمائی اور انکے چہرے کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولی "سونا چاہتی ہوں" ارمینہ بیگم فوراً اسکا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے بولیں ہاں سو جاؤ میری بچی تم تھکی ہوئی ہو،،،،،
ارمینہ بیگم اپنے آنسوں صاف کرنے لگیں جو نکلے ہی جا رہے تھے.....
نور نے انکی گود میں سر رکھ لیا لیکن آنکھیں نہیں بند کیں کچھ دیر ٹھہر کر بولی ماما.....!
ارمینہ بیگم نے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے پورانے انداز میں ہی کہا ہاں ماما کی جان... میں بھاگی نہیں تھی ماما، نہ ہی میرے ساتھ کچھ ہوا ہے،،،،ارمینہ بیگم نے فوراً اسے چپ کروایا.... تمھے مجھے صفائیاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے میری بچی مجھے تمھارے ایک ایک الفاظ پر یقین ہے، مجھے پتا ہے میری بچی کبھی کوئی غلط کام کر ہی نہیں سکتی.... آنسوں نکل کر نور کی کنپٹی پر بہہ گیا،،،"جب آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں تو

بابا کیوں نہیں؟"ارمینہ بیگم نے اپنے ہونٹ بھینچیں،،،،انکی آنکھوں پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی ہے،،،

بیٹا نہ ہونے کے غم نے انھے بیٹی کی طرف دیکھنے ہی نہیں دیا.....نور کی ہچکی نکلی،،،اگر انھے بیٹی سے اتنی ہی نفرت تھی تو پیدا ہوتے ہی مار کیوں نہیں دیا انھوں نے مجھے.....

ارمینہ بیگم نور کے بال اپنے ہاتھوں سے سمیٹتے ہوئے بولیں تمھے پل پل جو مارنا تھا انھوں نے اسلئے ایک دفعہ میں مار کے قصہ کیوں تمام کر دیتے....ارمینہ بیگم کی آواز میں درد تھا....جب تم پہلی بار میری گود میں آئی تھیں نہ نور تو مجھے لگا تھا میری دنیا مکمل ہو گئی اس دن مجھے احساس ہوا کہ اولاد ایسی چیز ہے کہ اسکے آگے پھر کچھ نظر نہیں آتا یہاں تک کے اپنا آپ بھی،،،،،

لیکن میں غلط تھی یہ بات سب پر لاگو نہیں ہوتی.....تمھاری پیدائش کے بعد ڈاکٹر نے ہمیں بتایا کہ ہماری دوبارہ اولاد نہیں ہو سکتی میں تھوڑی دکھی ہوئی لیکن تمھے دیکھ کر میرے سارے غم کہیں دور جا کر سو گئے کے اللہ نے کم سے کم مجھے تم سے تو نواز دیا لیکن جب صدیقی صاحب کو یہ بات پتا چلی تو انھوں نے تمھے پندرہ دن تک گود میں نہیں اٹھایا تھا،،،،

وہ مجھ سے اتنا لڑے جیسے یہ سب میرے ہاتھ میں ہو بیٹا نہ ہونے کی طعنے دے دے کر انھوں نے مجھے ذہنی عزیت میں مبتلا کر دیا تھا،،، لیکن میں نے بھی عزم کر لیا تھا کہ میں اپنی بیٹی پر کبھی کوئی آنچ نہیں آنے دوں گی،،،، وہ اچانک خاموش ہوئیں تو نور انکی طرف دیکھ کر بولی لیکن پھر بھی قسمت نے آپکی بیٹی کے دامن کو داغ دار کر دیا ماما،،،

ارمینہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں،،، انسان ہر چیز سے لڑ لیتا ہے لیکن بیٹیوں کے نصیب سے نہیں لڑ سکتا.... بیٹیوں کے قدم نہ بھی لڑکھڑائیں تو بھی اکثر قسمت انھے منہ کے بل گرا ہی دیتی ہے.....

نور نے انکی گود میں منہ چھپا لیا... اور ان سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی،،،،

ارمینہ بیگم نے بھی اسکے سر پر اپنا سر رکھا،،، انکی حالت ٹھیک نہیں تھی، دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر روتے رہے باہر بارش نے بھی آج نہ رکنے کا نام لے رکھا تھا..... شاید نور کی قسمت پر اسے بھی رونا آیا تھا،،،

صدیقی صاحب نے پوری رات خود کو کمرے میں بند رکھا اور صبح ہوتے ہی وہ باہر نکل گئے ارمینہ بیگم نے منہا کو آئے نور کے گھر آجانے کی اطلاع دے دی تھی صبح ہوتے ہی

منہاانکے گھر پر آگئی ارمینہ بیگم اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں دروازہ نور نے ہی کھولا.....

منہانور کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں کھینچتے ہوئے لے آئی.....نور نے اپنا ہاتھ چھڑایا منہانے غصے سے اسکی طرف دیکھا،،،اور نور پر برس پڑی کس کے ساتھ آئی تھیں تم؟ آئے نور بیڈ پر بیٹھتے ہوئے آہستہ سے بولی شافع کے ساتھ.....نور طنزیہ ہنسی اور ہاتھ اوپر کرتے ہوئے بولی اوہ تو اب میں سمجھی یہ سارا ڈرامہ اسلئے کیا تھا تم نے.....نور نے نہ سمجھی سے اسکی طرف دیکھا کیا مطلب ہے تمھارا؟ منہا طنز سے بولی مطلب یہ کے جب تمھے شادی کرنی ہی نہیں تھی تو اتنا ڈرامہ کیوں کیا؟ جب شافع اور تمھارے بیچ کچھ تھا تو اپنے گھر والوں کو کیوں نہیں بتایا؟ نور کو ایک اور جھٹکا لگا وہ حیرت سے منہ کھولے منہا کو دیکھے جا رہی تھی.....

منہا یہ سب تم کہہ رہی ہو؟ تمھے لگتا ہے کہ شافع اور میرے بیچ ایسا کچھ؟ نور سکتے کے عالم میں تھی.....تو اور کیا کہوں تم تو چلی گئی تھیں پیچھے سب نے سوالوں کی بوچھاڑ تو مجھ پر کی نہ کہ نور تمھارے ساتھ تھی ایسے کیسے گئی، سب مجھ پر شک کر رہے تھے کہ میں نے تمھے بھگایا ہے...

نورایک جھٹکے سے اٹھی اور انگلی اٹھاتے ہوئے بولی میں بھاگی نہیں تھی منہااور نہ ہی شافع اور میرے بیچ ایسا کچھ ہے..... میں اتفاقن اسکی گاڑی کے سامنے آگئی تھی.....اور مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ تم میرے بارے میں ایسا سوچتی ہو؟ منہاطنزیہ ہنسی میں کیاسب یہی سوچ رہے ہیں تم کس کس کا منہ بند کرواؤ گی؟نور بے سدھ سی خاموش ہو کر بیڈ پر بیٹھ گئی،،، تم نے ٹھیک کہامیں کس کس کا منہ بند کرواؤں گی اور کروانے کا فائدہ بھی کیاجب پہلا وار اپنے گھر سے ہی ہو رہا ہو..... منہانے آنکھیں گھمائیں،،، دیکھو نور دنیا وہی کہے گی جو انھوں نے دیکھا ورنہ پارسا تو ہر کوئی بنا پھرتا ہے..... نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھ کر بھنویں اٹھا کر کہاہاں بالکل پارسا تو ہر کوئی بنا پھرتا ہے جیسے کے تم..... منہا کی بھنویں تن گئیں دانت پیس کر بولی نور یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟نور کچھ نہیں بولی،،،، منہانے مٹھیاں بھینچیں اور ہاتھ جھٹک کر وہاں سے چلی گئی.....

صدیقی صاحب گھر لوٹے نور اپنے کمرے میں تھی کل کے بعد ان دونوں کا دوبارہ آمنا سامنا نہیں ہوا تھا..... صدیقی صاحب صوفے کی پشت سے سر پیچھے ٹکائے اپنی آنکھیں مسل رہے تھے..... وہ اسی طرح بیٹھے تھے جب انکا موبائل بجا کل رات کے واقعئے

کے بعد انھے کوئی ہزاروں کال موصول ہوئی تھیں وہ سب کو طرح طرح کے سوالوں کے جواب دے کر تھک گئے تھے..... انھوں نے کال نہیں اٹھائی فون اسی طرح بجتا رہا اور بند ہو گیا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد دوبارہ کال آنے لگی تو انھوں نے سر جھٹک کر کال اٹھا لی.... دوسری طرف سے ناجانے کس نے کیا کہا تھا لیکن انکے چہرے پر پریشانی چھا گئی تھی...."کیوں فرحان صاحب ایسا کیا آرہا ہے نیوز چینل پر؟؟؟ اچھا میں دیکھتا ہوں" صدیقی صاحب نے کال کاٹی اور ٹیبل پر پڑا ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کرنے لگے اتنے میں ارمینہ بیگم بھی کمرے سے نکل کر باہر آ گئیں وہ کمرے کے دروازے پر ہی کھڑی تھیں، صدیقی صاحب نے جلدی سے ٹی وی آن کر کے چینل گھمانا شروع کئے.... نیوز چینل پر آ کر انکا ہاتھ اور سانس دونوں اٹک گئیں.....

ٹی وی پر شافع اور نور کی تصویریں چل رہی تھیں وہ تصویر کل رات جب نور شافع کی گاڑی کے آگے آئی تھی اسکے بعد کی تھیں.... جس میں شافع نور کو خود سے لگائے گاڑی میں بیٹھا رہا تھا، نور نے شافع کا کالر پکڑ کر اسکے سینے پر سر رکھا ہوا تھا.... وہ تصویریں اسطرح سے لی گئی تھیں کے دیکھنے والا غلط فہمی کا شکار ہو جائے نیوز اینکر چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی،،،

"اپکو ایک اہم خبر سے آگاہ کرتے چلیں مشہور و معروف بزنس مین تیمور علی وارثی کے بیٹے شافع وارثی جنہوں نے حال ہی میں بزنس میں اپنے قدم جمائے ہیں اور تیزی سے بلندیوں کی طرف جا رہے تھے انکا ایک سکینڈل سامنے آیا ہے،،،انکی کچھ تصاویر سوشل میڈیا پر لیک ہو گئیں ہیں، جو اب آگ کی طرح پھیل رہی ہیں،،،اس تصویر میں انکے ساتھ ایک لڑکی کو واضح دیکھا جائے سکتا ہے جس نے عروسی لباس زیب تن کیا ہوا ہے سوال یہ ہے کہ شافع وارثی اس برستی بارش میں اس لڑکی کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟ کیا یہ لڑکی انکی بیوی ہے جسے انھوں نے دنیا سے چھپایا ہوا ہے یہ پھر معاملہ کچھ اور ہے ہم شافع وارثی سے بھی اس بارے میں بات کرنے کی کوشش کریں گے ہر خبر سے آگاہی کے لئے ہمارے ساتھ بنے رہیئے"

صدیقی صاحب کے ہاتھ سے ریموٹ چھوٹ کر زمین پر گر گیا اور وہ صوفے پر ایک جھٹکے سے بیٹھ گئے..... آئے نور کمرے سے باہر نکلی تو پہلی نظر اسکی ٹی وی پر ہی پڑی اور ٹی وی پر چلتی تصویریں دیکھ کر اسے کھڑے رہنے کے لئے ٹیبل کا سہارا لینا پڑا اسنے پھٹی آنکھوں سے منہ پر ہاتھ رکھا اور ہیڈ لائن پڑھ کر اسنے نفی میں سر ہلایا..... ارمینہ بیگم اپنے دل پر ہاتھ رکھے کھڑی تھیں،،،اچانک انھے درد مکڑی کے جالے کی طرح دل میں

پھیلتا ہوا محسوس ہے، اور پھر وہ کھڑی نہیں رہ پائیں ایک جھٹکے سے زمین پر گر گئیں..... نور چینختی ہوئی انکی طرف دوڑی ماما.....!

صدیقی صاحب بھی اٹھ کر انکی طرف دوڑے ارمینہ بیگم کے دل میں شدید درد اٹھا تھا جو آہستہ آہستہ پورے سینے کو جکڑ رہا تھا درد اتنا تھا کے ان سے چینخا بھی نہ گیا..... نور روتے ہوئے چینخی بابا ایمبولینس بلائیں جلدی،،،، صدیقی صاحب تیزی سے ایمبولینس کو کال ملانے لگے ارمینہ کا سر نور کی گود میں تھا ارمینہ بیگم نے ایک سانس کھینچنے کی کوشش کی لیکن ان سے سانس نہیں لیا گیا..... نور روتے ہوئے چینخی بابا،،، آپ ماما کو لے کر چلیں جلدی.... نور روتے ہوئے ارمینہ بیگم کا گال تھپتھپاتے ہوئے انھے آوازیں لگاتی رہی،،، ماما آنکھیں کھولیں،،، انکی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں.....

شافع پوری رات نہیں سویا تھا صبح کے ٹائم ذرا سی دیر کے لئے اسکی آنکھ لگی تھی تو تہمینہ بیگم نے اسکا حال احوال پوچھنے کے لئے فون کر لیا.... اسکے بعد وہ سویا نہیں آفس کے لئے تیار ہوا اور آفس آگیا.... دوپہر کے وقت زایان نے کال کر اسے اپنے پہنچنے کی اطلاع

دے دی تھی لیکن شافع نے اسے نور کے بارے میں کچھ نہیں بتایا وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا..... سارا دن کام کرتے ہوئے بھی اسے نور کی فکر ہوتی رہی وہ اسکی خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن اسکے پاس اسکا نمبر نہیں تھا..... وہ اتنا ڈسٹرب تھا کہ اسنے آج کے دن کی ساری میٹنگ بھی کینسل کرادی تھیں وہ پورا دن آفس میں تھا باہر بھی نہیں گیا۔۔۔۔

شام کے وقت آفس آور ختم ہونے سے کچھ دیر پہلے وہ لیپ ٹاپ پر کوئی ای میل چیک کر رہا تھا جب ایک ایملوئی لیپ ٹاپ اٹھا کر اسکے آفس میں داخل ہوئی اسنے دروازہ بھی نہیں کھٹکھٹایا تھا.....

شافع نے حیرت سے پوچھا ایسا کیا ہو گیا جو آپنے نوک کرنے کی بھی ذہمت نہیں کی....

اس لڑکی نے اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے اجلت میں لیپ ٹاپ اسکی طرف گھما دیا سر یہ دیکھیں.....

شافع نے ہونٹوں پر انگلیاں رکھ کر نظریں لیپ ٹاپ کی طرف گھمائیں،،،اور نیوز دیکھ کر اسکے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے..... شافع کی بھنویں تن گئیں،،،، کرسی پر سے کھڑے ہو کر ٹیبل پر زور سے ہاتھ مار کر چینخا کیا بکواس ہے یہ..... سامنے کھڑی ایملائی اسے اسطرح غصے میں دیکھ کر سہم گئی،،،، سر یہ خبر کچھ دیر پہلے نیوز چینلز پر چلائی

گئی ہے سب سے پہلے یہ تصویریں سوشل میڈیا پر ڈالی گئیں ہیں اور اب ہر چینل سے آپکے لئے کال آرہی ہیں سر....

شافع نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا،،، پھر سامنے کھڑی لڑکی سے بولا یہ تصویریں کس نے ڈالی ہیں، کس چینل پر سب سے پہلے یہ نیوز دیکھائی گئی ہے مجھے سب انفارمیشن آدھے گھنٹے میں لا کر دو..... وہ لڑکی اثبات میں سر ہلا کر باہر چلی گئی،،، لیپ ٹاپ سامنے ہی رکھا تھا اور لگاتار شافع اور نور کی تصویریں چل رہی تھیں جس پر نیوز اینکر طرح طرح کے تبصرے کر رہے تھے.... شافع نے غصے میں لیپ ٹاپ اٹھا کر دور فرش پر پٹک دیا.... سر پر ہاتھ پھیر کر وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگا اور جھٹکے سے کرسی پر بیٹھا اچانک اسے نور کا خیال آیا..... "آئے نور.....! اوہ نو اسکے گھر پر اگر کسی نے نیوز دیکھ لی تو... شافع نے پریشانی سے نفی میں گردن ہلائی،،، وہ باہر جانے کے لئے کرسی سے اٹھا اسکا موبائل بجا... اس نے اپنی گاڑی کی چابی اٹھا کر موبائل کان سے لگا لیا..... دوسری طرف سے آواز آئی مسٹر شافع ہم نیوز چینل سے بات کر رہے ہیں،،، ہم آپ سے بات کرنا چاہ رہے تھے،،، یہ جو تصویریں چینل پر چل رہی ہیں یہ کب کی ہیں.....

شافع کی آنکھوں میں خون اترا شافع اپنے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے غصے سے چلا کر بولا "تمھارے باپ کے ولیمے کی ہیں" اور کال کاٹ کر موبائل جیب میں ڈال لیا اسکی

بھنویں تنی ہوئی تھیں وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تو سب کی نظر اس پر ہی تھی وہ سب کو نظر انداز کر کے باہر کی طرف جانے لگا تو باہر کی طرف سے مینیجر دوڑتا ہوا اسکے قریب آیا سر آپ باہر مت جائیں....

شافع نے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھا اور بغیر رکے بولا کیوں کیا ہوا.....

سر باہر میڈیا آئی ہوئی ہے بہت مشکل سے انھے اندر آنے سے روکا ہے..... شافع نے دانت پیسے،،،اور بغیر رکے باہر جانے لگا... وہ باہر نکلا تو باہر میڈیا کا ایک ہجوم تھا سیکیورٹی گارڈ نے شافع کو کور کیا.... میڈیا والے اسکے پیچھے دوڑے وہ اس سے طرح طرح کے سوال کر رہے تھے.... شافع وارثی آپکے ساتھ وہ لڑکی کون تھی؟ کیا آپ نے خوفیہ شادی کی ہوئی ہے؟ کیا اس لڑکی کا آپ سے کوئی تعلق ہے؟ اگر بات صرف اکیلے شافع کی ہوتی تو وہ ان میڈیا والوں کو بھی ایسا ہی جواب دیتا جیسا نیوز چینل والے کو دیا تھا لیکن اس وقت میڈیا کے سامنے اسکا ایک بھی غلط کہا ہوا الفاظ نور کے لئے حماقت ثابت ہو سکتا تھا....

شافع میڈیا سے پیچھا چھوڑا کر اپنی گاڑی میں بیٹھا گارڈز نے اسکی گاڑی کو کور کیا ہوا تھا،،، شافع نے تیزی سے گاڑی وہاں سے نکال لی

تیمور صاحب نے ریموٹ کھینچ کر ٹی وی پر دے مارا اور زور سے دھاڑے یہ کیا بکواس چلا رہے ہیں نیوز چینل والے کون ہے یہ لڑکی جس کی وجہ سے یہ دو ٹکے کے لوگ مجھ پر اور میرے بیٹے پر باتیں بنا رہے ہیں..... تہمینہ بیگم سہمی ہوئی بولیں آپ شافع کو فون لگائیں نہ وہ بتادے گا سب..... تیمور صاحب دھاڑے تو کھڑی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو فون لا کر دو.... تہمینہ بیگم نے تیزی سے فون اٹھا کر انھے تھمایا تیمور صاحب نے تیش کے عالم میں شافع کو فون لگایا شافع ڈرائیو کر رہا تھا اسنے جب دیکھا کہ تیمور صاحب کا فون ہے تو کاٹ دیا وہ اس وقت جلد سے جلد نور کے گھر پہنچا چاہتا تھا تیمور صاحب کو سمجھانے کا اسکے پاس وقت نہیں تھا..... تیمور صاحب نے اسے دو تین بار فون کیا جب اسنے ہر دفعہ کاٹ دیا تو تیمور صاحب نے فون بھی غصے میں زمین پر پٹک دیا..... یہ لڑکا بار بار میرا فون کیوں کاٹ رہا ہے؟ تہمینہ بیگم ڈرتے ہوئے بولیں آپ کچھ دیر انتظار کر لیں کیا پتا وہ کہیں مصروف ہو..... تیمور صاحب چیختے ہوئے آگے آکر بولے آخر ایسی کونسی مصروفیت ہے جو وہ میرا فون نہیں اٹھا رہا.... یہ ٹی وی پر اتنا بڑا تماشہ جو بن گیا ہے اب کیسے سنبھالے گا یہ سب ,,, ابھی کچھ دیر میں دو ٹکے کے لوگ مجھے فون کر کر کے پوچھیں گے کے یہ سب کیا ہے.... تہمینہ بیگم انھے ٹھنڈا کرنے کے لئے بولیں آپ تحمل رکھیں شافع کچھ نہ کچھ کر کے سنبھال لے گا وہ آئے گا تو آپ سب پوچھ لئے گا اس سے.....

ارے کیسے سنبھالے گا وہ ان نیوز چینل والوں کو یہ لوگ بے لگام گھوڑا ہوتے ہیں.....
میرے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکے گا،،،، تو آپ کچھ کرتے کیوں نہیں؟ تیمور صاحب
کندھے اچکا کر بولے میں کیوں کروں کچھ بہت شوق تھا نہ اسے بڑے بڑے اسکینڈلز
بنانے کا اب سنبھالے سب کچھ میں بھی دیکھتا ہوں کیا کرتا ہے وہ.....۔
یہ بات نہ اب تک بی اماں تک پہنچی تھی اور نہ ہی زایان تک لیکن جس طرح یہ خبر پھیل
رہی تھی زیادہ دیر تک ان لوگوں سے بھی چھپی نہیں رہ سکتی تھی.....

شافع نے نور کے گھر کے سامنے پہنچ کر گاڑی کے بریک لگائے اور تیزی سے نور کے
آپارٹمنٹ کی طرف بھاگا نور کے دروازے پر پہنچ کر اسکے قدموں کو بریک لگے،،، لاک
لگا ہوا تھا اسنے دروازے کو دیکھ کر سوچا کہاں جا سکتے ہیں اتنے میں نور کے برابر والے
آپارٹمنٹ سے ایک خاتون نکل کر نیچے جانیں لگیں تو شافع نے انھے روک کر پوچھا....
"کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ صدیقی صاحب کہاں گئے ہیں؟" وہ خاتون ہاتھ ہلا ہلا کر بولیں
صدیقی صاحب کی بیوی کو ہارٹ اٹیک آیا ہے ہاسپٹل لے کر گئے ہیں انھے بس اللہ ہی
رحم کرے،،، شافع کو جھٹکا لگا ہارٹ اٹیک؟ پھر جلدی سے بولا آپ کو پتا ہے کہ کس

ہاسپٹل میں لے کر گئے ہیں ؟ان خاتون نے شافع کو ہاسپٹل کا نام بتانے کے بعد اسے بغور دیکھا اور گال پر ہاتھ رکھ کر بولیں،،،،ارے تم تو وہی لڑکے لگ رہے ہو جس کے ساتھ صدیقی صاحب کی بیٹی کی تصویر ٹی وی پر چل رہی ہے.... شافع انکی بات کو ان سنا کر کے تیزی سے باہر بھاگا....

وہ عورت پیچھے سے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولیں توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے اسی بیٹیوں سے تو اچھا ہے اولاد ہی نہ ہو....

شافع گاڑی میں آکر بیٹھا اور تیزی سے دروازہ بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کر دی کچھ دیر بعد وہ ہاسپٹل میں موجود تھا وہ بھاگتا ہوا ریسیپشن پر گیا اور معلومات لے کر وہ دوسرے فلور کی طرف بھاگا دوسرے فلور پر پہنچ کر اسنے بائیں جانب دیکھا آئے نور ایک کمرے کے آگے دائیں سے بائیں چکر لگا رہی تھی،اور بار بار اپنے آنسوں بھی صاف کر رہی تھی وہ وہاں اکیلی تھی... شافع اسکی طرف بھاگا نور نے اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا شافع اسکے پاس آکر رکا تو نور کے تاثرات بدل گئے نور شافع کے اوپر جھپٹی اور اسکا کالر جھنجھوڑتے ہوئے بولی تم نے یہ سب کیوں کیا؟ شافع بدلہ لینے کا ایک یہی راستہ ملا تھا تمھے میری زندگی ویسے ہی مشکل میں تھی تم نے مجھے اور عزیت میں مبتلا کر دیا.. کیوں کیا تم نے ایسا... شافع کو مزید حیرت کا جھٹکا لگا،،،وہ نرمی سے نور کے ہاتھوں سے اپنا کالر

نکالتے ہوئے بولا آئے نور تم یہ سب کیا کہہ رہی ہو میں کیوں کرواؤں گا یہ سب میں تم سے کس بات کا بدلہ لوں گا؟ نور چیختے ہوئے بولی اپنی بے عزتی کا تم نے کہا تھا کہ تم کنسرٹ والی بات کبھی نہیں بھول گے تم نے اسی بات کا بدلہ لیا ہے مجھ سے ورنہ اور کون یہ تصویریں اسطرح دے گا شافع اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولا میں نے یہ سب نہیں کیا اور کنسرٹ والی بات میں کب کا بھول چکا تمھے لگتا ہے کہ اتنی سی بات کے لئے میں اتنی گری ہوئی حرکت کروں گا.....

نور پھر دھاڑی لیکن میں کیسے تمھاری بات کا یقین کرلوں مجھے جس نے اغواہ کیا تھا اسنے بھی اپنے آدمی سے بات کرتے ہوئے تمھارا نام لیا تھا تو ہو سکتا ہے یہ سب تم نے ہی کروایا ہو.... بدلہ لینے والا یہ نہیں سوچتا کہ بات چھوٹی تھی یا بڑی وہ صرف بدلہ لیتا ہے اور تم نے بھی وہی کیا ہے شافع وارثی....

شافع کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا اسے نور کے لفظوں سے تکلیف بھی ہوئی تھی لیکن پھر بھی وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولا تمھے اغواہ کرنے والے نے میرا نام لیا تھا؟ لیکن کیوں؟

نور روتے ہوئے بولی مجھے نہیں یاد میں نیم بے ہوش تھی لیکن مجھے یہ یاد ہے کے اسنے ایک بار شافع کہا تھا کسی بات میں....

شافع نے نفی میں گردن ہلائی،،، تم خود کہہ رہی ہو کہ تم نیم بے ہوش تھیں تو ہو سکتا ہے کہ تم نے غلط سنا ہو اور اگر اسنے شافع کہا بھی تھا تو ضروری ہے پوری دنیا میں ایک ہی شافع ہو جس طرح تمھارے نام کی غلط فہمی میں انھوں نے تمھے اغواہ کیا تھا اسی طرح ہو سکتا ہے اسنے کسی اور شافع کا نام لیا ہو.....۔

نور کو چپکی لگ گئی وہ ڈھے نے والے انداز میں زمین پر بیٹھ گئی اور منہ پر ہاتھ رکھ کے بولی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا ہو رہا ہے.... شافع اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا بولا تم اس سب کی فکر مت کرو میں بہت جلد سب کچھ پتا لگالوں گا اور تم دیکھنا جس نے بھی یہ سب کیا ہے اسے میں زندہ گاڑ دوں گا.... تم بس اپنی ماما کی فکر کرو..... شافع نے نور کو اٹھا کر کرسی پر بیٹھایا.... کیسی طبعیت ہے تمھاری ماما کی ؟نور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی ٹھیک نہیں ہیں وہ ہارٹ اٹیک آیا ہے انھے کچھ اور ماسئلہ بھی ہے آپریشن کرنے کا کہا ہے ڈاکٹر نے بات ختم کرتے کرتے نور کی ہچکیاں بندھ گئیں شافع کا دل کیا تھا کہ اسے اپنے سینے لگالے.... لیکن اس نے صرف اسے تسلی دی تم فکر مت کرو وہ ٹھیک ہو جائیں گی..... بابا کہاں ہے تمھارے ؟؟؟ وہ بلڈ اریج کرنے گئے ہیں ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جلد سے جلد آپریشن کرنا پڑھے گا ابھی کچھ انجیکشن دیئے ہیں.....

شافع گردن اثبات میں ہلا کر بولا میں ڈاکٹر سے بات کر لیتا ہوں... وہ جانے لگا تو نور نے اسے روکا سنو.... شافع نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا،،، تم یہاں مت رو کو تم چلے جاؤ... شافع مسکرایا اور اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا "کوئی وعدہ نہیں کیا تھا لیکن پھر بھی کہہ رہا ہوں اکیلے نہیں چھوڑوں گا تمھے "نور نے نظریں جھکا لیں وہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن شافع وہاں سے چلا گیا..... شافع ڈاکٹر کے کمرے میں آیا اور ارمینہ بیگم کی طبیعت کے بارے میں پوچھنے لگا..... ڈاکٹر نے ایک لمبا سانس کھینچا پھر شافع کو دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کون ہیں انکے ؟ شافع نے ہونٹ بھینچے اسے سمجھ ہی نہیں آیا کے کیا بولے،،، آپ یہ سب چھوڑیں کہ میں انکا کون ہوں آپ بس انکی طبیعت کا بتائیں مجھے.....

ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا دیکھیں مسٹر شافع میں آپ کو سب سچ بتاؤں تو،،، انکی حالت ٹھیک نہیں ہے انھے کچھ عرصہ پہلے بھی اٹیک پڑا تھا اور اس دفعہ انھے میجر اٹیک پڑا ہے، انھے بلڈ پریشر کا بھی مسئلہ ہے... اسلئے آپریشن کرنا پڑے گا لیکن..... شافع نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں لیکن کیا؟ لیکن آپریشن کے بعد بھی ہم کچھ کہہ نہیں سکتے کے ہم انھے بچا پائیں گے یا نہیں ہے وہ اس وقت ایمرجنسی وارڈ میں ہیں انھے اس وقت صرف دعاؤں کی ضرورت ہے باقی زندگی اور موت تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے.....

شافع نے تھوک نگلا اور اثبات میں گردن ہلائی.... آپریشن کب تک کریں گے ؟؟؟
شافع نے پوچھا.... بس جب پیسے جما کروادیں شافع کھڑے ہوتے ہوئے بولا پیسے ابھی جما ہو جائیں گے آپ آپریشن کی تیاری کریں.... شافع اٹھ کر باہر جانے لگا پھر مڑ کر پوچھا کیا میں ان سے مل سکتا ہوں ؟؟؟۔
ویسے ہم کسی کو اجازت نہیں دے رہے لیکن اگر وہ ہوش میں ہوں تو آپ مل لیں لیکن جلدی باہر آجائے گا کیونکہ زیادہ بولنا انکے لئے صحیح نہیں ہے.....
شافع نے اثبات میں گردن ہلائی اور باہر آگیا باہر آکر وہ ریسیپشن کی طرف گیا اور کارڈ سے پیسے جما کروادیئے.... پھر نور کی طرف واپس آیا صدیقی صاحب ابھی بھی نہیں آئے تھے... شافع کو آتا دیکھ کر نور فوراً کھڑی ہوئی.... کیا کہا ڈاکٹر نے ؟ شافع اسے تسلی دیتا ہوا بولا تم فکر مت کرو ڈاکٹر نے کہا ہے ٹھیک ہو جائیں گی وہ.... نور واپس بیٹھ گئی شافع اسے دیکھتا ہوا بولا "تم بس دعا کرو" نور وہیں ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گئی..... تم اپنے بابا کو فون کر کے بولو کہ واپس آجائیں ایک دو گھنٹے بعد آپریشن ہے... نور نے اثبات میں سر ہلایا....
میں تمھاری ماما سے مل کر آتا ہوں نور فوراً کھڑی ہوتے ہوئے بولی ڈاکٹر نے ہمیں اندر جانے سے منا کر دیا تھا... میں نے ڈاکٹر سے پوچھ لیا ہے..... نور آگے بڑھتے ہوئے بولی

تو پھر میں بھی چلتی ہوں.... شافع نے نفی میں سر ہلا کر اسے واپس کرسی پر بیٹھایا،،، تم ان کے لئے یہاں بیٹھ کر دعا کرو.... بعد میں مل لینا یہ کہہ کر شافع اندر کمرے میں چلا گیا..... دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا ارمینہ بیگم کو مسنوعی سانس دی جارہی تھی... شافع آہستہ آہستہ چل کے انکے پاس رکھی کرسی پر آکر بیٹھ گیا..... انکی آنکھیں بند تھیں..... شافع نے آہستہ سے انکا ہاتھ تھاما شافع کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا ارمینہ بیگم نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں.... شافع انھے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا..... ارمینہ بیگم کی آنکھ سے آنسوں نکل کر کنپٹی پر بہہ گیا..... شافع انکے آنسوں صاف کر کے بولا نہیں رونا نہیں ہے آپ نے آپ جلدی ہی ٹھیک ہو جائیں گی.... ارمینہ بیگم کچھ بولنا چاہ رہی تھیں لیکن ان سے بولا نہیں گیا..... شافع نے انکا ہاتھ تھپتھپایا فکر مت کریں آپ جلدی ہی ٹھیک ہو جائیں گی،،، شافع کو وہاں بیٹھنا مشکل لگ رہا تھا اسلئے وہ وہاں سے جانے کے لئے اٹھا لیکن ارمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا.... شافع نے انکی طرف دیکھا وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھیں.... شافع نے اپنا کان انکے قریب کیا..... ارمینہ بیگم اٹک اٹک کر بولیں

"میری آئے نور کو اپنالو" شافع کو جھٹکا لگا وہ سیدھا ہوا اور ارمینہ بیگم کو دیکھنے لگا... ایک جھٹکے سے شافع کرسی پر بیٹھ گیا کیونکہ کھڑے رہنا مشکل ہو گیا تھا... ارمینہ بیگم ہمت کر کے پھر آہستہ آہستہ بولیں میری نور سے شادی کر لو....

شافع نے نفی میں سر ہلایا آنٹی میں ایسا نہیں کر سکتا اور نور بھی یہ نہیں مانے گی.... ارمینہ بیگم رونے لگیں، پھر ٹھہر ٹھہر کر بولیں ایک ماں کی آخری خواہش سمجھ کر میری بات مان لو نور میری بات نہیں ٹالے گی... میں نہیں چاہتی میرے بعد میری بچی دربدر ہو جائے،،، شافع نے انکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی آپکو کچھ نہیں ہو گا،،، ارمینہ بیگم اسکی بات کاٹ کر بولیں میں تمھے نہیں جانتی بیٹا لیکن میں اپنے اللہ پر یقین رکھ کر نور کو تمھارے حوالے کرنا چاہتی ہوں، انکار مت کرنا یہ سمجھ لو کے یہ میری آخری خواہش ہے میری بچی ویسے ہی آزمائش میں ہی یہ دنیا میری بیٹی کو طعنوں سے مار دے گی....

شافع نے انکا ہاتھ تھاما ہوا تھا اسے ارمینہ بیگم کی بے بسی پر بہت ترس آیا تھا شافع نظریں نیچے جھکاتا ہوا بولا "آئے نور نہیں مانے گی" ارمینہ بیگم بولیں تم صرف اسے یہ کہنا تمھاری ماما چاہتی ہیں ایسا وہ آنکھیں بند کر کے راضی ہو جائے گی..... شافع نے انکے آنسوں پوچھ کر کہا ٹھیک ہے پہلے آپ ٹھیک ہو جائیں پھر اپنے ہاتھوں سے یہ کام کریئے گا... ارمینہ بیگم نے نفی میں آہستہ سے گردن ہلائی،،، نکاح ابھی ہو گا میرے پاس زیادہ

وقت نہیں ہے.... شافع کا دل پھٹا وہ ایک ماں کو مرتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو مرتے وقت بھی صرف اپنی بیٹی کا سوچ رہی تھی.... شافع نے ارمینہ بیگم کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اثبات میں گردن ہلائی "نکاح ابھی ہو گا"

اور پھر اٹھ کر باہر آ گیا،،،،، وہ باہر آیا تو صدیقی صاحب آ چکے تھے اور نور سے کچھ پوچھ رہے تھے انھوں نے شافع کو کمرے سے نکلتے دیکھا تو انکی بھنویں تن گئیں، قریب آ کر دبی آواز میں دانت پیس کر بولے تم یہاں کیوں آئے ہو؟ کیا ہماری بدنامی کرنے میں اور کوئی قصر باقی ہے؟ نور انکے قریب آئی.... شافع نے نظریں اٹھا کر نور کو دیکھا.... پھر سانس کھینچ کر آنکھیں بند کیں اور صدیقی صاحب کی باتوں کو نظر انداز کر کے بولا "میں نور سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ابھی اور اسی وقت"

نور ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا،،، وہ شافع کو حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی تھی... صدیقی صاحب کو بھی جیسے سکتا ہو گیا تھا.... شافع نے گردن اٹھائی اور صدیقی صاحب کی طرف دیکھ کر دوبارہ بولا "میں نور سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اسی وقت" صدیقی صاحب خاموش رہے نور آگے آ کر چیختے ہوئے بولی یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہوش میں تو ہو....؟ شافع نے ہونٹ بھینچیں اور پھر نور کی طرف دیکھا نور ابھی بھی حیرت کے عالم میں تھی.... "نور تمھاری ماما چاہتی ہیں کہ میں تم سے نکاح

کرلوں "نور پیچھے ہوئی منہ ہی منہ میں بولی ماما چاہتی ہیں؟ لیکن وہ ایسا کیوں چاہتی ہیں....؟

اس سے پہلے کے نور کچھ اور بولتی صدیقی صاحب بولے "میں تیار ہوں تم دونوں کے نکاح کے لئے تم اپنے گواہ بولالو"

نور نے بے یقینی سے صدیقی صاحب کی طرف دیکھا بابا آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں...

صدیقی صاحب نور کی کوئی بھی بات سنے بغیر وہاں سے چلے گئے..... نور شافع کی طرف مڑی نور ہڑ بڑاہٹ کے ساتھ بولی..."تم.....! تم منا کردو اس نکاح کے لئے، شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا تمھاری ماما چاہتی ہیں یہ "نور سر تھام کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی لیکن ماما ایسا کیوں چاہتی ہیں وہ بھی اس وقت؟ میں.....! میں یہ نکاح نہیں کر سکتی میں منا کردوں گی....

شافع اسکے برابر میں بیٹھتے ہوئے بولا میں نے بھی تمھاری ماما سے یہی کہا تھا کہ نور نہیں مانے گی لیکن پتا ہے انھوں نے کیا کہا... نور نے سوالیہ نظروں سے شافع کی طرف دیکھا....."کیا کہا؟" شافع سامنے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے بولا انھوں نے کہا کہ نور کو جا کر بولنا کہ اسکی ماما ایسا چاہتی ہیں, وہ کبھی انکار نہیں کرے گی "نور کی نظریں شافع پر تھیں،،، نور نے ہونٹ بھینچیں آنسوں نکل کر اسکے گال پر بہہ گئے..."ماما نے ایسا کہا

تھا؟" شافع نے اثبات میں سر ہلایا... نور کچھ دیر میں انھے آپریشن کے لئے لیجائیں گے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے...

شافع نے گردن موڑ کر نور کی طرف دیکھا نور کی نظریں فرش پر تھیں آنسوں بہہ رہے تھے اور چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔" کیا تم تیار ہو اس نکاح کے لئے ؟" شافع نور کی طرف دیکھتا رہا..... کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد نور نے اثبات میں گردن ہلائی.... شافع نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک لمبا سانس کھینچا.....

شافع باہر آیا اور موبائل نکال کر آن کیا جو کے اسنے بند کر کے رکھ دیا تھا.... اسنے جیسے ہی موبائل آن کیا تیمور صاحب اور دوسرے لوگوں کے میسیجز، اور کال کی برسات تھی اسنے کال کاٹ کر سب سے پہلے زایان کو فون گھمایا، اسے اس وقت صرف زایان یاد آیا تھا.... اسنے کال لگائی لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ زایان کا فون بند تھا اسے حیرت ہوئی، اسنے دوبارہ فون لگایا.... لگاتار دس بارہ بار اسنے فون لگایا لیکن موبائل لگاتار بند تھا.... اسنے سر پر ہاتھ رکھا، وہ اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ زایان کی غیر موجودگی میں کیسے کر سکتا تھا، لیکن وقت کم تھا.... اسنے زایان کے لئے میسج چھوڑ دیا" جیسے ہی میری کال دیکھو مجھے فون کرنا" اسکے موبائل پر سارے میسیجز اور کال میں ایک بھی زایان کی کال یا میسج نہیں تھا شاید ابھی تک وہ اس خبر سے آگاہ نہیں تھا....

شافع نے کچھ اور لوگوں کو کال لگائی اور کچھ ضروری سامان لینے جانے کے لئے گاڑی میں بیٹھ گیا....

ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہ سب ہاسپٹل میں ڈاکٹر کی اجازت سے ارمینہ بیگم کے کمرے میں موجود تھے... نور ارمینہ بیگم کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھی تھے اسکا ہاتھ ارمینہ بیگم کے ہاتھ میں تھا اسنے سادھا سفید سوٹ پہنا ہوا شافع جا کر نکاح کی لال چنری لے آیا تھا نور نے وہ چنری سر پر اوڑھ کر چہرے پر گرائی ہوئی تھی... صدیقی صاحب نور کے ساتھ ہی کھڑے تھے.... سامنے صوفے پر شافع اپنے آفس کے تین چار لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور انکے سامنے کرسی پر نکاح خواں بیٹھے تھے....

شافع نے صدیقی صاحب کی طرف دیکھ کر کہا انکل آپ کی اجازت ہو تو شروع کریں؟

صدیقی صاحب نے آہستہ سے اثبات میں گردن ہلادی... نکاح خواں نے نکاح کے کلمات ادا کرنا شروع کئے... نور نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچیں چنری کے نیچے اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا.... اسنے اپنی مہندی والے ہاتھوں کو دیکھا کس نے سوچا تھا کہ یہ مہندی کسی اور کے نام سے لگے گی لیکن نصیب شافع کی بنے گی؟ کیا کسی نے سوچا تھا

کہ ایک رات میں اسے آسمان سے زمین پر پٹک دیا جائے گا...اور ایک گھنٹے میں اسے اچانک کسی اور کے نام کر دیا جائے گا....

نکاح کے کلمات پہلی بار دھرائے گئے، شافع آخری وقت تک اپنے موبائل کو دیکھتا رہا کہ شاید اب زایان کا فون آجائے لیکن نہیں آیا.... شافع نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملایا ہوا تھا، "اسنے تو کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا کہ اسکا نکاح اسطرح ہوگا اور اس سے بڑھ کر یہ تھا کہ زایان کی غیر موجودگی میں ہوگا؟"" قبول ہے" نور کی آنکھ سے ایک آنسوں نکل کر اسکے ہاتھ پر گرا...

صدیقی صاحب خاموشی سے نظریں جھکائے کھڑے تھے, نکاح خواں نے دوسری بار نکاح کے کلمات دوہرائے،،، "شافع کے سامنے ااسکی اور نور کی اب تک کی ملاقات ایک فلم کی طرف چلتی ہوئی نظر آئی "اسے یقین نہیں آیا کہ اسکا آئے نور سے نکاح ہو رہا ہے..." دوسری بار نکاح کے کلمات ادا ہوئے شافع نے کہا" قبول ہے "تیسری بار نکاح کے کلمات ادا ہوئے شافع نے نظریں اٹھا کر نور کی طرف دیکھا اسکا چہرہ اسے صاف نظر نہیں آرہا تھا لیکن اسے پتا تھا کہ اس وقت اسنے ہونٹ بھینچے ہوئے ہونگے، آنکھیں بند ہونگی، اور آنسوں جاری ہوں گے شافع نے اس پر سے نظریں ہٹا کر کہا" قبول ہے".....

نکاح خواں نے نکاح کے کاغذات دستخط کے لئے شافع کی طرف بڑھائے شافع نے پیپر پر سائن کئے تو نکاح خواں نے دعا کروائی اور نور کی طرف مڑے.....انھوں نے نکاح کے کلمات دہرائے،،، آئے نور خاموش رہی ارمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ آہستہ سے دبایا نور جیسے ہوش میں آئی... اسنے نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا چنری میں سے دھندلا سا اسے شافع کا چہرہ نظر آیا جس کی نظریں اسی پر تھیں... نور نے کپکپتے لفظوں سے کہا" قبول ہے" دوسری بار نکاح خواں نے پوچھا،،، نور کی نظریں شافع پر ہی تھیں" قبول ہے" تیسری بار پوچھا گیا نور خاموش رہی... صدیقی صاحب نے آہستہ سے نور کے سر پر ہاتھ رکھا نور نے آنکھیں بند کیں...." قبول ہے" شافع نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبا سانس کھینچا.... نور نے کپکپاتے ہاتھوں سے سائن کئے دعا کروائی گئی....

شافع کھڑے ہو کر اپنے آفس کے لوگوں سے گلے مل رہا تھا وہ لوگ اسے مبارکباد دے رہے تھے لیکن شافع کا چہرہ سپاٹ تھا.... ارمینہ بیگم رو رہیں تھیں نور نے انکے آنسوں صاف کئے... شافع صدیقی صاحب کے قریب آیا.... اور انکے گلے لگا صدیقی صاحب نے آہستہ سے اسکی پیٹھ تھپتھپائی....

صدیقی صاحب نے شافع سے کوئی سوال نہیں کیا تھا نہ ہی نکاح میں اسکے گھر والوں کی غیر موجودگی پر کچھ کہا.... وہ اس موقع کو غنیمت سمجھ رہے تھے کہ نور سے کوئی نکاح

کرنے کے لئے راضی ہو گیا ورنہ وہ جانتے تھے کہ اب تو نور کی کسی اور سے شادی ہونا ناممکن سی بات تھی.....

صدیقی صاحب شافع کے آفس کے لوگوں کو لے کر کمرے سے باہر نکلے سب چلے گئے تو کمرے میں ارمینہ بیگم نور اور شافع بچے..... نور نے اپنی چنری چہرے پر سے ہٹائی... شافع کو سب کچھ اپنا سا لگا تھا،،،، ایک گھنٹے کے اندر اندر نور "آئے نور صدیقی سے آئے نور شافع وارثی ہو گئی تھی" شافع کی نظریں نور پر تھیں اور نور کی ارمینہ بیگم پر انکے لگاتار آنسوں نکل رہے تھے....

نور انکی آنکھوں کے کنارے صاف کر کے بولی اب آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں، ارمینہ بیگم نے شافع کی طرف دیکھا وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھیں لیکن ان سے بولا نہیں گیا وہ آئے نور کا ہاتھ شافع کی طرف بڑھا رہی تھیں لیکن انکے ہاتھوں میں جان نہیں تھی شافع نے آگے بڑھ کر انکے ہاتھ میں موجود نور کا ہاتھ تھام لیا نور نے نظریں اٹھا کر شافع کی طرف دیکھا.... دونوں کی نظریں ملیں،،،، شافع سمجھ گیا تھا کہ ارمینہ بیگم اس سے کیا کہنا چاہ رہی ہیں شافع نے نور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر انھے تسلی دلائی "آپ فکر مت کریں میں ہمیشہ نور کے ساتھ کھڑا رہوں گا" شافع اور بھی نا جانے ان سے کیا کیا کہہ رہا تھا لیکن نور کی نظریں شافع کے چہرے پر اٹک گئیں.....

شافع وہیں بیٹھا تھا جب اسکا موبائل بجا اسے لگا زایان کا فون ہو گا لیکن فون کسی انجان نمبر سے تھا شافع نے کال اٹھا کر موبائل کان سے لگا لیا ہیلو....؟ کال پھر کسی نیوز چینل سے تھی، شافع صاحب ہم آپ سے آپکی وائیرل ہونے والی تصاویروں سے متعلق کچھ جاننا چاہتے ہیں... شافع اٹھ کر کونے پر آ گیا اور ضبط سے ایک لمبا سانس کھینچ کر بولا جی کہیں..... دوسری طرف سے آدمی نے سوال پوچھا سب سے پہلے آپ یہ بتائیں شافع صاحب آپکے ساتھ جو لڑکی ہے وہ کون ہے کیا وہ آپکی کوئی معشوق.... انکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی شافع دانت بھینچ کر بولا "بیوی ہے وہ میری" اور اپنے یہ گھٹیا الفاظ آئندہ مجھ سے بات کرتے وقت استعمال مت کرنا ورنہ ایک چینل پر تو کیا سارے چینلز پر تمھارا مجرا نشر کرواؤں گا اور وہ بھی لائو.... شافع نے دانت پیستے ہوئے کال کاٹ دی....

پھر پلٹا نرس کمرے میں داخل ہوئی تھی اسکے ساتھ ہی صدیقی صاحب بھی تھے وہ نرس نور کو ارمینہ بیگم کے پاس سے ہٹاتے ہوئے بولی ہمیں انھے آپریشن کے لئے لے کر جانا ہے انکا بی پی چیک کرنا ہے نور وہاں سے اٹھ گئی... شافع اسکے پیچھے آ کر کھڑا ہوا..... صدیقی صاحب سامنے کھڑے تھے.... نرس بی پی چیک کرنے کے بعد بولی انکا بی پی

نارمل نہیں ہے، خیر میں انھے ایک انجیکشن دے دیتی ہوں پھر ہم انھے لے کر چلے جائیں گے..... ارمینہ بیگم کی آنکھیں بند تھیں.. نرس نے انھے انجیکشن دیا دو وارڈ بوائے اسٹیچر لے کر کمرے میں آئے نرس نور کی طرف دیکھ کر بولی آپ لوگ باہر چلے جائیں.... نور نے پریشانی سے شافع کی طرف شافع نے اثبات میں سر ہلا کر اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا.... صدیقی صاحب اور وہ دونوں باہر آ گئے, نور کرسی پر بیٹھ گئی صدیقی صاحب کچھ فاصلے پر دیوار سے ٹیک لگائے پریشانی کے عالم میں آنکھیں بند کئے کھڑے تھے شافع انکے قریب گیا اور انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے ہوئے بولا آپ پریشان مت ہوں بس دعا کریں، صدیقی صاحب نے اسکی طرف دیکھا,,, شافع انکے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا، صدیقی صاحب ٹھہر ٹھہر کر بولے آپریشن کے لئے پیسے تم نے جما کروائے ہیں؟ شافع سیدھا ہوا اور گلا کھنکار کر بولا نہیں میں نے نہیں کروائے،،، صدیقی صاحب اسکی طرف دیکھ کر بولے ریسیپشن پر پیسے جما کروانے والے کا نام شافع وارثی لکھا ہے تمھارا نام ہی شافع ہے نہ؟ شافع ہلکا سا مسکرایا اور انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا پیسے آپکے بیٹے نے جما کروائے ہیں،،، صدیقی صاحب نے زیر لب دہرایا بیٹے نے؟ شافع مسکراتے ہوئے انکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا کیوں میں آپکا بیٹا نہیں ہوں کیا؟ صدیقی صاحب کے ہونٹ کپکپائے اتنے میں ارمینہ بیگم کو اپریشن تھیٹر لیجانے کے

لئے کمرے سے باہر لایا گیا.... نور کھڑی ہو کر انکے پاس آئی اور انھے آہستہ سے آواز لگائی ماما.....

لیکن ارمینہ بیگم بیہوش تھیں،،، اسے بہت طلب تھی کہ آپریشن تھیٹر میں جانے سے پہلے وہ ایک بار ان سے بات کر لے لیکن وہ آنکھیں بند کئے لیٹی تھیں انکے چہرے پر سکون تھا،،، لیکن نور اس بات سے انجان تھی کے شاید وہ اب ان سے کبھی بات نہ کر پائے....

ارمینہ بیگم کو لے گئے کشمکش کی گھڑی شروع ہو گئی تھی.... صدیقی صاحب وہاں سے جاتے ہوئے بولے میں ذرا نماز پڑھنے جا رہا ہوں،،، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی وہ چلے گئے تو شافع نے نور کی طرف دیکھا نور ہاتھ جوڑے ان پر سر ٹکائے بیٹھی تھی وہ کچھ پڑھ رہی تھی آنسوں بھی نکل رہے تھے اور ایک ٹانگ مسلسل ہل رہی تھی..... شافع اسکے برابر میں آکر بیٹھا نور نے سر نہیں اٹھایا اسی طرح بیٹھی رہی اسنے ابھی بھی نکاح کی چنری سر پر اوڑھ رکھی تھی، شافع کے پاس اسے تسلی دینے کے لئے بھی الفاظ نہیں تھے، وہ کچھ دیر اسے اسی طرح دیکھتا رہا، جب نور نے نہ کوئی ردے عمل ظاہر کیا نہ سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تو شافع بولا تم نے کچھ کھایا ہے؟ نور نے ششش کر کے اسے آنکھیں دکھا کر چپ رہنے کا اشارہ کیا.... اور وآپس اپنے پہلے والے انداز میں بیٹھ گئی،،، شافع چپ

ہو گیا آپریشن دو ڈھائی گھنٹے کہ تھا، شافع وہاں سے اٹھ کر کہیں چلا گیا کچھ دیر بعد وہ لوٹا تو نور تب بھی اسطرح بیٹھی تھی شافع کے ہاتھ میں جوس اور سینڈوچ تھا.... شافع اسکے برابر میں آکر بیٹھا اور اسے آواز لگائی نور نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا اسنے دوبارہ اسے آواز لگائی لیکن اسنے چہرے پر سے ہاتھ نہیں ہٹائے، شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر چہرے سے ہٹایا تو اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی شافع گھبرا گیا کیا ہوا تمھے اچانک اسطرح کیوں رونے لگیں، ڈاکٹر باہر آیا تھا کیا؟ کچھ کہا ہے کسی نے؟ نور نے نفی میں گردن ہلائی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، ماما کو اگر کچھ ہو گیا تو؟ شافع کے پاس الفاظ ختم ہو گئے... اسنے ہونٹ بھینچے پھر آہستہ سے نور کے آنسوں صاف کئے... نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو اسنے ہاتھ نیچے کر لئے، تم اسطرح رونے کے بجائے ان کے لئے دعا کرو کہ وہ ٹھیک ہو جائیں، نور نے اپنے آنسوں پوچھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا،،، شافع سینڈوچ کھولتا ہوا بولا اب جلدی سے یہ کھالو،،، نور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی نہیں مجھے نہیں کھانا شافع نے بہت اصرار کیا لیکن اس نے نہیں کھایا اچھا یہ جوس پی لو پلیز، نور نے پھر نفی میں سر ہلایا،،،

تو شافع اسے دیکھتا ہوا بولا،،، کچھ دیر پہلے میں نے تمھاری ماما سے بہت سے وعدے کئے ہیں نور ان وعدوں کو پورا کرنے کی شروعات تو کرنے دو مجھے, نور نے نظریں اٹھا کر اسے

دیکھا"لوگ تو سفر کے آغاز میں ہی چھوڑ جاتے ہیں تم وعدے نبھانے کی بات کر رہو"
شافع اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا میں نہیں چھوڑوں گا یقین رکھو.....
نور نے اس پر سے نظریں ہٹائیں، پلکھیں جھکاتے ہوئے بولی یقین نہیں کر پاؤں گی
میں.... شافع نے سانس کھینچا ٹھیک ہے مت کرنہ یقین، پھر جوس نور کے ہاتھ میں پکڑایا
پیو اسے، اس دفعہ نور نے ضد نہیں کی اور جوس کے ایک دو گھونٹ لے رکھ دیا تو شافع کو
کچھ تسلی ہوئی اتنے میں صدیقی صاحب بھی واپس آ گئے....
کچھ پل خاموشی سے گزرے نور آنکھیں بند کر کے دعاؤں میں مصروف تھی آپریشن
ڈھائی گھنٹے کا تھا لیکن ایک گھنٹے بعد ہی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے نکلا،،، آئے نور، شافع اور
صدیقی صاحب تینوں کھڑے ہو گئے آئے نور اپنی جگہ پر ہی کھڑی تھی اسکا دل زوروں
سے دھڑک رہا تھا،،، صدیقی صاحب اور شافع ڈاکٹر کی طرف بڑھے، ڈاکٹر نے صدیقی
صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا، آپریشن کے بیچ میں
ہی انکی حالت مزید خراب ہونے لگی بلڈ پریشر بھی نارمل نہیں ہو رہا تھا اسلئے ہم انکو بچا
نہیں پائے،،، نور ایک جھٹکے سے سکتے کے عالم میں کرسی پر گری صدیقی صاحب
لڑکھڑائے شافع نے فوراً آگے بڑھ کر انھے سنبھالا اور کرسی پر بیٹھایا وہ سر پکڑ کر رونے

لگے، شافع نے نور کی طرف دیکھا وہ سکتے کے عالم میں تھی جو آنسوں کب سے جاری تھے وہ اچانک بند ہو گئے تھے....

شافع صدیقی صاحب کو سنبھال رہا تھا لیکن اسکی نظریں آئے نور پر تھیں جو بے سدھ سی بیٹھی تھیں وہاں ان دونوں کو سنبھالنے کے لئے وہ اکیلا ہی تھا، شافع کو نور ٹھیک نہیں لگی اتنے میں آپریشن تھیٹر سے ارمینہ بیگم کو اسٹیچر پر لایا گیا انکا منہ سفید چادر سے ڈھکا ہوا تھا.... نور فوراً اٹھی اور دیوانہ وار اسٹیچر کی طرف بھاگی شافع اسکی طرف دوڑا، نور نے ارمینہ بیگم کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور دیوانہ وار بولی "ماما،،،، ماما اٹھیں،،، ماما آپ مجھے اسطرح، اس وقت نہیں چھوڑ کے جا سکتیں، ماما اٹھیں وہ دھاڑیں مار کر چیخ رہی تھی شافع نے اسے بازو سے پکڑا تو اسنے شافع کا ہاتھ جھٹکا،، ماما اٹھیں، ماما پلیز ابھی نہیں،،، ابھی نہیں ماما،،، ماما میں آپکے بغیر کیسے رہوں گی،،، مجھے آپکے بغیر رہنا نہیں آتا ماما، آپ اپنی بیٹی کو اسطرح مشکل میں چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہیں آپ جو چاہتی تھیں میں نے وہ بھی کر لیا تو آپ مجھے اسطرح چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہیں؟ وہ چیخی کیسے جا سکتی ہیں آپ مجھے چھوڑ کے ماما میں کیسے رہوں گی آپ نے ذرا سا بھی نہیں سوچا نور اسٹیچر کو نہیں چھوڑ رہی تھی شافع نے اسکے ہاتھ سے اسٹیچر چھوڑ کر اسے اپنی طرف گھمایا، تو وہ شافع پر چیخی میں اپنی ماما سے بات کر رہی ہوں تم مجھے ان سے بات کیوں نہیں کرنے دیتے چھوڑو مجھے

اسنے شافع کو دھکا دیا تو شافع اسے جھنجھوڑتے ہوئے لڑکھڑاتی آواز سے بولا وہ چلی گئی ہیں نور وہ جس کی امانت تھیں اسنے انھے واپس لے لیا تمھارے یا ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جس کا جو وقت مقرر ہے اسے تب ہی جانا پڑتا ہے.... نور نے سکتے کے عالم میں اسکی بات سنی اور اسکی باہوں میں جھول گئی.....

پاکستان کے تقریباً سارے نیوز چینل پر یہ بات پھیل گئی تھی کہ شافع وارثی کی جس لڑکی کے ساتھ تصاویریں پھیلی ہیں وہ اور کوئی نہیں اسکی بیوی ہے،،، نیوز چینل والے اس خبر کو اور مرچ مصالحہ لگا کر پیش کر رہے تھے تیمور صاحب تک جیسے ہی یہ خبر پہنچی انکا غصہ برداشت سے باہر ہو گیا،،، حد تو تب ہوئی جب شافع نے انکی کال اٹھانے کے بجائے اپنا موبائل ہی بند کر دیا اور جب دوبارہ موبائل آن کیا تب بھی انکی کال نہیں اٹھائی....

جب شافع نے زایان کو کال کی تھی تب زایان ایک میٹنگ میں تھا اور کینیڈا پہنچ کر وہ ہوٹل میں تھا جب سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اسکا موبائل گر گیا، جب سے اسکا موبائل بار بار بند ہو رہا تھا... زایان فارغ ہو کر جب ہوٹل واپس آیا اور موبائل چارج پر لگا کر آن کیا تو شافع کی اتنی ساری کال اور میسج دیکھ کر اسے پریشانی نے گھیر لیا... اسنے فوراً

ہوٹل کے فون سے شافع کو کال کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس سے پہلے اسنے دوسرے میسج چیک کئے اسنے سب سے پہلے حیدر صاحب کا آیا ہوا میسج دیکھا انھوں نے اسے کوئی لنک سینڈ کیا تھا اسنے لنک کھولا تو شافع اور آئے نور کی وائیرل ہوئی تصویریں سامنے آئیں جس پر میڈیا اور عام لوگوں نے طرح طرح کے تبصرے کئے ہوئے تھے، زایان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ فوراً کمرے میں موجود فون کی طرف بھاگا کیونکہ اگر وہ اپنے موبائل سے کام کرتا تو موبائل بند ہو جاتا،،، زایان ابھی تک شافع اور نور کے نکاح والی خبروں سے بے خبر تھا کیونکہ دوسرے میسج اسنے کھولے ہی نہیں تھے اسنے تیزی سے شافع کا نمبر ملایا، اس وقت پاکستان میں رات کا ایک بج رہا تھا شافع اور باقی سب اس وقت صدیقی صاحب کے گھر میں موجود تھے کچھ لوگ بھی آئے ہوئے تھے، شافع نے دیکھا کسی انجان نمبر سے کال ہے اسے لگا پھر کسی نیوز چینل والوں کا ہو گا اس لئے وہ گھر سے باہر آ گیا اور کال ریسیو کر کے کان سے لگائی،،،

دوسری طرف سے زایان کی آواز گونجی شافع یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ تمھاری اور آئے نور کی اسطرح تصویریں کس نے نیوز چینل پر چلائیں شافع نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا یہ سب مجھے ابھی نہیں پتا، میں ابھی دوسرے معاملوں میں الجھا ہوا ہوں... زایان نے پریشانی سے پوچھا کن معاملوں میں اور کیا ہوا ہے...؟ شافع نے اپنے ہونٹ دانتوں سے

کانٹیں، میر ااور آئے نور کا نکاح ہو گیا ہے زایان،،، زایان کو آس پاس سب کچھ دھندلا ہوتے ہوئے لگا اسے لگا شاید اسنے کچھ غلط سنا ہے اسلئے بولا کیا کہا ہے تم نے؟ مجھے سمجھ نہیں آیا،،، شافع پھر سے بولا میں نے آئے نور سے نکاح کر لیا ہے.... زایان کے کانوں میں کڑواہٹ اتری تھی،،، مزاق کر رہے ہو؟ شافع چڑ کر بولا یہ مزاق کا وقت نہیں ہے زایان،،، زایان چیختے ہوئے بولا تو پھر تم یہ کیا بول رہے ہو کہ تمھارا اور آئے نور کا نکاح ہو گیا ہے اسطرح اچانک یوں کسی کو بنا بتائے یہ سب کیسے ہو سکتا ہے زایان بوکھلاہٹ کا شکار ہوا.... شافع نفی میں گردن ہلا کر بولا تمھے نہیں پتا یہاں ایک دن میں کیا کیا ہو گیا....

زایان خاموش رہا "نور کی ماما کی بھی ڈیتھ ہو گئی ہے" زایان کے سر پر ایک اور بم پھٹا زایان نے سکتے کے عالم میں پوچھا کیسے؟ شافع آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ہارٹ اٹیک ہوا تھا انھا.... زایان خاموش رہا.....

شافع پھر دوبارہ بولا یہاں حالات کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ نور اور مجھے اچانک نکاح کرنا پڑا میں تمھے کال کر رہا تھا لیکن تمھارا موبائل مستقل بند جا رہا تھا اور وہ تصویروں معاملہ بھی اسی سے جڑا ہوا ہے تم آؤ گے تو بتاؤں گا..... زایان کچھ دیر سکتے کے عالم میں بیٹھا رہا پھر

بھرائی ہوئی آواز سے بولا "میں آرہا ہوں پہلی فلائیٹ سے" یہ بول کر اسنے کال کاٹ دی شافع نے موبائل جیب میں رکھ لیا....

آدھی رات میں شافع نے تہمینہ بیگم کے نمبر پر کال لگائی کال اٹھالی گئی وہ شاید اسی کی کال کی منتظر تھیں،،،، شافع تم کہاں ہو اور فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے، یہ سب کیا چل رہا ہے بیٹا؟ انھوں نے سوالوں کی بوچھاڑ کی،،، شافع نے سانس کھینچ کر آنکھیں بند کیں "کہانی ایک دن کی ہے ماما لیکن کافی لمبی ہے ابھی سنانے کا وقت نہیں ہے" تہمینہ بیگم اسکی آواز سن کر بولیں تم ٹھیک تو ہو بیٹا؟ شافع کندھے اچکا کر بولا پتا نہیں،،، تہمینہ بیگم اس سے کچھ اور پوچھتیں اس سے پہلے تیمور صاحب نے انکے ہاتھ سے موبائل چھین لیا اور شافع پر دھاڑے.... یہ شام سے کیا تماشہ لگایا ہوا ہے تم نے آخر چاہ کیا رہے ہو تم ذرا سی شہرت ملی ہے اسے کیا ڈبونہ چاہتے ہو اور آخر کون ہے یہ سڑک چھاپ لڑکی جیسے تم اپنی بیوی کہتے پھر رہے ہو.....

شافع کی رگیں تن گئیں،،، پہلی بات تو یہ کہ وہ لڑکی میری بیوی ہے آپکے گھر کی بہو بیشک میں اسے نہیں کہوں گا لیکن وہ میری بیوی ہے اور اسکا نام "آئے نور شافع وارثی" ہے

سمجھے آپ؟، تیمور صاحب دھاڑے وہ جو بھی اسے فارغ کرو کسی ایری غیری لڑکی کو میں اپنے گھر کی بہو ہر گز تسلیم نہیں کروں گا،،،،، یہ خبر ابھی حویلی تک پہنچی نہیں ہے اگر بی اماں کو یہ سب پتا چل گیا تو کتنا دل برداشتہ ہوں گی وہ تم نے سوچا ہے؟؟؟ تم ایک بات کان کھول کر سن لو شافع میں اس لڑکی کو اپنے گھر کی بہو کبھی نہیں مانوں گا اور نہ ہی وہ کبھی میرے گھر میں قدم رکھے گی....

شافع طنزیہ ہنسہ آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میں آپکے گھر میں نہیں اپنے گھر میں رہتا ہوں اور یہ بات تو آپ بھول ہی جائیں کہ میں اپنی بیوی کو آپکے گھر کی شکل بھی دکھاؤں گا آپکا گھر آپکو مبارک ہو تیمور صاحب..... شافع نے دانت پیستے ہوئے کال کاٹ دی.....

صبح تک حویلی میں بھی شافع کی شادی کی خبر پہنچ گئی بی اماں اور عائشہ بیگم نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا، بی اماں ہر کسی پر دھاڑ رہی تھیں آخر یہ ہو کیا رہا ہے اس خاندان میں؟ یہ شافع چاہتا کیا ہے کس لڑکی سے نکاح کر کے بیٹھ گیا، یہی وجہ تھی اسکے انکار کی، ہم نے تو سارے خاندان میں ارحام اور شافع کی شادی کی خبر بھی پھیلا دی تھی اب کیا منہ دکھائیں

گے ہم سب کو.... عائشہ بیگم روتے ہوئے بولیں، اماں میری بیٹی سے کون شادی کرے گا اب وہ تو پہلے سی شافع کے لئے آدھی ہو چکی ہے اب اسے شافع کی شادی کا پتا چلے گا تو کیسے برداشت کر پائے گی وہ؟

ابراہیم صاحب سامنے سر تھامے بیٹھے تھے، بی اماں کو دیکھتے ہوئے بولے ارحام سے شادی کے لئے تو وہ پہلے ہی راضی نہیں تھا اماں آپ لوگ ہی زبردستی کر رہے تھے لیکن میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ شافع اسطرح شادی کر لے گا یقیناً بات کچھ اور ہے....

بی اماں غصے سے چیختے ہوئے بولیں ارے میاں یہ اب اسنے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا کہ کس طرح ہمیں سارے خاندان میں ذلیل اور رسوا کرے گا، تبھی تو اسنے پہلے ہی گھر چھوڑ دیا تھا تاکہ کوئی اسے کچھ کہنا سکے....

لیکن میں شافع کو کبھی معاف نہیں کروں گا،،، بس ختم اسکا اور ہمارا رشتہ.... ابراہیم صاحب صوفے پر سے اٹھتے ہوئے بولے اماں ہر بات میں رشتے ختم کرنے کی بات مت کیا کریں اس نکاح کی ضرور کوئی وجہ ہو گی ورنہ شافع اسطرح کبھی نہیں کرتا... عائشہ بیگم روتے ہوئے بولیں، ہماری بیٹی کی زندگی جو برباد ہوئی ہے آپ کو وہ نظر نہیں آتا آپ کو بس شافع کی لگی ہوئی ہے.... ابراہیم صاحب غصے میں بولے عائشہ تم ہر بات میں رونا دھونا مت مچایا کرو ہماری بیٹی کے نصیب میں جو لکھا ہو گا اسے وہی ملے گا زبردستی سے کچھ

نہیں ہوتا... میں شافع سے بات کرتا ہوں، اور خبردار مجھے اب تمھارے دھاڑے مارنے کی آواز آئی.... ابراہیم صاحب غصے سے باہر چلے گئے۔۔۔

ظہر ہوتے ہی ارمینہ بیگم کو دفنا دیا گیا.... شافع صدیقی صاحب کا کندھا تھامے انھے گھر لایا، اور انھے انکے کمرے میں آرام کرنے کے لئے لیٹا دیا... آہستہ آہستہ سب مہمان بھی جانے لگے زایان کا ابھی تک کچھ پتا نہیں تھا... نور کی حالت بھی ٹھیک نہیں تھی رو رو کر اسکا برا حال تھا شافع نور کے کمرے کے باہر پہنچا... اور دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوا نور کمرے میں اکیلی تھی... اور گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی تھی..... شافع نے ایک نظر اسکے کمرے پر دوڑائی اور آہستہ سے کچھ فاصلے پر اسکے سامنے آکر بیٹھ گیا..... سائڈ ٹیبل پر کھانے کی ٹرے رکھی تھی جو ویسے کی ویسے ہی بھری تھی۔۔۔ شافع نے اسے پکارا... آئے نور.... نور نے سر اوپر اٹھایا.... اسکی آنکھیں سرخ ہو کر سوجی ہوئی تھیں..... شافع کو دیکھ کر وہ پھر رو دی....

میری ماما مجھے چھوڑ کر چلی گئیں شافع،،، میری ماما چلی گئیں،،، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی شافع کو تکلیف ہوئی شافع آہستہ سے آگے بڑھا اور اسکا سر تھام کر اپنے کندھے پر رکھ

لیااسنے آنکھیں بند کیں... نور لگاتار رو رہی تھی انھوں نے میرے بارے میں نہیں سوچا کہ میں کیسے رہوں گی انکے بغیر، وہ مجھے چھوڑ کر ایسے کیسے جاسکتی ہیں، وہ کہتی تھیں نور تمھارے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، تم مت رویا کرو، میں روتی تھی تو وہ میرے پاس آجاتی تھی وہ اب میرے پاس کیوں نہیں آرہیں، وہ شافع کے کندھے پر سر رکھ کر دیوانہ وار رو رہی تھی... شافع نے آہستہ سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اسکے سر پر دوپٹہ تھا...

شافع آہستہ سے بولا تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو نور کے انھوں نے تمھارے بارے میں نہیں سوچا انھوں نے اپنے آخری وقت میں بھی صرف تمھارے بارے میں سوچا ہے نور.... انھے پتا تھا انکے بعد تم اکیلی ہو جاؤ گی اسی لئے تو انھوں نے تمھے مجھے سونپ دیا،،، اور پھر جانا تو ہر ایک کو ہوتا ہے، اللہ اگر ہم سے ایک سہارہ چھینتا ہے تو دوسرا بھی تو دے دیتا ہے..... انھے تمھارے رونے سے تکلیف ہوتی تھی نہ تو تم کیوں رو کر انھے تکلیف پہنچا رہی ہو... شافع کا ہاتھ نور کے سر پر تھا وہ اب خاموشی سے اسکے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی اسنے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں.....

شافع کچھ دیر ٹھہرہ پھر آہستہ سے بولا مت رویا کرو نور، مجھے بھی تمھارے رونے سے تکلیف ہوتی ہے،،، نور نے آنکھیں کھولیں.... اور آہستہ سے اس سے الگ ہوئی "ایک

سحر تھا جو ٹوٹا تھا" نور نے اپنا چہرہ صاف کیا..... شافع تھوڑا پیچھے ہوا۔۔۔۔ شافع کی آنکھوں میں نمی تھی، شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا جاؤ منہ دھو کر آؤ پھر کھانا کھالو تمھارے بابا نے بھی کچھ نہیں کھایا، تم انھے اسی طرح بھوکا رکھو گی کیا۔۔۔۔؟ نور نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے آنسوں صاف کئے...

اور منہ دھونے جانے کے لئے اٹھ گئی.... اسنے ابھی بھی کل والا سوٹ پہنا ہوا تھا،،، شافع نے اسے جاتے دیکھا تو آنکھیں بند کر کے پیچھے کی طرف گردن جھکاتے ہوئے بولا.....

"

زایان ائیر پورٹ پر گردن جھکائے بیٹھا تھا.... اسکے بالکل سامنے والی کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی تھی وہ کچھ دیر زایان کو دیکھتی رہی پھر اٹھ کر زایان کے برابر میں آکر بیٹھ گئی،،،، زایان اسی طرح گردن جھکائے بیٹھا رہا. اس لڑکی نے اسے مخاطب کیا" Are you ok?" زایان نے گردن اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھا اس لڑکی نے پینٹ شرٹ پہن رکھی تھی اور اوپر ایک لمبا سا اپر تھا اسے دیکھ کر زایان کو اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ یورپین ہے یا ایشیا وہ لڑکی مسکرا کر اسکی طرف دیکھ رہی تھی،،، زایان نے گردن اثبات میں ہلا کر آہستہ سے کہا" yeah I am ok" اس لڑکی نے زایان سے پوچھا آپ کہاں سے

آئے ہیں؟زایان کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اسلئے اسے اس لڑکی سے چڑ ہوئی اسنے اسکی طرف دیکھ کر کہا" پاکستان "اور وہاں سے جانے کے لئے کھڑا ہو گیا، وہ لڑکی اسے دیکھتے ہوئے انگریزی میں بولی میں نے سنا ہے پاکستان کے لوگ بہت سوئٹ ہوتے ہیں لیکن تمھے دیکھ کر تو ایسا نہیں لگتا.....زایان نے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھا، پھر بولا ہاں ہم بہت سوئٹ ہوتے ہیں لیکن ہمیں غصہ بھی جلدی آجاتا ہے کیا آپ پلیز خاموش رہ سکتی ہیں زایان آپ اپنی عادت کے بر خلاف برتاؤ کر رہا تھا وہ لڑکی کندھے اچکا کر بولی اوکے سوری....

زایان وآپس بیٹھ گیا کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ لڑکی دوبارہ بولی" I am from Italy"لیکن میرے گرینڈ فادر پاکستان سے تھے زایان نے کچھ نہیں کہا خاموش رہا....وہ لڑکی انگریزی میں بولی میں سائیکالوجسٹ ہوں....زایان نے آنکھیں گھما کر کہا تو کیا میں آپ کو نفسیاتی لگ رہا ہوں؟ وہ لڑکی ہنسی پھر اپنی ہنسی سمیٹتے ہوئے بولی نہیں میں بس تمھاری نفسیات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں....زایان آنکھیں بڑی کر کے بولا اچھا تو پھر سمجھ لیا تم نے؟ وہ لڑکی کندھے اچکا کر بولی ہاں تھوڑا بہت ابھی میں سیکھنے کے مراحل پر ہوں تو ہو سکتا ہے غلط اندازہ لگایا ہو میں نے تمھارے بارے میں.....

زایان اسکی طرف دیکھتا ہوا بولا تو کیا اندازہ لگایا ہے تم نے میرے بارے میں،،،، وہ لڑکی

دلچسپی سے زایان کی طرف گھومی اور پھر آہستہ سے بولی "کسی لڑکی کا معاملہ ہے" زایان کے تاثرات بدلے وہ اسکی بات کو فوراً رد کرنا چاہتا تھا لیکن اس لڑکی سے جھوٹ بولنے کی اسکے پاس کوئی وجہ نہیں تھی... اسلئے وہ سیدھا ہوتے ہوئے بولا ہاں تقریباً... اس لڑکی نے اپنا اندازہ صحیح ہونے پر تالی ماری اور مسکرائی... زایان نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا تو اسنے فوراً اپنی مسکراہٹ سمیٹی،،، پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی گلا کنکھار کر بولی اسنے چھوڑ دیا یا تم نے؟ زایان نے بھنویں سکیڑ کر اسکی طرف دیکھا تم کیوں پوچھ رہی ہو یہ سب؟ وہ لڑکی پرجوش انداز میں بولی میں سائیکالوجسٹ ہوں کیا پتا تمھارا مسئلہ ہل کر دوں،،، زایان سیدھا ہوا اور اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس لڑکی کی دلچسپی ختم ہی نہیں ہو رہی تھی، کچھ دیر بعد وہ پھر بولی.... محبت کرتے تھے اس سے؟ زایان کا چہرہ سپاٹ تھا اس دفعہ اسنے لڑکی کے اوپر غصہ کرنے کے بجائے آہستہ سے نفی میں گردن ہلائی.... اس لڑکی نے حیرت سے زایان کی طرف دیکھا،،، "جب محبت نہیں کرتے تھے تو پھر کیا کرتے تھے؟" زایان کندھے اچکا کر بولا وہ مجھے اچھی لگتی تھی بس... شادی کرنا چاہتے تھے تم اس سے؟ زایان اپنے ناخنوں پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا سوچ سکتا تھا.... وہ لڑکی ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی،،، محبت نہیں کرتے تھے پر اچھی لگتی تھی، صرف اچھی لگتی تھی پھر بھی شادی کرنے کا سوچ سکتے تھے....؟ تو پھر شادی کی کیوں

نہیں ؟زایان نے اوپر کی طرف دیکھا.....اسکی شادی ہو گئی....! وہ لڑکی اوہ ہ کرتے ہوئے بولی یہ تو بڑا برا ہوا لیکن تمھے تو اس سے محبت نہیں تھی نہ پھر مسئلہ کیا ہے ؟زایان نے کندھے اچکائے ہاں محبت نہیں تھی لیکن وہ مجھے اچھی بھی تو لگتی تھی....وہ لڑکی زایان کی طرف پوری طرح گھوم کر بولی محبت میں اور کسی کے اچھا لگنے میں فرق ہوتا ہے،اور میں ایک بات گارنٹی سے کہہ سکتی ہوں کے تمھے اس لڑکی سے محبت نہیں تھی زایان کندھے اچکا کر بولا ہاں تو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ محبت نہیں تھی،،،
مجھے شافع کے علاوہ کسی سے بھی محبت نہیں ہو سکتی....وہ لڑکی حیرت سے بولی شافع کون ہے،،،زایان کی آنکھوں میں چمک آئی تھی "میرا بھائی ہے" وہ جب بھی کسی کو شافع کے بارے میں بتاتا تو وہ یہی کہتا تھا میرا بھائی ہے کبھی یہ نہیں کہتا تھا کہ میرا دوست ہے....
اس لڑکی نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اوہ اچھا تمھارا بھائی ہے،،،،،زایان نے ہمم کہا،،،
کچھ دیر بعد وہ لڑکی زایان کو بغور دیکھتے ہوئے بولی اچھا یہ بتاؤ کبھی تم سے کسی لڑکی کو محبت ہوئی ہے ؟زایان مصروف سے انداز میں نفی میں گردن ہلانے والا تھا وہ لڑکی پھر زایان کو بغور دیکھتے ہوئے بولی سوچ سمجھ کر جواب دینا.....زایان نے رک کر ایک لمبا سانس کھینچا،نیچے دیکھتے ہوئے آہستہ سے گردن اثبات میں ہلا کر بولا "ہاں ہوئی ہے" اس لڑکی

نے تم سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا؟ زایان نے فرش پر نظریں جماتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی.... اور تم نے اس لڑکی کی محبت کو ٹھکرا دیا تھا.....

زایان نے حیرت سے اس لڑکی کی طرف دیکھا تم یہ سب کیسے کہہ سکتی ہوں.... وہ لڑکی فخرانہ انداز میں کرسی سے ٹیک لگا کر بولی بس پتا ہے بہت انٹیلیجنٹ ہوں میں....

"مستقبل کی بہت مشہور سائیکالوجسٹ ہوں گی میں" زایان کے چہرے پر ہنسی آئی اسے اپنا خود کو "مشہور و معروف بزنس مین زایان حیدر" کہنا یاد آیا....

وہ لڑکی واپس زایان کی طرف گھومی ہاں تو ہم کہاں تھے؟ زایان سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا "میرے محبت کو ٹھکرا دینے پر" وہ لڑکی پھر بولی ہاں تو تم نے اس لڑکی کی محبت کو ٹھکرا دیا.... اسکا نام کیا تھا؟ زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا میں تمھے کیوں بتاؤں؟ اس لڑکی نے آنکھیں گھمائیں مت بتاؤ.... اچھا یہ بتاؤ وہ لڑکی تم سے اب بھی محبت کرتی ہے؟

زایان نے لاتعلقی سے کندھے اچکائے مجھے نہیں پتا.... وہ لڑکی سوچتے ہوئے بولی ہمم اچھا تمھے پچھتاوا ہے محبت ٹھکرانے کا؟

زایان فوراً نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں مجھے اس وقت یہ سب بس ایک وقتی جذبہ لگا تھا... وہ لڑکی بولی لیکن ہو سکتا ہے وہ سچ میں تم سے محبت کرتی ہو.... زایان خاموش رہا.... "تم نے محبت کو ٹھکرایا، زندگی نے تم سے تمھاری پسند بھی چھین لی تمھے

پتا ہے جو محبت کو ٹھکراتا ہے پھر وہ در در کا بھکاری ہو جاتا ہے وہ محبت کی تلاش میں جگہ جگہ گھومتا ہے لیکن محبت اس سے روٹھ جاتی ہے، اور محبت جس سے روٹھ جائے پھر وہ اسے کہیں چین نہیں آتا محبت صرف اسی در پر ہوتی ہے جہاں پر آپ نے اسے ٹھکرایا تھا باقی سب تو محض آنکھوں کا دھوکا ہوتی ہے"

"ایک بات یاد رکھنا پسند ہزاروں آجاتے ہیں لیکن محبت صرف ایک سے ہوتی ہے دل پر مہر صرف ایک شخص کی لگتی ہے،،،، "اس لڑکی نے زایان کے آگے چٹکی بجائی تو اچانک جیسے اسکا سحر ٹوٹا زایان کو دھندلاہٹ محسوس ہوئی اسکی آنکھوں میں نمی تھی.... کچھ سمجھ آیا مسٹر؟

زایان سر جھٹک کر بولا تم سچ میں اٹلی سے ہو؟ اس لڑکی نے اثبات میں گردن ہلائی....

زایان آنکھیں بڑی کر کے بولا تمھے اتنا فلسفہ کیسے آتا ہے؟

زایان کی بات کا جواب دینے کے بجائے وہ لڑکی مسکرا کر اٹھتے ہوئے بولی "محبت سب کچھ سکھا دیتی ہے" زایان کھڑے ہو کر حیرت سے بولا تو کیا تم بھی اس محبت نامی بلا کا شکار ہو؟ اس لڑکی نے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ نظریں نیچے جھکائیں،،، میری فلائیٹ کا وقت ہو گیا ہے تم پر پریکٹس کر کے مزا آیا لیکن ایک مشورہ دینا چاہوں گی اصل در پر لوٹ جاؤ ہو سکتا ہے محبت ابھی بھی تمھاری منتظر ہو اسکے روٹھنے سے پہلے تم اسے منالو،،، وہ

لڑکی مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلا کر وہاں سے چلی گئی.... زایان نے کنپٹی پر ہاتھ پھیرا اسکی فلائیٹ کی آناؤسمنٹ بھی ہو رہی تھی اسنے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے سوچا..... تھی یہ سائیکالوجسٹ لیکن باتیں اسنے فلسفے کی کی ہیں اور مزاج اسکا اردو ادب والا تھا آخر یہ لڑکی میرے ساتھ کر کیا گئی ہے زایان نے سر تھاما اب مجھے کچھ کھا لینا چاہیے بہت ویکنس ہو رہی ہے مسٹر ہٹلر کی مسز نے میرا دماغ خراب کر دیا تھا شکر ہے یہ لڑکی مل گئی دماغ تھوڑا ہلکا ہوا لیکن یہ فلسفہ جو میرا دماغ میں بھر گئی ہے اسکا کیا زایان نے دونوں ہاتھ سر پر رکھے "یا میرے اللہ اپنے اس بندے پر کرم کر بڑی الجھن کا شکار ہے" پھر زایان سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا.....

آئے نور باتھ روم سے باہر آئی تو شافع اچانک سیدھا ہوا..... شافع ٹرے اسکی طرف بڑھا کر بولا بابا کے لئے کھانا لے جاؤ انھوں نے کب سے کچھ نہیں کھایا اور تم بھی کھا لینا.... نور اسکے ہاتھ میں ٹرے دیکھ کر بولی میں کیسے بابا کے پاس جاؤں؟ شافع نے بھنویں سمٹیں کیا مطلب میں کیسے جاؤں تم بیٹی ہو انکی... نور نفی میں گردن ہلا کر بولی میں نہیں جاؤں گی وہ مجھے دیکھ کر غصہ کریں گے اگر انکی طبیعت خراب ہو گئی تو... شافع

نے ٹرے اسکی طرف بڑھائی کچھ نہیں ہو گا تم جاؤ میں تمھارے ساتھ ہی ہوں.... نور نے شافع کی طرف دیکھا اسنے اثبات میں گردن ہلائی... نور کمرے سے نکل گئی باہر جا کر وہ صدیقی صاحب کے کمرے کے آگے رک گئی اور شافع کی طرف دیکھنے لگی شافع نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو اسنے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی شافع باہر ہی رک گیا تھا اندر نہیں گیا.....

صدیقی صاحب بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور آنکھوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا.... نور آہستہ سے آگے بڑھی اور ٹرے بیڈ پر رکھ کر صدیقی صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انھے پکارہ بابا.... صدیقی صاحب اچانک سیدھے ہوئے انکی آنکھوں میں نمی تھی انھوں نے دوسری طرف منہ کر کے آنسوں صاف کئے اور جلدی سے اپنا چشمہ پہنا... انھے دیکھ کر نور نے بہت مشکل سے خود کو قابو کیا.... پھر نور انکا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے بولی بابا کھانا کھالیں. صدیقی صاحب نے نفی میں گردن ہلائی مجھے بھوک نہیں ہے... نور اصرار کرتے ہوئے بولی تھوڑا سا کھالیں بابا.... صدیقی صاحب خاموش رہے، نور نے ہونٹ بھینچے میں نے بھی اب تک نہیں کھایا بابا.... صدیقی صاحب نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا... پھر سانس کھینچ کر ٹرے آگے کرتے ہوئے بولے چلو شروع کرو.... نور نے اثبات میں گردن ہلائی،،،اور جلدی سے ایک نوالہ توڑ کر صدیقی صاحب کی طرف

بڑھایا.... صدیقی صاحب نے اسکا ہاتھ پکڑ کر نوالہ منہ میں لیا... اور اچانک وہ گردن جھکا کر رو دیئے.... انھے دیکھ کر نور سے بھی ضبط نہ ہوا اور رو دی، صدیقی صاحب نے اسے اپنے سینے سے لگا کر اسکا سر تھپتھپایا،،، صدیقی صاحب نے اپنا چشمہ اتار کر بیڈ پر رکھا اور اپنی آنکھیں صاف کیں پھر نور کا سر تھپتھپایا چلو بس اب کھانا کھالو.... نوران سے الگ نہیں ہوئی اور روتے ہوئے بولی بابا مجھے ماما یاد آرہی ہیں,,, وہ اتنی جلدی ہمیں چھوڑ کر کیسے جاسکتی ہیں.... صدیقی صاحب خاموش رہے.

پھر اسکا سر اپنے سینے سے اٹھایا وہ نور کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہے تھے... سپاٹ چہرے سے بولے جانے والے کو کوئی روک نہیں سکتا ہم صرف دعا کر سکتے ہیں تم بھی اسکے لئے دعا کرو.... ایک پل میں انکا انداز بدل گیا تھا..... کھانے کی پلیٹ نور کی طرف بڑھائی کھانا کھاؤ..... نور ایسی بیٹھی انھے دیکھتی رہی کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا... صدیقی صاحب نے جب دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھا رہی تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے نوالہ بنا کر نور کی طرف بڑھایا نور نے کھالیا....

صدیقی صاحب نے دو تین نوالے اسے کھلائے نور نے پھر انکا ہاتھ روک دیا.... بس بابا اور نہیں کھانا، اب آپ کھائیں، صدیقی صاحب نے بھی چند نوالے لے کر چھوڑ دیا...

نور صدیقی صاحب پر نظریں جمائے انکے لفظوں کی منتظر تھی کہ وہ اس سے کچھ تو کہیں لیکن صدیقی نے اس سے کچھ نہیں کہا....

دروازے پر دستک ہوئی دروازہ کھول کر شافع اندر داخل ہوا صدیقی صاحب اور آئے نور دونوں نے اسکی طرف دیکھا.... شافع نے پہلے نور کو دیکھا پھر صدیقی صاحب کو گلا کھنکار کر بولا انکل میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں... صدیقی صاحب نے اثبات میں سر ہلایا پھر نور کی طرف دیکھ کر بولے جاؤ نور اپنا سامان پیک کرو... نور نے بے یقینی سے صدیقی صاحب کی طرف دیکھا شافع کو بھی حیرت ہوئی،،، بابا میں کیوں سامان پیک کروں؟

صدیقی صاحب شافع کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تمھے اب اپنے شوہر کے گھر جانا ہے.... شافع آگے آتا ہوا بولا انکل اتنی جلدی بھی کیا ہے نور کو کچھ دن اپنے پاس رکھیں میں پھر لے جاؤں گا اسے،،، نور بھی فوراً بولی ہاں بابا میں ابھی آپکے پاس رہنا چاہتی ہوں میں کہیں نہیں جاؤں گی.... صدیقی صاحب نفی میں گردن ہلا کر بولے "اللہ نے اگر کسی معجزے کے تحت تم دونوں کا نکاح کروا ہی دیا ہے تو میں کوئی بیوقوفی نہیں کرچاہتا"

شافع نے حیرت سے پوچھا کیا مطلب؟ صدیقی صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے مطلب یہ کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے اب کوئی دھوکا ملے اس لئے وقت پر جو کام ہو جائے وہ بہتر ہے.... شافع سانس کھینچتا ہوا بولا آپ کو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میں نور کو

چھوڑ کر نا چلا جاؤں... آپ کو لگتا ہے کہ میں نے نکاح نور کو چھوڑنے کے لئے کیا ہے،،،، صدیقی صاحب سانس کھینچ کر آگے بڑھتے ہوئے بولے تم جتنے بڑے آدمی ہو نہ تم کچھ بھی کر سکتے ہو... "تم نے نور سے شادی کر لی یہ بھی بہت بڑی بات ہے لیکن اس شادی کے پیچھے تمھارا کیا مقصد ہے ہم نہیں جانتے" ہماری پہلے ہی اچھی خاصی بدنامی ہو چکی ہے، میں نہیں چاہتا کہ اب مزید کچھ ہو کیونکہ اب کی بار میں برداشت نہیں کر پاؤں گا....

شافع نے آگے بڑھ کر صدیقی صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا،،، جو کچھ ہوا اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں تھا جو ہوا وہ قسمت میں لکھا تھا، اور جہاں تک یہ میڈیا والا معاملہ ہے میں یہ سب سنبھال لوں گا اور آپ دیکھئے گا جس نے بھی یہ سب کیا ہے اس سے اگر میں نے ایڑیاں نہ رگڑوالیں تو میرا نام بھی شافع وارثی نہیں.....

صدیقی صاحب نے گردن ہلائی تم امیر آدمی ہو پیسے سے سکون بھی خرید سکتے ہو ہم اتنے امیر نہیں ہیں ہمیں سکون کسی بھی طرح نہیں ملتا شافع طنزیہ ہنسہ آپ غلط سوچتے ہیں انکل سکون خریدنا تو کسی کے بس میں نہیں ہے،،،، "اور آپ اطمینان رکھیں اب کچھ غلط نہیں ہو گا" شافع صدیقی صاحب کے انداز سے سمجھ گیا تھا کہ وہ نور کو روکنے پر راضی نہیں ہوں گے اسلئے شافع نے آئے نور کی طرف دیکھ کر کہا "نور جاؤ اپنا بیگ پیک کرو ہم

کچھ دیر میں نکل رہے ہیں "نور بلکتی ہوئی صدیقی صاحب کی طرف دوڑی بابا پلیز مجھے کچھ دن اور رکنے دیں صدیقی صاحب اسکی طرف دیکھے بغیر بولے اب تمھے یہاں سے چلے جانا چاہیے نور میں دنیا کی نظریں اب اور برداشت نہیں کر پاؤں گا، نہ ہی تم کر پاؤ گی اسلئے تمھارا جانا ہی بہتر ہے ,,,, نور چیخی مجھے دنیا سے مطلب نہیں ہے بابا میں دنیا کو آپکی نظروں سے دیکھتی ہوں مجھے آپ سے مطلب ہے مجھے آپکی ضرورت ہے، ماما چلیں گئیں آپ مجھے ایسے کیسے خود سے دور کر سکتے ہیں میں بیٹی ہوں آپکی آپ مجھ سے اسطرح منہ نہیں پھیر سکتے.... صدیقی صاحب اسکے پاس آتے ہوئے بولے میں تم سے منہ نہیں پھیر رہا میں..... نور دور ہو کر روتے ہوئے بولی آپ مجھے خود سے دور ہی کر رہے ہیں بابا آپ دنیا سے ڈر کر اپنی بیٹی کو درد پہنچا رہے ہیں، نور روتے ہوئے بولی ماما کو شاید اس بات کا اندازہ تھا کہ انکے جاتے ہی آپ مجھے خود سے دور کر دیں گے اسی لئے انھوں نے جلد از جلد میرا نکاح کروا دیا،،، لیکن اب میں اگر اس گھر سے گئی نہ بابا تو میں کبھی اس گھر میں قدم نہیں رکھوں گی نور اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے تیزی سے کمرے سے چلی گئی....

صدیقی صاحب سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گئے شافع انکے برابر میں بیٹھا،، آپ پریشان مت ہوں نور صدمے میں ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی،،، صدیقی صاحب سر اٹھا کر بولے

انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے میں نے بھی آج تک اسکے ساتھ کچھ اچھا نہیں کیا،،،اسلئے اب وہ مجھ سے بد گمان ہو رہی ہے انسان ہے آخر کب تک برداشت کرے گی۔۔۔۔

شافع آگے ہوتے ہوئے بولا تو آپ اسکی بد گمانی دور کر دیں نہ.... صدیقی صاحب خاموش ہو گئے پھر شافع کی طرف مڑ کر بولے "تم..... تم نور کا خیال رکھنا بیٹا" شافع انکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا "بیٹا بولا ہے تو پھر یقین بھی رکھیں"...

صدیقی صاحب اٹھتے ہوئے بولے تم جاؤ دیکھو نور نے سامان تیار کیا.... شافع اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اٹھا اور کمرے سے باہر آیا اسکے پیچھے ہی صدیقی صاحب بھی آئے, شافع نور کے کمرے کی طرف جانے ہی لگا تھا اس سے پہلے ہی نور دوپٹہ اوڑھے، کندھے پر چادر پھیلائے اور ہاتھ میں بیگ لئے باہر آئی اسکی آنکھیں اور ناک دونوں سرخ تھیں.... شافع نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے بیگ لیا،،، نور نے نظریں اٹھا کر صدیقی صاحب کی طرف دیکھا اور انکے سامنے آئی... ہچکی لیتے ہوئے بولی جا رہی ہوں،،،،، وآپس نہیں آؤں گی اب صدیقی نے ہاتھ اٹھا کر اسکے سر پر رکھنا چاہا نور پیچھے ہو گئی اور ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولی نہیں،،، نہیں اب،،،، اب ضرورت نہیں ہے اسکی جب ضرورت تھی تب اپنے نہیں رکھا، میری،،،،،، میری ماما چلی گئیں مطلب میرے سر پر سے سایا بھی ختم ہو گیا....

نور تیزی سے باہر کی طرف بڑھی صدیقی صاحب ڈھنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھے،،، شافع انکے قریب آیا اور انکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا سب ٹھیک ہو جائے گا... نور و آپس پہلے جیسی ہو جائے گی، صدیقی صاحب نے شافع کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا نور کا خیال رکھنا شافع نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر آ گیا.....#part2

شافع نیچے آیا نور گاڑی کے پاس ہی کھڑی تھی شافع نے نور کا بیگ پیچھے رکھا اور نور کے لئے آگے والی سیٹ کا دروازہ کھولا.... نور کو اپنے اغواہ ہونے والی رات یاد آئی، نور بیٹھ گئی تو شافع بھی آ کر بیٹھ گیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی نور مستقل خاموش تھی شافع بار بار اسکی طرف دیکھتا، آخر کار شافع نے ہی اسے مخاطب کیا تم ٹھیک ہو؟ نور نے باہر دیکھتے ہوئے ہی اثبات میں سر ہلایا شافع خاموش ہو گیا پھر کچھ دیر بعد بولا تم نے کھانا کھایا تھا؟ نور نے پھر کچھ کہنے کے بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا.... اسی طرح خاموشی سے راستہ گزر گیا اور وہ لوگ گھر پہنچ گئے،،، شافع نے دروازہ کھول کر نور کو آگے چلنے کا اشارہ کیا اور خود اسکے پیچھے آیا نور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھی.... نور نے لاؤنج میں نظریں دوڑائیں، پھر شافع کی طرف مڑ کر اس سے پوچھا تمھاری فیملی کہاں ہے؟ شافع اسکا بیگ صوفے پر رکھتے ہوئے سانس کھینچ کر بولا میں نے کچھ دن پہلے ہی شفٹ کیا ہے میں اب اکیلے ہی رہتا ہوں،،، اور تمھارے ماما بابا؟ شافع کندھے اچکا کر

بولا وہ اپنے گھر میں رہتے ہیں،،،، نور نے اور کچھ نہیں پوچھا اسے اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگی.... شافع اسے کمرے میں لے کر آیا اور بیگ سائڈ پر رکھ دیا نور نے کمرے کا جائزہ نہیں لیا اچانک صوفے پر بیٹھ گئی،،،، شافع اسے دیکھ کر بولا لگتا ہے تم تھک گئی ہو،،، وہاں پر واش روم ہے تم چینج کر لو پھر آرام کر لینا مجھے ضروری کال کرنی ہے میں بالکنی میں ہوں تمھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے آواز لگا دینا،،، وہ جانے لگا تو نور نے اسے روک کر پوچھا.....

تم نے کھانا کھا لیا؟ شافع نے مسکرا کر کندھے اچکائے مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں.... آئے نور شرمندہ ہوئی،،، اسے شرمندہ دیکھ کر شافع فوراً بولا مجھے بھوک نہیں تھی اسلئے نہیں کھایا،،، تمھے کچھ چاہیے ہو تو مجھے آواز لگا دینا نور اثبات میں سر ہلا کر اٹھنے لگی لیکن اسکا سر گھوم رہا تھا وہ واپس بیٹھ گئی، شافع نے نوٹ کیا تھا کہ اسکی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں اور اس سے کھڑا بھی نہیں ہوا گیا تھا،،، شافع فوراً آگے بڑھا تم ٹھیک ہو؟ نور صوفے کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئے بولی ہاں میں ٹھیک ہوں... شافع پیچھے ہو گیا،،، نور اپنا بیگ کھول کر اپنے کپڑے نکالنے لگی شافع اسکے چہرے پر ایک نظر ڈال کر باہر آ گیا....

شافع باہر بالکنی میں آیااور کرسی پر بیٹھ گیا،،، موبائل نکال کر اسنے ٹیبل پر رکھااور سر ہاتھوں میں دے دیا،،، اتنے سے وقت میں کیا کچھ نہیں ہو گیا،،، اسنے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ آئے نور اسکی کبھی ہو گی وہ تو آئے نور کے لئے اپنے دل میں ابھرتے جذبات کو بھی کتنی بے رحمی سے نظر انداز کر رہا تھا صرف اس لئے کہ کہیں اسکے کسی جذبات کی وجہ سے آئے نور جیسی پاکیزہ لڑکی کے کردار پر کوئی انگلی نہ اٹھائے، لیکن ساری دنیا میں اسکی بدنامی کا سبب وہ ہی بن گیا تھا.... شافع نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور ایک لمبا سانس کھینچا.... موبائل اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا،،، اور موبائل کان سے لگا لیا، کچھ دیر بعد کال اٹھا لی گئی جی مس آنم میں آپکی کال اٹینڈ نہیں کر سکا اب آپ مجھے بتائیں کہ آپکو اس نیوز کے بارے میں کیا پتا چلا ہے؟؟؟

دوسری طرف سے لڑکی بولی سر یہ تصویریں سب سے پہلے ایک انجان اکاؤنٹ سے سوشل میڈیا پر ڈالی گئیں ہیں،،، اسکے بعد سب سے پہلے کسی تاشفہ نامی لڑکی نے اسے شیئر کیا ہے، اور یہ لڑکی جرنلسٹ بھی ہے... شافع نے شوکڈ کی کیفیت میں کہا تاشفہ؟

دوسری طرف سے لڑکی بولی جی سر اور دوسری بات یہ کہ جس نیوز چینل نے سب سے پہلے یہ نیوز ٹی وی پر چلائی تاشفہ اسی چینل کے لئے کام کرتی ہے تو سر سارے شک تاشفہ کی طرف جاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تصویریں تاشفہ نے ڈالی ہوں،،، شافع کی بھنویں تن

گئیں... دانت پیستے ہوئے بولا مجھے تاشفہ کا نمبر سینڈ کریں،،، یہ بول کر شافع نے زور سے موبائل ٹیبل پر رکھا اور غصے سے دانت پیستے ہوئے بولا،،، تم نے بہت غلط وقت پر غلط جگہ وار کیا ہے تاشفہ اب تم صرف دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں....

اتنے میں اسکے موبائل پر میسج آیا اسنے میسج آن کیا اور میسج میں موجود نمبر پر کال لگائی کال کچھ دیر تک جاتی رہی پھر اٹھالی گئی شافع کچھ بولتا اس سے پہلے ہی تاشفہ اپنی شوخ آواز میں بولی "بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے "تمھے پتا ہے تمھاری کال کا میں کب سے انتظار کر رہی ہوں، مجھے نہیں پتا تھا کہ شافع وارثی کی سرویس اتنی سلو ہے۔۔۔۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ ادھر یہ نیوز ٹی وی پر چلے گی اور ادھر شافع وارثی کی کال میرے پاس آئے گی بات کے اختتام پر تاشفہ نے قہقہہ لگایا... شافع دانت پیس کر بولا تم نے یہ سب کیوں کیا؟ تاشفہ مسکراتے ہوئے بھنویں اچکا کر بولی تم نے ہی تو کہا تھا کچھ نیا کرو تاشفہ تو میں نے کچھ نیا کر دیا تمھے پسند نہیں آیا کیا؟

شافع ٹیبل پر ہاتھ مار کر چیخا تمھارا جو بھی مسئلہ تھا میرے ساتھ تھا تو تم نے آئے نور کی تصویریں کیوں چلوائیں؟ اس سب میں اسکو کیوں شامل کیا؟؟ تاشفہ گردن ہلاتے ہوئے بولی چیخچیخ برا لگ رہا ہے اس لڑکی کے لئے؟ تکلیف ہو رہی ہے؟ تمھاری کچھ لگتی ہے وہ؟ اسے تو میں نے ڈنر والی رات ہی تمھارے ساتھ دیکھ کر اپنے نشانے پر لے لیا تھا،،، شافع

سر جھکاتے ہوئے بولا کیا ملا تمھے یہ سب کر کے ،تاشفہ ہنسی کیا ملا مجھے ؟ مجھے بہت سکون ملا تمھے اسطرح بے بس دیکھ کر اور ہاں ایک اور بات نیوز چینل پر تم جو جھوٹی خبریں پھیلا رہے ہو نہ کہ وہ لڑکی تمھاری بیوی ہے تو اس جھوٹی خبر سے تم خود کو ہی کنوے کی طرف دھکیل رہے ہو.... شافع نے بھنویں اٹھا کر دل میں سوچا" تو یہ اب تک سمجھ رہی ہے کہ آئے نور اور میرے نکاح کی خبریں جھوٹی ہیں" اب وار کرنے کی باری شافع کی تھی اور دنگ رہنے کی باری تاشفہ کی.....

شافع اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر تاشفہ کے ہی انداز میں بولا اوہو مجھے نہیں پتا تھا کہ تاشفہ کی سرویس اتنی خراب ہے کہ میرا نکاح سچ میں ہوا ہے یا جھوٹی خبر ہے اس بات کا اسے پتا ہی نہیں ہے.... تاشفہ نے بھنویں میچ کر پوچھا کیا مطلب ہے تمھارا؟ شافع مسکرایا مطلب یہ کے میرے نکاح کی مٹھائی تمھارے گھر بھجواؤں یا تمھارے آفس ؟ تاشفہ کو جھٹکا لگا.... یہ کیا کہہ رہے ہو تم نے..... تم نے سچ میں نکاح کر لیا؟؟؟ شافع اطمینان سے سانس کھینچ کر بولا نکاح نامے کی کاپی بھیجواؤں یا تصویروں سے کام چلا لو گی ؟؟؟ تاشفہ نے پاس رکھی کوئی چیز زمین پر پٹکی تھی.... وہ دھاڑی تم اس لڑکی سے کیسے نکاح کر سکتے ہو..... شافع بھنویں اٹھاتا ہوا بولا تم اپنے ہی بنائے ہوئے جال میں منہ کے بل گری ہو تاشفہ تمھے کیا لگا تھا یہ نیوز دیکھ کر میں دوڑا دوڑا تمھارے پاس آؤں گا پھر

وہ کروں گا جو تم چاہو گی.... تمھاری سوچ ہے تاشفہ کے شافع کبھی تمھارے پاس آئے گا اور جو تم نے کیا ہے نہ اس کے بدلے کے لئے تو تم تیار رہو کیونکہ بات میری نہیں میری بیوی کی عزت کی ہے، میں اپنے ساتھ برا کرنے والے کو تو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اگر میری بیوی کے ساتھ کسی نے کچھ برا کیا ہے تو دنیا میں اسے جہنم کا احساس کرواؤں گا اور اب تم اس سب کے لئے تیار رہو.... شافع نے کال کاٹ کر موبائل ٹیبل پر رکھا۔۔۔ منہ پر ہاتھ پھیرا،،، تاشفہ سے بات کر کے اسکا دماغ گھوم رہا تھا آخر ایک لڑکی اتنا کیسے گر سکتی ہے کہ آپ نے مفاد کے لئے دوسری لڑکی کی عزت سے کھیل جائے کیا اسے احساس نہیں ہے کہ ایک لڑکی کی عزت کتنی نازک ہوتی ہے،،، پھر سر جھٹک کر بولا میں بھی کس سے اچھے کی امید کر رہا ہوں جسے اپنی عزت کی کوئی پرواہ نہیں....

شافع اٹھا اور کچن کی طرف آ گیا، پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی ڈالا اور پاس رکھے اسٹول پر بیٹھ کر پانی پینے لگا،،، اسنے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھا، اسے کپڑے چینج کرنے تھے اور اپنا لیپ ٹاپ بھی لینا تھا،،، گلاس کاؤنٹر پر رکھ کے وہ کمرے کی طرف بڑھا،،، اسنے ہلکا سا کھٹکھٹا کر دروازہ کھولا اسکی نظر سامنے پڑی،،، آئے نور نماز پڑھ رہی تھی، اسکا سر سجدے میں تھا،،، شافع اندر آیا اور اپنی ورڈروب میں سے کپڑے نکال کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا.... کچھ دیر بعد جب وہ باہر نکلا نور تب بھی سجدے میں ہی

تھی شافع کو حیرت ہوئی لیکن اسنے کچھ نہیں کہا،،،اور اپنے لیپ ٹاپ کی طرف بڑھا نور نے سر نہیں اٹھایا،،، شافع نے لیپ ٹاپ واپس رکھ کر نور کو آواز لگائی،،، آئے نور.... نور نے کوئی جواب نہیں دیا،،، شافع آگے بڑھا اور اسکے پاس جا کر اسے آواز لگائی لیکن وہ نہیں اٹھی شافع کو پریشانی ہوئی اسنے نور کو بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا نور نے ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیئے اسکا چہرہ بھیگا ہوا تھا.... شافع کو اپنی ہارٹ بیٹ مس ہوتی ہوئی محسوس ہوئی....

شافع نے اسکا سر اپنی گود میں رکھا اور اسکا چہرہ تھپتھپانے لگا اسنے جیسے ہی اسکے گال پر ہاتھ رکھا اسے احساس ہوا کہ اسے بخار ہے شافع نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا.... "اوہ نو اسے تو بہت تیز بخار ہے" ،،، نور شاید رو رہی تھی اور وہ روتے روتے ہی بے ہوش ہو گئی... شافع نے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا اور اسکے گال تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی،،، نور ہوش میں آؤ یار.... لیکن وہ آنکھیں ہی نہیں کھول رہی تھی،،، شافع نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کیا کرے اسے کبھی اسطرح کی صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا اور پھر نور کو اسطرح دیکھ کر وہ گھبرا بھی رہا تھا.... پہلے اسنے سوچا ہاسپٹل لے جائے لیکن پھر اسنے سوچا کہ تہمینہ بیگم کو فون کر کے بولا لے.....اسنے تہمینہ بیگم کو فون کیا،،، ماما آپ اس وقت میرے گھر آسکتی ہیں؟ تہمینہ

بیگم نے پریشانی سے پوچھا کیوں بیٹا کیا ہو گیا خیریت تو ہے؟ شافع نے انھے بتایا کہ وہ نور کو گھر لے آیا ہے اور اسے بہت تیز بخار ہے... تہمینہ بیگم خاموش رہی پھر ٹھہر کر بولیں بیٹا تم نے نکاح سب کو بتائے بغیر کیا ابھی یہ مسئلہ حل بھی نہیں ہوا تھا اور تم اسے گھر لے آئے تمھارے بابا بی اماں کیا سوچیں گے.... ماما یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے اور مجھے بی اماں یا بابا کسی کی پرواہ نہیں ہے اسے پریشان دیکھ کر تہمینہ بیگم بولیں اچھا بیٹا تم پریشان مت ہو میں تمھے ایک ڈاکٹر کا نمبر دے رہی ہوں تم انھے فون کر کے بولا لو وہ گھر پر آجائیں گیں... شافع سمجھ گیا تھا کہ اس وقت تیمور صاحب گھر پر ہونگے اور انھوں نے تہمینہ بیگم کو شافع کی طرف جانے سے منا کیا ہو گا... شافع نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے آہستہ سے کہا آپ بھیج دیں نمبر میں بلا لیتا ہوں....

کچھ دیر بعد ڈاکٹر انکے گھر پر موجود تھیں، وہ شافع کو تسلی دیتے ہوئے بولیں بس انکا بخار ذرا تیز ہے انکے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کریں،،، شافع نے پریشانی سے پوچھا اسے ہوش کیوں نہیں آرہا... ڈاکٹر بولیں انکا مائنڈ ذرا ڈسٹرب ہے ایسا ہو جاتا ہے ٹھیک ہو جائیں گی یہ آپ فکر مت کریں... شافع نے اثبات میں سر ہلایا،،، ابھی میں نے انھے انجیکشن دے دیا ہے باقی کی دوائیاں آپ لے آئے گا..... ڈاکٹر جانے لگیں تو شافع انھے چھوڑنے باہر تک آیا پھر واپس کمرے میں آیا،،، کچن سے وہ ایک پیالے میں ٹھنڈا

پانی اور رومال لے آیا تھا رومال کو ٹھنڈے پانی میں گیلا کر کے اسنے نور کے سر پر رکھا وہ نور کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔اگر نور ہوش میں ہوتی تو وہ اس سے چار فٹ کے فاصلے پر بیٹھتا.....

شافع نور کو بغور دیکھتا رہا، پھر اسکا ہاتھ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لیا اسکا ہاتھ شدید گرم تھا.....

شافع نے اسکے ہاتھ پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کیں،،، "پلیز جلدی ٹھیک ہو جاؤ یار تم مجھے اسطرح بالکل اچھی نہیں لگ رہیں تم لڑتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہو" بیشک تم مجھ سے لڑ لینا میرے عجیب عجیب نام بھی رکھ لینا لیکن پلیز ٹھیک ہو جاؤ، میں چاہتا ہوں کہ اب سب نارمل ہو جائے میں تمھے اسطرح نہیں دیکھ سکتا نور،،،وہ جو باتیں اس سے ہوش میں نہیں کہہ سکتا تھا وہ اسکے بے ہوش ہونے پر کہہ رہا تھا.... شافع نے سر اٹھا کر نور کی طرف دیکھا،،،

اسکے ماتھے پر آئے ہوئے بالوں کو پیچھے کیا، اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھتا ہوا بولا، مجھے نہیں پتا میرے دل میں تمھارے لئے اسطرح کے جذبات کب پیدا ہوئے، مجھے.... مجھے پتا ہی نہیں چلا کے کب تم میرے لئے اتنی اہم ہو گئیں کہ تمھارے ہنسنے، رونے، بولنے تمھاری ہر چیز سے مجھے فرق پڑھنے لگا مجھے پتا ہی نہیں لگا کہ کب تم میرے دل و

دماغ دونوں پر اتنی حاوی ہو گئیں کہ تمھے خواب میں روتا ہوا دیکھ کر میں ہوش میں رو دیا،،،،

شافع کندھے اچکا کر بولا میں نے کبھی محبت نہیں کی اسلئے مجھے نہیں پتا کہ محبت کیسے کہتے ہیں،،،

لیکن اگر کسی کے مسکرانے سے آپ کے چہرے پر مسکراہٹ آجائے کسی کا ایک ایک آنسوں آپکو اپنے دل پر گرتا ہوا محسوس ہو، کسی کی آنکھوں میں دیکھ کر آپ کو ڈوبنے کا احساس ہو کسی کی ایک جھلک دیکھنے کے بعد کچھ اور دیکھنے کی چاہ ختم ہو جائے، اگر اس سب کو محبت کہتے ہیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ "ہاں مجھے تم سے محبت ہے"

"Yes I am feeling special for you"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد شافع دوبارہ بولا میں اس بات کا اقرار تو کر رہا ہوں لیکن اظہار ذرا مشکل ہے لیکن ایک دفعہ سب ٹھیک ہو جائے جب اقرار کر لیا ہے تو اظہار بھی کر ہی لوں گا،،، شافع نے نور کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھے،،،، پھر سر اٹھا کر بولا "مجھے ڈر ہے مجھے تم سے اب عشق ہو جائے گا" اور اپنی بات پر وہ خود ہی مسکرا دیا،،،

آدھی رات کو زایان پاکستان ائیر پورٹ پر موجود تھا زایان حیدر دوبارہ پاکستان میں موجود تھا پاکستان پہنچتے ہی اسنے سب سے پہلے شافع کو کال لگائی... شافع نور کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کر رہا تھا، اسکا موبائل بجا تو وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آگیا اسنے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا، دوسری طرف سے زایان بولا اپنے گھر کا گیٹ کھول کے رکھو میں آرہا ہوں،،، شافع نے پوچھا تم پاکستان آگئے...؟ نہیں میں جہاز تمھاری ٹیرس پر لینڈ کرواؤ گا،،، شافع ہنسہ زایان اسے دپٹتے ہوئے بولا دانت نکالنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمھے شوٹ کر دوں گا آخر میں ایک دن کے لئے تم سے دور کیا ہوا تمنے شادی ہی کر لی وہ بھی میرے بغیر،،،، میں تمھے اب زندہ نہیں چھوڑوں گا شافع وارثی شافع گردن جھکاتے ہوئے بولا یار حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے،،،، حالات جیسے بھی ہوں تم نے میرے بغیر شادی کی کیسے اور وہ ہٹلر وہ تم سے شادی کرنے کے لئے راضی کیسے ہوئی میرا تو سوچ سوچ کے دماغ خراب ہو گیا ہے.... آخر ہوا کیا تھا؟؟؟ شافع بولا تم آجاؤ گے تو سب بتا دوں گا زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں بھائی اتنی دیر برداشت کیا ہے اب کنٹرول نہیں ہو گا فٹافٹ مجھے ساری کہانی سنانا شروع کرو..... شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا اور اسے سب بتانا شروع کیا.... زایان ائیر پورٹ کے باہر کھڑا تھا اور شافع کی باتیں سن کر وہ آگے قدم نہیں بڑھا سکا اور پاس ہی بنی بینچ پر بیٹھ گیا.....

ساری کہانی سننے کے بعد زایان کو چپکی لگ گئی تھی.... شافع نے اسے مخاطب کیا تم سن رہے ہو؟ زایان کا سکتا ٹوٹا اتنا سب ہو گیا دو دن میں؟؟؟ شافع نے اثبات میں گردن ہلائی، اب تو تم سمجھ سکتے ہو کہ نکاح کس طرح ہوا.... زایان سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا لیکن نور کے بابا کو اس پر یقین رکھنا چاہیے تھا نور سب سے زیادہ ہرٹ انکی طرف سے ہوئی ہو گی.... شافع گردن ہلاتے ہوئے بولا ہاں اسکے بابا نے غلط کیا لیکن اب وہ تھوڑا بہت شرمندہ ہیں لیکن اب نور انکی طرف سے دل برداشتہ ہو گئی ہے.... زایان افسوس سے بولا اور اسکی ماما بیچاریں نور تو ٹھیک نہیں ہو گی،،، ہاں وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے میں اسے گھر لے آیا ہوں بخار تھا بے ہوش ہو گئی تھی وہ پھر ڈاکٹر کو بلایا.... زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا یہ تو تم نے اچھا کیا کہ اسے گھر لے آئے ورنہ اپنے گھر میں تو وہ عزیت کا شکار ہی رہتی.... شافع خاموش رہا.....

زایان کچھ سوچتے ہوئے بولا نور کو اغواہ کس نے کیا ہو گا؟ شافع بولا اس بارے میں میں نے نور سے ابھی کوئی بات نہیں کی وہ ویسے ہی ڈسٹرب ہے یہ بات کر کے میں اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا،،، زایان نے اثبات میں گردن ہلائی ہمم،،، شافع بولا زایان اب تاشفہ کو سبق سکھانے کے لئے تمھے میرا ساتھ دینا پڑے گا،،، زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا یہ بھی کوئی بولنے کی بات ہے تاشفہ کو تو میں بھی نہیں بخشوں گا

میرے بھائی کی زندگی سے کھیلا ہے اسنے،،،،زایان ہائپر ہو رہا تھا شافع اسے ٹھنڈا کرنے کے لئے بولا تم غصہ مت کرو اسے بعد میں دیکھیں گے تم گھر آجاؤ،،،زایان کیب کی طرف بڑھتا ہوا بولا نہیں میں اب اپنے گھر جا رہا ہوں کل آجاؤں گا تم نور کا اور اپنا خیال رکھنا،،، چلو ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی شافع نے کال کاٹ دی زایان نے موبائل جیب میں رکھا،،،،،

اور کیب میں بیٹھ گیا، وہ منہ پر ہاتھ رکھے باہر دیکھ رہا تھا تھوڑا وقت گزرتے ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس لڑکی نے اس سے ٹھیک کہا تھا کہ پسند اور محبت میں فرق ہوتا ہے اسے نور اچھی لگی تھی لیکن اسے اس سے محبت نہیں تھی،،،اور زایان نے اس بات کا اقرار کیا تھا محبت نام کے پرزے اسکے اندر فٹ ہی نہیں کئے گئے لیکن احساس نام کے کئے گئے ہیں وہ ایک کیفیت سے نکل کر دوسری میں شامل ہو گیا تھا، اب وہ اسکے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس سے محبت کرتی ہے، کیا وہ مجھ سے اب بھی محبت کرتی ہو گی اتنا عرصہ گزر گیا کیا کوئی اتنا عرصہ کسی کا انتظار کر سکتا ہے؟ زایان نے خود ہی نفی میں گردن ہلائی، یہ محبت وغیرہ کچھ نہیں ہوتی وہ بھی مجھے بھول گئی ہو گی تبھی تو زندگی میں آگے بڑھ رہی تھی لیکن اسکا دل کچھ اور ہی کہہ رہا تھا اور زایان دل کی سننے پر یقین رکھتا تھا تو اسنے دل کی سننے کا ہی فیصلہ کیا.....#part3

زایان سے بات کرنے کے بعد شافع کمرے میں آیا،،، نورا بھی بھی سو رہی تھی،،، وہ واپس اسکے پاس آکر بیٹھ گیا اسے احساس ہوا کہ وہ نیند میں بھی رو رہی ہے وہ نیند میں روتے ہوئے اپنی ماما کو پکار رہی تھی،،، شافع نے اسے آواز دی نورا اسکا بخار ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا،،، شافع نے ٹھنڈے پانی کی دوسری پٹی اسکے سر پر رکھی،،، نور نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں شافع نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے آواز لگائی "نور آنکھیں کھولو" لیکن نور واپس آہستہ آہستہ غنودی کی طرف چلی گئی،،، اسکی حالت دیکھ کر شافع کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ اپنی ماما سے بہت زیادہ اٹیچ تھی،،، شافع نے بیڈ سے ٹیک لگاتے ہوئے بے بسی سے آنکھوں پر ہاتھ رکھے، نور کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں ہی تھا،،،

پوری رات اسنے نور کے سرہانے جاگ کر گزاری نور نیند میں اچانک اپنی ماما کو پکارنے لگتی تو وہ اسکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر دیتا،،، غنودی کی کیفیت میں نور نے ایک بار اسکا نام لیا تھا اور شافع نے مسکرا کر سوچا میرا وہم ہو گا،،، لیکن نور نے سچ میں اسے پکارا تھا،

صبح کے پانچ بجے کے وقت شافع کی آنکھ لگی تو نور کو ہوش آیا، نور نے آنکھیں کھول کر کمرے پر نظر دوڑائیں، سب کچھ انجان نیا سا اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں، نور نے اپنے بائیں سائڈ گردن گھمائی شافع بیٹھے بیٹھے ہی سویا ہوا تھا اور اسکا ہاتھ شافع کے ہاتھ میں تھا نور نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس سے اٹھا نہیں گیا، شافع کی آنکھ کھل گئی، شافع فوراً

سیدھا ہو کر اسکی طرف گھوما اور بے چینی سے پوچھا تم ٹھیک ہو؟ نور نے اپنا ہاتھ آہستہ سے شافع کے ہاتھ سے نکالنا چاہا شافع کی نظر پڑی تو اسنے فوراً اسکا ہاتھ چھوڑ دیا، نور نے پلکھیں جھپکاتے ہوئے کہا،،، ہاں میں ٹھیک ہوں، شافع بیڈ سے اتر گیا تھا، شافع نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر ٹیمپریچر چیک کیا بخار تھا لیکن پہلے سے کم تھا، نور نے اٹھنا چاہا لیکن شافع نے اسے اٹھنے سے منا کر دیا لیٹی رہو تم ڈاکٹر نے کہا ہے تمھے آرام کی ضرورت ہے، نور وآپس لیٹ گئی ویسے بھی اس میں بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی، شافع ڈریسنگ کی کرسی بیڈ کے پاس رکھ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا، نور نے پلکھیں جھپکاتے ہوئے پوچھا میں کب سے سو رہی ہوں؟ شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا آپ سو نہیں رہی تھیں آپ بیہوش تھیں میڈم،،، نور نے شافع کی طرف دیکھ کر پوچھا تم ساری رات بیٹھے رہے تھے سوئے نہیں؟ شافع نے مسکرا کر کندھے اچکائے تم اٹھتیں تو میں سوتا نہ لیکن تم تو ساری رات گھوڑے بیچ کر سوتی رہیں،،، نور شرمندہ ہوئی،،، تمھے میری وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑی... شافع فوراً اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم میری ذمہ داری ہو نور،،،، نور نے شافع کے ہاتھ میں موجود اپنا ہاتھ دیکھا اسنے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں سے نہیں نکالا،،، شافع نے اسکی نظریں ہاتھ پر دیکھیں تو شرارت سے بولا تم یہ تو نہیں بولنے والی نہ کہ مجھ سے چار فٹ کے فاصلے پر رہ کر بات کیا کرو شافع وارثی.... نور

ہلکاسا مسکرادی، شافع بھی ہنس دیا، کیا کھاؤ گی تم؟نور نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا مجھے کچھ نہیں کھانا، شافع کھڑے ہوتے ہوئے بولا ایسے کیسے کچھ نہیں کھانا میں ابھی آتا ہوں، وہ کھڑا ہو گیا تو نور نے اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا.... شافع نے ہاتھ کی طرف دیکھا پھر نور کی طرف، نور کی پھر آہستہ آہستہ آنکھیں بند ہو رہی تھیں اسے نیند آرہی تھی، نور نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا مجھے کچھ نہیں کھانا تم ریسٹ کر لو... شافع واپس کرسی پر بیٹھ گیا، اور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا، مجھے لگ رہا ہے تمھارا پھر سے سونے کا پروگرام ہے، نور نے اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے آنکھیں بند کر لیں شافع کے ہاتھ پر نور کی گرفت بھی آہستہ آہستہ ڈھیلی پڑ گئی، لیکن شافع نے اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا، نور پھر سے غنودی میں چلی گئی اور شافع کرسی پر بیٹھا اسے دیکھتا رہا اسکے دل نے اس سے سوال کیا تھا "آخر تم کب تک اسے اسطرح بیٹھ کر اس لڑکی کو دیکھ سکتے ہو"
شافع نے زیر لب کہا "آخری سانس تک"

تیمور صاحب کو جب یہ خبر پتا چلی کے شافع نور کو اپنے گھر لے آیا ہے تو انکا دماغ گرم ہو گیا،،، آخر کر کیا رہا ہے یہ لڑکا آخر چاہتا کیا ہے پہلے ایک انجان لڑکی سے کسی کو بغیر

بتائے بغیر پوچھے نکاح کر لیا اور اب اس لڑکی کو اپنے گھر بھی لے آیا آخر یہ خود کو سمجھ کیا رہا ہے،،،، وہاں بی اماں نے اسکی اور ارحام کی شادی کی خبر سارے خاندان میں پھیلا دی تھی اب سارا خاندان ہم پر تھو تھو کر رہا ہے،،، اسے ہماری عزت کا کچھ احساس ہے؟ ہمارا نہیں تو کم سے کم اپنا ہی سوچ لے ان سب خبروں سے اسکے بزنس کو کتنا نقصان پہنچے گا اس بات کا کچھ اندازہ ہے.... تہمینہ بیگم بولیں آپ اسے اسکے حال پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے وہ جو کر رہا سوچ سمجھ کر ہی کر رہا ہو گا بچہ تو نہیں ہے وہ تیمور صاحب چیختے ہوئے بولے بیوقوفی کر رہا ہے وہ اسے اندازہ نہیں ہے کے کتنی مشکل میں پھنس جائے گا وہ،،،، تہمینہ بیگم بولیں میں جاؤں گی اسکے پاس بات کروں گی اس سے،،،، تیمور صاحب دھمکی دیتے ہوئے بولے نہیں جاؤ گی تم اسکے پاس وہ خود آئے گا اس گھر میں تم نہیں جاؤ گی،،،،، تیمور صاحب مزید کچھ کہتے اسلئے تہمینہ بیگم خاموش ہو گئیں،،،

صبح کے دس گیارہ بجے کے قریب نور کی آنکھ کھولی اب وہ پہلے سے کافی بہتر محسوس کر رہی تھی، اسنے ادھر ادھر دیکھا شافع کمرے میں نہیں تھا اسے لگا شاید باہر ہو گا،،،

ہمت کر کے وہ اٹھی اور آہستہ آہستہ چل کے باہر آئی لیکن باہر بھی شافع نہیں تھا،،،اسنے ڈرائینگ روم،دوسرا بیڈروم ہر جگہ دیکھ لیا لیکن شافع کہیں نہیں تھا اسے وسوسوں نے گھیر الیا،،، کہیں شافع مجھے چھوڑ کر تو نہیں چلا گیا،،،اور یہ سوچ کر ہی اسے اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا وہ اپنا دوپٹہ سر پر لیتی ہوئی مین ڈور کی طرف بڑھی لیکن دروازہ باہر سے بند تھا،،،ڈر کے مارے اسکے آنسوں نکلنا شروع ہو گئے،نور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بالکنی میں آ گئی اسنے آنسوں بہاتے ہوئے دور تھاٹے مارتے ہوئے سمندر کو دیکھا آنسوؤں کی وجہ سے منظر دھندلا ہو گیا لیکن وہ اس حسین منظر کو دیکھ ہی کب رہی تھی،،،نور پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی،،،اور بے بسی سے سوچا کیا میرے ساتھ پھر کوئی کھیل کھیلا گیا ہے؟اسکے آنسوں ٹپ ٹپ بہتے ہوئے اسکے ہاتھ پر گرنے لگے،،،کچھ سوچنے جتنی بھی طاقت اس میں سے جاتی جا رہی تھی روتے ہوئے اسنے سر ٹیبل پر رکھ دیا...

شافع لاک کھول کر اندر داخل ہوا وہ کچھ سامان اور نور کی دوائیاں لینے باہر گیا تھا...

سامان کچن میں رکھ کر وہ سیدھا کمرے کی طرف گیا لیکن نور کو ادھر نہ دیکھ کر اسے پریشانی نے گھیر لیا،اسے لگا باتھ روم گئی ہو گی لیکن وہ باتھ روم میں بھی نہیں تھی اسنے نور کو آواز لگائی اسنے دوسرے کمروں میں بھی اسے ڈھونڈا لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی

بالکنی والی سائڈ بالکل الگ بنی تھی اسلئے نور تک شافع کی آواز بھی نہیں پہنچی شافع بالکنی کی طرف بڑھا اسنے دیکھا کے نور ٹیبل پر ہاتھ باندھ کر منہ چھپائے رو رہی ہے،،،، شافع تیزی سے اسکی طرف بھاگا نور کیا ہوا تمھے ؟نور فوراً گردن اٹھا کر کھڑی ہوئی اور اسکی طرف گھومی شافع اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولا کیا ہوا تمھے تم ٹھیک ہو ؟نور اسے دیکھ روتے ہوئے بولی تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے ؟اسکا سوال سن کر شافع کو جیسے شاکٹ لگا تمھے چھوڑ کر ؟تم سو رہیں تھیں تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسلئے میں نے تمھے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا میں کچھ سامان اور تمھاری دوائیاں لینے گیا تھا یار،،، تمھے کیا لگا میں تمھے چھوڑ کر چلا گیا.... نور اسکے سامنے کھڑی روتی رہی اسے اسطرح روتے دیکھ کر شافع پریشان ہوا، شافع نے اسکے آنسوں پونچھے اور اسکا سر اپنے سینے پر رکھ کر اسکے گرد بازو پھیلا دیئے... اس سے لگ کے بھی نور روتی رہی تو شافع بولا اچھا بس اب اور مت رو یار طبیعت خراب ہو جائے گی میں تمھے چھوڑ کر کیوں جاؤں گا چھوڑنے کے لئے تھوڑی شادی کی ہے تم سے.... نور روتے ہوئے بولی میں ڈر گئی تھی مجھے لگا تم نے بھی مجھ سے دھوکا کیا ہے تم بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے.... شافع اسکے گرد گرفت تھوڑی مضبوط کر کے بولا، تم یہ وسوسے اپنے ذہن سے نکال دو نور میں تمھے نہیں چھوڑنے والا اگر چھوڑنا ہوتا تو شادی نہیں کرتا.... نور نے آنکھیں کھولیں اور اس سے الگ ہونا چاہا،،،

شافع نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی نور اس سے الگ ہوئی تو شافع نے اسکا چہرا اپنے ہاتھوں میں لے کر اسکے آنسوں صاف کئے اسے ہنسانے کے لئے بولا "اتنے آنسوں آخر کہاں سے لاتی ہو "نور ہلکا سا مسکرا دی... شافع اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا یقین کرتی ہو مجھ پر نور نے نفی میں گردن ہلائی،،، شافع ہنسا چلو یہ تو اچھی بات ہے.... لیکن ایک بات یاد رکھو میری وجہ سے تمھے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، اسلئے فالتو باتیں مت سوچا کرو سب اچھا سوچا کرو، نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا، اچانک زندگی میں اتنا کچھ ہو گیا ہے کچھ اچھا سوچا ہی نہیں جاتا بس ہر وقت وسوسے سوار رہتے ہیں... شافع اسکا ہاتھ پکڑ کر لاؤنج میں لیجاتے ہوئے بولا میں سیکھا دوں گا اچھا سوچنا اور ان وسوسوں کا بھی علاج کر دوں گا،،، کچن میں لے جا کر اسنے نور کو کاؤنٹر کے ساتھ رکھے اسٹول پر بیٹھایا اور خود کاؤنٹر کی دوسری طرف چلا گیا،،، اپنا لایا ہوا شاپر کھولتے ہوئے بولا میں یہ سب لینے گیا تھا،،، وہ فروٹس، جوس اور دودھ کے ڈبے اور نا جانے کیا کیا لایا تھا،،،

گھر میں کافی کے سامان کے علاوہ کچھ نہیں تھا میں اکیلا ہوتا تھا تو باہر سے ہی کھا لیتا تھا اسلئے یہ سب سامان لے کر آیا ہوں.... نور اپنے ہاتھوں پر نظریں جھکاتے ہوئے بولی میں نے تمھاری زندگی مشکلات میں ڈال دی ہے نہ شافع؟ شافع نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا، تم نے ایسا کیوں سوچا، تمھے میری ماما کی وجہ سے مجھ سے شادی کرنی پڑی، تمھارے

گھر والے بھی اس شادی کو ایکسیپٹ نہیں کر رہے ہوں گے، تمھاری اپنی ایک لائف تھی جیسے تم اپنے حساب سے اپنی پسند کی لڑکی کے ساتھ گزارنا چاہتے ہوں گے اور پھر اچانک میں تمھاری زندگی میں آگئی اور سب کچھ ختم ہو گیا....

شافع نے اسکی بات تحمل سے سنی پھر اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اسکا ٹیمپریچر چیک کیا بخار نہیں تھا، شافع اسکی باتوں کے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے بولا،،، تم جاؤ فریش ہو کر آجاؤ میں ناشتہ بناتا ہوں.... نور فوراً کھڑے ہوتے ہوئے بولی تم کیوں بناؤ گے میں بناتی ہوں،،، شافع آنکھیں چڑھاتا ہوا بولا "اب میں اتنا بھی ظالم نہیں ہوں کہ اپنی نئی نویلی بیوی سے کام کرواؤں" اسکی باتیں سن کر نور نے نظریں جھکا لیں، تم جاؤ فریش ہو کر آؤ صرف کافی بنانی ہے اور انڈا تلنا ہے اور اتنا سب مجھے آتا ہے.... نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں تم ہٹ جاؤ مجھے کرنے دو... شافع سختی سے بولا میں نے کہا نہ تم جاؤ میں کر لوں گا اسکے غصے والی آنکھوں کو دیکھ کر نور آگے نہیں بڑھی اور سیدھی کمرے میں چلی گئی،،، شافع کو اتنا تو اندازہ تھا کہ نور اسکے غصے سے ڈرتی ہے، وہ وہاں سے چلی گئی تو شافع مسکرایا،،،

کچھ دیر بعد شافع ناشتہ کرنے کے لئے نور کو بلانے کمرے میں آیا نور شیشے کے سامنے کھڑی تھی شافع کو دیکھ کر اسنے اپنا دوپٹہ چادر کی طرح کندھے پر پھیلا لیا اسکے بال گیلے

ہونے کی وجہ سے کھلے تھے،،،اسے دیکھ کر ایک سیکنڈ کے لئے شافع رکا تھا شافع نے سر جھٹکا ناشتہ تیار ہے آجاؤ،،،نور نے اثبات میں سر ہلایا اور اسکے ساتھ باہر آگئی نور نے روئیل بلو کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور جویلری کے نام پر اسنے صرف باریک سے ٹاپس پہن رکھے تھے....اسکی آنکھیں ابھی بھی سوجی ہوئی تھیں،،،شافع نے ناشتے کی ٹرے بالکنی میں لگائی تھی وہ نور کو لے کر بالکنی میں آگیا....نور نے سامنے کا منظر دیکھا اس خوبصورت منظر پر اب اسنے غور کیا تھا....وہ دونوں ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھ گئے،،، شافع پلیٹ اسکے آگے کرتے ہوئے بولا تم چائے لیتی ہو یا کافی، نور کندھے اچکا کر آہستہ سے بولی دونوں پی لیتی ہوں، شافع مسکرایا مجھے چائے بنانی نہیں آتی تھی اسلئے میں نے کافی بنالی،،،شافع نے نور کو سر و کیا وہ ابھی بھی ایسی بیٹھی تھی،،،شافع اسے دیکھتے ہوئے بولا شروع کرو، نور نے اثبات میں گردن ہلائی،،،شافع نے کافی کا سپ لیتے ہوئے نور کے چہرے کی طرف دیکھا،،،نور نے پہلا نوالہ لیا شافع نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا نور نے حیرت سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،،،شافع فوراً ہاتھ ہٹا کر کندھے اچکاتے ہوئے بولا بخار چیک کر رہا تھا۔۔نور بولی اب نہیں ہے، ہمم شافع نے سانس کھینچ کر دور موجود سمندر کی طرف دیکھا شافع نے دل میں سوچا"زندگی میں اتنی حسین صبح بھی ہو سکتی ہے میں نے تو تصور بھی نہیں کیا تھا"نور شافع کو دیکھ کر بولی تم کھا کیوں نہیں رہے؟

شافع کافی کا کپ رکھ کر بولا ہاں کھاتا ہوں،،، تمھے ناشتہ ٹھیک تو لگا نا؟؟؟ نور نے اثبات میں سر ہلایا،، شافع ہنستے ہوئے بولا یہ تو خیر تم کافی پینے کے بعد بتاؤں گی، زایان پتا ہے کیا کہتا ہے وہ بولتا ہے تمھاری بیوی تم سے کبھی خوش نہیں رہے گی کیونکہ تمھے اچھی کافی بنانی نہیں اتی،،، نور مسکرائی،،، شافع اسے دیکھتا ہوا بولا اگر تم مستقل بھی مسکراتی رہو گی تو کوئی بل تھوڑی آئے گا.... نور نے منہ پر آئے ہوئے بال کان کے پیچھے کئے وہ شافع کی نظروں سے اضطراب کا شکار ہو رہی تھی.... نور نے اسکا دھیان خود پر سے ہٹانے کے لئے پوچھا زایان کیسا ہے؟ شافع نے مسکراتے ہوئے اس پر سے نظریں ہٹائیں وہ سمجھ گیا تھا نور اسکی نظروں سے کنفیوز ہو رہی ہے.... زایان بالکل پہلے جیسا ہے... نور کو یاد آیا انکے نکاح کے وقت زایان وہاں موجود نہیں تھا اور اس بات پر حیرت اسے اب ہو رہی تھی، اسنے شافع سے پوچھا نکاح کے وقت زایان کیوں نہیں آیا تھا؟ وہ اس وقت پاکستان میں نہیں تھا رات میں آیا ہے.... ان دونوں نے ناشتہ تقریباً کر لیا تھا نور پلیٹس ٹرے میں رکھنے لگی.... شافع نے اسکے ہاتھ سے ٹرے لیتے ہوئے کہا تم یہ سب چھوڑ دو میں کر لوں گا... نور نے ٹرے واپس اسکے ہاتھ سے لی اور کھڑی ہو گئی، میں کر لوں گی،،، نور لاؤنج کی طرف چلی گئی.... شافع وہیں بیٹھا اسے دیکھتا رہا،،، پھر اٹھ کر خود بھی اندر آ گیا نور کچن میں تھی شافع کمرے کی طرف چلا گیا اپنا موبائل اور گاڑی کی چابیاں لے کر

وہ باہر آیا نور کپ دھو رہی تھی، کاؤنٹر پر پڑھی دوائیاں نکالتے ہوئے اسے دیکھ کر شافع بولا میں نے کہا ہے نہ تم سے رکھ دو یہ سب تم جا کر ریسٹ کرو، نور اسکی طرف دیکھے بغیر بولی میں ٹھیک ہوں اب تم رات سے جاگے ہوئے ہو تم سو جاؤ جا کر،،،، شافع اسکے پیچھے آ کر کھڑا ہوا" مجھے عادت ہے جاگنے کی "نور نے کچھ نہیں کہا خاموش رہی شافع نے دوائیاں اسکی طرف بڑھائیں یہ کھالو، نور نے اسکے ہاتھ سے دوائی لے کر چپ چاپ کھالی، یہاں پر اسکی ماما نہیں تھیں جنھے وہ دوائی کھانے کے لئے سو نخرے دیکھاتی اور اپنے پیچھے بھگاتی.... مجھے زایان نے ملنے بلایا ہے میں اسے گھر ہی بلا رہا تھا لیکن ہمیں باہر اور بھی کچھ کام ہے تو میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں،،،، نور فوراً اسکی طرف گھومی، شافع نے اسے خود کو اسطرح دیکھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا ہوا؟؟؟ نور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی میں اکیلی کیسے رہوں گی، شافع مسکرایا تم۔ بچی تھوڑی ہو میں کچھ دیر میں آ جاؤں گا نور نے نفی میں سر ہلایا وہ رو دینے کو تھی، مجھے تمھارے گھر میں اکیلے ڈر لگے گا... شافع نے مسکراتے ہوئے ہاتھ باندھ کر کاؤنٹر سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا مجھے یہ بات کچھ ہضم نہیں ہو رہی کہ آئے نور کو اکیلے میں ڈر لگے گا... نور خاموشی سے کھڑی رہی... پھر بولی تم زایان کو یہیں بلا لو.... شافع نے آگے بڑھ کر اسکے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کے اسے اپنی طرف گھمایا مجھے اور کچھ کام بھی ہے باہر میں کچھ دیر میں آ جاؤں گا... نور

خاموشی سے سر جھکائے کھڑی رہی،،، میں کچھ دیر میں آجاؤں گا، اور اکیلے پن کا فائدہ اٹھا کر رونے مت بیٹھ جانا، نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،،، غصے سے بولی روؤں گی نہیں تو اور کیا کروں گی.... شافع نے اپنے ہاتھ سے اسکا گال سہلاتے ہوئے کہا "تم مجھے سوچنا" نور تھوڑا سا پیچھے ہوئی تو شافع سیدھا ہو کر فوراً گلا کھنکار کر بولا میرا.... میرا مطلب ہے تم ریسٹ کرنا، شافع کچن سے نکلتا ہوا اسے ہدایت دینے لگا، اب میں جا رہا ہوں کچھ دیر میں آجاؤں گا، دروازہ لاک کر لو ویسے تو کوئی آئے گا نہیں لیکن اگر کوئی آئے تو پوچھ کر دروازہ کھولنا نور اسکے پیچھے دروازے تک آئے, دروازے پر پہنچ کر شافع نے نور کی طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر اسکے سر پر پیار کیا نور کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ شافع ایسا کچھ کرے گا، شافع نے اسکی حیرت کو نظر انداز کیا اور اسے دروازہ بند کرنے کا کہہ کر چلا گیا

وہ چلا گیا تو نور کی حیرت بھی ختم ہو گئی، نور واپس اندر آئی کپ اور پلیٹ وہ دھو چکی تھی اور وہ پہلے سے بہتر بھی محسوس کر رہی تھی اسلئے اسکا سونے کا ارادہ بالکل نہیں تھا،،، جب اکیلا پن محسوس ہوا تو اپنی ماما کو یاد کر کے اسے شدت سے رونا آیا نا جانے کیوں اسے اچانک شافع کی کی ہوئی ہدایت یاد آئی "اکیلے پن کا فائدہ اٹھا کر رونے مت بیٹھ جانا" اسنے فوراً اپنے آنسوں صاف کئے، اور ادھر ادھر نظریں گھما کر لاؤنج کا جائزہ لینے لگی وہاں کوئی

بھی چیز فالتو یہ شوخ نہیں تھی سب چیزیں سادھی اور خوبصورت تھیں... وہ کمرے کی طرف آگئی، اسنے کمرے کا دروازہ کھولا شافع کا کمرے واقعئی کافی بڑا تھا، وہ اب سب چیزوں پر غور کر رہی تھی اس سے پہلے اسکی ایسی حالت نہیں تھی کہ وہ ان سب چیزوں پر غور کرے،،،

نور نے کمرے کے دائیں جانب دیکھا وہاں پر ایک بڑی سی بک شیلف تھی اور ساتھ ہی اسٹڈی ٹیبل بھی تھی،،، اگر حالات پہلے جیسے ہوتے تو سب سے پہلے کتابوں کی طرف بڑھتی لیکن ابھی اسکی خود کی زندگی ایک کہانی بنی ہوئی تھی نور نے قدم آگے بڑھائے،،،، دروازہ کھولتے ہی بائیں جانب صوفے لگے ہوئے تھے اور سامنے بیڈ تھا نور کی نظر بیڈ کے اوپر لگی تصویر پر پڑی.... "زایان اور شافع کی تصویر" اس فریم میں کوئی ایک تصویر نہیں تھی ایک تصویر میں بہت ساری تصویروں کو چھوٹا چھوٹا کر کے ایک تصویر بنائی گئی تھی، کمرے میں ایک دو پینٹنگ بھی لگی تھیں، بائیں جانب ورڈروب اور باتھ روم تھا، لیکن تصویر کا فریم صرف ایک ہی لگا ہوا تھا جس میں شافع اور زایان کی بہت سی تصویریں تھیں، نور بیڈ پر آکر بیٹھ گئی، اسنے سائڈ ٹیبل کی دراز کھولی کوئی تصویر رکھی ہوئی تھی، نور نے وہ تصویر اٹھا کر نظروں کے سامنے کی اور دل میں سوچا کون ہے یہ؟ وہ

یہ سوچ ہی رہی تھی جب ڈور بیل بجنے کی آواز آئی، اسنے تصویر وآپس رکھ دی اور دروازے کی طرف چلی گئی،،،،

نور اور زایان ایک پارک کی بینچ میں بیٹھے تھے، زایان بولا اب تک جو ہوا سب غلط ہوا...
اب سب صحیح کرنے کی باری ہے شافع سامنے دیکھتے ہوئے گردن ہلاتے ہوئے بولا اب کچھ غلط نہیں ہو گا،،، نور تمھارے ساتھ خوش ہے؟ زایان نے پوچھا شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا ابھی وہ ٹھیک ہی نہیں ہے تو خوش ہے یا نہیں یہ کیسے پتا چلا گا اتنا کچھ ہوا ہے کچھ وقت تو لگے گا اسے سنبھلنے میں، زایان نے اثبات میں گردن ہلائی پھر سانس کھینچ کر بولا اب تم مجھے بتاؤ کے تاشفہ کا کیا کرنا ہے کہو تو شوٹ کر دوں اسے؟ شافع نے ہنستے ہوئے زایان کی گلے میں ہاتھ ڈالا نہیں شوٹ نہیں کرنا ہے اس سے بھی زیادہ بڑا کام کرنا ہے،،،،
ٹھیک ہے تم بتاؤ کیا کرنا ہے؟ شافع سانس کھینچ کر بولا تمھے کسی بھی طرح پتا لگانا ہے کہ تاشفہ آج کل کس رپورٹ پر کام کر رہی ہے، کس کے ساتھ اسکا اٹھنا بیٹھنا

زیادہ ہے اسکے چینل میں اسکی کیا پوزیشن ہے سب کچھ اسکی ساری انفارمیشن مجھے چاہیے اب یہ تم پر ہے کہ تم یہ سب خود کرتے ہو یا کسی سے کرواتے ہو.... زایان تھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ہمم،،، یہ سب تو میں دیکھ لوں گا لیکن تم ان سب انفارمیشن کا کرو گے کیا؟ شافع زایان کو آنکھ مارتے ہوئے بولا وہ سب میں بعد میں بتاؤں گا،،، زایان نے کندھے اچکا دیئے ٹھیک ہے، پھر کام ابھی سے شروع کریں؟ شافع نے پوچھا وہ کیسے ؟تاشفہ کے آفس کے ایک بندے سے ہم تاشفہ کے بارے میں معلومات لے سکتے ہیں، شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں ہم کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے،،، زایان نے ہونٹ بھینچیں، چلو ٹھیک ہے میں سنبھال لوں گا اب کچھ کھا سکتے ہیں؟ شافع کھڑا ہوتے ہوئے بولا نہیں گھر چل کر کھائیں گے نور پریشان ہو رہی ہو گی....

زایان کھڑے ہو کر بھنویں اچکاتے ہوئے بولا اوہو نور پریشان ہو رہی ہو گی..... شافع بولا میں اس سے جھوٹ بول کر آیا ہوں کہ مجھے کہیں اور بھی جانا ہے یہ باتیں گھر پر اسکے سامنے کرنا مجھے مناسب نہیں لگا، وہ ویسے ہی ڈسٹرب ہے زایان منہ بنا کر بولا مجھے جلن ہو رہی ہے یار شافع ہنستا ہوا بولا کس سے ؟؟؟ نور سے یار پہلے تم صرف میرے تھے اب وہ تمھاری زندگی میں آگئی ہے تو سوتنوں والی فیلنگ آ رہی ہے.... شافع نے ہنستے ہوئے اسکی گردن دبوچی.... زایان اسکے ہاتھ سے گردن نکالتے ہوئے بولا مجھے نہیں پتا اب

مجھے بھی شادی کرنی ہے، شافع کندھے اچکا کر بولا ٹھیک ہے کرلو کس نے منا کیا ہے....
زایان دانت نکال کر بولا ٹھیک ہے کرلوں گا تمھے مدد کرنی پڑے گی لیکن.... شافع
بھنویں اچکا کر بولا مجھے مدد کرنی پڑے گی مطلب؟ زایان اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولا
مطلب و طلب میں تمھے بعد میں سمجھاؤں گا ابھی مجھے بھوک لگ رہی ہے چلو.....

نور دروازے پر پہنچی دروازہ کھولنے سے پہلے اسنے پوچھا کون ہے؟ باہر سے کسی خاتون کی
آواز آئی، لیکن اس نے دروازہ نہیں کھولا آپ کون ہیں اپنا نام بتائیں، میں شافع کی ماں
ہوں... نور نے فوراً دروازہ کھولا،،،اور شرمندہ ہوئی سامنے تہمینہ بیگم کھڑی تھیں نور
انھے سلام کر کے بولی مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ شافع کی ماما ہیں آپ اندر آئیں پلیز تہمینہ
بیگم ہلکا سا مسکرائیں اور اندر آتے ہوئے بولیں کوئی بات نہیں اندر آکر تہمینہ بیگم ادھر
ادھر دیکھتے ہوئے بولیں شافع کہاں ہے؟ وہ زایان سے ملنے گئے ہیں نور نے انھے بیٹھنے کو
کہا۔۔۔ تہمینہ بیگم صوفے پر بیٹھ گئیں اور نور کو بھی بیٹھنے کا کہا نور ان سے کچھ فاصلے پر
بیٹھ گئی، تہمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا طبیعت کیسی ہے تمھاری؟ نور ہلکا سا
مسکرائی جی ٹھیک ہے... نور کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے اور کیا کہے.....

نور اٹھتے ہوئے بولی آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے چائے لاتی ہو تہمینہ بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے واپس بیٹھا دیا، چائے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے تم بیٹھ جاؤ، نور نظریں جھکا کر انکے سامنے بیٹھ گئی،،، تہمینہ بیگم نے اسکا چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھتے ہوئے کہا، تم بہت پیاری ہو جیسے میرے شافع کے لئے ہی بنی ہوں، نور مسنوعی سا مسکرا دی کچھ دیر بعد تہمینہ بیگم نے سانس کھینچ کر اس سے پوچھا لیکن بیٹا ایسا کیا ہوا تھا جو تم لوگوں کو یوں اچانک نکاح کرنا پڑا..... نور کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا وہ تہمینہ بیگم کو کیا بتائے کیا وہ حالات کو سمجھیں گی یا اسے ہی قصوروار سمجھیں گیں،، نور مستقل اپنے ہاتھ مسل رہی تھی، میری..... میری ماما کو ہارٹ اٹیک آیا تھا اسلئے شافع نے مجھ سے نکاح کر لیا تہمینہ بیگم بولیں اوہ کیسی ہیں تمھاری ماما؟ نور نے ہونٹ بھینچیں آنسوں اسکے گالوں پر بہہ گئے انکی ڈیتھ ہو گئی،،، تہمینہ بیگم نے اسے روتے دیکھا تو اسے فوراً خود سے لگاتے ہوئے اسکا بازو سہلایا ارے بس بس روتے نہیں ہیں آئم سو سوری مجھے پتا نہیں تھا،،، تہمینہ بیگم نے اسکے گال سے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا،،، اتنی پیاری آنکھیں ہیں ان میں آنسوں اچھے نہیں لگ رہے، نور نے اپنی آنکھیں رگڑیں،،، تہمینہ بیگم کچھ دیر تک اسے حوصلہ دیتی رہیں، میں تم سے تصویروں والے معاملے کا نہیں پوچھوں گی کیونکہ مجھے پتا ہے کہ وہ سب ویسا نہیں ہے جیسا میڈیا نے اسے دیکھایا ہے، بس میں تم سے یہ

پوچھوں گی شافع تمھے پہلے سے جانتا تھا؟نور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا میں اسی کی یونی میں تھی، تو کیا تم لوگ ایک دوسرے کو پہلے سے پسند؟نور فوراً بولی نہیں آنٹی ایسا کچھ نہیں ہے ہمیں حالات نے ملایا ہے ورنہ ہمارے بیچ ایسا کچھ نہیں تھا، تہمینہ بیگم بولیں ٹھیک ہے، بس تم اس بات کا اطمینان رکھو کہ شافع نے اگر تم سے رشتہ جوڑا ہے تو وہ یہ رشتہ نبھائے گا بھی... نور نے نظریں جھکالیں،،،،

کچھ دیر بعد تہمینہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں اب میں چلتی ہوں نور کھڑے ہوتے ہوئے بولی آپ رکیں نہ شافع ابھی آتے ہی ہونگے.... تہمینہ بیگم اسکے گال پر ہاتھ رکھ کر بولیں میں شافع سے پھر مل لوں گی، بس تم اسے کہنا کہ اپنے بابا سے بات کرلے، نور نے اثبات میں گردن ہلادی تہمینہ بیگم چلیں گئیں تو نور لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی، تہمینہ بیگم سے بات کر کے اسے اب شدت سے اپنی ماما یاد آرہیں تھی "کسی کو بھولنا اتنا آسان بھی تو نہیں ہوتا" وہ وہیں صوفے پر لیٹ گئی کچھ ہی دیر گزری تھی اسے لگا دروازہ کسی نے کھولا ہے، اسنے جلدی سے اٹھ کر اپنا دوپٹہ سنبھالا اور دروازے کی طرف گئی شافع اندر ہی آرہا تھا اسکے ہاتھ میں کچھ شاپر بھی تھے نور کو دیکھ کر وہ مسکرایا شافع کے پیچھے ہی اسے زایان آتا ہوا دیکھا نور نے اپنا دوپٹہ سر پر ڈالا نور کو دیکھ کر زایان مسکراتے ہوئے بولا کیسی ہو مسز ہٹلر؟نور تکلفانہ مسکرائی ٹھیک ہوں.... وہ لوگ لاؤنج میں آگئے شافع نے اپنے ہاتھ

میں موجود شاپر کچن کاؤنٹر پر رکھے زایان سنگل صوفے پر بیٹھ گیا سامنے نور اور شافع بیٹھ گئے، زایان سانس کھینچ کر نور سے بولا تمھاری ماما کا سن کر بہت افسوس ہوا مجھے، سوری میں آ نہیں سکا، نور نظریں جھکائے بیٹھی رہی،،، زایان نے اسکا چہرہ اترا ہوا دیکھا تو فوراً اپنے انداز میں بولا نور ویسے تم میری سوتن بن کر آئی ہو یار.... نور نے نظریں اٹھا کر زایان کی طرف دیکھا کیا مطلب؟ مطلب یہ کے شافع کی پہلی بیوی ہمیشہ میں ہی رہوں گا تم اسکی دوسری بیوی ہو نور تھوڑا سا ہنس دی شافع بھی ہنسا، شافع بولا ہاں بھائی تم سے تمھارے حقوق کوئی نہیں چھینے گا بے فکر رہو اسلئے جا کر کھانا پلیٹ میں نکالو..... زایان نے آنکھیں باہر نکالیں دماغ ٹھیک ہے میں کیوں نکالوں بھائی نوکر بنا کر لائے ہو کیا....؟ شافع بولا کھاتے ہوئے تو تمھے یہ سب یاد نہیں رہتا.... نور اٹھتے ہوئے بولی میں نکال لیتی ہوں. شافع نے اسے منا بھی کیا لیکن پھر بھی وہ چلی گئی لاؤنج کے سامنے ہی کچن تھا زایان سنجیدگی سے شافع سے بولا نور سیچ میں بدل گئی ہے یار مینٹلی بہت ڈسٹرب لگ رہی ہے.... شافع نے اثبات میں گردن ہلائی اسے تھوڑا وقت چاہیے نارمل ہونے کے لئے ٹھیک ہو جائے گی وہ،،، زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا لیکن تم دیکھنا تاشفہ اب ٹھیک نہیں رہے گی.... نور نے ٹیبل پر کھانا لگا دیا تھا اسنے شافع اور زایان کو بلایا،،،

زایان نے تو بیٹھتے ہی شروع کر دیا شافع نے نور کی پلیٹ میں کھانا ڈالا، زایان کھانے میں مصروف بیچ بیچ میں کوئی نہ کوئی بات کر لیتا زایان شافع سے شکوہ کرتے ہوئے بولا دیکھو بھائی نکاح تو تم نے میرے بغیر کر لیا لیکن اب تمھے اپنی شادی کی خوشی میں ایک گرینڈ ریسیپشن رکھنی پڑے گی، نور فوراً بولی نہیں اس سب کی کیا ضرورت ہے؟ زایان کھاتے ہوئے بولا کیوں ضرورت نہیں ہے بالکل ضرورت ہے بھئی ریسیپشن تو ہو گئی،،،

شافع بولا نہیں یہ سب اب تم اپنی شادی پر کرنا زایان دانت نکالتے ہوئے بولا ہاں وہ تو کروں گا ہی.... کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر تک زایان وہاں بیٹھا رہا پھر وہ چلا گیا،،، شافع زایان کو چھوڑنے دروازے تک گیا واپس آیا تو نور کمرے میں تھی شافع کمرے میں آیا اور نور کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تم روئی تھیں؟ نور نے فوراً نفی میں سر ہلایا اس سے پہلے کے وہ کچھ اور کہتا نور بولی تمھاری ماما آئیں تھیں۔۔۔۔ شافع آگے آیا کچھ کہا ہے انھوں نے تم سے نور نے نفی میں سر ہلایا نہیں تو.... شافع نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا تم نے انھے سب بتا دیا؟ نور نظریں جھکاتے ہوئے بولی ہمارا نکاح کیوں ہوا وہ بتایا ہے... اور تصویروں کے بارے میں انھوں نے کچھ نہیں پوچھا؟ نور نے نفی میں گردن ہلائی تمھاری ماما بہت اچھی ہیں شافع،،، شافع مسکرایا اور میں؟ نور نے فوراً اسکے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نکالا بوکھلاتے ہوئے بولی وہ کچن میں میں ذرا دیکھ لوں....؟ شافع نے اسے روکا

تم وہ سب چھوڑ دو اور یہاں آرام سے بیٹھ جاؤ اسنے نور کو بیڈ پر بیٹھا دیا... نور اسکی نظروں سے الجھن کا شکار ہوئی شافع وہاں سے اٹھ گیا تم آرام کر لو مجھے کچھ کام ہے... شافع اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ کے دوسرے سائڈ پر آ کر بیٹھ گیا... نور کچھ دیر بیٹھی ہی رہی شافع لیپ ٹاپ کھول کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا نور چادر اوڑھ کر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئی... شافع نے اسکی طرف دیکھا اور مسکرا دیا....

زایان شافع کے گھر سے نکلا تو وہ سب سے پہلے تاشفہ کے آفس کی طرف گیا وہاں وہ ایک دو لوگوں کو جانتا بھی تھا اسنے گاڑی آفس کے باہر کچھ فاصلے پر کھڑی کر دی.... آفس ٹائمنگ ختم بھی ہونے والی تھیں اس لئے آہستہ آہستہ آفس سے لوگ نکلتے ہوئے نظر آئے... کچھ ہی دیر بعد اسے آفس سے تاشفہ نکلتی ہوئی دیکھی زایان سیدھا ہو کر بیٹھا،،، تاشفہ آفس سے نکل کر پارکنگ ایریا کی طرف گئی اسکے ہاتھ میں کچھ فائلیں اور پرس تھا،،، تاشفہ نے اپنی گاڑی پارکنگ ایریا سے نکالی اور مین سڑک پر آ گئی زایان نے فوراً اپنی گاڑی اسٹارٹ کی اور تاشفہ کی گاڑی کے پیچھے بھگائی اسکی اور تاشفہ کی گاڑی میں اتنا فاصلہ تھا کہ تاشفہ کو شک بھی نہیں ہوتا کہ کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے... کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد تاشفہ

نے گاڑی ایک مال کے سامنے روکی زایان کی گاڑی اس سے کچھ فاصلے پر ہی تھی، تاشفہ گاڑی میں سے اپنا بیگ ہاتھ میں لئے نکلی گاڑی کو لاک کیا اور مال کے اندر چلی گئی وہ چلی گئی تو زایان نے اپنی گاڑی اسکی گاڑی کے برابر میں لے جا کر پارک کی تاشفہ کے ہاتھ میں صرف بیگ تھا اس کا مطلب ہے کے فائلیں گاڑی میں ہی ہیں بس اب فائلیں ہمارے مطلب کی ہوں،،، زایان نے اپنی گاڑی کے ڈیش بورڈ میں سے ایک عجیب سی چابی نکالی وہ ایک کیل نما چابی تھی جس میں آگے پیچھے چابی کی طرح نوکیں نکلی ہوئیں تھی زایان نے چابی کو چوم کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا دیکھ یار عزت رکھ لیو آج میری....

چابی لے کر زایان گاڑی میں سے نکلا اور آگے پیچھے دیکھا ہر کوئی اپنے کام میں مصروف تھا زایان آرام سے اپنی گاڑی سے نکل کر تاشفہ کی گاڑی کی طرف گیا اسنے اپنے چہرے کے تاثرات بالکل نارمل کئے ہوئے تھے تاکہ کوئی اس پر شک نہ کرے،،، زایان نے وہ چابی تاشفہ کی گاڑی کے پیچھے والی سیٹ کے لاک میں آہستہ آہستہ ڈالنی شروع کی زایان وہ چابی بہت آہستہ آہستہ لاک میں ڈال رہا تھا اور مسلسل آگے پیچھے بھی دیکھ رہا تھا اگر اس چابی سے لاک نہ کھولتا تو وہ چابی ٹوٹ کر اندر ہی پھس جاتی چابی جب پوری طرح اندر چلی گئی تو زایان نے آنکھیں بند کر کے ایک، دو، تین اور فوراً چابی گھمائی ایک ہلکی سی کلک کر کے آواز آئی اور لاک کھول گیا زایان نے آنکھیں کھولیں اسکی سانس میں سانس آئی اسنے پھر

آہستہ آہستہ سے چابی واپس نکالی چابی صحیح سلامت واپس نکل بھی گئی،،، گاڑی کا دروازہ کھول کر زایان گاڑی میں بیٹھا،،، زایان نے گاڑی کا دروازہ بند کیا سیٹ پر رکھی فائل جلدی سے کھول کر دیکھنے لگا... وہ بار بار باہر بھی دیکھ رہا تھا کہ کہیں تاشفہ نہ آجائے زایان کا دل دھک دھک،،، دھک دھک،،، کر رہا تھا،،،، وہ فائلیں پہلے پڑھنا چاہتا تھا لیکن اتنا وقت نہیں تھا اسنے جلدی سے اپنا موبائل نکالا اور فٹافٹ فائل کے ایک ایک صفحے کی تصویر لینے لگا اسکے ہاتھوں میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی اس فائل میں تقریباً بیس پچیس صفحے تھے اور ہر صفحے کی دونوں طرف سے تصویر لینے میں اسے بیس منٹ تو لگ گئے تھے... آخری دو صفحے باقی تھے... اسنے نظر اٹھا کر مال کے دروازے کی طرف دیکھ تاشفہ اپنے گلاسیز آنکھوں میں لگاتے ہوئے باہر آرہی تھی زایان کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گر گیا زایان نے فوراً جھک کر موبائل تلاش کیا لیکن اسے اتنی گھبراہٹ ہو گئی تھی کہ موبائل ہاتھ میں ہی نہیں آرہا تھا بڑی مشکل سے اسنے موبائل اٹھایا اور فٹافٹ دونوں صفحوں کی تصویریں کھینچیں تاشفہ کسی سے ٹکرا گئی تھی اسکے ہاتھ میں موجود شاپر نیچے گر گیا تھا وہ اٹھانے میں اسے ٹائم لگ گیا... زایان جلدی سے اسکی فائل ٹھیک سے رکھ کر گاڑی سے نکلا گاڑی کے دروازہ بند کیا اور تیزی سے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا تاشفہ اپنی گاڑی تک

پہنچ گئی تھی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی زایان نے اپنی گردن نیچے کر لی،،،تاشفہ نے اپنی گاڑی ریورس میں لی اور چلی گئی....

زایان نے گردن اوپر اٹھائی اور پیچھے سیٹ سے ٹیک لگا کر سکون کا سانس لیا وہ پوری طرح پسینے پسینے ہو گیا تھا... جب وہ تھوڑا نارمل ہوا تو خود ہی اپنا کندھا تھپتھپا کر بولا "واہ زایان حیدر واہ" تم تو بہت قابل ہو تمھے تو انڈر ورلڈ کا ڈان ہونا چاہیے تھا... خود کو شاباشی دے کر اسنے کھینچی ہوئی تصویریں دیکھیں ان تصاویروں کو دیکھتے ہوئے وہ بولا اب تم اپنی بربادی کے دن گنوں تاشفہ بیگم....

اگلے دن شافع سو کر اٹھا نور ابھی بھی سو رہی تھی وہ اٹھ کر آفس کے لئے تیار ہونے چلا گیا۔۔شافع شیشے کے سامنے کھڑا شرٹ کے بٹن لگا رہا تھا جب نور کی آنکھ کھولی نور نے پہلے آنکھ کھول کر سامنے دیکھا پھر دوبارہ آنکھیں بند کر کے سونے کی تیاری پکڑی لیکن ایک جھٹکے سے اٹھ گئی اور گھڑی کی طرف دیکھ کر بولی ٹائم کیا ہوا ہے؟ شافع اسکی طرف گھوما اور مسکراتے ہوئے بولا آٹھ بجے ہیں ابھی.... نور شافع کو تیار ہوتا دیکھ کر بولی تم کہاں جا رہے ہو؟ شافع اسکے سامنے آ کر بیٹھا.... میں کام کرتا ہوں فارغ گھر پر نہیں بیٹھا رہتا آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا ہوں... نور نے اسکی طرف دیکھ کر حیرت کا مظاہرہ کیا آفس؟ شافع ہنسا ہاں بھئی آفس ڈرو مت تمھے چھوڑ کر نہیں جا رہا کہیں بھاگوں گا تو تمھے

ساتھ لے کر بھاگوں گا.... نور خاموش رہی.... پھر اٹھتے ہوئے بولی میں تمھارے لئے ناشتہ بنادوں؟ شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بیٹھایا نہیں میں آفس میں کرلوں گا... نور اسکی طرف دیکھ کر بولی کیوں میں بنا کر دوں تو کوئی مسئلہ ہے کیا؟ شافع اسکے ہاتھ پر اپنا انگھوٹا سہلاتا ہوا بولا نہیں مسئلہ تو کوئی نہیں ہے... نور واپس اٹھتے ہوئے بولی تو پھر میں بنا دیتی ہوں تم مجھے آرام کروانے کے لئے تو اپنے گھر نہیں لائے ہو شافع نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے واپس بیڈ پر بیٹھایا تو میں تمھے کام کروانے کے لئے بھی نہیں لایا ہوں... نور نے نظریں جھکالیں..... تم مجھ پر پہلے ہی بہت احسان کر چکے ہو میں تمھارے احسانوں کا بدلہ تو نہیں چکا سکتی لیکن....؛ شافع نے فوراً ششش کہہ کر اسے خاموش کروایا... میں نے تم پر کونسا احسان کیا ہے؟ نور زخمی مسکراہٹ سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی کوئی ایک ہو تو یاد کرواؤں.... شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا... پھر اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا تم یہ سب سوچنا چھوڑ دو کے میں نے تم پر کوئی احسان کیا ہے یہ میں نے مجبوراً تم سے شادی کی ہے... نور اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی میرے سوچنے نہ سوچنے سے کیا ہوتا ہے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی.... شافع نے اسکی طرف دیکھا اور اگر میں یہ کہوں کے یہ شادی میں نے اپنی مرضی اپنی خوشی سے کی ہے تو؟ نور نظریں اٹھاتے ہوئے بولی تو تم مجھ پر پھر ایک احسان کر رہے ہو.

یہ سب بول کے..... شافع نے سانس کھینچتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیرا اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتا نور اس سے ہاتھ چھڑا کر اٹھ گئی میں ناشتہ بنا رہی ہوں تم تیار ہو کے آجاؤ.... شافع نے اوو فف کرتے ہوئے آنکھیں گھمائیں،،،اور واپس ڈریسنگ کے سامنے جا کر تیار ہونے لگا، نور کچن میں آئی تو اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اور شافع کی پسند ناپسند کا بھی اسے اندازہ نہیں تھا،،،اسنے چیز آملیٹ بنانے کا سوچا اور کام کرنا شروع کر دیا.... کچھ دیر بعد شافع اپنا کوٹ ہاتھ میں ڈالے گھڑی باندھتے ہوئے باہر آیا،،وہ نور کو دیکھ کر مسکرایا اور ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا، نور نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا تم ناشتے میں کیا لیتے ہو ویسے؟ شافع اپنا موبائل چیک کرتے ہوئے بولا میں صرف کافی پی کر چلا جاتا ہوں یا کبھی کبھی ایک بریڈ بس... نور کام کرتے ہوئے بولی میں نے چیز آملیٹ بنایا ہے تم کھالو گے؟ شافع اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا،، کھانے کے لیے بنایا ہے تو ظاہر سی بات ہے کھاؤں گا ہی... نور نے ناشتے کی پلیٹ اسکے سامنے لا کر رکھی، شافع سیدھا ہو کر بیٹھا،،اسنے آملیٹ کی شکل دیکھی شکل سے تو اچھا ہی لگ رہا تھا... نور نے دو تین پلیٹ اور دو کپ لا کر رکھے شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا اب بیٹھ بھی جاؤ... نور بولنے لگی میں بس سمیٹ کے آجاؤں... شافع اسے زبردستی بیٹھاتے ہوئے بولا وہ سب ہو جائے گا تم بیٹھ جاؤ.... نور بیٹھ گئی، شافع نے پہلا نوالہ لیا نور اسکے تاثرات پر غور کر رہی تھی, جیسے ہی

شافع نے نوالہ منہ میں لیا نور نے فوراً پوچھا ٹھیک بنا ہے؟ شافع نے عجیب و غریب سے منہ بنائے اور نور کو دیکھتے ہوئے بولا نور پلیز دوبارہ کبھی میرے لئے کچھ مت بنانا،،، نور ڈر گئی کیوں کیا ہوا بہت برا بنا ہے کیا،،، اسکی شکل دیکھ کر شافع ہنسا اور اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا،،، ایسی روتی ہوئی شکل مت بناؤ یار بہت اچھا بنا ہے یہ تو میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ اگر تم اتنا اچھا بناؤ گی تو مجھے تمھارے ہاتھ کے کھانوں کی عادت پڑ جائے گی اور میں تم سے ہر وقت کھانا پکوانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا....

نور کی سانس بحال ہوئی پھر وہ بولی کوئی بات نہیں میں بنا دوں گی اس میں کونسی بڑی بات ہے؟ شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا تمھے کھانا پکانا آتا ہے.... نور نے ہونٹ بھینچیں نہیں بس تھوڑا بہت بنا لیتی ہوں،،، مامانے کبھی کچھ کرنے ہی نہیں دیا اپنی ماما کا ذکر کر کے اسکے چہرے پر ویرانی چھاہ گئی تھی... شافع نے اسے اداس ہوتے دیکھا تو فوراً بولا ٹھیک ہے تو تم اب سیکھ لینا پھر تم دن رات میرے لئے کھانے پکاتی رہنا... نور ہنسی تم کیا زایان ہو جو ہر وقت کھاتے رہو گے...؟ اسے دیکھ کر شافع بھی ہنسا،،، شافع نے ایک نوالہ بنا کر نور کے سامنے کیا.... نور نے حیرت سے اسے دیکھا، شافع شوخ انداز میں بولا کھالو تمھارا شوہر ہوں یار اتنا حق تو بنتا ہی ہے... نور نے جھینپتے ہوئے اسکے ہاتھ سے کھالیا شافع محفوظ ہوا،،، شافع نے جلدی جلدی ناشتہ ختم کیا وہ کافی پی رہا تھا،،، نور نے اس سے کہا

شافع تمھاری ماما نے کہا تھا کہ اپنے بابا سے بات کر لو تمھاری ان سے بات نہیں ہوئی کیا؟
شافع کا ہاتھ رکا وہ گلا کھنکار کر بولا نہیں بات نہیں ہوئی میں کر لوں گا، وہ ابھی نور کو اپنے اور تیمور صاحب کے تعلقات کے بارے میں بتانا نہیں چاہتا تھا،،،
نور نے اثبات میں سر ہلایا،،، تم آفس سے کب تک آؤ گے؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا تم کہو تو جاتا ہی نہیں ہوں.... نور جھینپ گئی،،، اسے شافع کا انداز نیا لگا تھا "آپ کسی انسان کے قریب رہ کر ہی اسے ٹھیک سے جان سکتے ہیں، دور رہ کر تو اکثر غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں"
شافع کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے بولا ویسے تو میں گھر لیٹ نائٹ آتا ہوں، نور کا دم نکل گیا،،، تو کیا میں رات تک اس گھر میں اکیلی پڑی رہوں گی؟ شافع کا موڈ اسے تنگ کرنے کو چاہا تو وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا ہاں تو کیا ہو گیا کچھ ہو گا تھوڑی، بس تم دوسرے والے بیڈ روم میں مت جانا، نور نے تعجب سے پوچھا کیوں؟ شافع قریب ہوتے ہوئے سرگوشی میں بولا وہاں سے آوازیں آتی ہیں مجھے لگتا ہے وہاں بھوت ہیں، نور نے چیختے ہوئے اسکا بازو زور سے دبایا اور آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی شافع اگر ایسا کچھ ہوا تو میں بالکنی سے کود جاؤں گی،،، شافع نے اسے دیکھ کر قہقہہ لگایا،،، نور نے آنکھیں کھول کر اسے گھورا،،، مزاق کر رہا تھا یار ایسا کچھ نہیں میں آجاؤں گا چار پانچ بجے تک کہیں تم سچ

میں بالکنی سے کود جاؤ،،، شافع کھڑے ہو کر کرسی پر سے اپنا کوٹ اتارنے لگا،،، اسے دیکھ کر نور بھی کھڑی ہو گئی، اور اگر کوئی آیا تو؟ شافع اسکے قریب آیا، کوئی نہیں آئے گا کوئی آیا بھی تو تم پوچھ کے دروازہ کھولنا،،، شافع نور کے کچھ زیادہ ہی قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا نور آہستہ آہستہ پیچھے ہونے لگی، شافع نے اسکے گال پر ہاتھ رکھا،،، نور کی تو سانس ہی رک گئی،،، شافع اسکا گال اپنے انگھوٹے سے سہلاتا ہوا بولا... اپنا خیال رکھنا، کھانا کھا لینا اور.....! نور نے گھبراتے ہوئے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھ کر پوچھا اور کیا؟؟؟ شافع نے اسکے ماتھے پر سے بال پیچھے کئے "اور مجھے یاد کرتی رہنا"

نور جھینپ کر فوراً پیچھے ہوئی اسکی اس حرکت پر شافع نے مسکراتے ہوئے گردن جھکا لی،،، پھر الٹے قدموں پیچھے ہوتے ہوئے بولا ٹھیک ہے پھر میں جا رہا ہوں،،، نور اسکے پیچھے اسے دروازے تک چھوڑنے آئی شافع نے مڑ کر اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی،،، اور خدا حافظ بول کر چلا گیا نور دروازہ بند کر کے اندر آ گئی،،،

زایان آفس کے لئے تیار صوفے پر موبائل تھامے بیٹھا تھا وہ تصویریں آگے پیچھے کر کے دیکھ رہا تھا جو اسنے تاشفہ کی فائل میں سے لی تھیں،،، جب وہ ساری تصویریں دیکھ چکا تو

اسکے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ آئی،،، یہ تو بہت ہی کام کی چیز ہے ویسے، اب دیکھنا یہ ہے کہ شافع ان کو استعمال کس طرح کرتا ہے،،،،،

زایان مسکراتے ہوئے اٹھا اور شیشے میں دیکھ کر اپنا جائزہ لینے لگا، اتنے میں ارفہ بیگم اسکے کمرے میں آئیں زایان تم ناشتے میں کیا کھاؤ گے ؟ زایان اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے بولا ماما ابھی تک ناشتہ نہیں بنا مجھے ویسے ہی دیر ہو رہی ہے،،، ارفہ بیگم اسکے سامنے آتے ہوئے بولیں مجھے اور بھی کام ہوتے ہیں اور میں تمھے کب سے آوازیں لگا کر نیچے بلا رہی تھی لیکن تمھارے کان میں تو جوں تک نہیں رینگی،،، زایان نے دانت نکالتے ہوئے ارفہ بیگم کے گلے میں ہاتھ ڈالا ارے ماما میرے سر میں جوں ہو گی تو رینگے گی نہ.... ارفہ بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی زایان نے فوراً گردن نیچے کی ماما بال نہیں خراب کیا کریں کتنی مشکل سے سیٹ کرتا ہوں میں،،،، زایان پھر سے شیشے میں دیکھ کر بال سیٹ کرنے لگا،،، ارفہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے بولیں اب تمھے دیر نہیں ہو رہی.... زایان انکی طرف مڑا ہاں ہو رہی ہے اسلئے صرف تین پراٹھے بنا دیں ابھی پھر میں آفس میں جا کر ناشتہ کر لوں گا،،،،

ارفہ بیگم نے آنکھیں گھمائیں اور کمرے سے جاتے ہوئے بولیں اب اگر تمھاری زلفیں سنور جائیں تو فٹافٹ نیچے آؤ ورنہ میں نے تمھے پراٹھوں کی جگہ چپٹا کھلانا ہے....

زایان شرارت سے بولا اچھا پھر ایسا کریئے گا چمٹے میں ادرک تھوڑی کم ڈالئے گا مجھے زیادہ پسند نہیں ہے،،،ارفہ بیگم اسے مارنے کے لئے واپس مڑیں تو زایان فوراً اپنے بال بچاتے ہوئے بولا ارے ارے ماما مزاق کر رہا ہوں بال مت خراب کرئے گا،،،ارفہ بیگم نے اس پر ایک گھورنے والی نگاہ ڈالی اور باہر چلی گئیں،،،

زایان نے ایک آخری بار اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا کوٹ، موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ نیچے آیا اور کچن کے سامنے لگی ڈائنگ ٹیبل پر آکر بیٹھ گیا،،،حیدر صاحب آج کل کسی اہم کیس میں مصروف تھے اسلئے وہ جلدی ہی آفس چلے گئے تھے میراب لاؤنج میں کتابیں کھولی بیٹھی تھی،،،،،زایان نے ٹیبل پر پڑے ایک ٹشو کا گولہ بنا کر میراب کو مارا،،،آج موٹے لوگ گھر پر کیوں ہیں کالج نہیں جانا کیا؟میراب نے خون خوار نظر اس پر ڈالی کیا آپ کو نظر نہیں آرہا میں پڑھ رہی ہوں،،،زایان نے اپنی آنکھوں کے نیچے کی کھال انگلی سے کھینچی نہیں مجھے موٹے لوگوں کے سامنے چھوٹی چھوٹی کتابیں نظر ہی نہیں آئیں اپنی بات پر اسنے خود ہی قہقہہ لگایا،اور میراب کے غصے کا کوئی تاثر لئے بغیر پلیٹ میں چمچہ بجانا شروع ہو گیا ماما پلیز جلدی کر دیں دیر ہو رہی ہے،،،میراب اسے دیکھ کر بھنویں اٹھاتے

ہوئے بولی دیر ہو رہی ہے تو چلے جائیں نہ ٹھو سے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے،،، زایان اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر میراب کو بولا "خاموش"

ارفہ بیگم نے پراٹھے اسکے سامنے لا کر رکھے اور آملیٹ بھی زایان نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ،،، اور فٹافٹ کھانا شروع کر دیا، ارفہ بیگم اپنی چائے کا کپ لے کر اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئیں زایان کھانے میں مصروف تھا ارفہ بیگم نے چائے کا گھونٹ لے کر کپ رکھا پھر زایان کو دیکھتے ہوئے بولیں، زایان میں اور تمھارے بابا سوچ رہے ہیں کہ کیوں نہ تمھاری شادی کر دیں اب؟؟؟ زایان نے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا "بہت اچھا سوچ رہے ہیں ویسے" ارفہ بیگم خوش ہوتے ہوئے بولیں پھر میں لڑکی دیکھنا شروع کروں؟؟؟ زایان نے پراٹھا منہ میں ڈالا اور مصروف سے انداز میں بولا نہیں ابھی رہنے دیں ہو سکتا ہے ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہ پڑے،،، ارفہ بیگم نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا کیا تم نے لڑکی ڈھونڈ لی ہے؟

میراب چینختی ہوئی کھڑی ہوئی یہ کب ہوا مجھے پتا کیسے نہیں چلا؟؟ زایان نے اسے گھور کر کہا خاموش ہو کر بیٹھی رہو... زایان ارفہ بیگم کی طرف دیکھ کر بولا نہیں میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا میں آپ لوگوں کو کچھ دنوں میں پوری بات بتاؤں گا،،، ارفہ بیگم نے اسے دیکھ کر اچھنبے سے پوچھا کیا تم اس لڑکی کو پسند کرتے ہو؟ زایان ہنسا ماما پہلی بات تو یہ کہ

آپ یہ پوچھیں کہ کیا تم اس لڑکی سے محبت کرتے ہو؟ کیونکہ پسند اور محبت میں فرق ہوتا ہے پسند ہزاروں آجاتے ہیں لیکن محبت ایک سے ہوتی ہے، ارفہ بیگم بھنویں چڑھاتے ہوئے گردن ہلا کر بولیں اچھا تو تم محبت کرتے ہو اس سے،،، زایان کا ہاتھ رکا ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا ایک منٹ منٹ... کس نے کہا کہ میں محبت کرتا ہوں یہ محبت وحبت والا سسٹم میرے اندر فٹ نہیں کیا گیا، تو پھر جب محبت نہیں کرتے تو شادی کیوں کرنا چاہتے ہو اس سے زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا ضروری تو نہیں جس سے شادی ہو اس سے پہلے سے محبت ہونا ضروری ہے، اگر ایسا کچھ ہوا پھر تو میں زندگی بھر کنوارہ ہی رہوں گا،،، ارفہ بیگم سر تھام کر بولیں زایان تم مجھے پاگل کر دو گے مجھے تمھاری کچھ سمجھ نہیں آرہی زایان ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے ارفہ بیگم کے گال کھینچتے ہوئے بولا میں سمجھا دوں گا سب لیکن بعد میں،،، ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے زایان اٹھنے لگا تو ارفہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں اچھا سنو تمھارے بابا نے کہا ہے کہ آج رات شافع کو ڈنر پر انوائیٹ کر دینا اور اسے کہنا اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آئے،،،

جب اے بزنس شروع کیا ہے یہ لڑکا شکل ہی نہیں دیکھاتا،،، حیدر صاحب اور ارفہ بیگم شافع کے نکاح والی صورتحال سے پوری طرح آگاہ تھا اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو رائی کا پہاڑ بنائیں شافع انھے ویسے بھی زایان کی طرح پیارا تھا تو وہ سب کچھ سمجھتے

تھے،،،زایان سر پر ہاتھ لیجاتے ہوئے سلوٹ کرنے والے انداز میں بولا،،اوکے باس اور کوئی حکم ؟ارفہ بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی،،،زایان چینخھاماما،،،،پھر بال خراب کر دیئے یار،،،وہ خفا ہوتے ہوئے وہاں سے جانے لگا تو میر اب پیچھے سے بولی شافع بھائی کو بولئے گا کہ رات کو آتے ہوئے میرے لئے ڈونٹ لے کر آئیں،،،زایان اسے منہ چڑھاتے ہوئے بولا تم خود ڈونٹ جیسی ہو رہی ہو تمھے ڈونٹ کی کیا ضرورت... میر اب نے دانت پیستے ہوئے کشن کھینچ کر اسکو مارا لیکن زایان بچ کر باہر چلا گیا،،،

شافع آفس پہنچا اسنے وائٹ شرٹ کے ساتھ رؤیل بلو رنگ کا کوٹ پینٹ پہن رکھا تھا،،، ایک ہاتھ گھڑی اور آنکھوں پر گلاسیز اسنے گاڑی آفس کے سامنے روکی آفس کے باہر گارڈز اسے عام دن سے کچھ زیادہ لگے،،،گارڈز نے اسے سلام کیا انکے سلام کا جواب دے کر وہ اندر آیا،،،اسکے کالیگ نے ہمیشہ کی طرح اسکی آمد پر مسکرا کر سلام کیا،اور اسے نکاح کی مبارک باد بھی دی شافع بھی مسکرا کر ان سے ملا کچھ لوگوں نے تو مٹھائی کی فرمائش بھی کر دی تھی،شافع نے ایک ورکر سے سب کے لئے مٹھائی کے ڈبوں کا انتظام کرنے بھی کہہ دیا،،،اسکے آفس کے اسٹاف کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں تھی،،،،

شافع اپنے کمرے کی طرف جانے لگا مینیجر اسکے پاس آیا سلام دعا کے بعد شافع نے اس سے پوچھا آفس کے باہر سیکیورٹی کیوں زیادہ ہے،،، مینیجر بولا سر میں نے احتیاط کے طور پر سیکیورٹی اہلکار تعینات کروادیے تھے آپ کو بھی اپنے ساتھ سیکیورٹی رکھنی چاہیے تھی سر،،، شافع اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا مجھے اس سب کی ضرورت نہیں ہے آپ یہ بتائیں میں نہیں آیا تھا تو کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟ مینجر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں سر کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا بس میڈیا نے ذرا تنگ کیا تھا لیکن جب آپکے نکاح کی خبر چلی تو سب کچھ تھوڑا بہت نارمل ہوتا گیا لیکن پھر انکا یہ سوال تھا کہ یہ نکاح کب ہوا؟ شافع بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا اب اگر پوچھیں تو انکو کہہ دینا تین سال پہلے نکاح ہوا تھا اور شافع کی ایک سال کی بیٹی بھی ہے اسکی برتھ ڈے میں آپ سب کو ضرور بلائیں گے، مینیجر ہنسا،،

زایان آگیا کیا؟؟؟ نہیں سر زایان سر تو ابھی تک نہیں آئے ہیں،،، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی چلیں ٹھیک ہے اب سب کام پر لگیں،،، اور باقی سارے پروجیکٹس کی ڈیٹیل آپ مجھے بھیج دیں،،،، مینیجر اثبات میں سر ہلا کر باہر چلا گیا،،، شافع نے اپنا لیپ ٹاپ آن کر کے ریسیور اٹھایا،،، جی مس آنم آپ میرے آفس میں آئیں یہ کہہ کر اسنے ریسیور رکھ دیا،،، کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹا کر ایک لڑکی اندر آئی جی سر آپ نے مجھے بلایا؟

شافع نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا،،، وہ شافع کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی،،، آنم آپ مجھے تاشفہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دے سکتی ہیں؟ اس لڑکی نے نا سمجھی سے پوچھا سر کس طرح کی معلومات؟ شافع بولا مطلب وہ کس طرح کی رپورٹ بناتی ہے اسکے چینل میں اسکی کیا اہمیت ہے وغیرہ وغیرہ.... اس لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا ٹھیک ہے سر میں کوشش کروں گی،،، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی ٹھیک ہے لیکن دھیان رہے یہ بات آپ کے علاوہ کسی اور تک نہ پہنچے وہ لڑکی کھڑے ہو کر اثبات میں سر ہلا کر باہر چلی گئی، شافع واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا،،، اسے کام کرتے ہوئے کچھ دیر ہوئی تھی جب زایان اسکے آفس میں داخل ہوا شافع نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،،، زایان دانت نکالتے ہوئے اسکے سامنے بیٹھتا ہوا بولا کیا ہوا ایسے کیوں گھور رہے ہو؟

شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا ٹائم دیکھا ہے تم نے؟ زایان اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولا ہاں بالکل دیکھا ہے بہت ہی غلط وقت چل رہا ہے یار کوئی کسی کا نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم دونوں ایک دوسرے کے ہیں،،، شافع نے پین انگلیوں سے گھماتے ہوئے پیچھے کرسی سے ٹیک لگائی زایان اپنا موبائل نکالتے ہوئے بولا بری بری شکلیں بنانا بند کرو میں ایسا کچھ لایا ہوں کہ تم میری تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکو گے،،، شافع نے بھنویں اٹھائیں

اچھاایسی بات ہے؟زایان موبائل اسکے آگے کرتے ہوئے بولاہاں بالکل ایسی ہی بات ہے....

شافع نے موبائل ہاتھ میں لیایہ کیاہے؟زایان ہاتھ گدی پر رکھ کے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے بولاپڑھ کر دیکھو خود ہی پتا چل جائے گا،،،شافع نے ان تصویروں میں موجود صفحے پڑھناشروع کئے،،،کچھ صفحے پڑھ کر اسنے نظریں اٹھا کر زایان کو دیکھازایان فخریہ انداز میں مسکرا کر اسے دیکھ رہاتھاشافع نے دوبارہ نظریں موبائل پر ڈال کر پڑھنا شروع کیا،،،سارے صفحے پڑھنے میں اسے کم سے کم پندرہ منٹ لگے ان پندرہ منٹوں میں کمرے میں خاموشی رہی تھی،،،

شافع نے موبائل ٹیبل پر رکھااور زایان کی طرف دیکھ کر مشکوک نظروں سے پوچھا کیا ہے یہ سب؟زایان دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر آگے جھکااور سیدھاشافع کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولاتاشفہ اس رپورٹ پر کام کر رہی ہے،،،شافع کی آنکھیں پھٹیں،،،اور اچانک کرسی سے اٹھ گیاتم سچ کہہ رہے ہو؟زایان نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اثبات میں گردن ہلائی،،،

شافع تیزی سے زایان کی طرف دوڑازایان ڈر گیا...کیاہوابھائی؟شافع نے اسے کھڑے ہونے کااشارہ کیا،،،زایان کھڑاہواتو شافع نے اسے زور سے گلے لگایاتمھے نہیں پتاکہ تم

تاشفہ کی سانسیں اٹھالائے ہو یار.... زایان مسکراتے ہوئے شرارت سے بولا بس بھائی الگ ہو جاور نہ کوئی آ گیا تو کیا سوچے گا،،، شافع اس سے الگ ہوا اور اسکے سینے پر مکا مارا زایان نے خود کو دوھائی دی،،، لیکن تمھے یہ ملا کیسے ؟ زایان بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا بس بھائی یہ مت پوچھو جان پر کھیل کر لایا ہوں،،، اگر اس چوڑیل تاشفہ کو پتا چل جاتا نہ تو وہ تو مجھے سیدھا جیل میں بند کرواتی،،، شافع وآپس اسکے گلے لگا،،، یار تمھے نہیں پتا یہ میرے کتنے کام آئے گا،،، شافع الگ ہوا تو زایان بولا تمھارا کام تو ہو گیا اب میرے کام کا کیا۔۔۔؟ شافع اسکے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا ہاں بھائی لنچ، ڈنر سب کروادوں گا... زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں اس بار لنچ ڈنر نہیں،، شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا تو پھر کیا چاہیے ؟ زایان پہلے اسے اعتماد میں لیتے ہوئے بولا غصہ تو نہیں کروگے ؟ شافع بھنویں میچ کر بولا غصہ کیوں کروں گا تم بتاؤ کیا چاہیے ؟ زایان نے جھجھکتے ہوئے گردن جھکائی وہ دراصل مجھے.....!

اگلے دن شافع سو کر اٹھا نور ابھی بھی سو رہی تھی وہ اٹھ کر آفس کے لئے تیار ہونے چلا گیا۔۔۔ شافع شیشے کے سامنے کھڑا شرٹ کے بٹن لگا رہا تھا جب نور کی آنکھ کھولی نور نے پہلے آنکھ کھول کر سامنے دیکھا پھر دوبارہ آنکھیں بند کر کے سونے کی تیاری پکڑی لیکن

ایک جھٹکے سے اٹھ گئی اور گھڑی کی طرف دیکھ کر بولی ٹائم کیا ہوا ہے؟ شافع اسکی طرف گھوما اور مسکراتے ہوئے بولا آٹھ بجے ہیں ابھی.... نور شافع کو تیار ہوتا دیکھ کر بولی تم کہاں جا رہے ہو؟ شافع اسکے سامنے آکر بیٹھا.... میں کام کرتا ہوں فارغ گھر پر نہیں بیٹھا رہتا آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا ہوں... نور نے اسکی طرف دیکھ کر حیرت کا مظاہرہ کیا آفس؟ شافع ہنسا ہاں بھئی آفس ڈرو مت تمھے چھوڑ کر نہیں جا رہا کہیں بھاگوں گا تو تمھے ساتھ لے کر بھاگوں گا.... نور خاموش رہی.... پھر اٹھتے ہوئے بولی میں تمھارے لئے ناشتہ بنا دوں؟ شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بیٹھایا نہیں میں آفس میں کر لوں گا... نور اسکی طرف دیکھ کر بولی کیوں میں بنا کر دوں تو کوئی مسئلہ ہے کیا؟ شافع اسکے ہاتھ پر اپنا انگھوٹا سہلاتا ہوا بولا نہیں مسئلہ تو کوئی نہیں ہے... نور واپس اٹھتے ہوئے بولی تو پھر میں بنا دیتی ہوں تم مجھے آرام کروانے کے لئے تو اپنے گھر نہیں لائے ہو شافع نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے واپس بیڈ پر بیٹھایا تو میں تمھے کام کروانے کے لئے بھی نہیں لایا ہوں... نور نے نظریں جھکا لیں..... تم مجھ پر پہلے ہی بہت احسان کر چکے ہو میں تمھارے احسانوں کا بدلہ تو نہیں چکا سکتی لیکن....؛ شافع نے فوراً ششش کہہ کر اسے خاموش کروایا... میں نے تم پر کونسا احسان کیا ہے؟ نور زخمی مسکراہٹ سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی کوئی ایک ہو تو یاد کرواؤں.... شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا... پھر اسکے

دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا تم یہ سب سوچنا چھوڑ دو کے میں نے تم پر کوئی احسان کیا ہے یہ میں نے مجبوراً تم سے شادی کی ہے... نور اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی میرے سوچنے نہ سوچنے سے کیا ہوتا ہے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی.... شافع نے اسکی طرف دیکھا اور اگر میں یہ کہوں کے یہ شادی میں نے اپنی مرضی اپنی خوشی سے کی ہے تو؟ نور نظریں اٹھاتے ہوئے بولی تو تم مجھ پر پھر ایک احسان کر رہے ہو. یہ سب بول کے..... شافع نے سانس کھینچتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیرا اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتا نور اس سے ہاتھ چھڑا کر اٹھ گئی میں ناشتہ بنا رہی ہوں تم تیار ہو کے آجاؤ.... شافع نے اوو فف کرتے ہوئے آنکھیں گھمائیں،،، اور واپس ڈریسنگ کے سامنے جا کر تیار ہونے لگا، نور کچن میں آئی تو اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اور شافع کی پسند ناپسند کا بھی اسے اندازہ نہیں تھا،،، اسنے چیز آملیٹ بنانے کا سوچا اور کام کرنا شروع کر دیا.... کچھ دیر بعد شافع اپنا کوٹ ہاتھ میں ڈالے گھڑی باندھتے ہوئے باہر آیا،، وہ نور کو دیکھ کر مسکرایا اور ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا، نور نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا تم ناشتے میں کیا لیتے ہو ویسے؟ شافع اپنا موبائل چیک کرتے ہوئے بولا میں صرف کافی پی کر چلا جاتا ہوں یا کبھی کبھی ایک بریڈ بس... نور کام کرتے ہوئے بولی میں نے چیز آملیٹ بنایا ہے تم کھالو گے؟ شافع اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا،، کھانے کے لیے بنایا ہے تو ظاہر سی بات ہے کھاؤں گا

ہی... نور نے ناشتے کی پلیٹ اسکے سامنے لا کر رکھی، شافع سیدھا ہو کر بیٹھا،،، اسنے آملیٹ کی شکل دیکھی شکل سے تو اچھا ہی لگ رہا تھا... نور نے دو تین پلیٹ اور دو کپ لا کر رکھے شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا اب بیٹھ بھی جاؤ... نور بول نے لگی میں بس سمیٹ کے آجاؤں... شافع اسے زبردستی بیٹھاتے ہوئے بولا وہ سب ہو جائے گا تم بیٹھ جاؤ.... نور بیٹھ گئی، شافع نے پہلا نوالہ لیا نور اسکے تاثرات پر غور کر رہی تھی, جیسے ہی شافع نے نوالہ منہ میں لیا نور نے فوراً پوچھا ٹھیک بنا ہے؟ شافع نے عجیب و غریب سے منہ بنائے اور نور کو دیکھتے ہوئے بولا نور پلیز دوبارہ کبھی میرے لئے کچھ مت بنانا،،، نور ڈر گئی کیوں کیا ہوا بہت برا بنا ہے کیا،،، اسکی شکل دیکھ کر شافع ہنسا اور اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا،،، ایسی روتی ہوئی شکل مت بناؤ یار بہت اچھا بنا ہے یہ تو میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ اگر تم اتنا اچھا بناؤ گی تو مجھے تمھارے ہاتھ کے کھانوں کی عادت پڑ جائے گی اور میں تم سے ہر وقت کھانا پکوانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا....

نور کی سانس بحال ہوئی پھر وہ بولی کوئی بات نہیں میں بنا دوں گی اس میں کونسی بڑی بات ہے؟ شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا تمھے کھانا پکانا آتا ہے.... نور نے ہونٹ بھینچیں نہیں بس تھوڑا بہت بنا لیتی ہوں،،، مامانے کبھی کچھ کرنے ہی نہیں دیا اپنی ماما کا ذکر کر کے اسکے چہرے پر ویرانی چھا گئی تھی... شافع نے اسے اداس ہوتے دیکھا تو فوراً بولا ٹھیک

ہے تو تم اب سیکھ لینا پھر تم دن رات میرے لئے کھانے پکاتی رہنا... نور ہنسی تم کیا زایان ہو جو ہر وقت کھاتے رہو گے...؟ اسے دیکھ کر شافع بھی ہنسا،،، شافع نے ایک نوالہ بنا کر نور کے سامنے کیا.... نور نے حیرت سے اسے دیکھا، شافع شوخ انداز میں بولا کھالو تمھارا شوہر ہوں یار اتنا حق تو بنتا ہی ہے... نور نے جھینپتے ہوئے اسکے ہاتھ سے کھالیا شافع محفوظ ہوا،،، شافع نے جلدی جلدی ناشتہ ختم کیا وہ کافی پی رہا تھا،، نور نے اس سے کہا شافع تمھاری ماما نے کہا تھا کہ اپنے بابا سے بات کر لو تمھاری ان سے بات نہیں ہوئی کیا؟ شافع کا ہاتھ رکا وہ گلا کھنکار کر بولا نہیں بات نہیں ہوئی میں کر لوں گا، وہ ابھی نور کو اپنے اور تیمور صاحب کے تعلقات کے بارے میں بتانا نہیں چاہتا تھا،،،

نور نے اثبات میں سر ہلایا،، تم آفس سے کب تک آؤ گے؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا تم کہو تو جاتا ہی نہیں ہوں.... نور جھینپ گئی،،، اسے شافع کا انداز نیا لگا تھا "آپ کسی انسان کے قریب رہ کر ہی اسے ٹھیک سے جان سکتے ہیں، دور رہ کر تو اکثر غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں"

شافع کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے بولا ویسے تو میں گھر لیٹ نائٹ آتا ہوں، نور کا دم نکل گیا،، تو کیا میں رات تک اس گھر میں اکیلی پڑی رہوں گی؟ شافع کا موڈ اسے تنگ کرنے کو چاہا تو وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا ہاں تو کیا ہو گیا کچھ ہو گا تھوڑی، بس تم دوسرے

والے بیڈ روم میں مت جانا، نور نے تعجب سے پوچھا کیوں؟ شافع قریب ہوتے ہوئے سرگوشی میں بولا وہاں سے آوازیں آتی ہیں مجھے لگتا ہے وہاں بھوت ہیں، نور نے چیختے ہوئے اسکا بازو زور سے دبایا اور آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی شافع اگر ایسا کچھ ہوا تو میں بالکنی سے کود جاؤں گی،،، شافع نے اسے دیکھ کر قہقہہ لگایا،،، نور نے آنکھیں کھول کر اسے گھورا،،، مزاق کر رہا تھا یار ایسا کچھ نہیں میں آجاؤں گا چار پانچ بجے تک کہیں تم سچ میں بالکنی سے کود جاؤ،،، شافع کھڑے ہو کر کرسی پر سے اپنا کوٹ اتارنے لگا،،، اسے دیکھ کر نور بھی کھڑی ہو گئی، اور اگر کوئی آیا تو؟ شافع اسکے قریب آیا، کوئی نہیں آئے گا کوئی آیا بھی تو تم پوچھ کے دروازہ کھولنا،،، شافع نور کے کچھ زیادہ ہی قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا نور آہستہ آہستہ پیچھے ہونے لگی، شافع نے اسکے گال پر ہاتھ رکھا،،، نور کی تو سانس ہی رک گئی،،، شافع اسکا گال اپنے انگھوٹے سے سہلاتا ہوا بولا... اپنا خیال رکھنا، کھانا کھا لینا اور.....! نور نے گھبراتے ہوئے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھ کر پوچھا اور کیا؟؟؟ شافع نے اسکے ماتھے پر سے بال پیچھے کئے "اور مجھے یاد کرتی رہنا"

نور جھینپ کر فوراً پیچھے ہوئی اسکی اس حرکت پر شافع نے مسکراتے ہوئے گردن جھکا لی،،، پھر الٹے قدموں پیچھے ہوتے ہوئے بولا ٹھیک ہے پھر میں جا رہا ہوں،،، نور اسکے

پیچھے اسے دروازے تک چھوڑنے آئی شافع نے مڑ کر اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی،،،اور خدا حافظ بول کر چلا گیا نور دروازہ بند کر کے اندر آ گئی،،،،

زایان آفس کے لئے تیار صوفے پر موبائل تھامے بیٹھا تھا وہ تصویریں آگے پیچھے کر کے دیکھ رہا تھا جو اسنے تاشفہ کی فائل میں سے لی تھیں،،،جب وہ ساری تصویریں دیکھ چکا تو اسکے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ آئی،،،یہ تو بہت ہی کام کی چیز ہے ویسے،اب دیکھنا یہ ہے کہ شافع ان کو استعمال کس طرح کرتا ہے،،،،،

زایان مسکراتے ہوئے اٹھا اور شیشے میں دیکھ کر اپنا جائزہ لینے لگا،اتنے میں ارفہ بیگم اسکے کمرے میں آئیں زایان تم ناشتے میں کیا کھاؤ گے ؟زایان اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے بولا ماما ابھی تک ناشتہ نہیں بنا مجھے ویسے ہی دیر ہو رہی ہے،،،ارفہ بیگم اسکے سامنے آتے ہوئے بولیں مجھے اور بھی کام ہوتے ہیں اور میں تمھے کب سے آوازیں لگا کر نیچے بلا رہی تھی لیکن تمھارے کان میں تو جوں تک نہیں رینگی،،،زایان نے دانت نکالتے ہوئے ارفہ بیگم کے گلے میں ہاتھ ڈالا ارے ماما میرے سر میں جوں ہو گی تو رینگے گی نہ....ارفہ بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی زایان نے فوراً گردن نیچے کی ماما بال نہیں خراب کیا کریں

کتنی مشکل سے سیٹ کرتا ہوں میں،،،،زایان پھر سے شیشے میں دیکھ کر بال سیٹ کرنے لگا،،،ارفہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے بولیں اب تمھے دیر نہیں ہو رہی....زایان انکی طرف مڑا ہاں ہو رہی ہے اسلئے صرف تین پراٹھے بنادیں ابھی پھر میں آفس میں جا کر ناشتہ کر لوں گا،،،،

ارفہ بیگم نے آنکھیں گھمائیں اور کمرے سے جاتے ہوئے بولیں اب اگر تمھاری زلفیں سنور جائیں تو فٹافٹ نیچے آؤ ورنہ میں نے تمھے پراٹھوں کی جگہ چپٹا کھلانا ہے....

زایان شرارت سے بولا اچھا پھر ایسا کریئے گا چمٹے میں ادرک تھوڑی کم ڈالئے گا مجھے زیادہ پسند نہیں ہے،،،ارفہ بیگم اسے مارنے کے لئے واپس مڑیں تو زایان فوراً اپنے بال بچاتے ہوئے بولا ارے ارے مامزاق کر رہا ہوں بال مت خراب کرئے گا،،،،ارفہ بیگم نے اس پر ایک گھورنے والی نگاہ ڈالی اور باہر چلی گئیں،،،

زایان نے ایک آخری بار اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا کوٹ، موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ نیچے آیا اور کچن کے سامنے لگی ڈائنگ ٹیبل پر آکر بیٹھ گیا،، حیدر صاحب آج کل کسی اہم کیس میں مصروف تھے اسلئے وہ جلدی ہی آفس چلے گئے تھے میرا ب لاؤنج میں کتابیں کھولی بیٹھی تھی،،،،زایان نے ٹیبل پر پڑے ایک ٹشو کا گولہ بنا کر

میراب کومارا،،، آج موٹے لوگ گھر پر کیوں ہیں کالج نہیں جانا کیا؟ میراب نے خون خوار نظر اس پر ڈالی کیا آپ کو نظر نہیں آرہا میں پڑھ رہی ہوں،،، زایان نے اپنی آنکھوں کے نیچے کی کھال انگلی سے کھینچی نہیں مجھے موٹے لوگوں کے سامنے چھوٹی چھوٹی کتابیں نظر ہی نہیں آئیں اپنی بات پر اسنے خود ہی قہقہہ لگایا، اور میراب کے غصے کا کوئی تاثر لئے بغیر پلیٹ میں چمچہ بجانا شروع ہو گیا ماما پلیز جلدی کر دیں دیر ہو رہی ہے،،، میراب اسے دیکھ کر بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی دیر ہو رہی ہے تو چلے جائیں نہ ٹھوسے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے،،، زایان اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر میراب کو بولا "خاموش"

ارفہ بیگم نے پراٹھے اسکے سامنے لا کر رکھے اور آملیٹ بھی زایان نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ،،، اور فٹافٹ کھانا شروع کر دیا، ارفہ بیگم اپنی چائے کا کپ لے کر اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئیں زایان کھانے میں مصروف تھا ارفہ بیگم نے چائے کا گھونٹ لے کر کپ رکھا پھر زایان کو دیکھتے ہوئے بولیں، زایان میں اور تمھارے بابا سوچ رہے ہیں کہ کیوں نہ تمھاری شادی کر دیں اب؟؟؟ زایان نے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا "بہت اچھا سوچ رہے ہیں ویسے" ارفہ بیگم خوش ہوتے ہوئے بولیں پھر میں لڑکی دیکھنا شروع کروں؟؟؟ زایان نے پراٹھا منہ میں ڈالا اور مصروف سے انداز میں بولا

نہیں ابھی رہنے دیں ہو سکتا ہے ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہ پڑے،،،ارفہ بیگم نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا کیا تم نے لڑکی ڈھونڈلی ہے؟

میر اب چینختی ہوئی کھڑی ہوئی یہ کب ہوا مجھے پتا کیسے نہیں چلا؟؟زایان نے اسے گھور کر کہا خاموش ہو کر بیٹھی رہو...زایان ارفہ بیگم کی طرف دیکھ کر بولا نہیں میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا میں آپ لوگوں کو کچھ دنوں میں پوری بات بتاؤں گا،،،ارفہ بیگم نے اسے دیکھ کر اچھنبے سے پوچھا کیا تم اس لڑکی کو پسند کرتے ہو؟زایان ہنسا ماما پہلی بات تو یہ کہ آپ یہ پوچھیں کہ کیا تم اس لڑکی سے محبت کرتے ہو؟کیونکہ پسند اور محبت میں فرق ہوتا ہے پسند ہزاروں آجاتے ہیں لیکن محبت ایک سے ہوتی ہے،ارفہ بیگم بھنویں چڑھاتے ہوئے گردن ہلا کر بولیں اچھا تو تم محبت کرتے ہو اس سے،،،زایان کا ہاتھ رکا ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا ایک منٹ منٹ...کس نے کہا کہ میں محبت کرتا ہوں یہ محبت وحبت والا سسٹم میرے اندر فٹ نہیں کیا گیا،تو پھر جب محبت نہیں کرتے تو شادی کیوں کرنا چاہتے ہو اس سے زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا ضروری تو نہیں جس سے شادی ہو اس سے پہلے سے محبت ہونا ضروری ہے،اگر ایسا کچھ ہوا پھر تو میں زندگی بھر کنوارہ ہی رہوں گا،،،ارفہ بیگم سر تھام کر بولیں زایان تم مجھے پاگل کر دو گے مجھے تمھاری کچھ سمجھ نہیں آرہی زایان ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے ارفہ بیگم کے گال کھینچتے ہوئے بولا میں سمجھا دوں

گاسب لیکن بعد میں،،،ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے زایان اٹھنے لگا تو ارفہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں اچھا سنو تمھارے بابا نے کہا ہے کہ آج رات شافع کو ڈنر پر انوائیٹ کر دینا اور اسے کہنا اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آئے،،،

جب اے بزنس شروع کیا ہے یہ لڑکا شکل ہی نہیں دیکھاتا،،،حیدر صاحب اور ارفہ بیگم شافع کے نکاح والی صورتحال سے پوری طرح آگاہ تھا اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو رائی کا پہاڑ بنائیں شافع انھے ویسے بھی زایان کی طرح پیارا تھا تو وہ سب کچھ سمجھتے تھے،،،زایان سر پر ہاتھ لیجاتے ہوئے سلوٹ کرنے والے انداز میں بولا،،اوکے باس اور کوئی حکم ؟ارفہ بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی،،،زایان چینخا ماما،،،،پھر بال خراب کر دیئے یار،،،وہ خفا ہوتے ہوئے وہاں سے جانے لگا تو میراب پیچھے سے بولی شافع بھائی کو بولئے گا کہ رات کو آتے ہوئے میرے لئے ڈونٹ لے کر آئیں،،،زایان اسے منہ چڑھاتے ہوئے بولا تم خود ڈونٹ جیسی ہو رہی ہو تمھے ڈونٹ کی کیا ضرورت...میراب نے دانت پیستے ہوئے کشن کھینچ کر اسکو مارا لیکن زایان بچ کر باہر چلا گیا،،،

شافع آفس پہنچا اسنے وائٹ شرٹ کے ساتھ رؤیل بلو رنگ کا کوٹ پینٹ پہن رکھا تھا،،، ایک ہاتھ گھڑی اور آنکھوں پر گلاسیز اسنے گاڑی آفس کے سامنے روکی آفس کے باہر گارڈز اسے عام دن سے کچھ زیادہ لگے،،، گارڈز نے اسے سلام کیا انکے سلام کا جواب دے کر وہ اندر آیا،،، اسکے کالیگ نے ہمیشہ کی طرح اسکی آمد پر مسکرا کر سلام کیا، اور اسے نکاح کی مبارک باد بھی دی شافع بھی مسکرا کر ان سے ملا کچھ لوگوں نے تو مٹھائی کی فرمائش بھی کر دی تھی، شافع نے ایک ورکر سے سب کے لئے مٹھائی کے ڈبوں کا انتظام کرنے بھی کہہ دیا،،، اسکے آفس کے اسٹاف کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں تھی،،، شافع اپنے کمرے کی طرف جانے لگا مینیجر اسکے پاس آیا سلام دعا کے بعد شافع نے اس سے پوچھا آفس کے باہر سیکیورٹی کیوں زیادہ ہے،،، مینیجر بولا سر میں نے احتیاط کے طور پر سیکیورٹی اہلکار تعینات کروا دیے تھے آپ کو بھی اپنے ساتھ سیکیورٹی رکھنی چاہیے تھی سر،،، شافع اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا مجھے اس سب کی ضرورت نہیں ہے آپ یہ بتائیں میں نہیں آیا تھا تو کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟ مینجر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں سر کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا بس میڈیا نے ذرا تنگ کیا تھا لیکن جب آپکے نکاح کی خبر چلی تو سب کچھ تھوڑا بہت نارمل ہوتا گیا لیکن پھر انکا یہ سوال تھا کہ یہ نکاح کب ہوا؟ شافع بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا اب اگر پوچھیں تو انکو کہہ دینا تین سال پہلے

نکاح ہوا تھا اور شافع کی ایک سال کی بیٹی بھی ہے اسکی برتھ ڈے میں آپ سب کو ضرور بلائیں گے، مینیجر ہنسا،،

زایان آگیا کیا؟؟؟ نہیں سر زایان سر تو ابھی تک نہیں آئے ہیں،،، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی چلیں ٹھیک ہے اب سب کام پر لگیں،،، اور باقی سارے پروجیکٹس کی ڈیٹیل آپ مجھے بھیج دیں،،،، مینیجر اثبات میں سر ہلا کر باہر چلا گیا،،، شافع نے اپنا لیپ ٹاپ آن کر کے ریسیور اٹھایا،،، جی مس آنم آپ میرے آفس میں آئیں یہ کہہ کر اسنے ریسیور رکھ دیا،،، کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹا کر ایک لڑکی اندر آئی جی سر آپ نے مجھے بلایا؟ شافع نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا،،، وہ شافع کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی،،، آنم آپ مجھے تاشفہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دے سکتی ہیں؟ اس لڑکی نے ناسمجھی سے پوچھا سر کس طرح کی معلومات؟ شافع بولا مطلب وہ کس طرح کی رپورٹ بناتی ہے اسکے چینل میں اسکی کیا اہمیت ہے وغیرہ وغیرہ.... اس لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا ٹھیک ہے سر میں کوشش کروں گی،،، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی ٹھیک ہے لیکن دھیان رہے یہ بات آپ کے علاوہ کسی اور تک نہ پہنچے وہ لڑکی کھڑے ہو کر اثبات میں سر ہلا کر باہر چلی گئی، شافع واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا،،، اسے کام کرتے ہوئے کچھ دیر ہوئی تھی جب زایان اسکے آفس میں داخل ہوا شافع نے نظریں اٹھا کر اسے

دیکھا،،،زایان دانت نکالتے ہوئے اسکے سامنے بیٹھتا ہوا بولا کیا ہوا ایسے کیوں گھور رہے ہو؟

شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا ٹائم دیکھا ہے تم نے؟زایان اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولا ہاں بالکل دیکھا ہے بہت ہی غلط وقت چل رہا ہے یار کوئی کسی کا نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم دونوں ایک دوسرے کے ہیں،،،شافع نے پین انگلیوں سے گھماتے ہوئے پیچھے کرسی سے ٹیک لگائی زایان اپنا موبائل نکالتے ہوئے بولا بری بری شکلیں بنانا بند کرو میں ایسا کچھ لایا ہوں کہ تم میری تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکو گے،،،شافع نے بھنویں اٹھائیں اچھا ایسی بات ہے؟زایان موبائل اسکے آگے کرتے ہوئے بولا ہاں بالکل ایسی ہی بات ہے....

شافع نے موبائل ہاتھ میں لیا یہ کیا ہے؟زایان ہاتھ گدی پر رکھ کے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا پڑھ کر دیکھو خود ہی پتا چل جائے گا،،،،شافع نے ان تصویروں میں موجود صفحے پڑھنا شروع کئے،،،،کچھ صفحے پڑھ کر اسنے نظریں اٹھا کر زایان کو دیکھا زایان فخریہ انداز میں مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا شافع نے دوبارہ نظریں موبائل پر ڈال کر پڑھنا شروع کیا،،،سارے صفحے پڑھنے میں اسے کم سے کم پندرہ منٹ لگے ان پندرہ منٹوں میں کمرے میں خاموشی رہی تھی،،،

شافع نے موبائل ٹیبل پر رکھا اور زایان کی طرف دیکھ کر مشکوک نظروں سے پوچھا کیا ہے یہ سب ؟ زایان دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر آگے جھکا اور سیدھا شافع کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تاشفہ اس رپورٹ پر کام کر رہی ہے،،، شافع کی آنکھیں پھٹیں،،، اور اچانک کرسی سے اٹھ گیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ زایان نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اثبات میں گردن ہلائی،،،

شافع تیزی سے زایان کی طرف دوڑا زایان ڈر گیا... کیا ہوا بھائی؟ شافع نے اسے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا،،، زایان کھڑا ہوا تو شافع نے اسے زور سے گلے لگایا تمھے نہیں پتا کہ تم تاشفہ کی سانسیں اٹھا لائے ہو یار.... زایان مسکراتے ہوئے شرارت سے بولا بس بھائی الگ ہو جاو ورنہ کوئی آ گیا تو کیا سوچے گا،،، شافع اس سے الگ ہوا اور اسکے سینے پر مکا مارا زایان نے خود کو دوھائی دی،،، لیکن تمھے یہ ملا کیسے ؟ ، زایان بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا بس بھائی یہ مت پوچھو جان پر کھیل کر لایا ہوں،،، اگر اس چوڑیل تاشفہ کو پتا چل جاتا نہ تو وہ تو مجھے سیدھا جیل میں بند کرواتی،،، شافع واپس اسکے گلے لگا،،، یار تمھے نہیں پتا یہ میرے کتنے کام آئے گا،،، شافع الگ ہوا تو زایان بولا تمھارا کام تو ہو گیا اب میرے کام کا کیا۔۔۔؟ شافع اسکے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا ہاں بھائی لنچ، ڈنر سب کروا دوں گا... زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں اس بار لنچ ڈنر نہیں،، شافع بھنویں

اٹھاتے ہوئے بولا تو پھر کیا چاہیے ؟زایان پہلے اسے اعتماد میں لیتے ہوئے بولا غصہ تو نہیں کروگے ؟شافع بھنویں بیچ کر بولا غصہ کیوں کروں گا تم بتاؤ کیا چاہیے ؟زایان نے جھجھکتے ہوئے گردن جھکائی وہ دراصل مجھے

اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے شافع بولا ایک منٹ ایک منٹ...! زایان حیدر کچھ مانگنے کے لئے جھجھک رہا ہے بات کچھ عجیب سی ہے،،، زایان مسکرایا، چلو اب بتاؤ بھی کیا چاہئے ؟زایان ٹھہر ٹھہر کر بولا مجھے کسی کا نمبر چاہیئے،،، شافع نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا کس کا؟زایان خاموش ہوا پھر آہستہ سے بولا "ارحام کا" شافع کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو اسنے تعجب سے پوچھا ارحام کا نمبر لیکن تم کیا کروگے ؟؟؟زایان نے سانس کھینچا اور شافع کی طرف دیکھ کر بولا مجھ پر یقین کرتے ہو نا؟ شافع کندھے اچکا کر بولا ظاہر سی بات ہے، تو بس پھر مجھے اسکا نمبر دے دو میں پہلے اس سے بات کروں گا پھر تمھے سب کچھ بتاؤں گا، شافع نے بھنویں اچکا کر اسے مشکوک نظروں سے دیکھا معملہ کچھ گڑ بڑ لگ رہا ہے مجھے....زایان ہنسا اور اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا "ہو سکتا ہے لیکن سب سنبھالنا تمھے ہی پڑے گا.... شافع حیرت سے بولا مطلب جو میں سمجھ رہا ہوں وہ سچ ہے ؟مطلب یہ کیسے ہو سکتا ہے ارحام اور تم.....؟ مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا،،، زایان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا میں سب سمجھا دوں گا لیکن ابھی نہیں بعد میں تم مجھے نمبر دو اسکا شافع موبائل

نکالتا ہوا بولا ٹھیک ہے دے دیتا ہوں، لیکن کچھ الٹا سیدھا نہیں ہونا چاہیے،،،، زایان مسکراتے ہوئے بولا یقین رکھو یار،،،

شافع نے زایان کے سینے پر مکا مارا مجھے جلد سے جلد سب بتا دینا.... زایان نے اثبات میں گردن ہلائی،،، اور اسکے آفس سے جانے لگا لیکن پھر واپس مڑا،،، اوہ میں تمھے بتانا بھول گیا ماما بابا نے تمھے اور آئے نور کو ڈنر پر بلایا ہے.... شافع نے پوچھا آج....؟ زایان گردن ہلاتا ہوا بولا ہاں آج اور میر اب نے کہا ہے کہ آتے ہوئے اسکے لئے ڈونٹ لے آنا.....

شافع نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا اور تم بھی بتا دو تمھارے لئے کیا لے کر آؤں؟

زایان نے دانت نکالتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا سمجھ دار ہو بہت.... میرے لئے تو جو تم خوشی سے لاؤ گے کھالوں گا آخر چڑیا جیسی تو خوراک ہے میری،،،، زایان نے قہقہہ لگایا شافع نے کانچ کا پیپر ویٹ اسے مارنے کے لئے اٹھایا تو وہ تیزی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کمرے سے نکل گیا.....

آئے نور گھر میں اکیلی بور ہو گئی تھی کچھ کرنے کو ہی نہیں تھا شافع نے کام کاج کے لئے ایک ملازمہ رکھ دی تھی جو صفائی اور باقی کام وغیرہ آکر کر جاتی تھی،،، کھانا فریج میں

رکھا ہوا تھا،،، کچھ دیر وہ لاؤنج میں بیٹھی رہی پھر کمرے میں آ گئی،،، اور بک شیلف کی طرف بڑھی اسنے کتابیں دیکھیں لیکن وہاں اسکے مطلب کی کوئی کتاب نہیں تھی،،، ٹہلتے ٹہلتے وہ شافع کی ورڈروب کی طرف آئی اسنے سوچا اسکے کپڑے بکھرے ہوئے رکھے ہونگے تو وہ اسکی ورڈروب ہی سیٹ کر دے گی،، لیکن جب اسنے ورڈروب کھولی تو کچھ بھی بکھرا ہوا نہیں تھا سب کچھ سیٹ تھا،،، نور نے کوفت سے ایک لمبا سا سانس لیا اور ورڈروب بند کر کے ڈریسنگ کی طرف آ گئی،،، ڈریسنگ پر سات، آٹھ پرفیوم رکھے تھے، نور نے ایک پرفیوم کی بوتل اٹھا کر اپنی آستین کے کونے پر اسپرے کیا،،، خوشبو اتنی تیز تھی کہ اچانک سونگھنے سے نور کو کھانسی آ گئی،،،، نور نے آنکھیں میچتے ہوئے کہا اللہ اتنا تیز پرفیوم،،،، اسنے وہ پرفیوم رکھ کر دوسرا اٹھایا اور اسے سونگھا اسے سونگھ کر نور کو اندازہ ہوا کہ شافع نے آج یہ پرفیوم لگایا تھا،،، اسنے ایک ایک کر کے سارے پرفیوم چیک کئے سب کی خوشبو ایک سے بڑھ کر ایک،،، پھر اسنے ڈریسنگ کے نیچے والی دراز کھولی اس میں کچھ کتابیں رکھیں تھی کتابوں کو ادھر ادھر کر کے اسنے دیکھا پھر کوفت سے آنکھیں گھما کر دراز بند کرنے لگی لیکن اچانک رکی اور پوری دراز کھولی پیچھے کی طرف اسے ایک البم نظر آیا،،، نور نے آہستہ سے وہ البم نکالا اور دراز بند کر دی، البم لے کر وہ بیڈ پر آ کر بیٹھی اور البم کھول کر دیکھنے لگی،، سب انجان چہرے بس اگر ان تصویروں میں وہ کسی کو پہچان پائی

تھی تو شافع کو اس میں شافع کے بچپن کی تصویریں تھیں، نور کے چہرے پر مسکراہٹ آئی،،، ایک تصویر میں چھوٹا سا شافع کسی کے گلے لگا ہوا تھا، اس تصویر میں شافع کی ہلکی بھوری آنکھیں بہت واضح تھیں وہ جس کے گلے لگا ہوا تھا انکی شکل نظر نہیں آ رہی تھی،،، نور نے آگے کی تصویریں دیکھنا شروع کیں،،، اچانک وہ ایک تصویر پر رک گئی،،، یہ تصویر تو شاید میں نے پہلے بھی دیکھی ہے.... اسے یاد آیا سائڈ ٹیبل کی دراز میں ایک تصویر تھی یہ وہی تصویر لگ رہی ہے، اسنے فوراً سائڈ ٹیبل کی دراز کھولی، تصویر وہاں نہیں تھی اسنے بہت تلاش کیا لیکن وہ تصویر اسے نہیں ملی،،، اسنے سوچا چھوڑو شاید شافع نے کہیں رکھ دی ہو گی وہ واپس تصویروں کی طرف متوجہ ہوئی،،،

آگے کافی تصویریں شافع کی انھی کے ساتھ تھیں،،، نور سوچ میں پڑ گئی آخر یہ ہے کون؟ وہ انھی سوچوں میں گم تھی جب اسکا موبائل بجنے لگا... موبائل لاؤنج میں رکھا تھا تو وہ تصویریں واپس دراز میں رکھ کر لاؤنج میں آئی، موبائل اٹھا کر دیکھا شافع کا فون تھا کال ریسیو کر کے اسنے موبائل کان سے لگا لیا.... ہیلو... دوسری طرف سے شافع کی آواز آئی کیسی ہو؟ میں ویسی ہی ہوں جیسی صبح چھوڑ کے گئے تھے،،، شافع مسکراتے ہوئے بولا مطلب ٹھیک نور نے گردن ہلاتے ہوئے کہا ہمم... شافع نے شرارت سے پوچھا مجھے یاد کر رہی تھیں؟ نور فوراً بولی نہیں تو... شافع مسنوعی سا خفا ہو کر بولا یہ تو غلط بات ہے پھر،

اب میں دیر سے آؤں گا گھر.... نور فوراً بولی نہیں تم دیر سے مت آنا پلیز مجھے اکیلے گھر میں وحشت ہو رہی ہے،،، شافع ہنسا،،، نور بولی اچھا سنو تم آکر مجھے گروسری کے لئے لے جانا کھانا بنانے میں میرا کچھ ٹائم پاس بھی ہو جائے گا،،، شافع بولا ٹائم پاس کرنے کے اور بھی طریقے ہیں تم ٹی وی دیکھ لیا کرو بکس پڑھ لیا کرو.... مجھے ٹی وی دیکھنا نہیں پسند اور تمھارے گھر میں میرے مطلب کی کوئی کتاب نہیں ہے،،، شافع بولا اچھا پھر ہم کل پرسوں چلیں گے تمھے جو کچھ لینا ہو لے لینا،،، آج کیوں نہیں،،؟ شافع کرسی گھماتے ہوئے بولا آج ہمیں زایان کے گھر ڈنر پر جانا ہے....

نور فوراً بولی ڈنر پر لیکن کیوں؟ شافع اچھنبے سے بولا کیوں کا کیا مطلب؟ زایان کے پیرنٹس نے ہمیں انوائیٹ کیا ہے... نور اپنے ناخنوں پر انگلی پھیرتے ہوئے بولی میں نہیں جاؤں گی تم چلے جانا... شافع سیدھا ہوا تم کیوں نہیں جاؤ گی؟ میں ابھی لوگوں کو فیس کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں شافع.... شافع سانس کھینچ کر بولا تم لوگوں کو فیس کرنے کی وجہ سے زندگی بھر چھپ کے تو نہیں رہ سکتیں،،، نور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی نہیں میں گھر پر ہی رہوں گی،،، شافع نے سانس کھینچا،،، "تم کیوں ڈرتی ہو میں ہوں نہ تمھارے ساتھ"

یہ الفاظ نور کو کانوں کے ذریعے اپنے دل پر اترتے ہوئے محسوس ہوئے کیا نہیں تھا ان لفظوں میں نور نے آنکھیں بند کر کے سوچنا چاہا کہ اس وقت شافع کے علاوہ کون ہے جو اسے سہارہ دے سکتا ہے کون ہے جو ہر چیز کو نظر انداز کر کے اس کی خوشیوں کو چاہتا ہے نور کو ارد گرد کے اندھیرے میں صرف شافع وارثی کا چہرہ نظر آیا،،،

"ہاں صرف شافع وارثی ہے جو اسکے ساتھ ہے "نور نے آنکھیں کھول دیں،،،دوسری طرف سے شافع بولا کیا ہوا چپ کیوں ہو گئیں،،،اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے نور بولی ٹھیک ہے میں چلوں گی تمھارے ساتھ،،،شافع مسکرایا،،،ٹھیک ہے پھر تم اپنے کپڑے پریس کر کے رکھ لو،،،نور نے اس سے پوچھا تم کیا پہنو گے... شافع مسکراتے ہوئے بولا "جو تمھے اچھا لگے "....نور خاموش ہو گئی،،،شافع اسے ذچ کرنے کے لئے بولا اگر کوئی دو پیار بھرے بول بول رہا ہے تو انسان دوسرے پر ترس کھا کر ہی پیار اسا جواب دے دیتا ہے،،،نور نے گردن جھکائی شافع مجھے وقت چاہیے،،،شافع پیار بھرے لہجے میں بولا جتنا وقت چاہیے لے لو مجھے کوئی جلدی بھی نہیں ہے،،،اب میں فون رکھوں؟ تم بزی ہو گے... شافع کرسی سے ٹیک لگا کر بولا نہیں میں بالکل بھی بزی نہیں ہوں تم بات کرو.... میں کیا بات کروں؟ شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا کچھ بھی،،،،

نور بولی تم نے اپنے بابا سے بات کی؟؟؟ شافع نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں،،،،میں

نے ہمارے بارے میں بات کرنے کو کہا ہے نور..... نور آہستہ سے بولی تمھارے بابا ہماری شادی کو ایکسیپٹ نہیں کر رہے ہونگے تمھے میری وجہ سے بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو گا....

شافع سر پر ہاتھ رکھ کر بولا نور تم یہ گلٹ اپنے اندر سے نکال دو کے مجھے تمھاری وجہ سے کسی پریشانی کا سامنا ہے یا تمھاری وجہ سے مجھے کوئی مشکلات پیش آ رہی ہیں مجھے کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے،،،،، نور بولی لیکن وہ تمھاری فیملی ہے تم میری وجہ سے اپنے بابا سے بات نہیں کر رہے ہونگے.... "میری فیملی صرف تم ہو نور" میرے لئے تم کیا سوچتی ہو یہ معنی رکھتا ہے دوسرے کیا سوچتے ہیں وہ نہیں اور تم یہ مت سمجھو کہ تمھاری وجہ سے میری بابا سے کوئی ناراضگی چل رہی ہے اس سے پہلے بھی ہمارے تعلقات کچھ خاص نہیں تھے....

نور الجھی کیا مطلب....؟ شافع خاموش ہو گیا، نور مجھے کام ہے بعد میں بات کروں گا.... شافع نے کال کاٹ دی، نور نے الجھن سے فون دیکھا پھر سر جھٹک کر کھڑی گئ،،، اور اندر کمرے میں آ کر شافع کی ورڈروب کی طرف بڑھی،،، تھری پیس سوٹ، پینٹ، ٹی شرٹ، شلوار قمیض سب کے خانے الگ الگ بنے ہوئے تھے نور نے اسکی شلوار قمیض کے کھانے کو آگے پیچھے کیا،،، اسنے ایک وائٹ اور ایک بلیک کلر کی شلوار قمیض نکالیں

ان دونوں میں سے کوئی ایک چننا اسکے بس میں بالکل نہیں تھا اسلئے اسنے دونوں ہی باہر نکال کر ٹنگا دیں شافع کو جو پسند ہو گی وہ پہن لے گا... پھر نور اپنے سوٹ کیس کی طرف بڑھی اپنے کپڑے اسنے ابھی تک سیٹ نہیں کئے تھے،،، اپنے نئے کپڑوں میں سے اسنے ایک ریڈ کلر کا جوڑا نکالا یہ جوڑا اسکی شادی کی تیاریوں کے دوران ارمینہ بیگم نے بہت شوق سے اسکے لئے لیا تھا،،، اس جوڑے کو دیکھتے ہی اسے ارمینہ بیگم اور انکے الفاظ دونوں بہت شدت سے یاد آئے تھے "نور یہ جوڑا تم شادی کے بعد کسی ڈنر پر پہننا تم پر یہ رنگ بہت اچھا لگے گا" نور نے اس سوٹ کو اپنے سینے سے لگا کر آنکھیں بند کیں آنسوؤں کی لڑی اسکے گال پر بہہ گئی،،،

تاشفہ اپنے آفس میں بیٹھی تھی جب اسنے ای میل چیک کیا جو اسے کچھ دیر پہلے موصول ہوا تھا،،، اور ای میل دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی اس ای میل میں وہ ساری انفارمیشن تھی جو اسنے تیار کی تھی،،، وہ ای میل دیکھ کر سن بیٹھی تھی جب گارڈ نے آکر اسے ایک چھوٹا سا پارسل دیا،،، تاشفہ نے فٹافٹ وہ پارسل کھولا مٹھائی کا ڈبہ تھا،،، اور ساتھ ہی ایک نوٹ بھی لگا ہوا تھا،،، تاشفہ نے نوٹ ڈبے سے نکال کر اپنی نظروں کے

سامنے کیا،،، میری شادی کی مٹھائی،،،، امید ہے تمھے سرپرائز پسند آیا ہو گا،،، نیچے کونے پر لکھا تھا شافع وارثی،،، تاشفہ نے چیختے ہوئے مٹھائی کا ڈبہ ٹیبل پر پھینکا اور والہانہ انداز میں موبائل کی طرف بڑھی اور نمبر ڈائل کرنے لگی،،،

کال ریسیو کر لی گئی اور دوسری طرف سے آواز آئی ڈی، ایس، پی سراج عالم،،، تین غیر قانونی بار کا مالک، جو ایک دن میں تین سے چار لاکھ روپے کماتے ہیں، تین قتل کیس اور تین سو ایکڑ زمین پر ناجائز قبضہ یہی رپورٹ تیار کی ہے نہ تم نے اس پولیس والے کی؟

تاشفہ دھاڑی تمھے یہ سب معلومات کہاں سے ملیں شافع.... شافع ہنسا اب اتنی پہنچ تو ہے ہماری کہ یہ چھوٹی موٹی خبروں کا پتا لگا لیں،،، اور دوسری رپورٹ تم نے کسی جج پر تیار کی ہے "اسنے پیسے کھا کر کوئی بیس پچیس کیس کا فیصلہ پیسے کھلانے والوں کے حق میں کیا ہے اور اسکی کوئی خوفیہ ویڈیو بھی ہے تمھارے پاس جو تم اپنے چینل پر چلواؤ گی

?am I right

تاشفہ سر تھام کر کرسی پر بیٹھ گئی،،، اسنے یہ رپورٹ پورے چار مہینے لگا کر تیار کی تھی اور یہ رپورٹ اسے خوفیہ طور پر تیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا جو کہ اسکے چینل کی طرف سے آرڈر تھا یہ نیوز سب سے پہلے اسکا چینل بریک کرتا،،، تاشفہ کو اس نیوز کے بدلے بہت کچھ ملتا وہ زمین سے آسمان پر پہنچ سکتی تھی کیونکہ یہ خبر بہت بڑی تھی،،،

شافع دوبارہ بولا ہاں تو تاشفہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں یہ نیوز کسی اور چینل کو بیچ دوں تو؟؟؟ تاشفہ فوراً بولی نہیں... نہیں شافع تم ایسا کچھ نہیں کرو گے.... شافع نے مسکراتے ہوئے بھنویں اٹھائیں میں ایسا بالکل کروں گا تاشفہ.... چلو یہ سب چھوڑو اور تم یہ سوچو اگر میں اس ڈی ایس پی یا چیف جسٹس کو تمھارا نام دے دوں یا اگر انھے پتا چل جائے کہ انکی اتنی خوفیہ معلومات تمھارے پاس ہیں جو تم اپنے چینل کو بیچنے والیں تھیں تو ذرا سوچو وہ تمھارے ساتھ کیا کریں گے... تمھارے چینل پر نیوز بریک ہونے کے بعد تو ظاہر سی بات ہے وہ تمھارے ساتھ کچھ کرنے کے بجائے اپنے فرار کے راستے ڈھونڈتے اور تمھارا نام انھے کبھی پتا بھی نہیں چلتا لیکن اگر نیوز چلنے سے پہلے ہی انھے پتا چل جائے کہ انکے خلاف تم نے یہ سب جمع کیا ہوا ہے،،،، تو تمھے پتا ہے تمھارے ساتھ کیا ہو گا....
شافع اسے ڈرانے والے انداز میں بولا تم راستے سے جا رہی ہو نگی،،، اور اچانک تمھاری گاڑی پر اندھا دھن فائرنگ شروع ہو جائے گی اور تم تو ایک گولی میں ہی
شششییییووں..... شافع نے ہاتھ سے جہاز اڑانے کا اشارہ کیا، چلو مان لیتے ہیں ایسا نہیں بھی ہوا تو پھر ایسا ہو گا کہ اچانک تم منظر عام پر سے غائب ہو جاؤ گی ہو گا تمھارا قتل ہی،،،
لیکن کچھ دنوں بعد نیوز چلے گی کہ ایک مشہور اور قابل جرنلسٹ تاشفہ شاہزیب نے اپنے ہی گھر میں پنکھیں سے لٹک کر خود خوشی کر لی، چچچچ افسوس در افسوس،،،،

تاشفہ کے پسینے چھوٹ رہے تھے اسنے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اسے پتا تھا وہ چاروں طرف سے پھنس گئی ہے،،، شافع دو باہ بولا اور اگر یہ بھی نہیں ہوا تو کچھ یوں ہو گا کہ..... شافع تم کیا چاہتے ہو یہ بتاؤ؟؟؟ تاشفہ کا چہرا زرد پڑ رہا تھا شافع ہنسا یہ ہوئی نا بات تمھاری یہی اچھی بات ہے کہ تم گھما پھرانے کے بجائے سیدھا مدعے پر آجاتی ہوں... تاشفہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر دانت پیسے،،، بتاؤ تمھے کیا چاہیے... شافع نے بھنویں اٹھائیں اور سانس کھینچتے ہوئے بولا تم پریس کانفرنس بلاؤ گی۔۔۔ تاشفہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو اسنے حیرت سے پوچھا پریس کانفرنس لیکن کیوں...؟

شافع دانت پیس کر بولا تم پریس کانفرنس بلاؤ گی اور اس میں تم یہ کنفیشن کرو گی کہ میری اور آئے نور کی تصویریں تم نے سوشل میڈیا پر ڈالی تھیں اپنے مفاد کے لئے اور جیسا ان تصویروں میں دیکھانے کی کوشش کی گئی تھی ویسا کچھ نہیں تھا تم بتاؤ گی کہ یہ جھوٹی تصویریں تم نے ڈالی ہیں،،، تاشفہ کو تو اپنے آگے پیچھے سناٹا چھاتا ہوا محسوس ہوا،،، نہیں شافع میں ایسا نہیں کر سکتی میرا مستقبل داؤ پر لگ جائیں گا مجھے نوکری سے نکال دیا جائے گا.... میں یہ سب بالکل نہیں کر سکتی،،، شافو کندھے اچکا کر بولا تو یہ سب تمھارا مسئلہ ہے تاشفہ میرا نہیں،،، تمھارے پاس تین دن کا ٹائم ہے پریس کانفرنس بلاؤ اور یہ سب کنفیش کرو ورنہ تین دن کے بعد تمھاری تیار کی ہوئی رپورٹ میں کسی چینل کو بیچ

دوں گا،،، لیکن نیوز بیچنے سے پہلے میں اس ڈی ایس پی اور جج کو تمھارا نام بھی بتادوں گا اب یہ تم پر ہے کہ تمھے اپنا مستقبل زیادہ پیارا ہے یا جان شافع نے گھڑی کو دیکھا اور تمھارا ٹائم شروع ہوتا ہے اب،،، تاشفہ چینخی شافع میری بات سنو تم ایسا کچھ نہیں کرو گے میری بات سنو،،، شافع نے فون کاٹ دیا....

فون کاٹ کر اسنے موبائل ٹیبل پر رکھا اور ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا،،، وہ یہ سب نہیں کرنا چاہتا ہے لیکن وہ چاہتا تھا کہ دنیا جس طرح سوچ رہی ہے انھے پتا چلے کے ویسا نہیں ہے ان تصویروں کی وجہ سے سب سے زیادہ نور کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا، اور وہ چاہتا تھا کہ نور کی مشکلات کم ہوں اور پھر اسے تاشفہ کو سبق بھی تو سکھانا تھا۔۔۔

۔۔

شافع نے گھڑی کی طرف دیکھا پانچ بجنے والے تھے، اسنے ساری فائلیں وغیرہ سمیٹیں لیپ ٹاپ بند کیا اور اپنی چیزیں اٹھا کر جانے کے لئے کھڑا ہو گیا....

نور ٹی وی آن کئے لاؤنج کے صوفے پر لیٹی تھی اسنے اپنی اب تک کی زندگی میں اس سے پہلے اتنی بوریت بھرا دن نہیں گزارہ تھا.... لیٹے لیٹے اسکی آنکھ لگ گئی تھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب ڈور بیل بجی وہ ہڑ بڑا کر اٹھ گئی،،، اپنا دوپٹہ سنبھالتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھی،،، شافع کی ہدایت کے مطابق اسنے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا دوسری

طرف سے شافع کی آواز آئی تو اسنے جلدی سے دروازہ کھولا شافع کو دیکھ کر اسے ایک انجانا سا سکون آیا تھا شافع مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا، اور اسکے سر پر پیار کیا،،، نور کو پہلی بار شافع کی اس حرکت پر جتنا جھٹکا لگا تھا دوسری بار اتنا نہیں لگا تھا لیکن وہ جھینپ گئی تھی.... شافع نے سلام کے بعد اس سے سب سے پہلے یہ سوال کیا" کیسی ہو" نور نے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا" ٹھیک ہوں" شافع اسے ساتھ لئے لاؤنج کے صوفے پر آکر بیٹھا، اور مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا دن کیسا رہا تمھارا نور آنکھیں گھماتے ہوئے بولی نہایت ہی بور... شافع ہنسا تو تم اپنی کسی دوست یا اپنے بابا سے بات کر لیتیں،،، دوست اور بابا کا ذکر سن کر نور کو اپنے اندر تک کڑواہٹ اترتی ہوئی محسوس ہوئی،،، نور اٹھ کر کچن کی طرف جانے لگی میں پانی لاتی ہوں تمھارے لئے،،، شافع نے اپنی گھڑی اتار کر ٹیبل پر رکھی،،، نور نے پانی لا کر اسے تھمایا،،، نور اس سے کچھ فاصلے پر ہی بیٹھ گئی،،، شافع نے اسکی طرف مڑ کر پوچھا کھانا کھایا تم نے؟ نور نے اثبات میں گردن ہلائی... شافع پانی کا گلاس رکھ کر اسکے قریب ہوا لگتا ہے تم کچھ زیادہ ہی بور ہوئی ہو آج؟ نور نے اثبات میں گردن ہلائی... شافع نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے،،، اگر تم چاہو تو اپنی اسٹڈیز اسٹارٹ کر دو سمسٹر ابھی کمپلیٹ بھی نہیں ہوا ہے میں بات کر لوں گا... نور نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا نہیں مجھ سے اب پڑھا نہیں

جائے گا... شافع نے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے سر پیچھے کیا، کسی سے بات نہیں کرنی، اسٹڈیز اسٹارٹ نہیں کرنی تو پھر کرنا کیا ہے؟ تم ایک کام کرو میرے ساتھ آفس چلنا کل سے.... نور نے حیرت سے پوچھا کس خوشی میں؟ شافع شوخ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا تم آفس میں رہو گی تو میرا بھی دل لگا رہے گا اور تمھارا وقت بھی گزر جائے گا پھر آفس سے واپسی میں ہم لانگ ڈرائیو پر جایا کریں گے پھر ایک اچھی سی جگہ پر ڈنر کیا کریں گے اور پھر گھر....

نور اٹھتے ہوئے بولی خیالی پلاؤ ختم ہو گیا ہو تو جا کر چینج کر لو میں کافی بنا کر لاتی ہوں،،، شافع اٹھتا ہوا بولا نہیں آج کافی نہیں چائے بنانا لیکن میری چائے میں چینی مت ڈالنا... شافع اٹھ کر کمرے میں چلا گیا... نور چائے چڑھا کر اس میں ابال آنے کے بعد واپس لاؤنج کی طرف آئی تو صوفے پر شافع کا کوٹ، ٹائی، اور ٹیبل پر گھڑی پڑی تھی،،، نور نے اسکا کوٹ، ٹائی اور گھڑی اٹھائی اور کمرے کی طرف چلی گئی،،، کوٹ اور ٹائی اسٹینڈ پر لٹکا کر وہ گھڑی ڈریسنگ پر رکھنے کے لئے بڑی شافع تولیے سے اپنا سر خشک کرتے ہوئے باتھ روم سے باہر نکلا،،، اسنے ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا،،، گھڑی رکھ کر وہ واپس جانے لگی جب شافع نے اسے روکا... نور نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا کیا؟؟؟ شافع آگے آتا ہوا بولا تم نے اپنے کپڑے اب تک سوٹ کیس میں سے کیوں نہیں نکالے؟؟؟ نور

نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے کہاں رکھتی تمھاری ورڈروب میں جگہ ہی نہیں ہے..... شافع نے سر پر ہاتھ پھیرا اوہ تو تم مجھے بتاتیں نہ میں ایک سائڈ سے اپنے کپڑے نکال دیتا، وہ ورڈروب کی طرف بڑھنے لگا تو نور اسے روکتے ہوئے بولی نہیں شافع رہنے دو شافع اسکی طرف گھومتا ہوا بولا کیا رہنے دو زندگی بھر کیا اپنے کپڑے اس سوٹ کیس میں ہی رکھو گی شافع نے ایک سائڈ سے اپنے کپڑوں کے ہینگر نکالنا شروع کئے تو نور نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا رہنے دو ابھی میں خود کر لوں گی،،، شافع سانس کھینچتا ہوا اسکی طرف مڑا اچھا ٹھیک ہے ابھی تم یہ والی سائڈ خالی کر کے اپنے کپڑے رکھ لینا پھر ایک دو دن میں میں نئی ورڈروب بنوا دوں گا.... نور نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی،،، شافع نے اپنا سر نیچے کر کے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا نور کے اوپر چھینٹے گئی تو نور چڑ کر بولی شافع یہ کیا کر رہے ہو.... شافع ہنسا اچھا اچھا مزاق کر رہا تھا یار ایسی کھا جانے والی نظروں سے تو مت دیکھو،،،

اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے ڈنر کے لئے میرے لئے کونسا سوٹ نکالا ہے؟ نور نے ورڈروب سائڈ کی دیوار پر لٹکے ہوئے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا؟ شافع نے گردن موڑ کر دیکھا، شلوار قمیض؟ نور نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا کیوں تم نہیں پہنتے کیا؟ شافع ہنسا پہنتا ہوں تمھے یاد نہیں ایک دفعہ پھول کی دکان کے باہر جب تم نے مجھے وڈیرہ کہا تھا جب

میں نے شلوار قمیض ہی پہنی ہوئی تھی.... نور منہ پر ہاتھ رکھ کے بے ساختہ ہنسی... شافع ہاتھ باندھ کر اسے دیکھنے لگا... نور نے اسے خود کو ایسے دیکھتے دیکھا تو فوراً اپنی ہنسی کو قابو کیا شافع نے فوراً پلکھیں جھپکائیں پھر بولا تم خود بتاؤ یار میں کہاں سے تمھے وڈیرہ لگا تھا،،، میں نے تو بڑی بڑی مونچھیں بھی نہیں رکھی ہوئی..... نور ہنستے ہوئے بولی وہ تو میں نے ایسی غصے میں کہہ دیا تھا بس اس دن تمھارے پاس گاڑی بھی تو وڈیروں والی تھی پجیرو شافع ہنسا،،، نور نے دونوں سوٹ اسکے سامنے کر کے پوچھا مجھے تو ان دونوں میں سے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کونسا زیادہ اچھا ہے تمھے جو پسند آئے وہ پہن لو،،، شافع دونوں سوٹ کو دیکھتے ہوئے بولا پہلے تم مجھے یہ بتاؤ تم کیا پہن رہی ہو؟ نور نے اپنا سوٹ اسے دیکھایا،،، شافع اسکے سوٹ کو دیکھ کر بولا ریڈ کے ساتھ تو بلیک ہی اچھا لگے تو تم یہ وائٹ والا سوٹ رکھ دو اور بلیک والا باہر ہی رہنے دو.... نور نے اسکا بلیک اور اپنا سوٹ صوفے پر رکھا اور وائٹ سوٹ ورڈروب میں رکھ دیا...

اور کچن میں آگئی.... اسنے چائے کپوں میں نکالی وہ لاؤنج کی طرف آرہی تھی جب شافع کمرے سے نکلا اسے لاؤنج کی طرف چائے لاتے دیکھا تو بولا چائے بالکنی میں لیجاؤ وہاں پیئیں گے نور اثبات میں سر ہلا کر چائے بالکنی میں لے گئی.....#part3

زایان آفس سے گھر آیا چینج کر کے وہ بیڈ پر لیٹ گیا اور موبائل نکال کر چہرے کے آگے کیا،،، شافع سے لیا ہوا ارحام کا نمبر نکالا اور کال لگا دی اور اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا کال جاتی رہی لیکن کسی نے فون نہیں اٹھایا،،، زایان نے دوبارہ کال لگائی،،، کچھ دیر بعد کال اٹھا لی گئی دوسری طرف سے آواز آئی ہیلو.... زایان نے ایک سانس کھینچا ہیلو،،، ارحام بات کر رہی ہیں؟ دوسری طرف سناٹا چھایا تھا،،، زایان نے پھر مخاطب کیا ارحام بات کر رہی ہیں؟؟؟ میں زایان ہوں زایان حیدر شافع کا دوست.... دوسری طرف سے آواز آئی ششششششش مجھے،،، مجھے یقین تو کر لینے دیں کہ آپ نے،،،،، آپ نے میرا نام لیا ہے.... زایان کو حیرت ہوئی ارحام میں زایان بات کر رہا ہوں،،، ارحام بے ساختہ بولی ہاں تو بولئے نا آپ کو سننے کے لئے ہی تو اب تک زندہ ہوں،،، زایان کو اسکی آواز بھیگی ہوئی لگی... زایان نے ایک لمبا سا سانس کھینچا کیسی ہو؟ ارحام فوراً بولی کیسا ہونا چاہئیے؟ ویسی نہیں ہوں جیسی چار سال پہلے تھی بڑی ہو گئی ہوں الفاظ اور انسان دونوں کو دیکھ کر بات کرتی ہوں کس وقت پر کونسی بات کہنی چاہیئے اس بات کا بھی پورا دھیان رکھتی ہوں....

اور آپ کیسے ہیں؟ اس سے پہلے کے زایان کچھ کہتا اس سے پہلی ہی ارحام بولی مجھے پتا ہے آپکا "جواب ٹھیک ہوں، مزے میں ہوں تبھی تو بات کر رہا ہوں".... زایان نے

آنکھیں بند کیں اسکے دل کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی،،،ارحام میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں،،،دوسری طرف سے ارحام کے ہنسنے کی آواز آئی آپ مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے لگتا ہے میں ابھی بھی نیند ہوں بس دعا ہے کہ جلد سے جلد آکر کوئی نیند توڑ دے کیونکہ اگر خواب آگے بڑھ گیا تو تکلیف زیادہ ہو گی، کہیں یہ خواب ہے نہ؟

زایان نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا نہیں یہ حقیقت ہے...ارحام نے تعجب سے کہا تو کیا سچ میں میں آپ سے بات کر رہی ہوں؟ زایان نے اس سے بات کرنے کے لئے کال کی تھی لیکن اسے پہلی بار لگا تھا کہ اسکے پاس الفاظ ختم ہو رہے ہیں،،،

ارحام پھر بولی آپ نے مجھے یاد کیا ہے تو ضرور کوئی وجہ ہو گی جلدی سے فون کرنے کی وجہ بتا دیں کہیں ایسا نہ ہو ضبط سے میرا دل پھٹ جائے اور میں رو دوں،،،حالانکہ میں پوری کوشش کرتی ہوں کہ کسی کے سامنے آنسوں نہ بہیں لیکن آنسوؤں پر کس کا زور ہوتا ہے یہ تو بھری محفل میں رسوا کروا دیتے ہیں اکثر بات بے بات پر بھی نکل جاتے ہیں،،،ارحام نے اپنے گال پر بہتے آنسوں صاف کئے دیکھیں نہ ابھی بھی بلاوجہ نکلے جا رہے ہیں جبکہ اب تک آپنے تو کوئی قیامت توڑ دینے والے الفاظ کہے بھی نہیں ہیں....

زایان نے اس سے یہ جاننے کہ لئے فون کیا تھا کہ کیا وہ اب بھی اسکے لئے پہلے والے جذبات رکھتی ہے؟ لیکن اسکی باتیں سننے کے بعد اسے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں

پڑی تھی... کچھ دیر دونوں طرف خاموشی چھائی رہی.... میں اپنے ماما بابا کو تمھارے گھر رشتہ لے کر بھیجنا چاہتا ہوں ارحام... دوسری طرف خاموشی چھائی کچھ دیر بعد بولی،،، کیوں آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی ہے کیا؟ زایان کو امید نہیں تھی کہ وہ بے دھڑک اس سے پوچھ بیٹھے گی... نہیں ہوئی تو نہیں ہے لیکن تم سکھا دینا نا... ارحام ہنستے ہوئے بولی میرے زخم سوئے ہیں مرے نہیں اگر جاگ گئے نہ تو آپ سے ایک ایک بات کا حساب لے لیں گے تو بہتر ہے کہ آپ اسی باتیں نہ کریں جن سے زخم تازہ ہونے کا اندیشہ ہو،،، زایان نے منہ پر ہاتھ پھیرا،،، میں سچ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں.... دوسری طرف خاموشی چھائی تمھے کوئی اعتراض ہے.... "ایک مرتے ہوئے انسان سے آپ پوچھ رہے ہیں کہ اگر اسے زندگی کی طرف دوبارہ لوٹا دیا جائے تو اسے کوئی اعتراض ہے"

تم پہلے تو ایسی باتیں نہیں کرتی تھیں ارحام،،، پہلے میں نے آپکو نہیں دیکھا تھا نہ جب سے آپ کو دیکھا ہے ایسی ہی باتیں کرتی ہوں... زایان سانس کھینچ کر بولا میں پہلے شافع کو بھیجوں گا تمھارے بابا سے بات کرنے کے لئے پھر اپنے پیرنٹس کو بھی بھیج دوں گا.... آپ کو میری بچکانہ محبت پر یقین آیا ہے یا ترس؟ زایان کو چپکی لگی پھر ٹھہر کر بولا اس وقت مجھے یہ سب بچکانہ ہی لگا تھا مجھے لگا تمھے مجھ سے سولہ سال کی عمر میں سولہ دن والا

پیار ہوا ہے ارحام بے ساختہ بولا مجھے سولہ نہیں اٹھارہ سال کی عمر میں آپ سے پیار ہوا تھا زایان سر جھٹک کر بولا جو بھی تھا وہ سب جلدی تھا اس وقت ،،،،

تو کیا اب آپ کو مناسب وقت لگتا ہے ؟ زایان نے کندھے اچکائے ہاں.... لیکن آپ تو کہتے ہیں کہ آپکو مجھ سے محبت نہیں ہے تو پھر مجھ سے شادی کرنے کی کیوں سوچ لی آپ نے....؟ زایان بولا میں نے سنا ہے کہ انسان کو شادی اس سے کرنی چاہیے جو آپ سے محبت کرتا ہے، ارحام کندھے اچکا کر بولی لیکن آپ تو مجھ سے محبت نہیں کرتے پھر...

زایان مسکراتے ہوئے بولا میں نے کہا نا کہ تم مجھے سکھا دینا.... ارحام خاموش ہو گئی،،،

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد زایان نے پوچھا تم خوش ہو؟ ارحام بولی کوشش کر رہی ہوں لیکن میرا عکس میرے سامنے آکر بار بار مجھے بول رہا ہے نہیں ارحام اس سب پر یقین مت کرو یہ ایک خواب ہے جب ٹوٹے گا تو تمھاری آنکھیں چھلنی ہو جائیں گی....

زایان اسے اعتماد میں لیتے ہوئے بولا نہیں ارحام اب سب کچھ حقیقت ہے خواب نہیں اور تم بے فکر رہو میں تمھے ان خوفناک خوابوں اور سوچوں سے نکال دوں گا تم میری وجہ سے ان خوفناک خوابوں کے دلدل میں پھنسی ہو میں ہی تمھے ان میں سے باہر نکالوں گی بس اب تم میرا انتظار کرو... ارحام بے ساختہ بولی چار سال سے کر ہی تو رہی ہوں...

زایان مسکرا کر بولا بس کچھ دن اور کر لو پھر میں تمھے ویرانیوں سے نکالوں گا اور تم مجھے

محبت سکھادینا حساب برابر.... ارحام نے گردن جھکائی اس کے لئے اچانک اس سب پر یقین کرنا مشکل تھا اسلئے اس نے خود کی کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتی تھی اگر حقیقت نے دھوکا کیا تو تکلیف اسے ہی ہو گی.....

آئے نور شیشے کے سامنے کھڑی ٹاپس پہن رہی تھی بالوں کو اسنے جوڑے کی شکل دے رکھی تھی اسنے چوڑیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا شافع نے پیچھے سے آکر اسکے بالوں پر لگا کیچر نکال دیا اسکے بال کھل گئے،،، نور بال سنبھالتے ہوئے بولی کیا کر رہے ہو شافع... شافع اسکے سامنے آکر ڈریسنگ پر بیٹھتا ہوا بولا کھلے رہنے دو اچھے لگ رہے ہیں،،، نور دوبارہ جوڑا بناتے ہوئے بولی نہیں مجھے اسکارف باندھنا ہے... شافع نے اسکے ہاتھ آگے کئے بال پھر کھل گئے ہاں تو جاتے ہوئے باندھو گی نہ ابھی تو کھلے رہنے دو... شافع نے اسکے تھوڑے سے بال آگے کئے... نور نے جھینپ کر منہ پر آئی لٹوں کو کانوں کے پیچھے کیا شافع نے اسکا ہاتھ روک دیا رہنے دو اچھے لگ رہے ہیں بعد میں باندھ لینا،،، نور ہلکا سا مسکرائی اور ڈریسنگ پر سے چوڑیاں اٹھا کر پہننے لگی،،، شافع نے اسکے ہاتھ سے چوڑیاں لے لیں اور اسے پہنانے لگا....

نورا سے روکتے ہوئے بولی شافع یہ کیا کر رہے ہو میں خود پہن لوں گی... شافع نے نظریں اٹھا کر براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھا میں پہناؤں تو کوئی مسئلہ ہے کیا؟ نور نے نظریں جھکا لیں اسکی آنکھوں میں دیکھ کر وہ الجھتی تھی اسکی نظریں جھکانے سے شافع محفوظ ہوا اور مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ میں چوڑیاں ڈالنے لگا نور کے ہاتھوں کی مہندی تقریبا ہٹ گئی تھی بس ایک دو جگہ ہلکی ہلکی لگی تھی... شافع نے اسکے ہاتھ میں چوڑیاں ڈال کر ان پر انگلی پھیری،،، perfect پھر مسکراتے ہوئے نور کی طرف دیکھا،،، اسکے کان میں موجود ٹاپس کو چھوتے ہوئے اسکے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بولا Looking beautiful نور کا دل زوروں سے دھک دھک کر رہا تھا نور مسنوعی سا مسکرائی... شافع نے اسکے تاثر دیکھ کر مسکراتے ہوئے نظریں جھکائیں تمھاری ہارٹ بیٹ تو ایسے چل رہی ہے جیسے تمھارے سامنے کوئی جن بیٹھا ہو... نور کی تیز ہوتی دھڑکن شافع کو محسوس ہوئی تھی... نور تھوڑا سا پیچھے ہوئی،،، شافع کھڑے ہوتے ہوئے بولا اچھا بھئی ٹھیک ہے میں ہٹ جاتا ہوں سامنے سے ورنہ تمھارا دل جتنی زوروں سے دھڑک رہا ہے مجھے ڈر ہے کی کہیں نکل کر باہر ہی نہ آ جائے،،، شافع اسکے سامنے سے ہٹ کر صوفے پر جا کر بیٹھ گیا،،، لیکن نظریں اسکی نور پر ہی تھیں،،، اور چہرے پر ایک والہانہ مسکراہٹ،،، نور مسلسل اسکی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی اسکے ہاتھوں

میں بھی ہلکی سی کپکپاہٹ تھی اور شافع اسکے انداز سے محفوظ ہو رہا تھا،،، نور نے جلدی سے بالوں کا جوڑا باندھا اور دوپٹے کا اسکارف بنا کر لپیٹا،،، کرسی پر سے چادر اٹھا کر کندھے پر ڈالی اور شافع کی طرف مڑ کر بولی چلو میں تیار ہوں... شافع مسکراتے ہوئے اٹھا اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی... شافع نور کے قریب آیا اور آستہ سے اسکا سر پیچھے سے پکڑ کر اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیئے.... نور کا ہاتھ اسکے سینے پر عین دل کے اوپر تھا نور نے آنکھیں بند کیں وہ ہاتھ کے نیچے اسکے دھڑکتے دل کو محسوس کر سکتی تھی... شافع سیدھا ہوا نور نے آنکھیں نہیں کھولیں،،، شافع اسے دیکھتا ہوا بولا بہت پیاری لگ رہی ہو... نور کو لگا جیسے ایک سحر ٹوٹا ہے... مجھے ڈر ہے کہیں تمھے میری ہی نظر نہ لگ جائے نور نے مسکراتے ہوئے گردن جھکائی،،،

شافع نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا چلیں اب؟ نور نے پہلے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا پھر اپنا دائیں ہاتھ اسکے بائیں ہاتھ میں دے دیا شافع نے اسکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی نور مسکرا کر بولی چلو.....

حیدر صاحب زایان سے پوچھ رہے تھے بھئی یہ شافع کہاں رہ گیا ہے ابھی تک نہیں آیا تم نے اسے بولا تو تھا نا آنے کا؟ زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا جی بابا بولا تھا آتا ہی ہو گا بس.... ارفہ بیگم کھانے کی ٹیبل لگا کر لاؤنج میں آئیں میراب موبائل پر کوئی گیم کھیل رہی تھی جب شافع اور آئے نور وہاں پہنچے سب سے پہلے زایان کی نظر ان پر پڑی وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا لیں آ گئے آپکے مہمان... حیدر صاحب اٹھے شافع مسکراتے ہوئے انکی طرف بڑھا حیدر صاحب بھی آگے بڑھ کر والہانہ خوشی سے اس سے گلے ملے.... وہ اسے مبارکباد اور دعائیں دے رہے تھے، وہ شافع سے الگ ہوئے تو شافع نے آئے نور سے انکا تعارف کروایا حیدر صاحب نے مسکراتے ہوئے آئے نور کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے دعائیں دیں... اتنے میں ارفہ بیگم بھی وہاں پہنچیں اور نور سے گلے ملیں،،، میراب بھی آکر نور سے ملی شافع زایان سے گلے مل رہا تھا جب میراب بولی شافع بھائی آپکی وائف تو بہت ہی پیاری ہیں آپ جیسے ہٹلر کو انھوں نے کیسے پسند کر لیا... سب کا قہقہہ بلند ہوا شافع مسنوعی سا خفا ہو کر بولا اچھا میں ہٹلر ہوں تو پھر ٹھیک ہے یہ ڈونٹس میں زایان کو دے دیتا ہوں اس سے پہلے کے شاپر زایان کے ہاتھ تک پہنچتا میراب نے اسکے ہاتھ سے شاپر جھپٹا،،، ارے ارے میں تو مزاق کر رہی تھی آپ تو سیریس ہی ہو گئے آپ تو بہت سوئٹ ہیں بالکل اس ڈونٹ کی طرح... سب ہنسے ارفہ بیگم بولیں

اب ساری باتیں کیا یہیں کھڑے کھڑے کرنی ہیں اندر بھی آؤ،،،اندر آتے ہوئے نور نے ایک شاپر ارفہ بیگم کی طرف بڑھایا وہ لوگ آتے ہوئے کیک لے کر آئے تھے... ارفہ بیگم نے تکلفانہ کلمات ادا کئے اسکی کیا ضرورت تھی بیٹا؟نور صرف مسکرادی....وہ لوگ سب لاؤنج کے صوفوں پر بیٹھ گئے... شافع حیدر صاحب سے باتوں میں مصروف ہو گیا جبکہ میراب اور زایان آئے نور کو کمپنی دینے لگے،،،ارفہ بیگم کچن کی طرف گئیں تھیں... زایان میراب کے برابر میں بیٹھتے ہوئے میراب کی طرف اشارہ کر کے بولا آئے نور یہ پتا ہے کون ہے؟نور نے گردن ہلاتے ہوئے کہا تمھاری بہن ہے... زایان نے اثبات میں سر ہلایا ہاں بہن تو ہے لیکن سگی نہیں ہم اسے کچرے سے اٹھا کر لائے تھے مگر یہ مانتی ہی نہیں ہے آئے نور اسکی باتوں میں آگئی اور حیرانی سے بولی سچ میں؟؟؟ زایان نے پوری سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا میراب چینخی بابا انھیں سمجھالیں دیکھیں پتا نہیں کیا کیا بول رہے ہیں... حیدر صاحب نے ان دونوں کو ڈانٹا تم دونوں آرام سے نہیں بیٹھ سکتے...؟میراب نور کی طرف دیکھ کر بول آئے نور بھابھی ایسا کچھ نہیں ہے انھے جھوٹ بولنے کی عادت ہے،،،آئے نور ہنسی زایان میراب کے سر پر مارتے ہوئے بولا رشتے بنانے میں تو ایک منٹ نہیں لگاتی یہ نور تمھے پتا ہے اس دن کیا ہوا ہم ایک ریسٹورنٹ میں گئے وہاں ویٹر کو بول رہی سنیں بھائی اس برگر پر کٹ لگادیں اور

ساتھ آئسکریم بھی لے آئے گا اس لڑکے کو اسنے بھائی ایسے بولا تھا جیسے وہ اسکا سگا بھائی ہو،،، میں تو اسے اسکے اصلی بہن بھائیوں کے پاس کتنی دفعہ چھوڑنے گیا ہوں لیکن یہ جاتی ہی نہیں ہے میرا اب پھر زور سے چینخی تو حیدر صاحب نے غصے سے زایان کو گھورا اور اسے اپنے پاس بلا لیا اتنے میں ارفہ بیگم بھی آ گئیں اور نور کے پاس آ کر بیٹھ گئیں... کچھ دیر باتوں کے بعد کھانا بھی لگ گیا،،، شافع اور آئے نور ساتھ ساتھ ہی بیٹھے تھے ارفہ بیگم نے ڈنر پر بہت کچھ بنوا لیا تھا.... شافع نے اپنی پلیٹ میں نکالنے سے پہلے نور کے لئے نکالا تھا اور اسکی یہ حرکت دیکھ کر ارفہ بیگم اور حیدر صاحب دونوں ہی مسکرائے تھے.... کھانے کے بیچ میں وہ لوگ آپس میں بھی کوئی نہ کوئی بات کر لیتے حیدر صاحب زایان کی طرف دیکھ کر بولے میں نے سنا ہے کہ میرے قابل بیٹے نے ایک اور کارنامہ انجام دیا ہے لڑکی پسند کر لی ہے... زایان نے کھاتے ہوئے ہاتھ نہیں روکا صرف مسکرایا.... حیدر صاحب شافع کو دیکھ کر بولے شافع تم نے بھی ہمیں اس بات کی خبر نہیں ہونے دی،،، شافع نوالہ نگل کر بولا انکل مجھے خود خبر آج ہوئی ہے... حیدر صاحب تعجب سے بولے بڑی حیرت کی بات ہے.... زایان نے مسکراتے ہوئے انکی طرف دیکھا آپ لوگ جیسا سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے میں نے کوئی افیئر نہیں چلایا ہے... حیدر صاحب اسکی طرف دیکھ کر بولے اچھا جو بھی ہے لیکن یہ تو بتاؤ کے لڑکی ہے کون؟

شافع اور زایان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا... زایان نے نوالہ نگلہ،،،ارحام سے....! وہ بات کر چکا تھا اسلئے گھر والوں سے بات کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں تھا،،،زایان پلیٹ میں چمچہ چلاتے ہوئے بولا، میں ارحام سے شادی کرنا چاہتا ہوں... شافع اور نور کے علاوہ سب نے حیرت سے پوچھا ارحام کون؟ زایان شافع کی طرف اشارہ کر کے بولا شافع کی کزن ارحام..... نور نے نظریں اٹھائیں،،،ارفہ بیگم نے اچھنبے سے پوچھا وہ ارحام جس کی شافع کے ساتھ بی اماں نے منگنی کرادی تھی.... آئے نور کو پھندا لگا شافع نے فوراً گھبرا کر اسکی طرف دیکھا اور پانی کا گلاس اسے تھمایا... نور نے تھوڑا سا پانی پیا اسکے آنسوں نکل گئے تھے... ارفہ بیگم گھبرا کر بولیں بیٹا تم ٹھیک ہو؟ نور آنسوں صاف کرتے ہوئے مسنوعی مسکرا کر بولی جی میں ٹھیک ہوں شاید مرچیں آگئیں تھیں منہ میں لیکن صرف شافع جانتا تھا کہ اسے ارحام اور شافع کی منگنی کا سن کر پھندا لگا ہے.... شافع نے اسکے قریب ہو کر آہستہ سے کہا ریلیکس... زایان بولا جی وہی ارحام آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ حیدر صاحب بولے اعتراض تو کوئی نہیں ہے لیکن تم وہاں کیسے پہنچ گئے تم کبھی ملے ہو اس سے؟ زایان وآپس کھانا کھاتے ہوئے بولا جی ملا تھا کچھ سال پہلے... حیدر صاحب نوالہ لیتے ہوئے بولے چلو تم ملے ہوئے ہو پھر تو ٹھیک ہے باقی معاملات ان سے مل کر طے کر لیں گے..... کھانے کے کچھ دیر بعد چائے

کافی کا سلسلہ شروع ہوا سب لاؤنج میں بیٹھے تھے زایان اور شافع اپنا اپنا کپ اٹھا کر باہر لان میں آ گئے... شافع نے کافی کا ایک سپ لیتے ہوئے سامنے دیکھ کر پوچھا ہو گئی تمھاری ارحام سے بات؟ زایان نے ہونٹ بھینچے چائے کا ایک سپ لیا پھر ایک لمبا سا سانس کھینچ کر بولا ہاں ہو گئی۔۔۔ شافع زایان کی طرف گھوما اب تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ یہ سب کب سے چل رہا ہے؟ زایان نے مسکراتے ہوئے بھنویں میچیں یہ سب چل تو نہیں رہا تھا لیکن شروع چار سال پہلے ہوا تھا..... شافع کے منہ سے کافی نکلتے نکلتے بچی،،،، اسنے بہت مشکل سے کافی نگلی آنکھیں بڑی کر کے چیختے ہوئے بولا چار سال پہلے؟؟؟؟ زایان نے اثبات میں گردن ہلائی...

چار سال پہلے زایان اور ارحام کی پہلی ملاقات تیمور ویلا میں ہی ہوئی ابراہیم صاحب اور ارحام انکے گھر آئے ہوئے تھا شافع یونیورسٹی سے واپسی پر زایان کو اپنے ساتھ گھر لے آیا اسے پتا بھی نہیں تھا کے گھر پر ابراہیم صاحب آئے ہوئے ہیں.... تیمور ویلا کے لاؤنج میں تیمور صاحب، تہمینہ بیگم، ابراہیم صاحب اور ارحام بیٹھے باتیں کر رہے تھے،،، زایان باہر سے ہی چیختا ہوا اندر داخل ہوا ان دونوں کا ایک دوسرے کے گھر شروع

سے ہی آنا جانا تھا دوپہر کے وقت تیمور صاحب گھر پر نہیں ہوا کرتے تھے اسلئے زایان شور مچاتا ہوا آیا تھا لیکن لاؤنج میں بیٹھے تیمور صاحب کو دیکھ کر اسکی آواز کو بریک لگا... منہ پر ہاتھ رکھ کر شافع سے سرگوشی میں بولا انکل گھر پر تھے مجھے بتایا کیوں نہیں... شافع بھی سرگوشی میں بولا مجھے بھی نہیں پتا تھا... سب انکی طرف ہی دیکھ رہے تھے خاموشی توڑنے کے لئے شافع ابراہیم صاحب کی طرف بڑھا چاچو آپ کب آئے...؟ ابراہیم صاحب خوش دلی سے اسکے گلے لگتے ہوئے بولے میں کچھ دیر پہلے آیا ہوں بیٹا... شافع ان سے الگ ہوا تو ارحام سے پوچھا تم کیسی ہو؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے جیسی آپ کو نظر آرہی ہوں بہت پیاری، شافع ہلکا سا مسکرادیا وہ کہاں کسی کو زیادہ فری کیا کرتا تھا.... شافع نے ابراہیم صاحب سے زایان کا تعارف کروایا.... ابراہیم صاحب زایان سے بھی خوشی سے ملے...

شافع زایان کو لے کر اپنے کمرے میں جانا چاہتا تھا لیکن تیمور صاحب نے انھے وہیں بیٹھنے بول دیا تو ان دونوں کو مجبوراً وہیں بیٹھنا پڑا... کچھ دیر بعد تیمور صاحب اور ابراہیم صاحب کسی ضروری کام سے وہاں سے چلے گئے جب تک تیمور صاحب وہاں تھے تب تک زایان معصومیت کی مثال بن کر بیٹھا رہا انکے جاتے ہی زایان نے دونوں ٹانگیں صوفے کے اوپر کریں اور آرام سے بیٹھ گیا اور تہمینہ بیگم سے بولا آنٹی کچھ کھانے کا انتظام ہے یا مجھے اسی

طرح بھوکا بھیجنا ہے... تہمینہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں ارے ابھی کھانا لگواتی ہوں بیٹا... شافع فریش ہونے کے لئے کمرے میں چلا گیا.... ارحام خاموش بیٹھی تھی زایان ارحام سے بولا آپ کا نام کیا ہے ؟ارحام نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا میرا؟اسے توقع نہیں تھی کہ زایان اسے یوں براہ راست مخاطب کرلے گا... زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں آپکا نہیں آپکے پیچھے جو دس بارہ لوگ بیٹھے ہیں نہ انکا... ارحام اور تہمینہ بیگم ہنسیں،،، ارحام نام ہے میرا... زایان حیرت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے بولا ارحام یہ تو لڑکوں کا نام ہوتا ہے ارحام چڑ کر بولی ارحم لڑکوں کا نام ہوتا ہے میرا نام ارحام ہے،،، زایان کندھے اچکا کر بولا جو بھی ہے لیکن یہ نام تو لڑکوں کا ہی ہوتا ہے، ارحام ناک چڑھاتے ہوئے بولی آپ کو نہیں پتا.... زایان فخر سے بولا دنیا میں ایسا کچھ نہیں ہے جو زایان حیدر کو نہیں پتا ہو.... تہمینہ بیگم ارحام سے بولیں ارے بیٹا زایان کی عادت ہے مزاق کرنے کی.... تہمینہ بیگم زایان سے بولیں تم لوگوں کا دن کیسا رہے آج.....

زایان پرجوش انداز میں سیدھا ہو کر بیٹھا ارے آنٹی مت پوچھیں آج میرے فرائس کا قتل ہوا ہے... تہمینہ بیگم نے بھی دلچسپی سے پوچھا وہ کیسے ؟میں کینٹین سے دو فرائس کی پلیٹیں لے کر جا رہا تھا، دو لڑکے پیچھے سے بھاگتے ہوئے آئے اور میرے فرائس زمین بوس ہو گئے..... زایان کا منہ لٹک گیا اسکی ایسی شکل دیکھ کر ارحام کی ہنسی چھوٹ گئی،،،

زایان نے اسے گھورا۔۔۔ تہمینہ بیگم اسکے فرائس کا افسوس کرتے ہوئے بولیں تو پھر تم نے ان لڑکوں کو کچھ کہا نہیں آخر تمھارے فرائس کا قتل ہوا تھا... زایان آگے ہوتے ہوئے بولا آنٹی میں کہتا نہیں کرتا ہوں... اتنے میں شافع اسکے برابر میں آکر بیٹھا اور اسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا اور پھر اس نے یہ کیا کہ ان دونوں لڑکوں کو پیچھے والے گراؤنڈ میں لے جا کر انکے پیروں میں رسی باندھی اور انھے درخت پر الٹا لٹکا کر پوری یونی کو انکا سرکس دیکھایا،،، تہمینہ بیگم اور ارحام کا قہقہہ بلند ہوا....

اور حد تو تب ہوئی جب ان دونوں کی رسی اسنے اوپر نیچے کر کے کھینچی ان دونوں لڑکوں کی تو جان ہی نکل گئی تھی،،، زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا آخر میرے فرائس کا سوال تھا ایسے ہی تھوڑی نہ چھوڑ سکتا تھا.... ارحام کی تو ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی اپنی ہنسی کو وہ قابو میں کرتے ہوئے بولی فرائس کے لئے اتنا تماشہ کرنے کی کیا ضرورت تھی آخر،،، زایان آنکھیں بڑی کر کے ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا وہ میرے فرائس تھے اور فرائس کے لئے تو میں کسی کا قتل بھی کر سکتا ہوں... ارحام پھر ہنسی کسی کو پہلی بار کھانے کے لئے اتنا دیوانہ دیکھا ہے۔۔۔ زایان نے آنکھیں گھمائیں تہمینہ بیگم بولیں اچھا بھئی یہ باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی اب کھانا کھالو چل کے زایان اٹھتے ہوئے بولا ہاں چلو بھائی چلو اب تو بہت

بھوک لگ رہی... زایان سب سے پہلے اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف جانے لگا ارحام نے اسے کن آکھائیوں سے دیکھا اور مسکرا دی....

کھانے کے دوران بھی زایان اپنی باتوں سے سب کو ہنساتا رہا وہ اپنے پتا نہیں کون کون سے قصے یاد کر کے سنا رہا تھا ارحام کے تو ہنس ہنس کے جبڑے درد کر گئے تھے.... اسے زایان کے مزاج سے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ کھانا اور بولنا اسکا پسندیدہ مشغلہ ہے.... ارحام کو وہ پہلی ہی نظر میں اچھا لگا تھا، کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد زایان نے کافی کی فرمائش کر دی کافی ارحام نے بنائی،،، اسنے کافی کا کپ زایان کے سامنے کیا تو زایان کافی پکڑتے ہوئے بولا سچ بتاؤ اس میں زہر تو نہیں ملایا ہے؟ ارحام بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی ہاں ملایا ہے اور اتنی مقدار میں ملایا ہے کہ پوری کافی ختم کرنے آپ کے لئے مشکل ہو جائے گا زایان ہنستے ہوئے بولا چھوٹی سی ہو لیکن باتیں بنانی خوب آتی ہیں، ارحام نے اسے گھورا زایان نے کافی کا سپ لیا اور عجیب سا منہ بنا کر بولا اللہ معاف کرے اتنی کڑوی کافی چینی ڈالنا بھول گئی ہو کیا... ؟ ارحام نے جان پوچھ کر اسکے کپ میں چینی نہیں ڈالی تھی وہ بھنویں اٹھا کر بولی کافی کڑوی ہی پی جاتی ہے زایان حیدر،،، زایان نے منہ بنایا اور تہمینہ بیگم سے بولا آنٹی پلیز اس میں چینی ڈال وادیں ایک سپ لے کر ہی اندر تک

کڑواہٹ پھیل گئی ہے تہمینہ بیگم نے ملازم سے کہہ کر اسکے کپ میں چینی ڈالوئی،،، کافی ختم کرنے کے بعد زایان نے روانگی پکڑی اور کھڑے ہوتے ہوئے بولا اوکے آنٹی اب میں چلتا ہوں کافی دیر ہو گئی ہے شافع اور ارحام بھی کھڑے ہو گئے، زایان ارحام کی طرف دیکھ کر بولا امید ہے آپ زایان حیدر کی کمپنی میں بور بالکل نہیں ہوئی ہونگیں... ارحام مسکرا کر بولی مجھے تو لگتا ہے اگر آپ کو کسی مردے کے پاس بیٹھا دیا جائے تو وہ بھی اٹھ کر آپکی باتوں پر ہنسنے کے لئے مجبور ہو جائے گا انسان کو آپکے جیسا ہی زندہ دل ہونا چاہیے... زایان نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اس ناچیز کی تعریف کا بہت شکریہ.... سب کا قہقہہ بلند ہوا....

زایان شافع کے ہمراہ باہر آ گیا،،، وہ جب تک نظروں سے اوجھل نہیں ہوا ارحام تب تک اسے دیکھتی رہی اور اس پہلی ملاقات میں ہی ارحام ابراہیم کو زایان حیدر اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا... اس بات کا احساس اسے وآپس حویلی جا کر زیادہ ہوا... اس ملاقات کے ایک سال بعد تک اسکا زایان سے ملنا نہیں ہوا ایک سال بعد اچانک اسنے بی اماں کو تیمور صاحب سے بات کرتے سنا وہ ارحام اور شافع کے رشتے کی بات کر رہی تھیں،،، ارحام کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا اسے اس وقت احساس ہوا زایان اسکے دل پر ہی نہیں اسکی سوچ پر بھی حاوی ہو چکا ہے زایان کے علاوہ کسی اور کے ساتھ زندگی گزارنے

کے تصور سے بھی اسے اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے.... زایان نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا کوئی امید نہیں دلائی تھی، لیکن پھر بھی نا جانے کیوں اسے امید تھی کہ اگر وہ زایان سے محبت کا اظہار کرے گی تو وہ منا نہیں کرے گا....

ارحام اور شافع کے رشتے کی بات اس وقت باقاعدہ طور پر طے نہیں کی گئی تھی، لیکن ارحام کو پھر بھی خدشہ تھا کہ کبھی نہ کبھی یہ بات اٹھے گی ضرور اور وہ بی اماں کے فیصلے کے سامنے کچھ کہہ نہیں پائے گی،،، اسلئے ارحام نے زایان سے بات کرنے کا فیصلہ کیا اور قسمت نے اسے موقع بھی فراہم کر دیا... زایان سے اسکی پہلی ملاقات کے ٹھیک ایک سال بعد ابراہیم صاحب اپنے بڑے بیٹے کی شادی کے سلسلے میں شہر جا رہے تھے ارحام نے بھی ان کے ساتھ چلنے کی ضد کی تو ابراہیم صاحب اسے بھی اپنے ساتھ شہر لے گئے،،، ابراہیم صاحب نے ارحام کو تیمور صاحب کے گھر چھوڑ دیا انھے کہیں جانا تھا تو وہ چلے گئے.... شام کے وقت شافع گھر پر نہیں تھا، تہمینہ بیگم اپنے کمرے میں تھیں اور ارحام لان میں ٹہل رہی تھی، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس طرح زایان سے بات کرے،،، وہ یہ سوچ ہی رہی تھی جب ایک گاڑی اندر آئی،،، ارحام کو لگا شافع ہو گا لیکن اسکی حیرت کی انتہا جب ہوئی جب گاڑی میں سے زایان گلاسز اتارتے ہوئے نکلا زایان نے اسے نہیں دیکھا تھا، وہ اندر کی طرف جانے لگا، ارحام نے اسے آواز لگائی زایان.....

زایان نے گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا اچانک شاید وہ پہچانا نہیں تھا یا شاید اسے وہاں دیکھنے کی توقع نہیں تھی، اس لئے چونکا پھر مسکراتے ہوئے اسکی طرف آیا ارحام کو اپنا دل زوروں سے دھڑکتا ہوا محسوس ہوا... زایان اسکے سامنے آکر بولا ارحام... کسی ہو تم؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں...؟ زایان گول گھما اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولا میں بالکل ٹھیک بہت مزے میں ارحام ہنسی، تم کب آئیں؟ زایان نے ارحام سے پوچھا... ارحام سر پر دوپٹہ آگے کرتے ہوئے بولی میں دوپہر میں بابا کے ساتھ آئی ہوں، شہزاد بھائی کی شادی ہونے والی ہے انکی شادی کے سلسلے میں آئے ہیں ہم؟ شافع نے بھنویں اٹھا کر پوچھا شہزاد کون؟ تمھارا بڑا بھائی؟ ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی زایان ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی ہاں وہی تو کیونکہ گوہر سے تو میں مل چکا ہوں... اچھا یہ بتاؤ شافع کہاں ہے...؟ ارحام کندھے اچکا کر بولی وہ گھر پر نہیں ہیں... زایان نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اوہ اچھا میں اسے فون کئے بغیر ہی آگیا تھا چلو ٹھیک ہے میں آنٹی سے مل لوں مجھے کہیں جانا ہے... وہ جانے کے لئے مڑا تو ارحام بولی

سنیں... زایان نے مڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا ہاں؟؟؟

ارحام نے سانس کھینچا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہاں سے بات شروع کرے....

زایان کندھے اچکا کر بولا بولو بھی کیا کہنا ہے؟؟؟ارحام نے نظریں جھکائیں اور آنکھیں بند کیں پھر گردن اٹھا کر زایان کی طرف دیکھ کر بولی،،،آپ مجھے اچھے لگتے ہیں....

زایان کو اسکی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا تو وہ مسکرا کر بولا وہ تو میں سب کو ہی لگتا ہوں۔

۔۔۔ارحام نے نفی میں گردن ہلائی،،،میرا وہ مطلب نہیں ہے،میں میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ...."مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے"زایان کا چہرہ سپاٹ ہوا،،،ایک،دو،تین، چار ٹھیک پانچ سیکنڈ بعد زایان کا بے اختیار قہقہہ چھوٹا....ارحام کو اسکے قہقے کی وجہ سمجھ نہیں آئی،،،زایان بے اختیار ہنستا رہا اور ہنستے ہنستے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا،،،ارحام نے شرمندگی سے پوچھا کیا ہوا آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟زایان اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے بولا دوبارہ بولو تم نے کیا کہا تھا...ارحام جھجھکتے ہوئے بولی"میں پسند کرتی ہوں آپ کو"

زایان کا پھر قہقہہ بلند ہوا کچھ دیر اسی طرح ہنسنے کے بعد زایان اپنی ٹانگ پر ہاتھ مارتے ہوئے ہنسی قابو کر کے کھڑا ہوا...پھر سانس کھینچ کر مسکراتے ہوئے بولا ہو گیا تمھارا مزاق؟تمھے کب سے مزاق کرنے کی عادت پڑ گئی؟؟؟ارحام کو جیسے جھٹکا لگا...میں مزاق نہیں کر رہی زایان میں سچ میں آپ سے محبت کرتی ہوں،زایان ہنستے ہوئے ہاتھ آگے کر کے بولا تمھے کیا ہو گیا ہے ارحام یہ محبت وحبت کچھ نہیں ہوتی اور اس عمر میں تو بالکل نہیں اسلئے یہ فالتو باتیں دماغ سے نکالو اور اپنی اسٹڈیز پر دھیان دو زایان ہنستے ہوئے

وآپس جانے کے لئے مڑا تو ارحام نے آگے پڑھ کر زایان کا ہاتھ پکڑا.... زایان میں سچ کہہ رہی ہوں میں سچ میں آپ سے محبت کرتی ہوں... زایان نے سپاٹ چہرے سے پہلے مڑ کر اسے دیکھا پھر اپنے ہاتھ کو اور آہستہ سے اسکے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نکالا اور اسکی طرف دیکھ کر بولا،،، دیکھو ارحام تم شافع کی کزن ہو اسلئے میں تمھے آرام سے سمجھا رہا ہوں تمھے محبت نہیں ہوئی یہ محض ایک عام سا جذبہ ہے جسے تم محبت کا نام دے رہی ہو اس عمر میں ایسا ہو جاتا ہے کوئی اچھا لگتا ہے تو ہم اسے محبت کا نام دے دیتے ہیں لیکن ایسا کچھ نہیں ہوتا یہ محبت وغیرہ سب کتابی باتیں ہوتی ہیں.... ارحام کے آنسوں نکل کر گال پر بہہ گئے آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے تو نہ کریں لیکن میری محبت کو ایک عام سے جذبے کا نام تو نہ دیں.... میری محبت عام نہیں ہے، زایان نے کوفت سے سر پر ہاتھ پھیرا، ارحام تم پاگل ہو گئی ہو؟ دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا؟ تم فضول میں ایک چیز کو اپنے اوپر حاوی کر رہی ہو،،، تم دیکھ لینا تم کچھ دن اس بارے میں سوچو گی پھر خود ہی نارمل ہو جاؤ گی،،، وہ جانے کے لئے مڑا تو ارحام چیختے ہوئے بولی میں نے کہا نا میری محبت سچی ہے اور اب میں نارمل نہیں ہو سکتی مجھے آپکا ساتھ چاہیے زایان مڑا اور چیختے ہوئے بولا تو یہ تمھارا مسئلہ ہے کہ تم نے اس سوچ کو خود پر حاوی کیا میں نے تو تمھے اسطرح کا کوئی تاثر نہیں دیا،،، زایان نے سانس کھینچا اور نارمل ہوتے ہوئے بولا دیکھو

ارحام تم سمجھ نہیں رہیں یہ محبت وغیرہ میرے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ہی تمھاری عمر ہے یہ سب سوچنے کی، وقت گزرے کا تو تمھارا دماغ بھی ٹھیک ہو جائے گا گھر میں اس موضوع پر کسی سے کوئی بات مت کرنا میں نہیں چاہتا کہ کسی کی وجہ سے بھی میری اور شافع کی دوستی میں کوئی دراڑ پڑے اسلئے بہتر یہی ہے کہ تم خود کو سنبھال لو اور اپنی اسٹڈیز پر فوکس کرو.... زایان مڑ کر تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف گیا،،،اور گاڑی ریورس میں کر باہر نکال لی،،،،ارحام اپنے خالی ہاتھ لیے وہیں گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئی،،،

"میں اس یکطرفہ محبت کو کیسے نبھاؤں گی زایان حیدر؟ مجھے اپنے دل پر اختیار نہیں ہے، یہ یکطرفہ محبت مجھے پاگل کر دے گی"

ساری بات سننے کے بعد شافع اپنا سر تھامے کرسی پر بیٹھا تھا اور زایان اسکے سامنے کھڑا تھا... بات اتنی آگے تک پہنچ گئی تھی اور تم نے مجھے کچھ بتایا ہی نہیں اگر بی اماں کسی طرح میری اور ارحام کی شادی کروا دیتیں تو؟ کیونکہ وہاں تو سب یہی سمجھتے ہیں کہ وہ میری محبت میں پاگل ہے.... زایان کندھے اچکا کر بولا میری طرف سے ایسی کوئی بات ہی نہیں تھی تو میں کیا بتاتا یار مجھے لگا خواہ مخواہ ایک فالتو بات کی وجہ سے ہماری دوستی

خراب ہو گئی،،، شافع کھڑا ہوا فالتو بات؟ کسی لڑکی کے جذبات کو تم فالتو کہہ رہے ہو میں تم سے یہ ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا زایان،،، زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا اس وقت مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ارحام اس حد تک مجھ میں انوالو ہو جائے گی کہ اپنی زندگی کے چار سال اس روگ میں گزار دے گی آج فون پر اس سے بات کر کے مجھے اندازہ ہوا کہ اگر کوئی سچ میں کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ سالوں کیا صدیوں تک انتظار کر سکتا ہے،،،،

شافع بولا اسلئے اسنے چاچو کے آنے سے ایک دن پہلے مجھے رات میں فون کیا تھا ہماری عام طور پر فون پر کبھی بات نہیں ہوئی اور اس دن رات کے وقت اسنے مجھے فون کیا تو مجھے حیرانی ہوئی، میں اٹھ کر بالکنی میں آ گیا،،، اسنے مجھ سے سیدھا یہ سوال کیا کہ کیا تم مجھ سے شادی کرنے پر راضی ہو شاید وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ تم نے آج تک مجھ سے اسکے بارے میں کوئی بات کی یا نہیں لیکن مجھے تو یہ سب پتا ہی نہیں تھا... میں نے بغیر کوئی تمہید باندھے اسے سیدھا سیدھا کہہ دیا کہ میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا، اس سے آگے میری کوئی بات سنے بغیر ہی اسنے فون کاٹ دیا،،،

زایان نے سانس کھینچا، مجھے لگتا ہے میری وجہ سے اسنے بہت سال عزیت میں کاٹیں ہیں لیکن میں کیا کروں یار تم تو جانتے ہو یہ محبت وغیرہ مجھے سمجھ نہیں آتی.... شافع اسکے

کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا، لیکن اب اچانک تمھے اسکا خیال کیسے آگیا؟ زایان نے مسکراتے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرا، کینیڈا سے واپسی پر ایک سائیکالوجسٹ ملی تھی، اسنے میرے دماغ کی تھوڑی سی صفائی کر دی،،، شافع ہنسا زایان اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا اب تمھے میرا ساتھ دینا ہے تمھے حویلی جانا ہو گا... شافع کا چہرہ سپاٹ ہوا،،، وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا حویلی؟ اس نے نفی میں گردن ہلائی... زایان نے قریب آکر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا یار میں جانتا ہوں تم وہاں نہیں جانا چاہتے لیکن پلیز میری خاطر چلے جاؤ اپنے چاچو اور دادو سے بات کرنے... شافع کچھ دیر سکتے کے عالم میں خاموش کھڑا رہا پھر ہلکے سے اثبات میں گردن ہلا کر بولا اچھا ٹھیک ہے چلا جاؤں گا لیکن کچھ دن بعد زایان نے ہنستے ہوئے اسے زور سے گلے لگایا... شافع نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی، زایان شرارت سے بولا یار پتا نہیں اور کتنی لڑکیاں ہمارا روگ لئے بیٹھی ہونگیں، شافو ہنسا،،، پیچھے سے میر اب آکر گلہ کھنکار کر بولی شافع بھائی اب تو آپکی شادی ہو گئی ہے اپکی بیوی آپ دونوں کو اسطرح رومینس کرتے دیکھیں گی تو کیا سوچے گیں؟؟؟ زایان نے بھنویں بھینچتے ہوئے میر اب کا کان موڑا تم بہت بول نے لگ گئی ہو موٹی،،، میر اب اپنا کان اسکے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے بولی ارے ارے میں تو یہ بولنے آئی تھی کہ آپ کو آئے نور بھابھی بلا رہی ہیں،،، میر اب بول کر تیزی سے اندر بھاگی،،، زایان شافع کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا

چلو بھئی آپکی ذوجہ محترمہ کا بلاوا آگیا... شافع ہنستا ہوا بولا تم فکر نا کرو کچھ دنوں بعد تمھارا بلاوا بھی آئے گا..... زایان اداکاری کرتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ کر بولا ناں کرو یار مجھے شرم آرہی ہے،،، شافع نے اسکے سر پر مارا تو دونوں کا قہقہہ بلند ہوا...

شافع اور زایان دونوں اندر آئے شافع نے آئے نور کو دیکھا، نور نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا چلیں؟ شافع نے کندھے اچکا کر جیب میں ہاتھ ڈالے ہاں چلو چلتے ہیں،،، ارفہ بیگم انھے کچھ دیر اور رکنے پر اصرار کر رہی تھیں لیکن شافع نے کہہ دیا نہیں آنٹی ہم پھر آئیں گے،،، ارفہ بیگم نے نور سے ملتے ہوئے اسے ایک بڑا سا گفٹ تھمایا،،، نور تکلفانہ انداز میں بولی آنٹی اسکی کیا ضرورت ہے؟ ارفہ بیگم اسے پیار کرتے ہوئے بولیں اسکی بالکل ضرورت تھی، پھر شافع سے بولیں شافع تمھاری بیوی ماشاءاللہ بہت پیاری ہے اللہ تم دونوں کو نظر بد سے بچائے شافع نے مسکراتے ہوئے آئے نور کو دیکھا نور نے اس پر سے نظریں ہٹالیں،، سب سے مل کر وہ لوگ گاڑی کے پاس آئے گاڑی تک زایان انکے ساتھ آیا،،، شافع نے نور کے ہاتھ سے گفٹ لے کر پیچھے والی سیٹ پر رکھا زایان نے نور سے پوچھا،،، نور کیسی لگی تمھے میری فیملی ہے نا ایک دم میری طرح کول،،، آئے نور نے

مسکراتے ہوئے کہا نہیں تمھاری فیملی تمھاری طرح نہیں ہے وہ بہت سوئٹ ہیں، زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا وہی میری طرح سوئٹ.... شافع ہنستا ہوا اس سے گلے اور پھر وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر گھر کے لئے روانہ ہو گئے... نور سارے راستے خاموش رہی تھی شافع کو اسکی خاموشی کی وجہ پتا تھی لیکن شافع چاہتا تھا کہ وہ خود اس سے پوچھے،،، گھر پہنچ کر نور نے اپنی چادر صوفے پر رکھی اور اسکارف کھول کر دوپٹہ گلے میں ڈال لیا... شافع موبائل نکالے صوفے پر بیٹھ گیا لیکن اسکی نظریں نور پر ہی تھیں،،، نور اپنے ٹاپس اتارتے ہوئے بولی شافع تمھاری منگنی ہوئی وی تھی تم نے کبھی ذکر نہیں کیا، ،شافع نے اسکی طرف دیکھا منگنی ہوئی تھی نکاح تو نہیں ہوا تھا، اور ویسے بھی وہ منگنی دادو اور بابا نے زبردستی کروائی تھی،،، نور اسکی طرف گھومی اسلئے تمھارے بابا تم سے خفا ہیں،،،، وہ تمھاری شادی تمھاری کزن سے کروانا چاہتے تھے،،، لیکن تمھے مجھ سے شادی کرنی پڑی نور روہانسی ہو رہی تھی، شافع کھڑا ہوا اور اسکے پاس آیا ایسا کچھ نہیں ہے نور میری اور میرے بابا کے تعلقات کچھ خاص نہیں ہیں یز وجہ ابھی مت پوچھنا میں بعد میں خود ہی بتادوں گا..... نور خاموش ہو گئی اسکا بجھا ہوا چہرا دیکھ کر شافع نے اسکا چہرہ تھام کر اوپر کیا،،، اب کیوں پریشان ہو؟ نور پلکھیں جھپکاتے ہوئے بولی تم کسی سے محبت تو نہیں کرتے تھے...؟ شافع ہنسا.... "ہاں کرتا تھا نا" نور کو اپنے کانوں میں کڑواہٹ اترتی ہوئی

محسوس ہوئی،،،نور نے کپکپاتے لفظوں سے پوچھا کس سے؟شافع نے اسے خود سے قریب کیااور اسکے گال پر انگلی پھیرتے ہوئے آہستہ سے بولا"تم سے"نور کواپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی،،،شافع اسکے بہت قریب تھااسنے پیچھے ہونا چاہاشافع نے اسکے بازوپر گرفت مضبوط کردی،،،،شافع اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا"مجھے تم سے محبت ہے نور"نور نے آہستہ سے پوچھا مجھ سے؟شافع نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی ہاں تم سے مجھے نہیں پتا یہ حادثہ کب پیش آیا لیکن مجھے تم سے محبت ہو گئی،،، نور نے کچھ بولنا چاہاشافع نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی مجھے پتا ہے تم کیا کہنا چاہتی ہو میں جانتا ہوں تم ابھی مجھ سے محبت نہیں کرتیں لیکن تم فکر کیوں کر رہی ہو میں سکھا دوں گانا،،،نور نے نظریں جھکالیں شافع اسکی اس ادا پر مسکرایا،،،شافع نے اسے خود سے اور قریب کر کے گلے سے لگا کر اسکے کندھے پر اپنا چہرہ رکھااور اسکے گرد بازو پھیلا کر آنکھیں بند کرلیں،،،نور کی حیرت کے مارے آنکھیں پھٹ گئیں،

I love you Noor, I really love you

آئے نور کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا،وہ آہستہ سے بولی شافع تمھے مجھ سے محبت لیکن کب؟شافع نے آنکھیں نہیں کھولیں اور نہ ہی اسے خود سے الگ کیا....پتا نہیں مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کب تم میرے لئے اتنی اہم ہو گئیں کہ مجھے ہر وقت تمھاری ہی تلاش

رہنے لگی، میں خود کو تمھے سوچنے سے روک نہیں پاتا تھا جب تم بارش والی رات میری گاڑی کے آگے آگئیں تھیں تمھے اسطرح دیکھ کر مجھے لگا تھا کہ مجھے اگلی سانس نہیں آئے گی،،، تمھاری ماما نے جب نکاح کے لئے کہا تو..... تو میں منا ہی نہیں کر پایا،،، اب تم میری زندگی میں آگئی ہو تو مجھے لگ رہا ہے کہ میری زندگی مکمل ہو گئی ہے، جیسے میری زندگی کے سارے درد کہیں دور جا کر سو گئے ہیں،،، میں جانتا ہوں تم مجھ سے ابھی محبت نہیں کرتیں لیکن تم زیادہ دن تک مجھ سے محبت کئے بغیر رہ نہیں پاؤ گی،،، اپنی محبت پر اتنا تو یقین ہے مجھے،،، کیا تم اب مجھ پر یقین کرتی ہو؟ شافع کو لگا تھا کہ وہ اس دفعہ بھی انکار کرے گی، نور نے اسکے بازو پر اور کمر کے گرد ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا ہاں تھوڑا تھوڑا، شافع مسکرایا،،، اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا چلو جہاں تھوڑا یقین ہوا ہے وہاں محبت بھی ہو ہی جائے گی،،، نور شرارت سے بولی لیکن میں اظہار کبھی نہیں کروں گی،،، شافع نے اسکے گرد گرفت مضبوط کی چلو ٹھیک ہے میں اظہار اور انتظار دونوں کر لوں گا آخر کب تک نہیں کرو گی.... نور ہلکا سا مسکرا دی، شافع اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا نور نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، زندگی میں پہلی بار اسنے خود کو مکمل طور پر محفوظ محسوس کیا تھا،،، شافع اسے ذچ کرنے کے لئے بولا نور تمھے نہیں لگتا میرے اظہارِ محبت کے جواب میں تمھے بھی کچھ کہنا چاہئیے نور اسکا مطلب سمجھ رہی تھی، اسلئے محفوظ ہوتے ہوئے بولی

شکریہ شافع... شافع نے خود کو دھائی دی، اور آسمان کی طرف دیکھ کر بولی یہ تو ناانصافی ہے، کچھ رحم کر میرے مولا نور ہنس دی.... اسکے ساتھ شافع بھی مسکرا دیا....

زایان آفس میں ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا ایک گھنٹے بعد اسکی میٹنگ تھی، اور کسی میٹنگ سے پہلے حلق تک بھر کے کھانا تو جیسے ایک رسم بن گئی تھی،،، اسکا ماننا تھا کہ اگر پیٹ بھرا ہوا ہو تو دماغ زیادہ کام کرتا ہے اور کونفیڈنس بھی برقرار رہتا ہے،،، اپنے سامنے رکھی فروٹ ٹرائفل کی پلیٹ وہ چٹ کر چکا تھا اور اب بسکٹ کے پیکٹ کی باری تھی جس کے ساتھ ساتھ وہ جوس کے گھونٹ بھی لے رہا تھا،، وہ اپنے انھی پسندیدہ کاموں میں مشغول تھا جب اسکا موبائل بجا، کوئی انجان نمبر تھا اسنے کال کاٹ دی کھانے کے بیچ میں رکاوٹ اسے ویسی پسند نہیں تھی،، لیکن کچھ دیر بعد موبائل دوبارہ بجنے لگا، اسنے کوفت سے آنکھیں گھمائیں اور کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگا لیا اس سے پہلے کے وہ کال کرنے والے کو جلی کٹی سناتا دوسری طرف سے آواز آئی تاشفہ بات کر رہی ہوں،، زایان کو جھٹکا لگا ایک منٹ کے لئے اسکے آگے پیچھے گھنٹیاں بجنے لگیں اسے لگا کہ شاید تاشفہ کو اسکی گاڑی کا لاک کھول کر ساری انفارمیشن چوری کرنے کے بارے میں پتا چل گیا کہ یہ کام زایان نے سرانجام دیا ہے،،، زایان نے بڑی مشکل سے منہ کا بسکٹ نگلا، تاشفہ تم

نے مجھے.... مجھے فون کیا خیریت ؟؟؟تاشفہ التجائیہ لہجے میں بولی، زایان پلیز تم شافع کو سمجھاؤ وہ میرا کریر برباد کرنے پر طلہ ہوا ہے،،،

زایان نے سکھ کا سانس لیا اور دل میں سوچا "شکر ہے اس چوڑیل کو کچھ نہیں پتا" پھر انجان بنتے ہوئے بولا کیوں کیا ہوا ہے شافع ایسا کیوں چاہے گا،،،تاشفہ چیختے ہوئے بولی انجان مت بنو زایان ایسی بات تو نہیں ہے کہ شافع نے تمھے کچھ نہیں بتایا ہو گا،،، شافع نے میری بنائی ہوئی رپورٹ چوری کروائی ہے اب اسکے بدلے میں وہ چاہتا ہے کہ میں پریس کانفرنس بلاؤں اور یہ کہوں کے اسکی جو تصویریں نیوز چینل پر چلی ہیں وہ جھوٹی ہیں، زایان دانت پیس کر بولا صرف کہنا نہیں ہے تسلیم بھی کرنا ہے کہ وہ تصویریں تم نے سوشل میڈیا پر ڈالی تھیں، اپنے مفاد کے لئے،،، تاشفہ اپنے تیور بدلتے ہوئے بولی میں پولیس میں رپورٹ کر سکتی ہوں شافع نے میرے پرسنل ڈاکومنٹس میں سے رپورٹ چوری کروائی ہے، زایان مسکراتے ہوئے بولا، تو انتظار کس کا کر رہی ہو کرونہ جا کے ڈی ایس پی سراج عالم کا نمبر سینڈ کروں ؟تاشفہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں لیکن وہ گرم نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ ساری بازیاں اسکے ہاتھ سے نکل چکی تھیں،،، وہ تحمل سے سانس کھینچ کر بولی دیکھو زایان شافع میرا فون نہیں اٹھا رہا تم پلیز اسے سمجھاؤ کے یہ میں نہیں کر سکتی میرا مستقبل برباد ہو جائے گا اسکے علاوہ وہ جو کہے گا وہ میں کر لوں گی، تم کہو گے تو

وہ مان جائے گا آخر وہ تمھارا دوست ہے.... زایان نے قہقہہ لگایا اور لگاتا ہی رہا کرسی کے پیچھے سر ٹکا کر بولا تاشفہ ایک تو بات بتاؤ،،، کیا یونیورسٹی میں ہم لوگ بہت..... اچھے دوست تھے؟ زایان نے بہت پر زور دے کر کہا.... یا تم میری بھوپھی یا خالہ زاد ہو؟ یہ میں نے تم سے کچھ ادھار لیا ہوا ہے کہ تمھے لگتا ہے کہ میں تمھاری سفارش شافع سے کروں گا....

تاشفہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر ٹیبل پر ہاتھ مارا، آخر کس منحوس نے میری فائل کی کاپی شافع تک پہنچائی ہے ایک بار میرے سامنے آجائے میں اسکا قتل کروادوں گی،،، زایان بھی چینختے ہوئے بولا، وقت گزر رہا ہے تمھارا اسلئے اپنی یہ سستی دھمکیاں دینے کے بجائے جو کہا ہے وہ کرو، کیونکہ اس معاملے میں تمھارا باپ بھی تمھے نہیں بچا سکے گا کیونکہ ایک طاقتور سے بھی زیادہ کوئی دوسرا طاقتور ہوتا ہے،،، جو کہا ہے وہ کرو، کیونکہ مستقبل تو تمھارا ہر طرف سے ڈوبے گا جان پیاری ہے تو وہ بچاؤ،،، زایان نے کال کاٹ کر موبائل ٹیبل پر پھینکا،،، اور غصے سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا عجیب عورت ہے سارا موڈ خراب کر دیا.... بسکٹ کا پیکٹ اٹھایا وہ بھی خالی ہو چکا تھا منہ بنا کر اسے ڈسبن میں پھینکا،،، آج کا دن ہی خراب لگ رہا ہے.....

نور کچن میں کھڑی اپنے لئے فریج سے جوس نکال رہی تھی ڈور بیل بجی،،،،نور نے جا کر دروازہ کھولا ایک لڑکا لال پھولوں کا بڑا سا گلدستہ لئے کھڑا تھا،،آئے نور نے اس سے پوچھا جی کہیئے؟وہ لڑکا پھول آگے کرتے ہوئے بولا یہ پھول مسٹر شافع نے بھجوائیں ہیں، نور نے اسکے ہاتھ سے گلدستہ لے لیا اور پھولوں کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولی شافع نے...؟سامنے کھڑے لڑکے نے ایک پیپر اسکے آگے کیا اور سائن کرنے کو کہا نور نے اس پیپر پر سائن کیا اور دروازہ بند کر کے اندر آ گئی،،،،،لاؤنج میں آ کر اسنے پھول ٹیبل پر رکھے اور خود ادھر ہی نیچے بیٹھ کر ان پھولوں کو دیکھنے لگی، پھول تو اسے شروع سے ہی پسند تھے،اسنے پھولوں پر ہاتھ پھیرا پھولوں کی نرمی سے ایک مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیل گئی،،،،اسنے پھول آگے کر کے سونگھے،،،،اور مسکرا دی،وہ اسی طرح بیٹھی ان پھولوں کی خوبصورتی کو دیکھ رہی تھی موبائل بجا،اسنے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگا لیا....دوسری طرف سے پیار بھری آواز آئی... کیسی ہو؟نور مسکراتے ہوئے بولی بالکل ٹھیک،اسکی آواز سن کے شافع بھی مسکرایا کچھ بھیجا تھا مل گیا... نور پھولوں کو دیکھتے ہوئے بولی ہاں مل گیا... پھر کیسے لگے تمھے پھول؟نور پھولوں پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے چہک کر بولی بہت خوبصورت، شافع بے ساختہ بولا بالکل تمھاری طرح،،، نور نے گردن جھکائی شافع تمھے نہیں لگتا ہمیں ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے،، شافع کندھے اچکا کر حیرت سے بولا میں نے کونسا جھوٹ بولا؟ نور آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولی یہی جھوٹی تعریفیں وغیرہ...

شافع مسکراتے ہوئے بولا میں نے تو کچھ جھوٹ نہیں بولا سب سچ کہا ہے کیوں تم خوبصورت نہیں ہو کیا؟ نور نے منہ پر آئے بال کانوں کے پیچھے کئے اور اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے بولی فون کیوں کیا ہے؟ شافع خفا ہونے والے انداز میں بولا، ظاہر سی بات ہے تم سے بات کرنے کے لئے، تمھے تو توفیق ہوتی نہیں ہے کہ فون کر کے اپنے ایک عدد شوہر کا حال احوال ہی پوچھ لوں... نور گردن جھکاتے ہوئے بولی کوئی بات ہی نہیں ہوتی کیا بات کرنے کے لئے فون کیا کروں،،، شافع نے اپنا سر تھاما دنیا میں پہلی لڑکی ہو گی جس کے پاس اپنے شوہر سے بات کرنے کے لئے کوئی بات نہیں ہوتی.... نور ہنستے ہوئے بولی تم کر تو لیتے ہو کال مجھے کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی،،، شافع نے گردن ہلاتے ہوئے کہا ہاں تو ایسا کہو نہ،،، اور کیا کر رہی تھیں؟ کچھ نہیں بیٹھی ہوئی تھی... شافع شوخ انداز میں بولا،،، مجھے یاد نہیں کر رہی تھیں؟ نور نفی میں گردن ہلا کر بولی نہیں بالکل بھی نہیں، شافع اسے تنگ کرنے کے لئے بولا مطلب اگر میں گھر لیٹ

آؤں تو کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نہ؟نور فوراً بولی "اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا....اسکے انداز پر شافع ہنسا...مجھے یاد بھی نہیں کر رہی ہو اور میرے دیر سے آنے میں بھی مسئلہ ہے...ہاں تو میں بور ہو جاتی ہوں نہ اسلئے...شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا تو کیا تم نے مجھے اپنے انٹرٹینمنٹ کا سامان سمجھا ہوا ہے....؟نور ابھی ایسا تو کچھ نہیں ہے بس تم دیر سے آؤ گے تو مجھے تمھاری فکر ہو گی،،،،شافع شرارت سے بولا سچ میں؟نور فوراً بولی میرا وہ مطلب نہیں تھا مطلب پھر بھی فکر ہوتی ہے نہ،،،شافع محفوظ ہوا،،،تو سمجھاؤ نہ کے تمھارا کیا مطلب ہے؟نور ذچ ہو رہی تھی میں فون رکھ رہی ہوں شافع فوراً بولا نہیں بالکل بھی نہیں ابھی تو بات شروع ہوئی ہے....,نور فون رکھتے ہوئے بولی باقی باتیں گھر آکر کر لینا شافع بولا اچھا ایک منٹ رکو،،،نور نے پوچھا کیا؟شافع اسے تنگ کرنے کے لئے بولا میرے ذہن میں کب سے ایک مشکل سا سوال گھوم رہا ہے شاید اسکا جواب تمھارے پاس ہو،،،نور نے دلچسپی سے پوچھا کونسے سوال کا جواب؟شافع نے اپنی ہنسی قابو کی I love you کا جواب؟بتاؤ بتاؤ اسکا کیا جواب ہوتا ہے؟نور نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا مجھے اسکا جواب فلحال نہیں پتا شافع شرارت سے بولا یعنی کچھ دنوں بعد پتا چل جائے گا؟نور نے آنکھیں گھمائیں مجھے نہیں پتا اور یہ کہہ کر نور نے فون رکھ دیا شافع فون کو دیکھ کر مسکرایا اور کرسی سے سر ٹکا دیا،،،دوسری طرف نور نے چین کا

سانس لیااور خود سے سرگوشی کرتے ہوئے بولی" یہ لڑکا کتنا اپنی باتوں میں الجھاتا ہے اووفف"

شام میں شافع آفس سے واپس آیا تو صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا نور شاپنگ پر چلیں؟ نور اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی کس خوشی میں تمھے کچھ لینا ہے کیا؟ شافع اپنی گھڑی اتار کر بولا ہاں میں بھی کرلوں گا شاپنگ اور تم بھی کرلینا ویسے بھی تم کہہ رہی تھیں نہ کہ تمھے گروسری کرنی ہے تو واپسی میں ہم گروسری اسٹور بھی چلیں جائیں گے،،، لیکن مجھے صرف گروسری کرنی تھی شاپنگ نہیں، شافع اٹھتا ہوا بولا تو کوئی بات نہیں میں لے کر جارہا ہوں تو کوئی مسلئہ ہے کیا؟ نور کچن کی طرف جاتے ہوئے بولی اچھا پھر چائے پی کر چلتے ہیں، شافع نے اثبات میں سر ہلایا میں کپڑے چینج کرلوں، شافع اسے دیکھتا ہوا بولا نہیں چینج کرنے کی ضرورت نہیں ہے بس اسکارف باندھ کر چادر لے لینا ایسی ٹھیک ہے، نور نے کندھے اچکا دیئے ٹھیک ہے تم فریش ہو جاؤ میں چائے بنا لیتی ہوں، شافع مسکرا کر کمرے میں چلا گیا،،، کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اسکا چہرہ اور بال ہلکے ہلکے پانی سے گیلے تھے، اسنے کپڑے تبدیل نہیں کئے تھے بس کوٹ اور ٹائی اتار کر

شرٹ کی آستینیں موڑ لی تھیں،،، وہ موبائل چیک کرتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا نور نے چائے کا کپ لا کر اسے تھمایا اسنے مسکراتے ہوئے کپ تھام لیا نور اسکے برابر میں ہی کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی،،، شافع نے چائے کا ایک سپ لیا اور بھنویں سکیڑتے ہوئے نور کی طرف دیکھ کر بولا تم نے چینی ڈال دی،،، نور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی ہاں تمھے اچھی نہیں لگی کیا؟ شافع دوسرا سپ لیتے ہوئے بولا نہیں دراصل میں چائے کافی میں چینی نہیں لیتا... نور بھنویں اچکاتے ہوئے بولی تو کیوں نہیں لیتے بھلا چائے بھی بغیر چینی کے پی جاتی ہے، شافع ہنستا ہوا بولا میں شروع سے نہیں لیتا مجھے اچھی نہیں لگتی بس... نور کچھ نہیں بولی اسے خاموش دیکھ کر شافع بولا لیکن اگر تم چینی ڈال کر چائے پلاؤ گی تو پی لوں گا،،، نور کھل کر مسکرائی،،، پھر اسے دیکھتے ہوئے بولی تم پہلے تو ایسے نہیں لگتے تھے،،، شافع اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا کیسے؟ نور بوکھلاتے ہوئے بولی مطلب اسطرح کی باتیں وغیرہ،،، شافع چائے کا سپ لیتے ہوئے بولا پہلے تم میری بیوی بھی تو نہیں تھیں،،، نور نے گردن جھکا دی اتنے میں ڈور بیل بجی،،، شافع اٹھتے ہوئے بولا میں دیکھتا ہوں, شافع نے جا کر دروازہ کھولا سامنے تہمینہ بیگم کھڑی تھیں،،، شافع حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں ان سے گلے ملا تہمینہ بیگم اسے پیار کرتے ہوئے ڈھیروں دعائیں دینے لگیں،،، شافع انھے خود سے لگائے اندر لے آیا انھے دیکھ کر نور بھی کھڑی ہوئی تہمینہ بیگم

بھی آگے بڑھ کر اسے خوشی سے گلے ملیں،،، شافع انھے بٹھاتے ہوئے بولا ماما آپ یوں اچانک ؟ تہمینہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے بولیں کیوں میں اپنے بیٹے کے گھر نہیں آسکتی کیا؟ شافع فوراً بولا میرا وہ مطلب نہیں تھا میری دوپہر میں آپ سے بات ہوئی تھی تب آپ نے آنے کا نہیں بتایا تھا اسلئے،،، تہمینہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں میں نے سوچا کیوں نہ تمھے سرپرائز دوں،،، تہمینہ بیگم نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں تم کیسی ہو بیٹا؟ نور نے بھی مسکرا کر جواب دیا میں بالکل ٹھیک ہوں آنٹی،،، تہمینہ بیگم شافع سے بولیں شافع کیا تم بہو کو لے کر گھر نہیں آؤ گے ؟ شافع نے گردن جھکالی اور ہلکی سی مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا جی آؤں گا ماما،،، شافع نے تیمور صاحب کے بارے میں نہیں پوچھا تھا تہمینہ بیگم خود ہی کہنے لگیں تمھارے بابا بزنس ٹوئر پر گئے ہوئے ہیں ہو سکتا ہے انھے آنے میں ایک ہفتہ لگ جائے، شافع کچھ نہیں بولا تہمینہ بیگم محتاط انداز میں بولیں تم آئے نور کو لے کر گھر آجاؤ نہ بیٹا،،، شافع نے سانس کھینچ کر نور کی طرف دیکھا، نور کو اپنا وہاں بیٹھنا نامناسب لگا اسنے محسوس کیا تھا شافع اسکے سامنے بات کرنے سے کترا رہا تھا،،، نور فوراً اٹھتے ہوئے بولی آپ لوگ باتیں کریں میں چائے لے کر آتی ہوں،،، تہمینہ بیگم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا،،، نور چلی گئی تو تہمینہ بیگم شافع کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں تم گھر کب آؤ گے بیٹا؟ شافع نے گردن جھکائی ہوئی تھی آپ آگئیں نہ ماما

کافی ہے.... بیٹا تم اپنے بابا سے ایک بار بات تو کر کے دیکھو وہ تمھاری بات سمجھیں گے، شافع طنزیہ ہنسی سے بولا وہ پہلے کچھ سمجھیں ہیں ماما جواب سمجھیں گے،،، تہمینہ بیگم اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولیں مسئلے بات کرنے سے حل ہوتے ہیں چپ رہنے سے نہیں،،، شافع سانس کھینچ کر بولا ماما بات ان سے کی جاتی ہے جو آپ کی بات سنیں بھی اور سمجھیں بھی اور بابا میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں کیا محسوس کرتے ہیں مجھے اب ان سب سے کچھ فرق نہیں پڑتا،،، تہمینہ بیگم نے بے بسی سے ہونٹ بھینچے، شافع انھے افسردہ دیکھ کر فوراً مسکراتے ہوئے بولا آپ یہ سب چھوڑیں ماما آپ یہ بتائیں آپ کو نور کیسی لگی،،، تہمینہ بیگم اسکا چہرہ تھامتے ہوئے بولیں ماشاءاللہ بہت پیاری ہے، تم اسے لے کر گھر آؤ نہ،،،، شافع سر پر ہاتھ رکھ کر بولا آپ پھر وہی بات کر رہی ہیں ماما،،، تہمینہ بیگم اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولیں ابھی تمھارے بابا نہیں ہیں گھر پر،،، شافع نے سانس کھینچا وہ جانتا تھا وہ کتنا بھی منا کرے تہمینہ بیگم اصرار کرتی رہیں گی اسلئے انکا مان رکھنے کے لئے شافع بولا اچھا ٹھیک ہے میں آجاؤں گا،،، تہمینہ بیگم مسکرا دیں اتنے میں آئے نور چائے کی ٹرے اور ناشتہ وہاں لے کر آئی،،، تہمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے برابر میں بٹھالیا،،، انھوں نے اپنے پرس سے ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے دو سونے کے کڑے نکالے،،، نور کا ہاتھ آگے کر کے اسکے ہاتھوں میں ڈالنے لگی،،، نور نے انھے منا کیا شافع

بھی بولا نہیں ماما اسکی ضرورت نہیں ہے وہ جانتی تھیں کہ شافع کس وجہ سے منا کر رہا ہے اسلئے وہ شافع کی طرف دیکھ کر بولیں شافع یہ میرے اپنے ذاتی کڑے ہیں،، شافع خاموش ہو گیا لیکن نور انھے لگاتار منا کر رہی تھی، تہمینہ بیگم نے دونوں کڑے اسکے ہاتھ میں ڈال کر اسکے ہاتھ تھامے اور اسے دیکھتے ہوئے بولیں،،، شافع کی شادی کا بہت ارمان تھا مجھے لیکن جو ہم سوچتے ہیں ضروری نہیں سب کچھ ویسا ہی ہو،،، ان کڑوں کو تم میری طرف سے شادی کا تحفہ سمجھ لو،،، نور نے شافع کی طرف دیکھا اسنے مسکراتے ہوئے پلکھیں جھپکائیں، نور ہلکا سا مسکرا دی تہمینہ بیگم اسکے گال تھپتھپاتے ہوئے بولیں خوش رہو، اور میرے شافع کو بھی اسی طرح خوش رکھو... شافع ہنسا تہمینہ بیگم نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا تمھے کیا ہوا؟ شافع فوراً ہنسی سمیٹتے ہوئے بولا نہیں کچھ نہیں نور نے اسے کن آکھائیوں سے گھورا تھا،،، تہمینہ بیگم چائے پیتے ہوئے نور سے بولیں یہ شافع تمھے تنگ تو نہیں کرتا؟ نور کے جواب دینے سے پہلی ہی شافع بولا میں کیا تنگ کروں گا ماما یہ مجھے تنگ کرتی،،، نور نے شافع کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا،،، تہمینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا یہ کیوں تنگ کرتی ہے؟ شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا جب دیکھو روتی صورت بنا کے بیٹھی رہتی ہے، نور اسے گھورتے ہوئے بولی شافع.... شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا کیا شافع میں جھوٹ بول رہا ہوں کیا؟ تہمینہ بیگم ہنستے ہوئے بولیں شافع

اگر یہ روتی صورت بنائے بیٹھی رہتی ہے تو تمھارا فرض ہے کہ اپنی بیوی کو خوش رکھو، شافع آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا تو کیا میں اسے خوش نہیں رکھتا پوچھیں اس سے،،، تہمینہ بیگم نے ہنستے ہوئے شافع کے گال تھپتھپائے میں دیکھ رہی ہوں میرا شافع بدل گیا ہے.... شافع ہنستہ ہوا بولا کیوں ماما میرے سر پر سنگ نکل آئے ہیں کیا؟ نور بھی ہنسی تہمینہ بیگم اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولیں نہیں میرا شافع اب بے وجہ بھی مسکرانے لگا ہے، خوش رہنے لگا ہے،، شافع نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "خوش رہنے کی وجہ جو مل گئی ہے" تہمینہ بیگم اسے پیار کرتے ہوئے بولیں اسی طرح خوش رہو بس... کچھ دیر بعد تہمینہ بیگم اپنا پرس سنبھال کے کھڑی ہو گئیں اچھا بھئی اب میں چلتی ہوں شافع کھڑے ہوتے ہوئے بولا ابھی بیٹھیں نہ ماما،،، تہمینہ بیگم اسکے سر پر پیار کرتے ہوئے بولیں نہیں بیٹا میں پھر آؤں گی،،، تہمینہ بیگم آئے نور سے ملیں، اور ان دونوں کو ڈھیروں دعائیں دینے لگیں، نور کا چہرہ تھام کر بولیں شافع کو بولنا کے تمھے تمھارے سسرال لے کر آئے، نور نے مسکرا کر اثبات میں گردن ہلائی وہ دونوں تہمینہ بیگم کو دروازے تک چھوڑنے آئے وہ چلی گئیں تو نور اندر آتے ہوئے شافع سے بولی تمھاری ماما بہت اچھی ہیں شافع... شافع اسے تنگ کرنے کے لئے بولا انھوں نے تمھے یہ کڑے دیئے اس لئے اچھی لگیں کیا؟ نور خفا ہوتے ہوئے بولی میں تمھے ایسی لگتی ہوں؟ وہ غصے میں کڑے اتارنے لگی

تو شافع فوراً اسکے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا ارے ارے مزاق کر رہا ہوں یار ناراض کیوں ہو رہی ہو نور منہ لٹکائے کھڑی رہی تو شافع کان پکڑتے ہوئے بولا،،،اچھا سوری سچ میں مزاق کر رہا تھا، نور فوراً اسکے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے بولی اب یہ کیا کر رہے ہو میں نے کان پکڑنے تھوڑی کہاں ہے آئے نور نے شافع کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، شافع اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اگر اسطرح میرے ہاتھ پکڑ لو گی تو میں بار بار کان پکڑنے کے لئے تیار ہوں....

نور نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا شافع.....! اور کمرے کی طرف جانے لگی شافع اسکے پیچھے آتے ہوئے بولا دوبارہ بولو نہ... نور نے مڑ کر پوچھا کیا؟ شافع اسکی نکل کرتے ہوئے بولا شافع.... نور آگے بڑھتے ہوئے بولی شافع پاگل ہو گئے ہو تم.... نور ڈریسنگ کے سامنے کھڑی تھی شافع اسکے سامنے آتا ہوا بولا ہاں نہ تمھاری محبت میں نور اسکی باتوں کو نظر انداز کر کے اسکارف باندھتے ہوئے بولی جانا نہیں ہے شاپنگ پر؟ شافع کندھے اچکاتے ہوئے بولا ہاں تو چلو نہ کس نے منا کیا ہے، نور شیشے کے سامنے اسکارف سیٹ کر رہی شافع نے اسکی چادر اٹھا کر اسکے کندھے کے گرد پھیلائی اور اسکے گرد بازو پھیلا کر اسکے کندھے پر اپنا چہرہ ٹکا دیا شیشے میں دیکھتے ہوئے بولا پرفیکٹ....! نور اسکے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی اب کب تک اسطرح کھڑے شیشے میں دیکھتے رہو گے؟ شافع

مسکراتے ہوئے بولا جب تک تم چاہو.... نور نے اپنے گرد بندھے اسکے ہاتھ کھولنا چاہے شافع اسے شیشے میں دیکھتے ہوئے بولا، تم میری آنکھوں میں دیکھنے سے کیوں کتراتی ہو نور نے شیشے میں دیکھا اسکی تھوڑی نور کے کندھے پر تھی، شافع نے بھنویں اچکائیں تو نور نظریں ہٹاتے ہوئے بولی مجھے تمھاری وہ غصے والی آنکھیں یاد آتی ہیں شافع ہنسا جھوٹ تم یہ کیوں نہیں کہتیں کہ تمھے میری آنکھوں میں ڈوبنے سے ڈر لگتا ہے،،، نور نے آنکھیں گھمائیں تم بہت بولنے لگ گئے ہو شافع پہلے تو تم کسی سے بات نہیں کرتے تھے، ہر وقت شکل پر بارہ بجے رہتے تھے،،، شافع ہنستے ہوئے بولا میں ابھی بھی ویسا ہی ہوں تم کیا چاہتی ہو میں تمھارے ساتھ بھی ویسا رہوں غصے والا؟ سوچ لو پھر نقصان تمھارا ہی ہے، یہاں میں ذرا سا چیخ کر بولوں گا وہاں تمھارے آنسوں ٹپ ٹپ بہنا شروع ہو جائیں گے نور ہنس دی اور اسکے ہاتھ کھولتے ہوئے بولی اچھا اب چلو واپس بھی آنا ہے.... شافع اسکے کندھے پر پیار کرتے ہوئے سیدھا ہوا چلو.... اسنے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا بلکہ خود نور کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر آگے بڑھ گیا.....

زایان لیپ ٹاپ آن کئے کمرے میں لیٹا تھا ارفہ بیگم اسکے کمرے میں سینڈوچ کی پلیٹ لے کر آئیں جو اسنے کچھ دیر پہلے بنانے کا آرڈر دیا تھا،،، ارفہ بیگم پلیٹ اسکے سامنے رکھتے ہوئے بولیں، زایان اب میں تھک گئی ہوں تمھارے لئے کھانا بنا بنا کے تم بہت تنگ کرتے ہو مجھے،،، زایان نے سینڈوچ کا بائٹ لیا اور ناٹک کرتے ہوئے آنکھیں صاف کرتا ہوا بولا "کر دیا نہ پل میں پرایا" ارفہ بیگم نے اسکے سر پر چپت لگائی،،، ڈرامے مت کرو زایان،،، زایان نے دانت نکالے ارفہ بیگم اٹھ کر چلی گئیں،،، زایان نے موبائل اٹھایا اور کسی کا نمبر ڈائل کیا دوسری رینگ پر کال اٹھالی گئی،،،،،، زایان چہکتی ہوئی آواز سے بولا، سینڈوچ کھاؤ گی؟ ارحام نے بھنویں اٹھائیں نہ سلام نہ دعا سیدھا کھانا پینا.... زایان ہنستے ہوئے بولا زایان حیدر بات کر رہا ہوں مجھ سے کیا تم سلام دعا ایکسپیکٹ کر رہی تھیں؟ ارحام اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے بولی کیسے ہیں آپ؟ زایان سینڈوچ کا بائٹ لیتے ہوئے بولا ایک دم فٹ... تم کیسی ہو؟ ارحام خلا میں دیکھتے ہوئے بولی سحر سے نکلنے کی کوشش میں ہوں... زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا تو اب نکل بھی جاؤ کتنا وقت لگے گا؟ چار سال کا عرصہ بہت لمبا ہوتا ہے زایان کوئی انسان چار سال کسی جان لیوا بیماری میں مبتلا ہو اور اچانک اسے شفاء مل جائے تو کیا آپ اس سے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے عزیت میں گزارے ہوئے وقت کو بھول جائے گا،،، جبکہ مجھے تو ابھی شفاء مکمل

طور پر ملی بھی نہیں ہے... زایان نے ہونٹ بھینچے،،، میں جانتا ہوں میری وجہ سے تم نے بہت تکلیف اٹھائی ہے.... ارحام بے ساختہ بولی آپ کو نہیں لگتا میری تکلیف کے لئے "بہت" کا لفظ بہت چھوٹا ہے... اگر اس تکلیف کے بدلے میں آپ کو سزا دینا چاہوں تو آپ تاب نہیں لا سکیں گے....

زایان نے سانس کھینچتے ہوئے گردن جھکائی تم جو سزا دینا چاہتی ہو دے دو. ارحام ہنسی، میں نے آپ سے اتنی محبت کی ہے زایان کے آپ کو سزا دینے سے تکلیف مجھے ہی ہو گی، میں نے سوچا تھا کہ اب آپ میری محبت کے منتظر ہیں تو کیوں نہ میں اپنی محبت آپکے لئے لاحاصل کر دوں اور اپنی محبت اور خود کو آپ سے اتنی دور کر دوں کے آپ کو بھی احساس ہو جب محبت کو دھتکار دیا جاتا ہے دور کر دیا جاتا ہے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے، لیکن پھر میں نے سوچا آپکو تو مجھ سے محبت ہے ہی نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ ایسا کرنے سے بھی تکلیف صرف مجھے ہو گی آپ تو فقط تماشائی ہونگے...

وہ پھر زایان کو لاجواب کر رہی تھی زایان حیدر تو وہ انسان ہے جو گونگے کو بھی بولنا سکھا دے، جو اچھے خاصے انسان کو پاگل کر دے جو اتنا بولے کے سامنے والا اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہو جائے لیکن وہ زایان حیدر، ارحام ابراہیم کے آگے لفظ کھو رہا تھا... ارحام بولی آپ خاموش ہیں، زایان آنکھیں بند کر کے بولا شرمندہ ہوں... ارحام بے ساختہ

بولی میں نے آپکو شرمندہ کرنے کے لئے یہ سب نہیں کہا،،، زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا میں جانتا ہوں،،، ارحام دیکھو اُس وقت سب کچھ الگ تھا تم میرے مزاج سے واقف ہو مجھے لگا کہ شاید تمھے محبت نہیں ہے تمھے بس میں اچھا لگا ہوں جسے تم محبت سمجھ رہی ہو... لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ تم مجھ میں اس حد تک انوالو ہو جاؤ گی. ارحام ہنستے ہوئے بولی آپکو ابھی اندازہ ہی نہیں ہے زایان کے میں نے آپ سے کس حد تک محبت کی ہے، زایان مسکراتے ہوئے بولا اندازہ ہو رہا ہے اسلئے تو اب جلد سے جلد تمھے اپنے پاس بلانا چاہتا ہوں، بہت رہ لیں تم میری یادوں کے سہارے،،، ارحام نے نظریں جھکائیں، زایان کھڑکی کے پاس آکر بولا تم نے گھر میں کسی سے بات کی ہے؟ ارحام نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی میں نے اب تک خود سے بات نہیں کی، مجھے ڈر ہے کے کہیں پھر کچھ غلط نہ ہو جائے اسلئے جب تک آپ نہیں آئیں گے میں کچھ نہیں مانوں گی،،، زایان شرارت سے بولا سیدھا سیدھا بولو نہ تم مجھے دیکھنا چاہتی ہو... ارحام نے گردن جھکائی، زایان پھر بولا..... بتاؤ ایسا ہی ہے نہ؟ ارحام نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی نہیں جن سے محبت ہوتی ہے انکا چہرہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے، اسلئے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی... زایان نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیں،،، ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو جن سے محبت ہوتی ہے انکا چہرہ ہمیشہ آنکھوں کے سامنے ہوتا جیسا کہ میری آنکھوں کے

سامنے برگر، پیزا، فرائس کا چہرہ رہتا ہے.... دوسری طرف سے ارحام کے ہنسنے کی آواز آئی، زایان نے آنکھیں کھول دیں، زایان اس سے کچھ بولنا چاہ رہا تھا میراب چینختی ہوئی اسکے کمرے میں آئی بھائی مجھے دوست کے جانا ہے چھوڑ کے آئیں، زایان نے فون پر ہاتھ رکھ کر ارحام سے کہا میں بعد میں بات کروں گا خدا حافظ...

میراب آگے آتے ہوئے کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی "اوئے ہوئے ہوئے"..... کس سے باتیں ہو رہی ہیں ایسے چھپ چھپ کے.... زایان اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا تمھے تمیز نہیں ہے کسی کے کمرے میں نوک کر کے آتے ہیں میراب آنکھیں گھما کے بولی ہاں نہیں ہے مجھے تمیز کوئی مسئلہ ہے کیا....؟ زایان دانت پیستا ہوا آگے بڑھا اور اسکا سر پکڑ کر زور زور سے ہلایا،،، میراب نے چینختے ہوئے ناخن اسکے ہاتھ پر گڑائے چھوڑیں میرا سر زایان نے فوراً اسکا سر چھوڑا، اور ہاتھ دیکھتے ہوئے بولا "جنگلی بلی" میراب بھنویں میچتے ہوئے اپنے بال ٹھیک کرتے ہوئے چینخ کر بولی میرے بال خراب کر دیئے آپ نے.... زایان نے اسے منہ چڑھایا میراب غصے میں بولی مجھے ابھی کے ابھی میری دوست کے گھر چھوڑ کے آئے فوراً زایان اطمینان سے بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولا ڈرائیور سمجھا ہوا ہے کیا،،، میراب اسے کھینچتے ہوئے بولی جلدی اٹھیں میری ساری دوستیں آگئی ہوں گی صرف میں دیر سے پہنچوں گی،،، زایان سونے کی ایکٹنگ کرتا ہوا بولا تو یہ تمھارا مسئلہ

ہے میرا نہیں جاؤاور مجھے سونے دو.... میراب بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی ٹھیک ہے پھر میں اکیلی چلی جاتی ہوں کھو گئی نہ تو ڈھونڈتے رہیئے گا،،، زایان ہنستے ہوئے بولا خوش فہمی ہے تمھاری کے ہم تمھے ڈھونڈیں گے، ہم تو شکرانے کے نفل ادا کریں گے کہ چلو جان چھوٹی... میراب نے دانت پیسے اور کمرے سے جاتے ہوئے بولی میں ماما کو بولتی ہوں کے انھوں نے جو شام میں کیک بنانے کا ارادہ کیا ہے وہ کینسل کر دیں.... زایان فوراً اٹھتے ہوئے اسکے پیچھے بھاگا ارے میری پیاری بہن بتاؤ تمھے کہاں جانا ہے تمھارا بھائی تمھے صرف چھوڑنے کیا لینے بھی آجائے گا.....

شافع اور نور مال میں سینڈل کی دوکان میں بیٹھے تھے شافع نے ایک سینڈل کی طرف اشارہ کر کے دوکان دار سے نکالنے کو کہا دوکاندار نے وہ سینڈل نور کے پیر کے آگے رکھی اور پہنانے کے لئے آگے بڑھا نور نے اسے کہا آپ رہنے دیں میں پہن لوں گی،،،، دوکاندار سینڈل اسکے آگے رکھ کے سیدھا کھڑا ہو گا،،، نور نے سینڈل خود ہی پہنی لیکن اسکا لاک اس سے نہیں لگ رہا تھا،،، شافع جھکتے ہوئے بولا May I?

نور نے پلکھیں جھپکا دیں شافع گھٹنے کے بل نیچے بیٹھا اور اسکا پیر آگے کیا،،، نور نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا،،، شافع سینڈل کا لاک لگا کر سیدھا ہوا اور اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا، نور بھی ہلکا سا مسکرا دی نور نے پیر آگے کر کے شافع کی طرف دیکھا کیسی ہے؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا پرفیکٹ.....! شافع نے وہ سینڈل پیک کرنے کو کہہ دی، نور اٹھتے ہوئے بولی اب چلیں؟ شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا اتنی جلدی کیا ہے ابھی اور شاپنگ کریں گے. نور اسکے ہاتھ میں موجود شاپر کا ڈھیر دیکھتے ہوئے بولا شافع ہم نے کتنی شاپنگ کر لی ہے اور تم نے اپنے لئے تو کچھ نہیں لیا لیکن میرے لئے اتنا کچھ لے لیا مجھے ان سب کی ضرورت بھی نہیں تھی.... شافع شاپ میں سے نکلتے ہوئے بولا یہ تو کچھ بھی نہیں ہے میرا بس چلے تو میں یہ پورا مال تمھارے لئے خرید لوں،،،، شافع نے مستقل آئے نور کا ہاتھ تھاما ہوا تھا شافع سامنے کی ایک جیولری شاپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا چلو وہاں چلتے ہیں... نور نے اسکا بازو مضبوطی سے تھاما نہیں مجھے اور کچھ نہیں لینا ہم پہلے ہی بہت کچھ لے چکے ہیں، نور اسے دوسری طرف لے جاتے ہوئے بولی اب ہم تمھاری شاپنگ کریں گے،،، شافع اسے روکتے ہوئے بولا نہیں نور مجھے کچھ نہیں لینا لیکن نور نے اسکی ایک نہیں سنی اور اسے ٹی شرٹ کی شاپ میں لے گئی،،،

نورادھرادھر نظریں گھماتے ہوئے بولی تمھے کونسا کلر پسند ہے شافع؟ شافع اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا سارے ہی پسند ہیں، اچھا پھر بتاؤ تمھے کونسی شرٹ اچھی لگ رہی ہے؟ شافع کندھے اچکا کر سائڈ پر ہوتے ہوئے بولا تمھے جو پسند آئے دیکھ لو تمھاری شاپنگ میں نے اپنی پسند سے کی اب میری شاپنگ تم اپنی پسند سے کرو. شافع کاؤنٹر کے ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا اور نور پر نظریں جما دیں نور اس سے کچھ فاصلے پر اسکے لئے شرٹ دیکھ رہی تھی،،، شافع کے پیچھے سے ایک لڑکی بولی جی سر آپ کو کونسی شرٹ پسند آ رہی ہے؟ وہ لڑکی شاپ کیپر تھی، شافع نے نفی میں گردن ہلائی وہ لڑکی ایک شرٹ کی طرف اشارہ کر کے بولی سر آپ یہ والی دیکھیں آپ پر سوٹ کرے گی،،، شافع نے سپاٹ چہرے سے بھنویں اٹھائیں،،، اتنے میں نور دو تین شرٹ لے کر شافع کی طرف آئی لیکن اسکی نظر سب سے پہلے اس شاپ کیپر لڑکی پر پڑی تھی جو مسکرا مسکرا کر شافع کو دیکھ رہی تھی، نور نے شافع کے پاس آ کر اسکا بازو تھاما اور اس لڑکی کو گھورنے لگی، اس لڑکی نے فوراً دوسری طرف منہ کر لیا،،، شافع نے نور کا ری ایکشن بہت انجوائے کیا تھا،،، نور نے اپنے ہاتھ کی ٹی شرٹ شافع کے آگے کیں مجھے یہ پسند ہیں تمھے کیسی لگیں؟ شافع کندھے اچکا کر بولا تم نے پسند کی ہیں تو اچھی ہی ہوں گی،،، نور نے مسکرا کر شافع کی طرف دیکھا اور پھر شاپ کیپر لڑکی سے بولی یہ پیک کروا دیں پلیز وہ لڑکی نور کے ہاتھ سے ٹی شرٹ لیتے ہوئے

ایک شرٹ آگے کر کے بولی میم یہ والی ٹی شرٹس پر ہم ڈسکاؤنٹ دے رہے ہیں پھر شافع کی طرف دیکھ کر بولی آپ ٹرائے کر کے دیکھیں آپ پر سوٹ کرے گی،،، نور مسنوعی مسکرا کر شافع کا بازو پکڑتے ہوئے بولا نہیں میرے ہسبینڈ ہیں مجھے زیادہ اچھے سے پتا ہے کہ ان پر کیا سوٹ کرے گا آپ بس یہ پیک کروادیں،،، شافع نے ہونٹ بھینچ کر اپنی ہنسی قابو کی،،، اس لڑکی نے نور کی دی ہوئی ٹی شرٹ پیک کروا کر اسکے آگے کر دیں شافع نے کاؤنٹر پر پیمنٹ کی اور باہر آ گئے، باہر آتے ہی نور نے شافع کا ہاتھ چھوڑ دیا شافع کو اسکے تیور خراب لگے اور اسکے ایک ایک تاثرات سے شافع لطف اندوز ہو رہا تھا،، نور نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تو شافع نے تھام لیا، اور نور کی طرف دیکھ کر شرارت سے بولا نور

? are you feeling jealous

نور نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا میں کیوں جیلس ہونگی؟ شافع نے مسکراہٹ ضبط کی اور اسکے چہرے کی طرف اشارہ کر کے بولا پھر تمھارا چہرہ کیوں اتنا سرخ ہو رہا ہے؟ نور نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا چہرہ سرخ ہو رہا ہے؟ نہیں تو شافع مسکرایا.... اس سے پہلے کے شافع اسے اور چھیڑتا نور بولی وہ لڑکی تمھے کس طرح دیکھ کر مسکرا رہی تھی..... شافع آگے ہوتے ہوئے بولا کس طرح؟ نور نے بوکھلاتے ہوئے کندھے اچکائے عجیب طریقے سے دیکھ رہی تھی.... شافع ہنسا وہ اسی طرح دیکھ رہی تھی جس طرح تم مجھے

نہیں دیکھتیں... نور الجھی کیا مطلب؟ شافع اسے چھیڑنے کے لئے اسکے کان کے قریب آکر بولا پیار بھری نظروں سے.... نور نے آنکھیں بڑی کیں اور دانت پیستے ہوئے بولی مطلب وہ لڑکی تمھے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی؟ شافع کندھے اچکا کر بولا اب تم نہیں دیکھتیں تو کوئی تو دیکھے گا نہ آخر اتنا ہینڈسم ہوں.... نور نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں اور غصے سے آگے جاتے ہوئے بولی میں جا رہی ہوں... شافع فوراً اسکے پیچھے جاتا ہوا بولا ارے جاؤ گی کیسی چابی تو میرے پاس ہے... نور غصے سے بولی رکشے میں چلی جاؤں گی تم اس لڑکی کی پیار بھری نظریں دیکھ لو جب تک...

شافع جلدی سے اسکے پیچھے بھاگا اور اسکے آگے آکر اسے روکا ہنستے ہوئے بولا ارے غصہ کیوں ہو رہی ہو یار وہ مجھے دیکھ رہی تھی میں تو نہیں... اس میں میرا کیا قصور ہے؟ نور کچھ نہیں بولی شافع ہنستہ ہوا بولا، محبت نہیں تب اتنا دوسری لڑکیوں سے جل رہی ہو، محبت ہو گئی پھر تم تو آئے دن کسی نہ کسی سے لڑ کر آؤ گی... نور بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی میں تو نہیں جل رہی میں کیوں جلوں گی کسی سے؟؟؟ شافع اسکا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا تم ہے اسکی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ میں تو صرف تمھے دیکھتا ہوں نہ... نور نے نظریں جھکا لیں، شافع شرارت سے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بولا "ہائے غصے میں بھی پیاری لگ رہی ہو" نور مسکرائی اور اسکا ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی شافع.... شافع نے اسکی نکل اتاری

شافع.....! نور نے اسے گھورا اور اسے لیتے ہوئے مال سے باہر آ گئی،،، شافع نے سارے بیگ گاڑی میں ڈالے اور آ گے آ کر بیٹھ گیا، نور سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی، شافع گاڑی میں بیٹھا تو نور گردن اسکی طرف گھما کر بولی اب گھر چلیں؟ شافع سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے بولا گروسری نہیں کرنی کیا؟ نور نے آنکھیں گھمائیں، اچھا چلو شافع نے گاڑی اسٹارٹ کر دی،،، اور گروسری اسٹور کی طرف چل دیا... گروسری اسٹور سے تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ لوگ گاڑی میں واپس آ کر بیٹھے، نور نے تھک کر سیٹ پر سر ٹکایا اور شافع کی طرف دیکھ کر بولی شافع تم شروع سے اتنی زیادہ شاپنگ کرتے ہو؟ شافع ہنستہ ہوا بولا سچ بتاؤں زندگی میں پہلی بار میں نے اتنی شاپنگ کی ہے وہ بھی کسی لڑکی کے لئے اپنی شاپنگ کرنے میں زایان کے ساتھ جاتا تھا اور آدھے ایک گھنٹے میں واپس.... نور مسکرائی اور باہر دیکھتے ہوئے بولی تم نے فضول میں میرے لئے اتنا کچھ لے لیا... شافع اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا فضول میں کیوں اپنی بیوی کے لئے لیا ہے "وہ دن کوئی پچاس بار اسکے لئے بیوی کا لفظ استعمال کرتا تھا" نور سانس کھینچتے ہوئے بولی اب گھر چلیں شافع نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا،،، اب ہم ڈنر پر جائیں گے.... نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں شافع پلیز اب ہم گھر جائیں گے میں بہت تھک گئی ہوں، شافع

گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا تو ہم ہوٹل جا رہے ہیں شاپنگ پر نہیں.... نور کو پتا تھا وہ نہیں سنے گا اسلئے اسنے سانس کھینچ کر سیٹ پر سر ٹکا لیا.....

تاشفہ ریکنگ چیئر پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی،،،ایک ہاتھ سر پر اور آنکھیں لال انگارا، کچھ دیر اسی کیفیت میں بیٹھے رہنے کے بعد اس نے ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کر کے موبائل کان سے لگا لیا کچھ دیر تک رنگ جاتی رہی پھر کال اٹھا کی گئی،،،تاشفہ بجھی ہوئی آواز سے بولی رحمان کل ایک پریس کانفرنس بٹھانی ہے اس نے اپنے کسی ساتھی کا لیگ کو فون کیا تھا... پریس کانفرنس لیکن کیوں تاشفہ ؟تاشفہ ریکنگ چیئر پر جھولتے ہوئے بولی میں کچھ کنفیش کرنا چاہتی ہوں تم پلیز کل پریس کانفرنس ارینج کر وادو،،،دوسری طرف سے آواز آئی ٹھیک ہے جیسا تم چاہو،،،تاشفہ نے کال کاٹ کر موبائل ٹیبل پر رکھا، اور آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی تم ایک دو کوڑی کی لڑکی کے لئے میرے ساتھ بہت غلط کر رہے ہو شافع وارثی.....

شافع اور نور ریسٹورنٹ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے وہاں پہنچ کر نور بہت سرپرائز ہوئی تھی کیونکہ شافع نے پہلے سے ہی ایک ٹیبل بک کروا رکھی تھی،،، نور شافع کو دیکھتے ہوئے بولی یعنی تمھارا پہلے سے ارادہ تھا یہاں آنے کا؟ شافع مسکراتا ہوا بولا ہاں بالکل،،، نور مسکرائی آرڈر وہ لوگ کر چکے تھے نور آس پاس نظریں دوڑانے لگی شافع اسے دیکھتے ہوئے بولا کیسی لگی یہ جگہ تمھے؟ نور مسکراتے ہوئے بولی ہاں اچھی ہے... شافع ہنستہ ہوا بولا میں اور زایان یہاں پر آتے رہتے ہیں، نور نے اثبات میں گردن ہلائی اچھا... نور اپنے ہاتھ میں موجود تہمینہ بیگم کے دیئے ہوئے کڑوں کو آگے پیچھے کرتے ہوئے بولی شافع تمھارے، تمھارے بابا کے ساتھ تعلقات ٹھیک کیوں نہیں ہیں؟ میرا مطلب ہے تم ان سے الگ رہتے ہو بات نہیں کرتے... شافع خاموش ہو گیا... پھر ٹھہر کر بولا نور میں ابھی اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا... نور گردن ہلاتے ہوئے بولی "سوری مجھے شاید نہیں پوچھنا چاہیے تھا تمھارا پرسنل میٹر ہے" شافع نے فوراً اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نفی میں گردن ہلائی،،، ایسا کچھ نہیں ہے میں بس ابھی یہ سب بات نہیں کرنا چاہتا،،، بس تم یہ سمجھ لو کہ میرے بابا کو اپنی انا اپنے بیٹے سے زیادہ عزیز ہے.... نور نے ہونٹ بھینچے اسے اپنے بابا یاد آئے تھے... اتنے میں ویٹر نے کھانا سرو کر دیا...

شافع کھانا اسکے آگے کرتے ہوئے بولا شروع کرو... نور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کھانا شروع کیا... کھانا کھاتے ہوئے کچھ دیر بعد نور نے مصروف سے انداز میں پوچھا شافع اس دن سائڈ ٹیبل کی دراز میں ایک تصویر پڑی ہوئی تھی میں نے دوبارہ ڈھونڈی لیکن ملی ہی نہیں وہ کس کی تصویر ہے تمھاری ماما کی تو نہیں تھی ان سے تو میں مل چکی ہوں پھر وہ تصویر کس کی تھی...؟

نور نے کھانا کھاتے ہوئے مصروف سے انداز میں پوچھا تھا لیکن شافع کا ہاتھ رک گیا تھا،،، نور نے اسکے تاثرات پر غور نہیں کیا شافع نے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا... پھر سانس کھینچ کر بولا تم نے وہ تصویر کب دیکھی؟ نور کھانا کھاتے ہوئے بولی، کچھ دنوں پہلے، میں نے ایک اور البم میں بھی ان کی تصویر دیکھی تھی،،، شافع نے منہ پر ہاتھ رکھا،،، نور نے اچانک نظر اٹھا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا... شافع کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا نور فوراً کھانا چھوڑ کر سیدھی ہوتے ہوئے بولی کیا ہوا تمھے تم ٹھیک ہو شافع نے پانی پیا اور اثبات میں سر ہلا کر بولا شاید مرچیں تیز ہیں... نور نے بھنویں اچکائیں،،، نہیں مرچیں تو ٹھیک ہیں...

نور پریشان ہو رہی تھی، شافع پلیٹ کی طرف اشارہ کر کے بولا کھانا کھاؤ تم،،، اسکے تاثرات دیکھ کر نور بولی مجھے شاید ان چیزوں میں نہیں گھسنا چاہیے تھا آئم سو سوری میں بور

ہو رہی تھی تو... شافع نے اسکی بات کاٹ کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا،،،ایسا کچھ نہیں ہے تمھارے اور میرے بیچ کچھ چھپا نہیں ہونا چاہیے،،، لیکن میں ابھی تمھے اس سب کے بارے میں نہیں بتا سکتا میرا مائنڈ ڈسٹرب ہو جائے گا... نور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی اٹس اوکے مجھے کچھ نہیں جاننا،،، شافع نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا تم میری بیوی ہو میری زندگی سے جڑے ہر شخص کے بارے میں جاننا تمھارا حق ہے، نور کچھ نہیں بولی،،، میں تمھے سب خود بتاؤں گا لیکن ابھی نہیں فرست سے کیونکہ کہانی لمبی ہے اور وقت کم...

نور اسکی باتوں میں الجھ گئی میں سمجھ نہیں پا رہی شافع،،، شافع اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولا سمجھا دوں گا ابھی کھانا کھاؤ،،، شافع نے چمچہ اٹھا لیا تھا لیکن نور کی تو بھوک ہی مر گئی تھی، اس نے زبردستی کھانا شروع کیا،،، کھانا ختم ہونے کے بعد وہ لوگ کچھ دیر وہاں بیٹھے اور گھر آ گئے،،،#part3

گھر آ کر شافع نے کمرے میں سارا سامان صوفے پر رکھا اور بیڈ پر ڈھے گیا رات کے کوئی ایک ڈیڑھ بج رہے تھے،،، نور اسکا رف کھولتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے بولی کیا ہوا شافع وارثی اب تھکن ہو رہی ہے گھومتے ہوئے نہیں ہو رہی تھی،،، شافع سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے ہنسا... اور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا ہاں بس اب ایک عدد کافی کے کپ

کی ضرورت ہے کیونکہ مجھے ابھی بہت سارا کام ہے... نور آنکھیں چڑھاتے ہوئے بولی جب کام کرنا تھا تو اتنا گھومے کیوں اور ٹائم دیکھا ہے؟ شافع چھت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا مجھے عادت ہے جاگنے کی ویسے بھی کل سنڈے ہے.... تم پلیز کافی بنا دو گی... نور شاپنگ بیگ سمیٹتے ہوئے بولی ابھی بنا دیتی ہوں... شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا اپنے لئے بھی بنا کر لانا،،، نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں مجھے نہیں پینی مجھے اب سونا ہے... شافع منہ بناتے ہوئے بولا تو میں یہاں جاگ کر کام کروں گا اور تم سوتی رہو گی؟ نور اسکی طرف دیکھ کر بولی تو کام تمھے کرنا ہے مجھے نہیں شافع منہ بناتے ہوئے بولا تو کیا ہوا تم مجھ سے باتیں کرتی رہنا،،، نور آنکھیں گھما کر بولی نہیں مجھے کوئی باتیں نہیں کرنی سونا ہے.... شافع منہ پر ہاتھ رکھ کر بولا "اللہ اتنی ظالم بیوی بھی کسی کو نہ دے" نور نے اسکی باتوں کا کوئی اثر نہیں لیا تو وہ اسے سناتے ہوئے بولا لگتا ہے اس شاپ کیپر والی لڑکی سے جا کر ملنا ہی پڑے گا کیونکہ میری بیوی کو تو کچھ احساس ہی نہیں ہے... نور نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا اور دروازے کی طرف جاتے ہوئے دانت پیس کر بولی تو لے آؤنہ،،،

وہ جانے لگی تو شافع ہنستا ہوا بولا کہاں جا رہی ہو کافی بنانے؟ نور مڑے بغیر غصے سے بولی نہیں زہر بنانے،،، شافع اسے چڑانے کے لئے بولا نہیں ابھی تو تمھے مجھ سے محبت بھی

نہیں ہوئی ابھی تو زہر نہ کھلاؤ نور نے ڈھڑ کر کے دروازہ بند کیا،،، شافع اسکے غصے پر ہنسا اور اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا....

کچھ دیر بعد وہ کپڑے چینج کر کے باتھ روم سے نکلا اور اپنا لیپ ٹاپ نکال کر بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا... کچھ دیر بعد نور بھی کافی لے کر آ گئی،،، شافع نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا نور نے اسکی طرف نہیں دیکھا تھا کافی کا کپ لے جا کر سائڈ ٹیبل پر رکھا اور اسکی طرف دیکھے بغیر بیڈ کی دوسری سائڈ پر آ کر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئی،،، شافع اسے دیکھ کر مسکرایا، اور کام کرتے ہوئے بولا ناراض ہو گئیں کیا؟ نور نے اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے آنکھیں بند کر لیں،،، شافع مسکرایا،،، اچھا ایک بات بتاؤں؟ کسی سے ناراض ہو کر نہیں سوتے، اپنے شوہر سے تو بالکل بھی نہیں اور اگر شوہر شافع وارثی جیسا ہو تب تو بالکل بھی نہیں نور نے کوئی جواب نہیں دیا آنکھیں بند کر کے لیٹی ہی رہی.... شافع خاموش ہو گیا پھر کچھ دیر بعد کافی کا سپ لیتے ہوئے بولا نور کافی میں چینی ملا کے لا دو گی؟ نور نے کوئی جواب نہیں دیا....

شافع نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھ کر آواز دی لیکن وہ سچ میں سو چکی تھی، شافع نے مسکرا کر گردن نفی میں ہلائی اور اسکی طرف کا لیمپ بند کر دیا،،، آدھی رات کے قریب لیپ ٹاپ کی روشنی سے نور کی آنکھ کھلی اس نے آنکھ کھول کر دیکھا شافع ابھی بھی لیپ ٹاپ پر

کام کر رہا تھا.... نور اٹھتے بولی تم ابھی تک سوئے نہیں شافع ؟ شافع نے اچانک اسکی طرف دیکھا... اوہ سوری شاید لیپ ٹاپ کی روشنی سے تمھاری آنکھ کھل گئی میں باہر جا کے کام کر لیتا ہوں،،، نور اسے روکتے ہوئے بولی اب رکھ دو یہ کل کر لینا باقی کام شافع مسکراتے ہوئے بولا، نہیں بس تھوڑا سا ہی ہے تم سو جاؤ میں باہر کام کر لوں گا... نور اسکی طرف دیکھ کر بولی کل کر لینا تھکن سے تمھاری آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں،،، شافع مسکرایا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے بولا اچھا ٹھیک ہے لیپ ٹاپ کا چارجر نکال کر اسنے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا اور سونے کے لئے لیٹ گیا،،،،

صبح کے گیارہ بج رہے تھے شافع اب تک سو رہا تھا نور کافی دیر سے اٹھی ہوئی تھی، وہ آ کر لاؤنج میں بیٹھ گئی اور ٹی وی آن کر لیا،، کچھ دیر وہ ایسی چینل گھماتی رہی ٹی وی وہ ویسی زیادہ نہیں دیکھتی تھی،،، اچانک چینل گھماتے ہوئے اسے ایک شناسہ چہرہ دکھا،،، اسنے اس چینل پر روک دیا،،، وہ چہرے کو ٹھیک سے پہچان نہیں پائی تھی لیکن اسے اتنا پتا تھا کہ اسنے اس لڑکی کو کہیں دیکھا ہے اس سے پہلے کے وہ اپنے ذہن پر زور ڈال کر یہ سوچتی کے اسنے اس لڑکی کو کہاں دیکھا ہے اس سے پہلے اس لڑکی کے الفاظ سن کر اسے جھٹکا لگا

وہ لڑکی پریس کانفرنس میں جو کہہ رہی تھی نور کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے نور بھاگتے ہوئے کمرے میں گئی،،،اور شافع کو اٹھانے لگی، شافع گھبراتے ہوئے اٹھا اس کا بھیگا ہوا چہرہ دیکھ کر گھبرا گیا، وہ فوراً بیڈ سے اٹھا اور نور کا چہرہ تھامتے ہوئے بولا کیا ہوا تمھے تم ٹھیک ہو؟ نور روتے ہوئے بولی شافع وہ ٹی وی پر لڑکی، پریس کانفرنس لفظ ٹوٹ رہے تھے،،، شافع اسکا ہاتھ پکڑ کر لاؤنج میں آگیا،،، شافع نے ٹی وی کی طرف دیکھا،،،

تاشفہ شاہزیب سر پر دوپٹہ لئے اور بڑے بڑے گلاسیز لگائے بیٹھی تھی اسکے آگے الگ الگ چینل کے مائکوں کا ڈھیر تھا،،، تاشفہ بول رہی تھی،،، "میں نے یہ پریس کانفرنس ایک سچ بتانے کے لئے بلوائی ہے کیونکہ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے، کچھ دنوں پہلے بزنس مین شافع وارثی کی کچھ تصویریں سوشل میڈیا پر پھیلیں تھیں جو انکی بیوی کے ساتھ تھیں وہ تصویریں میں نے سوشل میڈیا پر ڈالی تھیں کچھ ذاتی اختلافات کی وجہ سے میں نے غصے میں وہ تصویریں سوشل میڈیا پر ڈال دیں، جس کی وجہ سے انھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، میں شافع وارثی اور انکی بیوی سے بھی سب کے سامنے معافی مانگنا چاہتی ہوں... ایک رپورٹر بولا مس تاشفہ آپنے کہا کہ ذاتی اختلافات کی وجہ سے اپنے یہ تصویریں سوشل میڈیا پر ڈالیں تو کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ یہ ذاتی اختلافات کیا تھے؟

تاشفہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں... میں نے شافع وارثی کو آفر کی تھی کہ اگر وہ میرے چینل کے لئے ایک پروگرام میں اپنا انٹرویو ریکارڈ کروائیں گے تو انھے کافی فائدہ ہو سکتا ہے لیکن انھوں نے میری آفر کو ٹھکرا دیا تو بس ہماری چھوٹی سی بحث ہو گئی، مجھے غصہ آگیا، تو میں نے بس غصے میں یہ سب کر دیا... ایک رپورٹر طنزیہ ہنستے ہوئے بولی تاشفہ جی آپ یہ سب غلطی کے احساس ہونے پر بول رہی ہیں یا آپ سے یہ سب بلوایا جا رہا ہے ؟تاشفہ سانس کھینچتے ہوئے بولی نہیں یہ سب میں خود اپنے ضمیر کے ملامت کرنے پر بول رہی ہوں کیونکہ مجھے احساس ہے کہ میں نے غلط کیا..... ایک اور رپورٹر بولی تاشفہ شاہزیب آپکی وجہ سے شافع وارثی اور انکی بیوی کو جس بدنامی کا سامنا کرنا پڑا اسکے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گی ؟تاشفہ نے ضبط سے دانت بھینچے،،،اور دل پر پتھر رکھ کر بولی میں بہت شرمندہ ہوں اس سب پر میں شافع وارثی اور انکی بیوی سے بھی معافی چاہتی ہوں پریس کانفرنس بلانے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ جو لوگ انکے بارے میں غلط رائے رکھتے ہیں انھے پتا چل جائے کہ ایسا کچھ نہیں ہے وہ سب بس میری غلطی کی وجہ سے ہوا اور میں اس سب کے لئے معافی چاہتی ہوں،،،

رپورٹرز تاشفہ سے اور بھی نا جانے کیا کیا سوال پوچھ رہے تھے، نور منہ پر ہاتھ رکھ کے روتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی،،، شافع نے ٹی وی بند کیا اور اسکے برابر میں بیٹھتے ہوئے

اسکا سر اپنے سینے پر رکھ کر سہلانے لگا،،، نور روتے ہوئے بولی شافع اس لڑکی نے ایسا کیوں کیا اسکا جو اشو تھا تمھارے ساتھ تھا لیکن اس نے مجھے اس سب میں کس بات کی سزا دی؟ شافع نے اسکا سر اپنے سینے سے اٹھایا اسکے آنسوں صاف کئے،،، اور پانی کا گلاس اسے تھمایا نور نے تھوڑا سا پانی پیا،،، شافع اسے دیکھ کر سانس کھینچتے ہوئے بولا وہ سمجھتی تھی کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں... نور نے حیرت سے اسے دیکھا، ڈنر والی رات جب میں تمھے تمھارے گھر چھوڑنے جا رہا تھا تو تاشفہ نے ہمیں ساتھ دیکھ لیا تھا اور اسے لگا کہ ہم دونوں کے بیچ ایسا کچھ چل رہا ہے... نور حیرت سے بولی لیکن اسے ایسا کیوں لگا..؟؟؟ اس دن پہلی بار تو ہم نے ایک دوسرے سے ڈھنگ سے بات کی تھی،،، اور اگر اسے ایسا کچھ لگا بھی تو اس سے اسے کیوں فرق پڑھا.... شافع نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور ٹھہر کر بولا،،، تاشفہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی، میں نے اسکا پروپوزل ریجیکٹ کر دیا تھا،،، پھر کچھ ٹائم بعد تمھے میرے ساتھ دیکھ کر اسنے خود سے ہی یہ سمجھ لیا کے میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اگر تمھارے ساتھ کچھ ہو گا تو مجھے تکلیف ہو گی وہ ایک جرنلسٹ بھی ہے اسے انٹرویو کے لئے منا کرنے کے بعد اسکے اختلافات مجھ سے اور بڑھ گئے اسنے مجھ پر نظر رکھوائی ہوئی تھی وہ کسی موقعے کی تلاش میں تھی اور اسے وہ موقعہ تمھاری کڈنیپنگ والی رات مل گیا اسنے سوچا ایک تیر سے دو شکار کئے جائیں تمھارے ذریعے وہ مجھے ذہنی اور

ایموشنلی طریقے سے ٹورچر کرنا چاہتی تھی لیکن اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ اگر صرف میرے ساتھ کچھ ہو گا تو میں ایک دفعہ کو نظر انداز کر دوں گا لیکن اگر تمھارے ساتھ کسی نے کچھ غلط کیا تو میں قبر تک اسکا پیچھا نہیں چھوڑوں گا،،، نور شافع کے تاثرات دیکھتے ہوئے ہوئے بولی کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ جو اسنے میڈیا پر آکر یہ سب کہا،،، شافع ہنستے ہوئے بولا زیادہ کچھ نہیں وہ جرنلسٹ ہے تو اسنے ایک ڈی ایس پی اور جج کے خلاف ایک خوفیہ رپورٹ تیار کی تھی اسکا چینل اچھے خاصے پیسے دیتا اسے اور اسکی پوزیشن بھی اچھی ہو جاتی وہ رپورٹ میں نے چوری کروالی اب اسے ڈر ہے کہ کہیں میں وہ رپورٹ کسی چینل کو نہ بیچ دوں یا ڈی ایس پی یا جج کو اسکا نام نہ دے دوں،،، اسلئے اسنے یہ پریس کانفرنس بلا کر یہ سب کہا،،، نور نے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور تم نے یہ سب کروایا کس سے؟ شافع سیدھا ہو کر بیٹھا اور گلہ کنکھار کر بولا ایسے کام اور کون کر سکتا ہے زایان نے کیا ہے....

نور نے سر تھاما،،، پھر شافع کی طرف دیکھ کر بولی پریس کانفرنس تو بلالی اس نے اب تم کیا کرنے والے ہو؟ شافع بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا میں اسکی بنائی ہوئی رپورٹ ایک چینل کو بیچ دوں گا... نور بھنویں بھینچتے ہوئے بولی، لیکن اس نے تو پریس کانفرنس بلا لی اب تم ایسا کیوں کرو گے؟ شافع اسکی طرف دیکھ کر سمجھانے والے انداز میں بولا، دیکھو

نوراس پریس کانفرنس کے بعد تاشفہ کی نوکری تو سمجھو چلی ہی گئی اور کافی ٹائم تک اسے کہیں نوکری ملے گی بھی نہیں، اور اسکی بنائی ہوئی رپورٹ صحیح ہے، اس ڈی ایس پی اور جج نے سچ میں وہ سب کیا ہے جو اسکی رپورٹ میں ہے، میں یہ رپورٹ دوسرے چینل پر چلواؤں گا تو ان دونوں کو بھی سبق مل جائے گا ان کرپٹ لوگوں کو ایسے ہی تو نہیں چھوڑ سکتے نہ،،،

نور نے سر پر ہاتھ رکھ کر گردن جھکالی شافع اسکے بال سہلاتے ہوئے بولا اب سب ٹھیک ہو جائے گا نور.... نور نے چہرہ اٹھایا اسکا چہرہ بھیگا ہوا تھا چاہے سب کچھ جتنا بھی ٹھیک ہو جائے شافع لیکن میری ماما و آپس نہیں آئیں گیں،،، شافع کے لفظوں کو چپکی لگ گئی،،، نور کا سر اسنے اپنے سینے پر رکھا اور اسکے بال سہلاتے ہوئے بولا نور انسان چلے جاتے ہیں یادیں رہ جاتی ہیں لیکن ماں وہ واحد ہستی ہے جو مرنے کے بعد بھی ہمارے ساتھ ہوتی ہے ہمارے پاس ہوتی ہے، جانے والے کو ہم روک تو نہیں سکتے لیکن انکے لئے دعا تو کر سکتے ہیں... تم اسطرح روؤں گی تو انھے تکلیف ہو گی تم چاہتی ہو کے انھے تکلیف ہو؟ نور نے نفی میں سر ہلایا،،، شافع اسکے بال سہلاتا رہا نور ہمیں نہیں پتا ہوتا لیکن ہر چیز کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی مسلحت ہوتی ہے اگر یہ تصویروں والا معاملہ نہ ہوتا تو ہم ملتے کیسے؟ نور آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی جنہیں ملنا ہوتا ہے وہ مل ہی جاتے ہیں، شافع اسکا ہاتھ

تھامتے ہوئے بولا وہی تو جنہیں ملنا ہوتا ہے مل ہی جاتے ہیں لیکن زندگی میں سب کچھ ساتھ بھی تو نہیں ملتا نا کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے،،، نور خاموشی سے گردن جھکائے اسکی باتیں سنتی رہی شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا اب مجھے ناشتہ بنادو گی مجھے کام سے جانا ہے،،، نور نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا کہاں جاؤ گے ؟ شافع اٹھتا ہوا بولا ہے ایک چھوٹا سا کام ایک دو گھنٹے میں آجاؤں گا نور گردن ہلاتے ہوئے اٹھی،،، اب تم جلدی سے ناشتہ بنادو میں فریش ہو کر آتا ہوں،،، نور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی،،،

شافع زایان کے گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھا زایان کا انتظار کر رہا تھے زایان بھاگتا ہوا آیا اور اسکی گاڑی میں بیٹھ کر فوراً بولا سوری یار لیٹ ہو گیا،،، شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا یہ تو تمھارا ہر دفعہ کا کام ہے،،، اسکی بات کو نظر انداز کر کے زایان نے سیٹ کے اوپر گھٹنا رکھا اور شافع سے گلے ملا بہت مبارک ہو بھائی تاشفہ بیگم نے پریس کانفرنس بلالی،،، شافع نے اسکے بال بکھیرے یہ سب تمھاری وجہ سے پوسیبل ہوا ہے اگر تم وہ سب نہ لاتے تو،،، زایان اسکی بات کاٹ کر بولا اچھا اب یہ شکریہ کلمات دھرانے کے بجائے تم مجھے کچھ کھلا

دو تو یہ زیادہ بہتر نہیں ہو گا؟ شافع ہنستا ہوا بولا کھلا دوں گا یار ابھی جس کام کے لئے جانا ہے وہاں چلیں،،، زایان نے شافع کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو بتاؤ کہاں چلنا ہے؟ شافع ایک کارڈ اسکے آگے کرتا ہوا بولا اس پروڈیوسر کے آفس... زایان خوشی کی کیفیت میں چلایا Don't Tell me کہ تم تاشفہ کی بنائی ہوئی رپورٹ بیچ رہے ہو، ورنہ میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں گا،، شافع گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا تو پھر تم پاگل ہو جاؤ کیونکہ میں ایسا ہی کرنے والا ہوں زایان دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کرتے ہوئے بولا یس....! یہ ہوئی نہ شافع وارثی والی بات،،، شافع مسکرایا،،،

کچھ دیر بعد وہ لوگ ایک نیوز چینل کے پروڈیوسر کے آفس میں موجود تھے شافع نے تصویروں کے پرنٹ نکلوا لئے تھے،،، پروڈیوسر نے فائل دیکھ کر مسکراتے ہوئے شافع کی طرف دیکھا شافع صاحب خبر تو بہت بڑی ہے کہاں سے اٹھالائے ہیں آپ یہ؟ شافع ہنستے ہوئے بولا آپ آم کھائیں نہ گٹھلیاں کیوں گن رہے ہیں؟ آپ بتائیں آپ یہ نیوز اپنے چینل پر چلانے کے لئے تیار ہیں یا میں کسی اور سے بات کر لوں؟ وہ پروڈیوسر فوراً بولا ارے نہیں نہیں شافع صاحب آپ بس اس نیوز کے پیسے بتائیں... شافع کندھے اچکا کر بولا جو آپ کو مناسب لگے... اس پروڈیوسر نے اسی وقت ایک اچھی خاصی بڑی رقم کا

چیک کاٹ کر شافع کے آگے کیا.... کچھ دیر مزید بات چیت کرنے کے بعد شافع اور زایان باہر آ گئے،،،

زایان خوشی سے چینختے ہوئے بولا واہ یار اچھے خاصے پیسے مل گئے اس رپورٹ کے اب تم یہ سارے پیسے میری شادی پر لٹانا... شافع نے زایان کے سر پر چپت لگائی یہ پیسے تاشفہ کے ہیں اسی کے پاس جائیں گے میں اسکی طرح گرا ہوا نہیں ہوں زایان کچھ بولنے ہی والا تھا اتنا میں شافع کا فون بجا،، شافع نے فون دیکھ کر زایان سے کہا تاشفہ ہے اور کال ریسیو کر لی....

دوسری طرف سے تاشفہ کی آواز آئی تم نے جو کہا تھا شافع وہ میں نے کر لیا اب تم میری بنائی ہوئی نیوز رپورٹ واپس کرو... شافع مسکراتے ہوئے بولا کونسی رپورٹ ؟تاشفہ دانت پیستے ہوئے بولی شافع مجھے مزاق پسند نہیں ہے وہی رپورٹ جو تم نے چوری کروائی تھی،،، شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا اووو اچھا وہ رپورٹ وہ رپورٹ تو میں نے ابھی ابھی ایک پروڈیوسر کو بیچ دی ویسے ماننا پڑے گا تاشفہ بہت محنت کی تھی تم نے اس پر دوسری طرف سے تاشفہ کے چینخنے کی آواز آئی بکواس مت کرو شافع،،، شافع بھی سختی سے بولا میں کوئی بکواس نہیں کر رہا تم نے جو کیا ہے اسکے آگے یہ کچھ بھی نہیں تاشفہ،،، شکر کرو میں نے تمھارا نام ڈی ایس پی کو نہیں دیا ورنہ دنیا صرف یاد ہی کرتی رہ جاتی کہ تاشفہ نام کی

بھی کوئی لڑکی تھی،،،تاشفہ چیختی ہوئی بولی تم وہ رپورٹ ایسے کیسے بیچ سکتے ہو شافع تم نے کیا کہا تھا کہ اگر میں نیوز کانفرنس بلا کر یہ سب کہوں گی تو تم مجھے رپورٹ واپس کر دو گے،،،شافع بغیر کسی تاثر کے بولا ہاں تو میرا ارادہ بدل گیا،،،تاشفہ ضبط سے بولی مجھے چینل نے نکال دیا ہے وہ رپورٹ میرے پاس جاب حاصل کرنے کا آخری ذریعہ تھی،،،شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا ہاں تو اب تم دیکھو نہ تاشفہ ابھی تو تمھے صرف جاب سے نکالا ہے اب یہ نیوز جب دوسرے چینل پر چلے گی تو تمھے بین بھی کیا جائے گا کہ تم نے ایک چینل کا پروجیکٹ بے ایمانی کر کے دوسرے چینل کو بیچ دیا،،،تاشفہ کو سکتا تاری ہوا،،،اب جب بھی کبھی میرے یہ مجھ سے جڑے رشتوں کے ساتھ کچھ غلط کرنے کا سوچو نہ تو اس سبق کو یاد رکھنا کیوں کہ تم نے ابھی شافع وارثی کو ٹھیک سے دیکھا ہی نہیں ہے اگر جان بخش سکتا ہوں تو جان لے بھی سکتا ہوں اسلئے مجھ سے جڑے لوگوں کے ساتھ تم کچھ غلط کرنے کی اب سوچنا بھی مت، شافع فون رکھنے لگا تھا لیکن پھر رک کر بولا اور ہاں تمھاری بنائی ہوئی رپورٹ کی قیمت بھجوا رہا ہوں کیونکہ اب اسکی بہت ضرورت پڑھنے والی ہے تمھے،،،شافع نے فون کاٹ دیا زایان نے آنکھ مار کر اسکا کندھا تھپ تھپایا شافع نے غصہ ضبط کرنے کے لئے ایک لمبا سانس کھینچا،،،چلو یار اب تمھارے مسئلے تو سلجھ گئے اب اپنے بھائی کا بھی کچھ سوچو

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے شافع انجان بنتا ہوا بولا کیا سوچوں میں تمھارے بارے میں ؟ زایان نے اسے گھورا واہ بھائی واہ بیوی کیا آئی بھائی کی کوئی فکر ہی نہیں ہے اب،،، شافع نے قہقہہ لگایا،،، زایان اسکا کندھا ہلاتا ہوا بولا کب جاؤ گے تم حویلی؟ شافع کی ہنسی سمٹی، زایان بھی سنجیدہ ہوا یار میں جانتا ہوں کہ تم وہاں نہیں جانا چاہتے ماضی کی کچھ بری یادیں ہیں تمھاری وہاں پر لیکن تم میرے لئے سب کرتے ہو نا تو اتنا اور کر دو اپنے بھائی کے لئے پلیز،،، شافع نے ضبط سے سانس کھینچا اور مشکل سے مسکراتے ہوئے زایان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا میں جاؤں گا حویلی،،، زایان فوراً خوش ہوتا ہوا بولا کب ؟ شافع گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا ابھی چلا جاؤں ؟ زایان تالی مارتے ہوئے بولا ہاں ہاں چلو... شافع نے اسے کونی ماری تو وہ ہنسا،،، کل جاؤں گا زایان اسکے گال کھینچتا ہوا بولا یہ ہوئی نہ بات،،، شافع اسکے ہاتھ سے اپنے گال چھڑاتا ہوا بولا پھر تم میرے پیچھے آفس میں سب کے ساتھ مل کے پارٹیاں مت کرتے پھرنا،،، زایان مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا ہاں ہاں ایسا کچھ نہیں ہو گا بس تم نے رشتہ پکا کر کے آنا ہے،،، شافع زایان کو بغور دیکھتے ہوئے بولا تمھے بڑی جلدی نہیں ہے ؟ زایان مسکراتے ہوئے بولا ہاں میں اس بات سے انکار بالکل نہیں کروں گا؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا ارحام سے محبت تو نہیں ہو گئی ہے ؟ زایان ہنسا دیکھو یار میری پہلی محبت کھانا، اور دوسری تم اب یہ اسکے اوپر ہے کہ وہ تیسرے نمبر پر کس

طرح گنجائش بناتی ہے،،،اور یہ محبت وحبت کچھ نہیں ہوئی ہے مجھے کیونکہ یہ جو میری پہلی محبت ہے نہ "کھانا" اسنے اپنی محبت کی ایک موٹی سی شیٹ میرے دل پر چڑھا رکھی ہے تو ارحام کو بڑی محنت کرنی پڑھے گی، میرے دل تک پہنچنے کے لئے،، شافع ہنستا ہوا بولا میں تو جا کے ارحام کو وارن کرنے والا ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے سوچ لے کیونکہ تم سے شادی اسے بہت مہنگی پڑنے والی ہے،،،، زایان منہ بناتے ہوئے بولا رشتہ جوڑنے بھیج رہا ہوں تو کچھ الٹا مت کر کے آنا اور اپنے چاچو سے بات کرنے کے بعد تم واپس نہیں آؤ گے بات بن گئی تو مجھے فون کر دے نہ میں ماما بابا کو لے کر آجاؤں گا،،، شافع ڈرائیو کرتے ہوئے بولا صرف ماما بابا کو کیوں مولوی کو بھی ساتھ لے آنا نہ ساتھ ہی نکاح پڑھ واکر رخصتی کر دیں گے،،،

زایان ہاتھ لہراتے ہوئے بولا ویسے آئیڈیا بالکل برا نہیں ہے... دونوں کا قہقہہ بلند ہوا....

شافع نے زایان کو اسکے گھر پر ڈراپ کیا اور گاڑی اپنے گھر کی طرف موڑ لی،،، سگنل پر ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے اسنے گاڑی روکی ایک کم عمر کا لڑکا اسکی گاڑی کے پاس آکر گاڑی کا شیشہ بجانے لگا،،، شافع نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو وہ لڑکا پھول آگے کرتے ہوئے بولا صاحب یہ پھول لے لیں تازے پھول ہیں، جس کو بھی دیں گے وہ خوش ہو

جائیں گی، شافع مسکرایا،،، کیا گارنٹی ہے کہ وہ خوش ہو جائے گی، وہ لڑکا ہنستے ہوئے بولا صاحب یہ پھول ہیں اس سے تو سب ہی خوش ہو جاتے ہیں جو زبان نہیں بول پاتی وہ یہ پھول بول دیتے ہیں،،، آپ دیکھئے گا جنھے بھی یہ پھول دیں گے وہ بھی خوش ہو جائیں گی شافع ہنستا ہوا بولا اتنے چھوٹے ہو اتنی باتیں کہاں سے سیکھیں ہیں؟ وہ لڑکا ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا غریب ہوں نہ صاحب باتیں اپنے آپ ہی بنانی آجاتی ہیں، اور مجھے بولنے کا بھی کچھ زیادہ ہی شوق ہے لیکن دنیا میں سننے والے کم ہیں اور سنانے والے زیادہ یہ تو آپ کا اخلاق ہے کہ آپ نے اتنا بھی سن لیا ورنہ کچھ لوگ تو گاڑی بھی نہیں روکتے،،، شافع مسکرایا، اسکول جاتے ہو؟ وہ لڑکا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا جاتا ہوں نہ صاحب بستی کے پاس ہی ایک چھوٹا سا اسکول ہے وہاں جاتا ہوں پھر شام میں پھول بیچتا ہوں،،، آج چھوٹی ہے تو اسلئے صبح میں بھی پھول بیچ رہا ہوں.... اتنے میں سگنل کھول گیا گاڑی آگے بڑھنے لگیں تو وہ لڑکا ہڑبڑی میں بولا صاحب باتیں سن لی ہیں اب پھول بھی خرید لیں... شافع اپنا والٹ کھولتا ہوا بولا ٹھیک ہے دے دو.... کتنے دوں صاحب؟ شافع مسکراتا ہوا بولا سارے دے دو وہ لڑکا خوشی سے چلایا سارے دے دوں صاحب؟ شافع گردن ہلا کر بولا ہاں سارے دے دو شافع نے اسکے ہاتھ سے سارے پھول لئے، اور ہزار کا نوٹ اسکی طرف بڑھایا،،، وہ لڑکا پریشانی کے عالم میں بولا میرا پاس

خلہ نہیں ہے صاحب شافع نے وہ پیسے اسکی شرٹ کی جیب میں ڈالے یہ سب رکھ لو...
وہ لڑکا پیسے واپس نکالتے ہوئے بولا لیکن یہ پھول صرف تین سو کے ہیں صاحب...
شافع اسکے ہاتھ کی چوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا باقی پیسوں سے تم اپنے ہاتھ پر پٹی کروالینا اور اگر بچ جائے تو اپنی ماں کو جا کر دے دینا،،، وہ لڑکا خوشی سے مسکرایا شکریہ صاحب بہت شکریہ،،، شافع اسے آنکھ مارتا ہوا بولا بس اب یہ پھول اسے بھی خوش کر دیں،،،، وہ لڑکا ہنستے ہوئے بولا آپ فکر ہی نہ کریں صاحب وہ بھی خوش ہو جائیں گی اللہ آپ کو بھی خوش رکھے،،، شافع نے مسکراتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی.

شافع گھر پہنچا نور نے دروازہ کھولا شافع نے پھول اپنے چہرے کے آگے کئے ہوئے تھے جیسے ہی نور نے دروازہ کھولا شافع نے مسکراتے ہوئے پھول اسکے آگے کئے،،، نور نے والہانہ خوشی سے پھول تھامے اور شافع کی طرف دیکھ کر بولی واؤ میرے لئے لائے ہو؟
شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں تو کسی اور کے لئے،،، نور ہنسی اندر آتے ہوئے وہ پھولوں کو سونگھنے لگی پھولوں کو دیکھ کر مسکراہٹ اسکے چہرے پر سے جا ہی نہیں رہی تھی اندر آ کر وہ پھولوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تھینکیو شافع بہت

خوبصورت ہیں یہ،،، شافع مسکراتے ہوئے بولا یور ویلکم.... شافع صوفے پر آکر بیٹھا نور نے پھول ٹیبل پر رکھے پھر واس میں سے آرٹیفیشل پھول نکال کر ان میں شافع کے لائے ہوئے پھول ڈالنے لگی،،، اسکی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے شافع بولا لگتا ہے تمھے پھول کچھ زیادہ ہی پسند ہیں،،، نور مسکراتے ہوئے پھول گلدان میں ڈالتے ہوئے بولی پھول کس کو نہیں پسند ہوتے ؟ تمھے پتا ہے میں نے اپنے گھر کی بالکنی میں بہت سارے پھولوں کے گملے لگائے ہوئے تھے،،، پھولوں کو دیکھ کر جیسے سکون ملتا ہے مجھے... شافع اسے دیکھتے ہوئے بولا تو اپنے اس گھر کی بالکنی میں بھی پھول لگاؤ نہ نور سیدھے ہوتے ہوئے بولی ارے ہاں مجھے تو دھیان ہی نہیں رہا اور یہ والی بالکنی تو ہے بھی بہت بڑی،،، اب اسکی پوری توجہ بالکنی کی طرف تھی ہم ایسا کریں گے ٹیبل بیچ میں کر دیں گے اور چاروں طرف پھولوں کے گملے رکھیں گیں،،، شافع مسکرایا،،، بس اب تمھے یہ پھولوں کا ٹاپک مل گیا تو تم مجھے بھی بھول گئیں کہ شوہر باہر سے آیا ہے کوئی چائے پانی کا پوچھوں،،،، نور سر پر ہاتھ رکھ کر بولی اوہ سوری میں تو بھول ہی گئی میں ابھی پانی لاتی ہوں... وہ جانے لگی شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا نہیں میں مزاق کر رہا ہوں مجھے کچھ نہیں چاہیے تم میرے پاس بیٹھو میں کچھ اور بھی تمھارے لئے لایا ہوں نور اسکے سامنے بیٹھی،،، اور سوالیہ نظروں سے پوچھا اور کیا؟ شافع شرارت سے بولا پہلے آنکھیں بند کرو.... نور نفی میں سر ہلاتے

ہوئے بولی نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی... شافع ضد کرتے ہوئے بولا پلیز نور... نور نے ڈرتے ہوئے آنکھیں بند کیں دیکھو شافع کچھ ایسا ویسا نہیں ہونا چاہیے،،،

شافع اپنے کوٹ میں سے ایک ڈبہ نکالتے ہوئے بولا ہاں ہاں ڈرو مت چھپکلی یا کاکروچ نہیں لایا ہوں شافع نے وہ لمبا سا ڈبہ کھول کر نور کے آگے کیا آنکھیں کھولو اب.... نور نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں،،، شافع نے مسکراتے ہوئے ایک ڈبہ اسکے آگے کیا ہوا تھا، اس میں ایک ہارٹ شیپ کا ڈائمنڈ پینڈنٹ تھا نور نے منہ پر ہاتھ رکھا،،، شافع نے بھنویں اچکائیں کیسا لگا، نور نے سکتے کے عالم میں دونوں ہاتھ منہ پر رکھے ہوئے تھے

Shafay it's too beautiful

شافع مسکرایا I know اب اپنے ہاتھ میں بھی لے لو میں کب تک تمھارے آگے کئے بیٹھا رہوں گا،،، نور نے مسکراتے ہوئے وہ ڈبہ اسکے ہاتھ سے لیا،،، نور اس پینڈنٹ کو بغور دیکھتے ہوئے بولی شافع یہ ڈائمنڈ ہے؟ شافع نے اثبات میں سر ہلایا،،، نور نے ایک جھٹکے سے وہ ڈبہ اسکے ہاتھ پر واپس رکھ دیا شافع یہ بہت مہنگا لگ رہا ہے... شافع بھنویں میچتے ہوئے بولا تو کیا ہوا؟؟؟ نور سانس کھینچتے ہوئے بولی کتنے کا لیا ہے تم نے یہ؟ شافع نے گلہ کھنکارا گفٹ کی قیمت نہیں بتائی جاتی،،،

اور ویسے بھی میں نے شادی کے بعد تمھے گفٹ میں کچھ دیا ہی نہیں، نور گردن جھکاتے ہوئے بولی تم نے مجھے اپنی زندگی میں جگہ دے دی یہ کم ہے کیا؟ شافع نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیا نور تم سے زیادہ بڑھ کر میرے لئے کچھ نہیں ہے،،، اور تم ایسی باتیں مت کیا کرو ہم دونوں کا ملنا قسمت میں لکھا تھا اب چاہیں اسطرح ملتے یا کسی اور طرح ملنا تو ہمیں تھا،،،

نور ہلکا سا مسکرائی، شافع نے وہ پینڈنٹ واپس اسکے ہاتھ میں دیا،،، نور نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا یہ ضروری کام کرنے گئے تھے ویسے تم؟ شافع ہنسا اس دن جب ہم مال گئے تھے تب میں نے تمھاری نظروں سے بچ کے یہ آرڈر کیا تھا، اس جویلر نے مجھے فون کیا تو میں آتے ہوئے لے آیا....

نور خاموش بیٹھی تھی شافع اسکا ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا چلو اب پہن کے بھی دیکھاؤ یا ریوں ہاتھ میں رکھنے کے لئے تھوڑی لایا ہوں،،، نور نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا،،، اور پینڈنٹ ڈبے میں سے نکالا "وہ سچ میں بہت خوبصورت تھے ہارٹ شیپ میں جس کے چاروں طرف ڈائمنڈ جڑے تھے" شافع نے نور کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا میں پہنا دوں؟ نور نے مسکراتے ہوئے وہ پینڈنٹ شافع کے ہاتھ میں دے دیا،،، شافع صوفے سے کھڑا ہوا، اور ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے بولا چلو شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر

پہناؤں گا،،، نور نے آنکھیں گھمائیں،، شافع اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے بولا چلو بھی نور،،، نور کو لے کر وہ شیشے کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، شافع نے پینڈنٹ اسکے گلے میں ڈالا اور لاک لگانے کے لئے اسکے بال آگے کئے،،، پینڈنٹ گلے میں ڈال کر شافع نے اسکے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھا اور اسے شیشے میں دیکھتے ہوئے بولا "اب یہ زیادہ اچھا لگ رہا ہے" نور مسکرائی،،، شافع نے اس سے پوچھا تمھے اچھا لگا نا...؟ نور اسکی طرف مڑتی ہوئی بولی ہاں بہت اچھا لگا لیکن مجھے یہ بھی پتا ہے کہ یہ بہت مہنگا ہے تمھے اتنا مہنگا گفٹ نہیں لینا چاہیے تھا،،، شافع نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں، اوہ نور میں یہ مہنگا مہنگا سننے کے بالکل موڈ میں نہیں ہوں، مجھے تمھارے لئے جو پسند آئے گا میں لے لوں گا پھر چاہے اسکے لئے مجھے خود کو ہی کیوں نہ بیچنا پڑ جائے،،، دونوں ہنسے، شافع شیشے میں دیکھ کر اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ویسے کھانا کھلانے کا ارادہ ہے یا میں اپنا کام کر لوں...؟

نور باہر جاتے ہوئے بولی تم آجاؤ میں لگاتی ہوں کھانا... شافع سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا جو حکم آپ کا.... نور ہنستے ہوئے باہر چلی گئی،،،

وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے، جب کھانا کھاتے ہوئے شافع مصروف سے انداز میں بولا نور میرے کچھ کپڑے پیک کر دو گی؟ نور نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا کیوں؟ شافع بغیر کسی تاثر کے بولا مجھے کچھ دنوں کے لئے حویلی جانا ہے زایان کے سلسلے میں چاچو سے بات کرنے کے لئے.... نور کا ہاتھ رک گیا،،، کچھ دنوں کے لئے مطلب کتنے دن؟ شافع کھانا کھاتے ہوئے ہی اثبات میں سر ہلا کر بولا دو تین دن شاید.... نور کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا،،، اور میں کہاں رہوں گی، شافع نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا کیا مطلب تم کہاں رہو گی یہ اتنا بڑا گھر کیوں ہے یہیں رہو گی،،، نور بوکھلاتے ہوئے بولی نہیں میرا مطلب ہے میں اکیلی کیسے رہوں گی؟ اسکی شکل دیکھ کر شافع نے اپنی ہنسی بہت مشکل سے ضبط کی، اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا نور اب تمھے عادت تو ڈالنی پڑے گی نہ میں بزنس ٹورز پر بھی جاتا رہتا ہوں جب بھی تو تمھے اکیلے رہنا پڑے گا،،، اور ویسے بھی تم کیا میرے ساتھ جاؤ گی حویلی...؟ نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں میں کیوں جاؤں گی،، جب شافع نے ہی اسے چلنے کو نہیں بولا تو وہ خود کیسے بول سکتی تھی کہ میں بھی تمھارے ساتھ جاؤں گی،،،

شافع مسکرایا دو تین دن کی تو بات ہے پھر میں نے آ ہی جانا ہے،،، نور نے ہونٹ بھینچے، اور اثبات میں سر ہلایا، کب جانا ہے تمھے ؟ شافع نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا کل صبح نکلوں گا نور نے اثبات میں سر ہلایا نور اٹھنے لگی تو شافع بولا کھانا تو کھاؤ،،

نور اٹھتے ہوئے بولی نہیں میں نے کھالیا بس، میں تمھارا بیگ پیک کر دیتی ہوں... شافع نے کندھے اچکائے ٹھیک ہے، نور چلی گئی تو شافع ہنسا،،،

نور نے کمرے میں آ کر دروازہ بند کیا اور ایک بیگ نکال کر شافع کے کپڑے غصے سے اس میں ٹھوسے لگی،،، اسکے آنسوں ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے اسنے غصے سے اپنے آنسوں صاف کئے اور بیگ میں کپڑے ڈالتے ہوئے خود سے ہی بولی "ویسے تو اتنا پیار جتاتا ہے اور اب مجھے چھوڑ کے جا رہا ہے, کیا بول رہا تھا تمھے عادت تو ڈالنی پڑے گی نور صرف تین دن کی تو بات ہے اور اگر ان تین دن میں میرا اس اکیلے گھر میں دم نکل گیا تو ؟" اسکے آنسوں ٹپ ٹپ بہنے لگے،،، "سارا پیار جھوٹا ہے میری اتنی ہی فکر ہوتی تو کیا مجھے یوں اکیلا چھوڑ کے جاتا،،،

شافع دروازہ کھول کر اندر آیا نور نے فوراً اپنے آنسوں صاف کئے،،، شافع اپنے لیپ ٹاپ کی طرف بڑھا نور نے اسکی طرف دیکھا اور مسنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا کر دیا تمھارا

بیگ پیک شافع نے بھی مسکرا کر جواب دیا تھینکیو...اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر کمرے سے باہر آ گیا،،،،

نور نے اسے پیچھے سے گھورا،،،اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ شافع اسے اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے کیا اسے اسکا ذرا سا بھی خیال نہیں ہے شکوے تھے کے بڑھتے ہی جا رہے تھے،،

نور لاؤنج میں آ گئی شافع لیپ ٹاپ کھولے اپنے کام میں مصروف تھا نور اسکے برابر میں آ کر خاموشی سے بیٹھ گئی شافع نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا،،،نور کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی تم کب تک واپس آؤ گے ؟ شافع کام کرتا ہوا ہی بولا بتایا تو تھا دو تین دن میں....

نور خاموش ہو گئی پھر کچھ دیر بعد بولی اور میں ان دو تین دن تک کیا کروں گی ؟ شافع مسکراتا ہوا بولا جو دل چاہے کرنا میں میرا ب کو بول دوں گا وہ دن میں کچھ دیر کے لئے تمھارے پاس آ جائے گی ماما بھی آ جائیں گیں تمھارا ٹائم گزر جائے گا،،،نور افسردہ لہجے میں بولی وہ لوگ تو کچھ دیر کے لئے آئیں گے نہ پھر بعد میں کیا کروں گی ؟ شافع ہنستے ہوئے بولا اب کیا ٹائم ٹو ٹائم کی روٹین بتاؤں یار جو دل چاہے کرنا،،،وہ لیپ ٹاپ پر کام میں مصروف تھا، نور نے اسکا بازو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور سر ٹکا دیا،،،شافع نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا نور کچھ دیر تک ایسی ہی بیٹھی رہی نور اسکے اتنے قریب

ہو اور شافع کا کسی اور چیز میں دل لگ جائے ناممکن سی بات تھی،،، شافع پیچھے سر ٹکاتا ہوا بولا نور تم اسطرح میرے اتنے قریب بیٹھو گی تو میں کام کیسے کروں گا؟ نور روہانسی آواز میں بولی میں تمھارے بغیر کیسے رہوں گی تین دن؟؟؟ شافع نے مسکراہٹ دبائی کیوں نہیں رہ سکو گی تمھے مجھ سے محبت ہو گئی ہے کیا؟ نور روہانسی آواز میں ہی بولی مجھے تمھاری عادت ہو گئی ہے شافع مسکرایا،،، عادت کو محبت میں بدلنے میں دیر نہیں لگتی....

نور نے اسکی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہا،،، پھر ٹھہر کر بولی تم نہیں جاؤ... شافع اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا میں خود بھی نہیں جانا چاہتا لیکن زایان کی وجہ سے جانا پڑے گا،،، نور نے اسکے بازو پر سے سر اٹھایا، اور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو پھر مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر چلو میں اکیلی نہیں رہوں گی،،، اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر شافع ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا، نور نے الجھن سے اسے دیکھا، کیا ہوا؟

شافع نے ہنستے ہوئے اسکا چہرہ تھاما تمھے لگتا ہے نور میں تمھے اکیلے چھوڑ کر کہیں جاؤں گا؟ نور نے ناسمجھی سے پوچھا کیا مطلب؟ شافع اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا تمھے لئے بغیر میں کہیں نہیں جا سکتا بس میں چاہتا تھا کہ تم خود میرے ساتھ چلنے کا کہو، نور نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ کر پوچھا مطلب اتنی دیر سے تم مجھے تنگ کر رہے تھے؟ شافع

نے ہونٹ بھینچ کر ہنسی روکی اور اثبات میں سر ہلایا، نور نے دانت بھینچے اور اپنے پیچھے پڑا کشن شافع کو مارا،،،

شافع نے کشن کیچ کر لیا اور ہنستے ہوئے بولا لڑکی تو تشدد پر اتر آئی ہے لیکن آیک بات بتا دوں ہاتھا پائی والی لڑکیاں مجھے بالکل نہیں پسند،،، نور چینختے ہوئے بولی تم مجھے کتنی دیر سے تنگ کر رہے تھے سوچ سوچ کے میری جان جا رہی تھی کہ اس گھر میں اکیلی تین دن کیسے رہوں گی... شافع شوخ انداز میں بولا اکیلی کیسے رہو گی یا میرے بغیر کیسے رہو گی... نور نے دانت پیسے شافع ہنستے ہوئے بولا ایسے دیکھ رہی ہو کھاؤ گی کیا؟ نور غصے میں وہاں سے اٹھ کر کمرے میں جانے لگی تو شافع اسے آواز لگا کر بولا اچھا سنو کافی تو بنا دو، نور مڑ کر سپاٹ چہرے سے بولی خود بنالو... شافع اسے تنگ کرنے کے لئے بولا ٹھیک ہے پھر میں تمھے چھوڑ کر چلا جاؤں گا پھر رہ لینا اکیلی، نور مڑے بغیر بولی چلے جاؤ میں بہت سکون سے رہوں گی،،، نور نے ایک دھاڑ سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا،،، شافع نے صوفے پر سر ٹکا کر قہقہہ لگایا،،،

صدیقی صاحب کمرے میں لیٹے تھے طبیعت کچھ ناساز بھی تھی کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ کمرے میں آ گئے، دل بہلانے کے لئے ٹی وی کھول لیا، چینل گھماتے ہوئے انکی

نظر بھی تاشفہ کی پریس کانفرنس پر پڑ ہی گئی، اور ایک ایک الفاظ کے ساتھ انکے تاثرات بھی بدلنے لگے انھوں نے ٹی وی بند کیا، اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر صوفے کی پشت سے سر ٹکالیا،،، تم مجھے بہت مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ کے گئی ہو ارمینہ..... انھوں نے خود سے سرگوشی کی تم ہوتیں تو نور سے میری سفارش ہی کر لیتیں مجھ میں تو اتنی بھی ہمت نہیں ہے کہ اس سے اب معافی ہی مانگ سکوں،،، وہ کچھ دیر اسی طرح سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے، پھر کچھ دیر بعد اٹھے اور کچن میں گئے اور ایک پانی کی بوتل اور گلاس لے کر وآپس لاؤنج میں آ گئے،،، تھوڑا سا پانی گلاس میں نکالا اور اور چند گھونٹ لے کر رکھ دیا،،، ٹیبل پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگے لیکن دوسری طرف سے فون نہیں اٹھایا گیا،،، انھوں نے ایک لمبا سانس کھینچا پھر جیسے کچھ یاد آیا تو اٹھ کر سامنے رکھے کبڈ کی دراز تلاش کرنے لگے مطلوبہ چیز انھے مل گئی تھی وہ ایک پرچی تھی جس پر شافع کا نمبر لکھا ہوا تھا صدیقی صاحب وآپس صوفے پر آ کر بیٹھے اور نمبر ملانے لگے، چند بیلوں کے بعد کال اٹھالی گئی دوسری طرف سے شافع کی آواز گونجی ہیلو.....! کون؟ صدیقی صاحب لڑکھڑاتی آواز میں بولے بدنصیب باپ بات کر رہا ہوں جس نے اپنی بیٹی کے یقین کی دھجیاں اڑادیں، جس نے اپنی بیٹی کو ساری زندگی اپنی محبت اور شفقت سے محروم رکھا... شافع انکی آواز پہچان گیا تھا انکل آپ..... کیسے ہیں آپ؟ صدیقی صاحب نے

اپنی بھیگی ہوئی آنکھیں صاف کیں،،، زندہ ہوں، کیونکہ انسان کو اپنا کیا دھرا دنیا میں ہی بھگتنا پڑتا ہے،،، شافع سانس کھینچتے ہوئے بولا انکل آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں... صدیقی صاحب نے پوچھا،،، آئے نور کیسی ہے بیٹا خوش تو ہے نہ وہ؟؟؟ شافع اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا جی وہ ٹھیک ہے میں کچھ دن پہلے آپکے گھر آیا تھا لیکن آپ گھر پر نہیں تھے... صدیقی صاحب سانس کھینچ کر بولے گھر پر اب میں کس کے لئے آیا کروں میری بیٹی جو میرے گھر کی رونق تھی، میرے گھر کی روشنی تھی میں نے خود اس گھر کی رونق کو اس گھر سے نکال دیا اب اس گھر کے در و دیوار مجھے کاٹنے کو دوڑتے ہیں ایک وحشت سی ہوتی ہے مجھے اس گھر میں ہر طرف مجھے روتی بلکتی ہوئی نور اور اسکی ماں دکھائی دیتی ہیں جنکو خوشیوں کا ایک پل میں نے نصیب نہیں ہونے دیا، نہ میں اچھا شوہر تھا نہ اچھا باپ بن سکا بیٹے کی خواہش میں اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو دیکھ ہی نہیں سکا نفرت کی پٹی میں نے اسطرح آنکھوں پر باندھ لی تھی کہ اپنی بیٹی کی روتی ہوئی آنکھیں اسکا لرزتا ہوا وجود مجھے نظر ہی نہیں آیا، میں نے تو جیتے جی اسکے لئے کچھ نہیں کیا لیکن اسکی ماں مرتے مرتے بھی اسکے لئے ایک بہترین فیصلہ کر گئی، تمھاری نور سے شادی کا فیصلہ.... شافع نے گردن جھکائی صدیقی صاحب روہانسی آواز میں بولے میں نے تو نور کو آج تک کوئی خوشی نہیں دی لیکن میں تم سے التجا کرتا ہوں نور کی زندگی

خوشیوں سے بھر دو اس بچی نے کبھی مکمل خوشیاں نہیں دیکھیں اسے ہمیشہ ادھورا پیار ملا ہے اسنے میری وجہ سے اپنے بہت سے خواب توڑے ہیں، تم سے میں التجا کرتا ہوں میری بیٹی کو ہمیشہ خوش رکھنا، اسکو اکیلا کبھی مت چھوڑنا اور سب سے بڑھ کر زندگی میں چاہے کتنے بھی برے حالات کیوں نہ ہو جائیں اس پر سے اپنا یقین کبھی مت اٹھنے دینا، جس طرح تم نے انجان ہوتے ہوئے بھی نور پر یقین رکھا تھا اسی طرح اب اسکے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس پر یقین رکھنا کیونکہ بعض دفعہ انسان غلط نہیں ہوتا حالات غلط ہوتے ہیں لیکن غلط کو بھی صرف وہی دیکھ سکتا ہے جو خود ٹھیک ہو، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی انکل آپ بھروسہ رکھیں میں نور کو ہمیشہ خوش رکھوں گا میں اس پر خود سے زیادہ بھروسہ کرتا ہوں اور یہ بات میں صرف کہنے کے لئے نہیں کہہ رہا اس بات کا ثبوت میں زندگی کے ہر قدم پر اسکا ساتھ نبھا کر دوں گا...

صدیقی صاحب نے اپنی آنکھیں رگڑیں میں جانتا ہوں، تم ایک اچھے انسان ہو اللہ نے نور کو تمھارے لئے ہی بنایا ہے جو اسکی قدر کر سکے جو اس سے محبت کر سکے جو اسے محفوظ رکھ سکے،،، شافع ہلکا سا مسکرایا وہ خاموشی سے صدیقی صاحب کی باتیں سن رہا تھا وہ خاموش ہوئے تو شافع بولا،،، آپ رکیں میں نور سے بات کرواتا ہوں.... صدیقی صاحب اچانک بولے نہیں ابھی رہنے دو وہ ابھی بھی خفا ہے مجھ سے اور ہونا بھی چاہیے

میں نے جو اسکے ساتھ کیا اسکے لئے وہ مجھے زندگی بھر بھی سزا دے تو کم ہے،،، شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا ایسی بات نہیں ہے انکل نور آپ سے بہت محبت کرتی ہے لیکن تھوڑی حسّاس بھی ہے اور پھر روح کے زخموں کو بھرنے میں وقت بھی تو لگتا ہے نہ... صدیقی صاحب گردن ہلاتے ہوئے بولے تبھی تو بول رہا ہوں ابھی رہنے دو اسکے زخم کچے ہونگیں کہیں ایسا نہ ہو میری آواز سن کر رسنا شروع ہو جائیں میں اسے اب اور تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا،،، شافع سانس کھینچتا ہوا بولا، وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے میں ابھی اسے بولوں گا نہ کہ آپ نے فون کیا ہے تو وہ دوڑی چلی آئے گی، صدیقی صاحب زخمی سا مسکرا کر بولے وہ مجھ سے ابھی بات نہیں کرنا چاہتی میں نے کیا تھا فون اسنے نہیں اٹھایا،،، شافع خاموش ہو گیا صدیقی صاحب بولے لیکن کوئی بات نہیں حق بنتا ہے اسکا لیکن میں بھی اس سے معافی لئے بغیر نہیں مروں گا،،، صدیقی صاحب کچھ دیر ٹھہر کر بولے تم نور کو لے کر آنا گھر.....، شافع نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی بہت جلد لے کر آؤں گا آپ فکر نہ کریں اب سب ٹھیک ہو جائے گا، آپ دیکھئے گا آپکو دیکھ کر وہ آپ سے ناراض نہیں رہ پائے گی،،، صدیقی صاحب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اور فون کاٹ دیا... شافع بالکنی میں بیٹھا تھا کال کاٹ کر اسنے موبائل ٹیبل پر رکھا اور آسمان کو دیکھنے لگا،،،

نور کمرے میں بیٹھی موبائل ہاتھ میں لئے آنسوں بھار ہی تھی صدیقی صاحب کی کال جب اسکے موبائل پر آئی تو موبائل اسکے ہاتھ میں ہی تھا وہ والہانہ خوشی سے کال اٹھانے ہی والی تھی لیکن ماضی میں کہے ہوئے صدیقی صاحب کے کچھ کڑوے الفاظ اسکے کانوں میں گونج گئے،،،اور اسکے ہاتھوں نے کال اٹھانے سے انکار کر دیا اسنے موبائل وہیں رکھ دیا ماضی کی کچھ تلخ یادوں نے پھر سے کڑوٹ لی تھی،،،

وہ اسی طرح بیڈ پر بیٹھی تھی جب شافع کمرے میں داخل ہوا اسنے فوراً اپنی آنکھیں صاف کیں شافع نے اسے دیکھ لیا تھا لیکن کہا کچھ نہیں،،،وہ خاموشی سے آکر اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھ گیا اور اپنی کچھ فائلیں الٹ پلٹ کرنے لگا،،،شافع اسی مصروف سے انداز میں بولا نور میں سوچ رہا ہوں حویلی کے لئے ہم صبح پانچ بجے نکلیں.... نور حیرت سے بولی لیکن اتنی صبح کیوں ویسی ہی سردیوں کا موسم ہے کافی اندھیرا ہو گا.... شافع اسکی طرف گھوم کر بولا تبھی تو بول رہا ہوں تمھے نہیں پتا راستہ کتنا خوبصورت لگے گا... نور کندھے اچکا کر بولی دیکھ لو جیسا تمھے ٹھیک لگے.... شافع مسکرایا،،،نور نے اس سے پوچھا تم تو جاتے رہتے ہونگے وہاں.... اچانک شافع کا چہرہ سپاٹ ہوا پھر سانس کھینچتے ہوئے بولا نہیں جب دس سال کا تھا تب تک جاتا تھا اسکے بعد سے اب تک صرف دو دفعہ گیا ہوں نور کو حیرت ہوئی لیکن کیوں؟ شافع نے اسکا سوال نظر انداز کیا تم نے اپنا بیگ پیک کر لیا؟ نور نے آہستہ

سے اثبات میں سر ہلایا،،، وہاں پر کون کون رہتا ہے شافع؟ شافع اپنی فائل کھولتا ہوا بولا دادو چاچو، چچی ہیں میرے چاچو کے دو بیٹے ہیں بڑے بیٹے کی شادی ہوئی وی ہے اسکی فیملی بھی وہیں ہوتی ہے چھوٹا بیٹا گوہر پڑھائی کے سلسلے میں باہر ہوتا ہے بس ختم ہونے والی ہے اسکی بھی پڑھائی اور چاچو کی بیٹی ارحام،،،

نور دلچسپی لیتے ہوئے بولی اور ارحام کیا کرتی ہے؟ شافع مصروف سے انداز میں بولا اسنے بی،ایس، سی کیا ہے گھر پر ہی ہوتی ہے اب.....! نور نے گردن ہلائی ہمم اچھا.... پھر شافع کی طرف دیکھ کر بولی شافع.....! شافع فائل پر نظر دوڑاتا ہوا بولا ہمممم؟؟؟ نور اپنی انگلیاں ایک دوسرے سے الجھاتے ہوئے بولی میرے وہاں جانے سے کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟ میرا مطلب ہے ہماری شادی اسطرح ہوئی پھر تمھاری دادو تمھاری شادی ارحام سے کروانا چاہتی تھی تو.... شافع نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا نور خاموش ہو گئی،،،

شافع نے فائل ٹیبل پر رکھی اور اسکے پاس آکر بیٹھا اور اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا تم وہاں میری بیوی کی حیثیت سے جا رہی ہو اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ شافع وارثی کی بیوی کو کچھ کہے ہاں دادو کچھ نہ کچھ ضرور کہیں گی لیکن میں سب سنبھال لوں گا اور تم انکی کوئی بات دل پر لے کر مت بیٹھ جانا،،،

نور اسکی طرف دیکھ کر بولی اور تمھارے چاچو چاچی انھے میرا وہاں آنا برا نہیں لگے گا؟
شافع اسکے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولا تم اس سب کی فکر مت کرو میں
ہوں نہ سب کو جواب دے میں ہوں گا تم پر انگلی اٹھانے کا موقع میں کسی کو نہیں دوں گا
میں نے چاچو کو بتا دیا ہے کہ ہم کل آرہے ہیں وہ تو بہت خوش ہیں، نور مسکرائی شافع
گردن جھکاتا ہوا بولا نور میں وہاں اب بھی نہیں جاتا لیکن مجھے زایان کی وجہ سے جانا پڑھ
رہا ہے میں کیا کروں اس سے محبت ہی ایسی ہے کہ ہر کام کروالیتا ہے اسلئے وہاں پر کون کیا
کہتا ہے کون کیا چاہتا ہے تمھے ان سب باتوں کو اپنے ذہن پر سوار نہیں کرنا سمجھیں؟ نور
نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی شافع نے پیار سے اسکے گال پر ہاتھ رکھا،
اتنے میں ڈور بیل بجی، شافع نے آنکھیں گھمائیں اس وقت کون آسکتا ہے؟ میں دیکھتا
ہوں یہ بولتا ہوا شافع باہر آگیا،،،
شافع نے دروازہ کھولا تو سامنے

"The greatest innocent Zayan Haider"

کھڑے تھے شافع نے جیسے ہی دروازہ کھولا زایان اسکے گلے لگا اور بڑی... وہ الگ ہوا تو
شافع حیرت سے بولا تم اس وقت زایان؟ شافع دروازے پر ہی کھڑا تھا زایان اندر آتے
ہوئے بولا ہاں تو کیا ہوا یار اپنے گھر میں آتے ہوئے بھی کوئی وقت دیکھتا ہے؟ شافع

دروازہ بند کر کے اسکے پیچھے آیا ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن یوں اچانک آنے کا پروگرام کیسے بن گیا؟ زایان آنکھیں اوپر نیچے کرتے ہوئے بولا کیوں تمھارے رومینس میں خلل پیدا کر دیا کیا؟ میں نے شافع نے ایک مکا گھما کر اسکے منہ پر مارا، زایان اپنا منہ پکڑتے ہوئے بولا سالے اتنی زور سے مارا ہے اسنے بھی پلٹ کر اتنی ہی زور سے شافع کے پیٹ میں گھونسا مارا زایان نے جیسے ہی شافع کو مارا نور اسی وقت کمرے سے باہر نکلی اسنے زایان کو مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا،،،

اسکی آنکھیں پھٹیں وہ زایان کو دیکھ کر چیختے ہوئے بولی یہ کیا کر رہے ہو زایان تم؟ اور تیزی سے شافع کی طرف بڑھی زایان کی تو ہوائیاں ہی اڑ گیئں وہ بوکھلاتے ہوئے بولا میں وہ..... میں تو بس..... زایان فوراً شافع کی طرف دیکھ کر بولا سالے بتانا ہمارا یہ چلتا رہتا ہے... شافع ہنستہ ہوا بولا نور ڈونٹ وری ہمارا یہ چلتا رہتا ہے شافع نے یہ لفظ کہے تو اسکی جان میں جان آئی لیکن شافع کے اگلے لفظوں نے اسکی جان واپس کھینچ لی جب شافع نور سے بولا

لیکن اسنے مجھے ابھی فضول میں مارا ہے اور کافی زور سے مارا ہے،،، زایان نے شافع کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا،،، نور زایان کو دیکھتے ہوئے بولی تم کیا مار پیٹ کرنے آئے ہو زایان؟ شافع نور کے پیچھا کھڑا زایان کو منہ چڑھا رہا تھا زایان کسی بچے کی طرح لڑتے

ہوئے بولا اسنے پہلے مجھے مارا تھا اور اتنی زور سے مارا تھا وہ بھی منہ پر اگر میرے دانت ٹوٹ جاتے تو میں کھانا کیسے کھاتا؟ شافع ہنستا ہوا بولا فکر کیوں کر رہے ہو ارحام آجاتی نہ پھر وہ تمھے کھانا پیس پیس کر کھلاتی تاکہ چبانے کی ضرورت ہی نہ پڑھے،،، زایان نے شافع کو گھورا،،، شافع اسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر صوفے کی طرف بڑھا اب یہ پکوڑے جیسا منہ مت بناؤ....

زایان سیدھا ہوتے ہوئے بولا پکوڑوں سے یاد آیا یار تمھے وہ پارک کے قریب چائے کا ٹھیلا یاد ہے وہ اب پکوڑے اور سموسے بھی بیچتا ہے کھانے چلیں کیا؟ نور انکے سامنے ہی بیٹھ گئی،،، شافع نے زایان کے سر پر مارا اتنی سردی میں ہم پاگلوں کی طرح ڈنر کے وقت پکوڑے کھانے جائیں،،، زایان نے آنکھیں گھمائیں.... پھر صوفے پر ٹانگیں پھیلاتے ہوئے بولا اچھا تم لوگوں نے ڈنر کر لیا کیا؟ شافع نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا نہیں ابھی تو نہیں کیا.... زایان ہاتھ ملتے ہوئے بولا تو کب کرو گے؟ شافع بولا نور ابھی بس پاستہ بنانے ہی جا رہی تھی،،، زایان کے منہ میں پانی آیا وہ نور کی طرف دیکھ کر بولا تو جاؤ نور گھر پر مہمان آئے ہیں مہمانوں کو کھانے کے لئے انتظار نہیں کرواتے شافع ہنسہ،،، آئے نور ادھر ادھر گردن گھماتے ہوئے بولی کہاں ہیں مہمان؟ زایان کا چہرہ سپاٹ ہوا وہ اپنی طرف اشارہ کر کے بولا یہ اتنا بڑا ہینڈسم سا مہمان لڑکا تمھے نظر نہیں آرہا.... نور نے

آنکھیں گھما کر کہااوہ تو تم،،زایان گردن ہلا کر بولا ہاں ہاں میں اب جاؤ بھی بنانے،،،نور بھنویں اٹھا کر بولی زایان ہم انسانوں کے جتنا نارمل کھانا کھاتے ہیں تمھاری خوراک کے جتنا کھانا ہمارے یہاں نہیں ہو گا،،،،زایان شافع کی طرف دیکھ کر بولا "یار تمھاری بیوی مجھے سیدھا سیدھا بے عزت کر کے بغیر کھائے جانے بول رہی ہے "شافع کندھے اچکا کر بولا تو تمھے کونسا بے عزتی محسوس ہوئی ہو گی،،،زایان بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا ہاں یہ بھی صحیح بات ہے چلو نور پھر اسی بات پر اٹھو اور جا کر اچھا سا پاستہ بناؤ میں صرف چار پلیٹ کھاؤں گا باقی تم اپنا اپنا دیکھ لینا.... نور نے پہلے زایان کو گھورا اور پھر شافع کو پھر اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی،،،،،

زایان شافع کے قریب آ کر بولا یہ اینا کونڈا کھانے میں زہر تو ملا کر نہیں دیتی؟نور نے سن لیا تھا اسنے مڑ کر خونخوار نظروں سے زایان کو دیکھا زایان فوراً ٹی وی آن کرتے ہوئے بولا یار شافع میں یہ بول رہا تھا باہر ملکوں میں لوگ سانپ بچھو بھی کھاتے ہیں یار مطلب اتنا بھی کیا کھانے کے پیچھے مرنا نور نے دانت پیس کر اسے دیکھا اور کچن میں چلی گئی شافع نے اپنی ہنسی ضبط کی وہ چلی گئی تو زایان نے سکھ کا سانس لیا،،،اور شافع کی طرف دیکھ کر بولا بہت خطرناک ہے بھائی یہ اپنے پرانے روپ میں واپس آ رہی ہے بچ کے رہنا کہیں رات میں تمھارا گلا نہ دبا دے،،،،شافع نے قہقہہ لگایا،،،اور اسکی ٹانگ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا

تم یہ سب چھوڑو یہ بتاؤ اس وقت کیسے آئے،،، زایان منہ بناتے ہوئے بولا یار پہلے تو میں آدھی رات کو بھی آجاتا ہے تھا تب تو تم ایسے نہیں پوچھتے تھے اور ابھی صرف نو ہی بجے ہیں اور تم بار بار ایسے پوچھ رہے ہو،،، شافع ہنستہ ہوا بولا ارے میں تو ایسی پوچھ رہا تھا یار منہ کیوں بنا رہے ہو؟ زایان نے ہنہہ کیا،،،

زایان ٹی وی چینل گھماتے ہوئے بولا ویسے یار تمھاری بیوی میں بالکل سلیقہ نہیں ہے مجھے آئے ہوئے پورے پندرہ منٹ ہو گئے ہوں گے لیکن تمھاری بیوی نے نہ پانی کا پوچھا نہ جوس کا،،، شافع گردن ہلاتے ہوئے بولا میں ابھی تمھارے لئے پانی لاتا ہوں زایان نے اسکے سر پر مارا پانی بولا تھا وہ سن لیا جوس جو بولا تھا وہ نہیں سنا؟ شافع ہنسا اچھا بھائی جوس بھی لے آتا ہوں،،، شافع کھڑا ہونے لگا تو زایان نے اسکا ہاتھ کھینچ کر واپس بٹھایا،،،

تم کیوں جاؤ گے نور سے منگواؤ نہ مطلب یار روب بھی کوئی چیز ہوتی ہے تم تو پورے ہی پگھل رہے ہو.... شافع نے بھنویں میچیں اور اٹھتا ہوا بولا یہ روب تم ارحام پر چلا لینا میں تو زن مرید ہی ٹھیک ہوں،،، زایان کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا شافع تم سے تو مجھے یہ بالکل امید نہیں تھی مطلب شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں جو تم سالار سکندر بننے کی کوشش کر رہے ہو،،، شافع نے ہنستے ہوئے تعجب سے پوچھا کون سالار سکندر؟ زایان

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ارے ہے ایک لڑکیاں پاگل ہیں اسکے پیچھے.... شافع نے رک کر دلچسپی سے پوچھا کونسی فلم کا ہیرو ہے؟ زایان ہنسہ فلم کا ہیرو نہیں ناول کا ہیرو ہے ہماری کلاس کی ایک لڑکی بڑا رو رہی تھی اسکے لئے تب مجھے پتا چلا اس سالار سکندر کے بارے میں شافع نے کوفت سے منہ پر ہاتھ رکھا اور اووففف کرتے ہوئے سر پیچھے کیا.... پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا کوئی ہل نہیں ہے بھائی،،،، یہ بولتے ہوئے وہ کچن کی طرف گیا....

آئے نور پاستہ بنانے میں مصروف تھی شافع نے فریج کھولتے ہوئے پوچھا میں کوئی ہیلپ کرواؤں؟ نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں بس ایک کام یہ کر دینا کہ زایان کو کہنا انسانوں جتنا کھائے کیونکہ میں نے انسانوں کے حساب سے ہی پکایا ہے.... شافع ہنسہ زایان نے شافع کو آواز لگائی یار شافع جلدی آجاؤ بعد میں باتیں کر لینا،،، نور نے اسے دور سے لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر گھورا شافع لاؤنج کی طرف بڑھا اور دور سے ہی جوس کا کین اسکی طرف پھینکا،،، زایان نے کیچ کرتے ہوئے حیرت سے کہا صرف ایک اور کہاں ہیں؟ شافع نے اسکے سر پر مارتے ہوئے کہا چپ کر کے پیو..

زایان منہ بناتے ہوئے بولا تم بدل گئے ہو یار،،،، شافع اسکی باتوں کا اثر لئے بغیر بولا فکر مت کرو تم بھی بدل جاؤ گے شادی کے بعد، زایان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا سوچ

ہے تمھاری کے زایان حیدر کبھی بدلے گا،،، شافع اسکے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا یہ تو وقت بتائے گا میری جان.

کچھ دیر بعد نور ٹیبل لگا کر لاؤنج میں آئی کھانا لگا دیا ہے میں نے تم لوگ آجاؤ،،، زایان پہلی فرصت میں اٹھا اور سیدھا ڈائننگ ٹیبل کی طرف جانے لگا،،، شافع اور نور بھی اسکے پیچھے پیچھے ٹیبل تک پہنچے،،، وہ تینوں بیٹھ گئے تو زایان نے خود ہی ڈش کا ڈھکن کھول لیا، اور پاستے کی شکل دیکھتے ہوئے بولا،،، ارے نور تم نے اسکے اوپر چیز نہیں ڈالی؟
نور نے پہلے اسے گھورا پھر بولی میں نے ساس میں چیز ڈالی ہے مجھے زیادہ چیز نہیں پسند، زایان اپنی پلیٹ میں نکالتے ہوئے بولا تو تمھے نہیں پسند نہ مجھ سے پوچھنا تھا مجھے پسند ہے، نور نے اسے گھورا شافع نے اپنی ہنسی ضبط کی وہ جانتا تھا نور دل پر پتھر رکھ کر زایان کو برداشت کر رہی ہے زایان اپنی پلیٹ بھرنے کے بعد بولا ارے تم لوگ ایسے کیوں بیٹھو ہو کھاؤ نہ یار تمھارا اپنا گھر ہے شافع نے ہنستے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اور نور کی پلیٹ میں سرو کیا پھر اپنی پلیٹ میں، زایان پاستہ کا دوسرا نوالہ لیتے ہوئے بولا ویسے نور پاستہ بنا اچھا ہے لیکن تم نے چکن، اور چیز تھوڑی کم ڈالی ہے... نور اسے گھورتے ہوئے بولی ہاں

میں نے ہمارے حساب سے ڈالی تھی ہمیں نہیں پتا تھا نہ کہ تم آجاؤ گے،،، زایان نے بھنویں میچ کر اسے گھورا، دیکھو تم چاہے مجھے جتنی بھی جلی کٹی سنالو لیکن کھانا چھوڑ کے تو میں پھر بھی نہیں اٹھوں گا کیونکہ میں رزق کی بے عزتی نہیں کرتا،،، نور دانت پیس کر مسنوعی مسکرا کر بولی کس نے کہا کہ میں تمھے اٹھانا چاہتی ہوں یہ سب تمھارے لئے تو بنایا ہے تم نہیں کھاؤ گے تو کون کھائے گا....؟

زایان نے دانت نکالے شکریہ،،، اور واپس کھانے میں مصروف ہو گیا، شافع نے ہنستے ہوئے نور کو کھانا شروع کرنے کا اشارہ کیا اور خود بھی کھانے لگا، زایان کھانا کھاتے ہوئے ہی شافع سے بولا، یار پھر تم کل جا رہے ہو نا کہیں ارادہ بدل لیا ہو... شافع اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا ہاں بھائی جا رہا ہوں صبح پانچ بجے ہی نکل جاؤں گا اب خوش،،، زایان مسکرایا یہ ہوئی نہ بات ☜

زایان اپنی پلیٹ خالی کر کے دوسری بار لینے کی تیاری کر رہا تھا جب نور نے اس سے پوچھا زایان تم گھر سے آئے ہو یا کہیں گئے تھے،، زایان کھاتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا نہیں گھر سے ہی آیا ہوں ڈنر کرنے کے بعد میں کیفے کے لئے نکلا تھا پھر سوچا اس طرف آجاؤں تو یہاں آگیا،،، نور کا کھاتے ہوئے ہاتھ روک گیا اور اسکی پلیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تم ڈنر گھر سے کر کے آئے تھے؟ زایان گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے

بولا ہاں نور نے دانت پیس کر شافع کی طرف دیکھا،،، شافع نے ہنستے ہوئے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا نور خاموش ہو گئی،،، کھانے سے فارغ ہو کر شافع کی فرمائش پر نور نے کافی بنائی،،، شافع اور زایان بالکنی میں بیٹھے تھے، سردیوں کا موسم اپنے ابتدائی مرحلوں پر تھا لیکن موسم کی شروعات بتا رہی تھی کہ اس دفعہ سردی زیادہ پڑنے والی ہے، نور کافی کی ٹرے لے کر بالکنی میں آئی ٹھنڈ کی کھنک نے اسکے چہرے کو چھوا، نور ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی سردی ہو رہی ہے تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ زایان کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے بولا ابھی تو سردی ٹھیک سے شروع بھی نہیں ہوئی اور تمھے سردی لگ رہی ہے؟ نور چائے کے کپ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر گرمائی لینے لگی، نور دور موجود سمندر کو دیکھتے ہوئے بولی مجھے سردی زیادہ ہی لگتی ہے،،، شافع نے اپنی کافی کا سپ لیا پھر آنکھیں میچ کر منہ میں موجود کافی کو حلق سے اتارا نور تم نے پھر چینی ڈال دی یار،،، آئے نور کندھے اچکا کر بولی مجھے یاد ہی نہیں رہا،،، لیکن شافع جانتا تھا کہ اسنے جان پوچھ کے چینی ڈالی ہے

زایان نے قہقہہ گایا، اسے لگا تھا اب شافع یہ کافی کا کپ رکھ دے گا اور نہیں پیئے گا لیکن کچھ ہی دیر میں اسنے دوبارہ کافی کا کپ لبوں سے لگا لیا،،، زایان آنکھیں پھاڑ کے بولا ارے تم میٹھی کافی پی رہے ہو پہلے تو اگر کبھی کوئی غلطی سے بھی شافع کی کافی میں چینی

ڈال دیتا تھا تو پہلے تو وہ کافی بنانے والے کو سناتا تھا پھر وہ کافی پیئے بغیر ہی واپس بھجوا دیتا تھا...

شافع مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر بولا، اب بیوی نے بنائی ہے تو پینی تو پڑھے گی،،

زایان آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یا میرے مولا مجھے ایسا زن مرید بننے سے بچائیو،،، شافع نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اسے زن مریدی نہیں محبت کہتے ہیں...

زایان کافی ختم کرتے ہوئے بولا تم کچھ بھی بولو میری جان میری نظر میں اسے زن مریدی ہی کہتے ہیں ایک قہقہہ بلند ہوا،،،

زایان اپنے ہاتھ میں موجود گھڑی دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا گیارہ بجنے والے تھے، اچھا بھئی اب میں چلتا ہوں پھر نور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا نور تم نے مجھے دل میں جتنی بھی گالیاں دیں اسکا بہت شکریہ لیکن مجھے کوئی فرق نہیں پڑھنے والا،،، نور ہنسی شافع نے بھی اپنی کافی ختم کر کے کپ رکھا اور زایان کو چھوڑنے باہر جانے لگا نور کا کپ ابھی بھی آدھا بھرا ہوا تھا وہ وہیں بیٹھ گئی،،،،

شافع زایان کو دروازے تک چھوڑنے آیا زایان شافع سے بولا اچھا یار پھر تم مجھ سے رابطے میں رہنا اور پلیز بھائی سب کو منا کر ہی مجھے فون کرنا... شافع اس سے گلے ملتے ہوئے بولا تم فکر مت کرو تمھاری شادی کروا کر ہی دم لوں گا اب زایان نے الگ ہوتے

ہوئے اسکا ہاتھ تھاما اور مسکراتے ہوئے بولا میں جانتا ہوں.... زایان مسکراتے ہوئے دوبارہ اسکے گلے لگا اور چلا گیا،،،

شافع دروازہ بند کر کے واپس بالکنی میں آیا،،، نور کافی کا کپ ہاتھ میں لئے سوچوں میں گم تھی، شافع نے پیچھے سے آکر اسکے دونوں بازو پر ہاتھ رکھے تو وہ جیسے ہوش میں آئی

شافع اسکے کندھے پر پھیلا ہوا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بولا کیا سوچ رہی ہو؟ نور نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی کچھ بھی نہیں، شافع نے مسکراتے ہوئے اسکے بازو سہلائے اب سردی نہیں لگ رہی؟ نور بچی ہوئی کافی ختم کرتے ہوئے بولی نہیں اب اچھا لگ رہا ہے... شافع مسکرایا...

ہاں اچھا تو لگ رہا ہے لیکن ساری رات ادھر بیٹھ کر تو نہیں گزار سکتے.... صبح جلدی اٹھنا بھی ہے سو جاؤ اب چل کر نور نے اثبات میں سر ہلایا تم چلو میں آتی ہوں....

شافع نے پیچھے سے اسکے سر پر پیار کیا، ٹھیک ہے میں سونے جا رہا ہوں تم بھی آجاؤ...

شافع مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا،

نور رات کے اندھیرے میں دور تھاٹے مارتے سمندر کو کچھ دیر یوں ہی دیکھتی رہی

اچانک اسے سردی کا احساس ہونے لگا، شاید رات ہونے کے ساتھ ساتھ سردی بھی بڑھ

رہی تھی، اسنے کھڑے ہوتے ہوئے کپ اٹھائے اور اندر آ گئی کپ اسنے کچن میں آ کر دھو کے رکھ دیئے اور کمرے میں سونے چلی گئی،،،

چار بجے کے قریب آلارم بجا، شافع کی آنکھ پہلی ہی آواز پر کھل گئی اسنے موبائل اٹھا کر آلارم بند کیا اور نور کی طرف مڑ کر دیکھا وہ ابھی بھی سو رہی تھی، اسنے نور کا بازو ہلاتے ہوئے کہا نور اٹھ جاؤ، نور تکیہ منہ پر رکھ کر نیند کی ہی کیفیت میں بولی کیوں؟ شافع نے آنکھیں گھمائیں جانا نہیں ہے کیا؟ نور آنکھیں کھولے بغیر بولی مجھے نیند آ رہی ہے، شافع بیڈ سے اترتے ہوئے بولا ٹھیک ہے پھر تم سوتی رہو میں اکیلا چلا جاؤں گا نور نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا شافع اٹھ کر ورڈروب کی طرف گیا، اور اپنی سفید شلوار قمیض نکال کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جاتے جاتے وہ کمرے کی ساری لائٹیں آن کر گیا تھا تاکہ نور اٹھ جائے لیکن کچھ دیر بعد جب وہ چینج کر کے باہر آیا تب بھی نور سو رہی تھی اٹھی نہیں تھی،، شافع نے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے آواز لگائی نور اٹھ جاؤ یار جانا نہیں ہے کیا؟ نور کچھ نہیں بولی سوتی ہی رہی شافع کو پتا تھا اس وقت اسکا اٹھنے کا کوئی موڈ نہیں ہے، شافع نے آگے آ کر اسکے منہ پر سے تکیہ ہٹایا اور اپنا سر نیچے کر کے اپنے بالوں پر زور زور سے

ہاتھ پھیرا نور کے منہ پر پانی کی چھینٹیں گریں تو وہ چیختی ہوئی اٹھی شافع یہ کیا کر رہے ہیں شافع ہنستے ہوئے بولا تمھے جگانے کی کوشش نور آنکھیں مسلتے ہوئے بولی اسطرح کوئی جگاتا ہے کیا؟ شافع ڈریسنگ کے سامنے جاتے ہوئے بولا دیر ہو رہی ہے اسلئے نور نے گھڑی کی طرف دیکھا چار بج کے پندرہ منٹ ہوئے تھے نور نے شافع کو گھورا شافع تمھارا دماغ خراب ہے ہم اتنی رات میں نکل کے کیا کریں گے ؟ شافع اپنا کالر سیٹ کرتا ہوا بولا اسے رات نہیں صبح کہتے ہیں، اور میں نے تمھے کہا تھا کہ سو جاؤ جلدی نکلنا ہے لیکن تمھے تو دیر رات تک موبائل پر ناول پڑھنے سے فرصت نہیں تھی نور منہ بناتے ہوئی بیڈ سے اتری،،، اور ورڈروب میں سے اپنے کپڑے نکال کر باتھ روم کی طرف چلی گئی،،،، کچھ دیر بعد جب وہ نکلی تو شافع لیپ ٹاپ نکالے بیٹھا تھا نور نے اسے خفگی سے دیکھا اب یہ کونسا وقت ہے لیپ ٹاپ لے کر بیٹھنے کا اب تمھے دیر نہیں ہو گی ؟ شافع کھٹا کھٹ ٹائپنگ کرتا ہوا بولا بس یار ایک ضروری ای میل کرنا تھا،،، تم جب تک تیار ہو، نور نے اسے خفگی سے دیکھا اور پھر ڈریسنگ کے سامنے آکر بالوں پر کنگھا پھیرنے لگی،،، کچھ دیر بعد اسنے شافع کی طرف مڑ کر پوچھا ناشتہ بناؤں ؟ شافع کا کام ہو گیا تھا وہ لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے بولا نہیں باہر سے کر لیں گے بس تم تیار ہو جاؤ جلدی سے نور نے اثبات میں سر ہلایا،،، وہ پہلی بار شافع کے کسی رشتے دار سے ملنے جا رہی تھی اسلئے اسنے اپنی

طرف سے پوری تیاری کی اسکے ہاتھ میں تہمینہ بیگم کے دیئے ہوئے کڑے تھے اور گلے میں شافع کا دیا ہوا پینڈنٹ، کانوں میں اسنے اپنے ذاتی چھوٹے اور خوبصورت سے جھمکے ڈال لئے تھے اپنے گیلے بالوں کو ہی اسنے ڈھیلے سے جوڑے کی شکل میں لپیٹ لیا اور دوپٹا سر پر لے کر اسکارف کی طرح باندھنے لگی اسنے بلو اور پنک کلر کی خوبصورت سی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی، اسکارف باندھ کر وہ شافع کی طرف مڑی میں تیار ہوں،،، شافع کھڑے ہوتے ہوئے بولا وہاں ہینگر پر میری واسکٹ لٹکی ہو گی لے آؤ ذرا،، نور نے اثبات میں سر ہلایا اور واسکٹ اسکی طرف بڑھائی شافع نے اسکے ہاتھ سے واسکٹ لینے کے بجائے اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تم پہنا سکتی ہو حق ہے تمھے یہ بولتے ہی وہ گھوم گیا،،، آئے نور نے اسے واسکٹ پہنائی آئے نور اسکی واسکٹ کے بٹن لگا رہی تھی شافع کی نظریں اسکے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں اور آئے نور حسبِ معمول اسکی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی، نور واسکٹ کے بٹن لگاتے ہوئے بولی آج تم نے اپنا تھری پیس سوٹ نہیں پہنا، شلوار قمیض پہن لی،،، شافع ہنسا میں آفس یا میٹنگ میں نہیں جا رہا میڈم... میں موقع کی مناسبت سے کپڑے پہنتا ہوں لیکن شاید تمھے میں اسطرح اچھا نہیں لگ رہا،،، نور فوراً اسکی طرف دیکھ کر بولی میں نے ایسا تو نہیں کہا،،، شافع بھنویں

اٹھاتے ہوئے بولا تو پھر بتاؤ کیسا لگ رہا ہوں؟ نور اسکا کالر ٹھیک کرتے ہوئے بولی بس ٹھیک لگ رہے ہو....

شافع نے اثبات میں گردن ہلائی اچھا بس ٹھیک لگ رہا ہوں؟ لیکن ایک لڑکی نے مجھے کہا تھا کہ تم شلوار قمیض میں زیادہ ہینڈسم لگتے ہو، نور نے بھنویں اٹھا کر اسے گھورا، کونسی لڑکی؟

شافع ڈریسنگ کی طرف گیا اور خود پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے بولا تھی کوئی لیکن تمھے اس سے کیا؟ نور نے اسے دکھانے کے لئے لاپرواہی سے کندھے اچکائے ہاں مجھے کیا، جبکہ اسکے اندر سے دھنویں اٹھ رہے تھے، شافع نے اپنی ہنسی ضبط کی، چلیں اب؟ نور چادر سنبھالتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی چلو،،، شافع نے اسکا اور اپنا بیگ اٹھا کر لاؤنج میں رکھا اور سارے کمرے لاک کرنے لگا، نور تجسس سے پوچھنے لگی ہم وہاں کب تک پہنچیں گے شافع؟ شافع ہنستا ہوا بولا ابھی تو نکلیں بھی نہیں ہیں تو پہنچیں گے کیسے؟ نور پرجوش بھی تھی لیکن ڈری ہوئی بھی تھی کہ ناجانے وہاں سب اسکے ساتھ کیسا برتاؤ کریں گے،

سارے لاک لگانے کے بعد شافع اسے لے کر باہر آیا،،، اور گاڑی میں پیچھے سامان رکھنے لگا نور آگے پیچھے نظریں گھماتے ہوئے بولی کوئی ہمیں دیکھے تو سوچے گا کہ ہم چوروں کی طرح کہاں جا رہے ہیں وہ بھی اس وقت،،، شافع نے نور کی طرف کا دروازہ کھول کر

اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دوسری طرف سے خود آکر بیٹھ گیا، تو سوچنے دو جس نے جو سوچنا ہے ہم دوسروں کی فکر کیوں کریں شافع نے گاڑی ریورس لی اور روڈ کی طرف نکال لی مین روڈ پر آتے ہی سردی کا احساس بڑھنے لگا نور نے فوراً گاڑی کا شیشہ اوپر چڑھا کر اپنی چادر کو ٹھیک سے لپیٹا شافع ہنستا ہوا بولا ابھی سے اتنی سردی لگ رہی ہے وہاں گاؤں میں تو زیادہ سردی ہو گی،،، نور باہر دیکھتے ہوئے بولی مجھے کچھ زیادہ ہی سردی لگتی ہے،،،

نور باہر دیکھ رہی تھی ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا نور نے پھر اس سے پوچھا شافع ہم کب تک پہنچیں گے ؟ شافع ہنسا پہنچ جائیں گے یار چار پانچ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد.... نور اسکی طرف مڑ کر آنکھیں پھاڑ کے بولی تو اتنے گھنٹوں تک میں جاگی رہوں ؟ اس سے اچھا میں سو نہ جاؤں، نور نے سیدھے ہو کر سیٹ سے ٹیک لگائی اور سونے کی تیاری پکڑی،،، شافع نے اسکا ہاتھ کھینچا اور اسے سیدھا کیا خبردار جو تم سوئیں میں پاگل ہوں ڈرائیو کرتا رہوں اور تم مزے سے سوتی رہو، نور اسے گھور کر بولی تو ڈرائیو تم کر رہے ہو مجھے تو سونے دو،،، شافع نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا تم سوؤ گی تو مجھے بھی نیند آئے گی اور میں نہیں چاہتا کہ نیند کے جھونکوں کی وجہ سے ہمارا ایکسیڈنٹ ہو جائے،،،،

نور فوراً بولی اللہ نہ کرے سفر کے دوران ایسی فضول باتیں نہیں کرتے... شافع اسکی طرف دیکھ کر شرارت سے بولا تو تم کرو نہ اچھی اچھی باتیں... نور ہلکا سا مسکرائی، پھر ٹھہر کر بولی تم مجھے اپنے بچپن کے بارے میں بتاؤ نہ تم بچپن میں گاؤں میں رہتے تھے؟ شافع کا چہرہ سپاٹ ہو گیا وہ ڈرائیو کرتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولا نہیں رہتے تو شہر میں ہی تھے لیکن بابا کا حویلی زیادہ آنا جانا تھا کیونکہ اس وقت وہ سیاست میں تھے،،، نور نے اثبات میں سر ہلایا اوہ اچھا، اور خاموش ہو گئی،،، کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا کیا ہوا چپ کیوں ہو گئیں کیا سوچ رہی ہو؟ نور نے فوراً سر جھٹکا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں کچھ بھی نہیں،،، لیکن شافع جانتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے، تم میرے اور میرے بابا کے تعلقات کے بارے میں سوچ رہی ہو نا کہ آخر کیوں ہم ایک دوسرے سے اتنا دور ہیں،،، نور کچھ نہیں بولی خاموش رہی پھر ٹھہر کر بولی سوال تو بہت ہیں شافع لیکن میں چاہتی ہوں کہ جب تمھے وقت مناسب لگے تب تم سب بتاؤ....

شافع ڈرائیو کرتے ہوئے سامنے دیکھ کر بولا مجھے مناسب وقت کا انتظار نہیں ہے نور بھنویں اٹھا کر بولی تو پھر؟ شافع نے سانس کھینچا، مجھے ڈر ہے میں تمھارے سامنے ٹوٹ جاؤں گا، نور نے نرمی سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا شافع نے اپنے ہاتھ پر موجود نور کا ہاتھ

دیکھا نور اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر بولی تم فکر مت کرو میں ٹوٹ کر بکھرنے سے پہلے ہی تمھے سنبھال لوں گی بھروسہ تو کر کے دیکھو....

شافع نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا، نور خاموش ہو گئی، کچھ لمحے گزر جانے کے بعد شافع نے ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل اٹھایا اور کچھ ڈھونڈنے لگا کچھ سیکنڈ بعد اسنے ایک تصویر آن کی، شافع نے فوراً اپنی پلکھیں جھپکائیں، پھر ایک لمبا سانس لے کر موبائل نور کی طرف بڑھا دیا، نور نے حیرانگی کے عالم میں موبائل اسکے ہاتھ سے لیا اور اس تصویر کو دیکھا،،،

"وہ ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کی تصویر تھی، انھوں نے پٹھانی طرح کا لباس اور زیور زیب تن کیا ہوا تھا وہ بلا کی خوبصورت تھیں دودھیا روئی نما گال کھڑی ناک اور تیکھے نین نقش ہاں لیکن انکی آنکھیں شافع کے جیسی تھیں یا شاید شافع کی آنکھیں انکے جیسی تھی "ہلکی بھوری کانچ جیسی" انکے چہرے پر ایک زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی، اور انکے پیچھے قدرت کا حسین منظر اس تصویر میں اس لڑکی کے پیچھے ہرے بھرے پہاڑ تھے اور وہ خود ایک پتھر پر ہاتھوں میں مسکراتا ہوا چہرہ دیئے بیٹھی تھیں،،، اس تصویر کی رنگت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ تصویر خاصی پرانی ہے،،،

وہ تصویر دیکھ کر نور چیختے ہوئے بولی میں اسی تصویر کے بارے میں تو تم سے پوچھ رہی تھی، یہ تصویر سائڈ ٹیبل کی دراز میں بھی تھی اور ایک البم میں بھی شافع نے اسی تصویر میں سے یہ تصویر اپنے موبائل میں کھینچ کر رکھی تھی،،، نور اس تصویر کو بغور دیکھتے ہوئے محتاط انداز میں بولی کون ہیں یہ؟ شافع کچھ نہیں بولا خاموش رہا، نور نے اسکی طرف دیکھا اور دوبارہ پوچھا شافع کون ہیں یہ؟ شافع نے ایک سانس کھینچا اور منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا "میری ماما ہیں یہ "نور کو جیسے حیرت کا جھٹکا لگا، اسنے اچھنبے سے پوچھا کیا مطلب مجھے سمجھ نہیں آئی کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ شافع نے اسکی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ بولا میری ماں ہے یہ میری اصلی ماں.... نور بنا پلکھیں جھپکائیں اسے دیکھتی رہی اور حیرت بھرے لہجے میں بولی تو پھر وہ جو ہمارے گھر آئی تھیں وہ؟؟؟ شافع ڈرائیو کرتے ہوئے سامنے دیکھ کر بولا وہ میری سوتیلی ماں ہیں،،، نور کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا،،، وہ پوری طرح شافع کی طرف گھومی ہوئی تھی اور شافع اسکی طرف دیکھ نہیں رہا تھا،،، نور نے واپس تصویر کی طرف دیکھا یہ تمھاری ماما ہیں تو پھر کہاں ہیں یہ؟ شافع نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور ضبط سے بولا... "یہ اب ہمارے ساتھ نہیں ہیں ڈیتھ ہو چکی ہے انکی"

صبح کے چھ بج رہے تھے لیکن موسم کی وجہ سے ابھی بھی اندھیرا تھا دور کا راستہ دھند کی وجہ سے دھندلا نظر آرہا تھا،، شافع نے آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹیک لگالی نور کو وہ بہت تکلیف میں لگا تھا، نور نے اسے پکارہ شافع..... شافع نے آنکھیں بند کئے ہوئے ہی کہا ہمم؟ نور نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھا تم ٹھیک ہو؟ شافع نے آنکھیں کھولیں اور گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا اپنے بازو پر رکھے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولا جب تک تم میرے ساتھ ہو میں ٹھیک ہوں, نور ہلکا سا مسکرادی شافع اسے بغور دیکھ رہا تھا،،، نور اسکی طرف دیکھ کر بولی،، شافع اگر تمھارے لئے حویلی جانا اتنا ہی مشکل تھا تو تمھے نہیں جانا چاہیے کیونکہ جو چیزیں دل کو تکلیف دیں ان سے دور رہنا بہتر ہے.....

شافع نے سانس کھینچ کر سامنے نظریں کیں، ماما کی ڈیتھ کے دو سال بعد میں نے حویلی جانا چھوڑ دیا تھا نور، ان دو سالوں میں بھی بابا مجھے زبردستی لے کر آتے تھے لیکن پھر میں نے بھی ضد کر کے آنا چھوڑ دیا میں جب بھی وہاں جاتا تھا مجھے اپنے ارد گرد ماما کی آواز آتی تھی، انکے سر سے بہتا ہوا خون، میری گود میں انکا رکھا ہوا سر، اور انکا مجھے آخری بار پکارنا جیسے سب کچھ پھر سے یاد آنے لگتا تھا..... ماما کے انتقال کے کئی سال بعد بھی میں خون دیکھ کر ڈر جاتا تھا مجھے خوف آنے لگتا تھا، تمھے یاد ہے نور یونیورسٹی میں جب تمھارا ہاتھ کٹ گیا تھا، شافع نے نور کی طرف دیکھا،، تمھارے ہاتھ سے بہتا خون دیکھ کر مجھے بہت

تکلیف ہوئی تھی، مجھ سے وہ دیکھا نہیں جا رہا تھا میں وہاں سے جانا چاہتا تھا لیکن میں جا نہیں سکا مجھے لگا اگر آج میں چلا گیا تو زندگی بھر خود سے بھی ڈر کر بھاگتا رہوں گا.... نور بنا پلکھیں جھپکائیں اسکی طرف دیکھ رہی تھی،

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہر کسی سے سختی سے پیش آنے والے کسی سے زیادہ نہ گھلنے ملنے والا اور اس پر اپنی اتنی محبت نچھاور کرنے والا شافع کتنے برسوں سے اپنے دل میں درد چھپائے بیٹھا ہے... نور جو سمجھ رہی تھی کہ وہ حویلی جانے کے لئے بے چین ہے شافع کی حالت دیکھ کر اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ غلط تھی شافع کا درد اسے اسکی آنکھوں میں نظر آ رہا تھا، اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسکے لئے وہاں جانا کتنا مشکل ہے...

ہوٹل والا لڑکا ایک ٹرے میں چائے اور پراٹھے لے کر آیا شافع نے اسکے ہاتھ سے ٹرے لے کر نور کو تھمائی وہ لڑکا چلا گیا شافع نے ٹرے میں سے چائے کا کپ اٹھایا نور اسے ہی دیکھ رہی تھی،،، شافع ہم گھر واپس چلتے ہیں... شافع نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا کیوں؟ نور اسکی طرف دیکھ کر فکر مندی سے بولی مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہے... شافع نے سامنے دیکھ کر مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی، مجھے زایان سے بہت محبت ہے نور..... بچپن سے ہم بھائیوں کی طرح رہے ہیں میں جب جب ٹوٹا ہوں اسنے مجھے سنبھالا ہے میں جب جب گرا ہوں اسنے ہاتھ تھام کر مجھے اٹھایا شافع کی آنکھ کے کنارے

سے ایک آنسوں بہا جیسے اسنے فوراً صاف کر لیا، پھر نور کی طرف دیکھ کر بولا میں اسکے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں, کچھ بھی... نور نے نظریں جھکا لیں اسے شافع اور زایان کے پیار کا اندازہ تھا وہ جانتی تھی شافع اسکے لئے سچ میں کچھ بھی کر سکتا ہے،،، شافع نے چائے کا سپ لیا اور مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا "میں ٹھیک ہوں" لیکن نور آج اسکے الفاظ نہیں اسکی آنکھیں پڑھ رہی تھی اور نور کو اس بات کا بہت اچھے سے اندازہ تھا کہ اندر سے کرچی کرچی ہونے کے باوجود بھی یہ کہنا کہ "میں ٹھیک ہوں" کتنا مشکل ہوتا ہے... شافع نے چائے ڈیش بورڈ پر رکھی اور پراٹھے کا رول بنا کر نور کی طرف بڑھایا نور نے اسکے ہاتھ سے ہی پراٹھے کا ایک کٹ لے لیا،، شافع نے بھی اسی پراٹھے میں سے ایک نوالہ لے لیا... نور نے شافع کی طرف دیکھ کر پوچھا زایان کو تمھاری ماما کے بارے میں پتا ہے؟

شافع نے چائے پیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا وہ میری زندگی کے ایک ایک صفحے سے واقف ہے اس سے کچھ چھپا نہیں ہے... نور کو حیرت ہوئی شافع تو شافع لیکن اسے زایان کے رویے سے بھی کبھی ایسا کچھ نہیں لگا کہ تہمینہ بیگم شافع کی سوتیلی ماں ہیں اسے زایان سے راز رکھنے کی امید بالکل نہیں تھی... نور خاموشی سے بیٹھی تھی تو شافع اپنی چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھ کر بولا جلدی کھاؤ میڈم جانا بھی ہے یہیں بیٹھے نہیں رہنا ابھی

بہت راستہ باقی ہے،،، نور چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے بولی میرا کھانے کا دل نہیں ہے میں بس چائے پی لوں گی،،، شافع نے اسے آنکھیں دکھائیں اور پراٹھا اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا فٹافٹ یہ کھاؤ ورنہ راستے میں بھوک لگے گی،،،

نور اسے ہنسانے کے لئے بولی تو کوئی بات نہیں تمھارا دماغ کھالوں گی،،، شافع ہنسا نور نے چائے ختم کر کے کپ ٹرے میں رکھا،،، شافع نے ہوٹل والے لڑکے کو اشارے سے بلا کر ٹرے دی اور بچے ہوئے پراٹھے پیک کرنے کو کہہ دیا، وہ لڑکا پراٹھے ایک کاغذ میں لپیٹ کے لے آیا شافع نے اسے پیسے دیئے اور شکریہ ادا کر کے گاڑی آگے بڑھالی...

ہلکی ہلکی روشنی ہونا شروع ہو گئی تھی لیکن ہر جگہ دھند ہی دھند تھی جس کی وجہ سے آگے کی سڑک نظر بھی نہیں آرہی تھی یہ منظر دیکھنے میں جتنا خوبصورت تھا اتنا ہی خطرناک بھی کیونکہ روڈ ون وے تھا اور دھند کی وجہ سے سامنے سے آتی ہوئی گاڑیاں ٹھیک سے نظر بھی نہیں آرہی تھیں،،، شافع باہر کی طرف دیکھ کر بولا یہ دھند دیکھ رہی ہو کتنی خوبصورت لگ رہی ہے،،،، نور اسکی توجہ سامنے کی طرف کرواتے ہوئے بولی، تم سامنے دیکھ کر گاڑی چلاؤ پلیز... شافع مسکرایا اوکے میں سامنے ہی دیکھ رہا ہوں.....

نور اس سے پوچھنے لگی حویلی میں بجلی گیس ہے یا مٹی کا چولہا وغیرہ ہے شافع ہنسا تم کوئی دیسی گاؤں تصور مت کرنا کیونکہ وہاں اب ایسا کچھ نہیں ہے ہاں پہلے تھا لیکن اب وقت

کے ساتھ ساتھ ترقی ہو گئی ہے سڑکیں بن گئی ہیں گیس اور بجلی بھی آگئی ہے لیکن مٹی کا چولہا ہے ابھی بھی،،،، نور نے اثبات میں سر ہلایا... کچھ دیر بعد نور بولی جیسا کہ تم نے بتایا تمھارے یہاں خاندان سے باہر شادی نہیں ہوتی تو کیا تمھاری دادو اور چاچو وغیرہ ارحام اور زایان کے رشتے کے لئے مان جائیں گے ؟ شافع نے سانس کھینچا کام مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں، میرے چاچو بہت اچھے ہیں ہر بات کو سمجھنے والے، دوسری کی خوشیوں کا خیال رکھنے والے وہ زایان سے ملے ہوئے بھی ہیں اور اگر انھے لگا کہ انکی بیٹی خوش رہ سکتی ہے تو وہ کبھی منا نہیں کریں گے ہاں دادو کسی صورت نہیں مانیں گی لیکن مجھے انکی پرواہ بھی نہیں ہے.... مجھے صرف چاچو کا فیصلہ سننا ہے، نور نے اسکی طرف دیکھ کر سوالیہ نظروں سے پوچھا تمھارے چاچو تمھاری دادی کے خلاف جائیں گے ؟ شافع بھنویں اٹھا کر بولا انھے اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لئے جانا پڑے گا. نور نے بھی بھنویں اچکا کر کہا اور اگر انھوں نے ایسا کچھ نہیں کیا تو؟ شافع اپنی ہلکی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا تو میں زایان کو بولوں گا کہ ارحام کو حویلی سے اٹھا کر لیجائے، وہ ویسے بھی اسطرح کے کاموں میں بہت ماہر ہے،،، نور ہنسی وہ صرف اسطرح کے نہیں ہر الٹے کاموں میں ماہر ہے...

شافع مسکرایا، نور سامنے دیکھتے ہوئے بولی کبھی کبھی مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم دونوں دوست کیسے ہو، شافع نے قہقہہ لگاتے ہوئے پوچھا کیوں؟ تم دونوں کا مزاج ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے... شافع مسکراتے ہوئے بولا دوستی مزاج سے تھوڑی دل سے کی جاتی ہے، نور نے ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ گردن جھکائی پھر شاید میرے دل میں ہی کھوٹ ہو گا تبھی تو نہ مجھے دل سے سچے رشتے ملے اور نہ ہی دوستی نور کو منہا یاد آئی تھی.,,,,,,,, شافع نے اسکا ہاتھ لے کر اپنے ہونٹوں کے قریب کیا تمھے سچی محبت جو ملنی تھی، ایسی محبت جو ہر رشتے کی کمی پوری کر دے، نور نے نفی سر ہلایا، ہر رشتے کا ایک الگ مقام ہوتا ہے شافع.... شافع نے اثبات میں گردن ہلائی میں سمجھ سکتا ہوں لیکن میں تمھے اتنی محبت دونگا کہ تم ہر رشتے کی کڑواہٹ بھول جاؤ گی... نور ہلکا سا مسکرائی، شافع سامنے دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا یقین کرتی ہو مجھ پر؟ نور نے اسے تنگ کرنے کے لئے نفی میں گردن ہلائی... شافع نے اسے ڈرانے کے لئے گاڑی کی اسپیڈ بڑائی اور اسٹیر نگ ویل تیزی سے گھمانے لگا....

نور نے سختی سے اسکا ہاتھ پکڑا اور چیختے ہوئے بولی شافع یہ کیا کر رہے ہو آہستہ چلاؤ گاڑی... شافع بھنویں اچکا کر بولا تم تو مجھ پر یقین ہی نہیں کرتی ہو؟ نور اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی گاڑی کی سپیڈ ہلکی کرو... شافع اسکی طرف دیکھے بغیر بولا جب تمھے

مجھ پر یقین ہی نہیں ہے تو پھر میں کیوں تمھارا یقین قائم رکھنے کی کوشش کروں کہ ہم صحیح سلامت اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے.... نور زور سے بولی اچھا ٹھیک ہے سیدھی طرح گاڑی چلاؤ... شافع نے پھر اس سے پوچھا یقین کرتی ہو؟ نور سیدھی بیٹھتی ہوئی بولی تھوڑا تھوڑا.... شافع نے مسکراتے ہوئے گردن جھکائی اور گاڑی کی اسپیڈ ہلکی کر دی....

چلو ٹھیک ہے میں تمھارے اس تھوڑے سے یقین کو مکمل یقین میں بدل دوں گا.....

نور نے چین کا سانس لیا، اور سیٹ سے ٹیک لگا کر باہر دیکھنے لگی، کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شافع بولا کوئی بات کرو یار چپ کیوں ہو گئیں؟ نور نے گردن دوسری طرف موڑی ہوئی تھی... نور نے کوئی جواب نہیں دیا... تو شافع خفا ہونے والے انداز میں بولا نور کیوں چپ بیٹھی کو یار کوئی بات کرو ورنہ مجھے نیند آنے لگے گی... نور نے کوئی جواب نہیں دیا تو شافع نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھا نور سو چکی تھی، شافع نے پہلے منہ بنایا پھر ہلکا سا مسکرا دیا... اور سامنے دیکھتے ہوئے خود سے ہی بولا واہ سو گئیں میڈم اب میں پورے راستے خود سے باتیں کرتے ہوئے گاڑی چلاؤں...؟

شافع نے نور کا سیٹ بیلٹ چیک کیا... اور اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرا دیا...

شافع کئیں سالوں بعد حویلی آرہا تھا اسلئے ابراہیم صاحب نے کافی انتظامات کروائے تھے، شافع کی آنے کی خوشی سب سے زیادہ انھے ہی تھی لیکن ابراہیم صاحب کے علاوہ وہاں کسی کو یہ نہیں پتا تھا کہ شافع آئے نور کو بھی اپنے ساتھ لے کر آرہا ہے.... اور بی اماں تو اس تیاری سے بیٹھی تھیں کہ شافع آئے تو وہ کچھ نہ کچھ کر کے شافع کو ارحام سے شادی کے لئے راضی کرلیں لیکن انھے اس بات کا اندازہ ہی نہیں تھا سب کچھ انکی سوچ کے برعکس ہونے والا ہے، ارحام یہ بات جانتی تھی کہ شافع ابراہیم صاحب سے اسکے اور زایان کے سلسلے میں بات کرنے آرہا ہے اسلئے وہ مطمئن تھی اسے صرف ڈر تھا تو بی اماں کا.... کہ نا جانے وہ کیا ہنگامہ کریں.....

زایان آفس میں داخل ہوتے ہی سب سے ہنستے مسکراتے ہوئے اپنے انداز میں سلام دعا کر کے شافع کے آفس میں آکر بیٹھ گیا اسکا آفس اوپر اور جبکہ شافع کا آفس نیچے تھا، شافع نہیں تھا تو اسنے شافع کے آفس میں ہی بیٹھنے کا ارادہ کیا... آفس میں آکر بیٹھتے ہی اسنے

سب سے پہلے چائے اور سادہ کیک منگوایا اور لیپ ٹاپ آن کیا... وہ کام کر رہا تھا جب کچھ دیر بعد انھی کے آفس کی ایک لڑکی فائل ہاتھ میں لے کر اسکے آفس میں آئی... سر وحید قریشی صاحب کے سیکریٹری کا فون آیا تھا... وہ آج میٹنگ ارینج کروانا چاہ رہے تھے...

زایان نے کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی ٹھیک ہے پھر آپ نے کیا کہا..؟ وہ لڑکی فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی سر میں نے انھے کہہ دیا کہ آپ سے پوچھ کر بتاؤ گی آپ بتادیں آپ آج میٹنگ کریں گے یا نہیں؟

زایان کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا ٹھیک ہے دو بجے کی میٹنگ رکھوادیں لیکن انھے کہئے گا کہ وہ میرے آفس آئیں گے میں نہیں.... وہ لڑکی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی ٹھیک ہے سر جیسا آپ کہیں.... اسنے فائل زایان کے آگے رکھی سر اس پر سائن کر دیں....

زایان نے پہلے فائل پڑھی پھر سائن کرتے ہوئے بولا تاشفہ شاہزیب کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ لڑکی اثبات میں سر ہلا کر بولی جی سر مجھے تاشفہ کے آفس کے ہی ایک ایملوئی سے پتا چلا ہے کہ انھے چینل سے نکال دیا گیا تھا اور ان پر چار سال کا بین کا بھی لگا ہے وہ چار سال تک پاکستان میں ایک جرنلسٹ کے طور پر کہیں کام نہیں کر سکتیں اور اسی لئے وہ امریکہ چلی گئی ہیں... زایان نے نظریں اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھا زایان کی آنکھوں میں چمک آئی سچ کہہ رہی ہو؟ وہ لڑکی اثبات میں سر ہلا کر بولی جی سر....

زایان نے مسکراتے ہوئے وہ فائل واپس اس لڑکی کی طرف بڑھائی اس بات پر تو پارٹی بنتی ہے،،،انکے آفس میں سب ہی زایان کے مزاج سے واقف تھے وہ لڑکی مسکراتے ہوئے بولی تو پھر سر کب دے رہے ہیں آپ پارٹی؟زایان نے بھنویں اچکائیں، میں اکیلا کیوں دوں پارٹی سب پیسے ملاؤ پھر کریں گے.... وہ لڑکی ہنسی.... زایان بھی ہنستا ہوا بولا آفس کے بعد سوچیں گے کچھ... وہ لڑکی مسکراتے ہوئے گردن ہلا کر باہر چلی گئی....

اتنے میں ایک آدمی چائے اور کیک لے کر آیا اور ٹیبل پر رکھ دیا زایان موبائل اٹھاتے ہوئے بولا یہ بات شافع کو تو بتانی چاہیے صبح صبح خوش ہو جائے گا.... زایان نے موبائل اٹھا کر شافع کا نمبر ڈائل کیا لیکن کال نہیں اٹھائی گئی تو اسنے فون رکھ دیا چلو بعد میں کر لوں گا ہو سکتا ہے ڈرائیو کر رہا ہو.... موبائل رکھ کر اسنے چائے کا کپ اٹھا لیا....

شافع کا موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا زوں زوں کر رہا تھا جب نور کی آنکھ کھولی موبائل شاید وائبریشن پر تھا اس لئے ٹیون نہیں بجی تھی جیسے ہی نور کی آنکھ کھولی موبائل بھی وائبریٹ ہونا بند ہو گیا،،،نور آنکھیں کھول کر سیدھی ہوئی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف گردن گھمائی اور ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی ڈرائیونگ سیٹ خالی تھی شافع وہاں نہیں

تھانور نے سامنے دیکھا گاڑی روڈ کے کنارے پر تھی لیکن اسے شافع نظر نہیں آرہا تھانور کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا اسنے گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن گاڑی لاک تھی،،،اسنے زبردستی دروازہ کھینچا اور اتنے میں اسے دوسری طرف آہٹ محسوس ہوئی اسنے مڑ کر دیکھا شافع گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا،،،اسے دیکھ کر نور کی سانس میں سانس آئی شافع نے گاڑی کا دروازہ کھول کر نور کی طرف دیکھا اتنی سردی میں بھی اسکے ماتھے پر پسینہ تھا.... شافع نے اس سے کچھ پوچھنے کے بجائے پہلے چابی کے بٹن سے نور کی طرف کا دروازہ کھولا اور اسکی طرف آکر دروازہ کھولا.... کیا ہوا تمھے اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟ شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی سے باہر نکالا...

نور نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی نہیں کچھ نہیں بس تم گاڑی میں نہیں تھے تو،،، اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی شافع ہنستا ہوا بولا تو تمھے لگا کہ میں بھاگ گیا.... نور نے نفی میں سر ہلایا.... شافع اسکے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلاتے ہوئے بولا گاڑی کے پیچھے ڈیزل رکھا ہوا تھا بس وہی ڈالنے کے لئے گاڑی روکی تھی پھر سوچا پیچھے کے ٹائر بھی چیک کرلوں.... نور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی.... شافع نے گاڑی میں سے پانی کی بوتل نکال کر اسے تھمائی، نور نے آگے آکر گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائی اور پانی پینے لگی، شافع اسے بغور دیکھ رہا تھا... وہ

اچانک بولا نور مجھے لگ رہا ہے تمھے مجھ سے محبت ہو گئی ہے نور کے منہ سے پانی و آپس نکل گیا... شافع نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی ارے کیا ہو گیا...؟ نور نے چادر سے منہ صاف کیا کچھ نہیں.... شافع دوسری طرف سے آ کے گاڑی کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا... میں نے ٹھیک کہا نہ نور؟ نور نے مڑ کر اسکی طرف انجان بنتے ہوئے پوچھا کیا؟ شافع کندھے اچکاتے ہوئے بولا یہی کے تمھے مجھ سے محبت ہو گئی ہے.... نور سامنے روڈ کی طرف دیکھ کر بولی ایسا تو کچھ نہیں ہے.... شافع شیشے پر کمر ٹکاتا ہوا نور کی طرف دیکھ کر بولا یعنی تم نے مجھے تڑپا تڑپا کے مارنا ہے... نور نے نا سمجھی سے پوچھا کیا مطلب؟ شافع اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا مطلب یہ کے محبت صاف آنکھوں میں نظر آ رہی ہے لیکن زباں سے اظہار نہ کرنے کی ضد پال رکھی ہے... نور نے فوراً اس سے آنکھیں چرائی تم پتا نہیں کیا بول رہے ہو تم باتوں میں الجھا دیتے ہو.....

اسکے گال کی سرخی دیکھ کر شافع مسکرایا میں تو سیدھی باتیں ہی کرتا ہوں کوئی الجھ جائے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟؟؟ نور اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے اپنی چادر ٹھیک کرنے لگی.... شافع کی نظریں اس پر ہی تھیں تو پھر نہیں ہے محبت؟ نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا" نہیں " شافع اسکے گالوں کو چھوتے ہوئے بولا تو پھر اتنا بلش کیوں کر رہی ہو؟ نور نے پھر نظریں چرائیں میں کہاں بلش کر رہی ہوں شاید سردی کی وجہ

سے.... شافع نے قہقہہ لگایا.... پھر سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے بولا "کسی کو اتنا بھی اپنی محبت کے لئے نہیں ترسانا چاہیے کہ جب سامنے والا خاموش ہو جائے تو آپ محبت کے اظہار کے لئے ترس جائیں"

نور اسکے سامنے آتے ہوئے بولی لیکن مجھے پتا ہے تم کبھی خاموش نہیں ہو گے.... شافع اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور اگر ہو گیا تو؟؟؟؟ نور بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی محبت کی ہے تم نے مجھ سے اتنی آسانی سے پیچھا نہیں چھڑانے دوں گی....

شافع ہنسا نور نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے گاڑی سے نیچے اتارا شافع ہنستے ہوئے بولا مطلب محبت ہے مگر اظہار نہیں کرنا صرف اظہار سننا ہے... نور اپنی ہنسی دباتے ہوئے گاڑی کی طرف جاتے ہوئے بولی شافع ہمیں دیر ہو رہی ہے چلو...

نور گاڑی میں بیٹھ گئی شافع ڈرائیونگ سیٹ کی طرف جانے کے بجائے نور کی طرف آیا اور ایک ہاتھ گاڑی کے اوپر کی طرف رکھتے ہوئے بولا

I love you Noor

نور نے اسکی طرف دیکھنے کے بجائے سامنے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تھینکیو شافع....

شافع نے ہنستے ہوئے اسکے کندھے پر سر رکھا... ایسے مت کیا کرو یار مجھے تم سے عشق ہو جائے گا،،، نور نے آنکھیں بند کر کے دل میں کہا "شاید میں یہی چاہتی ہوں" شافع اسکے

کندھے پر سے سر اٹھائے بغیر بولا "اور میں جانتا ہوں تم یہی چاہتی ہو "نور نے فوراً آنکھیں کھولیں اور اسکا سر اپنے کندھے سے اٹھاتے ہوئے بولی شافع چلو دیر ہو رہی ہے.... شافع نے واپس اسکے کندھے پر سر رکھا میرا دل نہیں چاہ رہا... نور اسے پیچھے کرتے ہوئے بولی شافع کتنی سنسان سڑک ہے یہاں زیادہ دیر رکنا ٹھیک نہیں ہے... شافع مسکراتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا تمھے بہانے بنانا خوب آتے ہیں

نور اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی میں بہانے بنا رہی ہوں؟ تو ٹھیک ہے کھڑے رہو یہیں جب کوئی آئے گا اور گن پوائنٹ پر تمھاری یہ عالیشان سی گاڑی، گھڑی، موبائل، والٹ اور باقی سب لے جائے گا تو پھر مزے سے اس روڈ پر ٹینٹ لگا کے بیٹھے رہنے.... شافع ہنسا تم مجھے ہلکا لے رہی ہو نور تمھے لگتا ہے شافع وارثی کی گاڑی کوئی اتنی آسانی سے چوری کر سکتا ہے؟ شافع نے گاڑی اسٹارٹ کی نور آنکھیں گھما کر بولی تم اوور کونفیڈنس ہو رہے ہو... اور یہ تمھاری پرانی عادت ہے...

شافع نے اسے گھورا میں اوور کونفیڈنس نہیں ہو رہا میری گاڑی میں ٹریکر لگا ہوا ہے یہ جہاں جہاں جائے گی مجھے پتا چل جائے گا، اور میرے پاس..... شافع اچانک روکا اور اسکی طرف گھومتا ہوا بولا،،، ایک منٹ ایک منٹ تم نے کیا کہا میری پرانی عادت ہے

اوور کونفیڈنس ہونے کی آپ ذرا بتانا پسند کریں گی کہ میں کب اوور کونفیڈنس ہوا ہوں.... نور نے دانتوں تلے زبان دبائی اسنے غلط وقت پر غلط بات کہہ دی تھی... وہ فوراً کندھے اچکا کر بولی میں نے بس ایسی کہہ دیا شافع نے اسے گھورا تو نور فوراً نظریں چرا کر باہر دیکھنے لگی شافع اسے دیکھ کر مسکرایا....

دس بجے کے قریب وہ لوگ گاؤں میں داخل ہوئے اور حویلی گاؤں کے شروع میں ہی تھی نور ہر چیز کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی وہ آج سے پہلے کبھی گاؤں تو کیا ایک شہر سے دوسرے شہر بھی نہیں گئی تھی... شافع نے صحیح کہا تھا نور نے جو سب سوچا ہوا تھا وہاں ویسا نہیں تھا سڑکیں بنی ہوئی تھیں گھر کچھ کچے تھے تو کچھ پلے آس پاس سے گاڑیاں بھی گزر رہی تھیں اور تانگے بھی، اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی جیسے دیکھ کر تازگی کا احساس ہوتا تھا.... شافع نے گاڑی حویلی کی طرف موڑی تو نور نے بیتابی سے پوچھا کیا ہم پہنچ گئے ؟ شافع نے سپاٹ چہرے سے اثبات میں گردن ہلا کر ہاتھ سے اشارہ کیا نور نے اسکے ہاتھ کی سمت میں دیکھا اسے دور سے ہی حویلی نظر آ گئی تھی.... نور کے منہ سے پہلا لفظ جو نکلا وہ تھا "واؤ" شافع ہلکا سا مسکرایا،،، گاڑی حویلی کے قریب آئی تو دروازہ کھول دیا

گیا،،، شافع نے گاڑی اندر لے لی نور کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا ڈھائی سو تین سو گز کا تو صرف لان تھا جس کے بیچ میں سے گاڑی کے گزرنے کا راستہ بنایا گیا تھا، نور نے آگے ہو کر سر اٹھایا اور حویلی کو دیکھنے لگی.... حویلی باہر سے صرف وائٹ اور براؤن رنگ کی تھی حویلی کے بائیں جانب سے الگ سے بڑی سی ترچھی اشکال میں سیڑھیاں بنی ہوئیں تھی تو شاید چھت کی طرف جاتی تھیں،،، نور کو لگا تھا کہ وہ کوئی خستہ حال پرانی سی حویلی ہو گی لیکن حویلی کو دیکھ کر پتا چل رہا تھا کہ یہ پرانی تو ہے لیکن خستہ حال نہیں یہاں وقتاً فوقتاً مرمت کروائی جاتی رہی ہے شافع نے گاڑی روکی لیکن نور حویلی دیکھنے میں اتنی مصروف تھی کہ گاڑی رکنے کا اسے پتا ہی نہیں چلا.... شافع نے اسکے آگے چٹکی بجائی تو وہ چونکی شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا اس حویلی کی خوبصورتی میں مت کھونا نور گھر جتنے بڑے ہوں اسکے پیچھے اتنے ہی بڑے راز ہوتے ہیں.... نور نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی میں ایسی کسی چیز میں نہیں کھو سکتی شافع جو تمھے دکھ پہنچانے کا باعث بنی ہو.... شافع مسکرایا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اندر سے اسے ابراہیم صاحب آتے ہوئے دکھے....

شافع انکی طرف اشارہ کر کے بولا چاچو آ رہے ہیں،،، شافع نے اترنے کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا نور کا دوپٹہ تقریباً کھل چکا تھا اسنے اپنا دوپٹہ ٹھیک سے سر پر ٹکایا اور چادر

سنبھالتے ہوئے گاڑی سے اتری،،، شافع ابراہیم صاحب کے گلے لگا ہوا تھا،،، ابراہیم صاحب اسکی پیٹھ تھپ تھپا کر اسے کچھ بول رہے تھے شافع مسکراتے ہوئے ان سے الگ ہوا ان سے الگ ہو کر شافع نے ابراہیم صاحب کی توجہ نور کی طرف کروائی... شافع نور کے پاس آیا اور ابراہیم صاحب سے بولا یہ آئے نور ہے میری بیوی.... نور نے مسکراتے ہوئے انھے سلام کیا... ابراہیم صاحب نے بھی مسکراتے ہوئے اسکے سلام کا جواب دیا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اسکا حال احوال پوچھنے لگے، ایک ملازم آکر گاڑی سے انکے بیگ نکال کر اندر لے گیا،،،

ابراہیم صاحب انھے اندر لے جانے لگے ابراہیم صاحب آگے تھے اور وہ دونوں پیچھے نور نے شافع کا ہاتھ تھام لیا..... شافع نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا نور سہمے ہوئے لہجے میں نفی میں گردن ہلا کر بولی مجھے ڈر لگ رہا ہے... شافع نے اسکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی "میں ہوں نہ" شافع اسکا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا... ابراہیم صاحب لاؤنج کے دروازے سے اندر داخل ہوئے، شافع بھی انکے پیچھے ہی اندر آیا بی اماں اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے آئیں اور شافع کو دیکھ کر والہانہ انداز میں اسکی طرف بڑھنے لگیں.... ارے میرا شافع آگیا... وہ بڑھ ہی رہی تھیں جب نور شافع کے پیچھے سے آگے

آئی بی اماں کے قدم وہیں رک گئے انکے پیچھے جو عائشہ بیگم آرہی تھیں وہ بھی بی اماں کے پاس ہی رک گئیں...

بی اماں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں... ابراہیم صاحب انکو لے آکر آگے آئے شافع نے ابھی بھی نور کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، شافع کو اپنے قدموں میں لڑکھڑاہٹ محسوس ہوئی لیکن اسکے چہرے پر ایک شکن نہیں تھی، نور کو لے کر وہ بی اماں کے سامنے آیا اور بی اماں کو سلام کر کے انکے آگے سر جھکایا،، بی اماں نے چبھتے ہوئے انداز میں اسکے سلام کا جواب دیا لیکن سر پر ہاتھ نہیں رکھا،، نور شافع کی آڑ میں کھڑی تھی اسنے آہستہ سے بی اماں کو سلام کیا لیکن انھوں نے سلام کا جواب نہیں دیا،، تو شافع انھے دیکھتے ہوئے بھنویں اچکا کر بولا داد و سلام کا جواب دینا فرض ہے آپکو نہیں پتا؟ بی اماں نے دوسری طرف منہ کر کے زبردستی نور کے سلام کا جواب دیا... شافع نے عائشہ بیگم کو سلام کیا انھوں نے بھی بھنویں چڑھا کر سلام کا جواب دیا اور نور کا سلام سنے بغیر ہی کمرے کی طرف مڑ گئیں....

ابراہیم صاحب کو شرمندگی محسوس ہوئی،، ماحول کا تناؤ کم کرنے کے لئے وہ فوراً بولے تم لوگ کھڑے کیوں ہو آؤ.... ابراہیم صاحب انھے لاؤنج میں بیٹھانے کے بجائے بائیں جانب بنی بیٹھک میں لے آئے جہاں سے باہر کا لان صاف نظر آتا تھا.... وہاں پر ایک

سائڈ پر چٹائی سے بنے ہوئے صوفے رکھے تھے.... ابراہیم صاحب نے ان دونوں کو وہاں بیٹھایا تم لوگ بیٹھو میں باقی سب کو بلا کر لاتا ہوں ابراہیم صاحب جانے ہی لگے تھے اتنے میں ارحام وہاں آگئی.... اسنے گلابی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا اور سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا تھا... اسے دیکھ کر ابراہیم صاحب ہلکا سا مسکرائے....

ارحام نے آگے آتے ہوئے شافع کو سلام کیا پھر نور کی طرف بڑھی نور کو اسکے انداز سے لگا تھا کہ وہ اس سے گلے ملنے کے لئے آگے آرہی ہے اسلئے وہ کھڑی ہو گئی... ارحام آکر مسکراتے ہوئے نور کے گلے لگی،،، اور اس سے الگ ہوتے ہوئے شافع کی طرف دیکھ کر بولی آپکی بیوی ہے نہ؟ شافع نے اثبات میں گردن ہلائی.... ارحام نور کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی بہت پیاری ہیں ماشاءاللہ... نور کو کسی نے بتایا نہیں تھا پھر بھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہی ارحام ہے... تم ارحام ہو نا؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے حیرت سے پوچھا آپ نے کیسے پہچانا؟ نور مسکراتے ہوئے بولی بس پہچان لیا ارحام مسکرادی، ارحام کو اسطرح دیکھ کر ابراہیم صاحب کو حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ سب تو یہی سمجھتے تھے کہ ارحام شافع سے محبت کرتی ہے اور شافع کے اسطرح اچانک شادی کر لینے سے سب سے زیادہ غم ارحام کو ہی ہو گی....

ابراہیم صاحب نے ان سب باتوں کو دماغ سے جھٹکا اور ارحام سے بولے ارے ارحام شہزاد اور اسکی بیوی وغیرہ کہاں ہیں ؟ارحام انکے پاس آتے ہوئے بولی بھائی کسی کام سے گئے ہیں، ابھی آجائیں گے ،اور بھابھی حارث کو سلا کر ناشتہ لگانے گئی تھیں ابھی آتی ہی ہونگیں.....

ابراہیم صاحب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے اچھا چلو پھر دیکھو ناشتہ لگایا نہیں پانی وانی لے کر آؤ... ارحام اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی.... ابراہیم صاحب شافع کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولے کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا راستے میں کب نکلے تھے تم لوگ ؟

شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا چچو، ہم لوگ پانچ بجے سے پہلے نکلے تھے.... ابراہیم صاحب اٹھتے ہوئے بولے اوہو پھر تو تم لوگ بہت تھک گئے ہونگے ناشتہ کرو پھر آرام کرلو جا کے سامان میں نے تمھارے کمرے میں رکھوا دیا ہے.... ابراہیم صاحب اٹھے تو وہ دونوں بھی کھڑے ہو گئے.... ابراہیم صاحب انھے ناشتے کی ٹیبل کی طرف لے آئے جہاں ارحام اور ابراہیم صاحب کے بڑے بیٹے کی بیوی نازیہ ناشتہ لگا رہی تھیں....

وہ لوگ وہاں پہنچے تو ابراہیم صاحب کی بہو آگے آکر خوش اسلوبی سے ان دونوں سے ملیں، وہ لوگ ناشتے کے لئے بیٹھے ہی تھے جب ابراہیم صاحب کا بڑا بیٹا شہزاد وہاں آیا....

اسے دیکھ کر شافع مسکراتا ہوا کھڑا ہوا... شہزاد بھی تیزی سے شافع کی طرف بڑھا اور اسکے گلے لگ گیا اسکی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے بولا اور کیسے ہو تم؟ تمھے ہماری یاد نہیں آتی....؟ شافع مسکراتے ہوئے الگ ہو کر بولا میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟ شہزاد نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی میں بھی بالکل ٹھیک ہوں اتنے ٹائم بات یوں تمھے سب کے ساتھ دیکھ کر بہت اچھا لگ رہا ہے.... شافع ہلکا سا مسکرایا....

شہزاد کی نظر نور پر پڑی تو اسکا بھی حال احوال پوچھتے ہوئے وہ سامنے جا کر بیٹھ گیا....

ناشتے پر سب موجود تھے سوائے بی اماں اور عائشہ بیگم کے..... شافع نے تکلف کے طور پر ابراہیم صاحب سے پوچھ لیا دادو اور چچی ناشتہ نہیں کریں گی جب کہ اسے پتا تھا وہ یہاں نہیں آئیں گی.... ابراہیم صاحب نور کے سامنے مسکراتے ہوئے بولے انھوں نے ناشتہ کر لیا ہے بیٹا تم لوگ ناشتہ شروع کرو.... شافع نے اثبات میں گردن ہلائی نور خاموش ہی تھی کوئی مخاطب کر لیتا تو وہ ایک دو بات کر لیتی شافع ابراہیم صاحب اور شہزاد سے کوئی نہ کوئی بات کر رہا تھا.....

ناشتہ کرنے کے بعد سب لاؤنج میں آ گئے ابراہیم صاحب شافع اور نور سے بولے بیٹا تم لوگ اب آرام کرو سفر سے تھکن ہو گئی ہو شافع نے اثبات میں سر ہلایا پھر ارحام سے بولا ارحام تم پلیز نور کو روم دیکھا دو گی میں دادو سے مل کر آتا ہوں.... ارحام نے مسکراتے

ہوئے اثبات میں سر ہلایا، آئے نور شافع سے سرگوشی میں بولی میں بھی چلوں؟ شافع نے نفی میں سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے بولا تم ابھی جا کر ریسٹ کرو بعد میں مل لینا نور نے اثبات میں سر ہلایا اور ارحام کے ہمراہ چلی گئی....

بی اماں کا کمرہ نیچے ہی تھا شافع انکے کمرے کی طرف بڑھا بی اماں کڑے تیور لئے چھڑی تھامے کھڑکی کے پاس بیٹھی تھیں شافع نے دروازے پر دستک دی تو انھوں نے مڑ کر دیکھا، شافع کو دیکھ کر انکے تیور چڑھ گئے وہ واپس کھڑکی کا رخ کر کے بولیں شافع تمھارے پاس ایک گھنٹا ہے جس لڑکی کو لے کر آئے اسے لے کر واپس چلے جاؤ....
شافع آگے آ کر صوفے پر بیٹھا وہ تو میری بیوی ہے دادو،،، اور میں تو دو یا تین دن کے لئے آیا ہوں تو پھر ایک گھنٹے میں واپس کیوں چلا جاؤں....؟
بی اماں غصے سے مڑیں اور چیختے ہوئے بولیں ارے ایسے ہی کسی بھی لڑکی کو اٹھا کر بیوی نہیں بنالیا جاتا آخر ہے کون وہ خاندان کیا ہے اسکا نا جانے کہاں سے تمھارے پلے پڑ گئی نہ آتا نہ پتا.... خاندانی بھی ہے یہ ایسے ہی امیر لڑکوں کو پھانسنے میں ماہر ہے... شافع نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں..... پھر بیٹھے ہوئے ہی نظریں اٹھا کر بولا اسکے تعارف کے

لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ میری بیوی ہے.... اور میری بیوی ہونے کے بعد اسے کسی کو کوئی صفائیاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے.... شافع اٹھ کر جانے لگا تو بی اماں بولیں ارے مجھے تو لگتا ہے اسے جادو کرنا بھی آتا ہے کچھ گھول کر پلا دیا ہے تجھے تبھی تو تو مجھ سے اسطرح بات کر رہا ہے.... شافع مڑ کر انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا اسے صرف جادو نہیں کالا جادو بھی آتا ہے جس سے محبوب قدموں میں آجاتا ہے.... بی اماں اسے گھورتے ہوئے بولیں وہ تو مجھے دکھ ہی رہا ہے لیکن میں اس لڑکی کو اس حویلی میں ایک منٹ برداشت نہیں کروں گی اس لئے بہتر ہے بغیر کسی ہنگامے کے اسے لے کر چلے جاؤ.... شافع نے طنزیہ ہنسی سے نفی میں گردن ہلائی دیکھیں دادو نہ تو میں تیمور علی وارثی ہوں اور نہ ہی وہ گلنار کہ آپ اسے ذلیل کرتی رہیں اور میں کھڑے ہو کر تماشہ دیکھوں،،، میں خوشی سے آیا ہوں مجھے خوشی سے رہنے دیں.... کیونکہ اگر کسی نے ہنگامہ کیا تو اس حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر جاؤں گا میں....

بی اماں آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھیں،،، شافع انکا ہاتھ چوم کر بولا، آپکا پوتا اور نئی بہو آئے ہیں،، کچھ خاطر مدارت کریں اور ہاں خیال رکھیں اپنا اتنا غصہ کرنا آپ کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہے.... شافع مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا بی اماں سر تھام کر صوفے پر

بیٹھ گئیں آخر یہ لڑکا کیا کیا بول گیا ہے.... بی اماں کے اٹھتے شعلوں کو شافع بھڑکنے سے پہلے ہی بجھا گیا تھا....

ارحام نور کو کمرے تک لے آکر آئی.... نور نے کمرے کا جائزہ لیا کمرے کے دونوں طرف بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں صبح کے برعکس اس وقت سردی تھوڑی کم تھی... ارحام نے نور سے پوچھا آپ کو کچھ چاہیئے؟ نور نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلایا... تو پھر میں جاؤں؟ نور ارحام کا ہاتھ پکڑ کر بولی تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں.... ارحام مسکرائی اور وہ دونوں بیڈ پر آمنے سامنے بیٹھ گئیں.... ارحام نور کو بغور دیکھتے ہوئے بولی آپ بہت پیاری ہیں... نور مسکرائی لیکن تم سے کم.... ارحام ہنس دی آپ کو دیکھ کر ہی پتا چلتا ہے کہ آپ شافع کے لئے ہی بنی ہیں.... نور ارحام کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی اور تم زایان کے لئے.... زایان کا نام سنتے ہی ارحام کی آنکھوں میں چمک آئی.... نور نے ارحام کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تمھے پتا ہے ہم کیوں آئے ہیں؟ ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی، لیکن مجھے نہیں لگتا کہ میری زندگی میں زایان کا ساتھ لکھا ہے مجھے تو یہ سب بھی ایک خواب سا لگتا ہے... نور نے حیرت سے پوچھا تمھے کیوں لگتا ہے ایسا... ارحام

نے ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ گردن جھکائی لیکن کچھ کہا نہیں..... نور اسے دیکھتے ہوئے بولی ارحام مجھے تمھاری فکر ہو رہی ہے... ارحام نے نظریں اٹھا کر حیرت سے پوچھا کیوں؟ آئے نور مسکراتے ہوئے بولی، تم اتنی پیاری اور معصوم سی ہو اور وہ زایان اس سے شیطان بھی دور بھاگتے ہیں، ارحام ہنسی نور بولی تم جتنی دبلی پتلی ہو نا مجھے تو سوچ سوچ کر ٹینشن ہو رہی ہے کہ زایان کی خوراک کے جتنا کھانا کیسے بناؤ گی..... ارحام دوبارہ ہنسی ایک بات کی تو گارنٹی ہے کہ زایان خود تو موٹا ہوا نہیں لیکن تمھے اپنی طرح کھلا کھلا کے ضرور موٹا کر دے گا....

ارحام مسکراتے ہوئے بولی مجھے سب قبول ہے بس میرے دل کے سمندر میں بہتی کشتی کو کنارے کی تلاش ہے... نور مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی وہ تو بہت جلد ملنے والا ہے... ارحام خلا میں دیکھتے ہوئے بولی اکثر کشتیاں کنارے پر آ کر ڈوب جاتی ہیں... نور بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی تم اسطرح مایوسی کی باتیں کیوں کر رہی ہو سب ٹھیک ہو گا..... ارحام نور کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ کر بولی سچ میں سب کچھ ٹھیک ہو گا نہ؟ نور نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ دبایا...

اتنے میں شافع گلہ کھنکار کر کمرے میں داخل ہوا... ارحام بیڈ پر سے اٹھی اچھا آپ لوگ آرام کریں اگر کچھ چاہیئے ہو تو آواز دے دیئے گا..... شافع کا چہرہ سپاٹ تھا اور آنکھیں

ہلکی سرخ تھی ارحام جانے لگی تو شافع اس سے بولا تم چاہو تو بیٹھ جاؤ.... ارحام ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی نہیں مجھے کچھ کام ہے آپ لوگ آرام کریں ارحام دروازہ بند کر کے کمرے سے چلی گئی.... شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا.... نور نے ٹھہر کر پوچھا، داد و غصہ کر رہی تھیں کیا؟ شافع خاموش رہا.... نور نے سامنے دیوار کی طرف دیکھا، ناراض ہو نگی؟ شافع نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا اگر ناراض ہوتیں تو میں منا لیتا لیکن وہ اپنی انا کے سحر میں ہیں.....

شافع سیدھا ہو کر لیٹ گیا، اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا، نور نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تم ٹھیک ہو؟ شافع نے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹائے بغیر اثبات میں سر ہلایا مجھے نیند آ رہی ہے تم بھی سو جاؤ... نور اسے دیکھتی ہوئی سیدھی ہو گئی،،، اور پھر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ

ابراہیم صاحب بی اماں کی عدالت میں کھڑے تھے، ابراہیم تمھے پتا تھا کہ شافع اس لڑکی کو بھی اپنے ساتھ لے کر آ رہا ہے؟ ابراہیم صاحب نے اطمینان سے کہا وہ لڑکی اس گھر کی بہو اور شافع کی بیوی ہے اماں... بی اماں بھنویں اچکاتے ہوئے بولیں، ان انجانے زبردستی کے رشتوں کو میں نہیں مانتی،،، ابراہیم صاحب نے منہ پر ہاتھ پھیرا یہ

زبردستی کا رشتہ نہیں ہے اماں وہ دونوں خوش ہیں ساتھ زبردستی کا رشتہ تو وہ تھا جو آپ جوڑنا چاہ رہی تھیں اُس رشتے کو پھر آپ کیسے مان لیتیں....

بی اماں کو چپکی لگی، پھر دانت پیستے ہوئے بولیں تمھے اپنی بیٹی کی خوشیوں کا ذرا خیال نہیں ہے ابراہیم.....؟

ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے اماں میری بیٹی کے نصیب میں جو ہوگا اسے کوئی نہیں بدل سکتا اور جب ارحام ہی مطمئن ہے تو آپ کیوں پریشان ہیں، میری بیٹی کے لئے اللہ نے کچھ اچھا ہی سوچ رکھا ہوگا،،، اگر کچھ بہتر نہیں ہوا تو بہترین ہو جائے گا مجھے اپنی بیٹی کے لئے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہے....

بی اماں کڑے تیور سے انھے گھورتے ہوئے بولیں آخر میری اولادوں کو ہو کیا گیا ہے ہر کوئی نافرمانی پر اترا ہوا ہے، ابراہیم صاحب نے آگے بڑھ کے بی اماں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اماں کوئی نافرمانی پر نہیں اترا بس آپ ضد پر اڑی ہوئی ہیں وقت کے ساتھ ہر انسان کا مزاج بدلتا ہے آپ بھی اپنے مزاج میں نرمی لائیں بچوں کے لئے تو سب برداشت کرنا پڑتا ہے،،، آپکا پوتا اتنے سال بعد آیا ہے کیا اسکے آنے کی آپکو بالکل بھی خوشی نہیں ہے؟

بی اماں نے بھنویں سکیڑیں تو کیا اب تم مجھے بتاؤ گے کہ مجھے اپنا مزاج کیسا رکھنا چاہیے؟

ابراہیم صاحب نے ضبط سے سانس کھینچ کر منہ پر ہاتھ پھیرا، اماں آپ کیا چاہتی ہیں؟ بی

اماں بھنویں اٹھاتے ہوئی بولیں اس لڑکی کو شافع کی زندگی سے نکالنا چاہتی ہوں...

ابراہیم صاحب نے افسوس سے نفی میں گردن ہلائی....اماں وہ تیمور بھائی صاحب نہیں ہے کہ آپ اسکی بیوی کو کچھ بھی کہیں اور وہ چپ رہے،اور میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں وہ ایک دو دن کے لئے آیا ہے اسے سکون سے رہ لینے دیں اگر اسکی زندگی میں کچھ خوشیاں آگئی ہیں تو مہربانی کر کے انھے قائم رہنے دیں،،،

بی اماں چڑ کر بولیں تو میں کیا اسکی خوشیوں سے جلتی ہوں بھلا...

تو پھر آپ اسے جیسے وہ چاہتا ہے ویسے زندگی گزارنے دیں اور ارحام کی فکر چھوڑ دیں اسکے نصیب میں جو ہو گا دیکھا جائے گا ویسے بھی نصیب بدلتے ہوئے وقت نہیں لگتا...

ابراہیم صاحب کمرے سے باہر جانے کے لئے مڑ گئے،،،بی اماں پیچھے سے چینختی ہوئی بولیں ٹھیک ہے بھئی نہیں بول رہی میں کسی کے معاملے میں اب یہ دن آگئے ہیں کہ ہمارے بچے ہمیں ہی آنکھیں دکھانے لگے ہیں تمھارے ابا زندہ ہوتے تو پھر دیکھتی کون مجھ سے اونچی آواز میں بات کرتا ہے لیکن اب تو میں اکیلی ہوں کر لو جتنی نافرمانی کرنی ہے،انکے بچوں کے بارے میں سوچو اور یہی ہمیں آنکھیں دکھا رہے ہیں،ابراہیم صاحب نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے ایک آہ بھری اور بغیر کچھ کہے سیدھا چلے گئے،

نور کو سوئے کچھ گھنٹے گزرے تھے اسکی آنکھ کھولی اسنے گردن موڑ کر بیڈ کی دوسری طرف دیکھا، شافع وہاں نہیں تھا وہ سیدھی ہو کر لیٹ گئی، سامنے لگی گھڑی کی طرف دیکھا دو بجنے والے تھے، اچانک اسے گولی چلنے کی آواز آئی،،، وہ ڈر کے دل تھام کر سیدھی ہو کے بیٹھ گئی،،، نور نے اٹھ کر کھڑکی کی طرف جانا چاہا لیکن پھر سے گولی چلنے کی آواز آئی وہ سہم کر واپس بیڈ پر بیٹھ گئی، گولی کہیں قریب سے ہی چلی تھی آواز بہت واضح تھی،،، گولی چلنے کی آواز دوبارہ آئی تو وہ شافع کا نام لیتی ہوئی تیزی سے دروازے کی طرف بھاگی،،، اسنے دروازہ کھولا ہی تھا کے سامنے سے ارحام کمرے کی طرف آتے ہوئے دکھی وہ شاید اسے کے کمرے میں آ رہی تھی، نور کا اڑا ہوا رنگ دیکھ کر ارحام نے پریشانی سے پوچھا کیا ہوا آپکو آپ ٹھیک ہیں؟ نور نے کپکپاتے لفظوں سے کہا وہ... وہ گولی چلنے کی آواز، شافع کہاں ہے؟

ارحام نے سر پر ہاتھ رکھا اوہ اچھا وہ آواز، دراصل بابا، شہزاد بھائی اور شافع پیچھے کے لان میں نشانہ بازی کر رہے ہیں اسکی گولی کی آواز تھی،،، نور کی سانس میں سانس آئی اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا، ارحام اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی لگتا ہے آپ ڈر گئیں

تھی... نور مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی وہ اچانک آواز آئی تو بس....
گولی کی آواز دوبارہ آئی تو نور نے چونک کر ارحام کا ہاتھ پکڑا ارحام ہنسی، اور اسے اپنے ساتھ آگے لے جاتے ہوئے بولی چلیں میں آپ کو دکھاتی ہوں یہ لوگ کہاں نشانہ بازی کر رہے ہیں....
نور ارحام کے ساتھ چل دی،،، کچھ آگے جا کر ارحام نور کو ایک حال نما خالی کمرے کی طرف لے آئی اور ایک بڑی سی کھڑکی کی طرف لے گئی،،، نور بھی اسکے ساتھ ہی کھڑکی کی طرف آکر کھڑی ہوئی کھڑکی کے نیچے ایک بہت بڑی صحن نما کھلی جگہ تھا جس میں ٹائلیں لگی ہوئی تھی اور اسکے آگے ہی چھوٹی سی دیوار کے بعد کچی زمین تھی جہاں شافع، ابراہیم صاحب اور شہزاد اپنی اپنی پوزیشن سنبھالے نشانہ لگانے کے لئے کھڑے تھے.... ان تینوں کے سامنے الگ الگ بورڈ لگا ہوا تھا ان تینوں نے ہی ساتھ فائر کئے، ابراہیم صاحب اور شافع کا نشانہ ٹھیک لگ گیا تھا جبکہ شہزاد کی بندوق کی گولی دیوار پر لگ گئی تھی اس دیوار پر اور بھی کیئں گولیاں دھسی ہوئی تھیں،،، شہزاد نے غصے سے گن پھینکی یار میں نہیں لگا رہا نشانہ مجھ سے ٹھیک طرح لگتا ہی نہیں ہے.... شافع ہنستا ہوا بولا کیونکہ آپ اپنے ٹارگیٹ پر دھیان ہی نہیں دیتے... ارحام اور آئے نور آڑ میں کھڑے ہو کر باہر دیکھ رہے تھے کیونکہ لڑکیوں کا اسطرح باہر جھانکا منا تھا،،، نور کی نظریں شافع پر

تھیں اسنے کپڑے تبدیل کر لئے تھے لیکن اسنے ٹی شرٹ وغیرہ نہیں بلکہ نیلی رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی کیونکہ وہ موقع کی مناسبت سے لباس پہنا کرتا تھا،،،

اسے دیکھ کر نور نے اپنے دل میں انکشاف کیا تھا وہ واقعی شلوار قمیض میں بہت پیارا لگتا ہے دل چرا لینے کی حد تک.....

ارحام پیچھے ہو کر کھڑی تھی جب کہ نور تھوڑا آگے تھی، شافع شہزاد سے کچھ کہہ رہا تھا ایک ملازم انھے بلانے آگیا تھا، ابراہیم صاحب نے تینوں بندوقیں بھی اس ملازم کو اندر لے جانے کے لئے دے دی تھی، انکا نشانہ بازی کا مقابلہ شاید ختم ہو گیا تھا،،،

اچانک شافع نے اوپر کھڑکی کی طرف دیکھا... ارحام پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی تھی اسے ڈر تھا کہ کہیں ابراہیم صاحب یہ شہزاد اسے نہ دیکھ لیں، ابراہیم صاحب اور شہزاد کی نظر شافع پر نہیں تھیں، شافع نے نور کو دیکھ کر آنکھ ماری، نور نے آپنی آنکھیں بڑی کیں اور فوراً پیچھے ہو گئی،،، شافع ہلکا سا مسکرایا، ابراہیم صاحب اور شہزاد کے ہمراہ وہاں سے جانے لگا،،،

ارحام پیچھے کھڑی تھی اسلئے اس نے شافع کی اس حرکت پر غور نہیں کیا تھا وہ نور سے بولی چلیں کھانا لگ گیا ہو گا میں آپ کو کھانے کے لئے ہی بلانے آئی تھی،،، نور نے اثبات میں سر ہلایا اور اسکے ساتھ چل دی،،،،

شام کا وقت تھا اور سردی ابھی سے ہی کچھ زیادہ لگ رہی تھی نورار حام اور اسکی بھابھی کے ہمراہ کمرے میں بیٹھی تھی جبکہ عائشہ بیگم نے ابراہیم صاحب کے کہنے پر کھانے کے وقت آنے کی ذہمت کرلی تھی اسکے بعد سے اپنے کمرے میں ہی تھیں، اور بی اماں تو کمرے سے ہی نہیں نکلی تھیں،،،

شافع ابراہیم صاحب اور شہزاد کے ساتھ حویلی کے پچھلی سائڈ بنے صحن میں بیٹھا تھا، قہوے کا سلسلہ چل رہا تھا،،، شافع زیادہ تر کوفی ہی پیتا تھا لیکن اس وقت وہ بھی قہوہ پی رہا تھا، شہزاد کے موبائل پر ایک ضروری کال آگئی تو وہ اٹھ کے چلا گیا،،، شافع نے قہوے کا ایک گھونٹ لے کر کپ نیچے رکھا دونوں ہاتھوں کو ملاتے ہوئے بولا چاچو مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے... ابراہیم صاحب قہوہ پیتے ہوئے عام سے انداز میں بولے ہاں ہاں بیٹا کہو.... شافع نے گلہ کھنکار کر بات شروع کی چاچو آپ زایان کو تو جانتے ہیں نہ ؟ ابراہیم صاحب نے بھنویں اٹھائیں کون زایان ؟ تمھارا دوست ؟ شافع نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی،،، ابراہیم صاحب نے قہوے کا گھونٹ لیا پھر ہنستے ہوئے بولے ہاں جانتا ہوں اسے بڑا ہنسانے والا بچہ ہے تمھارا پارٹنر بھی ہے نہ بزنس میں ؟ شافع نے

اثبات میں گردن ہلائی، شافع کا انداز دیکھ کر ابراہیم صاحب کو سنجیدگی کا احساس ہوا وہ سیدھے ہوتے ہوئے بولے بولو بیٹا کوئی پریشانی کی بات ہے کیا؟

شافع نے فوراً نفی میں گردن ہلائی نہیں نہیں چاچو سب ٹھیک ہے... تو پھر بولو بیٹا کیا بات کرنی تھی؟ شافع نے اپنے ہونٹ کاٹے پھر ایک سانس کھینچ کر بولا چاچو زایان اپنے پیرنٹس کو بھیجنا چاہتا ہے..... ابراہیم صاحب نے ناسمجھی سے بھنویں اٹھائیں لیکن کیوں؟ شافع نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملائیں ارحام کا رشتہ لینے کے لئے..... وہ ارحام سے شادی کرنا چاہتا ہے.... ابراہیم صاحب کا ماتھا تنا... اور حیرانی سے بولے ارحام کا رشتہ؟ شافع نے اثبات میں گردن ہلائی، آپ کو کوئی اعتراض ہے کیا چاچو زایان کو آپ جانتے ہیں میرے بچپن کا دوست ہے... ابراہیم صاحب نفی میں گردن ہلا کر بولے نہیں میرا مطلب وہ نہیں ہے میں جانتا ہوں وہ اچھا لڑکا ہے لیکن بیٹا تم جانتے ہو خاندان سے باہر شادی کیسے کر سکتے ہیں ہم... شافع سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا اوہ چاچو پلیز میں آپ سے ان باتوں کی امید نہیں رکھتا، اس لئے پلیز خاندان، ذات برادری وغیرہ کی باتیں مت کیئے گا،،، ابراہیم صاحب سوچتے ہوئے بولے لیکن بیٹا وہ اسطرح اچانک ارحام کے لئے رشتہ کیوں بھیجنا چاہ رہا ہے؟ شافع نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ابراہیم صاحب سے کیسے کہے..... چاچو ارحام پسند کرتی ہے زایان کو....

ابراہیم صاحب کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا وہ بے یقینی سے بولے ارحام پسند کرتی ہے ؟
شافع نے اثبات میں سر ہلایا آپ کچھ غلط مت سوچئے گا ارحام یا زایان کے بارے میں انکا کوئی افیئر نہیں چل رہا تھا بس ایک، دو بار ارحام ہمارے ہی گھر پر اس سے ملی تھی، ابراہیم صاحب غائب دماغی سے بولے لیکن ارحام تو تم سے محبت ؟؟؟؟ شافع نے انکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی انکا ہاتھ تھام لیا ایسا کچھ نہیں تھا چاچو ایسا آپ لوگوں کو لگتا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے لیکن وہ شروع سے ہی زایان سے محبت کرتی ہے اپنے کبھی اسکے منہ سے سنا کہ اسنے میرے لئے اپنی پسندیدگی ظاہر کیا ہو ؟ ابراہیم صاحب نے نفی میں سر ہلایا،،،،
پھر ٹھہر کر بولے لیکن جب میں تمھارے گھر رشتے کی بات کرنے آیا تھا تب تو میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور تم نے کہا تھا کہ وہ جانتی ہے کہ تم اس سے محبت نہیں کرتے تب تم نے یہ سب کچھ مجھے کیوں نہیں بتایا.... شافع نے سانس کھینچا، آپکے آنے سے ایک دن پہلے رات کے وقت ارحام نے مجھ سے فون کر کے پوچھا تھا کہ کیا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں یا نہیں اور تب مجھے بھی ارحام اور زایان والے معاملے کی کوئی خبر نہیں تھی....

ابراہیم صاحب سوچ میں پڑ گئے.... شافع انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہوا بولا کیا سوچ رہے ہیں چاچو میں زایان کو بچپن سے جانتا ہوں ارحام کے لئے میں کسی غلط لڑکے کا انتخاب کرنے کو تو نہیں کہوں گا نہ،،، وہ زایان کے ساتھ خوش رہے گی،،، ابراہیم صاحب اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولے میں جانتا ہوں تم اسکے لئے کچھ غلط نہیں سوچو گے اور زایان کو میں خود جانتا ہوں وہ ہر لحاظ سے اچھا لڑکا ہے لیکن بی اماں کبھی نہیں مانیں گیں۔

شافع کا چہرہ سپاٹ ہوا، وہ سیدھے ہوتے ہوئے بولا چاچو آخر کب تک ان خاندان اور ذات برادری کے چکر میں زندگیاں برباد کریں گے زندگی ارحام نے گزارنی ہے تو پسند بھی تو اسی کی ہونی چاہیے نہ، آپ خود بولتے تھے کہ وہ ٹھیک نہیں رہتی وہ ویسی زایان کی وجہ سے رہتی تھی، وہ زایان کو بہت پسند کرتی ہے چاچو،،، آپ اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لئے ایک فیصلہ اپنے دل سے کر لیں، آپکی بیٹی نے آپکے مان کے خاطر کبھی آپکے سامنے اپنی محبت کا نام نہیں لیا، آپ جہاں چاہتے وہ چپ چاپ شادی کر لیتی تو کیا اسکا اتنا بھی حق نہیں بنتا کہ آپ اسکی زندگی کا ایک فیصلہ ایسا کر دیں جس سے اسکی خوشی جوڑی ہو.....

ابراہیم صاحب خاموش تھے، اور چہرہ سپاٹ تھا، شافع کا موبائل بجا... اسنے موبائل کی سکرین کی طرف دیکھا، اور ابراہیم صاحب کی طرف دیکھ کر بولا زایان کا فون ہے....

ابراہیم صاحب کے چہرے پر کسی طرح کا تاثر نہیں تھا،،، ابراہیم صاحب نے شافع کے

فون کی طرف ہاتھ بڑھایا مجھے دو فون.... شافع نے بھنویں میچیں اور امید نا امیدی کے بیچ لٹکتی ہوئی سانس کے ساتھ فون انھے تھما دیا،،، ابراہیم صاحب نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا دوسری طرف سے زایان کی چہکتی ہوئی آواز گونجی اور جگر پہنچ گئے تم؟

ابراہیم صاحب نے ایک نظر شافع کو دیکھا اور بولے ابراہیم وارثی شافع کا چاچو بات کر رہا ہوں... زایان کی آنکھیں باہر آئی اور ہکلاتے ہوئے بولا، ان..... انکل

آپ.... ہائے،،، پھر سر پر ہاتھ مار کے بولا سوری میرا مطلب ہے،،، اسلام و علیکم.....!

ابراہیم صاحب نے گردن ہلاتے ہوئے کہا وعلیکم اسلام... زایان نے گھبراتے ہوئے پوچھا کیسے ہیں آپ؟ ابراہیم صاحب اثبات میں گردن ہلا کر بولے ٹھیک ہوں میں.... زایان کو سمجھ نہیں آیا آگے کیا بولے اسلئے خاموش ہو گیا شافع بھی ابراہیم صاحب کے سامنے خاموشی سے کھڑا انھے دیکھ رہا تھا...

ابراہیم صاحب ٹھہر ٹھہر کر بولے جتنی جلدی ہو سکے اپنے والدین کے ساتھ رشتہ لے کر آجاؤ ہم شادی جلدی کریں گے.... شافع اور زایان دونوں کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی ابراہیم صاحب بھی ہلکا سا مسکرائے،،، زایان خوشی سے چیختے ہوئے بولا انکل سچ بول رہے ہیں آپ؟ ابراہیم صاحب ہنستے ہوئے شرارت سے بولے تو بھئی تمھارا

اور میرا کوئی مزاق ہے کیا جو میں تم سے مزاق کروں گا؟ زایان ہنستے ہوئے بولا پھر کل آجاؤں؟ ابراہیم صاحب کو اسکے انداز پر ہنسی آئی،،، ٹھیک ہے کل آجاؤ.... زایان خوشی سے چینخا.... ابراہیم صاحب نے ہنستے ہوئے کال کاٹ دی،،، شافع والہانہ خوشی سے انکے گلے لگا۔۔۔۔

تھینکیو سو مچ چاچو آپ سوچ نہیں سکتے میں کتنا خوش ہوں آپکے فیصلے سے ابراہیم صاحب اسکی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے بولے میرے بچے خوش رہیں میں بس یہی چاہتا ہوں....

شہزاد اپنا فون دیکھتے ہوئے وہاں آیا معاف کیجئے گا کال ذرا لمبی ہو گئ،،، پھر شافع اور ابراہیم صاحب کے چہرے پر خوشی دیکھ کر بولا ایسا کیا ہو گیا جو آپ دونوں اتنا مسکرا رہے ہیں؟ ابراہیم صاحب اسکا کندھے تھپتھپاتے ہوئے بولے رات کے کھانے پر سب کو ساتھ بتاؤں گا... شہزاد نے کندھے اچکا دیئے ٹھیک ہے جیسی آپکی مرضی.....

نور ارحام اور شہزاد کی بیوی نازیہ کے ساتھ کمرے میں بیٹھی تھی.... شہزاد کا ڈیڑھ سال کا بیٹا تھوڑی دیر بعد نور کی طرف دیکھتا اور اسکے گالوں پر ہاتھ لگا کر منہ چھپا لیتا،،، نور اسکی اس شرارت سے بہت لطف اندوز ہو رہی تھی نازیہ ہنستے ہوئے بولی نور لگتا ہے

تمھارے گال اسے بہت پسند آرہے ہیں.... نور ہنستے ہوئے بولی ہاں شاید نور نے اسے گود میں اٹھا کر اپنے سامنے کیا تو اسنے پھر دونوں ہاتھوں سے اسکے گال چھوئے اور منہ چھپا لیا.... ارحام ہنستے ہوئے حارث کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی کیا ہوا؟ گڈے چاچی اچھی لگ رہی ہیں کیا؟ چاچی کا لفظ سن کر نور کو ہنسی آئی جیسے اسنے اندر ہی اندر گھونٹ دیا،، ارحام منہ بناتے ہوئے بولی میرے تو تم بال نوچتے ہو اور انکے گال پکڑ رہے ہو....

کمرے میں قہقہہ بلند ہوا... شافع دروازہ کھٹکھٹا کر کمرے میں داخل ہوا ارحام اور نازیہ دونوں کھڑی ہو گئی شافع انھے وآپس بیٹھنا کا اشارہ کرتے ہوئے بولا بیٹھ جائیں میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟ نازیہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی نہیں ہم تو بس ایسی باتیں کر رہے تھے....

نور کی گود میں حارث کو دیکھ کر شافع اسکی طرف بڑھتا ہوا بولا ارے جونیئر آپ سے تو اب تک ہمارا تعارف ہی نہیں ہوا..... شافع نے اسے لینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا لیکن اس نے شافع کی طرف سے منہ پھیر کر نور کی طرف منہ کر لیا.... شافع نے حیرت سے منہ کھولا ارے یہ کیا ہو رہا ہے یہ نور کو کیسے پہچان رہا ہے؟ نازیہ ہنستے ہوئے بولی شافع بھائی حارث کو آپکی بیوی پسند آگئی ہے. اب آپ اپنی بیوی کو بھول جائیں، شافع نور کے

برابر میں بیٹھتے ہوئے ہنسا اور حارث کا ہاتھ پکڑ کر شرارت سے بولا نہیں بیٹا دوسروں کی بیویوں پر نظر نہیں رکھتے ویسے بھی تمھاری چاچی ہیں یہ.....

شافع کی بات سن کر حارث کو نا جانے کیا سمجھ آیا تھا لیکن وہ رونا شروع ہو گیا.... شافع ڈر کر پیچھے ہوتے ہوئے بولا ارے یہ تو سب سمجھتا ہے لگتا ہے میری بات کا برا مان گیا، نور اسے خود سے لگائے چپ کروانے لگی اور نور کے تھپتھپانے پر وہ چپ بھی ہو گیا تھا...

ارحام ہنستے ہوئے بولی نور آپ سچ میں حارث کو پسند آگئی ہیں ورنہ یہ اتنی آسانی سے کسی کے پاس جاتا نہیں ہے، نور ہلکا سا مسکرائی شافع خود کو دوھائی دیتا ہوا بولا یہ بچے بھی عجیب ہوتے ہیں جس کو دل چاہا پسند کر لیا اور جس کو دل چاہا ناپسند کر دیا عجیب منطق ہے انکی بھی۔۔۔۔۔

نازیہ ہنستے ہوئے بولی آپ فکر مت کریں جب آپکے بچے ہو جائیں گے تب آپ کو انکی منطق سمجھ آجائے گی، شافع نے معنی خیز نظروں سے نور کی طرف دیکھا آئے نور نے اسکی نظروں سے بچنے کے لئے دوسری طرف رخ کر لیا.... نازیہ شافع سے بولی شافع بھائی آپ پہلے کبھی حویلی کیوں نہیں آئے ہماری شادی پر بھی نہیں آئے تھے میں نے تو اب تک صرف آپکا ذکر ہی سنا تھا... شافع مسکراتے ہوئے گردن جھکا کر بولا بس ویسے ہی کام میں بزی ہوتا ہوں کہیں جانا نہیں ہوتا.... نازیہ آئے نور سے بولی نور پھر تو یہ تمھے

اب تک کہیں گھمانے بھی نہیں لے کر گئے ہونگے ؟؟؟نور نے شافع کی طرف دیکھا پھر بولی نہیں ابھی تو نہیں، بزی ہوتے ہیں یہ، شافع بولا کچھ ضروری کام ہیں پہلے وہ ہو جائیں پھر لے جاؤں گا نور مسکرائی...

ارحام اٹھتے ہوئے بولی بھابھی میں کھانا لگوادوں ؟نازیہ بھی اٹھی ہاں چلو میں دیکھ لیتی ہوں، نازیہ نے حارث کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا اسنے نور کی طرف منہ کر کے اسکا دوپٹہ سختی سے پکڑ لیا....اسکی اس حرکت پر سب ہی مسکرائے، نازیہ نے اسے اٹھانا چاہا لیکن اس نے نور کا دوپٹہ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا...نور اسکا سر پیار سے سہلاتے ہوئے بولی رہنے دیں اسے کچھ دیر پھر آجائے گا، نازیہ منا کرتے ہوئے بولی نہیں یہ تنگ کرے گا تمھے....

شافع بولا رہنے دیں اسے کچھ دیر روئے گا تو میں چھوڑنے آجاؤں گا...نازیہ نے اثبات میں سر ہلایا اور ارحام کو لے کر باہر چلی گئی....

حارث اب نور کے دوپٹے سے کھیل رہا تھا،،، شافع نور کے بالکل سامنے آکر لیٹا اور حارث کا ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا Heyy چھچھورے لڑکے چھوڑو میری بیوی کا دوپٹہ...

حارث بھنویں میچ کر اسے دیکھنے لگا، شافع بچوں کی طرح اس سے لڑتے ہوئے بولا یہ میری بیوی ہے....نور ہنستے ہوئے بولی شافع کیا ہو گیا تمھے بچہ ہے وہ.....حارث نور کی

طرف دیکھنے لگا تو شافع نے حارث کا چہرہ اپنی طرف گھمایا اور اسے تنگ کرتا ہوا بولا میری بیوی کو کیوں دیکھ رہے ہو.... حارث نے پہلے اسے سپاٹ چہرے سے گھورا پھر ایک دھاڑ کے ساتھ رونا شروع کر دیا.... شافع فوراً اٹھ کر بیٹھا اور اسے گود میں لیتے ہوئے بولا اچھا اچھا میں تو مزاق کر رہا تھا یار تم تو برا مان گئے.... لیکن وہ روئے جا رہا تھا،،، نور شافع کو گھورتے ہوئے بولی رلا دیا نہ تم اسے اچھا خاصا کھیل رہا تھا.... شافع اسے بہلاتا رہا لیکن وہ اس سے چپ ہی نہیں ہوا تو نور نے اسے اپنی گود میں لے لیا.... اور اسے بہلانے لگی،،، نور کی گود میں آ کر کچھ دیر رونے کے بعد وہ چپ ہو گیا... شافع اسے گھورتا ہوا بولا میری گود میں کیا کانٹے لگے ہوئے تھے....

نور حارث کو اپنے سینے سے لگا کر تھپتھپاتے ہوئے بولی تمھاری شکل اسے پسند نہیں آ رہی تھی.... شافع نے منہ بنا کر بھنویں اٹھائیں پھر واپس بیڈ پر لیٹتے ہوئے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اترو اسکی گود میں سے.... نور شافع کو دپٹتے ہوئے بولی نہیں کرو شافع اسے تنگ یہ پھر رونا شروع ہو جائے گا.... شافع نے ہنستے ہوئے سر کے نیچے ہاتھ رکھے.... اور نور کو دیکھنے لگے، نور اسکی نظروں سے الجھی، کچھ دیر بعد تنگ آ کر بولی ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ شافع بھنویں اٹھا کر بولا کیسے ؟ نور نے آنکھیں گھمائیں مطلب گھور

گھور کے... شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا میں گھور گھور کے تو نہیں دیکھ رہا میں تو پیار سے دیکھ رہا ہوں..... نور نے نظریں دوسری طرف کر لیں،،،،

نور نے اس سے پوچھا تم نے چاچو سے بات کر لی؟ شافع پلکھیں جھپکاتے ہوئے بولا ہاں.... ! نور نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا پھر انھوں نے کیا کہا؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا کیوں بتاؤں چاچو ڈنر پر سب کو بتائیں گے تب سن لینا... نور نے دانت پیسے ٹھیک ہے مت بتاؤ.... شافع مسکراتا ہوا سیدھا ہو کر لیٹ گیا.... پھر کچھ دیر ٹھہر کر بولا بچپن میں یہ کمرہ میرا اور گوہر کا تھا.... ہم دونوں اس کمرے میں ساتھ رہتے تھے، نور نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا گوہر کون تمھارے چاچو کا چھوٹا بیٹا؟ شافع نے اثبات میں گردن ہلائی وہ مجھ سے دو سال چھوٹا ہے... نور نے محتاط انداز میں پوچھا تمھاری ماما کا کمرہ کونسا تھا شافع؟ شافع کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا سیڑھیوں کے اوپر پہلا والا کمرہ.... نور نے ہونٹ بھینچے اب کون رہتا ہے اس کمرے میں؟ شافع چھت کی طرف دیکھتا ہوا بولا پتا نہیں شاید چاچو رہ رہے ہیں اب ادھر.... نور گردن ہلاتے ہوئے بولی ہمم اچھا،، شافع نے نور کی طرف دیکھ کر پوچھا تم سے کسی نے کچھ کہا یا پوچھا تو نہیں ہماری شادی کے سلسلے میں؟ نور نے نفی میں سر ہلایا نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا سب بہت اچھے ہیں، اور ارحام بھی... شافع شرارت سے بولا تمھے تو مجھے چھوڑ کر سب ہی

اچھے لگتے ہیں.... نور نے اسے گھورا،،، شافع ہنستا ہوا حارث کی طرف دیکھتا ہوا بولا یہ سو گیا ہے، لیٹا دو اسے، نور نے آہستہ سے حارث کو نیچے کیا اور بیڈ پر لیٹانے لگی،،، شافع اسے بغور دیکھتا ہوا بولا.... اچھی لگ رہی ہو، نور نے بھنویں سکیڑیں شافع حارث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا مطلب اسے گود میں لی ہوئی اچھی لگ رہی تھیں.... نور کے گال سرخ ہوئے، وہ سیدھی ہو کر بیٹھی شافع آگے ہوتے ہوئے کچھ کہنا چاہ رہا تھا اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا شافع فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا، نازیہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی شافع نے دانت پیستے ہوئے دل میں سوچا غلط وقت پر انٹری ماردی اور انکا آنا نور نے غنیمت جانی،،، نازیہ اندر آتے ہوئے حارث کی طرف دیکھ کر بولی ارے یہ سو گیا چلو یہ تو اچھا ہو گیا میں یہ کہنے آئی تھی کھانا لگ گیا ہے تم دونوں آجاؤ....

شافع بولنے والا تھا کہ تھوڑی دیر میں آرہے ہیں لیکن نور فوراً کھڑی ہوتے ہوئے بولی ٹھیک ہے بھابھی میں آپکے ساتھ ہی چلتی ہوں... شافع نور کو گھورتا ہوا بولا نور باہر سردی ہے میری جیکٹ یہ شال بیگ میں سے نکال دینا... نور محفوظ ہوتے ہوئے شرارت سے مسکرا کر بولی کھانا باہر نہیں کھا رہے شافع لاؤنج میں کھائیں گے اور وہاں اتنی سردی نہیں ہے... اسلئے ایسے ہی آجاؤ... شافع نے اسے گھورا نور نازیہ کے ساتھ جانے لگی تو وہ دانت پیستے ہوئے آنکھیں گھما کر بولا میں بھی چلتا ہوں نور نے اپنی ہنسی دبائی.....

کھانے کی ٹیبل پر سب موجود تھے سوائے بی اماں کے ابراہیم صاحب ارحام سے بولے اماں نہیں آرہیں ؟ارحام نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی انھوں نے آنے سے منا کر دیا ہے. ابراہیم صاحب نے منہ پر ہاتھ پھیرا،،،اور پھر ارحام سے بولے انھے دوبارہ بلانے جاؤ، یا پوچھ لوا گر کھانا کمرے میں بھجوانا ہے تو..۔ارحام اثبات میں سر ہلا کر جانے لگی تو نور بولی میں بلالاؤں ؟ابراہیم صاحب کے منا کرنے سے پہلے ہی شافع بولا نہیں.... نور اصرار کرتی ہوئی بولی شافع میں بس انھے بلانے... شافع سختی سے بولا میں نے کہانہ نور کے تم نہیں جاؤ گی... نور خاموش ہو گئی،،، شافع جانتا تھانور سب کے دل میں جگا بنانے کی کوشش کر رہی ہے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی وجہ سے بی اماں شافع سے خفا رہیں لیکن شافع نہیں چاہتا تھا کہ نور بی اماں کے کمرے میں جائے اور وہ اسے کڑوی کسیلی باتیں سنائیں وہ جانتا تھانور کتنی حسّاس ہے بہت مشکل سے تو وہ نارمل ہونے لگی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی بھی نامناسب بات سے وہ ہرٹ ہو....

ارحام کچھ دیر بعد بی اماں کے کمرے سے واپس آئی انھوں نے کھانا کمرے میں منگوالیا ہے بابا... ابراہیم صاحب نے گردن ہلائی ٹھیک ہے پھر آپ لوگ شروع کریں...

ابراہیم صاحب نے ڈنر میں کافی ساری چیزوں کا انتظام کروالیا تھا شافع نے حسب معمول سب سے پہلے نور کی پلیٹ میں سرو کیا.... عائشہ بیگم نے ناپسندیدگی کی نظروں سے انھے دیکھا تھا،،،، کھانا خاموشی سے کھایا گیا ابراہیم صاحب نے کھانے کے دوران ارحام اور زایان کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی وہ نہیں چاہتے تھے کہ کھانے کے دوران ماحول خراب ہو.....

بی اماں اپنے کمرے میں فون کان سے لگائے بیٹھی تھیں....

تیمور صاحب نے حیرت سے پوچھا شافع حویلی آیا ہوا ہے، لیکن یوں اچانک ؟بی اماں اپنا دکھڑا روتے ہوئے بولیں ہاں آیا ہوا ہے اور اکیلا نہیں آیا اس لڑکی کو بھی ساتھ لے کر آیا ہے جیسے وہ اپنی بیوی کہہ رہا ہے، تیمور صاحب نے ضبط سے سانس کھینچا، بی اماں انھے طعنے دیتے ہوئے بولیں آئے تیمور مجھے تو یقین ہی نہیں آتا شافع تمھارا بیٹا ہے کہاں تم اتنے کڑے تیور والے تم سے ایک بیٹا نہیں سنبھالا گیا... کس طرح اسنے کسی کو بغیر بتائے ایک انجان لڑکی سے شادی کرلی اور جو تصویریں اسکی ٹی وی پر چلی تھیں.... تیمور صاحب سر جھٹکتے ہوئے بولے اماں وہ اتنا بڑا معاملہ نہیں تھا بزنس میں یہ سب چلتا رہتا

ہے وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے، آپ چھوڑیں اس بات کو... بی اماں تنک کر بولیں وہ معاملہ تو ختم ہو گیا لیکن تمھارے بیٹے نے جو اس لڑکی سے شادی کر لی ہے اسکا کیا؟

تیمور صاحب سانس کھینچتے ہوئے بولے اماں اب اسنے شادی کر لی ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں کونسا وہ ہم سے رابطہ رکھتا ہے جب سے گھر چھوڑ کر گیا ہے ایک بار بھی اسنے مجھے شکل دکھانا تو دور ایک فون تک نہیں کیا ہے جب وہ ہم سے اتنی لاتعلقی برت رہا ہے تو پھر ہم کیوں اسکے پیچھے بھاگتے رہیں کرنے دیں اسے جو وہ کر رہا میں نے اب اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے.... بی اماں خفا ہوتے ہوئے بولیں یہ سب تہمینہ کا کیا دھرا ہے اسکی اپنی تو کوئی اولاد تھی نہیں اسلئے اسنے شافع کے دماغ میں یہ سب خرافات بھر دیئے... تیمور صاحب انکی باتوں سے تنگ آ کر بولے اماں اب ان سب باتوں میں تہمینہ کہاں سے بیچ میں آ گئی آپ سب نے مل کر مجھے پاگل کر دیا، آئے دن شافع کوئی نہ کوئی کارنامہ کرتا رہتا ہے دوسری طرف آپ باتیں سناتی رہتی ہیں.... تیمور صاحب نے غصے میں فون کاٹ دیا... بی اماں غصے میں فون دیکھتے ہوئے بولیں ہاں بس تمھاری ہی تو کمی تھی تم نے بھی اپنے تیور دکھانا شروع کر دیئے... بی اماں سر تھامے بیٹھی تھیں جب ابراہیم صاحب، عائشہ بیگم اور شہزاد کو لے کر انکے کمرے میں داخل ہوئے... ان تینوں کو ساتھ دیکھ کر بی اماں بولیں اب تم لوگ کون سا نیا بم میرے سر پر پھوڑنے آ گئے ہو؟

شہزاد انکے پاس آکر بیٹھتا ہوا بولا پتا نہیں بی اماں بابا نے ہم سب کو کچھ بتانا ہے،،، عائشہ بیگم اور ابراہیم صاحب انکے سامنے بیٹھے،،، کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ابراہیم صاحب بنا کوئی تمہید باندھے صاف صاف بولے....

کل کچھ لوگ ارحام کا رشتہ لے کر آرہے ہیں سب نے حیرت سے بھنویں سکیڑیں، عائشہ بیگم نے سوال کیا کون لوگ؟ ابراہیم صاحب اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے ہوئے بولے شافع کا دوست ہے زایان شافع کے بزنس میں پارٹنر بھی ہے میں ملا ہوا ہوں اچھا لڑکا ہے.... بی اماں کی بھنویں تن گئیں، وہ چیختے ہوئے بولیں ہمارے گھر کی لڑکی کی خاندان سے باہر شادی کا تم نے سوچ بھی کیسے لیا ابراہیم، شافع اور اسکے باپ نے تو اپنی مرضی سے خاندان سے باہر شادی کی تھی لیکن تمھاری عقل کیا گھاس چرنے گئی ہے جو تم بیٹی کا رشتہ خاندان سے باہر کرنے چلے ہو.... ابراہیم صاحب سپاٹ چہرے سے دھیمے لہجے میں بولے میں کسی کی اجازت لینے نہیں آیا ہوں اماں،،، صرف بتانے آیا ہوں کہ کل کچھ لوگ آرہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ انکے سامنے کوئی ہنگامہ ہو اسلئے جس کا دل چاہے وہ خوشی سے شامل ہو کر میری بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ دے....

بی اماں بے یقینی سے انھے دیکھتی رہیں، اماں ساری زندگی آپنے اور بھائی صاحب نے انا میں آکر فیصلے لئے لیکن میں کسی کی انا کہ سامنے اپنی بیٹی کی زندگی برباد نہیں کروں گا اور نہ ہی خاندان اور روایت کے نام پر اسے گھر بٹھا کر کسی رشتے کا انتظار کروں گا،

میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اماں اپنی انا اب چھوڑ دیں اور بچوں کی خوشی میں خوش ہو کر شامل ہوں ورنہ سارے رشتے آپ سے آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گے....اور آپ اکیلی رہ جائیں گی،،،بی اماں صدمے کے عالم میں بیٹھی انکی باتیں سن رہی تھیں،،،ابراہیم صاحب اپنی بات ختم کر کے کھڑے ہوئے اور شہزاد کو ساتھ لے کر باہر چلے گئے...

باہر آتے ہوئے شہزاد نے تیمور صاحب سے پوچھا بابا آپ نے یوں اچانک ارحام کی شادی کا فیصلہ کیوں کر لیا اور آخر کون ہے یہ لڑکا؟ ابراہیم صاحب بولے اچانک تو نہیں بس جو کام وقت پر ہو جائیں وہی بہتر ہے، اور لڑکے کو میں جانتا ہوں تبھی تو سوچ سمجھ کر اتنا بڑا فیصلہ کیا ہے کل آئے گا تو تم مل لینا... شہزاد نے اثبات میں سر ہلایا....

شافع کھڑکی کے پاس کھڑا سگریٹ کے کش لیتے ہوئے زایان سے فون پر بات کر رہا تھا،،،اسنے نیلی شلوار قمیض پر گرے رنگ کی مردانہ شال گلے میں ڈالی ہوئی تھی اس

وقت وہ سچ میں وڈیرہ لگ رہا تھا ہاتھ میں سگریٹ اور سردی سے سرخ ہوتی آنکھیں....

زایان اپنی چہکتی ہوئی آواز میں بولا تو آخر میرے بھائی نے کام کر ہی دکھایا... شافع مسکراتے ہوئے بولا اب ٹریٹ تمھاری طرف سے بنتی ہے... زایان دانت نکالتے ہوئے بولا ارے اب تم یہ ٹریٹ وریٹ چھوڑو اب تمھے سیدھا نکاح کے چھوارے اور شادی کا کھانا کھلاؤں گا، شافع ہنسہ پھر کل آرہے ہو؟ زایان بیڈ پر ہاتھ پھیلاتے ہوئے لیٹ کر بولا ہاں ہاں بالکل آرہا ہوں ماما بابا سے بھی بات کر لی ہے میں نے انھے کوئی اعتراض نہیں ہے کل جانے میں...

شافع اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولا تم پہنچ جاؤ گے نہ راستے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا،،، زایان فخریہ انداز میں بولا ارے تم فکر ہی مت کرو راستہ نہیں بھی ملا تو میں اپنے راستہ بنا کر کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جاؤں گا.... شافع ہنسا زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا یار شافع ایک چیز کی بہت کنفیوژن ہو رہی ہے... شافع نے پوچھا کس چیز کی؟ زایان کروٹ لیتے ہوئے بولا کپڑوں کی یار مجھے سمجھ ہی نہیں آرہا کہ میں کیا پہن کر آؤں... شافع حیرت سے ہنستے ہوئے بولا زایان حیدر کنفیوز ہو رہا ہے بات کچھ عجیب سی نہیں ہے...

زایان نے آنکھیں گھمائیں میں بھی انسان ہوں یار میں کنفیوز نہیں ہو سکتا کیا....؟

شافع ہنسا ہاں ہاں بالکل ہو سکتے ہو،،، زایان بولا تھری پیس سوٹ پہن کر آجاؤں؟ شافع سگریٹ کا کش لیتے ہوئے بولا نہ ہی کل تمھارا ولیمہ ہے اور نہ تم کسی بزنس میٹنگ کے لئے آرہے ہو... زایان نے آنکھیں گھمائیں، شافع ہنستا ہوا بولا تم شلوار قمیض پہن کر آنا،،، زایان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا وہ تو میں صرف جمعے کے دن پہنتا ہوں... تو اگر کل تم پہن لو گے تو کوئی قیامت نہیں آجائے گی،،، زایان نے اثبات میں گردن ہلائی اچھا چلو ٹھیک ہے،،، تم کہتے ہو تو پہن لوں گا

اچانک زایان کو یاد آیا تو تیزی سے اٹھتے ہوئے بولا ایک بات بتانا تو میں تمھے بھول ہی گیا.

شافع نے پوچھا کونسی بات؟ زایان خوشی سے بولا تاشفہ امریکہ چلی گئی ہے، شافع نے نارمل سے انداز میں کہا اچھا... زایان منہ بناتے ہوئے بولا تمھے خوشی نہیں ہوئی؟ شافع اثبات میں گردن ہلا کر بولا بالکل ہوئی ہے لیکن ابھی میرے پاس اس سے زیادہ بڑی خوش ہونے کی وجہ ہے کہ میرے بھائی کی شادی ہونے والی ہے اسلئے یہ چھوٹی موٹی خوشیاں مجھے نظر ہی نہیں آرہی...

زایان ہنسہ اچھا چلو ٹھیک ہے یار پھر کل ملتے ہیں مجھے نیند آرہی ہے... شافع نے گردن ہلائی اور خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا،،، شافع سگریٹ کا آخری کش لے رہا تھا، جب نور دروازہ کھول کر کمرے میں آئی وہ دروازہ بند کر رہی تھی شافع نے فوراً سگریٹ کھڑکی

کے کنارے پر رگڑ کے بجھادی اور وہیں رکھ دی، نور نے اسے یہ کرتے نہیں دیکھا تھا، نور دروازہ بند کر کے پلٹی تو شافع اسکی طرف آتے ہوئے بولا تم تو مجھے بھول ہی گئی ہو یار....
نور مسکراتے ہوئے بولی ایسا تو کچھ نہیں ہے، میں ارحام کے پاس تھی،،، شافع نے آگے آکر اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اچھا ارحام کے پاس کیا کر رہی تھیں؟ نور مسکراتے ہوئے بولی باتیں،،، شافع اسکے ہاتھ اپنے انگھوٹے سے سہلاتے ہوئے بولا تم نے اسے بتا دیا کہ کل زایان آرہا ہے.. نور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی یہ سگریٹ جیسی بدبو کہاں سے آرہی ہے؟ شافع فوراً پیچھے ہوا اور منہ پر ہاتھ رکھا اسنے اب تک نور کے سامنے کبھی سگریٹ نہیں پی تھی وہ سگریٹ کم ہی پیتا تھا اور جب کوئی نہیں ہوتا تب پیتا تھا شافع بیڈ کی طرف جاتے ہوئے نور سے نظریں بچا کر بولا کہاں مجھے تو نہیں آرہی... نور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی شاید مجھے لگا ہوگا،،، نور ڈریسنگ کے سامنے جا کر اپنے کانوں میں موجود جھمکے اور ہاتھوں کی چوڑیاں اتارنے لگی، شافع بیڈ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا، جویلری اتار کر نور بیگ کی طرف بڑھی اور اس میں سے اپنے کپڑے نکال کر باتھ روم کی طرف چلی گئی،،، کچھ دیر بعد وہ آئی تو شافع ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا، وہ آئی تو شافع اسے دیکھ کر بولا آج میں نے تمھارے ہاتھ کی کوفی بھی نہیں پی نور... نور بیڈ کی طرف آتے ہوئے بولی دیکھ لو تم کوفی کے بغیر بھی زندہ رہ سکتے ہو شافع وارثی۔۔

شافع نہیں نفی سر ہلا کر بولا نہیں رہ سکتا اسلئے پلیز بنادو... اسکی بات کا کوئی اثر لینے کے بجائے نور سیدھی ہو کر لیٹی اور کمبل کو منہ تک اوڑھ لیا،،،

شافع اسے گھورتا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھا ارے یہ کیا بد تمیزی ہے؟ نور منہ پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے بولی یہ بد تمیزی نہیں ہے مجھے نیند آرہی ہے کوفی کل بنادوں گی.... شافع اسکے منہ پر سے کمبل ہٹاتے ہوئے بولا کوفی نہ بھی بناؤ لیکن ہم باتیں تو کر سکتے ہیں،،، نور نے اسکے ہاتھ سے کمبل کھینچ کر دوبارہ منہ پر ڈالا،،،

ہم باتیں بھی کل کر لیں گے ابھی مجھے بہت نیند آرہی ہے، تم بھی جاگنے کے بجائے لائٹس آف کر کے سو جاؤ، شافع نے اسے گھورا اور بولا "آخر کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟" نور کمبل میں سے ہاتھ نکالتے ہوئے بولی شافع خود سے باتیں کرنے کے بجائے لائٹس آف کر کے سو جاؤ،،، شافع نے پہلے اسے گھورا پھر اٹھتے ہوئے بولا "جو حکم آپکا".....اٹھ کر اسنے لائٹیں بند کیں اور چینج کرنے چلا گیا...

اگلے دن زایان صبح نو بجے کے قریب حویلی کے لئے حیدر صاحب، ارفہ بیگم اور میراب کو لے کر گھر سے نکلا تھا. اسنے کریم کلر کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی بالوں کو جیل لگا کر

سیٹ کر کے اسٹائلش گلاسیز لگائے ہوئے تھے.... ہائی وے پر پہنچ کر اسنے ناشتہ کرنے کے لئے گاڑی روکی سب نے کہا کہ یہیں ناشتہ منگوالو لیکن وہ سب کو لے کر اندر چلا گیا،،، ڈٹ کر ناشتہ کرنے کے بعد وہ لوگ واپس گاڑی میں آئے،،،، اور راستے میں ناجانے اسنے کتنی جگہ گاڑی روک کر اپنی تصویریں کھینچی تھیں، راستے میں کوئی بھی چیز بیچنے والا اسکی گاڑی کے پاس سے خالی ہاتھ نہیں گیا تھا چاہے وہ کچھ بھی کھانے کی چیز بیچ رہا ہو زایان لے ضرور رہا تھا....

گاڑی میں اسنے تیز آواز میں ڈسکو گانے بھی لگا دیئے تھے اور ہر بیٹ پر وہ اور میر اب چینختے ہوئے گانا گاتے ارفہ بیگم اسے چینخ چینخ کر گانے بند کرنے کو کہہ رہی تھیں لیکن وہ زایان حیدر ہی کیا جو کسی کی سن لے،،،،،،

نور کھڑکی پر کھڑی باہر جھانک رہی تھی، جب شافع کمرے میں آیا شافع اسکے پیچھے سے آتے ہوئے بولا کھڑکی پر سے ہٹ جاؤ یہاں لڑکیوں کو کھڑکی سے جھانکنے کی اجازت نہیں ہے کسی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں لگے گا، نور نے مڑ کر اپنے ہاتھ میں موجود سگریٹ اسکے آگے کی.... شافع کی آنکھیں پھٹیں یہ کیا ہے؟ نور سپاٹ چہرے سے بولی یہ

چاکلیٹ ہے... شافع نے مسکراہٹ دباتے ہوئے گدی پر ہاتھ پھیرا تمھے کہاں سے ملی یہ؟ نور کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے بولی کھڑکی کے کونے سے شافع نے زبان دانتوں تلے دبائی.... اور خاموش ہو گیا.... نور غصے سے بولی کل تم نے ہی سگریٹ پی تھی نہ تبھی تو مجھے کمرے میں سگریٹ کی بدبو آ رہی تھی، شافع خاموش رہا، نور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی تم سگریٹ پیتے ہو؟ میں نے کبھی دیکھا تو نہیں ہے تمھے سگریٹ پیتے ہوئے... شافع گدی سہلاتے ہوئے بولا نہیں کبھی کبھی پیتا ہوں بس،،، نور نے آنکھیں گھمائیں اور سگریٹ ڈسٹبن میں پھینک دی.....

نور ڈریسنگ کی دراز میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی شافع اسکے پیچھے آ کر کھڑا ہوا... کیا ڈھونڈ رہی ہو؟ نور دراز چھانتے ہوئی بولی میں نے ایک رنگ اتار کے رکھی تھی مل نہیں رہی، شافع اسے اپنی طرف گھماتے ہوئے بولا، چھوڑ دو بعد میں ڈھونڈ لینا... نور نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا کیوں تمھے کوئی کام ہے کیا؟ شافع اسکے ماتھے پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا نہیں کام تو کوئی نہیں ہے بس ایسی ہی، اچانک دروازے پر دستک ہوئی،،، شافع نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں اور پیچھے ہٹتے ہوئے بولا آ جائیں.....

ایک ملازمہ دروازہ کھول کر اندر آئی اور نور سے بولی بی بی جی آپ کو نازیہ بی بی بلا رہی ہیں. نور گردن ہلاتے ہوئے بولی میں آتی ہوں. ملازمہ چلائی گئی تو شافع بھنویں چڑھاتے

ہوئے بولا یار یہاں کوئی ہمیں سکون سے بات کیوں نہیں کرنے دے رہا ہر کوئی غلط وقت پر آجاتا ہے... نور اسکے انداز پر ہنستے ہوئے جانے لگی تو شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہاں جارہی ہو؟ نور گردن موڑ کر بولی بھابھی کے پاس، شافع آنکھیں دکھاتا ہوا بولا بعد میں چلی جانا ابھی بیٹھ جاؤ.... شافع کیا ہو گیا ہے کیا پتا انھے کوئی ضروری بات کرنی ہو.... شافع اسے منا کر رہا تھا جب اسے کسی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی...

وہ کھڑکی کی طرف گیا، نیچے کھڑی گاڑی کو دیکھ کر اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی نور کی طرف دیکھ کر بولا زایان آگیا چلو نیچے، نور نے اسے دیکھ کر دانت پیستے ہوئے دل میں سوچا، ابھی مجھے جانے سے منا کر رہا تھا اور اب زایان کو دیکھ کر جانے کی لگ رہی ہے، شافع نور کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے باہر لے آیا....

زایان گاڑی سے اترا اسکے ساتھ ہی حیدر صاحب، ارفہ بیگم اور میر اب بھی گاڑی سے اترے، ابراہیم صاحب کو کسی ملازم نے آکر خبر دی تو وہ جلدی سے باہر آئے، انکے پیچھے ہی شافع بھی باہر کی طرف آیا، نور کو اسنے لاؤنج میں رکنے کا کہہ دیا تھا کیونکہ وہ اس حویلی کے اصولوں سے واقف تھا،، ابراہیم صاحب مسکراہٹ کے ساتھ آگے بڑھے اور حیدر صاحب سے گلے لگ کر حال احوال پوچھنے لگے حیدر صاحب سے مل کر وہ زایان کی طرف بڑھے اور اسکی پیٹھ تھپ تھپاتے ہوئے بولے اور برخوردار کیا حال ہیں؟ زایان

معصومیت کی مثال قائم کرتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولا میں بالکل ٹھیک ہوں انکل....
شافع بھی حیدر صاحب سے مل کر زایان کی طرف بڑھا زایان شافع سے گلے ملتے ہوئے سرگوشی میں بولا ماحول کیسا ہے یہاں کا بھائی؟ شافع شرارت سے مسکرا کر اسکے کان میں بولا ماحول بہت گرم ہے بھائی یہاں کا،، زایان ہنسہ حیدر صاحب ابراہیم صاحب سے بولے گاڑی میں کچھ سامان رکھا ہے وہ نکلوالیں ابراہیم صاحب نے مسکرا کر اثبات میں گردن ہلائی،،، اور دو ملازم کو آواز لگا کر بلایا، ملازم گاڑی میں سے مٹھائی کے ڈبے اور فروٹ باسکٹ نکال کر اندر لے جانے لگے،،،

ابراہیم صاحب ملازم سے بولے بیگم صاحبہ اور بٹیا کو اندر زنانے تک چھوڑ دو اور بھائی صاحب آپ ہمارے ساتھ آجائیں... ارفہ بیگم اثبات میں سر ہلا کر میراب کو لے کر ملازم کے پیچھے چل دیں اور ابراہیم صاحب حیدر صاحب، زایان اور شافع کو لے کر بیٹھک کی طرف چل دیئے...

ارفہ بیگم اور میراب لاؤنج تک پہنچے تھے جب انھے نور دکھی نور کو دیکھ کر میراب والہانہ خوشی سے تیزی سے اسکی طرف بڑھی اور جا کر اسکے گلے لگ گئ،،، عائشہ بیگم اور نازیہ بھی وہاں موجود تھیں وہ دونوں ہی خوش اخلاقی سے ان لوگوں سے ملیں عائشہ بیگم نے

ابراہیم صاحب کے کہنے پر اپنا موڈ ٹھیک رکھا ہوا تھا انھے ویسے بھی اپنی بیٹی کی خوشیوں سے مطلب تھا،،،

وہ سب لاؤنج میں لگے صوفوں پر آکر بیٹھ گئے،،،ارحام اپنے کمرے میں تھی اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ آج زایان آنے والے ہے،،،عائشہ بیگم نے ملازموں کو کھانا لگانے کا کہا....اور آپس میں باتیں کرنے لگے،،،،

بیٹھک میں زایان اور شافع ساتھ ساتھ بیٹھے تھے،سامنے حیدر صاحب،اور ابراہیم صاحب بیٹھے تھے کچھ دیر پہلے شہزاد بھی آگیا تھا اور ان لوگوں کے پاس بات کرنے کے لئے ایک ہی ٹاپک تھا"کاروبار"تو وہ لوگ اسی پر تسلی سے بات کر رہے تھے....وہاں پر بھی ملازم کھانا لگانے لگے،،،زایان شافع کے کان کے پاس آکر بولا"" یار کھانا تسلی سے کھانا ہے یا پھر ہاتھ روک کے "شافع مسکراتے ہوئے بولا مرضی ہے رشتہ تمھارا پکا ہونا ہے اب کھانا دیکھ لو یا لڑکی،،،زایان ہنسہ،،،پھر دوبارہ سرگوشی میں بولا یار تم لوگوں نے تو الگ الگ بیٹھا دیا ہے تمھارے چاچو ارحام کو دیکھنے بھی دیں گے یا نہیں؟میں نے تو اسے ویسے ہی بہت ٹائم پہلے دیکھے تھا،،،شافع ہنستا ہوا بولا وہ بچاری چار سال تک تمھاری محبت کا روگ لے کر بیٹھ سکتی ہے تو کیا تم شکل دیکھے بغیر اس سے شادی نہیں کر سکتے؟زایان

شرارت سے بولا شادی تو میں کرلوں گا لیکن اگر بعد میں وہ مجھے پسند نہیں آئی تو میں تو پھر جاؤں گا کہ بھئی میں نے تو دیکھا ہی نہیں تھا،،،

شافع نے ہنستے ہوئے اسکی کمر پر گھونسا مارا،،، زایان دانت پیس کر بولا ویسے مارنے والی تو کوئی بات نہیں تو جو تم نے میری کمر پر اپنا ہاتھ ٹھوکا ہے.... شافع ہنسا کھانا لگ چکا تھا ابراہیم صاحب حیدر صاحب سے بولے حیدر صاحب کھانا شروع کریں،،، حیدر صاحب بولے کھانے وغیرہ کی ضرورت نہیں تھی بھائی صاحب ویسے بھی کھانے کا وقت نکل چکا ہے... ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے کھانا وقت دیکھ کر نہیں بھوک دیکھ کر کھایا جاتا ہے ویسے بھی آپ لوگ کافی لمبا سفر کر کے آئے ہیں،،،

زایان ہنستے ہوئے بولا بالکل صحیح کہا آپ نے انکل کھانا وقت دیکھ کر نہیں بھوک دیکھ کے کھایا جاتا ہے سب کا قہقہہ بلند ہوا،،، ابراہیم صاحب بولے چلو پھر اسی بھوک کو بجھانے کے لئے شروع ہو جاؤ....

زایان نے کندھے اچکائے اور اپنی پلیٹ میں نارمل انسان کی خوراک کے جتنا کھانا نکالا اور تہذیب و تمدن کے سارے دامن ہاتھ میں تھام کر کھانا کھانے لگے اسے اس طرح کھاتا دیکھ کر شافع نے اپنی ہنسی بہت مشکل سے روکی تھی،،،

کھانے وغیرہ کے سلسلے سے فارغ ہو کر وہ سب واپس لاؤنج میں آکر بیٹھے تھے،،،،
میراب بھنویں اچکاتے ہوئے نور سے سرگوشی میں بولی کہاں ہیں ہماری ہونے والی بھابھی، نور مسکرا کر بولی کمرے میں ہے وہ اپنے،،، میراب پرجوش انداز میں بولی تو بلایئے نہ انھے نور ہنستے ہوئے بولی ذرا تحمل رکھو لڑکی،، میراب ہنس دی.... تھوڑی بہت بات چیت کے بعد ارفہ بیگم عائشہ بیگم سے بولیں آپ ارحام کو بلوادیں گی پلیز؟ عائشہ بیگم فوراً اٹھتے ہوئے بولی ہاں ہاں ضرور میں ابھی بلاتی ہوں، عائشہ بیگم نے نازیہ سے ارحام کو لے کر آنے کہا،، تو نوران سے بولی چاچی میں ارحام کو لے آؤں؟ عائشہ بیگم مسنوعی مسکراہٹ سے بولیں ٹھیک ہے لے آؤ... نور مسکراتے ہوئے اٹھ کر ارحام کو بلانے چلی گئی،،،

نور ارحام کے کمرے میں آئی وہ بیڈ پر بیٹھی تھی وہ شاید سو کر اٹھی تھی،،، نور اسکے پاس آتے ہوئے بولی تم سو رہی تھیں؟ ارحام گردن ہلاتے ہوئے بولی جی سر میں تھوڑا درد تھا تو میں سو گئی تھی...! لیکن کوئی آیا ہے کیا باہر گاڑی کس کی کھڑی ہے؟ نور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر بولی ہاں آیا ہے نہ... ارحام نے سوالیہ نظروں سے پوچھا کون؟ نور

شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ اسکے کان کے پاس آکر بولی "زایان حیدر" اسکا نام سن کر ارحام کا دل زوروں سے دھڑکا اسنے زیر لب اسکا نام دھرایا "زایان" ارحام نے بے یقینی سے نور کے ہاتھ پکڑے آپ سچ کہہ رہی ہیں؟ نور نے اثبات میں سر ہلایا... ارحام کو تب بھی یقین نہیں آیا،،، کیا بابا اور بی اماں مان گئے؟ نور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی وہ تمھارے بابا کی ہی اجازت سے اپنے ماما بابا کو لے کر آیا ہے اور اب تمھے وہ لوگ نیچے بلا رہے ہیں....

ارحام نے مسکراتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھا اور بے ساختہ اسکے آنسوں نکلنے لگے.... نور اسے گلے لگاتے ہوئے بولی ارے ارے رو کیوں رہی ہو؟ ارحام نے کوئی جواب نہیں دیا بس روتی ہی رہی نور نے اسے خود سے الگ کر کے اسکے آنسوں صاف کئے اور مسکراتے ہوئے بولی میں سمجھ سکتی ہوں،،، لیکن اب رونے کے بجائے جلدی سے تیار ہو وہ لوگ تمھارا نیچے انتظار کر رہے ہیں،،،، راحام نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے آنسوں صاف کئے اور الماری میں سے اپنے کپڑے نکال کر باتھ روم کی طرف چلی گئی،،،، کچھ دیر بعد وہ کپڑے چینج کر کے باہر آئی نور بیڈ پر ہی بیٹھی تھی،،، ارحام نے جلدی سے اپنے بال بنائے اور ہونٹوں پر ہلکی سی لپ اسٹک لگا کر سر پر دوپٹہ لے کر نور کی طرف پلٹی میں ٹھیک لگ رہی ہوں....؟

نور مسکراتے ہوئے اسکے پاس آئی اور اسکے ہاتھ تھام کر بولی بہت پیاری لگ رہی ہو اب چلیں... نور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جانے لگی تو ارحام رک گئی، نور نے مڑ کر سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا تو ارحام بولی زایان تو وہاں نہیں ہے نہ؟ نور ہنستے ہوئے بولی وہ وہاں نہیں ہے، اور اب تم چلو ورنہ کہیں وہ کھانا کھانا کرتے ہوئے یہاں نہ آجائے،،، ارحام ہنس دی اور اسکے ساتھ باہر کی طرف چل دی....

سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب ارحام آئے نور کے ہمراہ سیڑھیوں سے اترتی ہوئی نیچے آئی،،، ارحام نے نور کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا، دل تھا کہ کچھ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا آنکھیں تھیں جو بار بار دھندلا رہی تھیں،،،،

انھے دیکھ کر ارفہ بیگم اور میر اب کھڑے ہوئے،،، نور ارحام کو انکے پاس لے آئی، ارفہ بیگم نے مسکراتے ہوئے ارحام کو گلے لگایا،،، ان سے الگ ہو کر نور نے ارحام کا میر اب سے تعارف کروایا میر اب جوش و خروش کے ساتھ ارحام کے گلے لگی اور سلام کرتے ہوئے بولی کیسی ہیں آپ؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی میں ٹھیک

ہوں نور نے محسوس کیا تھا اسکی آواز کپکپا رہی تھی،،،ارفہ بیگم نے ارحام کو اپنے پاس بٹھا لیا....ارفہ بیگم اس سے حال احوال پوچھنے لگیں ارفہ بیگم کا خوش اخلاق رویہ دیکھ کر عائشہ بیگم کو اطمینان آیا تھا،اور انکے چہرے پر ایک مسکراہٹ سج گئی تھی،،،،کچھ بات چیت کے بعد ارفہ بیگم عائشہ بیگم سے بولیں ماشاءاللہ آپکی بیٹی بہت پیاری ہے ہمیں تو ارحام بہت پسند آئی ہے،،،عائشہ بیگم والہانہ انداز میں مسکرائیں،،،،

ارفہ بیگم ارحام کے ہاتھ میں پیسے رکھتے ہوئے بولیں ہماری طرف سے تو رشتہ پکا ہے آپ بتائیں آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے،،،عائشہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں، میں کیا بول سکتی ہوں جو بھی فیصلہ ہو گا وہ تو ارحام کے بابا ہی کریں گے،،،ارفہ بیگم نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی جی ٹھیک کہا اپنے، کچھ دیر بعد ارفہ بیگم عائشہ بیگم سے بولیں ارحام کی دادی کہیں نظر نہیں آرہیں گھر پر نہیں ہیں کیا.....؟عائشہ بیگم مسنوعی مسکرا کر بولیں نہیں نہیں گھر پر ہی ہیں انکی کچھ طبیعیت ٹھیک نہیں ہے اسلئے اپنے کمرے میں ہیں، آپ کچھ دیر میں مل لئے گا ان سے،ارفہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی...

میر اب ارحام اور نور سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہی تھیں اسکا مزاج بھی زایان ہی کی طرح تھا ہر کسی سے گھل مل جانا،،،اتنے میں ایک ملازمہ آئی اور عائشہ بیگم کے کان میں

آکر بولی آپکو صاحب جی بلا رہے ہیں... عائشہ بیگم مسکرا کر معذرت کرتی ہوئی بولیں میں ابھی آتی ہوں.... عائشہ بیگم اٹھ کر صحن کی طرف آئیں جہاں ابراہیم صاحب پہلے سے کھڑے تھے،،، انھے دیکھ کر ابراہیم صاحب آگے بڑھے، عائشہ بیگم بولیں جی آپ نے مجھے بلایا؟ ابراہیم صاحب اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولے کیسے لگے تمھے یہ لوگ؟ عائشہ بیگم مسکراتی ہوئی بولیں بہت اچھے ہیں اخلاق، مزاج، ہر طرح سے اچھے ہیں ارفہ بیگم نے تو اپنی طرف سے ہاں بھی کہہ دی ہے... آپ کیا کہتے ہیں؟ ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے ہاں لوگ تو واقعی بہت اچھے ہیں اور زایان کو تو میں جانتا ہی ہوں، مجھے لگتا ہے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے، ویسے بھی میں چاہتا ہوں شادی جلدی ہو جائے....

عائشہ بیگم بولیں لیکن ابراہیم صاحب اتنی جلدی یہ سب،،، ابراہیم صاحب انھے اطمینان دلاتے ہوئے بولے تم فکر مت کرو سب ہو جائے گا،،، عائشہ بیگم پریشانی سے بولیں لیکن بی اماں زایان کی امی بھی انکا پوچھ رہی تھیں میں نے طبیعیت خراب کا بہانا بنا دیا،،، ابراہیم صاحب سانس کھینچتے ہوئے بولے اماں کچھ نہیں بولیں گی میں سنبھال لوں گا میں اپنی بیٹی کی آنکھوں میں اب خوشیاں دیکھنا چاہتا ہوں... عائشہ بیگم مسکرائیں. ابراہیم

صاحب بولے بس میں پھر حیدر صاحب سے بات کر کے رشتہ پکا کرتا ہوں.... عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا....

حیدر صاحب، شہزاد، شافع اور زایان بیٹھے باتیں کر رہے تھے... جب ابراہیم صاحب وہاں آئے انھے دیکھ کر حیدر صاحب بولے جی تو بھائی صاحب کیا فیصلہ کیا اپنے؟ ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے ہمیں اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے حیدر صاحب مسکراتے ہوئے کھڑے ہوئے تو پھر یہ رشتہ پکا ہوا گلے ملیں ابراہیم صاحب.... حیدر صاحب والہانہ خوشی سے ابراہیم صاحب کے گلے ملے.... شافع بھی زایان سے گلے ملا اور اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اسکے کان میں بولا.... بہت مبارک ہو... زایان اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا خیر مبارک.... زایان پھر ابراہیم صاحب سے گلے ملا.... ابراہیم صاحب نے ملازم سے کہہ کر مٹھائیاں منگوائیں لاؤنج میں بھی سب کا منہ میٹھا کروایا گیا.... شافع نے زایان کو مٹھائی کھلانے کے لئے اٹھائی تو زایان آہستہ سے اسکے کان میں بولا،،،،

دیکھ یار پوری کھلانا میں نے ویسے بھی کھانا کم کھایا ہے....

شافع نے ہنستے ہوئے پوری مٹھائی اسکے منہ میں ٹھوس دی زایان نے منہ پر ہاتھ رکھا اور مٹھائی کو منہ میں فٹ کرنے لگا....

حیدر صاحب ابراہیم صاحب سے شادی کے حوالے سے بات چیت کرنے لگے،،،، حیدر صاحب چاہتے تھے کے منگنی وغیرہ کی رسم آج ہی ہو جائے لیکن ابراہیم صاحب بولے دیکھیں حیدر صاحب ہم چاہتے ہیں کہ شادی جلدی ہی ہو..... حیدر صاحب مسکراتے ہوئے بولے ہاں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے.... زایان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تو شافع نے اسے کونی ماری زایان نے اپنی مسکراہٹ سمٹی.....

ابراہیم صاحب بولے اسلئے یہ منگنی وغیرہ رہنے دیں سیدھا نکاح کی بات کرتے ہیں اگر آپکو مناسب لگے تو اس جمعے نکاح رکھ لیں؟..... زایان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا اس جمعے نکاح؟ ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے جی بیٹا آپکو کوئی اعتراض ہے؟ زایان مسکراتے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولا نہیں نہیں انکل مجھے کیا اعتراض ہو گا باقی جو بابا ٹھیک سمجھیں... ابراہیم صاحب مسکرائے...

حیدر صاحب بولے لیکن بھائی صاحب اتنی جلدی نکاح؟ میرا مطلب ہے تیاری وغیرہ میں وقت نہیں لگے گا، ابراہیم صاحب بولے نکاح اس جمعے کو رکھ لیتے ہیں رخصتی وغیرہ دس دن بعد کر لیں گے حیدر صاحب کچھ سوچتے ہوئے بولے ٹھیک ہے ہمیں کوئی

اعتراض نہیں ہے پھر اس جمعے کو ارحام اور زایان کا نکاح طے ہوا.....زایان نے خوشی سے آنکھیں پھاڑ کر شافع کی طرف دیکھا....شافع اسکے کان کے پاس آکر آہستہ سے بولا دوبارہ بہت مبارک ہو....زایان کی مسکراہٹ گہری ہوئی.....

سامنے ٹیبل پر رکھی مٹھائی کی پلیٹ میں سے زایان نے مٹھائی اٹھائی سب کی نظر اس پر تھی،،،زایان مسکراتے ہوئے ابراہیم صاحب کو دیکھ کر بولے معاف کیجئے گا انکل لیکن مجھے یہ والی مٹھائی پسند بہت ہے....سب کا قہقہہ بلند ہوا....زایان نے مٹھائی منہ میں ڈالی....

ابراہیم صاحب اور حیدر صاحب لاؤنج میں داخل ہوئے، شافع اور زایان ابھی بھی باہر بیٹھک میں بیٹھے تھے...سب لاؤنج میں بیٹھے تھے انھے آتا دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے ارحام ابھی بھی لاؤنج میں ہی موجود تھی.....ابراہیم صاحب نے سب کو بیٹھنے کا کہا اور حیدر صاحب کو ساتھ لئے خود بھی صوفے پر بیٹھ گئے اور سب سے انکا تعارف کروایا....

ابراہیم صاحب عائشہ بیگم سے بولے کہ جا کر بی اماں کو بلا لائیں....عائشہ بیگم اثبات میں سر ہلا کر چلی گئیں....

عائشہ بیگم بی اماں کے کمرے میں داخل ہوئیں بی اماں لیٹی ہوئی تھیں عائشہ بیگم انکے پاس آکر بیٹھیں اور انکا ہاتھ پکڑ کر بولیں اماں ابراہیم صاحب آپکو بلا رہے ہیں.... بی اماں بغیر کسی تاثر کے بولیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے آرام کرنے دو.... عائشہ بیگم دوبارہ بولیں اماں ارحام کے رشتے والے آئیں ہیں انھوں نے بات پکی کر دی ہے وہ لوگ آپکا پوچھ رہے ہیں پلیز چلیں.... بی اماں تنک کر بولیں، جب سب کچھ طے کر ہی لیا ہے تو ان سے کہہ دو کہ مر گئی ہوں میں آخر میرے بغیر بھی تو سب کچھ ہو ہی رہا ہے نہ....

عائشہ بیگم انھے مناتے ہوئے بولیں اماں مان جائیں پلیز میں نے ارحام کے چہرے پر کتنے سالوں بعد ایسی مسکراہٹ دیکھی ہے وہ بہت خوش ہے،،، دروازے پر دستک ہوئی بی اماں اور عائشہ بیگم نے دروازے کی طرف دیکھا ارحام کھڑی تھی.... ارحام آہستہ سے چلتی ہوئی اندر آئی اور بی اماں کے سامنے آکر بیٹھ گئی بی اماں منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھ رہی تھیں.... ارحام نے انکا ہاتھ پکڑا،،،،

آپ میری خوشی کے لئے میری شادی شافع سے کروانا چاہتی تھیں نہ لیکن میں اس رشتے سے خوش ہوں کیا آپ میری خوشی میں شامل نہیں ہوں گی؟ بی اماں منہ پھیر کر بیٹھی رہیں.... ارحام دوبارہ بولی شافع نے ایک صحیح لڑکی کا انتخاب کیا ہے، وہ لڑکی بنی ہی شافع کے لئے ہے اگر میری اور شافع کی شادی ہو بھی جاتی تو ہم کبھی خوش نہیں رہ پاتے....

شافع اس شادی کو نبھا بھی لیتا کیونکہ اسے رشتوں کا پاس رکھنا آتا لیکن ہم دونوں ساری زندگی اندر ہی اندر خود سے ایک جنگ لڑتے رہتے....

آپ بتائیں اس شادی سے کس کس کی زندگی خراب نہیں ہوتی.....

ارحام نے بی اماں کا ہاتھ دبایا،،، شافع بہت خوش ہے اسے خوش رہنے دیں اور میری خوشیوں میں شریک ہو جائیں....بی اماں کچھ نہیں بولیں تو ارحام اٹھتے ہوئے بولی آپ کو میری خوشیوں کا واسطہ ہے اماں اگر اپنے کبھی بھی میری خوشیوں کے بارے میں سوچا ہے تو آج میری خوشیوں میں شامل بھی ہو جائیں ورنہ کیا پتا آپ کی ناراضگی کی وجہ سے میری ساری زندگی اندھیرے میں رہے کیونکہ جن رشتوں میں بڑوں کی دعا نہیں ہوتی وہ کامیاب بھی نہیں ہوتے....

ارحام جانے کے لئے پلٹی تو بی اماں بولیں....رو کو ارحام نے پلٹ کر انکی طرف دیکھا تو وہ ہاتھ بڑھا کر بولیں اب مجھے اس بستر سے اٹھاؤ بھی خود سے اٹھنے میں تو مجھے دیر لگ جائے لگی....ارحام مسکراتے ہوئے آگے بڑھی عائشہ بیگم بھی والہانہ انداز میں مسکرائیں....

بی اماں ارحام کا ہاتھ پکڑ کے اٹھتے ہوئے بولیں میں صرف تمھاری خوشی کے لئے شامل ہو رہی ہوں ورنہ غیروں میں شادی مجھے ابھی بھی منظور نہیں ہے....راحام کچھ نہیں بولی بس انکا ہاتھ پکڑ کر انھے لے کر آگے بڑھ گئی.....

بی اماں ارحام کا ہاتھ تھامے لاؤنج میں داخل ہوئیں تو انکے احترام میں سب کھڑے ہو گئے،،، سپاٹ چہرے سے سب کے سلام کا جواب دیتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھ گئیں....

سب بیٹھ گئے تو ابراہیم صاحب بولے اللہ کے کرم سے رشتہ تو پکا ہو ہی گیا ہے.... لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ منگنی وغیرہ کرنے کے بجائے اس جمعے کو نکاح کر دیا جائے.....

ارحام نے بے یقینی سے نظریں اٹھا کر انھے دیکھا.... سب کے چہرے پر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی سوائے بی اماں کے.....

بی اماں اعتراض کرتے ہوئے بولیں اتنی جلدی نکاح؟ اب اتنی بھی کیا جلدی پڑی ہے شادی کی؟ ارفہ بیگم اور حیدر صاحب کی مسکراہٹ سمٹی،،، ابراہیم صاحب بولے اماں نیک کام جتنی جلدی ہو جائے اتنا اچھا ہے اور پھر دیر کرنے کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں ہے، آپکو کوئی اعتراض ہے کیا....؟ بی اماں کندھے اچکا کر بولیں نہیں بھئی ہمیں کیوں کوئی اعتراض ہو گا تمھاری بیٹی ہے جو تمھے ٹھیک لگے... ماحول میں تناؤ پیدا ہونے لگا تھا.... ماحول کا تناؤ ختم کرنے کے لئے.... ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے نور سے بولے ارے نور بیٹا سب کو مٹھائی کھلاؤ.... نور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کھڑی ہوئی اور مٹھائی لے کر سب سے پہلے ارحام کے پاس آئی،،، اور اسکے منہ میں مٹھائی ڈالتے

ہوئے آہستہ سے اسکے کان کے پاس آکر بولی میں نے کہا تھا نہ کہ سب ٹھیک ہو گا....
ارحام نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اسکی آنکھوں میں بار بار نمی آرہی تھی....

نور نے پیار سے اسکے گال تھپتھپائے اور مٹھائی لے کر آگے بڑھ گئی نور نے مٹھائی بی اماں کی طرف بڑھائی بی اماں نے سپاٹ چہرے سے نظریں اٹھا کر نور کو دیکھا نور نے بڑی مشکل سے اپنے تاثرات نارمل کئے ہوئے تھے ورنہ اندر سے تو اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا....بی اماں نے اسکے چہرے پر سے نظر ہٹائی اور اسکے ہاتھ سے مٹھائی کھانے کے بجائے مٹھائی اسکے ہاتھ سے لے کر واپس ڈبے میں رکھتے ہوئے بولیں میں مٹھائی نہیں کھاتی شوگر ہو جائے گی....نور شرمندگی سے سیدھی ہو گئی...اور مٹھائی لے کر آگے بڑھ گئی....

شافع اور زایان باہر لان میں لگی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اندر ابراہیم صاحب اور حیدر صاحب وغیرہ نکاح کی تیاریوں کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے ابراہیم صاحب کے جانے کے بعد زایان مٹھائی کی پلیٹ چٹ کر گیا تھا اور اب لان میں بیٹھے ہوئے وہ دور

موجود پیڑوں کو دیکھتے ہوئے شافع سے بولا یاران پیڑوں پر پھل بھی آتے ہیں یاایسی جگہ گھیرنے کے لئے لگائے ہوئے ہیں... شافع نے اسکے سر پر چپت لگائی جب شادی کہ بعد گھر میں پھلوں کی پیٹیاں آئیں گی نہ تب پوچھوں گا زایان سیدھا ہوتے ہوئے بولا شادی سے یاد آیا کہ... رشتہ پکا ہو گیا نکاح کا دن بھی طے ہو گیا لیکن مجھے ابھی تک لڑکی نہیں دکھائی گئی کیا مجھے ایسی وآپس بھیج دو گے ؟؟؟ شافع ہنستا ہوا بولا لڑکی تم سے ملنا ہی نہیں چاہ رہی ہو گی.... زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ایسے کیسے نہیں ملنا چاہ رہی ہو گی،،، میں اتنی دور سے اتنا لمبا سفر کر کے آیا ہوں اسکی شکل دیکھے بغیر نہیں جاؤں گا....

شافع ہنستہ ہوا بولا ارمان جاگ رہے ہیں،،، زایان نے آنکھیں گھمائیں اس میں ارمان جاگنے والی کیا بات ہے.... مجھے نہیں پتا تم کسی بھی طرح مجھے اس سے ملواؤ.... شافع کندھے اچکاتے ہوئے بولا میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا... زایان نے اسے گھورا تم نہیں کرو گے تو اور کون کرے گا....؟ شافع ہنسا اچھا رکو شافع نے موبائل نکال کر نمبر ڈائل کیا اور موبائل کان سے لگا لیا....

نور ارحام کے ساتھ اسکے کمرے میں بیٹھی تھی ارحام کے چہرے سے مسکراہٹ اور آنکھوں سے آنسوں جا ہی نہیں رہے تھے.... نور اسکا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولی اب تو

سب ٹھیک ہو گیا ہے اب ان آنسوؤں کو روک دو.... ارحام ہنستے ہوئے آنکھوں کے کنارے صاف کرتے ہوئے بولی انھے بہنے کی اتنی عادت ہو گئی ہے کہ اب سنبھل ہی نہیں پا رہے..... نور نے مسکراتے ہوئے اسکا بازو سہلایا،،، اتنی محبت کرتی ہو زایان سے ؟ارحام نے اپنی سرخ آنکھوں اوپر کیں،،، محبت تو بہت پیچھے رہ گئی ہے۔۔۔۔۔ مجھے تو عشق ہو گیا ہے اور عشق وہ مقام ہوتا ہے جہاں پانے کی چاہ ختم ہو جاتی ہے آپ صرف شدید شدید محبت کرتے ہیں بنا کسی مطلب کے بنا کسی امید کے،،،،

میں نے بھی وہی کی تھی میں تو سب کچھ بھول گئی تھی..... اگر وہ مجھے اتنی آسانی سے مل سکتا تھا تو پھر میری زندگی کے چار سال عزیت میں کیوں گزرے ؟؟؟

نور نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما... محبت کو پانے کے لئے پہلے بدترین پر سے گزرنا پڑتا ہے تب جا کر ہی تو بہترین ملتا ہے.... جب تک بدترین سے نہیں گزریں گے تب تک بہترین کی بھی قدر نہیں ہو گی... ارحام نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ....

ارحام نے نظریں اٹھا کر نور کی طرف دیکھا ایک بات پوچھوں آپ سے ؟نور نے اثبات میں سر ہلایا ہاں پوچھو.... ارحام اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی شافع کو کب سے جانتی ہیں آپ ؟نور نظریں جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی یونیورسٹی ٹائم سے....

ارحام اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی اور آپ کو محبت کب ہوئی ان سے ؟نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی محبت ؟؟؟ارحام نے اثبات میں سر ہلایا ہاں محبت،،،،نور نے نظریں چرائیں،،،،#part2

ارحام پھر سے بولی آپ خاموش کیوں ہو گئیں ؟نور خلا میں دیکھتے ہوئے بولی،،،،،میرا اور شافع کا ملنا ایک اتفاق تھا جو معجزے پر آکر رکا میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری شادی شافع سے ہو گی اور اسطرح ہو گی....ارحام مسکراتے ہوئے بولی شافع آپ سے بہت محبت کرتے ہیں....نور نے سوالیہ نظروں سے پوچھا اسنے ایسا کہا تم سے ؟

ارحام مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولی کچھ باتیں کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ آنکھوں میں ہی نظر آجاتی ہیں....جیسے میری آنکھوں میں زایان کے لئے محبت....

ارحام آئے نور کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی جیسے آپکی آنکھوں میں شافع کا نام سن کر چمک،،،آئے نور نے نظریں چرائیں ارحام اسے زچ کرتے ہوئے بولی جیسے یہ چہرے کا لال ہو جانا،،،،

نور نے اپنے گالوں پر ہاتھ پھیرا اور گھبراتے ہوئے بولی نہیں.....یہ تو ارحام مسکراتے ہوئے بولی آپ اتنا شرما کیوں رہی ہیں شوہر ہیں وہ آپکے کوئی غیر تو نہیں....

نور کچھ کہنے والی تھی اسکا موبائل بجا... شافع کی کال تھی اسنے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگالیا دوسری طرف سے شافع کی آواز آئی،،، کیسی ہو؟ نور نے مسکراتے ہوئے بھنویں میچیں،،، ابھی بھی یہ پوچھو گے کے کیسی ہوں، ٹھیک ہوں بالکل،،، شافع مسکراتے ہوئے بولا اور کہاں ہو تم؟ شافع کے سامنے بیٹھا زایان سر پر ہاتھ مار کے بولا بھائی میری والی سے ملاقات کا کہا تھا تمھارا اپنا رومینس ختم نہیں ہوتا... شافع نے اسے گھورا اور فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تمھارے لئے ہی بات کر رہا ہوں بے غیرت انسان زایان پیچھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بولا اوہ میرے لئے بات کر رہے ہو چلو ٹھیک ہے کرو کرو....

شافع نے اسے گھورا.... نور بولی میں ارحام کے کمرے میں ہوں تمھے کوئی کام ہے کیا؟ شافع بولا ہاں زایان ارحام سے ملنا چاہتا ہے... نور بولی اچھا تو پھر؟؟؟ شافع بولا تم اسے لے کر پیچھے والے صحن میں آجاؤ.... نور نے فون پر ہاتھ رکھ کے ارحام سے کہا زایان تم سے ملنا چاہتا ہے نیچے بلا رہا ہے وہ.....

ارحام پیچھے ہوتے ہوئے بولی لیکن میں نہیں ملنا چاہتی ابھی ان سے.... نور نے حیرت سے پوچھا لیکن کیوں؟ ارحام کندھے اچکا کر بولی میں نے چار سال انکا انتظار کیا ہے تو کیا وہ نکاح تک کا انتظار نہیں کر سکتے.... بس مجھے نہیں ملنا ان سے.... نور ہنسی اور پھر شافع

سے بولی ارحام کہہ رہی ہے وہ نہیں ملنا چاہتی.... شافع نہ بھنویں میچیں لیکن کیوں؟ نور نے کندھے اچکائے مجھے کیا پتا۔۔۔۔ شافع زایان سے بولا ارحام نہیں ملنا چاہتی تم سے.... زایان ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کے بیٹھا اور آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا کیوں بھائی؟ شافع نے کندھے اچکا دیئے.... زایان نے شافع کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا اور کان پر لگا کر بولا بھابھی جان کیا آپ میری ارحام سے بات کروا سکتی ہیں؟ نور نہ بھنویں اٹھائیں اوہ ہو ہو.... بھابھی جان واہ کیا کہنے ہیں آپکے زایان حیدر.... لیکن معاف کیجئے گا ارحام آپ سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی.... ارحام نے ہنستے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھا.... زایان اسکی منت کرتے ہوئے بولا یار پلیز بات کروا دو اب اپنے معصوم دیور کے ساتھ ایسا کرو گی؟ نور بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی معصوم؟؟؟؟ تم سے اگر میں بدلہ لینے پر آئی نہ زایان حیدر تو تمھے دن میں تارے نظر آنے لگے گیں.... زایان حیرت سے بولا کس بات کا بدلہ....؟ نور دانت پیستے ہوئے بولی کھا کھا کر بھول جانا تو تمھاری پرانی عادت ہے تم نے مجھ سے جتنے پیسے یونیورسٹی میں کھائے ہیں انکا بدلہ....

زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ارے یار اب تو تم اتنے امیر آدمی کی بیوی ہو اور خوش قسمتی سے میں تمھارا دیور تو چھوڑو اب ان بدلے وغیرہ کو.... نور نے دانت پیسے،،، زایان پھر سے بولا اچھا یار بات تو کروا دو... ارحام سے... نور اسے تنگ کرتے

ہوئے بولی اگر میں تمھارے انداز میں بات کروں تو پہلے یہ بتاؤ ارحام سے بات کروانے پر مجھے کیا ملے گا؟؟؟

زایان نے فون کی طرف دیکھا پھر شافع سے بولا یار تمھاری بیوی تو دھاندلی پر اتر آئی ہے.... شافع کندھے اچکا کر بولا بھئی تم خود سنبھال لو میں کچھ نہیں بولوں گا.... زایان اسے گھورتے ہوئے بولا ہاں تم نے تو زن مریدی کے سارے ریکارڈ توڑنے ہیں، شافع ہنستے ہوئے بولا ہاں ہاں بول لو لیکن جب تمھاری شادی ہو گی تب دیکھوں گا زایان ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا ہاں ہاں دیکھ لینا.... زایان دوبارہ فون کان پر لگا کر بولا اچھا بولو کیا ڈیمانڈ ہے تمھاری؟

نور سوچتے ہوئے بولی ابھی تو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا لیکن سمجھ لو ادھار رہا زایان خوش ہوتے ہوئے بولا یہ تو بہت اچھی بات ہے چلو اب جلدی سے ارحام کو فون دو....

نور نے ہنستے ہوئے فون ارحام کو تھما دیا اور خود وہاں سے چلی گئی... ارحام نے فون کان سے لگایا,,,,جی کہیں کیا بات کرنی ہے آپکو؟ زایان فون پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہوئے شافع سے بولا میں ذرا بات کر کے آتا ہوں.... شافع ہنستے ہوئے بولا ہاں ہاں بالکل بالکل آپکی ہونے منکوحہ ہیں آرام سے بات کریں... زایان دانت نکالتے ہوئے لان کی دوسری طرف چلا گیا، اور گلہ کھنکار کر بولا کیسی ہیں آپ؟ ارحام گردن جھکاتے ہوئے بولی میں

ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟زایان مسکراتے ہوئے بولا میں بھی بالکل فٹ فاٹ مزے میں... مجھ سے ملنے سے منا کیوں کر رہی ہو؟ارحام بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی کیونکہ میں ابھی ملنا نہیں چاہتی...

لیکن کیوں؟ارحام بولی کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ ہمارے ملنے سے اب کچھ غلط ہو،،، آخری بار ہم ملے تھے تو بچھڑ گئے تھی میں چاہتی ہوں کہ اب ہم ملیں تو صرف ایک دوسرے کو ہوں....

زایان مسکراتے ہوئے بولا ایسی باتیں کہاں سے سیکھی تم نے؟ارحام بھنویں اچکاتے ہوئے بولی کیسی باتیں؟؟؟زایان مسکراتے ہوئے بولا یہی ملنے، بچھڑنے، والی باتیں...

ارحام نے گردن جھکائی جب محبت ہوتی ہے تو ایسی باتیں خود ہی آجاتی ہیں...زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا یعنی میں تو اسطرح کی باتیں کبھی نہیں کر سکوں گا....ارحام اپنے ہاتھ دیکھتے ہوئے بولی کیوں آپکو مجھ سے کبھی محبت نہیں ہو گی کیا؟زایان اسے زچ کرتے ہوئے بولا "مشکل ہے "ارحام مسکراتے ہوئے بولی لیکن ناممکن تو نہیں....

زایان ہنساہاں یہ بھی میں بہت بگڑا ہوا ہوں تم سدھار دینا....ارحام مسکراتے ہوئے بولی، آپ سدھرے ہوئے ہیں میں بس آپ کو بگاڑ دوں گی...زایان نے قہقہہ لگایا،،، پھر ٹھہر کر بولا جمعے کو ہمارا نکاح ہے...ارحام نے گردن جھکائی جانتی ہوں کچھ جلدی

نہیں ہے ؟زایان بھنویں میچتے ہوئے بولا جلدی ؟؟؟؟ تمھارا دل نہیں بھرا میرا انتظار کر کر کے ؟ارحام مسکرائی میرا مطلب ہے چار دن بعد ہی تو جمعہ ہے،،،،اتنی جلدی سب کیسے ہو گا؟زایان مسکراتے ہوئے بولا میرا بس چلے تو کل ہی نکاح رکھوالوں....ارحام بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی، آپکو تو محبت نہیں ہے پھر کس بات کی جلدی ہے ؟زایان شرارت سے بولا محبت مجھے نہیں ہے لیکن تمھے تو ہے نہ میں تو تمھارا انتظار ختم کرنا چاہتا ہوں.....

ارحام ہنسی زایان بھی ہنستے ہوئے بولا۔۔۔اچھا چلو سب چھوڑو یہ بتاؤ نکاح کے چھواروں کے ساتھ چاکلیٹس رکھوانی ہے یا ٹوفیس....ارحام نے نہ سمجھی سے پوچھا کیا؟؟؟زایان اسے سمجھاتے ہوئے بولا دیکھو یار میں سوچ رہا ہوں نکاح کے چھواروں کے ساتھ چاکلیٹس بھی رکھیں گے...ارحام آنکھیں گھماتے ہوئے بولی چاکلیٹس،ٹوفیس، چپس سب نہ رکھ لیں؟زایان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا.....آئیڈیا برا نہیں ہے...

ارحام ہنسی....اچھا اب میں فون رکھوں؟زایان بولا اچھا یار مل نہیں رہیں تو کم سے کم اپنا چہرہ ہی دکھادو....ارحام مسکراتے ہوئے بولی اب آپ ایک ہی دفعہ اپنی بیوی کے روپ میں مجھے دیکھئے گا زایان حیدر.....ارحام نے کال کاٹ دی دوسری طرف سے زایان بولتا رہ گیا ارحام میری بات تو سنو....

سارے معاملات طے ہونے کے بعد حیدر صاحب چلنے کی کر رہے تھے لیکن ابراہیم صاحب نے ان لوگوں کو شام کے ناشتے پر روک لیا تھا،،،ابراہیم صاحب نے ناشتہ لان میں لگوایا تھا...بی اماں اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں ارحام اور نازیہ کے علاوہ وہاں سب موجود تھے.... قہوے کے ساتھ ناشتہ میں اتنا کچھ تھا کہ زایان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اسلئے وہ گھر کے بنے سموسوں کی پلیٹ اٹھاتے ہوئے بولا دیکھئے انکل اب رشتہ جڑ ہی رہا ہے تو کسی سے شرمانے والی بات بھی نہیں ہے اسلئے میں بلا کسی تکلف کے کھا رہا ہوں آپکو کوئی اعتراض تو نہیں ہے ؟ابراہیم صاحب ہنستے ہوئے بولے ارے بیٹا اس میں برا ماننے والی کیا بات ہے یہ سب کچھ کھانے کے لئے ہی لگوایا ہے...ابراہیم صاحب نے اور چیزوں کی پلیٹیں بھی زایان کے آگے رکھی کھاؤ بیٹا تمھارا اپنا ہی گھر ہے زایان نے دانت نکالے اور سموسہ کھانے لگا حیدر صاحب نے اسے کن آکھائیوں سے گھورا تھا جس کا اسنے ذرہ برابر بھی اثر نہیں لیا تھا....

حیدر صاحب ابراہیم صاحب سے بولے نکاح سے پہلے آپ بھی ہمارے گھر آئے نہ ہمیں اچھا لگے گا....ابراہیم صاحب اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولے جی بھائی صاحب

ضرور آئیں گے ویسے بھی تیاریاں اتنی جلدی کرنی ہیں تو آنا جانا تو لگا ہی رہے گا..... ناشتے وغیرہ کا سلسلہ ختم ہوا تو حیدر صاحب جانے کے لئے اٹھ گئے.... ابراہیم صاحب انھے رکنے پر اصرار کر رہے تھے لیکن حیدر صاحب نے معذرت کر لی..... عائشہ بیگم اور میر اب ارحام اور بی اماں سے مل کر آئیں تو وہ لوگ گاڑی کی طرف چل دیئے،،،، شافع ابراہیم صاحب کے پاس آکر سرگوشی میں بولا چاچو میں بھی ان کے ساتھ ہی نکل جاتا ہوں.... ابراہیم صاحب نے اسے آنکھیں دکھائیں کیسی باتیں کر رہے ہو چپ چاپ یہیں کھڑے رہو کہیں نہیں جا رہے تم ابھی... شافع اصرار کرتے ہوئے بولا لیکن چاچو میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ ہو گیا اب مجھے چلنا چاہیے...

ابراہیم صاحب خفا ہوتے ہوئے بولے کیا ہم تمھارے کچھ نہیں لگتے کیا ہمارے کہنے پر تم رک نہیں سکتے ؟ شافع نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں چاچو ایسا کچھ نہیں ہے...

ابراہیم صاحب اسکی بات کاٹ کر بولے تو بس پھر خاموش رہو تم ابھی کہیں نہیں جا رہے.... ابراہیم صاحب اسکی سنے بغیر آگے بڑھ گئے...

سب لوگ گاڑی کے پاس موجود ایک دوسرے سے مل رہے تھے.... زایان شافع سے بولا تم کب تک آؤ گے ؟ شافع سانس کھینچتا ہوا بولا میں تو ابھی تم لوگوں کے ساتھ ہی نکلنا چاہتا تھا لیکن چاچو رکنے پر اصرار کر رہے ہیں کل تک آجاؤں گا.... زایان نے مسکراتے

ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور شافع کے گلے لگ گیا... یہ سب تمھاری وجہ سے ممکن ہوا ہے... شافع مسکرایا، پھر الگ ہوتے ہوئے بولا بس تم نے ارحام کو خوش رکھنا ہے اب بہت عزیت اٹھائی ہے اسنے تمھاری وجہ سے تمھے اسکے ہر آنسوں کا حساب دینا پڑے گا.... زایان شرارت سے بولا ویسے میں حساب میں کچھ اچھا نہیں ہوں لیکن کوئی بات نہیں دے دوں گا حساب..... شافع بھی ہنسا نور ان دونوں کی طرف آئی زایان منہ بناتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا ویسے کسی کام کی نہیں ہو تم، ایک ملاقات کروانے ہی تو کہا تھا وہ بھی نہیں ہو سکا تم سے... نور نے آنکھیں گھمائیں مل کر تم نے کونسا اسکے آگے پھول لے کر بیٹھنا تھا تم نے تو بس اس سے یہی باتیں کرنی تھیں کہ کھانے میں کیا بنا لیتی ہو؟ کون کون سے کھانے پسند ہیں یہ ڈش کبھی کھائی ہے؟ اسکا ٹیسٹ کیسا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ.... زایان دانت پیستے ہوئے اسے دیکھ کر شافع سے بولا تمھاری بیوی ہے اسی لیے کچھ نہیں بول رہا.... نور منہ بنا کر بولی ورنہ کیا کر لیتے؟؟؟ زایان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولے سانپ چھوڑ دیتا میں تم پر.....

نور اسے گھورتے ہوئے فوراً پیچھے ہوئی اور دانت پیستے ہوئے آہستہ سے بولی بھکڑ،،،، ان دونوں کی لڑائی پر شافع ہنسا... سب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے حیدر صاحب زایان کو آواز لگاتے ہوئے بولے زایان بیٹا دیر ہو رہی ہے....

زایان اثبات میں سر ہلا کر گاڑی میں بیٹھنے لگا جب اچانک اسکی نظر دور اوپر کھڑکی پر پڑی جہاں ارحام آڑ میں کھڑی تھی... جیسے ہی زایان نے اسکی طرف دیکھا وہ فوراً پیچھے ہو گئی.... زایان اسے ایک ہی نظر میں پہچان گیا تھا وہ ارحام ہی تھی اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی..... مسکراتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور واپس کھڑکی کی طرف دیکھا... کھڑکی پر اب کوئی نہیں تھا اسنے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور سب کو خدا حافظ کہتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی.....

ابراہیم صاحب نیچے اسٹڈی میں بیٹھے فون پر تیمور صاحب کو ارحام اور زایان کے رشتے کی اطلاع دے رہے تھے.... تیمور صاحب حیرت سے بولے زایان سے ارحام کا رشتہ ؟ ابراہیم صاحب بولے جی بھائی صاحب آپکو کوئی اعتراض ہے کیا؟ تیمور صاحب نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولے نہیں مجھے کیا اعتراض ہو گا لیکن اماں مان گئیں اس رشتے کے لئے ؟

میں نے صرف اپنی بیٹی کی خوشیوں کا سوچا ہے بھائی صاحب اب میں سب کو خوش کرنے کے چکر میں اپنی بیٹی کی خوشیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا نہ ویسے بھی زایان اچھا لڑکا ہے گھر والے بھی اچھے ہیں اسکے آپ تو مجھ سے زیادہ اچھے سے جانتے ہیں انھے....

تیمور صاحب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے ہاں میں جانتا ہوں اچھے لوگ ہیں وہ...

ابراہیم صاحب ٹھہر کر بولے جمعے کو نکاح رکھا ہے.... تیمور صاحب کو شاکڈ لگا اس جمعے کو؟ ابراہیم صاحب بولے جی ہاں اسی جمعے کو.... تیمور صاحب بولے اتنی بھی کیا جلدی ہے تمھے اس شادی کی کہ چار دن بعد نکاح رکھ دیا. ابراہیم صاحب سانس کھینچتے ہوئے بولے بھائی صاحب دیر کرنے کی کوئی وجہ بھی تو نہیں تھی ان لوگوں کو بھی نکاح کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے دس دن بعد رخصتی رکھ دیں گے.....

تیمور صاحب تنے تیور سے بولے جب سب کچھ طے کر ہی لیا ہے تو مجھے بتانے کی بھی کیوں ذہمت کی یہ بھی نہ بتاتے.... ابراہیم صاحب بولے بھائی صاحب آپ بزنس ٹوئٹر پر ہیں آپ تو ایسے بول رہے ہیں کہ اگر میں آپ کو آنے بولتا تو آپ پہلی فلائٹ پکڑ کے آجاتے.... تیمور صاحب کی بولتی بند ہوئی،،،،اس جمعے کو نکاح ہے آپ بھابھی کو لے کر ضرور شامل ہوئے گا، مجھے خوشی ہو گی..... ابراہیم صاحب نے کال کاٹ دی، وہ کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے جب شافع وہاں آیا... اسے دیکھ کر ابراہیم صاحب مسکرائے

اسکے ہاتھ میں کافی کے دو کپ تھے اسنے ایک کپ ابراہیم صاحب کی طرف بڑھایا اور مسکراتے ہوئے انکے سامنے بیٹھتا ہوا بولا میں جانتا ہوں آپ کوفی زیادہ نہیں پیتے لیکن یہ نور سے بنوائی ہے وہ بہت اچھی کوفی بناتی ہے یا شاید مجھے اچھے لگتی ہے لیکن مجھے یقین ہے آپکو پسند آئے گی..... ابراہیم صاحب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی،،،، تمھارا بہت شکریہ بیٹا.... شافع کوفی کا گھونٹ لیتے ہوئے بولا کس چیز کے لئے ؟

ابراہیم صاحب گردن ہلاتے ہوئے بولے مجھے اس بات کا احساس دلانے کے لئے ہر چیز سے زیادہ میری بیٹی کی خوشیاں اہم ہیں اگر تم مجھے نہ سمجھاتے تو شاید میں بھی خاندان اور ذات برادری کے بھنور میں پھنس کے اپنی بیٹی کی خوشیوں کو سولی پر چڑھا دیتا... شافع مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا یہ سب تو قسمت کے کھیل ہوتے ہیں چاچو، جو چیز جس کے لئے بنی ہوتی ہے وہ ہزار مشکلوں کے بعد بھی اسے مل ہی جاتی ہے.... اور جو چیز جس انسان کے لئے نہیں بنی تو وہ شخص چاہے زمین آسمان کیوں نہ ایک کرلے وہ اسے نہیں ملتی...

ابراہیم صاحب نے اثبات میں گردن ہلائی..... شافع نے پوچھا ارحام اب خوش ہے ؟

ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے بولے اسکی خوشی تو اسکے چہرے سے بیاں ہو رہی ہے اسکی ہنسی کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے کتنے سالوں بعد اسے ہنستے ہوئے دیکھا ہے میں نے اور یہ

سب تمھاری وجہ سے ممکن ہوا ہے بیٹا... شافع نے مسکراتے ہوئے ابراہیم صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا....،،،،

ڈرائیو کے دوران زایان نے سب سے پوچھا ہاں تو بھئی اب بتائیں آپ لوگوں کو ارحام کیسی لگی؟ سب سے پہلے میر اب پر جوش انداز میں زور سے بولی.... بھئی مجھے تو بھابھی بہت ہی پسند آئیں کتنی پیاری ہیں وہ، ارفہ بیگم بھی مسکراتے ہوئے بولی ہاں ہے تو بہت پیاری اور گھر والے بھی اچھے ہی بس مجھے بی اماں کا مزاج تھوڑا عجیب لگا،،، حیدر صاحب بولے ارے چھوڑیں ارفہ بیگم ابراہیم صاحب نے بتایا نہ انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی،،، حیدر صاحب زایان سے بولے ویسے ابراہیم صاحب کا مزاج تیمور صاحب سے بہت مختلف ہے وہ بہت تحمل اور خوشی سے ملنے والے انسان ہیں... زایان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا... ارفہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں ویسے قسمت کے کھیل بھی نرالے ہوتے ہیں کہاں ہم صرف رشتہ لے کر گئے تھے اور آج ہی بات پکی کر کے نکاح کی تاریخ بھی طے کر لی.... حیدر صاحب مسکراتے ہوئے بولے بس ہر کام میں اللہ کی بہتری ہوتی ہے...

ارفہ بیگم نے اثبات میں گردن ہلائی جی اپنے ٹھیک کہا لیکن مجھے تو ٹینشن ہو رہی ہے اتنی جلدی سب تیاریاں کیسے مکمل ہوں گی اتنی تیاریاں کرنی ہیں..... حیدر صاحب بولے سب ہو جائے گا آپ فکر نہ کریں بس آپ لوگ کل سے ہی نکاح کی شاپنگ شروع کر دیں پھر رخصتی اور ولیمے کی تیاریاں کر لیں گا....

زایان بولا بابا یہ سب تو ہوتا رہے گا پہلے یہ ڈیسائڈ کریں کہ مینیو میں کیا کیا ہو گا..... حیدر صاحب نے سر پر ہاتھ مارا یہاں ابھی کوئی تیاری ہوئی نہیں ہے ان صاحب زادے کو کھانے کی فکر پہلے لگ گئی.... میراب بولی بھائی میں سوچ رہی ہوں شادی میں پھولوں کے ہار کی جگہ کیوں نہ چاکلیٹ کے اور فرٹس وغیرہ کے ہار بنوائے جائیں....؟ زایان نے اسے منہ بنا کر گھورا تو سب کا قہقہہ بلند ہوا....

میراب پھر اسے تنگ کرنے کے لئے بولی ماما ہم نے بھابھی سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ انھے کیا کیا بنانا آتا ہے؟ اگر انھے کچھ نہیں آتا ہو گا پھر تو بھائی کا گزارا انکے ساتھ بہت مشکل ہو جائے گا ہے ناں بھائی؟ زایان اسے گھورتا ہوا بولا میراب اگر ایک اور الفاظ تم نے کہا نہ تو میں اس سردی میں تمھے گاڑی سے باہر نکال کر گاڑی کی چھت سے باندھ کر لے کے جاؤں گا.... میراب بھنویں چڑھاتے ہوئے بولی ایسی میں مجھے چھت پر باندھیں گے بابا آپکی ٹانگیں نہیں توڑ دیں گے.... زایان اسے گھورتے ہوئے بولا بس

جہاں تم سے خود کچھ نہیں کیا جاتا وہاں تم بابا کو بیچ میں لے آتی ہو.....ارفہ بیگم انھے دپٹتے ہوئے بولیں چپ کر جاؤ کتنا لڑو گے تم لوگ،،،،،زایان نے میر اب کو منہ چڑھایا تو میر اب نے بھی اسے منہ چڑھایا زایان نے ایک ہاتھ سے اسٹیر نگ ویل تھام کے دوسرے ہاتھ سے اسکے سر پر چپت لگائی.... پیچھے سے حیدر صاحب چینخے زایان بری بات.....زایان نے ضبط سے سانس کھینچا اور ڈرائیو کرنے لگا....#part3

شافع کمرے میں داخل ہوا، نور کمرے میں نہیں تھی،،،،جب سے وہ لوگ حویلی آئے تھے نور اور اسے ساتھ بیٹھنے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا وہ دونوں ہی ہر وقت کسی نہ کسی کے بیچ گھیرے رہتے تھے،،،،شافع کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا ٹھنڈی ہوا نے جب جسم کو چھوا تو اسے سردی کا احساس ہونے لگا..... لیکن وہ وہاں سے ہٹا نہیں وہیں کھڑا رہا.....

کچھ دیر بعد نور کمرے میں آئی اسنے شافع کو کھڑکی کی طرف کھڑے دیکھا تو خود بھی وہیں آگئی کھڑکی سے کھڑے ہو کر باہر کشادہ لان کا نظارہ بہت خوبصورت لگتا تھا لیکن دن میں وہ کبھی کھڑی ہی نہیں ہو پاتی تھی لیکن اس وقت سب سوئے ہوئے تھے اسلئے وہ شافع کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی....اسے دیکھ کر شافع بغیر کسی تاثر کے بولا کہاں تھیں تم؟ نور باہر دیکھتے ہوئے بولی حارث جاگا ہوا تھا تو اسکے پاس تھی.... شافع کچھ نہیں بولا اور

باہر دیکھنے لگا پھر ٹھہر کر بولا میں تمھے آئندہ کہیں نہیں لے کے جاؤں گا.... نور نے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا کیوں کیا ہوا؟ میں نے کیا کیا ہے؟ شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا تم دوسروں کو دیکھ کر مجھے بھول جاتی ہو،،، تم بھول جاتی ہو کہ تمھارا ایک عدد شوہر بھی ہے.... نور ہنستے ہوئے بولی سب کے ایک عدد شوہر ہوتے ہیں در جن بھر تھوڑی ہوتے ہیں.... شافع سپاٹ چہرے سے بولا بات مت بدلو... تمھے میرا ذرا خیال نہیں ہے، تم سب کے سامنے مجھے نظر انداز کرتی ہو...

نور آگے ہوتے ہوئے بولی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے میں تمھے نظر انداز کیوں کروں گی... بس ارحام اور بھابھی اتنی اچھی ہیں کہ مجھے اپنے پاس سے کہیں جانے ہی نہیں دیتیں... شافع کچھ نہیں بولا خاموشی سے باہر دیکھتا رہا،،، نور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی ناراض ہو؟ شافع کندھے اچکا کر بولا میں کیوں ناراض ہوں گا؟ نور اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولی پھر یہ منہ کیوں پھیلایا ہوا ہے؟ شافع اسکی طرف دیکھے بغیر بولا پیدائشی ایسا ہے....

نور نے اپنی ہنسی دبائی،،، نہیں روز تو ایسا نہیں ہوتا بس ابھی لگ رہا ہے، شافع خاموش رہا اور اسکی خاموشی نور کو چبھ رہی تھی... نور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی اچھا اب تو میں آگئی ہوں.... اسکا ہاتھ پکڑ کر نور کو احساس ہوا کہ اسکے ہاتھ ٹھنڈے برف ہو

رہے تھے، نور اسکے ہاتھ سہلاتے ہوئے بولی تمھارے ہاتھ کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں اسنے شافع پر نظر ڈالی تو فکر مندی سے بولی شافع اتنی سردی ہو رہی ہے اور تم بغیر کسی جیکٹ یا شال کے یہاں کھڑے ہو ہوا بھی چل رہی ہے.... نور اسے کھڑکی سے ہٹانے کے لئے کھینچنے لگی تو شافع اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولا تو تمھے کیا فرق پڑتا ہے....

نور نے اسے گھورا نور کو اندازہ ہوا تھا وہ ناراض تھا،،، اسکا حق تھا ناراض ہونے کا،،، نور کا فرض تھا اسے منانا۔۔۔ جب شافع کھڑکی پر سے نہیں ہٹا تو نور الماری کی طرف گئی اور ایک مردانہ شال نکال کر لے آئی... اسنے پیچھے سے وہ شال شافع کے کندھوں کے گرد پھیلائی... شافع نے کندھے اچکا کر شال ہٹادی.....

نور نے پہلے اسکی طرف دیکھا وہ نور کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا اسنے بغیر کچھ کہے شال واپس اسکے کندھے پر ڈالی شافع نے پھر شال ہٹادی..... نور نے اسے گھورا اور پھر دوبارہ شال اسکے کندھے پر ڈالی،،، شافع نے دوبارہ ہٹادی..... نور نے ایک بار پھر شال اسکے کندھوں کے گرد ڈالی اس سے پہلے کے شافع شال ہٹاتا نور نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لئے.... شافع نے اسکی طرف دیکھا تو نور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی ٹھنڈ لگ جائے گی....

شافع نے نظریں پھیر لیں،اور ہاتھ چھڑا کر صوفے پر آ کر بیٹھ گیا.... نور پیچھے سے بولی ناراض کیوں ہو یہ تو بتا دو؟ شافع کندھے اچکا کر بولا میں کوئی ناراض نہیں ہوں تم جا کر حارث کو سنبھال لو.... نور کھڑکی کی طرف کھڑے ہی بولی تم اس بچے سے کیوں جل رہے ہو اتنا؟ شافع نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا کس نے کہا کہ میں جل رہا ہوں، میں ایک بچے سے جلوں گا کیا؟

نور مسکرائی اور خاموشی سے بیڈ پر آ کے بیٹھ گئی،،،، شافع سامنے صوفے پر بیٹھا موبائل دیکھ رہا تھا، اسکی خاموشی نور کو بری طرح کاٹ رہی تھی۔۔۔۔ کافی دیر بعد بھی جب شافع نے نور سے کوئی بات نہیں کی تو نور بولی.... تم کچھ بول کیوں نہیں رہے؟ شافع اسکی طرف دیکھے بغیر بولا کیونکہ میرے پاس کوئی بات نہیں ہے کرنے کو..... شافع نے اسے وہی جواب دیا تھا جو وہ اکثر شافع کو دیا کرتی تھی اور اسے آج اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ جملہ سننے میں کتنا عجیب لگ رہا تھا.....

کچھ دیر بعد نور بات کرنے کے بہانے سے بولی ارحام بہت خوش ہے... شافع نے کچھ کہنے کے بجائے اثبات میں گردن ہلا دی..... نور پھر بولی ارفہ آنٹی کو ارحام بہت پسند آئی تھی. بہت خوش لگ رہی تھیں وہ،،، شافع نے کوئی تاثر نہیں دیا اپنا موبائل دیکھتا رہا....

نور بے چینی سے ناخن کترتے ہوئے سوچنے لگی یہ تو کسی بھی طرح بات نہیں کر رہا....
نور دوبارہ کچھ بولنے والی تھی لیکن اسکے کچھ بولنے سے پہلے شافع صوفے پر سے اٹھا اور بیڈ پر آ کے اپنی طرف کا لیمپ آف کیا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر سیدھا ہو کر لیٹ گیا....
نور نے اسکی طرف دیکھا،،، شافع آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹائے بغیر بولا نور لیمپ آف کر دو مجھے سونا ہے..... نور کچھ دیر ایسی بیٹھی رہی اور لیمپ آف کرنے کے بجائے اپنا سر شافع کے سینے پر رکھ کر لیٹ گئی....
نور کو پتا تھا شافع چاہے کتنا بھی ناراض کیوں نہ ہو وہ اپنے سینے پر سے اسکا سر نہیں ہٹائے گا.... شافع نے حیرت سے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کر اسکی طرف دیکھا لیکن نور کے چہرے کا رخ دوسری طرف تھا... شافع ہلکا سا مسکرایا، اسنے اپنی آنکھیں بند کیں کچھ دیر وہ اسی طرح لیٹا رہا،،، لیکن نور اسکے اتنے قریب ہو اور وہ بے سدھ سا لیٹا رہے یہ تو ناممکن سی بات تھی... اسنے آہستہ سے نور کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا.... "ایسے مت کیا کرو یار مجھے تم سے عشق ہو جائے گا"....
نور مسکرائی،،، اور اسکے سینے پر سے سر اٹھائے بغیر بولی، "تو ہو جانے دو" شافع کی مسکراہٹ گہری ہوئی.... اسنے اپنے دونوں بازو اسکے گرد پھیلائے، مجھے تو تم سے عشق بھی ہو جائے گا لیکن تمھے مجھ سے محبت کب ہو گی.... نور اپنے سر پر موجود اسکا ہاتھ

پکڑتے ہوئے بولی محبت تو ہو ہی جائے گی لیکن "اظہارِ محبت مشکل ہے" شافع مسکراتے ہوئے بولا مطلب محبت ہو جائے گی لیکن اظہار کبھی نہیں کرو گی؟ نور اسے تنگ کرنے کے لئے بولی ہاں کچھ ایسا ہی ہے.....

شافع بھی اسے تنگ کرنے کے لئے بولا میرے مرنے پر بھی اظہار نہیں کرو گی؟ نور نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اسکے سینے سے ہٹھایا... اور غصے سے اسکی طرف دیکھنے لگی کیا فالتو باتیں کر رہے ہو تم.... شافع ہنستے ہوئے بولا میں تو بس ایک بات کر رہا تھا..... نور بیڈ سے اترتے ہوئے بولی ٹھیک ہے تو تم کر لو میں چلی جاتی ہوں..... شافع نے اٹھ کر اسکا ہاتھ پکڑا اچھا اچھا یار میں تو بس ایسی تمھے تنگ کر رہا تھا.... میں نے کہاں جانا ہے تمھے چھوڑ کے.... نور اسکا کالر سختی سے پکڑتے ہوئے بولی ایسا کبھی سوچنا بھی مت....

شافع اسکا گال اپنے انگھوٹے سے سہلاتا ہوا بولا،،، پر شرط یہ ہے کہ ساتھ نبھانا پڑے گا۔ ۔۔۔نور براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی ساتھ نبھانے کے لئے ہی ساتھ چلی ہوں،،، شافع مسکرایا اور اسے ذچ کرتے ہوئے بولا..... تو پھر کہو کہ تمھاری آنکھوں میں مجھے جو محبت دیکھ رہی ہے وہ سچ ہے، نور نے نظریں جھکائیں پھر دوبارہ اسکی طرف دیکھ کر بولی I شافع بے تابی سے بولا ہاں آگے؟ نور نے اپنی ہنسی دبائی پھر روانی سے بولی I hate you shafay

شافع نے پہلے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا پھر ایک قہقہہ لگاتے ہوئے اسکے کندھے پر ماتھا ٹکاتے ہوئے بولا I love you too Mrs Shafay نور نے اسکے ہاتھوں میں ہاتھ دیا اور ہنس دی....

صبح ہوتے ہی زایان کے گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں.... دوسری طرف حویلی میں بھی کچھ ایسا ہی ماحول تھا،،، دوپہر کے کھانے کے بعد نور اور شافع کا نکل جانے کا ارادہ تھا ناشتے کے بعد نور ارحام کے ساتھ تھی جبکہ شافع حویلی میں نہیں تھا....

شافع اپنی ماں کی قبر پر آیا ہوا تھا وہ حویلی بیشک نہیں جاتا تھا لیکن اپنی ماں کی قبر پر ضرور آتا تھا وہ جب بھی آتا تھا اپنی ماں کی قبر سے لپٹ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا لیکن آج پہلی بار ایسا ہوا تھا جب شافع رو نہیں رہا تھا اسنے قبر پر پھول ڈالے اور فاتحہ پڑھنے کے بعد وہ گردن جھکائے قبر کی طرف دیکھ رہا.... اسنے اپنا دائیں ہاتھ قبر پر رکھا اور پھر آہستہ سے بولا.....

آپ حیران ہو نگی کہ آج میں رو نہیں رہا لیکن میں جانتا ہوں آپ حیران ہونے سے زیادہ خوش ہو نگی کیونکہ آپ خواب میں بھی ہمیشہ مجھے رونے سے منا کرتی تھیں،،، لیکن

جب خوش ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی،،، لیکن اب ہے "آئے نور "نور کا نام لیتے ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی.... میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے ماما اسکے لفظوں میں بھی محبت تھی....

اور مجھے پتا ہے وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتی ہے لیکن اظہار نہیں کرتی شاید ڈرتی ہے کسی بات سے لیکن میں جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتی ہے میری پرواہ کرتا ہے..... اگر ایک منٹ کے لئے بھی میں اسکی آنکھوں سے اوجھل ہو جاؤں نہ تو پنجرے میں قید پنچھی کی طرح پھڑ پھڑا جاتی ہے وہ.... وہ بہت اچھی ہے ماما لیکن اسکے ہاتھ بھی میری طرح رشتوں سے خالی ہیں... لیکن میں سب ٹھیک کر دوں گا میں اسے اسکے بابا سے ملواؤں گا ان کے بیچ سب ٹھیک ہو جائے گا....

وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا.... میں اسے آپکے گھر لے کے جاؤں گا جہاں آپ رہتی تھیں پہاڑوں اور دریا کے بیچ موجود وہ خوبصورت وادی جہاں آپ رہتی تھیں... آپ کو تو پتا ہے میں وہاں جاتا رہتا ہوں لیکن میں اس بار اسے ساتھ لے کر جاؤں گا.... وہ ساتھ ہوتی ہے تو سکون رہتا ہے وہ دور ہو جاتی ہے تو جیسے ہر چیز بے معنی لگتی ہے....

نا جانے اس سے اتنی محبت کب ہو گئی کہ اسکے بغیر ایک لمحہ جینے کے تصور سے بھی خوف آتا ہے.... اس سے دور ہونے کا خیال کبھی ذہن میں آتا ہے تو میری روح تک کانپ جاتی

ہے،،،اس سے دوری مجھے برداشت نہیں ہے ماما اور نہ وہ مجھ سے دور رہ پاتی ہے،،، کہتی ہے کہ محبت نہیں کرتی لیکن میں جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتی ہے بس اظہار نہیں کرتی....

ناجانے وہ کب سے یوں ہی بیٹھا باتیں کر رہا تھا جیسے اسکی ماما سامنے بیٹھی اسکی باتیں سن رہی ہوں....

اسکا موبائل بجا،،، شافع کا تسلسل ٹوٹ گیا... اس نے جیب میں سے موبائل نکالا،،، نور کا فون تھا، اسنے مسکراتے ہوئے قبر کی طرف دیکھا اسی کا فون ہے میں نے کہا تھا نہ میرے بغیر ایک منٹ نہیں رہ سکتی.... میں چلتا ہوں اب پھر آؤں گا...

شافع کھڑا ہوا اور چند منٹ قبر کو یوں ہی دیکھنے کے بعد وہ قبرستان سے باہر نکل آیا،،، گاڑی کے پاس آکر اسنے کال ریسیو کی.... دوسری طرف سے نور کی آواز آئی شافع کہاں ہو تم کب سے گئے ہوئے ہو؟ شافع گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا قبرستان آیا تھا ماما کی قبر پر.....

نور دھیمی آواز میں بولی اوہ اچھا پھر کب تک آؤ گے؟ شافع گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا بس آرہا ہوں تم نے بیگ پیک کر لیا؟ ہم لنچ کے فوراً بعد نکل جائیں گے... نور نے

اثبات میں سر ہلایا یا ہاں کر لیا ہے پیک... شافع مسکرایا ٹھیک ہے پھر فون رکھو میں آرہا ہوں.... نور نے مسکراتے ہوئے فون کاٹ دیا

شافع ابراہیم صاحب کے ساتھ اندر بیٹھا تھا کچھ دیر میں انھے نکلنا تھا.... نور ارحام کے ساتھ باہر لان میں تھی لیکن عائشہ بیگم نے کسی کام سے ارحام کو اندر بلا لیا تھا اسلئے نور اکیلی ہی وہاں چہل قدمی کر رہی تھی ہر طرف سبز رنگ جو آنکھوں کو سکون پہنچا رہا تھا.... نور نے اپنے کندھوں کے گرد پھیلی چادر آگے کو کی اور لان میں لگے پیڑوں کو دیکھنے لگی.....

دور سے ہی اسے ایک کالے رنگ کی گاڑی حویلی میں داخل ہوتی ہوئی نظر آئی نور نے دل میں سوچا کون آیا ہو گا... نور آگے کی طرف آئی گاڑی دروازے سے اندر آکر کچھ فاصلے پر رک گئی تھی.... نور وہیں کھڑی ہو کر گاڑی میں سے نکلنے والے شخص کو دیکھنے لگی.... سب سے پہلے ملازم نے گاڑی کے پیچھے سے بیگ نکالا تھا گاڑی میں آنے والا شخص ابھی بھی گاڑی سے باہر نہیں نکلا تھا ملازم بیگ نکالنے کے بعد گاڑی میں بیٹھے شخص سے کوئی بات کر رہا تھا.... ملازم نے گاڑی کا دروازہ کھولا گاڑی میں سے ایک نوجوان

شخص باہر نکلا اسنے نیلے رنگ کی جینز پر سفید رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور آنکھوں پر گلاسیز تھے نور نے اس شخص کو حیرت سے دیکھا اور پہچاننے کی کوشش کرنے لگی،،، جیسے ہی اس شخص نے آنکھوں سے گلاسیز ہٹائے نور ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور پیڑ سے ٹکرا گئی.... نور نے اپنے پیچھے موجود پیڑ کو تھاما اور بے یقینی سے اس شخص کو دیکھنے لگی.... اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا،،، ماضی کے تلخ واقعات آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے، وہ حواس کھو رہی تھی.... اس شخص کی نظر نور پر نہیں پڑی تھی وہ اندر کی طرف بڑھنے لگا....

نور تیزی سے مڑی اور اندر کی طرف بھاگی اندر پہنچنے سے پہلے ہی وہ شافع سے ٹکرا گئی،،، شافع اسی کے پاس آرہا تھا اسکا سر شافع کے سینے پر لگا تھا شافع نے پریشانی سے اسکا سر تھاما اور اسکے کھوئے ہوئے حواس دیکھ کر بولا کیا ہوا ہے تمھے اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟ نور کا چہرہ زرد پڑھ رہا ہاتھوں میں کپ کپاہٹ تھی... نور ہکلاتے ہوئے بولی وہ.....

وہ.... ادھر وہ لڑکا.... نور کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی نور کو اپنے عقب میں کسی کی آواز سنائی دی..... شافع؟ کیسے ہو تم؟ نور کا حیرت کا جھٹکا لگا،،، وہ لڑکا مسکراتے ہوئے شافع کی طرف دیکھ رہا تھا نور نے آہستہ سے گردن موڑی..... اس لڑکے کی نظر جیسے ہی نور پر پڑی اسکی مسکراہٹ ایک سیکنڈ میں اڑ گئی.....

وہ لڑکا بے تاثر کھڑا تھا شافع اسکے تاثرات پر غور کئے بغیر اسکے گلے لگا..... "گوہر کیسے ہو تم؟" لیکن گوہر بنا پلکھیں جھپکائے سکتے کے عالم میں نور کو دیکھ رہا تھا.... شافع اس سے الگ ہوا اسکی نظر نور پر دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا "میری بیوی ہے یہ آئے نور" گوہر نے بے یقینی سے شافع کی طرف دیکھا تمھاری بیوی ہے؟ گوہر کو اپنی آواز کھائی میں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی.... شافع نور کی طرف دیکھ کر بولا یہ گوہر ہے ابراہیم چاچو کا بیٹا.... نور نے شافع کی طرف دیکھا، نور کی نظروں سے شافع کو کچھ الجھن ہوئی.... اسنے گوہر کی طرف دیکھا اسکے بھی کچھ ایسے ہی تاثرات تھے.... شافع نے فکر مندی سے نور سے پوچھا کیا ہوا ہے؟ نور نے پہلے گوہر کی طرف دیکھا پھر شافع کی طرف دیکھ کر پوچھا "یہ گوہر ہے؟" شافع نے اثبات میں سر ہلایا ہاں تم پہلے سے جانتی ہو کیا؟ نور کے کچھ بولنے سے پہلے گوہر آگے آتے ہوئے ہکلا کر بولا،،، میں..... میری بات سنو شافع،،،، شافع نے گوہر کی طرف دیکھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا ہے..... شافع گوہر کی بات سننے کے بجائے نور کی طرف دیکھ کر بولا نور کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے.... گوہر شافع کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا شافع میں.... میری بات سنو میں بتاتا ہوں سب.... اسکے کچھ کہنے سے پہلے نور گوہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "میرا کڈنیپ اسنے کروایا تھا شافع"..... شافع کو اپنے آگے پیچھے دھماکے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے..... گوہر کو

چپکی لگی شافع نے نور کی طرف دیکھا پھر بے یقینی سے گوہر کی طرف،،،اسنے کروایا تھا تمھارا کڈنیپ؟ شافع کو الفاظ ادا کرنا مشکل لگا.... نور کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے،اسنے اثبات میں سر ہلایا..... شافع نے مٹھیاں بھینچ کر ضبط سے ایک لمبا سانس کھینچا....اور ایک زوردار مکا گھما کر گوہر کے منہ پر رسید کیا.... نور نے ڈر سے منہ پر ہاتھ رکھا گوہر اس وار کے لئے بالکل تیار نہیں تھا اسلئے ایک جھٹکے سے پیچھے زمین پر جا گرا... لیکن اسنے بغیر کسی غصے سے کہا ایک بار میری بات سن لو شافع..... لیکن شافع کے سر پر خون سوار ہو گیا تھا اسنے اسکا گریبان پکڑتے ہوئے اٹھایا اور ایک اور مکا اسکے منہ پر مارا گوہر کے ہونٹ میں سے خون رسنے لگا.... نور تیزی سے شافع کی طرف بڑھی شافع نے اسکا ہاتھ جھٹک کر اسے پیچھے کیا....اور گوہر کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے بولا تم اتنا کیسے گر سکتے ہو کہ ایک لڑکی کی زندگی سے کھیلو... شافع نے ایک اور بار اسکے منہ پر گھونسا مارا لیکن گوہر نے اس پر پلٹ کے وار نہیں کیا تھا،،نہ ہی وہ خود کو اس سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا....

نور نے شافع کا بازو پکڑا،اور روتے ہوئے بولی اسے چھوڑ دو پلیز شافع.... شافع نے اسکا ہاتھ جھٹکا اور جنونی انداز میں گوہر کو مارتے ہوئے بولا تمھاری وجہ سے اسے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے کچھ اندازہ ہے تمھے تمھاری وجہ سے اسے لوگوں کی گھٹیا

باتیں سننی پڑیں، تمھاری وجہ سے یہ تیز بارش میں آدھی رات کو سڑکوں کی خاک چھانتی رہی، تمھاری وجہ سے اسے اپنوں کی ہی نظروں میں گرنا پڑا، تمھاری وجہ سے اسے اپنے بابا کی نظروں میں نفرت دیکھنی پڑی آخر تم اتنا کیسے گر سکتے ہو.... شافع نے اسے ایک اور گھونسا مارا وہ پیچھے زمین پر جا گرا اسکے گال میں سے بھی اب خون نکل رہا تھا.... نور مسلسل اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن شافع اسکی ایک نہیں سن رہا تھا،،،

وہ نیچے گر گیا تو شافع اسے پھر مارنے کے لئے جنونی انداز میں نیچے جھکا اسنے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا..... نور فوراً اسکے آگے آئی اور اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے چیخ کر بولی "تمھے میری قسم ہے شافع چھوڑ دو اسے اسطرح مارو گے تو مر جائے گا یہ "شافع کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا..... اتنے میں اندر سے ابراہیم صاحب، شہزاد اور باقی سب بھی بھاگتے ہوئے باہر آئے.....

ابراہیم صاحب نے فوراً شافع کو گوہر سے دور کیا.... شہزاد گوہر کی طرف بڑھا اسکے منہ پر جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا.... عائشہ بیگم روتے ہوئے گوہر کے پاس بیٹھیں اور اسے سہارا دے کر بٹھایا پھر غصے سے شافع کی طرف دیکھ کر بولیں،،، پوچھیں اس سے کیوں مارا ہے اسنے میرے بیٹے کو اتنا آخر کس بات کی دشمنی نکالی ہے اسنے،،، نور مسلسل

رو رہی تھی اسنے ابھی بھی شافع کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا.... شافع کے سر پر خون سوار تھا.... ابراہیم صاحب پریشانی سے بولے آخر کیا ہوا ہے تم دونوں کے بیچ ایسا،،، جو تم نے اس قدر اسے مارا ہے شافع.... شافع کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر بولا پوچھیں اپنے بیٹے سے،،، پوچھیں اس سے کے کیا کرتا پھرا ہے یہ پوچھیں اس سے کے کس طرح ایک لڑکی کی زندگی برباد ہوتے ہوتے بچی ہے اسکے ہاتھوں میرا بس چلے تو میں اسے ابھی اور اسی وقت جان سے مار دوں.... نور نے شافع کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا.... نور روتے ہوئے بولی پلیز شافع خاموش ہو جاؤ.... پلیز....

شافع نے نور کی طرف دیکھا وہ بری طرح رو رہی تھی،،، شافع نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے وہاں سے لے جاتے ہوئے بولا چلو ہم ابھی اسی وقت یہاں سے جا رہے ہیں.... شافع نور کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے لے جانے لگا تو گوہر شہزاد کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئے بولا شافع تم میری بات سنے بغیر نہیں جا سکتے دھوکا میرے ساتھ بھی ہوا ہے تکلیف میں میں بھی مبتلہ ہوں،،، وہ سب جانے انجانے میں ہوا،،، تم میری بات تو سنو.... وہاں سب ہی حیران اور پریشان کھڑے تھے،،، ابراہیم صاحب الجھتے ہوئے بولے آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے کوئی بتائے گا مجھے ؟؟؟

شافع مڑ کر خونخوار نظروں سے گوہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا میں نور کے کردار پر ایک آنچ نہیں آنے دوں گا، اور یہاں نور کی بات کا یقین کرنے والا کوئی نہیں ہو گا اسلئے میں تم سے کوئی بات نہیں کر سکتا.... شافع جانے کے لئے مڑا تو گوہر بولا میں گواہی دوں گا نور کی پاک دامنی کی آخر سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے تو سب کو یقین بھی میں ہی دلاؤں گا.... لیکن تم ایک بار تسلی سے میری بات تو سنو.... شافع منہ پھیر کر نور کو وہاں سے لے کر جانے لگا تو نور نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا.... شافع نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا.... "پلیز ایک بار اسکی بات سن لو کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، شافع نے گردن جھکائی تو نور اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے ہوئے بولی میری خاطر..... شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا... اور ضبط سے بولا ٹھیک ہے.

سب لوگ لاؤنج میں موجود تھے وہ لوگ جب لاؤنج میں آئے تو بی اماں اپنے کمرے سے نکل کر آئیں اور گوہر کی ایسی حالت دیکھ کر اسکی طرف بڑھی اور والہانہ انداز میں اسکا چہرہ تھامتے ہوئے بولیں ارے یہ کیسے ہوا، کس نے یہ سب کیا ہے میرے بچے کے ساتھ..... میں ٹھیک ہوں دادو کچھ نہیں ہوا ہے مجھے گوہر نے انھے اطمینان دلاتے ہوئے صوفے پر بٹھایا.... بی اماں سب کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولیں آخر کیا ہوا ہے تم

سب کے چہرے ایسے کیوں لٹکے ہوئے ہیں.... گوہر بولا آپ لوگ بیٹھ جائیں میں سب بتاتا ہوں..... سب بیٹھ گئے لیکن شافع کھڑا رہا تو گوہر اس سے بولا شافع تم بھی بیٹھ جاؤ مجھے امید ہے کہ تم میری بات تسلی سے سنو گے اور سمجھو گے بھی.... شافع نور کے برابر میں بیٹھ گیا....

گوہر نے ایک نظر سب پر ڈالی پھر ایک سانس کھینچتے ہوئے اپنی بات کا آغاز کیا.....

"ایک لڑکی تھی..... انٹرنیٹ کے ذریعے میری اس سے بات چیت شروع ہوئی تھی، اسکا نام نور تھا یا یہ کہہ لیں کہ اسنے مجھے اپنا نام نور ہی بتایا تھا کچھ دنوں بعد ہماری بات چیت ملاقات کی طرف بڑھ گئی میں جب بھی پاکستان آتا تھا اس سے جا کر ملتا تھا.... بی اماں تنک کر بولیں کون لڑکی ؟ ابراہیم صاحب برہم ہوتے ہوئے بولے اماں اسے بات مکمل تو کرنے دیں... بی اماں چپ ہو گئیں....

گوہر نے دوبارہ بات کا آغاز کیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میری اس میں دلچسپی بڑھنے لگی، اسنے مجھے کبھی کہا نہیں تھا لیکن..... لیکن اسکے رویے سے مجھے یقین تھا کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے میں اسے کافی گفٹس وغیرہ بھیجتا تھا میں جب پاکستان آتا تو اس سے ملتا بھی تھا وہ جانتی تھی میں اسکے بارے میں کس حد تک سنجیدہ ہوں لیکن اسنے پھر بھی مجھے دھوکا دیا، ہماری چند مہینے کی بات چیت کے بعد میں نے اس سے محبت کا اظہار

کر دیا اسنے میرے اظہار کے جواب میں نہ اظہار کیا اور نہ ہی انکار بس بات چیت کم کر دی مجھے اسکا رویہ عجیب لگنے گا وہ مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کرتی تھی میرے میسجز کا جواب نہیں دیتی تھی وہ مجھے نظر انداز کر رہی تھی.... مجھے لگا اسے کچھ وقت چاہیے ہو گا لیکن کچھ دنوں بعد جب میں نے اسے کال کی تو اسنے کال اٹھالی....

اسنے مجھ سے کہا کہ اسکی شادی ہو رہی ہے اور شادی کے فوراً بعد ہی وہ پاکستان سے باہر چلی جائے گی،،،، مجھے حیرت ہوئی میں نے جب اس سے کہا کہ تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو تو وہ ہر طرح سے مقرر گئی بیشک اسنے کبھی اظہار نہیں کیا تھا لیکن زبان سے اظہار کرنا ہی تو سب کچھ نہیں ہوتا، لیکن شاید میں اسکی وقت گزاری کو محبت سمجھ بیٹھا تھا.... اسنے مجھ سے کہا کہ اسنے مجھ سے کبھی محبت کی ہی نہیں..... اسنے بیشک مجھ سے محبت نہیں کی تھی لیکن میں تو اپنی محبت میں سنجیدہ تھا، میں نے اسکی بہت منت سماجت کیں لیکن وہ تو مجھ سے اسطرح بات کر رہی تھی جیسے مجھے جانتی ہی نہ ہو.....

میں اسے کسی بھی طرح پانا چاہتا تھا اور جب مجھے احساس ہوا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں وقت گزاری کر رہی تھی تب میری محبت ضد میں بدل گئی میں نے بھی ٹھان لیا کہ میں اسے اپنا بنا کر ہی رہوں گا میں نے اس پر نظر رکھوانی شروع کر دی، اس دوران میں اسی سلسلے میں پاکستان آیا ہوا تھا میرا سمسٹر بریک نہیں تھا، گوہر نے سب سے نظریں

چرائیں... جو دن اسنے اپنی شادی کا بتایا تھا اس دن میرے آدمیوں نے اسے پارلر جاتے ہوئے دیکھا تھا.... انھوں نے مجھے بتایا تو میں نے انھے کہا،،، کہ وہ جب نکلے تو اسے کڈنیپ کر لیں.....

گوہر سانس لینے کے لئے رکا.... ابراہیم صاحب نے تنے تیور سے پوچھا پھر.....؟ گوہر نے نظریں جھکائیں اور ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا میں کڈنیپ کر کے اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا..... بی اماں نے چیختے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھا تو اب تم یہ کام بھی کرنے لگے ہو..... گوہر کی گردن مزید جھک گئ..... شافع سپاٹ چہرے سے بولا جب تمھارے آدمیوں نے اس لڑکی کو جاتے ہوئے دیکھا تھا تو پھر نور کو کیسے کڈنیپ کر لیا؟

انھوں نے مجھے بعد میں بتایا تھا کہ جو چادر اسنے پہن رکھی تھی بالکل ویسی ہی چادر باہر آتے ہوئے تمھاری نور نے پہن رکھی تھی، اور گھونگھٹ بھی کر رکھا تھا... پھر کسی لڑکی نے اسے نور کہہ کر پکارہ بھی تھا،،، اسلئے ان لوگوں کو لگا تمھاری بیوی ہی وہ لڑکی ہے جسے میں نے کڈنیپ کرنے کو کہا تھا،،،

وہ لوگ جب نور کو بے ہوش کر کے لے آئے اور نور کا چہرہ دیکھا تو ان لوگوں کو شک ہوا کہ شاید یہ وہ لڑکی نہیں ہے، لیکن اس دوران میرا موبائل بھی کھویا ہوا تھا اسلئے اس لڑکی کی کوئی تصویر میرے پاس نہیں تھی جو ایک تصویر تھی اس میں چہرہ صحیح طرح واضح

نہیں تھا،،، لیکن پھر انہوں نے سوچا کہ شاید میک اپ کی وجہ سے الگ لگ رہی ہو گی...
اگر میں وہاں جلدی پہنچ جاتا تب بھی شاید معاملہ سنبھل جاتا لیکن مجھے تم نے فون کر کے
کیفے بلا لیا تھا ملنے کے لئے اور میں تمھے منا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسی رات کی میں نے
ٹکٹ بھی لے رکھی تھیں، مجھے واپس چلے جانا تھا.... تمھارے پاس سے جب میں جانے
لگا تو بارش کی وجہ سے راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اور موبائل نیٹ ورک بھی ٹھیک
طرح کام نہیں کر رہے تھے، میں گاڑی صحیح کروانے لے کر گیا وہاں مجھے دو ڈھائی، گھنٹے
لگ گئے.....

پھر میں جب وہاں پہنچا تب میں خود شاکڈ ہو گیا تھا..... مجھے ان آدمیوں پر بہت غصہ آیا،
میرا دل کر رہا تھا کہ میں زمین آسمان ایک کر دوں،،، جو کچھ ہوا جانے انجانے میں ہوا
لیکن میں جانتا ہوں میری وجہ سے نور کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو گا میں جانتا
ہوں کہ میں نے غلط کیا مجھے نور کو اکیلے جانے نہیں دینا چاہیئے تھا لیکن اس وقت میں خود
بہت پریشان تھا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا،،،
شافع دانت پیستے ہوئے بولا تمھے اندازہ ہے کہ اگر اس رات نور مجھے نہ ملتی اور اگر اسکے
ساتھ کچھ ہو جاتا تو..... گوہر گردن جھکاتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولا میں
بہت شرمندہ ہوں اس سب کے لئے میں جانتا ہوں میری شرمندگی سے کچھ بدل نہیں

سکتا،،، لیکن اس واقعے کے بعد میں ایک رات چین سے نہیں سو سکا میرے دل میں ہر وقت ایک پھانس سی پھسی رہتی تھی کہ نا جانے نور کے ساتھ کیا ہوا ہو گا.....

شافع نے اس سے پوچھا تم نے میری اور نور کی وائرل ہونے والی تصویریں دیکھی تھیں؟

گوہر نے نفی میں سر ہلایا تمھاری شادی کے بارے میں نے سنا تھا لیکن میں اتنا مینٹلی ڈسٹرب تھا کہ کسی چیز پر غور ہی نہیں کر سکا دن بادن میرے اندر لاوا ابھر رہا تھا مجھے میرا ضمیر چین سے جینے ہی نہیں دے رہا تھا،،، میں امریکہ میں دو دو دن بغیر سوئے گزار دیتا تھا یہ سوچ سوچ کے،،، کہ ایک لڑکی کے چکر میں نے شاید ایک معصوم لڑکی کی زندگی برباد کر دی،،،، شافع سانس کھینچتے ہوئے بولا غلط تو تم نے کیا ہے ہماری وائرل ہونے والی تصویریں اسی رات کی تھیں،،،، سب نے حیرت سے شافع کی طرف دیکھا کیونکہ وہاں سب یہی سمجھتے تھے کہ وہ تصویریں تاشفہ نے شافع کو پریشان کرنے کے لئے چلوائی ہیں،،، اور ان تصویروں کی وجہ سے نور کی ماما کو ہارٹ اٹیک آیا تھا جس کی وجہ سے شافع کو یوں اچانک نور سے نکاح کرنا پڑا....

شافع سانس کھینچتا ہوا بولا اس رات جب گوہر مجھ سے مل کر گیا تو میں دیر رات تک کیفے میں ہی تھا،،، نور بولی جبھی میں نے نیم بیہوشی میں گوہر کے منہ سے تمھارا نام سنا تھا،،، وہ

شاید اپنے دیر سے آنے کی وجہ بتا رہا تھا، تبھی اسنے تمھارا نام لیا تھا،،، گوہر نے اثبات میں گردن ہلائی،،،

شافع پھر سے بولا جب میں گھر جانے کے لئے نکلا تو راستے میں اچانک نور میری گاڑی کے آگے آگئی،،،،اس رات بارش بھی بہت ہو رہی تھی نور نیم بیہوشی کی حالت میں تھی میں اسے اٹھا کر گاڑی میں بٹھا رہا تھا جب کسی نے ہماری تصویریں لیں اور وہ تصویریں تاشفہ کے کہنے پر لی گئی تھیں،،،اور پھر ان تصویروں کو چینل پر اپنے حساب سے مرچ مصالحہ لگا کر دیکھایا گیا....اور یہ سب کس کی وجہ سے ہوا تمھاری وجہ سے گوہر.... تم ایک منٹ کے لئے بھی سوچ سکتے ہو کہ اگر اس دن نور مجھے نہ ملتی اور کسی غلط انسان کے ہاتھ لگ جاتی تو اسکے ساتھ کیا ہوتا.... شافع نے سختی سی مٹھیاں بھینچیں ضبط سے اسکے دماغ کے رگیں ابھر گئی تھیں....

نور کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے....

ساری بات سننے کے بعد ابراہیم صاحب آہستہ سے اٹھے اور گوہر کی طرف بڑھے....

گوہر نے گردن جھکائی ہوئی تھی،،،لاؤنج میں ایک زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی،،،،

ابراہیم صاحب چیختے ہوئے بولے تمھاری جیسی اولاد سے تو اچھا تھا تم میری اولاد ہی نہ ہوتے.... عائشہ بیگم روتے ہوئے اسے بچانے کے لئے آگے آئیں لیکن ابراہیم صاحب

نے انھے فوراً پیچھے کر دیااور گوہر کے گریبان پر جھپٹتے ہوئے بولے تمھاری وجہ سے ایک لڑکی کی زندگی خراب ہوتے ہوتے بچی ہے تم اتنا گر گئے تھے ایک لڑکی کو اغواہ کر کے نکاح کرنے چلے تھے.... ابراہیم صاحب نے ایک اور تھپڑ اسکے منہ پر مارا.....

نور فوراً اٹھ کر انکی طرف آئی انکل مت ماریں اسے ابراہیم صاحب اسکی سنے بغیر گوہر کو دھکا دیتے ہوئے بولے دفاع ہو جاؤ اس گھر سے اور اپنی شکل مت دکھانا مجھے،،، نور انکے آگے آتے ہوئے بولی انکل چھوڑ دیں اسے یہ سب میرے نصیب میں لکھا تھا اور نصیب کا لکھا کوئی بدل نہیں سکتا اور نہ ہی ماضی میں واپس جایا جا سکتا ہے.... جو کچھ ہوا جانے انجانے میں ہوا لیکن اسے اسکی غلطیوں کا احساس ہے یہ اہم بات ہے اسے کم از کم اس بات کا احساس تو ہے کہ جو اسنے کیا وہ غلط تھا اگر میری جگہ یہ اس لڑکی کو کڈنیپ کر لیتا تب بھی یہ غلط ہوتا.... کیونکہ یہ اس وقت صحیح فیصلہ لے ہی نہیں سکتا تھا.... اسے اس لڑکی نے دھوکا دیا اور اسنے بدلہ لینے کی ٹھان لی لیکن اس سب کے بیچ میں آ گئی کیونکہ میرے ساتھ یہ سب ہونا تھا،، کیونکہ شافع نے میری زندگی میں آنا تھا....

نور نے نظریں اٹھا کر شافع کی طرف دیکھا شافع کی نظریں اسی پر تھیں.... اسے مار کر یا گھر سے نکال کر کچھ نہیں ہو گا.... آپ لوگ بس اسے سمجھائیں کے فیصلے جوش میں

نہیں ہوش میں کئے جاتے ہیں جو ہو گیا اسے بدل نہیں سکتے لیکن آنے والے وقت کو بہتر تو بنا سکتے ہیں.... کیونکہ دل تو اسکا بھی ٹوٹا ہے نہ دھوکا تو اسکے ساتھ بھی ہوا ہے.....

ابراہیم صاحب صوفے پر ڈھے گئے,,,, گوہر آہستہ سے چلتے ہوئے نور کے سامنے آیا، اور گردن جھکا کر اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیئے "میں معافی کے قابل تو نہیں ہوں پھر بھی ہو سکے تو مجھے معاف کر دے نہ پلیز"

نور نے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے شافع کی طرف دیکھا، نور نے کچھ کہنے کے بجائے بس اثبات میں گردن ہلا دی،،،، گوہر شافع کی طرف بڑھا اور اسے دیکھتے ہوئے بولا ہو سکے تو تم بھی مجھے معاف کر دے نہ میرے بھائی تم جانتے ہو میں جنونی ضرور ہوں لیکن دل کا برا نہیں ہوں میں نے صرف اپنی محبت کو پانا چاہا تھا لیکن جانے انجانے میں یہ سب ہو گیا.... پلیز مجھے معاف کر دینا.... شافع آہستہ سے آگے بڑھا اور اسے گلے لگایا، میں جانتا ہوں تم دل کے برے نہیں ہو لیکن تمھارے دماغ نے تمھے غلطی کرنے پر مجبور کر دیا اور قسمت نے اور غلط کرنے کی ٹھانی ہوئی تھی.....

شافع اس سے الگ ہوتے ہوئے ارحام سے بولا فرسٹ ایڈ بکس لا دینا پلیز.....

ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی اور جلدی سے فرسٹ ایڈ بکس لا کر شافع کو دیا....

شافع نے گوہر کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر کرسی پر بٹھایا اور خود اسکے سامنے کرسی پر بیٹھ

کراسکے زخم صاف کرنے لگے گوہر کی کراہ نکلی تھی.... عائشہ بیگم روتے ہوئے بولیں جب زخموں پر مرہم ہی لگانا تھا تو زخم دیئے ہی کیوں؟ گوہر اپنے ہونٹ کا کنارے سے رستہ ہوا خون صاف کرتے ہوئے بولا مجھے اسکی اشد ضرورت تھی امی.... اگر چہرے پر زخم نہ لگتے تو دل پر لگے زخم کبھی ختم نہیں ہوتے چہرے کا درد بڑا ہے تو دل کا درد کم ہوا ہے....

بی اماں بولیں اچھا کھیل لگایا ہوا ہے ویسے جس کا جہاں دل کر رہا ہے وہاں شادی کرنے کے لئے بھاگ رہا ہے آخر یہ سارا کھیل تمھاری وجہ سے ہی شروع ہوا تھا بی اماں عائشہ بیگم سے بولیں میں نہ کہتی تھی کہ تمھارا یہ بیٹا ایک نہ ایک دن کوئی چاند چڑھائے گا.... جب کسی نے انکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تو وہ منہ بنا کر اپنے کمرے میں چل دیں.... شافع نے گوہر کے زخموں پر مرہم پٹی کرنے کے بعد نور کی طرف دیکھا تو وہ کسی سوچ میں گم تھی... شافع اٹھ کر اسکے سامنے آیا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا کیا سوچ رہی ہو....؟ نور اچانک چونکی.... اور گوہر کی طرف دیکھا وہ شہزاد کا سہارا لئے کمرے کی طرف جا رہا تھا نور نے اچانک کھڑے ہو کر اسے آواز لگائی گوہر نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا.... نور آگے آتے ہوئے بولی اس لڑکی کی کوئی تصویر ہے تمھارے پاس؟ گوہر آہستہ سے نفی میں سر ہلا کر بولا جس موبائل میں تصویریں تھیں وہ موبائل کھو گیا

تھا،دوسرے موبائل میں ایک تصویر تھی میں نے وہ ڈیلیٹ کر دی،نور کچھ سوچتے ہوئے بولی،،،ایک منٹ رکو میں ابھی آتی ہیں نور تیزی سے کمرے کی طرف بھاگی سب اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے....کچھ دیر بعد وہ اپنا موبائل کمرے سے لے کر آئی،،، اور باہر آکر کچھ آن کرنے لگی....اسنے ایک تصویر آن کر کے موبائل گوہر کی طرف کیا.....

گوہر کے اعصاب تنے نور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی یہی ہے وہ لڑکی؟ گوہر نے چبھتی ہوئی نظروں سے اس تصویر کو دیکھا اور اثبات میں گردن ہلا کر بولا ہاں یہی ہے وہ لڑکی نور.....سب نے تعجب سے نور کو دیکھا گوہر نے بھی حیرانی سے پوچھا لیکن تم اسے کیسے جانتی ہوں؟ شافع آگے بڑھا اور موبائل کی اسکرین اپنی طرف کرتے ہوئے بولا کون ہے مجھے دکھاؤ.....شافع نے تصویر دیکھی تو اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا منہا؟ گوہر نے تعجب سے پوچھا منہا؟ نور نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا ہاں یہ منہا ہے میری دوست،اور اس دن شادی اسکی نہیں میری تھی....

گوہر بے یقینی سے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا لیکن اسنے مجھے اپنا نام نور بتایا تھا....

نور سپاٹ چہرے سے زخمی لہجے میں بولی جھوٹ کہا تھا اس نے تم سے.....

اسنے تم سے بات کرنے کے لئے اپنے نام کی جگہ میرا نام استعمال کیا، نور کے گال پر آنسوں بہے شادی والے دن وآپسی پر میں نے منہا کی چادر اوڑھی ہوئی تھی، اسلئے تمھارے آدمیوں کو دھوکا ہوا.....

نور اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے گوہر سے ہمدردانہ لہجے میں بولی تم نے اپنی محبت ایک غلط لڑکی پر برباد کی ہے گوہر وہ تم سے محبت نہیں کرتی تھی وہ تم سے تو کیا کسی سے بھی محبت نہیں کر سکتی کیونکہ جو انسان دوستی نہیں نبھا سکتا وہ محبت کیا خاک کرے گا....

گوہر نے اپنا سر تھاما.... نور تیزی سے پلٹ کر کمرے میں چلی گئی....

ابراہیم صاحب اور باقی سب پریشانی سے صوفے پر بیٹھے تھے، شافع نور کے پیچھے جاتے ہوئے بولا میں دیکھتا ہوں..... نور کمرے میں آکر منہ پر ہاتھ رکھ کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.... شافع کمرے میں داخل ہوا.... اور آہستہ سے چل کر اسکے برابر میں آکر بیٹھ گیا نور مسلسل روئی جا رہی تھی شافع نے قریب ہوتے ہوئے اسکا سر اپنے سینے پر رکھا لیکن اسے رونے سے منا نہیں کیا بس اسکا سر سہلاتا رہا.... نور روتے ہوئے بولی آخر مجھے میرے اپنوں سے ہی اتنا درد کیوں ملا ہے؟ میں تو دوستی میں مخلص تھی پھر اسنے کیوں ایسا کیا وہ اپنے مفاد کے لئے میرا نام استعمال کر رہی تھی....

شافع اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا اپنے ہی ہوتے ہیں جو پیچھے سے وار کرتے ہیں ورنہ غیروں کو کیا پتا کہ کونسی بات درد دیتی ہے.... نور نے اسکے سینے پر سے سر اٹھایا اور بھیگی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ کر بولی لیکن وہ میری دوست تھی..... شافع اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا وہ کبھی تمھاری دوست نہیں تھی، دوست تو دھڑکن کی طرح ہوتا ہے.... اور وہ آستین کا سانپ تھی... تم بس یہ شکر کرو اللہ نے تمھے غلط لوگوں سے بچالیا، اب تو تم محفوظ ہو..... نور نے گردن جھکائی، شافع نے اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھے پھر اسکا چہرہ تھامتے ہوئے بولا اب تمھارے ساتھ میں ہوں اور جب تک میں تمھارے ساتھ ہوں تمھارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا.....

نور نے اپنے آنسوں صاف کئے.... دروازے پر دستک ہوئی.... شافع نور سے فاصلے پر ہوتے ہوئے بولا آجائیں، ارحام دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اسکے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا اور چہرے پر پریشانی اسے دیکھ کر شافع بیڈ پر سے اٹھ گیا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا ارحام پانی کا گلاس لئے نور کے سامنے آکر بیٹھ گئی.... ارحام نے پانی کا گلاس نور کی طرف بڑھایا..... نور نے گلاس تھام کر لبوں سے لگایا اور چند گھونٹ لے کر رکھ دیا.....

شافع سامنے صوفے پر جا بیٹھا، ارحام نے نور کے ہاتھ تھامے اور اسکے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی نور آپکو پتا ہے "ہر انسان کی ایک کہانی ہوتی ہے، ہر کہانی میں کچھ کردار ہوتے

ہیں،ان کرداروں میں سے ایک محبت ہوتی ہے اور آپکو پتا ہے ساری کہانی اس محبت کے گرد گھومتی ہے باقی سب تو محض عام کردار ہوتے ہیں کہانی کے اختتام تک جو چلتی ہے وہ ہوتی ہے محبت "اسی طرح ہماری زندگی میں بھی صرف وہی شخص اختتام تک ہمارے ساتھ چلتا ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے، باقی سب تو محض اپنا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں....

نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا ارحام اپنی گردن جھکاتے ہوئے بولی میرے بھائی کو معاف کر دیئے گا پلیز وہ برا انسان نہیں ہے بس..... نور نے اسکی بات کاٹ دی مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے ارحام یہ سب ہونا ہمارے نصیب میں لکھا تھا اور نصیب سے کوئی لڑ نہیں سکتا..... ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی.... نور آگے بڑھ کر اسکے گلے لگی،،،اپنے دل میں کوئی بات مت رکھنا مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے،،،ارحام مسکراتے ہوئے اس سے الگ ہوئی....

شافع کھڑا ہوتا ہوا بولا، نور ہمیں اب نکلنا چاہیے، جاتے جاتے دیر ہو جائے گی.... نور نے اثبات میں گردن ہلائی.

شافع اور نور بی اماں کے کمرے میں موجود تھے.... شافع انکے پاس صوفے پر بیٹھا ہوا تھا، وہ بی اماں کا ہاتھ تھام کر بولا جا رہا ہوں میں... بی اماں نے ایک لمبا سانس کھینچتے ہوئے گردن ہلا کر کہا... ٹھیک ہے ساتھ خیریت کے ساتھ جاؤ، شافع نے اثبات میں گردن ہلائی اور انھے پیار کرتے ہوئے بولا اپنا خیال رکھئے گے... بی اماں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا، شافع سیدھا ہوا تو نور ڈرتے ہوئے آگے آئی اور بی اماں کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی اگر ہماری وجہ سے آپکے دل کو کوئی ٹھیس پہنچی ہو تو معاف کر دیئے گا، بی اماں نور کی طرف نہیں دیکھ رہی تھیں، انکا منہ دوسری طرف تھا انھوں نے بس آہستہ سے گردن ہلائی اور نور کے سر پر ہاتھ رکھا نور کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ٹھیک سے ساتھ خیریت کے ساتھ جاؤ. بی اماں نے نور کی طرف دیکھا اور بولیں میرے پوتے کو خوش رکھنا سمجھیں؟ نور نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی اور انکا ہاتھ چومتے ہوئے اٹھ گئی.....

وہ دونوں سب سے مل کر گاڑی کے پاس پہنچے گوہر اور ابراہیم صاحب باہر تک انکے ساتھ آئے تھے... ابراہیم صاحب شافع سے بولے تین دن بعد نکاح ہے مجھے تو سمجھ نہیں آرہا تم جا کیوں رہے ہو نکاح تک رک جاتے... شافع مسکراتے ہوئے بولا نہیں چاچو میری بہت سی میٹنگ پوسٹ پون ہوئی وی ہیں،،، میں نکاح میں زایان کے ساتھ آؤں گا....

ابراہیم صاحب اسکی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے بولے تو تم لڑکے والوں کی طرف سے شامل ہو گے ؟ شافع مسکرایا نہیں میں دونوں طرف سے شامل ہونگا ابراہیم صاحب مسکرائے،،،، شافع گوہر کی طرف بڑھا، اور اسکے گلے لگا گوہر کے چہرے پر ابھی بھی شرمندگی صاف واضح تھی.... گوہر اس سے گلے ملتے ہوئے بولا ایک بار پھر بولتا ہوں پلیز مجھے معاف کر دینا، شافع اسکے بال بکھیرتے ہوئے بولا ماضی میں جو ہوا اسے برا خواب سمجھ کے بھول جاؤ، شافع اس سے الگ ہوا اور اسکے چہرے پر موجود زخموں کو دیکھتے ہوئے بولا مجھے بھی اس سب کے لئے معاف کر دینا میں نے بنا کچھ سوچے سمجھے، گوہر نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا" نہیں مجھے اسکی ضرورت تھی" شافع ہنستے ہوئے اسکے سینے پر مارتے ہوئے بولا تو پھر اور ماروں ؟ گوہر کراہتے ہوئے بولا نہیں یار اتنی مار کافی ہے ویسے بھی تم نے ضرورت سے زیادہ مار دیا.... شافع نے قہقہہ لگایا....

گوہر نور کی طرف بڑھا اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی نور بولی تمھے اب معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے کسی سے کوئی شکوہ شکایت نہیں ہے... بس ایک مشورہ دینا چاہوں گی، اپنی محبت کسی بھی ایسے انسان پر سرومت کرنا جسے تمھاری محبت کی قدر نہ ہو اور ویسے بھی منہا تمھاری محبت کے قابل نہیں تھی. گوہر نے گردن جھکائی نور

مسکراتے ہوئے بولی اب سب کچھ بھول کر زندگی میں آگے بڑھو اور صحیح کا انتخاب کرو.... گوہر نے اثبات میں گردن ہلائی....

شافع گوہر کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے بولا پھر تم کب تک ہو یہاں؟ گوہر بولا ارحام کی شادی تک ہوں اسکے بعد آخری سمسٹر کے امتحان شروع ہیں تو امتحان کے بعد واپس چلا جاؤں گا... شافع نے اثبات میں گردن ہلائی اور خدا حافظ بولتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا.... نور بھی گاڑی میں بیٹھی تو شافع نے حویلی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے گاڑی باہر کی طرف لے لی.....

زایان ارفہ بیگم اور ارحام کے ساتھ مال میں تھا.... وہ ارحام کی ہر چیز اپنی پسند سے لے رہا تھا ارفہ بیگم نے اس سے کہا تھا کہ وہ ارحام سے فون کر کے اسکی پسند نہ پسند پوچھ لے لیکن اسنے ارحام سے کچھ پوچھنے کے بجائے خود ہی سب کچھ اپنی پسند سے لیا....

کچھ شاپنگ کے بعد وہ لوگ فوڈ کارٹ میں بیٹھے تھے، ارفہ بیگم نے نور کے لئے بھی شاپنگ کی تھی، ارفہ بیگم زایان سے بولیں زایان ارحام کو یہ سب پسند تو آجائے گا نہ؟

زایان فخریہ انداز میں کالر کھڑے کرتا ہوا بولا کیسے نہیں پسند آئے گا آخر میری پسند ہے،

ارفہ بیگم مسکرائیں،،، یہ شافع اور نور کب تک واپس آئیں گے ؟زایان فرائس منہ میں ڈالتے ہوئے بولا آج آجائیں گے وہ لوگ، شاید اب تک تو پہنچ بھی گئے ہوں گے،،، ارفہ بیگم نے اثبات میں گردن ہلائی.... زایان اپنا برگر ختم کر چکا تھا میراب آرام آرام سے کھا رہی تھی، تو زایان اسکا برگر اٹھاتے ہوئے بولا تم تو کھانے میں اتنی دیر لگا رہی ہو ہمیں ابھی اور بھی شاپنگ کرنی ہے یہ برگر میں ہی کھا لیتا ہوں جلدی سے....

میراب چینختے ہوئے بولی یہ برگر واپس رکھ دیں بھائی ورنہ اچھا نہیں ہو گا.... زایان بھنویں اٹھاتا ہوا بولا کیوں کیا کر لو گی تم ہاں ؟میراب چینختے ہوئے بولی ماما انھے دیکھیں، ارفہ بیگم زایان کو ڈانٹتے ہوئے بولیں زایان میراب کو اسکا برگر واپس کرو... زایان نے ایک بہت بڑا بائٹ لے کر برگر میراب کی پلیٹ میں رکھ دیا.... میراب نے برگر اٹھا کر اسکے آگے پیچھے کا جائزہ لیا زایان نے ایک ہی بائٹ میں آدھا برگر کھایا تھا.... میراب غصے سے کھڑے ہوتے ہوئے بولی خود ہی کھا لیں یہ اس میں کھانے کو بچا کیا ہے.....

زایان برگر واپس اٹھاتے ہوئے بولا ٹھیک ہے مرضی ہے تمھاری بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے....

نور نے آدھا راستہ سو کر گزارہ تھا.... شافع نے اسے سونے سے منا بھی نہیں کیا تھا کچھ دیر بعد جب اسکی آنکھ کھولی تو شافع کی طرف دیکھ کر بولی ابھی تک پہنچے نہیں؟ شافع نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا بس پہنچنے والے ہیں تم اٹھی کیوں سو جاؤ میں ایسا کروں گا گاڑی بیڈ روم تک لے جاؤ گا..... نور ہنسی نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی اٹھ گئی ہوں، شافع نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما نور نے سیٹ سے ٹیک لگالی، وہ باہر دیکھ رہی تھی کچھ دیر بعد وہ سڑک دیکھتے ہوئے بولی شافع ہم کہاں جا رہے ہیں؟ شافع مسکراتا ہوا بولا ایک جگہ... نور نے سپاٹ چہرے سے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا کونسی جگہ؟ کیونکہ یہ راستہ تو..... شافع نے گردن ہلائی ہاں تم جو سمجھ رہی ہو ٹھیک سمجھ رہی ہو ہم تمھارے گھر ہی جا رہے ہیں.... نور شافع کی طرف مڑی، لیکن شافع میں وہاں نہیں جانا چاہتی... شافع نے نور کا ہاتھ دبایا تمھارے بابا ملنا چاہتے ہیں تم سے... نور گردن جھکاتے ہوئے بولی لیکن میں ان سے ملنا نہیں چاہتی....

شافع اسکا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا یہی بات گردن اٹھا کر بولو.... نور نے نظریں پھیر لیں اور باہر دیکھنے لگی، شافع نے دوبارہ اس سے کچھ نہیں کہا.... کچھ دیر بعد شافع نے صدیقی صاحب کے گھر کے سامنے گاڑی روک دی.... شافع گاڑی میں سے اترا.... لیکن نور نہیں اتری، شافع نے دوسری طرف سے آکر دروازہ کھولا نور نے نظریں اٹھا کر

اسکی طرف دیکھا..... شافع نے اپنا ہاتھ آگے کیا،، لیکن نور نے اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھایا،، شافع دھیمے لہجے میں بولا نور وہ تمھے یاد کر رہے تھے، نور نے دوبارہ نظریں اٹھا کر شافع کی طرف دیکھا اور پھر اپنے گھر کی بالکنی کی طرف کچھ سوچتے ہوئے وہ باہر نکل آئی شافع نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور گاڑی کا دروازہ بند کر کے اسے لئے آگے بڑھ گیا....

نور کے آپارٹمنٹ کے سامنے پہنچ کر شافع نے ڈور بیل بجائی نور شافع کے بالکل پیچھے کھڑی تھی، صدیقی صاحب نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو شافع کو دیکھ کر والہانہ انداز میں مسکرائے ارے شافع.... شافع آہستہ سے سائڈ پر ہوا، اسکے پیچھے نور گردن جھکائے کھڑی تھی،،، صدیقی صاحب بے یقینی سے اسے دیکھنے لگے اور کپکپاتے لفظوں سے بولے نور.....

نور نے نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھا نور کو پہلی نظر میں ہی وہ بہت کمزور لگے تھے،،،، صدیقی صاحب کچھ دیر یوں ہی سکتے کے عالم میں کھڑے رہے..... پھر کپکپاتے ہاتھوں سے ہاتھ جوڑ کر نور کے سامنے آئے، نور نے فوراً آگے بڑھ کر انکے ہاتھ تھامے،،،، صدیقی صاحب روتے ہوئے بولے مجھے معاف کر دینا میری بچی میں نے تمھارے ساتھ بہت غلط کیا... نور نے روتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی، آپ معافی مت مانگیں بابا،

صدیقی صاحب روتے ہوئے بولے میں بہت برا باپ ہوں نہ میں اچھا شوہر بن سکا نہ اچھا باپ میں معافی کے قابل تو نہیں ہوں لیکن پھر بھی اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا،،، نور انکے گلے لگتے ہوئے بولی آپ معافی مت مانگیں بابا اور نہ ہی ایسی باتیں کریں....

شافع ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا انکل کیا دروازے پر ہی کھڑا رکھیں گے اندر نہیں بلائیں گے ؟ صدیقی صاحب اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولے ہاں ہاں بیٹا آؤ نہ اندر.... صدیقی صاحب نور کو خود سے لگائے اندر لے آئے... نور صدیقی صاحب کے ساتھ بیٹھی تھی شافع انکے سامنے والے صوفے پر آ بیٹھا....

نور نے ابھی بھی اپنا سر صدیقی صاحب کے سینے پر رکھا ہوا تھا، اس شفقت کے لئے ہی تو وہ بچپن سے ترسی تھی،،، شافع اسے دیکھ کر مسکرایا... شافع صدیقی صاحب سے بولا آپ کی طبیعت کیسی ہے انکل ؟ صدیقی صاحب مسکراتے ہوئے بولے ٹھیک ہے بیٹا، نور انکے سینے سے سر اٹھا کر انکی طرف دیکھ کر بولی آپ مجھے بالکل ٹھیک نہیں لگ رہے بابا اپنے اپنا خیال رکھنا چھوڑ دیا ہے.... صدیقی صاحب نور کو دیکھتے ہوئے بولے پہلے ٹھیک نہیں تھی لیکن اب تمھے دیکھ کر میری ساری بیماری دور بھاگ گئی ہے...

نور مسکرائی، نور ان سے لگی کئیں دیر تک باتیں کرتی رہی پھر کچھ یاد آنے پر انکی طرف دیکھ کر بولی بابا منہا کی کچھ خبر ہے آپکو ؟ صدیقی صاحب بولے کیوں بیٹا تمھارا اس سے

رابطہ نہیں ہے ؟نور نے نفی میں گردن ہلائی، صدیقی صاحب سانس کھینچ کر بولے بس مت پوچھو بیٹا اسکے ساتھ بھی قسمت نے بہت برا کیا ہے، اسکے والد ملے تھے مجھے،، تمھاری شادی کے کچھ دنوں بعد اسکی بھی شادی ہو گئی تھی لیکن قسمت میں کیا لکھا ہے کون جانتا ہے شادی کے اگلے دن کی صبح ہی لڑکے نے طلاق دے کر گھر بھیج دیا تھا....

نور نے شاکڈ کی کیفیت میں منہ پر ہاتھ رکھا، طلاق ؟

صدیقی صاحب نے اثبات میں سر ہلایا، ماں باپ بیٹیوں کے لئے سب کر سکتے ہیں سوائے اسکے نصیب بدلنے کے.... نور نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا منہا کہ ساتھ جو ہوا وہ صرف قسمت کا لکھا نہیں تھا شاید مکافات عمل تھا....

شافع نے نور کی طرف دیکھا شاید کچھ ایسا ہی خیال اسکے دل میں بھی آیا تھا نور سر جھٹک کر صدیقی صاحب سے دوسری باتیں کرنے لگی،،، وہ لوگ رات تک وہاں رکے تھے رات کا کھانا بھی انھوں نے صدیقی صاحب کے ساتھ باہر کھایا تھا، واپسی میں وہ صدیقی صاحب کو ڈراپ کرتے ہوئے گھر آ گئے.....

نور کے چہرے پر خوشی کے فوارے پھوٹ رہے تھے اور اسے خوش دیکھ کر شافع کی خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا.... شافع نے اپنا اور نور کا بیگ لاؤنج میں رکھا اور صوفے پر بیٹھ گیا

نور مسکراتے ہوئے اپنی چادر طے کرتی ہوئی بولی کوفی پیو گے ؟ شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا تم تھکی نہیں ہو ؟ نور مسکراتے ہوئے بولی کوئی بات نہیں بنادوں گی، شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھایا میں بنالوں گا کوفی تم بس میرے پاس بیٹھو....

نور اسکے برابر میں بیٹھی تھی شافع اسکی طرف گھوما،،، اسکے کان میں موجود ٹاپس کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا تم خوش ہو ؟ نور مسکراتے ہوئے بولی میرے چہرے سے لگ نہیں رہا کیا؟ شافع مسکرایا بالکل لگ رہا ہے... نور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی تم خوش ہو ؟ شافع اسکے کان کے قریب آیا اور آہستہ سے بولا بہت زیادہ....

نور ذچ ہوئی وہ پیچھے ہونے لگی تو شافع مسکرایا، میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ ارحام اور زایان کی شادی کے ساتھ ہم اپنا ولیمہ بھی رکھوالیں... نور نے بھنویں اٹھائیں اسکی کیا ضرورت ہے، شافع مسکراتا ہوا بولا ضرورت کیوں نہیں ہے.... نور ہنستے ہوئے بولی رہنے دو یہ سب ارحام اور زایان کی شادی ہے بس ابھی وہی انجوائے کرو، نور نے شافع کی ناک پر انگلی ماری،،، شافع نے اپنی ناک رگڑی اور منہ بناتے ہوئے بولا تم مجھے میرا کوئی شوق پورا مت کرنے دینا، نور ہنستے ہوئے بولی میں نے تمھارے کون سے شوق پر پابندی لگادی شافع وارثی...

شافع ہنہہ کرتے ہوئے بولا بس چھوڑو....

نور ہنسی.... نور اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی شافع اسے دیکھ کر شرارت سے بولا تمھارے کہنے پر میں یہ ولیمے والا آئیڈیا تو کینسل کر رہا ہوں لیکن میں اپنے بچوں کی برتھ ڈے بہت دھوم دھام سے کروں گا،،، نور کا ہاتھ رکا اسکے کانوں کی لو سرخ ہوئی تھیں،،، شافع نے اپنی ہنسی ضبط کی،،، نور اپنی چوڑیاں سمیٹتے ہوئے بولی میں چینج کرنے جا رہی ہوں... وہ اٹھ کر جانے لگی تو شافع اسے ذچ کرتے ہوئے بولا میری بات تو سن لو... نور اسکی طرف دیکھے بغیر مسکرا کر کمرے میں جاتے ہوئے بولی تم کوفی بنانے کا بول رہے تھے شاید تو پلیز میرے لئے بھی بنانا...

شافع نے بھنویں میچیں اور اسے تنگ کرنے کے لئے بولا کیسی بیوی ہو آخر گاؤں سے وآپسی میں سارے راستے تم سوتی رہیں اور میں ڈرائیو کرتا رہا اور اب اپنے تھکے ہوئے شوہر سے بول رہی ہو کے جا کر کافی بناؤ، تمھے پتا ہے ظالم بیویوں کی فہرست میں سب سے پہلا نام تمھارا ہو گا..... نور نے دروازے پر پہنچ کر مڑ کے دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولی "مجھے قبول ہے" شافع اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر ڈھیتے ہوئے بولا "ہائے مجھے بھی قبول ہے"

اگلے دن ابراہیم صاحب نکاح کی تیاریوں کے سلسلے میں زایان کے گھر آئے تھے،اور یہ دو تین دن نکاح کی تیاریوں میں کس طرح گزرے کسی کو پتا بھی نہیں چلااور آخر کار نکاح کادن بھی آہی گیا.... زایان کی خوشی کا تو ٹھکانا ہی نہیں تھا،،،،اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پیر سر پر رکھ کے ناچے اسنے صبح سے ہی گھر میں شور ہنگامہ مچایاہوا تھاوہ صبح سے کوئی دس دفعہ ارفہ بیگم سے پوچھ چکا تھا کہ کب جائیں گے ہم؟

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا قمیض کے بٹن لگا رہا تھااسنے سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی جس کے ساتھ مہرون رنگ کی واسکٹ تھی جس پر گولڈن رنگ سے بریک ساڈیزائن بناہوا تھا، قمیض کے بٹن لگا کے اسنے برش اٹھایااور جیل سے بال سیٹ کرنے لگا، بال سیٹ کرنے کے دوران اسنے شافع کو فون لگایاشافع کے کال ریسیو کرنے پر زایان اس پر برس پڑایار کہاں ہو تم؟تم تو بالکل مہمانوں کی طرح آؤ گے لگ رہاہے.... دوسری طرف سے شافع ہنستا ہوا بولا میں تھوڑی دیر میں آرہاہوں یارا بھی بہت وقت ہے لگتاہے تمھے بہت جلدی ہے..... زایان فون اسپیکر پر کر کے اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے بولا تم زیادہ باتیں مت بناؤاور فٹافٹ گھر پہنچو... شافع مسکراتے ہوئے بولا ہاں ہاں پہنچ رہاہوں تھوڑی دیر میں بے صبرے انسان،،،، شافع نے مسکراتے ہوئے فون کاٹ دیا،اور بالکنی میں سے نکل کر کمرے کی طرف آیادروازہ پر ہلکی سی دستک دے کر محتاط انداز میں اندر

آیا.... نور ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنا دوپٹہ کندھے پر ٹکا رہی تھی شافع کو اندر آتا دیکھ کر اسنے اپنا رخ شافع کی طرف کیا... نور نے پیچ رنگ کے غرارے کے ساتھ بلیک رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی جس میں پیچ رنگ سے ہی ہلکا سا نگوں کا کام ہوا تھا دوپٹہ بھی پیچ رنگ کا تھا جس کے بارڈر پر بلیک مخمل کی پٹی لگی ہوئی تھی اور اس پر نگوں کا کام ہوا تھا نور کے لئے یہ سوٹ ارفہ بیگم نے ارحام کی شاپنگ کرتے ہوئے لیا تھا اور انھوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ زایان کے نکاح پر یہی سوٹ پہنے....

شافع بنا پلکھیں جھپکائے اسے دیکھتے ہوئے آگے بڑھا..... شافع نے سفید شلوار قمیض پر بلیک واسکٹ پہنی ہوئی تھی جسکے کالر پر سلور رنگ کی پٹی لگی ہوئی تھی جو نیچے آتے ہوئے بٹنوں کے ساتھ ڈیزائن بنا رہی تھیں،،، نور نے اسے خود کو اسطرح دیکھتے دیکھا تو اسکے آگے چٹکی بجاتے ہوئے بولی کہاں کھو گئے؟ شافع اسکی کاجل سے بھری ہوئی آنکھیں دیکھتے ہوئے بولا "ان آنکھوں میں" اسکی آنکھوں کے ارد گرد کالی لکیریں تھیں جسکی وجہ سے آنکھوں کا رنگ زیادہ واضح ہو رہا تھا،،، نور نے نظریں چرائیں.... شافع اسکے چوڑیوں سے بھرے ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا مجھے مارنے کا ارادہ ہے کیا؟ نور اسے گھورتے ہوئے بولی اللہ نہ کرے.... شافع مسکرایا تو نور بھنویں اچکاتے ہوئے مسکرا کر بولی تم نے بتایا نہیں میں کیسی لگ رہی ہوں.....

شافع اسکے کندھے پر گرے بال پیچھے کرتے ہوئے بولا میری آنکھوں سے تمھے پتا نہیں چل رہا کیا ابھی بھی کچھ کہنے کی ضرورت ہے.... نور اسکے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھ دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی.... اور پھر اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی، آنکھیں تو بتا رہی ہیں لیکن میں زبان سے سننا چاہتی ہوں.... شافع اسکے کان کے پاس آکر آہستہ سے بولا کیا میں وہی کہوں جو اکثر کہتا ہوں؟ نور نے مسکراتے ہوئے نہ سمجھی سے بھنویں اٹھائیں،،، کیا؟

شافع اسکے مزید قریب ہوا اور اسکی کمر کے گرد ہاتھ پھیلا کر اسکے کندھے پر سر رکھ کر بولا "ایسے مت کیا کرو یار ورنہ مجھے تم سے عشق ہو جائے گا" نور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کے کھلکھلا کر ہنسی،،، شافع بھی ہنس دیا، پھر اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا اب سمجھ گئیں کیسی لگ رہی ہو... نور نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی..... شافع اسکے ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا اب تم بتاؤ میں کیسا لگ رہا ہوں....

نور نے اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی اور پھر اسکا کالر ٹھیک کرتے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیر کر بولی اچھے لگ رہے ہو... اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرنے سے شافع بہت لطف اندوز ہوا تھا.... شافع شرارت سے بولا تم یہ کیوں نہیں کہہ رہیں کہ میں نظر لگ جانے کی حد تک اچھا لگ رہا ہوں..... نور نے فوراً اس پر سے نظریں ہٹائیں ایک سیکنڈ کے لئے اسے ڈر لگا

تھا کہ کہیں شافع کو اسی کی نظر نہ لگ جائے.... نور اپنا رخ شیشے کی طرف دیکھ کر بولی اب اتنے بھی اچھے نہیں لگ رہے، اپنی تعریفیں خوب جھاڑنی آتی ہیں تمھے..... نور اپنا لائنز ٹھیک کر رہی تھی شافع پرفیوم اٹھا کر خود پر چھڑکتے ہوئے بولا اب جب میری ظالم بیوی ٹھیک طرح میری تعریف نہیں کرے گی تو مجھے خود ہی اپنی تعریف کرنی پڑے گا....

شافع نے خود پر اسپرے کرنے کے بعد نور پر اسپرے کیا تو نور پیچھے ہوتے ہوئے بولی شافع مجھے مت لگاؤ یہ بہت زیادہ ہارڈ ہے..... شافع بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا لیکن مجھے پسند ہے.... نور ہنستے ہوئے بولی چڑیلیں چپک جائیں گی، شافع شرارت سے اسے تنگ کرنے کے لئے بولا تم ساتھ ہو گی تو کوئی چڑیل میرے قریب کیوں آئے گی.... نور نے آنکھیں بڑی کیں اور اسے گھورتے ہوئے بولی تم مجھے چوڑیل بول رہے ہو.... شافع فوراً نفی میں سر ہلا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کے بولا نہیں میں تمھے ایسا بول سکتا ہوں کیا؟ نور نظریں جھکا کر مسکرائی، شافع سیدھا ہوتے ہوئے بولا اب چلیں؟ ورنہ زایان دوبارہ فون گھمادے گا... نور اپنی چادر اٹھاتے ہوئے بولی ہاں ہاں چلو میں تیار ہوں....

نور نے چادر اپنے گرد ڈال کر دونوں ہاتھوں سے اپنا غرارہ اوپر کیا تو وہ شافع کی طرف دیکھ کر بولی شافع میرا پرس بس نیچے گاڑی تک کے لئے اٹھالو گے پلیز؟ شافع نے آنکھیں بڑی کیں، تو کیا اب مجھے یہ کام بھی کرنے پڑیں گے؟ نور آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی اچھے شوہر اپنی بیوی کے سب کام کرتے ہیں، شافع اپنی گاڑی کی چابیاں اور نور کا پرس اٹھاتے ہوئے بولا زایان ٹھیک کہتا ہے تم مجھے زن مرید بنا کر چھوڑو گی، نور اسکی طرف دیکھ کر بولی بننے میں ویسے کوئی ہرج بھی نہیں ہے... شافع نے لاک لگاتے ہوئے گردن ہلائی جی جی بالکل کیوں نہیں.....

نور نے اپنا غرارہ دونوں ہاتھوں سے تھوڑا اٹھایا ہوا تھا شافع اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا کہوں تو گاڑی تک تمھے اٹھا کر لے جاؤں؟ نور آنکھیں گھما کر بولی شافع..... شافع ہنستے ہوئے بولا دوبارہ بولو... نور نے بھنویں اچکا کر پوچھا کیا؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا یہی شافع.....

نور نے ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے لے جانے کے لئے ہاتھ کھینچنے لگی، شافع ہنستے ہوئے اسکے ساتھ چل دیا

زایان نے اپنی مہرون رنگ کی واسکٹ پہنی،اور خود پر ایک بھرپور نظر ڈالنے لگا،،،وہ پوری طرح تیار تھا لیکن اپنے بالوں سے وہ ابھی تک مطمئن نہیں ہو رہا تھا،،،وہ بار بار بالوں پر ہاتھ پھیر کر نا جانے کس طرح بٹھانا چاہ رہا تھا،،،،

اتنے میں میراب چینختی ہوئی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی،،،بھائی ماما پوچھ رہی ہیں کب تک تیار ہوں گے....؟لیکن جیسے ہی اسکی نظر زایان پر پڑی اسکے لفظوں کو بریک لگا...اور اس پر اوپر سے نیچے تک نظر ڈالتے ہوئے آگے آئی....زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا کیا میں اتنا ہینڈسم لگ رہا ہوں کہ مجھے دیکھ کر تمھاری بولتی بند ہو گئی...میراب نے فوراً پلکھیں جھپکائیں اور منہ بناتے ہوئے بولی نا جانے کیوں لوگوں نے خود کو خوش فہمیوں میں مبتلا کر رکھا ہے،،،یقین مانیں بھائی دولہے کم ڈھول بجانے والے زیادہ لگ رہے ہیں،،،زایان نے دانت پیسے اور اسے دیکھتے ہوئے بولا اور اپنے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے یہ جو ٹینٹ کے جتنا تم نے غرارہ پہن رکھا ہے اسی میں اٹک کے گر مت جانا اور یقین مانوں میراب میری ہنسی ایک منٹ کے لئے نہیں رکے گی اگر تم سب کے سامنے گر گئیں تو....میراب آنکھیں گھماتے ہوئے بولی جی تو آپ سے مجھے کوئی اچھی امید ہے بھی نہیں...زایان اسے منہ چڑا کر واپس بال ٹھیک کرنے لگا میراب کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی اگر آپکا یہ سولہ سنگھار ہو گیا ہو تو نیچے چلیں؟زایان

تنگ آتے ہوئے بولا یار یہ بال سیٹ ہو ہی نہیں رہے آج... میرا ب آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی ایک کام کریں پراندہ دیتی ہوں وہ لگالیں یقین مانیں ارحام بھابھی دیکھتی کی دیکھتی رہ جائیں گی.... بولتے ہی میرا ب باہر بھاگی تھی، اور زایان نے ڈریسنگ پر پڑا موبائل کو راٹھا کر اسے مارنے کے لئے پھینکا تھا جو اسے لگنے کے بجائے دروازے پر لگ گیا تھا نشانہ چک جانے پر زایان مٹھیاں بھینچ کر بولا.... "موٹی چھپکلی"

آئے نور اور شافع زایان کے گھر پہنچے،،، انھے دیکھ کر ارفہ بیگم مسکراتے ہوئے آئے نور کی طرف بڑھیں اور اس سے گلے ملتے ہوئے بولیں ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو اللہ نظریں بد سے بچائے،،، شافع حیدر صاحب سے مل رہا تھا.... حیدر صاحب اس سے بولے بھئی شافع تم تو مہمانوں کی طرح آرہے ہو اتنی دیر لگادی تم نے.... شافع نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا انکل میں نے نہیں انھوں نے دیر لگائی ہے میں تو کب سے تیار تھا، آپ یہ بتائیں کوئی کام رہ گیا تھا کیا؟ حیدر صاحب مسکراتے ہوئے اسے لے کر صوفے کی طرف بڑھے ارے نہیں نہیں سب کام تو تم کل نپٹا گئے تھے لیکن تمھے تو پتا

ہے یہ عورتیں کوئی نہ کوئی کام نکالتی رہتی ہیں تھوڑی تھوڑی دیر بعد بولتیں ہیں حیدر صاحب یہ رہ گیا حیدر صاحب آپ نے وہ نہیں منگوایا.... شافع ہنسا...

ارفہ بیگم منہ بناتے ہوئے بولیں آخر میرے بیٹے کی شادی ہے میں تو چاہوں گی نہ کہ سب کچھ پرفیکٹ رہے... میر اب سیڑھیوں سے اترتے ہوئے آئی اور وہیں سے چیخ کر بولی ماما میں نہیں جاؤں گی اب بھائی کو بلانے آپ خود دیکھ لیں،،،، شافع اٹھتا ہوا بولا میں دیکھتا ہوں.... میر اب سیڑھیوں سے اترتے ہوئے غرارے میں اٹک کر دو دفعہ گرتے گرتے بچی تھی....

وہ آکر نور سے ملی اور اسے پیار کرتے ہوئے بولی اللہ آپ اتنی پیاری کیوں لگ رہی ہیں.

نور مسکراتے ہوئے بولی کیونکہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو. میر اب کھلکھلا کر مسکرا دی.... شافع زایان کے کمرے کی طرف جا رہا تھا ارفہ بیگم اسے آواز لگا کر بولیں شافع بیٹا اس نالائق کو جلدی سے بلا لاؤ صبح سے خود ہی بار بار پوچھ رہا تھا اور اب جب جانے کا ٹائم ہے تو خود دیر لگا رہا ہے.....

شافع مسکراتے ہوئے بولا میں اسے لے کر آتا ہوں آنٹی....

شافع بغیر دستک دیئے کمرے میں داخل ہوا،، شیشے میں اپنے عقب میں شافع کو دیکھ کر زایان فوراً مڑا اور اسکی طرف بڑھتے ہوئے بولا کہاں مر گئے تھے بھائی تم؟ شافع ہنستے

ہوئے اسکے گلے لگا،،،اور اس پر نظر ڈالتے ہوئے بولا کیا بات ہے تم تو فل تیار ہو....

زایان نے اسے آنکھ مارتے ہوئے اسکے سینے پر ہاتھ مارا تیاری تو تمھاری بھی پوری ہے کہیں پھر سے شادی کا ارادہ تو نہیں ہے ؟ میں تو کہتا ہوں میرے ولیمے والے دن اپنا ولیمہ بھی رکھ لو قسم سے بہت مزہ آئے گا.... شافع ہنسا اور زایان کی واسکٹ کے بٹن ٹھیک کرتے ہوئے بولا میں بھی یہی سوچ رہا تھا لیکن آئے نور منا کر رہی ہے... زایان بھنویں اچکا کر بولا اسے کیا مسئلہ ہے ؟ شافع اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا بس وہ نہیں چاہتی تم یہ سب چھوڑو اور نیچے چلو سب انتظار کر رہے ہیں.... زایان کو وآپس اپنے بال یاد آئے تو شیشے کی طرف جاتے ہوئے بولا یار یہ بال آج صحیح طرح سیٹ ہی نہیں ہو رہے.... شافع آگے آتے ہوئے بولا کیوں کیا ہو گیا، زایان کندھے اچکا کر بولا ہوا تو کچھ نہیں ہے بس مجھے اچھے نہیں لگ رہے... شافع نے زایان کی پیٹھ پر ہاتھ مارا بالکل ٹھیک لگ رہے ہو تم کچھ زیادہ ہی اوور ایکسائٹڈ ہو رہے ہو اسلئے تمھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا.....

زایان دانت نکالتے ہوئے بولا کیا کروں یار پہلی پہلی شادی ہے اکسائیٹڈ تو ہو نگا نہ....

شافع ہنسا اچھا ٹھیک ہے لیکن اب نیچے چلو، زایان اپنی گھڑی پہنتے ہوئے بولا ہاں ہاں بس چلو.....

وہ دونوں نیچے آرہے تھے انھے سیڑھیوں سے اترتا دیکھ کر میراب ارفہ بیگم سے بولی لیں آگئے آپکے لاڈلے صاحب زادے... ارفہ بیگم نے گردن موڑ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھیں،،، زایان مسکراتے ہوئے انکے سامنے آکر کھڑا ہوا ارفہ بیگم اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولیں ماشاءاللہ بلکل شہزادہ لگ رہا ہے میرا بیٹا.... پیچھے سے میراب زایان کو منہ چڑھاتے ہوئے بولی نا جانے کیوں ہر ماں کو اپنا بیٹا شہزادہ لگتا ہے ارے کوئی کوئی تو موچی، چپڑاسی، ڈھول بجانے والا بھی لگتا ہے...

زایان اسے گھورتے ہوئے بولا میراب اگر تم چاہتی ہو کہ میں جانے کے ٹائم تمھارا میک اپ اور کپڑے خراب نہ کروں تو بہتر ہے کہ تم چپ رہو... میراب فوراً ڈرتے ہوئے حیدر صاحب کے پیچھے چھپی وہ نہیں چاہتی تھی اسکا اتنا مہنگا سوٹ زایان ایک منٹ میں خراب کردے... ارفہ بیگم نے میراب کو گھورا اور پھر زایان کی بلائیں لیتے ہوئے بولیں میرے بیٹے کو کسی کی نظر نہ لگے.... پیچھے سے حیدر صاحب بولے ارے ارفہ بیگم دوسرے بیٹے کی بھی بلائیں لے لیں اسے نظر لگنے کا زیادہ خطرہ ہے.... ارفہ بیگم مسکراتے ہوئے شافع کی طرف بڑھیں اور اسکی بلائیں لیتے ہوئے بولیں کیوں نہیں لوں گی میں اپنے اس بیٹے کی بلائیں،، اللہ تم دونوں کو بہت خوش رکھے.... شافع مسکرایا،،،

زایان ہڑبڑی مچاتے ہوئے بولا،،، سب کچھ ہو گیا ہو تو اب چلیں؟ ارفہ بیگم فوراً بولیں

ہاں ہاں سب ہو گیا ہے حیدر صاحب اپنے سارا سامان گاڑی میں رکھوا دیا تھا نہ ؟ حیدر صاحب باہر جاتے ہوئے بولا ہاں بھئی سب رکھوا دیا آپ بس چلیں.... سب لوگ باہر آ گئے..... حیدر صاحب ارفہ بیگم اور میر اب ایک گاڑی میں بیٹھے تھے گاڑی کی پیچھے والی سیٹ پر بھی سامان رکھا ہوا تھا شافع اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھا نور نے جیسے ہی اپنی طرف کی سیٹ کا دروازہ کھولا، زایان اسے پیچھے کرتے ہوئے بولا ایکسکیوزمی یہاں میں بیٹھوں گا.... اور وہ نور کا کوئی تاثر دیکھے بغیر شافع کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا..... نور نے آنکھیں پھاڑ کر اسے گھورا تم ہمارے ساتھ جاؤ گے ؟ زایان دانت نکالتے ہوئے گردن اوپر نیچے کر کے بولا جی ہاں کیونکہ ہماری گاڑی میں سامان بھرا ہوا ہے.... نور شافع کی طرف آئی اور آہستہ سے بولی شافع میں اسے پورے راستے برداشت نہیں کر سکتی.... شافع ہنسا زایان جھانکتے ہوئے بولا برداشت تو تمھے کرنا پڑے گا کیونکہ اسکے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے تمھارے پاس.... نور نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا اور غصے سے پیچھے کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی اور ایک دھاڑ کے ساتھ دروازہ بند کیا شافع نے گاڑی اسٹارٹ کر دی زایان نور کی طرف مڑ کر بولا دروازہ تو آرام سے بند کرو میرے دوست کے خون پسینے کی کمائی کی گاڑی ہے یہ....

نور نے آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا تم بھول رہے ہو تمھارا دوست میرا شوہر ہے....
زایان اداکاری کرتے ہوئے بولا اوہ سچ میں ؟ اچھا ہوا تم نے بتا دیا ورنہ مجھے تو پتا ہی نہیں چلتا..... نور نے دانت پیسے اور ضبط سے مٹھیاں بھینچیں وہ جانتی تھی زایان حیدر سے لڑنا مطلب دیواروں سے سر مارنا... اسلئے وہ خود ہی چپ ہو گئی..... زایان نے بھی آنکھیں گھمائیں اور آگے منہ کر لیا کچھ دیر بعد اسنے اپنی جیب میں سے ڈرائی فروٹ کا پیکٹ نکالا اور کھول کر کھانے لگا اس میں سے اسنے دو کاجو نکال کر شافع کے منہ میں ڈال دیئے کیونکہ اس سے زیادہ وہ نہیں دے سکتا تھا، نور نے اسے گھورا اور دل میں سوچنے لگی مطلب اس میں اتنی بھی مروت نہیں ہے کہ مجھ سے پوچھ ہی لے میں کونسا اسکی طرح بھوکی ہوں جو یہ پوچھے گا اور میں کھالوں گی....
شافع نے ڈارئی فروٹ کے پیکٹ میں ہاتھ ڈالا تو زایان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور کر پیکٹ پیچھے کیا.... کیا ہو گیا تمھے دو کاجو کھلا تو دیئے اور کھاؤ گے کیا اب ؟ شافع نے آنکھیں بڑی کیں دو ہی کھلائیں ہیں کوئی دو لاکھ تو نہیں کھلا دیئے، اور نور سے تو تم نے پوچھا ہی نہیں.... زایان نے پیچھے دیکھا اور سر پر ہاتھ مار کے بھرپور اداکاری کرتے ہوئے بولا اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ یہ بھی اس گاڑی میں موجود ہے..... شافع نے ہنستے ہوئے اسکے سر پر چپت لگائی.... زایان اسکی طرف پیکٹ بڑھائے بغیر بولا تم کھاؤ گی

نور؟نور نے نفی میں سر ہلایا نہیں تم اپنا تندور بھرو... زایان شافع کی طرف دیکھ کر بولا دیکھ لیا میں اسی لئے نہیں پوچھ رہا تھا تھوڑی تمیز سکھاؤ یار اپنی بیوی کو نور کو غصہ آگیا وہ شافع سے بولی شافع تم گاڑی روکو میں انکل آنٹی کے ساتھ دوسری گاڑی میں آجاؤں گی میرا ب کو میں یہاں بھیج رہی ہوں.... شافع فوراً زایان کو گھورتا ہوا بولا زایان چپ کر جاؤ یار پلیز....

زایان نے منہ پر انگلی رکھ لی... شافع بیک ویو مرر ٹھیک کرتے ہوئے بولا نور تمھے آگے آنا ہے؟زایان نے شافع کو گھورا، نور نفی میں سر ہلا کر بولی نہیں میں ٹھیک ہوں....,زایان شافع سے سرگوشی میں بولا تم اتنے بے وفا ہو جاؤ گے ہم نے سوچا نہ تھا، شافع ہنستے ہوئے بولا میں نے کونسی بے وفائی دکھادی بھائی؟زایان سرگوشی میں بولا تم اپنے بھائی، اپنے دوست، اپنے جگر کو پیچھے بٹھادو گے، اپنی بیوی کو آگے بٹھانے کے لئے.... شافع ہنستے ہوئے بولا تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے میں تمھے پیچھے نہیں گاڑی کہ چھت پر بٹھا رہا تھا... زایان بادام منہ میں ڈالتے ہوئے بولا جو بھی تھا.... شافع اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا اچھا بھائی بھیجا تو نہیں نہ....

کچھ دیر بعد زایان نے گانے لگا دیئے، نور نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں اسنے اتنے شور شرابے والے گانے لگائے ہوئے تھے کہ اسکے سر میں درد ہونے لگا،،،اور اس لمحے اسے

شدت سے ارحام کی فکر ہوئی تھی کہ وہ اس لڑکے کے ساتھ کیسے زندگی گزارے گی....

زایان نے گانے کی آواز کم کی اور مڑ کر بولا نور تم بور تو نہیں ہو رہیں نہ؟ نور دانت پیستے ہوئے مسکرائی نہیں بالکل بھی نہیں،،، زایان ہنستا ہوا بولا پھر تم ضرور دل میں مجھے گالیوں سے نواز رہی ہوں گی شافع ہنسا،،،

نور نفی میں سر ہلا کر بولی نہیں میں ایسا بھی کچھ نہیں کر رہی میں بس یہ سوچ رہی ہوں کہ ارحام بیچاری کا کیا ہو گا.... زایان نے بھنویں اٹھائیں مطلب؟ نور آنکھیں پٹپٹا کر بولی مطلب ایک ابنارمل انسان کے ساتھ ساری زندگی گزارنا آسان بات تو نہیں ہے....

زایان اسکی بات کا اثر لئے بغیر بولا اب کیا کر سکتے ہیں میرا دوست بھی تو آخر تمھارے ساتھ زندگی گزار ہی رہا ہے نہ اسی طرح ارحام بھی میرے ساتھ گزار لے گی اور بہت اچھی گزارے گی میرے دوست کا تو تم نے دیکھو کیا حشر کر دیا ہے.....

نور نے دانت پیسے تم نے مجھے ابنارمل کہا؟ زایان فوراً ہاتھ اٹھاتے ہوئے صاف اپنی بات سے پھر گیا نہیں نہیں میری اتنی مجال میں تمھے ابنارمل بولوں میں تو بس اپنے دوست کو معصوم بول رہا ہوں...

نور اسے گھورتے ہوئے بولی اور کیا حشر کیا ہے میں نے تمھارے دوست کا کیا ہوا ہے انھے؟ زایان شافع کی تھوڑی پکڑتے ہوئے بولا دیکھو نہ داڑھی پہلے سے اسنے بڑھالی

ہے، ہینڈسم یہ پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے، مسکراہٹ اسکے چہرے سے نہیں جاتی شافع نے قہقہہ لگایا..... نور نے اپنی ہنسی دبائی..... زایان پھر بولا اگر سیدھی طرح بولوں تو میرے دوست کو زن مرید بنا دیا ہے تم نے.... نور کی دوبارہ بھنویں تنیں،،، تمھاری شادی ہو جانے دو پھر میں دیکھتی ہوں کہ تم کتنے سیدھے رہتے ہو... زایان کا جو ہوا میں اچھال کر منہ میں ڈالتا ہوا بولا تم دیکھ لینا میں صرف کھانے کا غلام رہوں گا بیوی کا نہیں.... نور باہر دیکھتے ہوئے بولی ہاں ہاں یہ تو وقت بتائے گا.... شافع کا قہقہہ بلند ہوا... اور اسنے گاڑی کی اسپیڈ مزید بڑھا دی.

ارحام نازیہ کی طرف گھومتے ہوئے بولی بھابھی میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نہ؟ وہ یہ سوال کوئی دس مرتبہ پوچھ چکی تھی....

اسنے بالکل ہلکے گلابی رنگ کا گھیر دار غرارہ پہنا ہوا تھا جس کا دوپٹہ کائی رنگ کا تھا اور اسکی قمیض پر بھی کائی رنگ کے نگوں کا خوبصورت کام ہوا تھا اور غرارے پر بھی باریک سے نگ لگے ہوئے تھے.... ہاتھوں میں چوڑیاں اور سر کے بائیں سائڈ پر جھومر.... جو اسکے چہرے پر چار چاند لگا رہا تھا،،، اسنے اپنی نتھ کو پھر سے ہاتھ لگایا اسے اس سے بہت الجھن ہو رہی تھی وہ اسے اتارنا چاہتی تھی لیکن نازیہ نے اسکا ہاتھ روک دیا مت اتارو ارحام بہت پیاری لگ رہی ہو.... نازیہ نے اپنی آنکھوں کے کاجل پر انگلی پھیر کر ارحام کے کان کے

پیچھے لگا یا تمھے نظر نہ لگے کسی کی ارحام کھلکھلا کر مسکرادی،،،،،نازیہ نے اسکے کندھے پر آئے ہوئے بال ٹھیک سے سیٹ کئے....اتنے میں عائشہ بیگم ہڑ بڑاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں ارے نازیہ ارحام تیار ہوئی یا نہیں؟عائشہ بیگم کی نظر جیسے ہی ارحام پر پڑی وہ مسکرائیں اور قریب آکر اسکے سر پر پیار کیا،ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی،،،ارحام مسکرادی،،،عائشہ بیگم نازیہ کی طرف مڑ کر بولیں نازیہ تم جا کر ملازموں کو دیکھو وہ لوگ آنے والے ہی ہونگے تم جا کر دیکھا سب تیاریاں ہوئیں یا نہیں....نازیہ عائشہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کر انھے اطمینان دلاتے ہوئے بولی امی میں نے سب دیکھ لیا ہے آپ فکر مت کریں سب انتظامات ٹھیک سے ہوئے ہیں....عائشہ بیگم پریشانی سے بولیں،یہ ابراہیم صاحب،اور گوہر کہاں ہیں؟نازیہ بولی گوہر لان میں سارے انتظامات دیکھ رہا ہے بابا بھی وہیں ہوں گے آپ اتنی ٹینشن کیوں لے رہی ہیں....

عائشہ بیگم بولیں بھئی میری بیٹی کی شادی ہے میں نہیں چاہتی کے کسی بھی چیز کی کمی ہو....ارحام نے انھے کندھے سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور انھے پانی کا گلاس تھماتے ہوئے بولی امی آپ اتنی ٹینشن مت لیں ساری تیاریاں ہو گئی ہیں....عائشہ بیگم نے ارحام کے ہاتھ چومے...ارحام مسکراتے ہوئے بولی بی اماں کہاں ہیں؟

عائشہ بیگم بولیں بی اماں تیمور بھائی صاحب اور بھابھی کے ساتھ اپنے کمرے میں ہیں، ابھی آتی ہی ہونگی.....

تیمور صاحب اور تہمینہ بیگم صبح سے ہی وہاں موجود تھے...

اتنے میں ایک ملازمہ آئی اور نازیہ سے بولی نازیہ بی بی وہ گجرے وغیرہ آگئے ہیں آپ آکر دیکھ لیں... نازیہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاں ٹھیک ہے میں آتی ہوں حارث اٹھا تو نہیں؟ ملازمہ بولی بی بی جی وہ تو کب کے اٹھ گئے گوہر صاحب کے پاس ہیں... نازیہ بولی اوہو ہو وہ تو گوہر کو تنگ کر رہا ہوگا چلو میں دیکھ لیتی ہوں..... نازیہ ملازمہ کے ساتھ باہر چلی گئی، اسکے پیچھے ہی عائشہ بیگم بھی چل دیں... ارحام نے صوفے پر بیٹھ کر آنکھیں موند لیں اتنے میں اسکے موبائل پر میسج آیا... ارحام نے پاس رکھا موبائل اٹھایا اور میسج آن کیا، زایان کا میسج تھا میسج میں لکھا تھا... کیا کر رہی ہو؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے ٹائپ کیا....

"آپکا انتظار" چند سیکنڈ بعد ریپلائے آیا "تو سمجھو انتظار ختم ہوا.... جیسے ہی ارحام نے میسج پڑھا اگلے ہی لمحے اسے باہر سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی... ارحام فوراً کھڑکی کی طرف جانے لگی اچانک بی اماں اور تہمینہ بیگم کمرے میں آگئیں ارحام وہیں رک گئی آگے نہیں بڑی.... انھے دیکھ کر ارحام مسکرائی اور انکی طرف بڑھی... بی اماں اپنی چھڑی سنبھالتے

ہوئے اسکے پاس آئیں وہ کچھ پڑھ رہی تھیں اپنا ورد ختم کرنے کے بعد انھوں نے ارحام پر پھونکا اور اسکے سر پر پیار کیا... تہمینہ بیگم نے بھی اسے پیار کیا تھا ارحام نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیسی لگ رہی ہوں میں ؟بی اماں مسکراتے ہوئے بولیں ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو بس اللہ تمھارے نصیب بھی اچھے کرے ارحام مسکرائی، تہمینہ بیگم بولیں ہاں سچ میں ہماری ارحام بالکل گڑیا لگ رہی ہے،،بی اماں بولیں ہم نے تو تمھارے لئے اچھا ہی سوچا تھا خیر اب تمھارے باپ نے تمھارے لئے فیصلہ کیا ہے تو سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا،،،،

تہمینہ بیگم مسنوعی سا مسکرادیں ارحام بھی ہلکا سا مسکرائی....

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے حویلی میں داخل ہوئیں، حویلی کے لان کے ایک طرف لائٹیں وغیرہ لگا کر انتظام کیا تھا نکاح کیونکہ سادگی سے تھا اسلئے زیادہ لوگوں کو مدعو نہیں کیا گیا تھا،،سب سے پہلے حیدر صاحب اور ارفہ بیگم گاڑی میں سے نکلے ابراہیم صاحب اور باقی گھر کے مرد پہلے سے لان میں ہی تھے تہمینہ بیگم اور عائشہ بیگم اندر سے باہر آئیں،،،

ابراہیم صاحب والہانہ خوشی سے حیدر صاحب کے گلے لگے ارفہ بیگم بھی عائشہ بیگم اور تہمینہ بیگم سے مل رہیں تھیں،،،اتنے میں میر اب اپنا غرارہ سنبھالتے ہوئے گاڑی سے

نکلی اسنے غرارہ پہن تو لیا تھا لیکن اسے اب زایان کی بات سچ ہوتی ہوئی نظر آ رہی تھی اسے چلنا بہت مشکل لگ رہا تھا اور اسے یہ بھی ڈر لگ رہا تھا کہ وہ کہیں گر نا جائیں...

میر اب مسکراتے ہوئے تہمینہ بیگم کی طرف بڑھی اور ان سے گلے ملنے لگی...

انکے پیچھے ہی شافع کے گاڑی رکی تھی، شافع اور زایان کے اترنے سے پہلے ہی نور اتر گئی تھی کیونکہ پورے راستے اسنے زایان کی چیں پیں بہت مشکل سے برداشت کی تھی وہ لوگ دوپہر کے ٹائم گھر سے نکلے تھے اور پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی تھی.... شافع گاڑی میں سے اترا لیکن زایان گاڑی میں ہی بیٹھا تھا،،، شافع بھنویں اچکاتے ہوئے بولا تم نے یہیں بیٹھے رہنا ہے....؟ زایان منہ بناتے ہوئے بولا یار اتنا لمبا سفر ہو گیا ہے مجھے تو اب بھوک بھی لگنے لگی ہے..... شافع نے دانت پیسے،،، تو تم کیا چاہتے ہو تمھے یہاں پر کھانا پیش کیا جائے؟ زایان نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا نہیں نہیں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد نکاح ہو جائے اور اسکے فوراً بعد کھانا لگ جائے....

شافع دانت پیس کر بولا زایان اگر تم چاہتے ہو کے میں آج کے دن سب کے سامنے تمھے نہ ماروں تو شرافت سے اتر جاؤ،،، زایان اپنی طرف کا دروازہ کھول کر بولا اچھا بھئی اتر رہا ہوں تم تو غصہ کر جاتے ہو.....

نور سب سے پہلے تہمینہ بیگم سے ملی تھی... نور کو دیکھ کر انکی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی.... وہ نور پر نظر ڈالتے ہوئے بولیں ماشاءاللہ مجھے نہیں پتا تھا سادگی میں بھی اتنا حسن چھپا رکھا ہے... نور مسکراتے ہوئے انکے گلے لگی تہمینہ بیگم اسے پیار کرتے ہوئے بولیں بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ.... لیکن میں تم سے ناراض ہوں نور انکے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی لیکن کیوں؟ تہمینہ بیگم خفا ہونے والے انداز میں بولیں،،، میں نے تم سے کہا تھا شافع کو بولنا تمھے گھر لے کر آئے لیکن تم نہیں آئیں نور شرمندہ ہوتے ہوئے نظریں جھکا کر بولی بس آنٹی زایان اور ارحام کی شادی کی مصروفیات ہو گئی تھیں لیکن اب ہم ضرور آئیں گے.... تہمینہ بیگم نے اسکا گال تھپتھپایا نور اب عائشہ بیگم سے مل رہی تھی پچھلی ملاقات کے برعکس اس دفعہ عائشہ بیگم اس سے خوشی سے ملی تھیں.... عائشہ بیگم نے اسکے ہاتھ میں پھولوں کے کنگن دیئے جو انھوں نے ارفہ بیگم اور میراب کو بھی دیئے تھے.... نور نے مسکراتے ہوئے انکے ہاتھ سے کنگن لے لئے.....

گوہر نے حیدر صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہاتھ ڈالا تو ابراہیم صاحب تعارف کرواتے ہوئے بولے یہ میرا چھوٹا بیٹا ہے باہر پڑھتا ہے آخری سمسٹر چل رہا ہے شادی کے لئے چھٹیوں پر آیا ہے.... حیدر صاحب مسکراتے ہوئے گوہر کے گلے لگے اور اسکی پیٹھ

تھپتھپائی... تیمور صاحب اور شہزاد سے وہ پہلے ہی مل چکے تھے.... زایان گاڑی سے اترا تو ابراہیم صاحب اسکی طرف آئے زایان مسکراتا ہوا انکے گلے لگا شافع، شہزاد اور گوہر سے مل رہا تھا، ابراہیم صاحب نے پھولوں کا ہار زایان کے گلے میں ڈالا اور حال احوال پوچھنے لگے پھر شافع سے گلے ملے شافع مسکراتے ہوئے انکے گلے لگا ابراہیم صاحب نے اسکے گلے میں بھی ہار ڈالا جو اس نے فوراً ہی اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیا شافع ابراہیم صاحب سے مل کر آگے بڑھنے لگا تو اسکی نظر تیمور صاحب پر پڑی جو زایان سے گلے مل رہے تھے، شافع سانس کھینچتا ہوا انکے سامنے آیا اور انھے سلام کیا تیمور صاحب کو لگا تھا کہ وہ ان سے گلے ملے گا لیکن وہ غلط تھے سلام کرنے کے بعد اسنے تکلفانہ انکا حال احوال پوچھا اور والہانہ انداز میں تہمینہ بیگم کے گلے لگ گیا، اسے دیکھ کر تہمینہ بیگم کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی وہ اسے پیار کرتے ہوئے شکوہ کر کے بولیں ماں کو تو تم بھول ہی گئے ہو.... شافع انکے سر پر پیار کر کے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں ماں کوئی بھولنے کی چیز تھوڑی ہے آپ تو ہر وقت میرے پاس ہوتی ہیں میرے دل میں... تہمینہ بیگم اسے مسکراتے ہوئے پیار کرنے لگیں، پیچھے سے زایان تہمینہ بیگم کے آگے سر جھکاتے ہوئے بولا نکاح میرا ہے دعاؤں کی ضرورت مجھے ہے آپ مجھے بھول رہی ہیں آنٹی....

تہمینہ بیگم ہنستی ہوئی اسے پیار کرتے ہوئے بولیں تمھے کوئی بہلا کیسے بھول سکتا ہے....
زایان ہنسا یہ تو اپنے بالکل صحیح کہا ان تینوں کا قہقہہ بلند ہوا..... شافع نے تہمینہ بیگم سے پوچھا آپ نور سے ملیں؟ شافع نور کو ڈھونڈنے لگا جو میراب کی طرف منہ کئے کھڑی تھی میراب اسے کچھ بتا رہی تھی.... شافع نے اسے آواز لگائی اسکی پہلی ہی آواز پر اسنے مڑ کر دیکھا شافع نے اسے آنے کا اشارہ کیا تو وہ اسکے برابر میں آکر کھڑی ہو گئی، تہمینہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں میں مل چکی ہوں نور سے شافع ہلکا سا مسکرایا اور تہمینہ بیگم کے پیچھے کھڑے تیمور صاحب کو آواز لگائی جو موبائل پر کسی کال میں مصروف تھے،،،
بابا کی صدا سن کر تیمور صاحب نے فوراً شافع کی طرف دیکھا انھے لگا تھا انھوں نے کئیں برسوں کے بعد یہ لفظ سنا ہے شافع جب انکے گھر پر تھا تب وہ بیشک ان سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا لیکن انھے بابا کہہ کر پکارتا تو تھا لیکن جب سے وہ گھر چھوڑ کر گیا تھا تیمور صاحب نے یہ لفظ نہیں سنا تھا.... تیمور صاحب نے فوراً موبائل جیب میں رکھ دیا شافع نور کا ہاتھ پکڑ کر انکے آگے آیا، اور نور سے انکا تعارف کرواتے ہوئے بولا یہ آئے نور ہے میری بیوی، تیمور صاحب کے چہرے پر جو ہلکی سی مسکراہٹ تھی وہ غائب ہو گئی، شافع نور کی طرف دیکھ کر سپاٹ چہرے سے بولا یہ بابا ہیں میرے.... نور نے مسکراتے ہوئے انھے سلام کیا وہ پہلی بار ان سے مل رہی تھی.... تیمور صاحب نے ایک نظر اسے دیکھا

اور پھر گردن ہلاتے ہوئے بولے وعلیکم اسلام..... نور نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیسے ہیں آپ؟

تیمور صاحب نے بغیر کسی تاثر کے اثبات میں گردن ہلا کر کہا ٹھیک ہوں.....

زایان اور باقی سب لان میں لگی کرسیوں کی طرف جا رہے تھے زایان نے شافع کو آواز لگا کر آنے کا اشارہ کیا.... شافع نے ایک نظر تیمور صاحب پر ڈالی اور نور کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا.،.،.،

شافع کے ساتھ لان کی طرف آتے ہوئے نور بولی،،، تم نے بابا سے بات کی؟ شافع کندھے اچکا کر بولا کیا بات کرتا؟ نور اسے دیکھتے ہوئے بولی اتنے دنوں بعد ملے ہو ان سے ٹھیک طرح بات کرتے، شافع خاموش ہو گیا.... شافع کی نظر اسکے ہاتھ میں موجود پھولوں کے کنگن پر پڑی اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے وہ کنگن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یہ پہننے کے لئے دیئے ہیں یا یوں ہی ہاتھ میں رکھنے کے لئے؟ نور نے مسکراتے ہوئے کنگن آگے کئے... ہاں ابھی پہن رہی ہوں، شافع کنگن اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولا میں پہنا دوں؟ نور نے مسکراتے ہوئے ہاتھ اسکے آگے کر دیئے،،، شافع نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور کنگھن پہنانے لگا.... وہ نور کے دوسرے ہاتھ میں کنگھن پہنا رہا تھا جب پیچھے سے گلہ کھنکارتے ہوئے نازیہ انکے سامنے آئی،،، شافع نے

جلدی سے کنگھن نور کے ہاتھ میں ڈالا اور ہاتھ چھوڑ دیا.... اسکی یہ حرکت دیکھ کر نازیہ ہنسی اسکی گود میں حارث تھا جس نے بالکل شافع کے جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے، سفید شلوار قمیض پر بلیک واسکٹ.... نازیہ نور سے گلے ملتے ہوئے بولی ارے ارے شافع بھائی بیوی ہے آپکی اور کسی کو دیکھ کر اسطرح ہاتھ تھوڑی چھوڑ دیتے ہیں،،، شافع مسکرایا.... اور پھر حارث کو دیکھتے ہوئے بولا ہائے جونیئر تم نے میری کاپی کیوں کی ہوئی ہے؟ نازیہ اسے دیکھتے ہوئے ہنسی ارے ہاں اسکے کپڑے تو بالکل آپکے جیسے ہیں نازیہ حارث کا ہاتھ پکڑتے ہلاتے ہوئے بولی اپنے چاچو کی کاپی کی ہے....

نور مسکرائی اور حارث کو پیار کرتے ہوئے بولی بھابھی ارحام تیار ہو گئی؟ نازیہ مسکراتے ہوئے بولی ہاں وہ تیار ہو گئی ہے تم چلو گی اسکے کمرے میں؟ نور مسکراتے ہوئے بولی ابھی نہیں تھوڑی دیر میں جاؤں گی.... نازیہ کو شہزاد بلا رہا تھا نازیہ ایکسکیوز کرتے ہوئے بولی میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں.... وہ جانے لگی تو شافع نے اسکی گود سے حارث کو لے لیا..... حارث گھور گھور کر اسے دیکھنے لگا... اسنے پہلے شافع کو دیکھا اور پھر نور کو اور نور کو دیکھتے ہی اسنے نور کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے..... نور نے ہنستے ہوئے اسکے ہاتھ چومے حارث آپ مجھے پہچان گئے....؟ شافع حارث کو گھورتا ہوا بولا ہاں یہ ہم دونوں کو پہچان گیا تبھی تو مجھے گھور رہا ہے.... نور ہنستے ہوئے بولی لاؤ اسے مجھے دے دو.... شافع اسے

پیچھے کرتے ہوئے بولا کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی چپ ہے جب روئے گا تو لے لینا....
نور ہنسی۔۔۔۔۔

میر اب نور کے پاس آئی اور اسے اپنے ساتھ لے گئی.... شافع حارث کو گود میں لئے زایان کے پاس آگیا زایان شافع کی گود میں حارث کو دیکھ کر شرارت سے بولا ارے یہ کب ہوا بھائی.... شافع نے ہنستے ہوئے اسے مکا مارا زایان نے بھی قہقہہ لگایا.... پھر وہ حارث سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا یار تمھارے پاس چاکلیٹ وغیرہ ہے؟ شافع ہنستا ہوا بولا بچے کو تو بخش دو.... زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا یار نکاح کب ہو گا؟ شافع ہنستا ہوا بولا تھوڑا صبر رکھو یار تم تو بے صبرے ہوئے جا رہے ہو.... زایان نے منہ بناتے ہوئے کندھے اچکا دیئے.....

نور میر اب کے ساتھ کھڑی تھی، جب گوہر انکے پاس آیا اور نور کو سلام کرتے ہوئے بولا کیسی ہیں آپ؟ نور مسنوعی سا مسکرائی ٹھیک ہوں.... میر اب نے نور کو ہلکے سے کونی مار کر اشارے سے پوچھا کون ہے یہ؟ نور اسکا تعارف کرواتے ہوئے بولی یہ ارحام کے بھائی ہیں گوہر.... اور یہ زایان کی بہن میر اب،،، گوہر نے مسکراتے ہوئے ہلکا سا سر

ہلایااور اسے سلام کیا، میر اب نے آہستہ سے اسکے سلام کا جواب دیا، اور اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولی آپ اتنے ٹوٹ پھوٹ کیسے گئے ؟اپنی بات پر اسنے خود ہی قہقہہ لگایا تھا لیکن جب گوہر اور نور کا سپاٹ چہرہ دیکھا تو اسے شرمندگی ہوئی وہ ہنسی قابو کر کے بولی سوری، گوہر نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے گردن ہلائی کوئی بات نہیں.... چلیں ٹھیک ہے پھر آپ لوگ باتیں کریں میں دوسرے کام دیکھ لوں.....

گوہر وہاں سے چلا گیا تو نور میر اب سے بولی ہم اب ارحام کے پاس چلیں ؟میر اب پر جوش انداز میں بولی ہاں ہاں بالکل چلیں.... نور میر اب سے بولی ایسا کرو تم اندر جاؤ میں شافع کو بتادوں میر اب اثبات میں سر ہلا کر اپنا غرارہ سنبھالتے ہوئے اندر چلی گئی میر اب کی پوری توجہ اپنے غرارے پر تھی وہ سامنے دیکھ کر نہیں چل رہی تھی اور اچانک وہ کسی سے ٹکرا گئی گوہر کا موبائل زمین پر گرا وہ موبائل پر بات کرتے ہوئے سامنے سے آرہا تھا کہ اچانک میر اب اس سے ٹکرا گئی، میر اب فوراً اسکا گرا ہوا موبائل دیکھ کر بولی آئم سو سوری میں نے آپ کو دیکھا نہیں گوہر اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے بولا اٹس اوکے اور آگے بڑھ گیا میر اب نے اپنے سر پر ہاتھ مارا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی....#part3

شافع زایان کے ساتھ تھا نور شافع کے پاس آئی،،،، شافع نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو نور بولی میں ارحام کے پاس جارہی ہوں زایان شرارت سے بولا میں بھی چلوں ؟

نور فوراً بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی ہاں رو کو میں ابراہیم چاچو کو بلاتی ہوں وہ تمھے لے جائیں گے، زایان فوراً وہاں سے جاتے ہوئے بولا اچھا ٹھیک ہے یار تم تو سیریس ہی ہو گئیں....

نور نے آنکھیں گھمائیں اور حارث کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی حارث آپ میرے ساتھ چلو گے؟ حارث نے بھی فوراً اسکے پاس آنے کے لئے ہاتھ بڑھا دیئے...

شافع اسے نور کی گود میں دیتے ہوئے بولا تم اسے لے کر چلو گی کیسے گر مت جانا.... نور کو احساس ہوا ہاں وہ واقعی حارث کو گود میں لے کر نہیں چل پائے گی،،، کچھ فاصلے پر کھڑی تہمینہ بیگم نے شافع کی بات سن لی تھی.... تو وہ ان دونوں کے قریب آتے ہوئے بولیں کوئی بات نہیں نور کو ابھی سے پریکٹس کرنے دو بعد میں مسئلہ نہیں ہو گا.... نور جھینپ گئی.... شافع تہمینہ بیگم کی بات پر ہلکا سا مسکرا دیا،،، نور نے حارث واپس شافع کو دینا چاہا لیکن اب وہ شافع کے پاس نہیں جا رہا تھا نور بولی چلو میں آہستہ آہستہ چلی جاؤں گی بھابھی پوچھیں تو بتا دینا.... شافع نے اثبات میں سر ہلایا نور حارث کو لے کر اندر چلی آئی اور بہت احتیاط سے سیڑھیاں چڑھنے لگیں اسے کوئی سات، آٹھ منٹ لگ گئے تھے سیڑھیاں چڑھنے میں.....

ارحام کے کمرے کے باہر پہنچ کر اسنے ہلکی سی دستک دی اور دروازہ کھول کر اندر آ گئی،،، اندر بی اماں بھی موجود تھیں،، نور ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک گئی پھر مسکراتے ہوئے بی

اماں کے پاس آئی اور انکا ہاتھ چوم کر سلام کیا بی اماں نے خوشی سے نہ صحیح لیکن اسکے سوال کا جواب دیا تھا... نور انکا حال احوال پوچھنے کے بعد ارحام کی طرف بڑھی اور اس سے گلے ملی.... ارحام اسے دیکھتے ہوئے بولی یہ حارث پھر آپ سے چپک گیا..... نور ہنستے ہوئے بولی ہاں میں شافع کو دے رہی تھی لیکن یہ جا ہی نہیں رہا تھا بہت مشکل سے سیڑھیاں چڑھ کے آئی ہوں....

میر اب ہنستے ہوئے بولی ویسے بھابھی یہ آپکی گود بہت پیارا لگ رہا ہے..... نور کے گال گلابی ہوئے اسنے ارحام کو مسنوعی سا گھورا، بی اماں اٹھتے ہوئے بولیں میں ذرا نیچے جا رہی ہوں.... بی اماں اٹھ کر دروازے تک پہنچی تھیں... جب ابراہیم صاحب کمرے میں داخل ہوئے.... اور ارحام کے پاس آکر بولے بیٹا مولوی صاحب نکاح پڑھانے آرہے ہیں تم تیار ہو؟ اس لمحے نا جانے کیوں ارحام کو پورے جسم میں ایک سنسناہٹ سی محسوس ہوئی تھی،،، ارحام نے نظریں جھکا کر اثبات میں سر ہلایا ابراہیم صاحب مسکراتے ہوئے اسکا سر تھپتپاتے ہوئے نور سے بولے بیٹا اسے نکاح کی چنری اڑا دو باقی سب بھی آتے ہی ہونگے.....

نور نے اثبات میں سر ہلایا اور حارث کو انھے دے کر صوفے پر رکھی لال رنگ کی خوبصورت سی چنری اٹھا کر ارحام کے سر پر ڈالی اور آگے سے چہرے پر گرا دی....

ابراہیم صاحب نے محبت بھری نگاہوں سے ارحام کو دیکھا انکی آنکھوں میں نمی آگئی تھی....

اتنے میں عائشہ بیگم، تہمینہ بیگم اور باقی سب بھی وہاں آگئے تھے بی اماں بھی واپس آکر بیٹھ گئی تھیں گوہر نے ابراہیم صاحب سے پوچھا بابا مولوی صاحب کو بلالوں؟ ابراہیم صاحب نے اثبات میں سر ہلایا.... نور نے نرمی سے ارحام کے کندھے پر ہاتھ رکھا..... ارحام کی آنکھوں کے سامنے اپنی زندگی کے چار سال ایک فلم کی طرح چلنے لگے.....

"تجھ سے عشق ہو جانے کا امکان قریب ہے
تیرے اور میرے ملن کا مقام قریب ہے"

گوہر مولوی صاحب کو لے کر کمرے میں داخل ہوا مولوی صاحب دوسری طرف رخ کر کے بیٹھ گئے.....

ارحام نے سختی سے اپنی مٹھیوں کو بھینچا.... دل کی دھڑکن کسی ٹرین کی رفتار سے چل رہی تھی... اسکے برابر میں کھڑی آئے نور کے دل کا بھی کچھ یہی حال تھا نور کو اپنے نکاح

کا دن یاد آ رہا تھا، کتنا دردناک تھا وہ دن اس دن کو یاد کر کے ہی نور کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے....

ابراہیم صاحب ارحام کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما انھوں نے جیسے ہی ارحام کا ہاتھ پکڑا ارحام کی ہمت جواب دے گئی اور اسکی آنکھوں سے پانی بہنا شروع ہو گیا....

مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات ادا کرنا شروع کئے... شافع نے نظریں اٹھا کر نور کی طرف دیکھا نور کی نظریں پہلے سے اس پر تھیں لیکن جیسے ہی شافع نے اسکی طرف دیکھا اسنے نظریں چرا لیں....

نکاح کے کلمات پہلی بار ادا ہوئے..... سب قبول ہے کے منتظر..... ارحام نے آہستہ سے کہا "قبول ہے" آنکھوں میں بے یقینی تھی اور ہونٹوں پر کپکپاہٹ....

"محبت میں شدت اتنی ہے کہ بچھڑ جانے کا ڈر ہے
تو مل رہا ہے پھر بھی خواب ٹوٹ جانے کا ڈر ہے
نا جانے کیوں دل میں ایک خلش سی ہے
شاید تیرے دیئے ہوئے زخموں پر مرہم لگ جانے کا اثر ہے"

سب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی،،،،دوسری بار نکاح کے کلمات دوہرائے گئے....
ارحام نے ٹھہر کر اثبات میں گردن ہلائی "قبول ہے"

"محبت اتنی ہے کہ اظہار کم ہیں
شدت اتنی ہے کہ الفاظ کم ہیں
تیرے منتظر ایسے کہ خود کو بھول بیٹھے ہیں
تم میرے ہو تو گئے ہو لیکن تمھے ہم سے پیار کم ہے"

تیسری بار نکاح کے الفاظ دہرائے گئے ابراہیم صاحب نے ارحام کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر دی اور ایک ہاتھ اسکے سر پر رکھ دیا.....ارحام نے آنکھیں بند کیں.....
"زایان حیدر"

"آنکھیں بند کرنے پر تیرا چہرہ نظر آتا ہے
کھول دینے پر اندھیرا نظر آتا ہے

کچھ ایسے ستائے ہیں تیری محبت کے ہم
کہ خوابوں میں بھی اب تیرا جزیرہ نظر آتا ہے"

ارحام نے کوئی تیس چالیس سیکنڈ کے وقفے کے بعد کہا تھا" قبول ہے "سب کے چہرے پر ایک والہانہ مسکراہٹ پھیل گئی عائشہ بیگم ،بی اماں، ارفہ بیگم اور تہمینہ بیگم آپس میں گلے مل رہی تھیں

مولوی صاحب نے نکاح کے کاغذات گوہر کی طرف بڑھائے گوہر وہ کاغذات سائن کروانے کے لئے ارحام کے پاس لے کر آیا اور ارحام کے ہاتھ میں پین دیا.... ارحام کا ہاتھ بری طرح کپ کپا رہا تھا انھی کپکپاتے ہاتھوں سے اسنے سائن کئے.....

ابراہیم صاحب نے اسکے سر پر پیار کیا ارحام نے انکا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا وہ ان سے لپٹ کر بچوں کی طرح رونے لگی.... ابراہیم صاحب سے بھی ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے وہ اسکا سر تھپتھپانے لگا نے "نہیں بیٹا یہ تو خوشی کا موقع ہے اسطرح نہیں روتے "لیکن ارحام انکی سن ہی نہیں رہی تھی اور نہ ہی انھے چھوڑ رہی تھی اسے اسطرح روتے دیکھ کر ابراہیم صاحب سے ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا وہ کمزور پڑھ رہے تھے.... مولوی صاحب باہر جا چکے تھے....

گوہر ارحام کے پاس آیااور آہستہ سے بولا سارے آنسوں آج ہی بہادو گی پھر رخصتی پر تو گلیسرین ڈالناپڑے گا.....ارحام ہلکاسا مسکرائی اور ابراہیم صاحب سے الگ ہو گئی....

گوہر اسکے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھاارحام اسکے ہاتھ تھام کر کھڑے ہو گئی....اور اسکے کندھے پر سر رکھ کے پھر رونا شروع کر دیا،،، گوہر ان سے دور ضرور رہتا تھاوہ کم گو بھی تھا لیکن وہ ارحام سے بہت محبت کرتا تھا، وہ گھر پر کسی کو کال کرے نہ کرے لیکن ارحام کو ضرور کال کرتا تھا..... گوہر مسکراتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کے آہستہ سے بولا تم کیا چاہتی ہو میں سب کے سامنے رو دوں یقین مانو میں روتے ہوئے بہت برا لگوں گا..... گوہر نے اپنی آنکھوں کے کنارے صاف کئے.....ارحام آنسوں پوچھتے ہوئے اس سے الگ ہو گئی، اور بولی شہزاد بھائی کہاں ہیں؟ گوہر ہنستے ہوئے بولا اب انھے رلانے کی باری ہے کیا؟ارحام ہنسی وہ اور شافع مولوی صاحب کو باہر لے کر گئے ہیں...اب ہمیں بھی وہاں جانے دو یہاں باقی سب جو موجود ہیں انھے رلاؤاب... گوہر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھااور ابراہیم صاحب کو لے کر باہر چلا گیا....ارحام عائشہ بیگم اور باقی سب سے ملنے لگی....سب اسے مبارکباد دے رہے تھے....

سب لان میں موجود تھے زایان کے دائیں جانب پر مولوی صاحب بیٹھے نکاح پڑھا رہے تھے اور بائیں جانب شافع بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

مولوی صاحب نے پہلی بار نکاح کے کلمات دوہرائے۔۔۔۔۔ زایان کو زندگی میں پہلی بار اتنی گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ چاہے جتنا بھی شرارتی ہو لیکن نکاح کی اہمیت کو وہ جانتا تھا۔۔۔۔ زایان نے اثبات میں سر ہلایا "قبول ہے"

زایان کو ارحام کی گئی باتیں یاد آرہی تھیں اسکے لفظوں کی شدت اسکے دل کو جیسے موم کر رہی تھیں،،،، دوسری بار نکاح کے کلمات ادا ہوئے، زایان بغیر کسی تاثر کے بولا "قبول ہے"

اسے ارحام کی محبت کا اندازہ تھا وہ اسکے جذبوں سے واقف تھا وہ دل میں خود سے وعدہ کر رہا تھا مجھے چاہے اس سے محبت ہو یا نہ ہو لیکن میں اسکی محبت کی ہمیشہ قدر کروں گا۔۔۔۔

تیسری بار نکاح کے کلمات ادا ہوئے۔۔۔۔ زایان نے ایک شوخ مسکراہٹ کے ساتھ شافع کی طرف دیکھا اور پھر نظریں جھکاتے ہوئے بولا "قبول ہے"۔۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح کے کاغذات دستخط کرنے کے لئے اسکی طرف بڑھائے اسنے ایک تیزی سے سائن کر دیئے دعا کروائی گئی دعا کے اختتام پر زایان منہ پر ہاتھ پھیر کے شافع کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔۔ شافع ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ اسکے

گلے لگااور گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولا "نکاح مبارک ہو" زایان بھی مسکراتے ہوئے بولا خیر مبارک... اس سے الگ ہو کر زایان سب سے گلے ملنے لگا شافع ایک بڑی سی مٹھائی اٹھاتے ہوئے زایان کی طرف بڑھا زایان نے خود کھانے سے پہلے شافع کی طرف بڑھائی آج پہلے تم کھاؤ گے... شافع تھوڑی سی مٹھائی توڑتے ہوئے بولا میں تھوڑی سی ہی کھاؤں گا تمھے پتا ہے میں زیادہ میٹھا نہیں کھاتا... لیکن وہ زایان حیدر ہی کیا جو دوسروں کی سن لے، زایان نے پوری مٹھائی زبردستی شافع کے منہ میں ڈال دی جیسے کھانا شافع کے لئے عذاب بن گیا اسے دیکھ کر زایان نے قہقہ لگایا

نکاح کے کچھ دیر بعد کھانا لگا دیا گیا تھا اور زایان نے پوری تسلی کے ساتھ کھانا کھایا تھا کھانے کے بعد وہ اپنے میٹھے کی پلیٹ لے کر شافع کے پاس آیا اور بولا.... یار آج تو ارحام کو دکھاؤ گے نہ یا آج بھی ایسی بھیج دو گے ؟ شافع نے ہنستے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا ہاں ہاں بالکل دکھائیں گے بھئی اب تو وہ باقاعدہ آپکی منکوحہ ہیں.... ابھی کچھ دیر میں اسے باہر لے کر آجائیں گے.... زایان نے آنکھیں بڑی کیں یہاں لے آئیں گے تو میں اس سے بات کیسے کروں گا مجھے اس سے اکیلے میں ملنا ہے....

شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا بھائی نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں، زایان نفی میں گردن ہلا کے دوٹوک انداز میں بولا مجھے نہیں پتا میری کسی بھی طرح سے اس سے ملاقات کرواؤ....

شافع ہنستا ہوا بولا اچھا اچھا روہیں میں کرتا ہوں کچھ.... اتنے میں گوہر انکے پاس آیا اور زایان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا اور کیا ہو رہا ہے؟ بہنوئی صاحب زایان اور شافع دونوں نے قہقہہ لگایا.... زایان ہنستے ہوئے بولا ہمیں چھوڑو یہ بتاؤ تم کہاں مصروف ہو آہی نہیں رہے ہمارے پاس.... گوہر مسکراتے ہوئے بولا بس کام اتنے تھے انھی میں مصروف تھا زایان نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی پھر اسکے چہرے پر لگی چوٹ کے نشان کو بغور دیکھتے ہوئے بولا یہ تمھارا چہرہ کیوں اتنا ٹوٹا پھوٹا ہوا ہے کسی نے پیٹا ہے تمھے؟ گوہر اور شافع دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... گوہر مسکراتے ہوئے بولا بس ایک دوست کی مہربانی ہے میں نے غلطی کی تھی اسنے میری غلطی سدھار دی..... زایان ہنسا اور تم نے اسے مارنے دیا.... گوہر نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا تم یہ سب چھوڑو یہ بتاؤ تمھے کھانا کیسا لگا؟ زایان خوشی سے آنکھیں بڑی کر کے بولا یار گوہر کھانا تو بہت زبردست تھا، میں نے تو گلے تک بھر کے کھایا ہے،،،،، شافع اور گوہر دونوں نے قہقہہ لگایا....

شافع گوہر سے بولا ارحام کہاں ہے ؟ گوہر بولا وہ اپنے کمرے میں ہے بھابھی اسے کچھ دیر میں لے کر آتی ہی ہوں گی.... شافع گوہر سے بولا زایان ارحام سے کچھ دیر کے لئے ملنا چاہتا ہے.... گوہر اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے ٹھیک ہے نکاح تو ہو گیا ہے وہ اپنے کمرے میں ہی ہے تم لے جاؤ اسے لیکن دھیان رکھنا بی اماں کو پتا نہ چلے.....

شافع نے ہنستے ہوئے گوہر کے کندھے پر ہاتھ رکھا چلو ٹھیک ہے..... شافع زایان کو لے کر اندر چلا گیا.....

گوہر لان کی دوسری طرف جانے لگے.... جب سامنے سے آتی ہوئی میراب کا پیر غرارے میں اٹکا وہ منہ کے بل گرتی اس سے پہلے ہی گوہر نے اسے تھام لیا.... میراب شرمندگی سے سیدھی ہوئی،،، گوہر نے اس سے پوچھا آپ ٹھیک ہیں...؟ میراب نے شرمندگی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولی جی ٹھیک ہوں.... گوہر جاتے ہوئے بولا ذرا دھیان سے، میراب نے گردن جھکا دی، گوہر چلا گیا تو میراب نے اپنے سر پر ہاتھ مارا اور خود سے بولی توبہ ہے جو آج کے بعد میں نے غرارہ پہننے کا نام بھی لیا....

شافع اور زایان ارحام کے کمرے کے باہر پہنچے، زایان باہر لگے شیشے میں دیکھ کر اپنے بال سیٹ کرنے لگا شافع نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر چلا گیا،،، اندر نور ارحام کے پاس بیٹھی تھی شافع نے ارحام کو نہیں بتایا کہ زایان اس سے ملنے آیا ہے اسنے نور سے کہا....

نور تم ذرا باہر چلو گی؟ نور نے سوالیہ نظروں سے پوچھا کیوں؟ شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا کام ہے آؤ تو صحیح.... نور اٹھتے ہوئے ارحام سے بولی میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں.....

نور شافع کے ساتھ کمرے سے باہر آگئی باہر زایان کو کھڑا دیکھا تو حیرت سے بولی تم یہاں کیا کر رہے ہو... زایان دانت نکالتے ہوئے بولا اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں.... نور کمر پر ہاتھ رکھ کے بولی ہم ابھی باہر ہی لے کر آرہے تھے تم سے صبر نہیں ہو رہا تھا کیا؟ زایان بھی اسی کے انداز میں بولا ہاں نہیں ہو رہا تھا آپ اپنے شوہر کے ساتھ جائیں، اور مجھے میری بیوی سے ملنے دیں.... نور آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولی لیکن اگر کسی نے کچھ کہا تو؟ شافع اسے دروازے کے سامنے سے ہٹاتے ہوئے بولا کچھ نہیں ہو گا،،، شافع زایان کو اشارہ کر کے بولا تم جاؤ....

زایان نے نور کو منہ چڑھایا،،، اور کمرے کی طرف بڑھ گیا

ارحام اپنا لال رنگ کا عروسی جوڑا بیڈ پر پھیلائے بیٹھی تھی آنکھوں میں خوشی، ہونٹوں پر ہنسی اور دل میں محبت سے اُمڈتا ہوا سمندر..... گیٹ کے باہر میراب اور نورزایان کو روکے کھڑی تھیں اور اس سے پیسوں کا مطالبہ کیا جارہا تھا لیکن وہ زایان حیدر ہی کیا جو کسی کی بات سن لے زایان کے ساتھ ہی شافع بھی کھڑا تھا نورزایان سے بولی زایان ہمیں پورے تیس ہزار چاہیئے.... پندرہ میرے پندرہ میراب کے..... زایان ہنستا ہوا بولا تیس ہزار میں ایسا نہ کروں کے تیس ہزار میں کسی اچھے سے ہوٹل میں جا کر رک جاؤں.... شافع زایان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا زایان تم انھے چھوڑو تم میرے ساتھ چلو کل آجانا.... نور آنکھیں گھماتے ہوئے بولی زایان آج کہیں چلا ہی نا جائے تمھارے ساتھ..... زایان نے بھنویں اٹھائیں اور ہنستے ہوئے بولا تمھاری سوچ ہے کہ میں تم دونوں کو ایک روپیہ بھی دونگا ہمارے گھر میں اور کمرے بھی ہیں میں وہاں سو جاؤں گا میں بھی دیکھتا ہوں آخر کب تک کھڑی رہتی ہو تم لوگ یہاں....

زایان دوسرے کمرے میں جانے لگا تو میراب چینخی بھائی یہ غلط ہے ہمیں پیسے چاہیے بس.... جب زایان نے اسکی بات کا کوئی اثر نہیں لیا تو وہ شافع سے بولی شافع بھائی آپ بولیں نہ انھیں۔۔۔۔۔۔ شافع ہنستا ہوا زایان سے بولا اچھا زایان یار کچھ تو دے دو انھے....

زایان ہاتھ اوپر کرتے ہوئے بولا نہ میں تو ایک روپیہ اب نہیں دینے والا تمھے اتنا ترس آرہا ہے تو تم دے دو.... شافع نے ہنستے ہوئے اپنا والٹ نکالا اچھا بھئی میں دے دیتا ہوں میر اب خوشی سے چیخی،،، شافع نے دس ہزار میر اب کو دیئے اور نور سے بولا ہم حساب گھر پر کر لیں گے..... نور نے غصے سے ہاتھ جھٹکے مجھے تم سے کوئی پیسے نہیں چاہئے مجھے اس بھکڑ سے پیسے چاہیے اور اگر یہ پیسے نہیں دے گا تو ٹھیک ہے میں بھی ارحام کے پاس جارہی ہوں اور تب تک وہاں سے نہیں جاؤں گی جب تک یہ پیسے نہیں دے گا.... نور ارحام کے پاس جانے لگی تو شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا اور ہنستے ہوئے بولا،،، کیوں تم اس بیچارے کو تنگ کر رہی ہو ہمیں ویسے ہی گھر کے لئے لیٹ ہو رہا ہے....

نور اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے غصے سے نیچے جاتے ہوئے بولی،،، شافع تم ہمیشہ اپنے دوست کی سائڈ لیا کرو.... شافع اسے پیچھے سے آواز دیتا رہ گیا لیکن اسنے ایک نہیں سنی اور چلی گئی،،، زایان ہنستے ہوئے بولا چلو بھائی اب تم منانے کی تیاری کرو..... شافع ہنسا، اور اس سے گلے ملتے ہوئے بولا ہاہاہاہاہا منانا تو پڑے گا چلو پھر میں گھر کے لئے نکلتا ہو کافی دیر ہو گئی ہے... زایان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی شافع اس اسے مل کر نیچے آگیا....

شافع نیچے آیا نور ارفہ بیگم کے ساتھ کھڑی تھی،، شافع اسکے برابر میں آکر کھڑا ہوا اور ارفہ بیگم سے بولا آنٹی اب ہم چلتے ہیں، ارفہ بیگم انھے رکنے کا کہہ رہی تھیں لیکن شافع نے منا کر دیا شافع نے زایان کے گھر سے گاڑی نکالی نور منہ بنائے بیٹھی تھی.... شافع ہنستے ہوئے بولا اچھا یار اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا جو تم مجھ سے ناراض ہو.... نور منہ بناتے ہوئے بولی تم ہمیشہ زایان کی سائڈ لیتے ہو اگر تم مجھے وہاں سے نہ بھیجتے میں اس کنجوس بھکڑ سے پیسے نکلوا کر ہی رہتی.... شافع ہنستے ہوئے بولا ہاہاہاہاہاوہ کبھی نہیں دیتا پیسے تم یہ بات لکھ لو....

نور آنکھیں گھماتے ہوئے باہر دیکھنے لگی، شافع اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا اچھا اب اتنے پیارے سے چہرے پر اتنا سارا غصہ تو مت لاؤ،، نور اسکی طرف دیکھ کر بولی اب زیادہ مسکے مت لگاؤ.... شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا میں سچ بول رہا ہوں بہت پیاری لگ رہی ہو تم..... نور نے اپنی ہنسی دبائی اور کندھے اچکا کر بولی ہاں ہاں ٹھیک ہے پتا ہے مجھے بس تم گاڑی چلاؤ۔۔۔ شافع ہنس دیا...

—

زایان گلہ کھنکارتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا.... ارحام نظریں جھکائے بیٹھی تھی زایان اسکے سامنے آکر بیٹھ گیا.... ارحام نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا زایان مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھ رہا تھا، ارحام جھینپتے ہوئے بولی ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ زایان کندھے اچکا کر بولا ایسے کیا دیکھ رہے ہیں کا کیا مطلب ہے بھئی اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں حق ہے مجھے ارحام نے مسکراتے ہوئے گردن جھکا دی،،،، زایان نے اٹھ کر سائڈ ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے دو ڈبے نکالے اور واپس ارحام کے پاس آکر بیٹھا..... اسنے چھوٹا ڈبہ کھول کر ارحام کے آگے کیا اس میں ایک بہت ہی خوبصورت انگھوٹی تھی،،، ارحام نے مسکراتے ہوئے وہ ڈبہ اپنے ہاتھ میں لیا،،، زایان نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیسی لگی؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا بہت خوبصورت ہے اپنے پسند کی ہے؟ زایان نے اثبات میں سر ہلایا..... پھر اس میں سے انگھوٹی نکال کر ارحام کا ہاتھ آگے کیا.... زایان نے مسکراتے ہوئے انگھوٹی اسکی انگلی میں ڈال دی ارحام مسکرا کر انگھوٹی کو دیکھنے لگی زایان نے دوسرا ڈبہ ارحام کے آگے کیا وہ چکور سا کافی بڑا ڈبہ تھا..... ارحام نے وہ ڈبہ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے سوالیہ نظروں سے پوچھا یہ کیا ہے...؟

زایان بولا ارے بھئی کھول کے دیکھو گی تو پتا چلے گا نہ... ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی اور گفٹ پیپر کھولنے لگی،،، اسنے گفٹ پیپر ہٹا کے دیکھا تو وہ ایک بہت بڑا چاکلیٹ کا ڈبہ تھا.... ارحام کے چہرے پر والہانہ خوشی پھیلی چاکلیٹس ؟ زایان نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے تنبیہہ کرتے ہوئے بولا دیکھو یہ تم اکیلی نہیں کھاؤ گی اس میں سے میں بھی کھاؤں گا او کے ؟ ارحام نے ہنستے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی.... زایان نے ارحام کے ہاتھ سے ڈبہ لے کر ٹیبل پر رکھا اور خود سیدھا ہوتے ہوئے ارحام کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا،،، ارحام حیرت سے بولی یہ کیا کر رہے ہیں آپ ؟ زایان اسکے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے ہوئے بولا کچھ نہیں.....

ارحام خاموش ہو گئی، زایان اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا، تم خوش ہو ؟ ارحام مسکراتے ہوئے بولی مجھے لگ رہا ہے میرے احساس کے لئے خوشی کا لفظ کم پڑے گا.... زایان اسکے ناک پر ہاتھ لگاتے ہوئے بولا وہ تو پتا چل رہا ہے.... ارحام ہنس دی ارحام نے اس سے پوچھا آپ خوش ہیں ؟ زایان آنکھیں بند کر کے بولا بہت زیادہ،،،،،

مجھے لگ رہا ہے ارحام اگر تم میری زندگی میں نہ آتی تو شاید میری زندگی میں ایک کمی سی رہ جاتی..... ارحام مسکرائی زایان خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تو کچھ دیر بعد ارحام بولی "میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں زایان، اتنی محبت کے آپ میرے دل کے

ساتھ ساتھ میرے حواسوں پر بھی سوار ہیں.....زایان نے ارحام کے دونوں ہاتھ چومے اور آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا "اور مجھے تمھاری اس محبت کی بہت قدر ہے....

اگلے دن شام کے وقت شافع نے گھر پر کسی وکیل کو بلایا ہوا تھا نور کمرے میں تھی اسے لگا تھا کہ شاید شافع نے آفس کے کسی کام کے سلسلے میں انھے بلایا ہو گا،،، لیکن کچھ دیر بعد شافع نور کو بلانے آیا نور باہر آگئی وکیل صاحب نے کچھ پیپرز نور کی طرف بڑھائے اور سائن کرنے کو کہا نور نے حیرت سے شافع کی طرف دیکھا شافع نے آنکھیں جھپکا کر سائن کرنے کا اشارہ کیا.....نور نے سائن کر دیئے نور کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کس چیز کے پیپر تھے کچھ دیر بعد وکیل صاحب پیپر شافع کو تھما کر چلے گئے شافع انھے دروازے تک چھوڑ کے واپس آیا تو نور فوراً بولی شافع کونسے پیپر تھے یہ؟ شافع اسے بٹھاتے ہوئے بولا بیٹھو بتاتا ہوں.....

نور پریشانی سے بولی پلیز جلدی بتاؤ مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے،،، شافع نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور اسکے گال سہلاتے ہوئے بولا پریشان ہونے والی تو کوئی بات نہیں ہے.....نور بے چینی سے بولی تو پھر بتاؤ نہ کیا بات ہے.....شافع نے ٹیبل پر رکھی

ہوئی فائل اسکے ہاتھ پر رکھی نور نے نہ سمجھی سے پوچھا یہ کیا ہے؟ شافع مسکراتے ہوئے آہستہ آہستہ بولا میں نے یہ گھر تمھارے نام کر دیا ہے.... نور کو سمجھ نہیں آیا تو اسنے دوبارہ پوچھا کیا؟ شافع اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے دوبارہ بولا یہ گھر میں نے تمھارے نام کر دیا ہے... نور کا حیرت کے مارے منہ کھول گیا وہ نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی کیوں؟ شافع مسکراتا ہوا بولا کیونکہ مجھے یہ ٹھیک لگا اسلئے.... نور فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی شافع تم نے یہ کیوں کیا اسطرح اچانک گھر میرے نام کر دینا یہ گھر تمھارے نام پر تھا اس میں کیا حرج تھا؟ شافع ہنستے ہوئے بولا تم اتنا شاکڈ کیوں ہو رہی ہو گھر تمھارے نام پر ہو یا میرے نام پر ایک ہی بات ہے.... نور بولی جب ایک ہی بات تھی تو میرے نام پر کرنے کی ضرورت نہیں تھی،،،

شافع اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے بولا اچھا بس اب میں کچھ نہیں سنوں گا میرے دل کو جو ٹھیک لگا میں نے وہ کیا تم جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر زایان کے گھر چلتے ہیں....

شافع نور کی اور کوئی بات سنے بغیر کھڑا ہو گیا وہ کمرے کی طرف جانے لگا تو نور نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا شافع نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا نور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی....

"تمھارا میری زندگی میں آنا ایک معجزہ ہے جیسے شافع مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا اور تمھارا میری زندگی میں آنا میری خوش نصیبی"

وہ سب لاؤنج میں موجود تھے ارحام نے بہت خوبصورت سا کام دار سوٹ پہنا ہوا تھا زایان اسکے برابر میں ہی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا اور سب سے باتیں کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً اس پر بھی نظریں ڈال رہا تھا..... ابراہیم صاحب اور انکے گھر والے صبح ارحام سے ملنے آئے تھے، اور ارحام کو خوش دیکھ کر انکے دل کو تسلی بھی ہوئی تھی....

میراب نے ہنستے ہوئے ارحام سے پوچھا بھابھی آپ کو کھانے میں کیا کیا بنانا آتا ہے؟

ارحام نے ہونٹ کاٹے اور جھجھکتے ہوئے بولی مجھے زیادہ کچھ بنانا نہیں آتا کیونکہ مجھے کبھی بنانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی،،،، میراب منہ پر ہاتھ رکھ کے زایان کو گھورتے ہوئے بولی ہاؤ بھائی اب آپکا کیا ہوگا بھابھی کو تو کچھ بنانا ہی نہیں آتا.... زایان ارحام کی طرف دیکھ کر بولا تمھے فرائس بنانے آتے ہیں؟ ارحام نے فوراً اثبات میں گردن ہلائی، زایان فوراً ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا تو بس میں گزارہ کرلوں گا، سب کا قہقہہ بلند ہوا....

اتنے میں شافع اور آئے نور وہاں پوچھے شافع لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولا ارے بھئی کس بات پر اتنے قہقے لگائے جارہے ہیں،،،، حیدر صاحب اس سے بولے ارے بھئی

یہ چھوڑو یہ بتاؤ کہ جب میں نے صبح تمھے کہہ دیا تھا کہ جلدی آجانا تو پھر اتنی دیر سے کیوں آئے؟؟؟ شافع نے ہنستے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا بس انکل کچھ ضروری کام آگیا تھا تو دیر ہو گئی....

زایان ارحام کے برابر میں بیٹھا تھا نور اسکے آگے کھڑی اسے گھور کر اٹھنے کا اشارہ کر رہی تھی، زایان شافع سے بولا یار شافع اپنی بیوی کو تو ذرا سنبھالو کل پیسے کیا نہیں دیئے یہ تو میری جانی دشمن بن گئی ہے ابھی بھی دیکھو مجھے میری ہی بیوی کے برابر میں سے اٹھنے کے لئے کہہ رہی ہے... شافع ہنستے ہوئے بولا ہاں تو تم اٹھ کر ادھر آجاؤ نہ نخرے کیوں کر رہے ہو.... زایان نے بھنویں اٹھاتے ہوئے اسے گھورا،،، نور طنزیہ مسکراتے ہوئے بولی سنا شافع نے کیا کہا چلو اٹھو یہاں سے،،، زایان دانت پیستے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا، اور شافع کے برابر میں جا کر بیٹھ گیا.....

نور ارحام اور میراب سے باتیں کرنے لگی.....

ولیمہ دو دن بعد کا رکھا گیا، اور ولیمے کے اگلے دن ان سب کا پروگرام فارم ہاؤس جانے کا تھا.....

کچھ ہی دیر میں باہر لان میں کھانے کی ٹیبل لگوائی گئی تھی حیدر صاحب نے بیٹے کی شادی کی خوشی میں خاص طور پر ایک کوک کو بلوایا تھا جس سے دیسی پکوان بنوائے گئے تھے،،،

اتنے شاندار کھانے دیکھ کر تو زایان کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ سیدھا جا کے حیدر صاحب کے گلے لگا.... حیدر صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا تمھے کیا ہوا؟ زایان مسکراتے ہوئے بولا بہت شکریہ اتنے مزے مزے کے کھانے بنوانے کا.... حیدر صاحب نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکی پیٹھ تھپتھپائی....

زایان آج صرف خود نہیں کھا رہا تھا بلکہ اپنے ساتھ ارحام کو بھی کھلا رہا تھا اور یہ بات سب نے بخوبی نوٹ کی تھی، وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کچھ نہ کچھ ارحام کو سرو کر رہا تھا.... اور ارحام کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنا سارا اکیلے کیسے کھائے گی..... ارحام نے تھوڑا سا ہی کھایا تھا اور اسکی بھوک ختم ہو گئی تھی لیکن پلیٹ ابھی بھی بھری پڑی تھی، اور اسطرح کھانا جھوٹا کر کے چھوڑنا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا اس نے زبردستی ایک دو لقمے اور لے لئے تھے لیکن اس سے زیادہ وہ نہیں کھا سکتی تھی،،،، وہ زبردستی بیٹھی پلیٹ میں چمچہ چلاتی رہی تو زایان اسے دیکھ کر بولا تم کھا کیوں نہیں رہیں؟ ارحام نے آہستہ سے کہا زایان مجھ سے اور نہیں کھایا جا رہا اپنے زبردستی اتنا کچھ سرو کر دیا.... نور اسکے برابر میں ہی بیٹھی تھی وہ ہنستے ہوئے بولی ارحام.... اب تو تمھے اس سب کی عادت ڈالنی پڑے گی کیوں زایان خود تو موٹا نہیں ہے لیکن وہ تمھے ضرور موٹا کر دے گا.... سب نے قہقہہ لگایا،،، زایان کی اپنی پلیٹ تو خالی ہو چکی تھی اسنے ارحام کی پلیٹ اپنے آگے کر لی اور اس

میں سے کھانے لگا،،،ارحام مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تو زایان بھنویں اچکاتے ہوئے بولی کیا دیکھ رہی ہو؟ارحام نے مسکراتے ہوئے نظریں جھکائیں کچھ نہیں.....

کھانے کے کچھ دیر بعد نور نے شافع سے چلنے کا کہا لیکن حیدر صاحب نے انھے روک لیا...اور باتیں کرتے کرتے کب ایک بج گیا پتا بھی نہیں چلا،،،شافع ان سب سے مل کر نور کو لے کر گاڑی میں آ بیٹھا،،،اسنے گاڑی اسٹارٹ کر کے ریورس کرنا چاہی لیکن اسے کچھ گڑبڑ لگی تو گاڑی روک دی نور نے پوچھا کیا ہوا؟شافع گاڑی سے اترتا ہوا بولا ایک منٹ شافع نے گاڑی سے اتر کر پیچھے والے ٹائر کو دیکھا اور کوفت سے سر پر ہاتھ مارا؟نور نے پھر پوچھا کیا ہوا؟

شافع پریشانی سے شیشے پر ہاتھ رکھ کے بولا ٹائر پنچر ہو گیا ہے؟نور نے پریشانی سے بولا اوہ اب کیسے جائیں گے؟شافع سوچتے ہوئے بولا چلو زایان سے بولتا ہوں وہ چھوڑ دے گا....

نور گاڑی سے اتر گئی...وہ دونوں واپس اندر آئے تو سب نے انھے حیرت سے دیکھا زایان اٹھ کر ہنستے ہوئے بولا کھینچ لائی نہ آخر تمھے میری محبت؟شافع ہنسا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا یار....

زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا اوہ اچھا پھر؟ شافع کندھے اچکا کر بولا پھر کیا چلو اب ہمیں چھوڑ کر آؤ... زایان نے آنکھیں گھمائیں اچھا چلو ٹھیک ہے میں کمرے سے گاڑی کی چابی لے آؤں زایان تیزی سے کمرے کی طرف گیا اور چابی لے کر آ گیا....

شافع زایان کی برابر والی سیٹ پر بیٹھا تھا اور آئے نور پیچھے.... زایان سارے راستے شافع سے باتیں کرتا رہا اور نور کو تو بے حد نیند آ رہی تھی اگر وہ شافع کے ساتھ ہوتی تو اب تک سو چکی ہوتی لیکن زایان کی بک بک سے وہ سو بھی نہیں پا رہی تھی.... گاڑی سیدھی سڑک پر جا رہی تھی اور آگے سے انھے دائیں طرف والے روڈ پر مڑنا تھا.... روڈ کے کٹ سے پہلے ہی زایان کو ایک بیکری نظر آ گئی اور اسنے گاڑی روک دی،،، شافع سمجھ گیا تھا کہ اسنے گاڑی کیوں روکی ہے وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا زایان انسان بنو اتنا کچھ کھا کر آئے ہو ابھی بھی تم نے کچھ کھانا ہے زایان دانت نکالتے ہوئے بولا میں ابھی تھوڑی کھاؤں گا کل صبح کھالوں گا اسلئے میرے پیارے سے بھائی تم جلدی سے جاؤ اور میرے لئے ڈارک براؤن چاکلیٹ کپ کیک لے کر آؤ.... نور پیچھے سے چیخ کر بولی شافع کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں دیر ہو رہی ہے..... زایان نے نور کو گھورا اور شافع سے بولا جتنی دیر میں تم ان محترمہ کی باتیں سنو گے اتنی دیر میں لے کر بھی آ جاؤ گے..... پیچھے سے ایک گاڑی نے ہارن دیا تو زایان جلدی سے بولا یار شافع لے آؤ نہ.... شافع نے ایک

لمبا سانس کھینچا اور گاڑی سے اترنے لگا گاڑی سے اتر کر اسنے زایان سے کہا تم گاڑی آگے موڑو میں آتا ہوں... زایان نے اثبات میں گردن ہلائی شافع بیکری کے اندر چلا گیا زایان نے گاڑی دائیں جانب والی سڑک پر موڑ لی.... وہ کوئی مین شاہراہ نہیں تھی جہاں گاڑیوں کا ہجوم ہوتا وہاں آس پاس بنگلے تھے تو ہر طرف سناٹا تھا، اور رات کے ایک بجے کے ٹائم بھی ایسا لگ رہا تھا جیسے آدھی رات ہو رہی ہو.... زایان نے گاڑی آگے لا کر روک دی اب وہ اسٹیرنگ ویل پر سر رکھے شافع کا انتظار کر رہا تھا.... نور نے بھی سیٹ پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں....

نور نے آنکھیں بند کی ہی تھیں جب کسی نے آہستہ سے شیشہ بجایا نور کو لگا شافع ہو گا لیکن.....!

زایان نے گردن اٹھا کر شیشے کی طرف دیکھا اسکی ہوائیاں اڑ گئیں.... تین لڑکے جو بائیک پر تھے ان میں سے دو کے ہاتھ میں گن تھی پیچھے والے لڑکا بائیک سے اترا اور اشارے سے زایان کو گاڑی کا شیشہ نیچے کرنے کو کہا زایان نے فوراً گاڑی اسٹارٹ کرنا چاہی اس لڑکے نے گن لوڈ کر لی نور فوراً چیخی زایان رک جاؤ.....

زایان نے ایک لمبا سانس کھینچا اور نور کو بولا تم گاڑی سے مت اترنا.... زایان نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا.... گن والے لڑکے نے فوراً گن زایان کے سر پر رکھی،،،، زایان نے

ضبط سے آنکھیں بند کیں، اسنے زایان کو گاڑی سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا. نور کا سانس رک گیا،،، زایان نے آہستہ سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا، اس لڑکے نے زایان کی تلاشی لی اسکے پاس کچھ نہیں تھا کیونکہ سب کچھ گاڑی میں تھا.... ایک لڑکا گاڑی میں جھانک کر ڈیش بورڈ سے اسکی ساری چیزیں نکالنے لگا تو اسکی نظر نور پر پڑی، نور نے ڈر کے مارے سیٹ کو مضبوطی سے تھاما.....

وہ لڑکا باہر کھڑے لڑکوں سے مسکرا کر بولا بھائی گاڑی میں لڑکی بھی.... نور کا رنگ زرد پڑا..... زایان نے دانت بھینچ کر آگے بڑھنا چاہا لیکن جس لڑکے نے اسکے سر پر گن تانی ہوئی تھی وہ سختی سے بولا اے کوئی ہوشیاری نہیں سمجھا.... زایان غصے سے بولا تم لوگوں کو سامان چاہیے نہ سامان لے جاؤ، لیکن لڑکی کو کچھ مت کہنا.... جو لڑکا گاڑی سے سامان نکال رہا تھا وہ نور کو اپنی نظروں میں اتارتا ہوا بولا نہیں بھائی اب تو ہمیں گاڑی اور لڑکی دونوں چاہیے۔۔۔۔ نور کا دل اچھل کر منہ کو آیا اور وہ ایک سیکنڈ میں گاڑی سے باہر نکلی.... جو لڑکا بائیک پر بیٹھا تھا اسنے نور کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پھر اپنے ساتھی لڑکوں کو دیکھ کر شوخ انداز میں مسکرایا..... زایان کا دل کیا تھا انکی آنکھیں نوچ لے زایان دانت پیس کر بولا گاڑی چاہیے لے جاؤ لیکن لڑکی کو کچھ مت کہنا.... نور گاڑی سے نکلی تو آگے والا لڑکا اسکی طرف بڑھا تم کہاں جا رہی ہو بیٹھو واپس گاڑی میں اسنے سختی

سے نور کا ہاتھ پکڑا زایان کا ضبط جواب دے گیا.....اسنے ایک جھٹکے سے اپنے ساتھ کھڑے لڑکے کے پیٹ میں گھونسا مارا اچانک وار سے اسکے ہاتھ سے گن چھوٹ کر نیچے گر گئی، زایان نے ایک اور گھونسا اس لڑکے کو مارا جس نے نور کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور چیختے ہوئے بولا.... کہاں تھا نہ لڑکی کو کچھ مت کہنے،،، پیچھے والا لڑکا فوراً اٹھا اور زایان پر جھپٹا بائیک والا لڑکا بولا لڑکی کو گاڑی میں ڈال اسے ہم سنبھال لیں گے....

لیکن وہ لڑکا کچھ زیادہ ہی غصے والا تھا اس نے پہلے زایان کے منہ پر ایک گھونسا مارا.... نور کی چیخ نکلی..... شافع بیکری سے نکل کر گلی میں مڑا.... اور جیسے ہی وہ گلی میں مڑا کچھ دور کا منظر دیکھ کر اسکے ہوش اڑ گئے.....ایک لڑکے نے زایان کو پیچھے سے پکڑا ہوا تھا سامنے کھڑے لڑکے نے زایان کے منہ پر گھونسا مارا،،، بائیک والے لڑکے نے نور کا ہاتھ پکڑا ہوا جیسے چھڑانے کی نور پوری کوشش کر رہی تھی.... شافع کے ہاتھ سے شاپر چھٹا اور وہ اندھا دھن بھاگا،،،

اسنے سب سے پہلے بائیک والے لڑکے کو مارا تھا اسنے نور کا ہاتھ چھوڑا نور پیچھے ہوتے ہوئے چیخی شافع زایان کو چھڑاؤ انکے ہاتھ میں گن ہے.... بائیک والا لڑکا زمین پر گرا تھا جس لڑکے نے زایان کو پیچھے سے پکڑ رکھا تھا شافع نے اسکے منہ پر مارا تو اسکی گرفت ڈھیلی ہوئی زایان نے فوراً خود کو اس سے چھڑا لیا.... زایان نے اس لڑکا کا سر پکڑ کر انھی

کی بائیک کے اسٹینڈ پر مارا.... "لیکن اچانک دو دفعہ گولی چلنے کی آواز گونجی، اور سب کچھ جیسے رک سا گیا"

ارحام اپنا لال رنگ کا عروسی جوڑا بیڈ پر پھیلائے بیٹھی تھی آنکھوں میں خوشی، ہونٹوں پر ہنسی اور دل میں محبت سے اُمڈتا ہوا سمندر..... گیٹ کے باہر میراب اور نور زایان کو روکے کھڑی تھیں اور اس سے پیسوں کا مطالبہ کیا جا رہا تھا لیکن وہ زایان حیدر ہی کیا جو کسی کی بات سن لے زایان کے ساتھ ہی شافع بھی کھڑا تھا نور زایان سے بولی زایان ہمیں پورے تیس ہزار چاہیئے.... پندرہ میرے پندرہ میراب کے..... زایان ہنستا ہوا بولا تیس ہزار میں ایسا نہ کروں کے تیس ہزار میں کسی اچھے سے ہوٹل میں جا کر رک جاؤں.... شافع زایان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا زایان تم انھے چھوڑو تم میرے ساتھ چلو کل آجانا.... نور آنکھیں گھماتے ہوئے بولی زایان آج کہیں چلا ہی نا جائے تمھارے ساتھ..... زایان نے بھنویں اٹھائیں اور ہنستے ہوئے بولا تمھاری سوچ ہے کہ میں تم دونوں کو ایک روپیہ بھی دونگا ہمارے گھر میں اور کمرے بھی ہیں میں وہاں سو جاؤں گا میں بھی دیکھتا ہوں آخر کب تک کھڑی رہتی ہو تم لوگ یہاں....

زایان دوسرے کمرے میں جانے لگا تو میراب چینخھی بھائی یہ غلط ہے ہمیں پیسے چاہیے بس.... جب زایان نے اسکی بات کا کوئی اثر نہیں لیا تو وہ شافع سے بولی شافع بھائی آپ بولیں نہ انھیں۔۔۔۔۔۔۔ شافع ہنستا ہوا زایان سے بولا اچھا زایان یار کچھ تو دے دو انھے....

زایان ہاتھ اوپر کرتے ہوئے بولا نہ میں تو ایک روپیہ اب نہیں دینے والا تمھے اتنا ترس آرہا ہے تو تم دے دو.... شافع نے ہنستے ہوئے اپنا والٹ نکالا اچھا بھئی میں دے دیتا ہوں میراب خوشی سے چینخھی،،، شافع نے دس ہزار میراب کو دیئے اور نور سے بولا ہم حساب گھر پر کرلیں گے..... نور نے غصے سے ہاتھ جھٹکے مجھے تم سے کوئی پیسے نہیں چاہئے مجھے اس بھکڑ سے پیسے چاہیے اور اگر یہ پیسے نہیں دے گا تو ٹھیک ہے میں بھی ارحام کے پاس جارہی ہوں اور تب تک وہاں سے نہیں جاؤں گی جب تک یہ پیسے نہیں دے گا.... نور ارحام کے پاس جانے لگی تو شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا اور ہنستے ہوئے بولا،،، کیوں تم اس بیچارے کو تنگ کررہی ہو ہمیں ویسے ہی گھر کے لئے لیٹ ہورہا ہے....

نور اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے غصے سے نیچے جاتے ہوئے بولی،،، شافع تم ہمیشہ اپنے دوست کی سائڈ لیا کرو.... شافع اسے پیچھے سے آواز دیتا رہ گیا لیکن اسنے ایک نہیں سنی اور چلی

گئی،،،زایان ہنستے ہوئے بولا چلو بھائی اب تم منانے کی تیاری کرو.....شافع ہنسا،اور اس سے گلے ملتے ہوئے بولا ہاہاہاہاہا منانا تو پڑے گا چلو پھر میں گھر کے لئے نکلتا ہو کافی دیر ہو گئی ہے...زایان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی شافع اس اسے مل کر نیچے آ گیا....

شافع نیچے آیا نور ارفہ بیگم کے ساتھ کھڑی تھی،،شافع اسکے برابر میں آ کر کھڑا ہوا اور ارفہ بیگم سے بولا آنٹی اب ہم چلتے ہیں،ارفہ بیگم انھے رکنے کا کہہ رہی تھیں لیکن شافع نے منا کر دیا شافع نے زایان کے گھر سے گاڑی نکالی نور منہ بنائے بیٹھی تھی....شافع ہنستے ہوئے بولا اچھا یار اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کیا جو تم مجھ سے ناراض ہو....نور منہ بناتے ہوئے بولی تم ہمیشہ زایان کی سائڈ لیتے ہو اگر تم مجھے وہاں سے نہ بھیجتے میں اس کنجوس بھکڑ سے پیسے نکلوا کر ہی رہتی....شافع ہنستے ہوئے بولا ہاہاہاہاہا وہ کبھی نہیں دیتا پیسے تم یہ بات لکھ لو....

نور آنکھیں گھماتے ہوئے باہر دیکھنے لگی،شافع اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا اچھا اب اتنے پیارے سے چہرے پر اتنا سارا غصہ تو مت لاؤ،،،نور اسکی طرف دیکھ کر بولی اب زیادہ مسکے مت لگاؤ....شافع آنکھیں بڑی کر کے بولا میں سچ بول رہا ہوں بہت پیاری لگ رہی

ہو تم..... نور نے اپنی ہنسی دبائی اور کندھے اچکا کر بولی ہاں ہاں ٹھیک ہے پتا ہے مجھے بس تم گاڑی چلاؤ۔۔۔ شافع ہنس دیا...

زایان گلہ کھنکارتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا.... ارحام نظریں جھکائے بیٹھی تھی زایان اسکے سامنے آکر بیٹھ گیا.... ارحام نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا زایان مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھ رہا تھا، ارحام جھینپتے ہوئے بولی ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ زایان کندھے اچکا کر بولا ایسے کیا دیکھ رہے ہیں کا کیا مطلب ہے بھئی اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں حق ہے مجھے ارحام نے مسکراتے ہوئے گردن جھکا دی،،،، زایان نے اٹھ کر سائڈ ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے دو ڈبے نکالے اور واپس ارحام کے پاس آکر بیٹھا..... اسنے چھوٹا ڈبہ کھول کر ارحام کے آگے کیا اس میں ایک بہت ہی خوبصورت انگھوٹی تھی،،، ارحام نے مسکراتے ہوئے وہ ڈبہ اپنے ہاتھ میں لیا،،، زایان نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیسی لگی؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا بہت خوبصورت ہے اپنے پسند کی ہے؟ زایان نے اثبات میں سر ہلایا..... پھر اس میں سے انگھوٹی نکال کر ارحام کا ہاتھ آگے کیا.... زایان نے مسکراتے ہوئے انگھوٹی اسکی انگلی میں ڈال دی

ارحام مسکرا کر انگھوٹی کو دیکھنے لگی زایان نے دوسرا ڈبہ ارحام کے آگے کیا وہ چکور سا کافی بڑا ڈبہ تھا.....ارحام نے وہ ڈبہ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے سوالیہ نظروں سے پوچھا یہ کیا ہے...؟

زایان بولا ارے بھئی کھول کے دیکھو گی تو پتا چلے گا نہ...ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی اور گفٹ پیپر کھولنے لگی،،،اسنے گفٹ پیپر ہٹا کے دیکھا تو وہ ایک بہت بڑا چاکلیٹ کا ڈبہ تھا....ارحام کے چہرے پر والہانہ خوشی پھیلی چاکلیٹس؟زایان نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے تنبیہہ کرتے ہوئے بولا دیکھو یہ تم اکیلی نہیں کھاؤ گی اس میں سے میں بھی کھاؤں گا او کے؟ارحام نے ہنستے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی....زایان نے ارحام کے ہاتھ سے ڈبہ لے کر ٹیبل پر رکھا اور خود سیدھا ہوتے ہوئے ارحام کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا،،،ارحام حیرت سے بولی یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟زایان اسکے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے ہوئے بولا کچھ نہیں.....

ارحام خاموش ہو گئی،زایان اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا،تم خوش ہو؟ارحام مسکراتے ہوئے بولی مجھے لگ رہا ہے میرے احساس کے لئے خوشی کا لفظ کم پڑے گا....زایان اسکے ناک پر ہاتھ لگاتے ہوئے بولا وہ تو پتا چل رہا ہے....ارحام ہنس دی ارحام نے اس سے پوچھا آپ خوش ہیں؟زایان آنکھیں بند کر کے بولا بہت زیادہ،،،،،

مجھے لگ رہا ہے ارحام اگر تم میری زندگی میں نہ آتی تو شاید میری زندگی میں ایک کمی سی رہ جاتی..... ارحام مسکرائی زایان خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تو کچھ دیر بعد ارحام بولی "میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں زایان، اتنی محبت کے آپ میرے دل کے ساتھ ساتھ میرے حواسوں پر بھی سوار ہیں..... زایان نے ارحام کے دونوں ہاتھ چومے اور آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا "اور مجھے تمھاری اس محبت کی بہت قدر ہے....

اگلے دن شام کے وقت شافع نے گھر پر کسی وکیل کو بلایا ہوا تھا نور کمرے میں تھی اسے لگا تھا کہ شاید شافع نے آفس کے کسی کام کے سلسلے میں انھے بلایا ہو گا،،، لیکن کچھ دیر بعد شافع نور کو بلانے آیا نور باہر آگئی وکیل صاحب نے کچھ پیپرز نور کی طرف بڑھائے اور سائن کرنے کو کہا نور نے حیرت سے شافع کی طرف دیکھا شافع نے آنکھیں جھپکا کر سائن کرنے کا اشارہ کیا..... نور نے سائن کر دیئے نور کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کس چیز کے پیپر تھے کچھ دیر بعد وکیل صاحب پیپر شافع کو تھما کر چلے گئے شافع انھے دروازے تک چھوڑ کے واپس آیا تو نور فوراً بولی شافع کونسے پیپر تھے یہ؟ شافع اسے بٹھاتے ہوئے بولا بیٹھو بتاتا ہوں.....

نور پریشانی سے بولی پلیز جلدی بتاؤ مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے،،، شافع نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور اسکے گال سہلاتے ہوئے بولا پریشان ہونے والی تو کوئی بات نہیں ہے.... نور بے چینی سے بولی تو پھر بتاؤ نہ کیا بات ہے..... شافع نے ٹیبل پر رکھی ہوئی فائل اسکے ہاتھ پر رکھی نور نے نہ سمجھی سے پوچھا یہ کیا ہے؟ شافع مسکراتے ہوئے آہستہ آہستہ بولا میں نے یہ گھر تمھارے نام کر دیا ہے.... نور کو سمجھ نہیں آیا تو اسنے دوبارہ پوچھا کیا؟ شافع اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے دوبارہ بولا یہ گھر میں نے تمھارے نام کر دیا ہے... نور کا حیرت کے مارے منہ کھول گیا وہ نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی کیوں؟ شافع مسکراتا ہوا بولا کیونکہ مجھے یہ ٹھیک لگا اسلئے.... نور فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی شافع تم نے یہ کیوں کیا اسطرح اچانک گھر میرے نام کر دینا یہ گھر تمھارے نام پر تھا اس میں کیا حرج تھا؟ شافع ہنستے ہوئے بولا تم اتنا شاکڈ کیوں ہو رہی ہو گھر تمھارے نام پر ہو یا میرے نام پر ایک ہی بات ہے.... نور بولی جب ایک ہی بات تھی تو میرے نام پر کرنے کی ضرورت نہیں تھی،،،

شافع اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے بولا اچھا بس اب میں کچھ نہیں سنوں گا میرے دل کو جو ٹھیک لگا میں نے وہ کیا تم جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر زایان کے گھر چلتے ہیں....

شافع نور کی اور کوئی بات سنے بغیر کھڑا ہو گیا وہ کمرے کی طرف جانے لگا تو نور نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا شافع نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا نور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی....

"تمھارا میری زندگی میں آنا ایک معجزہ ہے جیسے شافع مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا اور تمھارا میری زندگی میں آنا میری خوش نصیبی"

وہ سب لاؤنج میں موجود تھے ارحام نے بہت خوبصورت سا کام دار سوٹ پہنا ہوا تھا زایان اسکے برابر میں ہی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا اور سب سے باتیں کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً اس پر بھی نظریں ڈال رہا تھا..... ابراہیم صاحب اور انکے گھر والے صبح ارحام سے ملنے آئے تھے، اور ارحام کو خوش دیکھ کر انکے دل کو تسلی بھی ہوئی تھی....

میر اب نے ہنستے ہوئے ارحام سے پوچھا بھابھی آپ کو کھانے میں کیا کیا بنانا آتا ہے؟

ارحام نے ہونٹ کاٹے اور جھجھکتے ہوئے بولی مجھے زیادہ کچھ بنانا نہیں آتا کیونکہ مجھے کبھی بنانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی،،،، میر اب منہ پر ہاتھ رکھ کے زایان کو گھورتے ہوئے بولی ہاؤ بھائی اب آپکا کیا ہو گا بھابھی کو تو کچھ بنانا ہی نہیں آتا.... زایان ارحام کی

طرف دیکھ کر بولا تمھے فرائس بنانے آتے ہیں ؟ارحام نے فوراً اثبات میں گردن ہلائی، زایان فوراً ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا تو بس میں گزارہ کرلوں گا، سب کا قہقہہ بلند ہوا....

اتنے میں شافع اور آئے نور وہاں پوچھے شافع لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولا ارے بھئی کس بات پر اتنے قہقے لگائے جارہے ہیں،،، حیدر صاحب اس سے بولے ارے بھئی یہ چھوڑو یہ بتاؤ کہ جب میں نے صبح تمھے کہہ دیا تھا کہ جلدی آجانا تو پھر اتنی دیر سے کیوں آئے؟؟؟ شافع نے ہنستے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا بس انکل کچھ ضروری کام آگیا تھا تو دیر ہو گئی....

زایان ارحام کے برابر میں بیٹھا تھا نور اسکے آگے کھڑی اسے گھور کر اٹھنے کا اشارہ کر رہی تھی، زایان شافع سے بولا یار شافع اپنی بیوی کو تو ذرا سنبھالو کل پیسے کیا نہیں دیئے یہ تو میری جانی دشمن بن گئی ہے ابھی بھی دیکھو مجھے میری ہی بیوی کے برابر میں سے اٹھنے کے لئے کہہ رہی ہے... شافع ہنستے ہوئے بولا ہاں تو تم اٹھ کر ادھر آجاؤ نہ نخرے کیوں کر رہے ہو.... زایان نے بھنویں اٹھاتے ہوئے اسے گھورا،،، نور طنزیہ مسکراتے ہوئے بولی سنا شافع نے کیا کہا چلو اٹھو یہاں سے،،، زایان دانت پیستے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا، اور شافع کے برابر میں جا کر بیٹھ گیا.....

نور ارحام اور میراب سے باتیں کرنے لگی.....

ولیمہ دو دن بعد کا رکھا گیا، اور ولیمے کے اگلے دن ان سب کا پرو گرام فارم ہاؤس جانے کا تھا.....

کچھ ہی دیر میں باہر لان میں کھانے کی ٹیبل لگوائی گئی تھی حیدر صاحب نے بیٹے کی شادی کی خوشی میں خاص طور پر ایک کوک کو بلوایا تھا جس سے دیسی پکوان بنوائے گئے تھے،،، اتنے شاندار کھانے دیکھ کر تو زایان کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ سیدھا جا کے حیدر صاحب کے گلے لگا.... حیدر صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا تمھے کیا ہوا؟ زایان مسکراتے ہوئے بولا بہت شکریہ اتنے مزے مزے کے کھانے بنوانے کا.... حیدر صاحب نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکی پیٹھ تھپتھپائی....

زایان آج صرف خود نہیں کھا رہا تھا بلکہ اپنے ساتھ ارحام کو بھی کھلا رہا تھا اور یہ بات سب نے بخوبی نوٹ کی تھی، وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کچھ نہ کچھ ارحام کو سرو کر رہا تھا.... اور ارحام کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اتنا سارا اکیلے کیسے کھائے گی..... ارحام نے تھوڑا سا ہی کھایا تھا اور اسکی بھوک ختم ہو گئی تھی لیکن پلیٹ ابھی بھی بھری پڑی تھی، اور اسطرح کھانا جھوٹا کر کے چھوڑنا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا اس نے زبردستی ایک دو لقمے اور لے لئے تھے لیکن اس سے زیادہ وہ نہیں کھا سکتی تھی،،، وہ زبردستی بیٹھی پلیٹ میں چمچہ چلاتی رہی تو زایان اسے دیکھ کر بولا تم کھا کیوں نہیں رہیں؟ ارحام نے آہستہ سے کہا

زایان مجھ سے اور نہیں کھایا جارہا اپنے زبردستی اتنا کچھ سرو کر دیا.... نور اسکے برابر میں ہی بیٹھی تھی وہ ہنستے ہوئے بولی ارحام.... اب تو تمھے اس سب کی عادت ڈالنی پڑے گی کیوں زایان خود تو موٹا نہیں ہے لیکن وہ تمھے ضرور موٹا کر دے گا.... سب نے قہقہہ لگایا،،، زایان کی اپنی پلیٹ تو خالی ہو چکی تھی اسنے ارحام کی پلیٹ اپنے آگے کر لی اور اس میں سے کھانے لگا،،، ارحام مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تو زایان بھنویں اچکاتے ہوئے بولی کیا دیکھ رہی ہو؟ ارحام نے مسکراتے ہوئے نظریں جھکائیں کچھ نہیں.....

کھانے کے کچھ دیر بعد نور نے شافع سے چلنے کا کہا لیکن حیدر صاحب نے انھے روک لیا... اور باتیں کرتے کرتے کب ایک بج گیا پتا بھی نہیں چلا،،، شافع ان سب سے مل کر نور کو لے کر گاڑی میں آ بیٹھا،،، اسنے گاڑی اسٹارٹ کر کے ریورس کرنا چاہی لیکن اسے کچھ گڑبڑ لگی تو گاڑی روک دی نور نے پوچھا کیا ہوا؟ شافع گاڑی سے اترتا ہوا بولا ایک منٹ شافع نے گاڑی سے اتر کر پیچھے والے ٹائر کو دیکھا اور کوفت سے سر پر ہاتھ مارا؟ نور نے پھر پوچھا کیا ہوا؟

شافع پریشانی سے شیشے پر ہاتھ رکھ کے بولا ٹائر پنچر ہو گیا ہے؟ نور نے پریشانی سے بولا اوہ اب کیسے جائیں گے؟ شافع سوچتے ہوئے بولا چلو زایان سے بولتا ہوں وہ چھوڑ دے گا....

نور گاڑی سے اتر گئی... وہ دونوں واپس اندر آئے تو سب نے انھے حیرت سے دیکھا زایان اٹھ کر ہنستے ہوئے بولا کھینچ لائی نہ آخر تمھے میری محبت؟ شافع ہنسا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا یار....

زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا اوہ اچھا پھر؟ شافع کندھے اچکا کر بولا پھر کیا چلو اب ہمیں چھوڑ کر آؤ... زایان نے آنکھیں گھمائیں اچھا چلو ٹھیک ہے میں کمرے سے گاڑی کی چابی لے آؤں زایان تیزی سے کمرے کی طرف گیا اور چابی لے کر آ گیا....

شافع زایان کی برابر والی سیٹ پر بیٹھا تھا اور آئے نور پیچھے.... زایان سارے راستے شافع سے باتیں کرتا رہا اور نور کو تو بے حد نیند آ رہی تھی اگر وہ شافع کے ساتھ ہوتی تو اب تک سو چکی ہوتی لیکن زایان کی بک بک سے وہ سو بھی نہیں پا رہی تھی.... گاڑی سیدھی سڑک پر جا رہی تھی اور آگے سے انھے دائیں طرف والے روڈ پر مڑنا تھا.... روڈ کے کٹ سے پہلے ہی زایان کو ایک بیکری نظر آ گئی اور اسنے گاڑی روک دی،،، شافع سمجھ گیا تھا کہ اسنے گاڑی کیوں روکی ہے وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا زایان انسان بنو اتنا کچھ کھا کر آئے ہو ابھی بھی تم نے کچھ کھانا ہے زایان دانت نکالتے ہوئے بولا میں ابھی تھوڑی

کھاؤں گا کل صبح کھالوں گا اسلئے میرے پیارے سے بھائی تم جلدی سے جاؤ اور میرے لئے ڈارک براؤن چاکلیٹ کپ کیک لے کر آؤ.... نور پیچھے سے چیخ کر بولی شافع کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں دیر ہو رہی ہے..... زایان نے نور کو گھورا اور شافع سے بولا جتنی دیر میں تم ان محترمہ کی باتیں سنو گے اتنی دیر میں لے کر بھی آجاؤ گے..... پیچھے سے ایک گاڑی نے ہارن دیا تو زایان جلدی سے بولا یار شافع لے آؤ نہ.... شافع نے ایک لمبا سانس کھینچا اور گاڑی سے اترنے لگا گاڑی سے اتر کر اسنے زایان سے کہا تم گاڑی آگے موڑو میں آتا ہوں... زایان نے اثبات میں گردن ہلائی شافع بیکری کے اندر چلا گیا زایان نے گاڑی دائیں جانب والی سڑک پر موڑ لی.... وہ کوئی مین شاہراہ نہیں تھی جہاں گاڑیوں کا ہجوم ہوتا وہاں آس پاس بنگلے تھے تو ہر طرف سناٹا تھا، اور رات کے ایک بجے کے ٹائم بھی ایسا لگ رہا تھا جیسے آدھی رات ہو رہی ہو.... زایان نے گاڑی آگے لا کر روک دی اب وہ اسٹیرنگ ویل پر سر رکھے شافع کا انتظار کر رہا تھا.... نور نے بھی سیٹ پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں....

نور نے آنکھیں بند کی ہی تھیں جب کسی نے آہستہ سے شیشہ بجایا نور کو لگا شافع ہو گا لیکن.....!

زایان نے گردن اٹھا کر شیشے کی طرف دیکھا اسکی ہوائیاں اڑ گئیں.... تین لڑکے جو بائیک پر تھے ان میں سے دو کے ہاتھ میں گن تھی پیچھے والے لڑکا بائیک سے اترا اور اشارے سے زایان کو گاڑی کا شیشہ نیچے کرنے کو کہا زایان نے فوراً گاڑی اسٹارٹ کرنا چاہی اس لڑکے نے گن لوڈ کر لی نور فوراً چیخی زایان رک جاؤ.....

زایان نے ایک لمبا سانس کھینچا اور نور کو بولا تم گاڑی سے مت اترنا..... زایان نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا.... گن والے لڑکے نے فوراً گن زایان کے سر پر رکھی،،،، زایان نے ضبط سے آنکھیں بند کیں، اسنے زایان کو گاڑی سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا. نور کا سانس رک گیا،،، زایان نے آہستہ سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا، اس لڑکے نے زایان کی تلاشی لی اسکے پاس کچھ نہیں تھا کیونکہ سب کچھ گاڑی میں تھا.... ایک لڑکا گاڑی میں جھانک کر ڈیش بورڈ سے اسکی ساری چیزیں نکالنے لگا تو اسکی نظر نور پر پڑی، نور نے ڈر کے مارے سیٹ کو مضبوطی سے تھاما.....

وہ لڑکا باہر کھڑے لڑکوں سے مسکرا کر بولا بھائی گاڑی میں لڑکی بھی.... نور کا رنگ زرد پڑا..... زایان نے دانت بھینچ کر آگے بڑھنا چاہا لیکن جس لڑکے نے اسکے سر پر گن تانی ہوئی تھی وہ سختی سے بولا اے کوئی ہوشیاری نہیں سمجھا.... زایان غصے سے بولا تم لوگوں کو سامان چاہیے نہ سامان لے جاؤ، لیکن لڑکی کو کچھ مت کہنا.... جو لڑکا گاڑی سے سامان

نکال رہا تھا وہ نور کو اپنی نظروں میں اتارتا ہوا بولا نہیں بھائی اب تو ہمیں گاڑی اور لڑکی دونوں چاہیے۔۔۔۔ نور کا دل اچھل کر منہ کو آیا اور وہ ایک سیکنڈ میں گاڑی سے باہر نکلی.... جو لڑکا بائیک پر بیٹھا تھا اسنے نور کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پھر اپنے ساتھی لڑکوں کو دیکھ کر شوخ انداز میں مسکرایا..... زایان کا دل کیا تھا انکی آنکھیں نوچ لے زایان دانت پیس کر بولا گاڑی چاہیے لے جاؤ لیکن لڑکی کو کچھ مت کہنا.... نور گاڑی سے نکلی تو آگے والا لڑکا اسکی طرف بڑھا تم کہاں جا رہی ہو بیٹھو واپس گاڑی میں اسنے سختی سے نور کا ہاتھ پکڑا زایان کا ضبط جواب دے گیا..... اسنے ایک جھٹکے سے اپنے ساتھ کھڑے لڑکے کے پیٹ میں گھونسا مارا اچانک وار سے اسکے ہاتھ سے گن چھوٹ کر نیچے گر گئی، زایان نے ایک اور گھونسا اس لڑکے کو مارا جس نے نور کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور چیختے ہوئے بولا.... کہاں تھا نہ لڑکی کو کچھ مت کہنے،،،، پیچھے والا لڑکا فوراً اٹھا اور زایان پر جھپٹا بائیک والا لڑکا بولا لڑکی کو گاڑی میں ڈال اسے ہم سنبھال لیں گے....

لیکن وہ لڑکا کچھ زیادہ ہی غصے والا تھا اس نے پہلے زایان کے منہ پر ایک گھونسا مارا.... نور کی چیخ نکلی..... شافع بیکری سے نکل کر گلی میں مڑا.... اور جیسے ہی وہ گلی میں مڑا کچھ دور کا منظر دیکھ کر اسکے ہوش اڑ گئے..... ایک لڑکے نے زایان کو پیچھے سے پکڑا ہوا تھا سامنے کھڑے لڑکے نے زایان کے منہ پر گھونسا مارا،، بائیک والے لڑکے نے نور کا ہاتھ

پکڑا ہوا جیسے چھڑانے کی نور پوری کوشش کر رہی تھی.... شافع کے ہاتھ سے شاپر چھٹا اور وہ اندھا دھن بھاگا،،،،

اسنے سب سے پہلے بائیک والے لڑکے کو مارا تھا اسنے نور کا ہاتھ چھوڑا نور پیچھے ہوتے ہوئے چینخنی شافع زایان کو چھڑاؤ انکے ہاتھ میں گن ہے.... بائیک والا لڑکا زمین پر گرا تھا جس لڑکے نے زایان کو پیچھے سے پکڑ رکھا تھا شافع نے اسکے منہ پر مارا تو اسکی گرفت ڈھیلی ہوئی زایان نے فوراً خود کو اس سے چھڑا لیا.... زایان نے اس لڑکا کا سر پکڑ کر انھی کی بائیک کے اسٹینڈ پر مارا.... "لیکن اچانک دو دفعہ گولی چلنے کی آواز گونجی، اور سب کچھ جیسے رک سا گیا"

ہر طرف جیسے سناٹا سا چھا گیا تھا، وقت تھا جیسے رک سا گیا ہو ہر شئے جیسے سلو موشن میں چلی گئی ہو، اور اچانک شافع زمین پر گرا، نور کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی،،، شافع سپاٹ چہرے سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا زمین پر آہستہ آہستہ خون پھیلنے لگا،،، اور اس لمحے نور کی چینخ بلند ہوئی تھی، اسنے چینختے ہوئے شافع کو پکارہ اور دوڑتے ہوئے اسکے قریب آئی تھی،،، زایان جیسے سکتے کے عالم میں شافع سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا اچانک وہ چینختا ہوا شافع کے قریب آیا،،،

زایان نے جب اپنے پیچھے والے لڑکے کا سر بائیک کے اسٹینڈ پر مارا تو شافع دوسرے لڑکے کو مارنے کے لئے مڑا تھا لیکن اچانک اسنے گولی چلادی،،، گولی چلنے پر بائیک والا لڑکا برق رفتاری سے اٹھا اور چینختے ہوئے بولا یہ کیا کر دیا تو نے گولی نہیں مارنی تھی، گولی چلانے والے لڑکے نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا گن اسکے ہاتھ سے نیچے گر گئی تھی اسنے چینختے ہوئے بائیک اسٹارٹ کرنے کو کہا، وہ لوگ کوئی سیریل کلر نہیں تھے چھوٹے موٹے چور تھے گولی چلانے کا بھی انکا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اس لڑکے کو غصہ آیا ہوا تھا اور غصے میں ہی اچانک اسنے دو فائر کر دیئے.... بائیک والے لڑکے نے فوراً بائیک اسٹارٹ کی وہ دونوں لڑکے تیزی سے بائیک کے پیچھے بیٹھے ان تینوں کے ہواس باختہ ہو رہے تھے.....

وہ تینوں جیسے ہی بائیک پر بیٹھے اور بائیک اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی زایان نے انکی ہی زمین پر پڑی ہوئی گن اٹھائی اور فائر کر دیا ان میں سے پیچھے والے لڑکے کی ٹانگ پر گولی لگی تھی لیکن انھوں نے بائیک نہیں روکی زایان جنونی انداز میں فائرنگ کرنے والا تھا، نور چینختے ہوئے بولی زایان شافع....

زایان شافع کی طرف مڑا شافع زمین پر گرا پڑا تھا اسکے پیٹ میں دو گولی لگی تھیں، وہ ہوش میں تھا لیکن آہستہ آہستہ اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں..... زایان نے بغیر دیر کئے اسے

اٹھا کر پیچھے گاڑی میں ڈالا،،،ڈاکوؤں کی گن بھی اسنے گاڑی میں نیچے پھینک دی تھی زایان کا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اسنے فورا گاڑی اسٹارٹ کی اور نور سے بولا اسکا چہرہ تھپتپاتی رہو اسے بے ہوش مت ہونے دینا..... شافع کا سر نور کی گود میں تھا اور نور کا ہاتھ اسکی گولی لگنے کی جگہ پر خون بہت تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا، نور روتے ہوئے شافع کا چہرہ تھپتھپا رہی تھی کیونکہ اسکی آنکھیں بار بار بند ہو رہیں تھیں، وہ اسکو ہوش میں رہنا کا کہہ رہی تھی،،، شافع کی کراہ نکلی، نور چیختے ہوئے بولی زایان گاڑی تیز چلاؤ..... زایان گاڑی فل اسپیڈ سے چلا رہا تھا وہ بار بار پیچھے مڑ کر شافع کو آوازیں بھی لگا رہا تھا، اسنے راستے میں نا جانے کتنی بائیکس گرائیں تھیں کیونکہ اسکے ہاتھ بری طرح کپ کپا رہے تھے اس سے گاڑی نہیں چلائی جا رہی تھی، آنکھوں میں بار بار دھندلاہٹ آ رہی تھی لیکن وہ اپنے ہواس نہیں کھو سکتا تھا اسے ہمت کرنی تھی، شافع کے لئے، اپنے بھائی کے لئے، نور کے لئے....

شافع نے کراہتے ہوئے اپنے چہرے پر موجود نور کا ہاتھ پکڑا..... نور روتے ہوئے بولی شافع آنکھیں مت بند کرنا ہم ابھی پہنچ جائیں گے، تمھے کچھ نہیں ہو گا

ایک بار پھر شافع کی کراہ نکلی اسکے جسم میں درد کی شدید لہر اٹھ رہی تھی جو دماغ کو ماؤف کر رہی تھی اچانک اسکا سانس اٹکنے لگا اسنے نور کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرنی چاہی تھی

لیکن گرفت ڈھیلی پڑ رہی تھی، نور کو جب اپنے ہاتھ میں سے شافع کا ہاتھ نکلتا ہوا محسوس ہوا تو اسنے مضبوطی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور چیختے ہوئے بولی، زایان گاڑی تیز چلاؤ....

سامنے بائیں جانب سے ایک پانی کا ٹینکر تیز رفتاری سے آ رہا تھا.... زایان نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، اور گاڑی کی اسپیڈ برقرار رکھی،،،، اسنے اتنی تیز اسپیڈ میں ٹینکر کے سامنے سے گاڑی نکالی کے اس ٹینکر اور کار میں صرف دو انچ کا فاصلہ رہ گیا تھا، لیکن پھر بھی گاڑی پیچھے سے اسکریچ ہوتی ہوئی گئی تھی.....

شافع نے نور کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اسکے ہونٹ ہل رہے تھے وہ نور کو پکار رہا تھا لیکن آواز نہیں تھی، نور اسکا گال تھپتھپا کر بولی شافع میری طرف دیکھو شافع.....

شافع نے ایک لمبا سانس کھینچنا چاہا لیکن نہیں لے سکا، اسے اپنا جسم بے جان محسوس ہونے لگا درد کی ایک لہر اسکے سینے تک پہنچی درد کی شدت سے اسکی آنکھوں سے پانی بہنے لگا،،، آنکھیں کھلے رکھنے کی ہمت اس میں ختم ہو گئی تھی سانس گلے میں اٹک رہا تھا، جسم ساتھ نہیں دے رہا تھا.... شافع نے بے حسوں حرکت آنکھیں بند کیں،،،"

اکیلے پن کا فائدہ اٹھا کر رونے مت بیٹھ جانا، نور نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا،،، اور غصے سے بولی روؤں گی نہیں تو اور کیا کروں گی....؟ شافع نے اپنے ہاتھ سے اسکا گال سہلاتے ہوئے کہا "تم مجھے سوچنا"

شافع نے ایک سانس کھینچتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور نور کی طرف دیکھا،،،ماضی کے کچھ حسین منظر اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے "اسکا سر نور کے کندھے پر تھا ایسے مت کیا کرو یار ورنہ مجھے تم سے عشق ہو جائے گا"

شافع کی کراہتی ہوئی آواز نکلی "ماما" نور روتے ہوئے بولی شافع..... شافع ماما بھی آجائیں گیں تم ہمت کرو ہم بس پہنچنے والے ہیں شافع کہ آنکھ کے کنارے سے آنسوں نکل کر کنپٹی سے بہتے ہوئے بالوں میں جذب ہو گیا اسکی تکلیف اسکے چہرے سے بیاں ہو رہی تھی اسنے ایک ہچکی کے ساتھ نور کا نام پکارہ اور آہستہ سے اسکی آنکھیں بند ہو گئیں..... نور کے ہاتھ پر اسکی گرفت ڈھیلی ہوئی نور نے اپنا ہاتھ کھولا شافع کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں سے نکل گیا،،، نور نے بے یقینی سے اسکے چہرے کی طرف دیکھا اسکی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ خاموش....

"تمھے میرا ذرا خیال نہیں ہے، تم سب کے سامنے مجھے نظر انداز کرتی ہو...
ایسی تو کوئی بات نہیں ہے میں تمھے نظر انداز کیوں کروں گی"
نور نے آہستہ سے شافع کو پکارہ... "شافع"

"ایسے مت کیا کرو یار ورنہ مجھے تم سے عشق ہو جائے گا"....

نور کو اپنے آگے پیچھے سناٹا محسوس ہوا ہر چیز بے معنی، ہر چیز بے کار، زندگی میں ایک بار پھر اسے اپنے پیروں تلے زمین اور سر سے آسمان کھنچتا ہوا محسوس ہوا.....اسنے دائیں بائیں گردن گھمائی اور شافع کا ہاتھ جھنجھوڑتے ہوئے بولی تم ایسا کچھ نہیں کر سکتے میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتے تم مجھے یوں حسین خواب دکھا کر اکیلا نہیں چھوڑ سکتے....

زایان نے پیچھے مڑ کر دیکھا، شافع کی آنکھیں بند تھیں، وہ ہاسپٹل پہنچنے ہی والے تھے زایان اسکو تسلی دیتے ہوئے بولا نور اسے کچھ نہیں ہوا ہے ہم بس پہنچنے والے ہیں لیکن زایان کو لگا وہ نور کو نہیں خود کو تسلی دے رہا ہے....

نور شافع کو جھنجھوڑتے ہوئے بولی تم میری زندگی میں آئے تھے تو میں نے تم سے ایک سوال نہیں کیا تھا لیکن تم میری زندگی سے یوں نہیں جا سکتے،،،، تمھے میرے لئے زندہ رہنا ہو گا، تم مجھے اپنا عادی بنا کر ایسے کیسے چھوڑ سکتے ہو شافع وارثی میں تمھاری زندگی میں نہیں آئی تھی تم میری زندگی میں آئے تھے، تم نے میرا ہاتھ تھاما تھا، تم نے مجھے سہارا دیا تھا تم مجھے یوں بے سہارا نہیں چھوڑ سکتے....نور چیخ رہی تھی چلا رہی تھی لیکن شافع نہیں اٹھا وہ جو اسکی ایک پکار پر اسکا ہاتھ تھام لیتا تھا، آج اسنے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں میں سے نکال لیا تھا، نور کو لگ رہا تھا کہ وہ آج ایک بار پھر بے سہارا ہونے والی ہے.....

حیدر صاحب اور ارفہ بیگم سو رہے تھے جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی،،،،
حیدر صاحب کی آنکھ کھولی تو وہ پریشانی سے دروازے کی طرف گئے ارفہ بیگم بھی اٹھ کر بیٹھ گئیں، حیدر صاحب نے دروازہ کھولا سامنے ارحام کھڑی تھی حیدر صاحب پریشانی سے بولے ارے ارحام بیٹا تم اس وقت خیریت تو ہے نہ؟ ارفہ بیگم بھی اٹھ کر پریشانی سے دروازے پر آئیں،،، ارحام کے چہرے پر پریشانی تھی اور ہاتھ میں موبائل... بابا اتنی دیر ہو گئی ہے زایان ابھی تک گھر نہیں آئے ہیں.... حیدر صاحب نے پریشانی سے گھڑی کی طرف دیکھا ڈھائی بجنے والے تھے، ارحام روہانسی ہو رہی تھی ارفہ بیگم نے اسے صوفے پر لا کر بٹھایا،،، حیدر صاحب موبائل کی طرف بڑھتے ہوئے بولے بیٹا تم نے فون کیا ہے اسے؟ ارحام اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے بولی میں نے کیا تھا لیکن انکا فون بند جا رہا ہے... حیدر صاحب نے زایان کا نمبر ڈائل کیا موبائل بند تھا، ارفہ بیگم پریشانی سے بولیں حیدر صاحب اتنی دیر ہو گئی ہے اب تک تو زایان کو آ جانا چاہیے تھا آپ فون کریں اسے،،، حیدر صاحب دوبارہ زایان کا نمبر ملاتے ہوئے بولے اسکا نمبر مستقل بند جا رہا ہے.... ارحام کھڑے ہوتے ہوئے بولی بابا آپ شافع کو فون کر کے دیکھیں...

حیدر صاحب نے اثبات میں سر ہلایا اور شافع کی نمبر ملانے لگے شافع کے نمبر پر کال جا رہی تھی لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا تھا... حیدر صاحب نے دو، تین بار کال ملائی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا حیدر صاحب کے چہرے پر بھی پریشانی پھیلی.... شافع فون نہیں اٹھا رہا، ارحام کا ایک رنگ آیا اور ایک رنگ گیا.... ارفہ بیگم پریشانی سے بولیں ارحام بیٹا تم نور کو فون کر کے دیکھو ارحام نے بغیر وقت ضائع کئے نور کا نمبر ملایا لیکن اسکے فون پر بھی بیل جا رہی تھی لیکن کوئی نہیں اٹھا رہا.....

ارحام پریشانی سے بولی نور بھی فون نہیں اٹھا رہیں ماما کہیں کچھ ہو تو نہیں گیا میرا دل بہت گھبرا رہا ہے.... حیدر صاحب اسے تسلی دیتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کے بولے نہیں بیٹا حوصلہ رکھو کچھ نہیں ہو گا ہو سکتا ہے موبائل کہیں دور رکھا ہوا نکا اور زایان ابھی آتا ہی ہو گا تم فکر مت کرو.... ارحام نے پریشانی سے منہ پر ہاتھ پھیرا.... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسکی گھبراہٹ بڑھی جا رہی تھی....

ہاسپٹل کے سامنے پہنچ کر زایان نے گاڑی کو بریک لگائے گاڑی کی رفتار اتنی تیز تھی کہ بریک لگانے پر اسکا سر اسٹیرنگ ویل پر لگتے لگتے بچا تھا اسکے ہونٹ میں سے خون بھی

رس رہا تھا لیکن اسے پرواہ کہاں تھی، وہ تیزی سے گاڑی میں سے اترا اور گاڑی کا پیچھا کا دروازہ کھول کر شافع کو باہر نکالا،،، زایان شافع کو اٹھائے اندر لے کر جا رہا تھا نور اس سے پہلے بھاگتی ہوئی اندر گئی اور وارڈ بوائے سے چینختے ہوئے بولی اسٹریچر لاؤ ایمر جنسی ہے وارڈ بوائے بھاگتے ہوئے اسٹریچر زایان کی طرف لے کر گیا زایان شافع کو اسٹیچر پر لٹاتے ہوئے چینخ کر بولا ڈاکٹر کو بلاؤ، زایان اتنی زور سے چینخا تھا کہ ہاسپٹل کا سارا اسٹاف باہر آ گیا تھا ایک ڈاکٹر بھاگتا ہوا شافع کے پاس آیا اور اسے چیک کرتے ہوئے زایان سے پوچھا کیا ہوا ہے انھے زایان ہانپتا ہوا بولا گولی لگی ہے.... نور روتے ہوئے شافع کا ہاتھ پکڑ کر بولی آپ جلدی ٹریٹمنٹ شروع کریں نہ دیکھیں کتنا خون بہہ رہا ہے نور کا ہاتھ ابھی بھی شافع کے زخم پر تھا اسکے دونوں ہاتھ خون میں تھے کپڑوں پر بھی جگہ جگہ خون لگا ہوا تھا....

ڈاکٹر وارڈ بوائے سے بولا آپریشن تھیٹر میں لے کر چلو اور ڈاکٹر شہریار کو فون کر وان سے کہو ایمر جنسی ہے.... پھر زایان سے بولا یہ پولیس کیس ہے آپ پولیس کو اطلاع کر دیں ہم انھے آپریشن تھیٹر میں لے کر جا رہے ہیں جب تک بڑے ڈاکٹر بھی آ جائیں گے اور آپ جلد سے جلد بلڈ کا انتظام کر لیں.... زایان اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے

بولا میں سب کچھ کر لوں گا آپ بس ٹریٹمنٹ شروع کریں جلدی....ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور آپریشن تھیٹر کی طرف چلا گیا.....

زایان نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما ہوا تھا اچانک اسے نور کا خیال آیا اسنے آگے پیچھے نظریں دوڑائیں نور آپریشن تھیٹر کے باہر بے سدھ سی کھڑی تھی، ایک نرس زایان کے پاس آئی اور کچھ پیپرز اسکے آگے کئے آپ ان پر سائن کر دیں....زایان نے نور کی طرف دیکھا پھر سانس کھینچتے ہوئے پیپرز پر سائن کر دیئے....وہ کمزور پڑ رہا تھا لیکن اسے سب کچھ سنبھالنا تھا،،،اسنے اپنی جیب ٹٹول کر فون تلاش کیا لیکن فون نہیں ملا تو وہ تیزی سے ریسیپشن کی طرف دوڑا اور حیدر صاحب کو فون کرنے لگا.....

حیدر صاحب بے چینی سے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہے تھے ارحام اور ارفہ بیگم صوفے پر بیٹھی تھیں حیدر صاحب تھوڑی تھوڑی دیر بعد، زایان، شافع، نور تینوں کے نمبر ڈائل کر رہے تھے لیکن کسی سے بھی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا وہ اسی پریشانی میں کھڑے تھے جب انکا فون بجا.....

حیدر صاحب نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فوراً کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا ہیلو.... دوسری طرف سے زایان کی کانپتی ہوئی آواز آئی با..... بابا حیدر صاحب کے چہرے پر اطمینان پھیلا وہ اسے ڈانٹتے ہوئے بولے کہاں ہو تم کتنی دیر ہو گئی ہے اب تک نہیں آئے، اور تمھارا فون بھی بند جا رہا ہے کہاں ہو تم؟ دوسری طرف سے زایان کچھ نہیں بولا تو حیدر صاحب پریشانی سے بولے کچھ بولو بھی چپ کیوں ہو گئے.... بابا..... بابا شافع کو گولی لگ گئی ہے،،، زایان کے لئے لفظ ادا کرنا مشکل ہوا تھا....

حیدر صاحب کو جیسے حیرت کا جھٹکا لگا گولی لگی ہے؟؟؟؟ انھے اپنی آواز کھائی میں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی،،، ارفہ بیگم منہ پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئیں لیکن ارحام نہیں کھڑی ہو سکی،،،، ارفہ بیگم پریشانی سے حیدر صاحب کا بازو پکڑ کر بولیں کیا ہوا ہے کس کو گولی لگی ہے؟؟؟

حیدر صاحب کے ہواس باختہ ہو رہے تھے وہ اجلت میں بولے کیسے لگی ہے گولی؟ زایان روہانسی آواز میں اپنی آنکھیں رگڑتا ہوا بولا آپ یہ سب چھوڑیں آپ بس ہاسپٹل آجائیں مجھ سے یہ سب ہینڈل نہیں ہو رہا، اسکی حالت ٹھیک نہیں ہی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے بابا..... اگر..... اگر اسے کچھ ہو گیا تو؟؟؟؟

حیدر صاحب فوراً دراز کھول کر اپنی گاڑی کی چابی نکالتے ہوئے بولے تم ہمت مت ہارو حوصلہ رکھو کچھ نہیں ہو گا اسے مجھے ہاسپٹل کا نام بتاؤ میں ابھی آرہا ہوں زایان نے انھے ہاسپٹل کا نام بتایا حیدر صاحب کال کاٹتے ہوئے بولے ٹھیک ہے میں آرہا ہوں...انھوں نے جیسے ہی کال کاٹی ارفہ بیگم نے بیتابی سے پوچھا کسے گولی ہے؟میرا زایان ٹھیک تو ہے نہ؟حیدر صاحب نے پہلے ارفہ بیگم کی طرف دیکھا اور پھر ارحام کی طرف...."شافع کو گولی لگی ہے"ارفہ بیگم نے پیچھے ہوتے ہوئے صوفہ تھاما...ارحام ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور بے یقینی سے بولی شافع کو گولی لگی ہے لیکن کیسے؟حیدر صاحب باہر جاتے ہوئے بولے یہ سب مجھے نہیں پتا میں ابھی ہاسپٹل جارہا ہوں زایان اکیلا گھبرا رہا ہے نور بھی پتا نہیں کیسی ہو گی....ارفہ بیگم انکے پیچھے آتے ہوئے بولیں میں بھی آپکے ساتھ چلتی ہوں....حیدر صاحب انھے مناکرتے ہوئے بولے نہیں رات بہت ہو رہی ہے آپ بچوں کے پاس رہیں میں پہنچ کر فون کروں گا.....

حیدر صاحب تیزی سے باہر چلے گئے،،،ارفہ بیگم صوفے پر بیٹھیں ارحام بھی انکے ساتھ ہی بیٹھ گیٔ ان دونوں کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا ارفہ بیگم اٹھتے ہوئے بولیں ارحام میں نماز پڑھنے جارہی ہوں بیٹا تم بھی شافع کے لئے دعا کرو،،،وہ کمرے میں جاتے ہوئے

بولیں یااللہ میرے بچے پر اپنا کرم رکھنا ساتھ ساتھ انکے آنسوں بھی جاری ہو گئے تھے شافع انھے زایان کی طرح ہی پیارا تھا....

ارحام صوفے پر بیٹھی تھی، اسے نور کا خیال آیا نا جانے نور کیسی ہو گی..... ارحام اٹھ کر میراب کے کمرے میں گئی. اسنے میراب کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا تین چار دستک کے بعد میراب نے آنکھیں مسلتے ہوئے دروازہ کھولا اور اسے وہاں دیکھ کر حیرانی سے بولی بھابھی آپ یہاں ؟اس وقت ارحام پریشانی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر آئی میراب ابھی بھی نیند میں ہی تھی وہ میراب کو لے کر صوفے پر بیٹھی میراب پریشانی سے بولی بھابھی کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے نہ ؟ارحام ٹوٹے لفظوں سے بولی "ش..... شافع..... کو گولی لگ گئی ہے "میراب ایک جھٹکے سے منہ پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئی شافع بھائی کو؟ لیکن کیسے ؟میراب کے فوراً آنسوں جاری ہو گئے تھے، ارحام اٹھتے ہوئے بولی پتا نہیں ہے ابھی بابا گئے ہیں..... میراب روتے ہوئے بولی زایان بھائی کہاں ہیں ؟ارحام اسے خود سے لگا کر بولی وہ انھی کے پاس ہیں تم اسطرح رو مت انکے لئے دعا کرو انھے ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے.... میراب روتے ہوئے بولی وہ ٹھیک تو ہو جائیں گے نا؟ارحام اسے تسلی دیتے ہوئے بولی ہاں وہ ٹھیک ہو جائیں گے ہم دعا کریں گے تو وہ ٹھیک ہو جائیں گے..

میراب نے اثبات میں گردن ہلائی، اور اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے باتھ روم کی

طرف چلی گئی ارحام نے اسے تسلی دے دی تھی لیکن نا جانے کیوں اسکے خود کے دل کو تسلی نہیں تھی، ایک دھچکا سا تھا جیسے ابھی کچھ غلط ہو جائے گا...

---

part2#_

نور آپریشن تھیٹر کے باہر والی بینچ پر دونوں ہاتھ باندھے بیٹھی خلا میں دیکھ رہی تھی، اسکے ہاتھوں پر ابھی بھی خون لگا ہوا تھا وہ جیسے کسی سحر میں گم تھی جیسے کسی کا انتظار کر رہی تھی.... آدھا گھنٹا ہونے کو آیا تھا لیکن اندر سے کوئی خبر نہیں آئی تھی زایان حیدر صاحب کو فون کر کے آپریشن تھیٹر کے باہر آیا نور کو دیکھ کر وہ کچھ فاصلے پر رک گیا وہ خود کو بہت مشکل سے سنبھال رہا تھا وہ نور کو نہیں سنبھال سکتا تھا، لیکن وہ نور کو یوں اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا ہمت اسے ہی کرنی تھی.... اسنے اپنی آستین سے آنکھیں رگڑیں اور چہرہ صاف کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے آیا اور نور کے سامنے آکر کھڑا ہوا.... نور دوسری طرف دیکھ رہی تھی، اسکے آنسوں لگاتار بہہ رہے تھے لیکن چہرہ سپاٹ تھا.... زایان نے اپنے ہونٹ بھینچے آہستہ سے بولا "وہ ٹھیک ہو جائے گا"..... زایان کو اپنے لفظ کھوکھلے لگے.... زایان نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اور نور کے سامنے والی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا..... کچھ دیر بعد نور نے آہستہ سے کہا "وہ ٹھیک ہو جائے گا" زایان

کو سمجھ نہیں آیا وہ خود کو تسلی دے رہی ہے یا اس سے پوچھ رہی ہے.... زایان اسکے قریب آتے ہوئے بولا ہاں وہ ٹھیک ہو جائے گا اسے ہم سب کے لئے ٹھیک ہونا پڑے گا، اسے تمھارے لئے ٹھیک ہونا پڑے گا....

نور نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا زایان نے نظریں چرا لیں نور کو اسکے لفظوں سے تسلی نہیں ہوئی تھی.....

وہ زایان کی طرف دیکھ کر بولی وہ کچھ دنوں سے مرنے کی باتیں کر رہا تھا، اسنے اپنا گھر بھی میرے نام کر دیا ہے کیا وہ مجھے اکیلا چھوڑنے کی تیاری کر رہا ہے؟ زایان نے مزید اپنی گردن جھکائی اور ہونٹ بھینچے،

نور نفی میں سر ہلا کر بولی نہیں وہ مجھے یوں نہیں چھوڑ سکتا، میں اسے خود کو یوں بے بس اور بے سہارا نہیں چھوڑنے دوں گی ہاں میں خود گرز ہو رہی ہوں لیکن وہ مجھے اپنا عادی بنا کے یوں کیسے چھوڑ سکتا ہے...؟ نور چیخی تھی....

زایان اسکے پاس آتا ہوا بولا وہ تمھے اکیلا نہیں چھوڑے گا نہیں چھوڑ سکتا وہ تمھے اکیلا تم دیکھنا وہ ٹھیک ہو جائے گا..... اسنے تمھارے اور اپنے بارے میں بہت کچھ سوچ رکھا ہے اسنے بہت خواب دیکھے ہیں تمھارے حوالے سے وہ تمھے ہم سب کو یوں نہیں چھوڑ سکتا شافع وارثی یوں بے حس نہیں ہو سکتا.... تم دعا کرو نور دعاؤں سے تو تقدیریں بدل جاتی ہیں

کیا پتا وہ اس وقت ہماری دعاؤں کا منتظر ہو..... ہم دونوں اسکی زندگی کا اہم جز ہیں وہ ہماری بات نہ مانیں ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا، زایان مسکراتے ہوئے بولا اسنے بچپن میں مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ساتھ مریں گے تو جب میں زندہ ہوں تو اسے کچھ کیسے ہو سکتا ہے، وہ ہمیں بس تنگ کر رہا ہے ویسے بھی اسے لوگوں کی نظروں میں رہنے کا بہت شوق ہے تبھی تو اسنے خود کو نظر لگالی، ساری غلطی تمھاری ہے نور جب تمھے پتا ہے میرا بھائی اتنا پیارا ہے تو تمھے اسے کالا ٹیکا لگائے بغیر باہر نہیں بھیجنا چاہئے تھا اب نا جانے کس کی کالی نظر لگی ہو گی اسے زایان اسکے چہرے پر مسکراہٹ لانا چاہتا تھا لیکن اسکے خود کی آنکھ سے بار بار پانی نکل رہا تھا،،، زایان حیدر ہار رہا تھا وہ ٹوٹ رہا تھا شافع وارثی کی ایک لمبی غنودی نے زایان حیدر کے ضبط کو مات دے دی تھی اسنے..... اسنے زایان حیدر کو رلا دیا تھا.....

زایان نے ایک لمبا سانس کھینچا اور نور سے بولا تم اٹھو جا کے اسکے لئے دعا کرو، نور آپریشن تھیٹر کی طرف دیکھ کر بولی میں میں یہاں سے گئی اور اگر وہ..... وہ آگے کچھ نہیں بول سکی زایان اسے اٹھاتے ہوئے بولا میں ہوں یہاں اسے کچھ نہیں ہو گا تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسکے لئے دعا کرو نور نے ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا اور کچھ فاصلے پر بنے prayer room کی طرف چلی گئی.....

زایان آپریشن تھیٹر کے باہر چکر لگا رہا تھا ایک نرس باہر آئی زایان کو اپنے ہاتھ پاؤں جمتے ہوئے محسوس ہوئے، وہ نرس زایان سے بولی اپنے خون کا انتظام کر لیا؟ زایان نے اثبات میں سر ہلایا جی ارینج کر لیا ہے بس ایکس چینج کرنا ہے.... نرس بولی ٹھیک ہے پھر جس نے ایکس چینج میں خون دینا ہے وہ جا کے دے دے ہم منگوا لیتے ہیں،،، نرس اندر جانے لگی تو زایان نے پوچھا وہ،،، میرا بھائی کیسا ہے؟ نرس بغیر کسی تاثر کے بولی انکا بلڈ کافی بہہ گیا ہے ڈاکٹر کوشش کر رہے ہیں آپ بس دعا کریں.... زایان کو لگا تھا کہ وہ شاید کوئی تسلی والے الفاظ کہہ جائے گی لیکن نرس کی باتیں سن کر زایان کو اپنا جسم بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا.....

نرس اندر جاتے ہوئے بولی آپ جلدی جا کر خون دے دیں.... زایان نے اثبات میں سر ہلایا.... بلڈ بینک کیونکہ ہاسپٹل کے نیچے ہی بنا ہوا تھا اور زایان نے خون ارینج بھی کر لیا تھا صرف اب خون کے بدلے میں دوسرا خون دینا تھا زایان نیچے جانے لگا جب اسے سامنے سے حیدر صاحب آتے ہوئے نظر آئے زایان کو انھوں نے دور سے ہی دیکھ لیا تھا... وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے زایان کی طرف آئے انھے دیکھ کر زایان کا ضبط جواب دے گیا تھا اس میں اور ہمت نہیں تھی اپنے جذبات قابو کرنے کی حیدر صاحب نے اسکا ہاتھ پکڑ

کر پوچھا کیسا ہے شافع ؟ زایان انکی بات کا جواب دینے کے بجائے انکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کے بچوں کی طرح رونے لگا بابا وہ ٹھیک نہیں ہے، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے بابا اگر اسے کچھ ہو گیا تو..... اسکا جملہ ختم ہونے سے پہلے ہی حیدر صاحب اسے ہلکا سا جھنجھوڑتے ہوئے بولے کچھ نہیں ہو گا اسے کچھ نہیں ہو گا ہمت مت ہارو تم ہمت ہار گئے تو باقی سب کیا کریں گے سب کو تم نے ہی سنبھالنا ہے زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا مجھ میں ہمت نہیں ہے بابا اسے اسطرح دیکھنے کی آپکو نہیں پتا میں اسے کس حالت میں ہاسپٹل لے کر آیا ہوں وہ میرا بھائی ہے اسکا خون بہا ہے.....

حیدر صاحب نے اپنی آنکھ کے کنارے صاف کرتے ہوئے زایان کے کپڑوں پر لگے خون کو دیکھا جسے دیکھ کر انھے شافع کی حالت کا اندازہ ہو رہا تھا..... ابھی شافع کہاں ہے ؟ زایان آنکھیں رگڑتے ہوئے بولا آپریشن تھیٹر میں ہے..... خون کی ضرورت ہے وہی لینے جا رہا ہوں، حیدر صاحب نے اثبات میں سر ہلا کر پوچھا یہ سب ہوا کیسے ؟ زایان انھے ساری کہانی سنانے لگا سب کچھ سننے کے بعد حیدر صاحب نے سختی سے مٹھیاں بھینچیں، اگر زایان کی حالت روہانسی نہ ہوتی تو وہ ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر رسید کرتے.... آخر تمھے ضرورت کیا تھی اتنی رات کو سنسان سڑک پر گاڑی روکنے

کی ؟اگر ایک دن تم کپ کیک نہیں کھاتے تو مر نہیں جاتے.... زایان خاموش رہا وہ جانتا تھا اسکی غلطی ہے.... تم نے پولیس کو فون کیا؟ زایان نے اثبات میں سر ہلایا..... اتنے میں انھے ہاسپٹل کے ریسیپشن پر پولیس آتی ہوئی نظر آئی حیدر صاحب نے انھے ہاتھ سے اشارہ کر دیا.... وہ لوگ حیدر صاحب کے پاس آ گئے اور ان سے ہاتھ ملانے لگے، پولیس والے بیان لینا چاہتے تھے لیکن نور تو بالکل بھی بیان دینے کی حالت میں نہیں تھی اور حیدر صاحب کو زایان کی حالت بھی ٹھیک نہیں لگی تھی وہ پولیس والوں سے بولے آپ لوگ کل بیان لے لئے گا.... لیکن زایان بولا نہیں بیان میں آج ہی دوں گا لیکن پہلے میں خون دے کر آ جاؤں.... پولیس والے کیونکہ زایان اور حیدر صاحب دونوں کو ہی جانتے تھے اسلئے وہ انتظار کرنے پر راضی ہو گئے....

—

حیدر صاحب نے گھر سے نکلتے ہوئے تیمور صاحب کو اطلاع دے دی تھی، انھے ہاسپٹل پہنچے کچھ دیر ہی ہوئی تھی، تیمور صاحب بھی بھاگے دوڑے تہمینہ بیگم کو لے کر ہاسپٹل پہنچے، تیمور صاحب ریسیپشن سے پتا کر کے اوپر آ گئے انھے دور سے ہی حیدر صاحب نظر آ گئے تھے، وہ دوڑتے ہوئے حیدر صاحب کے پاس پہنچے... کیا ہوا ہے شافع کو کیسے ہوا یہ

سب ؟حیدر صاحب نے تیمور صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا انکے چہرے کے تاثرات سے انکی پریشانی واضح ہو رہی تھی، تہمینہ بیگم بھی روتے ہوئے بولیں کہاہے شافع کس حال میں وہ؟حیدر صاحب سانس کھینچتے ہوئے بولے زایان نور اور شافع کو گھر چھوڑنے جارہا تھا راستے میں ڈاکوؤں نے انھے روک لیا ان لوگوں کی شاید ہاتھا پائی ہوئی تھی اور انھوں نے گولی چلادی شافع اس وقت آپریشن تھیٹر میں ہے آپ لوگ دعا کریں....

تیمور صاحب نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا،،، تہمینہ بیگم روتے ہوئے بولیں نور اور زایان کہاں ہیں بھائی صاحب ؟نورprayer roomمیں ہے اور زایان پولیس کو بیان دینے گیا ہے....

تیمور صاحب سر تھام کر کرسی پر بیٹھ گئے،ڈاکٹر نے کچھ بتایا؟حیدر صاحب انکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے ابھی آپریشن چل رہا ہے،آپ دعا کریں....

زایان نے پولیس کو بیان دے دیا تھا پولیس والے نور کا بیان بھی لینا چاہتے تھے لیکن زایان نے منا کر دیا.... زایان و آپس اوپر آیا آپریشن شروع ہوئے ڈیڑھ گھنٹا ہونے والا تھا،اور انکے لئے یہ ایک ایک منٹ سو سال کے جتنا بھاری گزرا تھا.....

آپریشن تھیٹر سے ایک ڈاکٹر باہر نکلا نور وہاں موجود نہیں تھی زایان فوراً انکے قریب آتے ہوئے بولا شافع کیسا ہے؟ ڈاکٹر سانس کھینچتے ہوئے بولا انھے دو گولیاں لگی ہیں، ایک گولی تو چھو کر نکل گئی لیکن ایک گولی انھے گردے کے بہت قریب لگی ہے، اور بہت قریب سے گولی لگنے کی وجہ سے خون بھی کافی بہہ گیا ہے، زایان کا کلیجہ منہ کو آیا.... اسکا دل کیا تھا کہ کچھ غلط سننے سے پہلے زمین پھٹے اور وہ اس میں دفن ہو جائے.... زایان نے کپکپاتے لفظوں سے پوچھا شافع.... شافع کیسا ہے؟ ڈاکٹر نے زایان کے کندھے پر ہاتھ رکھا گولی ہم نے نکال دی ہے لیکن خون بہت بہہ گیا ہے پیشنٹ بہت ہمت والے ہیں انھوں نے سروائو کرنے کی بہت کوشش کی ہے ورنہ انکا جتنا خون بہا ہے ہمیں بالکل امید نہیں تھی انکے بچنے کی..... زایان کا جیسے کسی نے اٹکا ہوا سانس چھوڑا تھا..... مطلب وہ ٹھیک ہے؟

ڈاکٹر سانس کھینچتے ہوئے بولا ہم نے گولی نکال دی ہے ابھی ڈریسنگ ہو رہی ہے پھر ہم انھے آئی سی یو میں شفٹ کر دیں گے خون کی ضرورت ہے آپ خون ارینج کروالیں بس انھے چوبیس گھنٹے میں ہوش آجائے تب کوئی خطرے کی بات نہیں ہے لیکن اگر انھے ہوش نہیں آیا تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے.... زایان کا پھر کسی نے دل مٹھی میں دبوچا تھا.... تہمینہ بیگم کرسی پر ڈھے گئیں،،،، زایان نے ڈاکٹر کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھا اور

گردن جھکاتے ہوئے بولا خون کا انتظام ہو جائے گا میں سب کر لوں گا بس آپ اسے ٹھیک کر دیں پلیز.....

ڈاکٹر زایان کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے آپ لوگ دعا کریں اللہ بہتر کرے گا، ڈاکٹر وہاں سے چلا گیا زایان نے حیدر صاحب اور تیمور صاحب کی طرف دیکھا زایان گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ گیا دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبوچتے ہوئے بولا....

یہ سب میری وجہ سے ہوا.... حیدر صاحب نے نیچے بیٹھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا زایان ہمت کرو اسے ہوش آجائے گا،،، زایان دونوں ہاتھ سر پر رکھ کے گردن مزید جھکاتے ہوئے بولا اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں خود سے کبھی نظریں نہیں ملا پاؤں گا بابا..... میں نور کو کیا جواب دوں گا، میں زندگی بھر اسکی آنکھوں میں خود کو مجرم کیسے دیکھوں گا،،، حیدر صاحب نے اسکا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولے کچھ نہیں ہو گا اسے اللہ پر یقین رکھو وہ ٹھیک ہو جائے گا....

زایان کراہتے ہوئے بولا اسے ٹھیک ہونا پڑے گا،،، وہ مجھے یوں مشکل میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا وہ جانتا ہے میں اسکے بغیر کچھ نہیں ہوں..... حیدر صاحب نے مزید اس سے کچھ نہیں کہا وہ جانتے تھے وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے، زایان نے اپنا چہرہ صاف کیا اور

دیوار کا سہارہ لے کر اٹھتے ہوئے بولا میں خون ارینج کر کے آتا ہوں، حیدر صاحب اٹھتے ہوئے بولے تم تو خون دے چکے ہو،،، زایان گردن ہلاتے ہوئے بولا میں گوہر کو فون کرتا ہوں، تیمور صاحب نے اسے روکا..... روکو زایان، زایان نے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا، تیمور صاحب آگے آتے ہوئے بولے میرا اور شافع کا خون میچ کرتا ہے خون میں دے دوں گا وہ مزید اور کچھ کہے خون دینے چلے گئے،،، زایان نے حیدر صاحب کی طرف دیکھا....

تہمینہ بیگم زایان سے بولیں بیٹا نور کو تو دیکھ لو ذرا پتا نہیں وہ بچی کس حال میں ہو گی، زایان نے اثبات میں گردن ہلائی اور نور کے پاس چلا گیا....

نور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے گرد پھیلائے ہوئے اور سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی.... زایان اسکے سامنے آکر کھڑا ہوا اور اسے آواز دی نور نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا، نور کی آنکھیں سرخ اور چہرہ بھیگا ہوا تھا.... زایان اسکے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے بولا آپریشن ہو گیا ہے..... نور ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی شافع کیسا ہے؟ زایان اسکی طرف دیکھے بغیر بولا ٹھیک ہے.... سچ کہہ رہے ہو تم؟ زایان نے گردن جھکاتے

ہوئے اثبات میں گردن ہلائی نور وہاں سے جانے لگی میں اس سے جا کر ملتی ہوں پھر....

زایان نے اسے روکا، ابھی اسے آئی سی یو میں شفٹ کیا ہے ابھی ملنے نہیں دینگے.... نور نے اچھنبے سے زایان کو دیکھا ہاں ٹھیک ہے ہوش آنے میں تھوڑا وقت لگے گا اسے لیکن ہم مل تو سکتے ہیں.... زایان اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا ڈاکٹر نے منا کیا ہے، تم دعا کرو اسے جلدی ہوش آجائے.... نور باہر آتے ہوئے بولی آجایئے گا اسے ہوش.....

نور تیزی سے باہر آگئ، شافع کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا،،، حیدر صاحب اور تہمینہ بیگم آئی سی یو کے باہر ہی تھے اور تیمور صاحب خون دینے گئے تھے،،، نور دوڑتی ہوئی وہاں آئی تہمینہ بیگم نے اسے دیکھا تو روتے ہوئے اسکی طرف بڑھیں.... نور ان سے گلے لگی ہوئی بولی آپ پریشان مت ہوں ماما آپریشن تو ہو گیا ہے وہ ٹھیک ہو جائے گا.... تہمینہ بیگم اسکا سر سہلاتے ہوئے بولیں، آپریشن تو ہو گیا ہے لیکن اسکا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے ڈاکٹر نے کہا ہے جب تک اسے ہوش نہیں آتا وہ کچھ کہہ نہیں سکتے....

ایک بار پھر نور کے کانوں میں سیسہ پگھلا تھا، نور ان سے الگ ہوئی اور آئی سی یو کے دروازے کی طرف بڑھی اسنے شیشے سے اندر دیکھا اور دیکھتے ہی اسنے سختی سے منہ پر ہاتھ رکھا....

شافع کو مسنوعی سانس دی جارہی تھی.... ناجانے کتنی مشینوں کے پائپ اسکے جسم سے جڑے ہوئے تھے.... نور نے سختی سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا... آنکھوں سے لگاتار آنسوں بہنے لگے.... وہ شافع کو اسطرح نہیں دیکھ سکتی تھی، اسے اسطرح مشینوں سے جکڑا دیکھ کر اسے اپنے جسم کا ایک ایک حصہ عزیت میں لگ رہا تھا....

اسنے روتے ہوئے شیشے پر ہاتھ رکھا وہ کچھ دیر کھڑی روتے ہوئے اسے اسی طرح دیکھتی رہی پھر اچانک مڑی اور حیدر صاحب سے بولی مجھے شافع سے ملنا.... حیدر صاحب اسے بچوں کی طرح سمجھاتے ہوئے بولے بیٹا ابھی ڈاکٹر نہیں ملنے دیں گے، نور چینختی ہوئی بولی کیوں نہیں ملنے دیں گے بیوی ہوں میں اسکی حق ہے میرا آپ ان سے کہیں کہ بس ایک بار مجھے اندر جانے دیں پلیز.....

تہمینہ بیگم اسے خود سے لگائے بولیں چپ ہو جاؤ بیٹا ابھی کچھ دیر بعد مل لینا،،، تہمینہ بیگم نے اسے کرسی پر بٹھایا.... زایان دور کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا قریب آنے کی اس میں ہمت نہیں تھی.... اتنے میں تیمور صاحب وہاں پہنچے انھوں نے نور کو روتا بلکتا ہوا دیکھا تو اسکے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا، انکی آنکھوں میں نمی اور ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی، شافع ٹھیک ہو جائے گا تم دعا کرو اسے جلد سے جلد ہوش آجائے.....

صبح کے دس بج رہے تھے ابراہیم صاحب، گوہر اور شہزاد کو حیدر صاحب نے فون کر کے رات میں ہی خبر دے دی تھی اور وہ لوگ آدھی رات کو ہی ہاسپٹل پہنچ گئے تھے.....
آپریشن ہوئے پانچ، چھ گھنٹے گزر گئے تھے لیکن شافع کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا اور آئی سی یو کے باہر سے ان لوگوں میں سے ایک بھی شخص نہیں ہلا تھا.... نور رات سے ہاتھ جوڑے کرسی پر بیٹھی تھی، اور تہمینہ بیگم کے ورد ایک منٹ کے لئے نہیں رکے تھا..... زایان آئی سی یو سے کچھ فاصلے پر رات سے ایک ہی پوزیشن پر کھڑا تھا اسے سب نے بیٹھنے کا کہا لیکن اسنے تو جیسے نہ بیٹھنے کی قسم کھا رکھی تھی...
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سب کی دھڑکن بھی بڑھتی جا رہی تھی.... ساڑھے دس بجے کے قریب نور کا ضبط جواب دے گیا، شافع کے روم سے ایک ڈاکٹر نکلنے لگا تو نور اٹھ کر انکے پاس آئی اور بولی آپریشن ہوئے اتنے گھنٹے ہو گئے اسے ہوش کیوں نہیں آ رہا..؟
ڈاکٹر اسے حوصلہ دیتے ہوئے بولے ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں آپ حوصلہ کریں... نور اپنے آنسوں پوچھتے ہوئے بولی آپ مجھے اس سے ملنے دیں..... ڈاکٹر منا کرتے ہوئے بولا دیکھیں ابھی ہم آپ کو نہیں ملنے دے سکتے.... نور چیختے ہوئے

بولی آخر کیوں نہیں ملنے دے سکتے.... آپریشن ہوئے اتنے گھنٹے ہو گئے تو پھر اسے ہوش کیوں نہیں آرہا....؟ آپ کچھ کرتے کیوں نہیں ہیں...

دیکھیں گولی بہت قریب سے لگی تھی انکا بہت خون بہا ہے ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپریشن کے بعد بھی جب تک ہوش نہیں آتا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے... نور نے اپنے دونوں ہاتھ ڈاکٹر کے آگے جوڑ دیئے... آپ پلیز کچھ بھی کریں، جو چاہئے لے لیں لیکن پلیز اسے ٹھیک کر دیں... زایان فوراً نور نے پاس آیا ڈاکٹر سانس کھینچتے ہوئے بولا ہم صرف کوشش کر سکتے ہیں زندگی دینے والا تو اوپر والا ہے آپ دعا کریں بس....

ڈاکٹر جانے لگا تو زایان نے انھے روکا..... آپ پلیز کچھ دیر کے لئے انھے ملنے دیں ڈاکٹر پھر منا کرنے والا تھا زایان بولا میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں پلیز تھوڑی دیر کے لئے انھے ملنے دیں..... ڈاکٹر تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر گردن ہلاتے ہوئے بولا ٹھیک ہے مل لیں لیکن تھوڑی دیر زایان نے اثبات میں گردن اور نور کو آئی سی یو میں شافع کے پاس بھیج دیا

نور آئی سی یو کا دروازہ کھول کر اندر آئی.... اسکے ہاتھوں میں لرزش تھی، وہ سامنے تھا مگر خاموش تھا.... نور آہستہ سے چل کے اسکے پاس رکھی کرسی پر آ کے بیٹھی.... نور بہتی آنکھوں سے ایک ٹک باندھے اسے دیکھتی رہی.... پھر آہستہ سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اسے ابھی بھی خون چڑھ رہا تھا.... نور اٹھ کر اسٹریچر پر اسکے پاس بیٹھ گئی....

نور نے اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا... اسنے ہولے سے پکارہ شافع.....!

لیکن شافع نے کوئی جواب نہیں دیا... نور نے اسکے ہاتھ پر اپنا سر ٹکا دیا اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی... میں تمھے اسطرح نہیں دیکھ سکتی شافع، میں..... میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں میں تمھارے بغیر کیسے رہوں گی.... اسے لگا تھا وہ ابھی اٹھ جائے گا اور اسے خود سے لگائے اسکے کندھے پر سر رکھ کر بولے گا "ایسے مت کیا کرو یار ورنہ مجھے تم سے عشق ہو جائے گا" لیکن وہ نہیں اٹھا وہ اسی طرح خاموش تھا، اسکی خاموشی مزید گہری ہو گئی تھی....

نور نے اسکے ہاتھ پر سے اپنا سر ہٹایا اور اسکی طرف دیکھ کر بولی تم چاہتے تھے میں اظہارِ محبت کر دوں تو لو میں اظہار کرتی ہوں کہ میں مجھے تم سے شدید محبت ہے اتنی محبت جتنی تم سے کوئی اور نہیں کر سکتا.... میں عادی ہو گئی ہوں تمھاری،،، تمھارے بغیر جینا کا تصور بھی مجھے عزیت پہنچاتا ہے، میں نہیں رہ سکتی تمھارے بغیر.....

نور کچھ دیر کے لئے خاموش ہوئی.... تم اب خاموش کیوں ہو... کچھ کہو گے نہیں؟ مجھ سے لڑو گے بھی نہیں کہ میں نے اظہار کرنے میں اتنی دیر لگادی تم اتنے ظالم کب سے ہو گئے شافع کہ میں تمھارے سامنے اتنا روؤں اور تم میرے آنسوں تک نہ پہنچو.... نور نے اپنی آنکھیں رگڑیں.... نور نے شافع کے بازو پر سر رکھا ایسے مت کرو شافع میں سچ میں مر جاؤں گی پلیز اٹھ جاؤ بہت تنگ کر لیا تم نے مجھے....

نور کافی دیر تک اسکے بازو پر اپنا سر رکھے بیٹھی رہی لیکن شافع نہیں اٹھا اور یہ پہلی بار ہوا تھا کہ نور شافع کے اتنے قریب تھی اور شافع بے سدھ خاموش لیٹا تھا آج اسنے نور کے آنسوں نہیں پہنچے تھے، اسنے نور کو خود سے نہیں لگایا تھا، اسکے اظہار پر وہ خوشی سے چلایا نہیں تھا، اسکے بار بار پکارنے سے بھی وہ نہیں اٹھا تھا اور نور کو اسکی کچھ دیر کی ہی لاتعلقی مار دینے کے لئے کافی تھی....

زایان نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آیا نور شافع کے پاس بیٹھی تھی زایان آگے آیا وہ شافع کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا وہ زمین کی طرف دیکھ رہا تھا....

نور کافی دیر ہو گئی ہے باہر چلو، نور اٹھتے ہوئے بولی زایان تم ہی اسکو بولو نہ کہ اب اٹھ جائے میری نہیں سن رہا شاید تمھاری سن لے تمھے تو یہ اپنا بھائی کہتا ہے نہ تم ہی اس سے بولو نہ..... زایان نے نظریں اٹھا کر شافع کی طرف دیکھا....

پھر نور سے بولا باہر چلو... نور نے نفی میں گردن ہلائی زایان کو پتا تھا وہ نہیں اٹھے گی زایان نے آہستہ سے اسکا بازو پکڑا اور اسے لے کر باہر آ گیا.... نور نے ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے اپنا بازو نکالا....

اور چیختے ہوئے بولی تم سمجھ کیوں نہیں رہے وہ آج میری کچھ سن ہی نہیں رہا.....

وہ مجھ سے محبت کے دعوے کرتا ہے، مجھ پر اپنی جان نچھاور کرتا ہے، میرے آنسوں اسے تکلیف پہنچاتے ہیں، وہ میری ایک آواز پر میرے سامنے آجاتا ہے وہ مجھے پریشان نہیں دیکھ سکتا لیکن آج وہ مجھے پریشان دیکھ کر کس طرح خاموش ہے کیا وہ مجھے محسوس بھی نہیں کر پا رہا.....

نور نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا، تیمور صاحب، ابراہیم صاحب، اور باقی سب بھی وہیں موجود تھے..... تیمور صاحب اسکے سامنے آئے تم پریشان مت ہو بیٹا اسے ہوش آجائے گا.... نور بے بسی سے انکی طرف دیکھ کر بولی لیکن کب؟ مجھے لگ رہا ہے سب کچھ میری مٹھی میں سے ریت کی طرح پھسل رہا ہے اور میں کچھ کر بھی نہیں پا رہی میں سب کچھ کھو رہی ہوں... تیمور صاحب اسکے سر پر ہاتھ رکھ کے بولے تم کچھ نہیں کھو رہیں جو تمھارا ہے وہ تمھارا ہی رہے گا کوئی تمھے اس سے دور نہیں کر سکتا.....

نور نے بے بسی سے دیوار سے سر ٹکا دیا.....زایان نے ایک نظر نور کو دیکھا اور آئی سی یو کے اندر چلا گیا.....وہ شافع کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور زور سے بولا کیسے آدمی ہو تم؟ تم اس لڑکی سے محبت کے دعوے کرتے ہو کیا اسکے آنسوں تمھارے دل پر نہیں گر رہے کیوں تنگ کر رہے ہو تم سب کو مانا کے تمھے نظروں میں رہنا کا شوق ہے لیکن یہ کیا طریقہ ہے تنگ کرنے کا....

زایان نے آنکھیں رگڑیں مانا کے غلطی کی ہے گاڑی نہیں رکوانی چاہیے تھی تو ٹھیک ہے یار نہیں کھاؤں گا کپ کیک اب کبھی لیکن پلیز اٹھ جا یار.....زایان نے آگے آ کر شافع کے سینے پر ہاتھ رکھا اور جھکتے ہوئے بولا پلیز اٹھ جا یار میں تیرے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں شافع کے بغیر زایان کچھ نہیں ہے.....زایان کا آنسوں شافع کے ماتھے پر گرا تھا.....

زایان کتنی ہی دیر یوں کھڑا رہا پھر سیدھا ہوتے ہوئے بولا اگر دو گھنٹے میں تجھے ہوش نہیں آیا نہ تو بس تو دیکھ یو میں نور کو گھر بھیج دوں گا تو یہ سب اسی لئے کر رہا ہے نہ کے نور تیرے ساتھ رہے لیکن اب اگر تو نہیں اٹھا نہ تو میں نور کو زبردستی گھر بھیج دوں گا اور جب تک نہیں آنے دوں گا جب تک تو آنکھیں نہیں کھول لیتا.....

زایان تیزی سے باہر نکل گیا,,,,

شام ہونے کو تھی زایان نے زبردستی حیدر صاحب، ابراہیم صاحب اور تہمینہ بیگم کو گھر بھیج دیا تھا..... کیونکہ گھر پر ارحام اور باقی سب بھی پریشان ہو رہے تھے....

نور اور زایان نے رات سے کچھ نہیں کھایا تھا اور نور کی حالت ایسی تھی کہ اگر وہ کچھ دیر اور یہاں رکتی تو گر جاتی.... زایان پانی کی بوتل اسکے پاس لے کر آیا اور کھول کر اسکے آگے کی پانی پی لو... نور نے نفی میں گردن ہلائی زایان اصرار کرتے ہوئے بولا بھوکے پیاسے رہنے سے تو کچھ نہیں ہو گا پانی پی لو..... نور اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی شافع کو کب ہوش آئے گا؟ لہجے میں التجا اور بے بسی تھی، زایان نے نظریں چرائیں آجایئے گا اسے ہوش تمھاری دعائیں رائگاں تو نہیں جا سکتیں.... نور نے گردن جھکا دی....

شام چھ بجے کے قریب نرس ڈرپ چیک کرنے آئی سی یو میں آئی تھی..... جب شافع نے آہستہ سے انگلیاں ہلائیں اور آہستہ سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن روشنی کی وجہ سے اسکی آنکھیں چندھیا گئیں.... اسنے دوبارہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا درد کی ایک شدید لہر اسکے جسم میں دوڑی تھی اور اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا ماں.....

نرس نے گردن موڑ کر شافع کی طرف دیکھا وہ آہستہ آہستہ گردن ہلا رہا تھا لیکن وہ آنکھیں کھولنے میں ناکام تھا نرس تیزی سے باہر آئی.... زایان فوراً کھڑا ہوا تھا نرس ڈاکٹر

کو بلانے جا رہی تھی زایان نے پریشانی سے پوچھا کیا ہوا؟ نرس ڈاکٹر کو بلاتے ہوئے بولی پیشنٹ کو ہوش آ رہا ہے....

نور اور تیمور صاحب تیزی سے آگے آئے اس سے پہلے کے وہ اور کچھ پوچھتے نرس ڈاکٹر کو لے کر اندر چلی گئی.... وہ تینوں شیشے کے پاس کھڑے ہو گئے..... شافع درد کی وجہ سے گردن دائیں سے بائیں ہلا رہا تھا وہ آہستہ آہستہ کسی کو پکار بھی رہا تھا اسکے منہ پر آکسیجن لگا تھا ڈاکٹر نے اسکی ہارٹ بیٹ چیک کرتے ہوئے نرس کو ایک انجیکشن تیار کرنے کو کہا....

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا تو تیمور صاحب نے بے چینی سے پوچھا کیسا ہے میرا بیٹا اب؟ ڈاکٹر نے ایک ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ تیمور صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا اب پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے.... انھے آہستہ آہستہ ہوش آ رہا ہے بس درد کی وجہ سے انھے آنکھیں کھولنے میں مشکل ہو رہی ہے میں نے پین کلر کا انجیکشن دے دیا ہے کچھ دیر میں آپ لوگ مل لئے گئے....

زایان اسی وقت قبلہ رو ہو کے سجدے میں گیا تھا وہ رو رہا تھا بے تحاشہ رو رہا..... تیمور صاحب نے اسکی کمر تھپتھپائی، ڈاکٹر مسکراتے ہوئے زایان کو دیکھ کر بولے آپکا بھائی

بہت ہمت والا ہے انھوں نے سمجھیں موت سے جنگ لڑی ہے ورنہ ہمیں کوئی امید نہیں تھی.... زایان کھڑا ہوا ہم کب مل سکتے ہیں اس سے ؟

بس کچھ دیر انتظار کر لیں پھر آپ مل سکتے ہیں.... زایان نے اثبات میں سر ہلایا.... تیمور صاحب نے نور کا سر تھپتھپایا تھا، زایان اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا میں نے کہا تھا نہ وہ ہمیں ایسی نہیں چھوڑ سکتا نور مسکرا دی....

تیمور صاحب شافع کے سامنے کھڑے تھے انھوں نے آہستہ سے اسے آواز لگائی شافع..... شافع نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں... تیمور صاحب اسکے قریب آئے اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا کیسا محسوس کر رہے ہو؟ شافع کچھ دیر انھے دیکھتا رہا پھر اٹک اٹک کر بولا "نور کہاں ہے"؟ تیمور صاحب باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے وہ باہر ہے بیٹا..... شافع نے اپنا ہاتھ اٹھانا چاہا لیکن تیمور صاحب نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھام لیا شافع انکی طرف دیکھ کر بولا اسے بلا دیں پلیز.....

تیمور صاحب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی، اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے ٹھیک ہے بھیجتا ہوں.....

تیمور صاحب باہر آ گئے شافع نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں.... کچھ دیر بعد اسے اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اسنے آنکھیں کھولیں..... سامنے زایان چہرے پر غصہ لئے کھڑا تھا شافع نے اسے دیکھ کر کچھ لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں پھر دوبارہ کھولیں..... شافع نے ہاتھ اوپر کر کے منہ پر سے آکسیجن ماکس ہٹانا چاہا زایان نے فوراً غصے سے اسکا ہاتھ نیچے کیا ابھی تمھے اسکی ضرورت ہے اسی لئے لگایا ہوا ہے ورنہ کسی کو شوق تو نہیں ہے تمھارے منہ پر یہ فٹ کرنے کا....

شافع ہلکا سا مسکرایا، اسے بولنے میں تکلیف ہو رہی تھی زایان اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولا یار مانا کے تمھے پروٹوکول کی عادت ہے لیکن یہ کونسا طریقہ ہے پروٹوکول حاصل کرنے کا؟ شافع نے اسے اشارے سے قریب ہونے کو کہا زایان نے اپنا کان اسکے قریب کیا.... شافع آہستہ آہستہ بولا تم ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہو میں نے سوچا میں بھی کچھ نیا کر کے دیکھوں.... زایان ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا تم کچھ نیا کرنے کا مت سوچا کرو بھائی یہ سب کام میرے ہیں مجھے ہی کرنے دیا کرو... شافع اسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولا تم روئے تھے کیا؟ زایان نے فوراً ہنستے ہوئے نظریں چرائیں میں روؤں گا وہ بھی تمھارے لئے دماغ خراب ہے کیا تمھارا...؟ شافع اسے دیکھتا رہا.... اتنے میں نرس آئی اور اس نے ڈرپ میں کوئی انجیکشن ڈالا.....

زایان آگے آیااور شافع کا چہرہ تھامتے ہوئے بولا تم نے ہماری جان نکال دی تھی یار...
شافع نے زایان کا ہاتھ پکڑا میں سچ بتاؤں ؟زایان نے اثبات میں سر ہلایا...."مجھے لگا تھا میں نہیں بچوں گا"زایان کا چہرہ سپاٹ ہوا، ایسے کیسے نہیں بچتے تم، تمھے ایسے ہی تھوڑی نہ آزاد کر دیتے.... شافع کی آنکھیں بند ہونے لگی شاید نیند کا انجیکشن ڈالا گیا تھا....
شافع آنکھیں کھل بند کرتے ہوئے بولا نور کہاں ہے ؟زایان ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا وہ تم سے نہیں ملے گی بھائی آئی تھی وہ تم سے ملنے کتنی دیر تک تمھے اسنے جگانے کی کوشش کی لیکن تمھاری تو نیند ہی پوری ہو کے نہیں دے رہی تھی.... شافع غنودی کی طرف جا رہا تھا وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا نور کو بلا دو پلیز....
زایان نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولا نہیں بھئی وہ نہیں ملے گی تم سے تم جانتے ہو اسنے رو رو کے سمندر بنایا ہوا تھا اور تم تو جانتے ہو تمھاری بیوی کس حد تک ڈھیٹ ہے ایک نہیں سن رہی تھی.... زایان نا جانے اور بھی کیا کیا کہہ رہا تھا لیکن شافع غنودی کی طرف چلا گیا

زایان نے گھر میں شافع کے ہوش میں آنے کی اطلاع دے دی تھی اور یہ خبر سن کر سب کا ہی سانس بھال ہوا تھا.... ارحام کسی کو بغیر بتائے ڈرائیور کے ساتھ ہاسپٹل آگئی تھی کیونکہ اسے زایان اور شافع دونوں کی فکر ہو رہی تھی.... وہ اوپر آئی زایان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا وہ تیزی سے زایان کی طرف بڑھی اسے دیکھ کر زایان کھڑا ہوا اور حیرت سے بولا تم کس کے ساتھ آئی ہو؟ اسکے سوال کا جواب دینے کے بجائے ارحام نے اسکے ہونٹ پر لگے زخم پر ہاتھ رکھا زایان ہلکا سا کراہتے ہوئے پیچھے ہوا..... ارحام پریشانی سے بولی آپ نے اس پر کچھ پر لگایا ہے؟،،، زایان نے اثبات میں سر ہلایا..... شافع کیسے ہیں؟ زایان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اب ٹھیک ہے ارحام نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا اور آپ؟ زایان نے مسکراتے ہوئے اسکے گال پر ہاتھ رکھا میں بھی بالکل ٹھیک ہوں.... ارحام فکر مندی سے بولی آپ نے کچھ کھایا ہے؟ زایان نے نفی میں گردن ہلائی کپڑے چینج کرنے گھر جاؤں گا تب کھالوں گا... ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی نور کہاں ہے؟ وہ نماز پڑھنے گئی ہے....

ارحام فکر مندی سے اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی آپ کو اور چوٹ تو نہیں آئی؟ زایان نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی، ارحام خفا ہوتے ہوئے بولی آپ کو اتنی رات میں سنسان سڑک پر گاڑی نہیں روکنی چاہیے تھی.... زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے

بولا میں آدھی راتوں کو بھی اکیلا گھوما ہوں لیکن اس رات بس یہ سب ہونا تھا تو ہو گیا....
ارحام اسکی طرف دیکھ کر بولی لیکن میں اب کبھی آپکو اسطرح آدھی رات میں کہیں نہیں جانے دوں گی، زایان ہنستے ہوئے بولا یار تمھارے کزن کو گولی لگی ہے اسکی پرواہ کرو تم مجھے نصیحتیں کر رہی ہو....
مجھے انکی بھی فکر ہے لیکن آپ تو میرے شوہر ہیں آپکی فکر مجھے زیادہ ہو گی.... آپ کو پتا ہے جب اتنی دیر تک آپکا فون نہیں لگا تو میں کتنی پریشان ہو گئی تھی.... زایان اسے دیکھتے ہوئے بولا میں جانتا ہوں.... کیا آپکا موبائل لے گئے وہ لوگ؟ زایان کندھے اچکاتے ہوئے بولا پتا نہیں سب کچھ اسطرح ہوا کے مجھے ہوش ہی نہیں رہا.... ارحام نے اثبات میں گردن ہلائی آپ بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں، زایان نے مسکراتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھکا ہوا تھا تمھے دیکھ کر اب ساری تھکن اتر گئی ارحام نے مسکراتے ہوئے گردن جھکائی،،، تایا ابو تو یہیں رکے تھے وہ کہاں گئے؟
پولیس والے آئے تھے دوبارہ وہ ان سے بات کرنے گئے تھے آتے ہی ہونگے ابھی.....
اتنے میں تیمور صاحب وہاں آ گئے ارحام کو دیکھ کر پوچھا تم کب آئیں بیٹا؟ میں بس تھوڑی دیر پہلے آئی ہوں....

زایان نے تیمور صاحب سے پوچھا انکل پولیس نے کیا کہا کچھ پتا چلا؟ تیمور صاحب نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور موبائل نکالتے ہوئے زایان کے آگے کیا..... جو جگہ تم نے بتائی تھی وہاں سے انھے تمھارا یہ موبائل ملا ہے وہاں آس پاس لگے سی سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج بھی انھوں نے نکلوائی ہے لیکن وہ کسی کام کی نہیں ہیں اندھیرے کی وجہ سے کچھ صاف نظر نہیں آرہا.... اور جو گن تم نے انھے دی تھی اسکا بھی کوئی لائسنس وغیرہ نہیں ہے..... زایان نے بھنویں اٹھاتے ہوئے پوچھا تو پھر؟ تیمور صاحب اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے پولیس کوشش کر رہی ہے لیکن ایسا کوئی بھی سوراخ نہیں ملا جس سے وہ لوگ پکڑے جائیں، اس لئے کوئی فائدہ نہیں ہے زایان بھنویں میچتے ہوئے بولا پولیس ٹھیک طرح تحقیقات کرے نہ ایسے کیسے کوئی سوراخ نہیں ملا، میں نے پولیس کو انوالو کر کے غلطی کر لی میں خود ہی یہ معاملہ اپنے طریقے سے سنبھال لیتا پولیس سے کچھ نہیں ہو پائے گا....

تیمور صاحب نے زایان کو غصے میں دیکھا تو اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے شافع ٹھیک ہے اس سے زیادہ ہمیں کیا چاہیے تم چھوڑو اس معاملے کو اب پولیس خود یہ سب سنبھال لے گی..... لیکن انکل، ارحام بولی زایان تایا جی ٹھیک کہہ رہے ہیں، شافع ٹھیک ہیں یہی

کافی ہے اس معاملے کو اور مت بڑھائیں پلیز۔۔۔۔۔وہ لوگ تو اب تک نا جانے کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہونگے....

لیکن میں انھے اسطرح تو نہیں چھوڑ سکتا انکی وجہ سے شافع کی کیا حالت ہوئی تھی.....

ارحام اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی لیکن شافع اب ٹھیک ہے پلیز اب آپ کوئی خطرہ مول نہیں لیں...زایان نے ارحام کو دیکھا اور پھر گردن جھکادی.....

---

part4#_

زایان فریش ہو کر باتھ روم سے نکلا ہاسپٹل میں تیمور صاحب اور نور تھے وہ کپڑے چینج کرنے کے لئے گھر آیا تھا....ارحام کھانا کمرے میں ہی لے آئی،زایان صوفے پر بیٹھا تھا ارحام زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی ٹیبل پر کھانا رکھ رہی تھی،،،،زایان اسے بغور دیکھ رہا تھا.....ارحام نے اسکی پلیٹ میں کھانا ڈالا اور اسکے آگے کرتے ہوئے بولی شروع کریں.....زایان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے برابر میں بٹھایا تم نے کھایا؟ارحام نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر نفی میں گردن ہلائی،زایان پلیٹ اسکے آگے کرتے ہوئے بولا تو شروع کرو پھر کھانے کو زیادہ دیر انتظار نہیں کرواتے،ارحام مسکرادی.....

شافع کو کچھ گھنٹے Under observation میں رکھنے کے بعد اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا لیکن درد کی وجہ سے اسے پین کلرا نجیکشن دیئے گئے تھے جس کی وجہ سے اس پر مسلسل غنودی طاری تھی.... نور صوفے پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی نرس اسکی ڈرپ چیک کر کے گئی تو نور اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی... اسنے آہستہ سے شافع کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، وہ اسی طرح بیٹھی تھی کچھ دیر بعد شافع نے آنکھیں کھولیں، شافع اسے دیکھ کر آہستہ سے مسکرایا....

نور کو لگا تھا جیسے زندگی واپس آئی ہو.... شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے سینے پر رکھا عین دل کے اوپر نور نے آنکھیں بند کر کے اسکی دھڑکن محسوس کرنا چاہی.... شافع ٹھہر ٹھہر بولا کہاں تھی تم؟ نور اسے دیکھتے ہوئے بولی میں تو یہیں تھی لیکن تم آنکھیں ہی نہیں کھول رہے تھے.... شافع ہلکا سا مسکراتا ہوا بولا اب تو کھول لی ہیں نہ.... نور نے نظریں جھکائیں،،، شافع نے اسکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی میں ٹھیک ہوں اب.... نور نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اسکی آنکھوں میں آنسوں تھے، میں بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا کہ میں تمھے کھو دوں گی، شافع نے اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا اور انگھوٹے سے سہلاتے

ہوئے بولا مجھے بھی لگا تھا کہ میں تمھے آخری بار دیکھ رہا ہوں..... نور نے روتے ہوئے احتیاط سے شافع کے سینے پر سر رکھ لیا.... شافع مسکراتے ہوئے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا میں بیمار ہوں کچھ تو رحم کرو.... تم مجھے خود سے الگ ہونے کا کہہ رہی ہو؟ شافع مسکراتے ہوئے بولا نہیں میں یہ کہہ رہا ہوں جو کہنا چاہتی ہو وہ کہہ دو،،،، میں اظہار کرنا چاہتی ہوں،،،، شافع آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا تو کرو نہ.... نور اسکے سینے پر انگلی پھیرتے ہوئے بولی الفاظ نہیں ہیں.... شافع شرارت سے بولا یعنی مجھے پھر سے بے ہوش ہونا پڑے گا.... نور نے فوراً اسکے سینے پر سے سر اٹھایا، اور اسے گھورنے لگی، شافع مسکراتے ہوئے بولا مزاق کر رہا ہوں..... نور خاموش رہی تو شافع بولا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں پہل کروں؟

نور نے مسکراتے ہوئے گردن جھکائی شافع مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر کے بولا "ایسے مت کیا کرو مجھے ویسے بھی تم سے عشق ہو گیا ہے" نور نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکے ہاتھ پر سر رکھا.... اور "مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے" شافع اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تم کیا انتظار کر رہی تھیں کہ مجھے کچھ ہو اور تم اظہار کرو.... نور اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی ایسا تو کچھ نہیں ہے... شافع بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا اچھا تو پھر پہلے اظہار کیوں نہیں کیا؟ نور کندھے اچکا کر بولی بس میری مرضی..... شافع ہنسا، اچھا ایک

بار پھر کہو نہ... نور نے بھنویں اچکائیں کیا؟ یہی کے تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ نور شرارت سے آنکھیں چڑھا کر بولی میں نے اظہار پہلی اور آخری مرتبہ کیا اب تمھے الفاظ نہیں آنکھیں پڑھنی پڑیں گی..... شافع دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا آخر تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو؟ نور منہ بناتے ہوئے بولی تم نے مجھے بہت رلایا ہے یہ اس بات کی سزا ہے.... شافع نے اسکا ہاتھ چوما یہ تو میرے اختیار میں نہیں تھا نہ نور اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی تم وعدہ کرو کے مجھے کبھی نہیں چھوڑو گے؟ شافع اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا میں تم سے کیوں دور جاؤں گا لیکن موت اور زندگی پر تو کسی کا اختیار نہیں یہ تو حقیقت ہے.... نور اسکے بازو پر سر رکھ کر بولی میں ایسے کسی حقیقت پر یقین نہیں کرنی چاہتی..... یعنی تم دھوکے میں جینا چاہتی ہو....؟

نہیں میں بس تمھارے ساتھ جینا چاہتی ہوں.... شافع مسکراتے ہوئے بولا میری ظالم بیوی کو مجھ سے اتنی محبت کب ہوئی؟ نور پلکھیں جھپکاتے ہوئے بولی تم محبت کے قابل ہو تم سے کسی کو بھی محبت ہو سکتی ہے.... لیکن میں صرف تمھاری محبت کا طلبگار ہوں، شافع اچانک کراہیا نور نے سر اٹھایا اور پریشانی سے پوچھا درد ہو رہے ہے کیا؟ شافع نے آنکھیں بند کر کے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا نور فوراً اٹھتے ہوئے بولی.... میں ڈاکٹر کو

بلا کر لاتی ہوں.... شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا نہیں رہنے دو بس تم یہیں رہو نور وآپس بیٹھ گئی اور اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی ہاں لیکن ڈاکٹر کو بلا دیتی ہوں نہ....

شافع نے نفی میں گردن ہلائی بس تم مجھے پانی پلا دو،، نور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولی ڈاکٹر نے منا کیا ہے ابھی شافع بھنویں میچتے ہوئے بولا اب کیا مجھے پیاسہ مارنے کا ارادہ ہے کیا..... نور کچھ کہنے والی تھی اتنے میں زایان اور ارحام اندر آئے نور فوراً شافع کے پاس سے اٹھی زایان نے ان دونوں کو دیکھ کر معنی خیز انداز میں گلہ کھنکارہ، زایان شافع کے پاس آتا ہوا بولا یار انسان بیمار ہو تب تو بیوی کا پیچھا چھوڑ دے.... شافع مسکرایا،، ارحام آگے آتے ہوئے بولی اب کیسی طبیعیت ہے آپکی؟ شافع نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اب ٹھیک ہوں لیکن جیسے جیسے انجیکشن کا اثر ختم ہو رہا تھا درد کا احساس بڑھتا جا رہا تھا....

شافع نے زایان کو قریب آنے کا اشارہ کیا زایان اسکے قریب ہوا تو شافع بولا مجھے پانی چاہیے.... زایان سیدھا ہوتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا پانی کیا، جوس، چائے، کوفی، سیگریٹ سب تمھے دیں گے لیکن کچھ دیر میں ابھی ڈاکٹر نے منا کیا ہے.... شافع نے بے بسی سے آنکھیں موند لیں. زایان اسکے بال بکھیرتے ہوئے بولا تم نے ہمیں ڈرا دیا تھا یار، شافع نے آنکھیں کھولیں میں موت کو بہت قریب سے دیکھ کر آیا

ہوں زایان پتا نہیں کونسی چیز میرے اور موت کے درمیان آگئی.... زایان نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا اپنی بیوی کی طرف دیکھو جواب مل جائے گا شافع نے مسکراتے ہوئے نور کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھایا نور نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں میں دے دیا....

زایان پھر شرارت سے بولا ویسے یار اگر کپ کیک نہیں کھلانے تھے تو مت کھلاتے خود گولی کھانے کی کیا ضرورت تھی، فضول میں ہاسپٹل کا اتنا خرچا کروادیا.... نور منہ بنا کر بولی تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے اسنے خود بولا تھا کہ آؤ مجھے گولی مارو.... کمرے میں قہقہہ بلند ہوا....

زایان شافع کے پاس اسٹریچر پر بیٹھا اور اسکے گلے لگ کر اسے دبوچتے ہوئے بولا خبردار آئندہ اگر تم نے ہمیں چھوڑ کے جانا کا سوچا بھی تو تم چلے گئے تو میرے کھانے پینے کا خرچہ کون اٹھائے گا.... شافع نے مسکراتے ہوئے اسکے بال بکھیرے.... تمھے چھوڑ کر میں کہاں جاؤں گا ہر جگہ تمھے ساتھ لے کر جاؤں گا بے فکر رہو.... زایان اس سے الگ نہیں ہوا تو، شافع اسکے بال کھینچتے ہوئے بولا اب اٹھ بھی جاؤ یار مجھے درد ہو رہا ہے....

زایان ہنستے ہوئے اس سے الگ ہوا اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا تمھارا آپریشن ہوا ہے....

شافع نے باہر دروازے کی طرف دیکھ کر پوچھا بابا آئے تھے کہاں ہیں؟ زایان اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا وہ رات سے یہاں تھے میں نے انھے ابھی زبردستی گھر بھیجا

ہے.... شافع چھت کی طرف دیکھنے لگا تو زایان بولا انھوں نے تمھے خون دیا ہے
شافع.... شافع نے حیرت سے زایان کی طرف دیکھا، زایان نے اثبات میں سر ہلایا شافع
نے ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ چھت کی طرف دیکھا نور اسکا کندھا سہلاتے ہوئے
بولی وہ بابا ہیں تمھارے بہت محبت کرتے ہیں تم سے بہت پریشان تھے وہ تمھارے
لئے.... شافع نے نور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی....
زایان بولا اچھا بھئی یہ سب باتیں چھوڑو اور شافع یار جلدی ٹھیک ہو ہمارا ولیمہ پوسٹ
پون ہو گیا ہے صرف تمھاری وجہ سے.... شافع اسکی طرف دیکھ کر بولا تو کس نے کہا تھا
ولیمہ پوسٹ پون کرنے مجھے اسی طرح اسٹریچر پر لے جاتے....
زایان ارحام اور نور کی طرف دیکھ کر بولا ویسے آئیڈیا برا نہیں ہے سب کا قہقہہ بلند ہوا...

اگلے دن شافع ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹا سو رہا تھا، ساری رات اسے درد کی وجہ سے نیند نہیں
آئی تھی..... نور بھی صوفے پر بیٹھی تھی، اتنے میں دروازہ کھول کر تیمور صاحب اور
تہمینہ بیگم اندر آئے.... نور انھے دیکھ کر کھڑی ہوئی... تیمور صاحب نے نور سے پوچھا
اب کیسی طبعیت ہے شافع کی؟ نور اثبات میں سر ہلا کے بولی ابھی سویا ہے ڈاکٹر نے پین
کلر کا انجیکشن بھی دیا تھا لیکن پھر بھی درد کم نہیں ہو رہا تھے.... تہمینہ بیگم روتے ہوئے

شافع کے قریب آئیں، چہرہ کیسے اتر گیا ہے میرے بچے کا... تہمینہ بیگم نے شافع کے سر پر ہاتھ پھیرا... شافع کو آہٹ محسوس ہوئی تو اسکی آنکھ کھول گئی تہمینہ بیگم کو اپنے سامنے دیکھ کر اسکے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی... تہمینہ بیگم نے اسکا ماتھا چوما،،،وہ رو رہیں تھی شافع انکا ہاتھ پکڑ کر بولا روئیں تو مت میں زندہ ہوں ابھی....

تہمینہ بیگم اسے دپٹتے ہوئے بولیں فالتو باتیں مت کرو... شافع ہلکا سا مسکرایا شافع ان سے کچھ کہنے والا تھا تیمور صاحب پیچھے سے آگے آئے....

شافع نے خالی خالی نظروں سے انکی طرف دیکھا، تیمور صاحب نے اسکے قریب آکر پوچھا کیسی طبعیت ہے اب تمھاری؟ شافع انکی طرف دیکھے بغیر بولا ٹھیک ہوں....

تیمور صاحب نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے کیا تم اپنے باپ کو معاف نہیں کر سکتے؟ تم تو میرے جیسے نہیں ہو تم انا سے نہیں دل سے فیصلے لیتے ہو تو کیا تمھارے دل میں میرے لئے تھوڑی سی بھی جگہ نہیں ہے؟ شافع کچھ نہیں بولا..... مجھے معاف کر دو شافع میری ساری زندگی دولت اور شہرت کے پیچھے بھاگتا رہا لیکن تمھے اسطرح دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ میں جن چیزوں کے پیچھے بھاگ رہا ہوں یہ سب تو وقتی ہے میرا اصل آثاثہ تو تم ہو.... مجھے پتا ہے تم میرا یقین نہیں کرو گے لیکن

میں نے تمھارے لئے کبھی کچھ برا نہیں چاہا ہاں بس یہ ہے کہ میں نے تمھارے لئے وہ کرنا چاہا جو میں چاہتا تھا یہ کبھی نہیں سوچا کہ تم کیا چاہتے ہو....

شافع انکی طرف دیکھ کر بولا مجھے اپنے لئے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے لیکن میں اپنی ماں کو نہیں بھول سکتا آپکی دی ہوئی عزیت نہیں بھول سکتا آپکا ایک ایک لفظ مجھے آج بھی یاد ہے، میں اپنی ماں کی چینخوں کو اسکے بہتے خون کو کیسے نظر انداز کر دوں.... کیا آپ میری ماں واپس لا سکتے ہیں؟ تیمور صاحب نے گردن جھکائی.... تہمینہ بیگم اسکا ہاتھ دباتے ہوئے بولیں لیکن میں تو تمھارے پاس ہوں نہ بیٹا؟ شافع انھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا آپکا مقام تو بالکل الگ ہے ماما مجھ میں ایک بہت بری یا پتا نہیں اچھی عادت ہے میرے دل میں سب کا الگ الگ مقام ہے میں کسی کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دے سکتا جس طرح میں آپکو اپنی ماما پر ترجیح نہیں دے سکتا اسی طرح میں آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا آپکا بہت خاص مقام ہے میرے دل میں میں بہت محبت کرتا ہوں آپ سے لیکن میں اپنی ماما کو بھی نہیں بھول سکتا نہ.... تہمینہ بیگم نے اسکا ہاتھ تھپتھپایا....

تیمور صاحب اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے میں نے تمھاری ماں کو جان پوچھ کر دھکا نہیں دیا تھا وہ صرف ایک حادثہ تھا بیٹا.... شافع انکی طرف دیکھ کر بولا میں جانتا ہوں وہ ایک حادثہ تھا لیکن اسکے بعد جو آپ نے کیا وہ تو حقیقت تھی نہ؟ تیمور صاحب نے

ہونٹ بھینچے... میں جانتا ہوں میں نے بہت غلط کیا تمھاری ماں کے ساتھ اور تمھارے ساتھ بھی لیکن کیا تم مجھے ایک اور موقع نہیں دے سکتا کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے ؟ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں بیٹا تم میری اولاد ہو میں تمھے تکلیف میں کیسے دیکھ سکتا ہوں ؟نور نے شافع کے کندھے پر ہاتھ رکھا، شافع کی آنکھ کے کنارے سے آیک آنسوں بہا شافع خاموش تھا... نور اسکا کندھا سہلاتے ہوئے بولی....

انسان چلے جاتے ہیں یادیں رہ جاتی ہیں،،، غلطیاں ہو جاتی ہیں معافی دے دی جاتی ہے.... تم بھی دل بڑا کرو شافع،،،، خوشیاں تمھاری منتظر ہیں بس تمھے اپنا ہاتھ بڑھانا ہے..... شافع نے ایک نظر نور کو دیکھا اور پھر تہمینہ بیگم کو تہمینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ سہلایا، شافع تیمور صاحب کی طرف دیکھ کر بولا میں وعدہ نہیں کرتا لیکن کوشش کر سکتا ہوں آپ محبت دیں گے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا.... سب کے چہرے پر والہانہ مسکراہٹ پھیلی تھی.... تیمور صاحب نے مسکراتے ہوئے اسکے سر پر پیار کیا شافع نے بھی مسکراتے ہوئے انکا ہاتھ پکڑا تھا تہمینہ بیگم اور نور مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے لگیں

شافع ایک ہفتہ ہاسپٹل میں رہنے کے بعد گھر آگیا تھااور جلد ہی اسنے ریکور بھی کر لیا تھا ایک مہینے بعد زایان اور ارحام کا ولیمہ بھی ہو گیا تھا.....

زایان اور ارحام ٹیرس پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے، زایان ارحام سے بولا یار تمھے نہیں لگتا کہ اب ہمیں ہنی مون پر کہیں چلنا چاہیے ؟ارحام بھنویں اٹھاتے ہوئے بولی کہاں چلنا چاہیے ؟زایان مسکراتے ہوئے بولا جہاں تم کہو...ارحام اسی کے انداز میں مسکراتے ہوئے بولی جہاں آپ کہیں، زایان ہنستے ہوئے بولا یار تم اتنی اچھی کیوں ہو ؟ارحام مسکراتے ہوئے بولی کتنی ؟زایان دل پر ہاتھ رکھ کر بولا بہت....

دل کو موم کرنا تمھے خوب آتا ہے....ارحام مسکرائی آپ پر ایسی باتیں سوٹ نہیں کرتیں....زایان آگے ہوتے ہوئے بولا کیسی باتیں ؟؟؟ارحام کندھے اچکاتے ہوئے بولی یہی پیار محبت والی باتیں،،،،زایان نے قہقہہ لگایا اور پھر اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا تو پھر کیسی باتیں سوٹ کرتیں ہیں ؟

ارحام مسکراتے ہوئے بولی چاکلیٹس، فروٹس، فرائس والی باتیں اچھی لگتی ہیں....زایان مسکراتے ہوئے بولا ہائے سچ کہہ رہی ہو ؟ارحام نے ہنسی دباتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی...زایان اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا تو پھر اگر تمھارے ہاتھ کی چائے کے ساتھ فرائس مل

جائیں تو کیا ہی بات ہے ؟ارحام منہ لٹکاتے ہوئے بولی زایان کبھی تو کھانے کے بغیر باتیں کر لیا کریں....

زایان بھنویں اٹھاتے ہوئے بولا بھئی تم نے ہی تو کہا کہ میں فرائس وغیرہ کی باتیں کرتا ہوا اچھا لگتا ہوں....ہاں تو میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ آپ ابھی منگوالیں....زایان نے ہنستے ہوئے اسکے ہاتھ پر پیار کیا ٹھیک ہے مت بناؤ....ارحام اٹھتے ہوئے بولی اب ایسا تو ہونے سے رہا کہ آپ کچھ کہیں اور میں نہ کروں....زایان نے اپنے سر پر ہاتھ مارا ٹھیک ہے میری فرمابردار بیوی جیسا آپ کو ٹھیک لگے...ارحام نے ہنستے ہوئے اسکے بال بکھیرے اور وہاں سے جانے لگی زایان فوراً اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا میرے بال مت خراب کیا کرو یار سخت چڑ ہے مجھے،ارحام فوراً واپس آئی اور پھر سے اسکے بال بکھیر کر نیچے دوڑ لگادی پیچھے سے زایان نے چیختے ہوئے اسے آواز لگائی ارحام.....

زایسن کے ولیمے کے اگلے دن شافع نور کو لے کر کشمیر کے لئے نکل گیا تھا وہ اسے اپنی ماما کا گھر دیکھانا چاہتا تھا.....وادیِ کشمیر جسے جنت بھی کہا جاتا ہے ان دنوں میں وہ واقعی جنت کا منظر پیش کر رہی تھی زمین اور گھر ہلکی سفید روئی نما برف سے ڈھکے ہوئے تھے.....

شافع نے اس گھر کی دیکھ بھال کے لئے ایک بابا کو رکھا ہوا تھا، شافع وہاں ہر دو تین مہینے بعد چکر لگا لیتا تھا اور باقی دنوں میں وہ بابا ہی وہاں کی دیکھ بھال کرتے تھے....

شافع نور کو ساتھ لئے اس گھر میں داخل ہوا وہ پورا گھر لکڑی کا بنا تھا وہ گھر چھوٹا تھا لیکن نہایت ہی خوبصورت.... نور لگاتار اپنے ہاتھ رگڑ رہی تھی اسنے موٹی سی جیکٹ بھی پہن رکھی تھی لیکن پھر بھی سردی سے اسکا برا حال تھا راستے میں ہی اسے نزلہ زکام بھی ہو گیا تھا..... اسکی ناک سرخ ہو رہی تھی جسے وہ بار بار رگڑ رہی تھی شافع اسے دیکھ کر ہنسا اور اسکے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے بولا یار اتنی بھی سردی نہیں ہے جتنی تمھے لگ رہی ہے.... نور ہاتھ رگڑتے ہوئے بولی تمھے پتا تو ہے مجھے کتنی سردی لگتی ہے.... شافع نے ہنستے ہوئے اسکا بازو سہلایا کوفی پیو گی؟ نور فوراً گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے بولی اشد ضرورت ہے..... شافع آنکھ مارتے ہوئے بولا تو پھر بناؤ نہ..... نور چڑتے ہوئے بولی شافع.....!

شافع اسکی تھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا ہاں بولو نہ شافع کی جان..... نور نے ہنستے ہوئے اسکے سینے پر سر رکھا اور بولی تم بناؤ نہ ویسے بھی تم زیادہ اچھی بناتے ہو، شافع شرارت سے بولا سچ میں؟ نور نے فوراً آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا ہاں نہ سچ میں.... زایان اسکے ماتھے پر آئے ہوئے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا پہلے بولو.... شافع

وارثی میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں.... نور فوراً اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی شافع وارثی میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں....

شافع نے ہنستے ہوئے اسکے سر پر پیار کیا آئے نور شافع میں بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور اب اسی بات پر آپ جا کے اپنے شوہر کے لئے کوفی بنائیں.... نور اسے گھورتے ہوئے بولی شافع یہ غلط بات ہے.... شافع ہنستا ہوا بولا کیا کروں یار تم خود تو کبھی بولتی نہیں ہو اسلئے مجھے ہی کچھ نہ کچھ کر کے بلوانا پڑتا ہے....

نور نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا اور کچن کی طرف چلی گئی.... کچھ دیر بعد جب وہ کوفی کے کپ اٹھائے کمرے میں آئی تو شافع کمرے میں بیٹھنے کے بجائے بالکنی میں بیٹھا ہوا تھا اسکے ہاتھ میں "رباب" تھا جس کے ساتھ وہ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا.... نور اسکے سامنے کپ رکھتے ہوئے بولی تم یہاں کیوں بیٹھے ہو کلفی بننا ہے کیا؟ شافع ہنستا ہوا بولا مجھے یہاں اچھا لگ رہا ہے.... نور اپنا کپ اٹھاتے ہوئے بولی لیکن مجھے بالکل بھی نہیں وہ اندر جانے لگی شافع نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا پلیز بیٹھو نا ابھی....

نور اسکے سامنے بیٹھ گئی اسنے گرما ہٹ کے لئے کپ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا ہوا تھا شافع کے ہاتھ میں موجود رباب کو دیکھ کر بولی تمھے بجانا آتا ہے یہ؟ شافع ہنسا اور شرارت سے

بولا نہیں مجھے تو بجانا نہیں آتا تمھے آتا ہے ؟نور کندھے اچکا کر بولی مجھے کیسے آئے گا لیکن مجھے یہ سننا بہت پسند ہے....

شافع مسکراتے ہوئے بولا تو پھر میں بجاؤں ؟نور مسکراتے ہوئے بولی ہاں نہ پلیز....

شافع مسکرایا چلو ٹھیک ہے.... شافع نے رباب کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور نور کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر آہستہ سے بجانا شروع کیا.... نور دونوں ہاتھوں میں کوفی کا کپ لئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی..... شافع تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس پر نظر ڈال رہا تھا.... شافع کسی پشتو گانے کی دھن اس پر بجا رہا تھا جو اس سناٹے میں بہت ہی پیاری لگ رہی تھی.... گھر کے پیچھے ہی کچھ فاصلے پر ندی موجود تھی جس کا ہلکا سا شور جیسے کانوں کو سکون پہنچا رہا تھا.....

شافع نے ہاتھ روک کر نور کی طرف دیکھا تو نور نے کپ رکھ کر اسکے لئے تالی بجائی، شافع نے مسکراتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کے داد وصول کی.... اتنا اچھا تو بجاتے ہو اور تم کہہ رہے تھے بجانا نہیں آتا شافع نے ہنستے ہوئے کوفی کا کپ اٹھا لیا....

نور باہر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کتنی حسیں رات ہے نہ وادیِ جنت، تم، میں، بھاپ اڑتی کافی کے دو کپ، یہ خوبصورت دھن اور زندگی مکمل ہو جیسے.....

شافع کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے بولا ہاں سب کچھ بہت خوبصورت ہے لیکن تم سے زیادہ نہیں.... نور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی سب کچھ قاتلانہ ہے لیکن تمھاری آنکھوں سے زیادہ نہیں....

شافع دل پر ہاتھ رکھ کے بولے... ہائے یہ حسین رات اور آپکا ہم سے اظہارِ محبت واللہ فنا ہو جائیں گے ہم آپکو دیکھتے دیکھتے.... نور نے اسکی بات پر قہقہہ لگایا... اسکے ساتھ ہی شافع کی ہنسی بھی گونجی تھی...

(تین سال بعد)

زایان آپ کیا کر رہی ہیں اسے نیچے اتاریں گر جائے گا..... زایان اسے ہیلی کاپٹر بنائے سارے گھر میں اڑا رہا تھا اور اسکی کھلکھلاہٹ پورے گھر میں گونج رہی تھی.... زایان اسے ڈائننگ ٹیبل کی طرف لے کر گیا اور فروٹ باسکٹ کے اوپر الٹا لٹکا دیا.... وہ جیسے ہی فروٹ اٹھانے کی کوشش کرتا زایان اسے اوپر کر دیتا جب زایان نے دو سے تین دفعہ اسکے ساتھ ایسا کیا تو وہ غصے سے دھاڑے مارنے لگا..... زایان نے ہنستے ہوئے اسے سیدھا کر کے فوراً اپنے گلے سے لگا لیا.... اور اسکے ہاتھ میں ایک سیب پکڑا دیا جسے وہ بہت غور

غور سے دیکھتا پھر منہ سے لگالیتا.... وہ ابھی کھانے کے کابل نہیں ہوا تھا لیکن کوئی بھی کھانے کی چیز دیکھ کر وہ ایسے لپکتا تھا جیسے سب کھا جائے گا.... وہ زایان کی کاپی تھا...

ارحام اسکے سامنے آکر کھڑی ہوئی اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولی حائم ماما کے پاس آؤ.... وہ فوراً ارحام کی گود میں چلا گیا زایان اسے منہ بنا کر دیکھنے لگا اور پھر جیب سے چاکلیٹ نکال کر اسکے آگے لہراتا ہوا بولا حائم بابا کے پاس آؤ.... حائم نے فوراً زایان کے پاس جانے کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے.... زایان نے ایک قہقہہ لگاتے ہوئے اسے اپنی گود میں لے لیا....

میراب سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اسکے پاس آکر بولی بھائی آپ خود تو بھکڑ تھے اپنے بیٹے کو بھی بنا رہے ہیں....

زایان اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا،،، خبردار جو میرے بیٹے کو تم نے بھکڑ کہا....

میراب حائم کے گال کھینچتے ہوئے بولی، میں اپنے گولو کو کیوں بھکڑ کہوں گی میں تو آپکی بات کر رہی ہوں.... ارحام ان دونوں کو دیکھ کر بولی آپ دونوں اب لڑنا مت شروع کر دیئے گا ابھی ڈنر کے لئے دیر ہو رہی ہے.... زایان حائم کی طرف دیکھ کر بولا میرا بیٹا ڈنر پر کیا کھائے گا....؟ حائم کو نا جانے اسکی کیا بات سمجھ آئی تھی اسنے کھلکھلاتے ہوئے زایان کے سینے میں منہ چھپا لیا..... اسکی اس حرکت پر سب ہی ہنسے تھے...

شافع بار بار اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا اور وہ بار بار ہنستے ہوئے اپنی آنکھوں پر سے شافع کا ہاتھ ہٹاتی تو شافع فوراً اسکے سر پر پیار کرتا.... اسنے اپنے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے شافع کا چہرہ تھاما ہوا تھا.... شافع بار بار اسے بولتا ایشو بولو بابا آئی لو یو.... اور وہ شافع کی بات کے جواب میں پاپاپاپاپانا جانے کیا بولتی اور شافع ہنستے ہوئے بولتا آئی لو یو ٹو بابا کی جان..... وہ بالکل نور کی طرح تھی لیکن اسکی آنکھیں شافع کے جیسی تھیں ہلکی براؤن کانچ جیسی...

نور کمرے میں آئی شافع میں کب سے بلا رہی ہوں کھانا کھالو.... شافع ایشل کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولا نور اب مجھے تمھارے اظہارِ محبت کی ضرورت نہیں ہے، مجھ سے محبت کرنے کے لئے اب میری بیٹی کافی ہے..... شافع نور کے سامنے آکر کھڑا ہوا تو نور منہ بناتے ہوئے بولی ایشل کو دیکھ کر بولی آپ بابا کو ماما سے دور کر رہی ہو؟؟؟ ایشل نے اس سے منہ پھیر کر اپنے دونوں ہاتھ شافع کے گلے میں ڈال دیئے.... شافع نے اپنا دوسرا بازو نور کے گرد پھیلایا اور ایشل کو آواز دی ایشو....

ایشل نے پہلے نور کو دیکھا، جس کے گرد شافع نے بازو پھیلایا ہوا تھا پھر اسنے شافع کی طرف دیکھا اور منہ بنانا شروع کیا چند سیکنڈ کے بعد اسکے رونے کی آواز گونجی تھی....

شافع ہنستے ہوئے اسے بہلانے لگا اور نور سے بولا Noor she is jealous

to you نور ہنستے ہوئے بولی یہ تمھارے معاملے میں ابھی سے بہت possessive ہے کسی کو بھی تمھارے قریب برداشت نہیں کر سکتی یہاں تک کے مجھے بھی نہیں..... شافع ہنسا، اور ایشل کو پیار کرتے ہوئے بولا میری بیٹی بہت محبت کرتی ہے مجھ سے، اور میری تو جان بستی ہے اس میں.... نور اسے دیکھتے ہوئے بولی تمھاری بیٹی کی ماں بھی تم سے محبت کرتی ہے اسکے لئے بھی تھوڑی سی محبت بچالو.... شافع نے نور کو قریب کرتے ہوئے اسکے سر پر پیار کیا تمھارا الگ مقام ہے نور تمھاری جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا.... نور نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اچھا اب چلو کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے.... شافع مسکراتے ہوئے بولا ہاں ہاں بالکل چلو.... وہ دونوں مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر چل دیئے.....

*_*_*_*_*_*_*_*_*_*_*

"The End"